اصدق امتی ابوبکر و اشدہم فی امر اللہ عمر و اصدقہم حیاءً عثمان و اقضاہم علی

سبحان اللہ یہ عجیب گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جس کے ہر غنچہ دل سے احوال خلفائے صحابہ کی نسیم عنبر شمیم ہر طرف پہنچ رہی ہے یہ عجیب روضہ رضوان ہے کہ جسکی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ کر رہی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہے المسمیٰ بہ

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے تحفۂ گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبیار گلزار پند و موعظ حضرت مولینا مولوی عبدالحی صاحب بہے واعظ کے طبع ہوا

گل ہمیں پنج روز و شش باشد — وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

حسب فرمایش ملا محمد مراد صاحب پشاوری بکمال خواہش شایقین کیا بی زیور طبع آراستہ ہوا

المطبع المحبوب شاہی الواقعہ فی بلدۂ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲

...ست کتاب منتظار ... الاحباب فی احوال الاصحاب

اصدق امتی ابوبکر و اشدهم فی دین الله عمر و اصدقهم حیاءً عثمان و اقضاهم علی

سبحان اللہ یہہ عجب گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جسکے ہر غنچہ و گل سے احوال خلفا صحابہ کی نسیم عنبر شمیم ہر طرف بہہ رہی ہی اور یہہ عجیب روضہ رضوان ہے کہ جسکی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ کریمہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہی المسمی بہ

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے نخلبند گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبیار گلزار پند و مواعظ حضرت مولانا مولوی عبد الحی صاحب واعظ کے طبع ہوا ہے

گل ہمین پنجروز و شش باشد　　وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

المطبع المحبوب شاہی الواقعہ فی بلدہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَصَفِيِّهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَبَدًا اما بعد جاننا چاہیے کہ حضرت سید انام علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب اُمت کے بہ نسبت ایک امتیاز تام حاصل ہی اور وے سب خواص امت سے فایق اور فاضل۔ کہ وے کعبۂ دین کے رکن رکین ہین اور حضرت سید المرسلین کے مصاحب ہمنشین قصر شریعت کے ستون ہین۔ اور اکابر ارباب خیر القرون۔ جوہر شمشیر شجاعت ہین زینت سریر سخاوت شہسوار عرصۂ بسالت ہین۔ یکران بیشۂ شہامت معدن صدق وصفا ہین مخزن مہر ووفا۔ خوشہ چین گلشن رسالت ہین۔ آبیار گلزار ولایت نجوم آسمان ہدایت ہین۔ رجوم شیطان ضلالت۔ عنوان دیوان کرامت ہین۔ سلطان ایوان صداقت مطلع انوار اہتدا ہین۔ مجمع اسرار اقتدا۔ جبال صبر وتحمل ہین۔ بحار جود وتبذل۔ ساقی خمخانۂ ایمان ہین شمع کاشانۂ ایقان۔ مورد انوار اذکار ہین۔ غواص دریاے افکار۔ راہ خدا مین جان نثار ہین۔ جنت اور اسکے خریدار رضوان ایزدی سے مبشر ہین۔ عنایات سرمدی سے مفتخر۔ انکا محب محب پیغمبر ہے۔ انکا عدو عدو ہے خیر البشر انکی محبت سرمایۂ سعادت ہی۔ انکی عداوت مورث ضلالت وشقاوت۔ شرع شریف مین انکی تبعیت پر ترغیب آئی ہی۔ اور انکی مخالفت پر ترہیب۔ انکی پیروی باعث رفع درجات ہی۔ انکا وسیلہ وسیلۂ نجات۔ آیات قرآنی سے انکی فضیلت نمایان ہی۔ کلام ربانی سے انکی عزت وحرمت درخشان۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ انکی قرب معیت نبوی کی شان ہے۔ اور انکی اتصال معنوی کی دلیل وبرہان۔ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ اغیار پر انکا تشدد

ہے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ انکی باہم شفقت و وداد تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا انکی وصف طاعت سے ہے -
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ انکی صدق نیت - فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ انکی صدق نیت کا بیان
ہے فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ انکے سکون و اطمینان کی شان - أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ
عَلَى الْكَافِرِينَ ان کے اخلاق حمیدہ کی تعریف ہے يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ
لَوْمَةَ لَائِمٍ انکی اوصاف پسندیدہ کی توصیف - وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ انکا ایثار بیان
ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ انکے انعام کریمی کی اشارت ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
... لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ... وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ انکی ساعی
جمیلہ ہے وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ انکا اجر جزیل أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ انکے ورود کا مقام ہے خَالِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ انکا تتمہ انعام و اکرام - هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي
انکے صبر جمیل کی صفت ہے - وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ انکے جزاے جمیل کی بشارت أُولٰئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا انکے کمال ایمان کا تذکرہ ہے لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ انکی نوید مغفرت و بدل
کا تذکرہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ انکے تقرب کی شان ہے الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
انکے انفاق کے جود و سخا کا بیان - الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً انکے فرق
انواع صدقات کی تفصیل ہے - إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ انکی حمایت حضرت کی تجلیل سبحان اللہ ایسے ہی آیات بینات انکے
سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات انکے کمال اجلال پر دال ہین - لسان انسان انکی تشریح و تبیان
مین لال ہے ؎ جب کلام خدا کلام رسول ۔ انکی مدح و ثنا مین ہو منقول ۔ پھر ہو کیونکر مجال انسانی ۔
کرے اس باب مین قلم رانی - سبحان اللہ احادیث صحیحہ مین انبیاے اولوالعزم کے ساتھ انکی شباہت آئی ہے
چنانچہ کسیکو حضرت ابراہیم اور کسیکو حضرت نوح اور کسیکو حضرت لوط اور کسیکو حضرت ہارون اور حضرت عیسےٰ کے
ساتھ علیہم الصلوٰۃ والتحیات انشاء اللہ تعالی وہ سب حدیثین آگے ہر ایک کی منقبت کی باب مین آئینگی
کتاب و سنت اور دین و شریعت حضرت سے سب امت کو پہنچنے مین انہین بزرگوارون کا واسطہ
ہے - یعنے قرآن کریم کی آیتین اور حضرت کی حدیثین اور آپکی نبوت کے دلیلین پیچھے آنیوالون کو تواتر کے
ساتھ انہین کے وساطت سے پہنچے - اور دین اسلام کے احکام سب انہین سے سیکھے

پیچھے

اُنکے صدق و عدالت کو دستاویز نکرے۔ اور انکی وساطت اور روایت کو درمیان سے اٹھا وے تو
حقیقت مین دین و قرآن سے ہاتھ اٹھایا اور اسلام و ایمان سے ہاتھ دہویا نعوذ باللہ منہا۔ جب اعجاز قرآن
کے راوی اور دین متین کے ناقل اور شرع مبین کے محافظ اور حامل وہی ہین۔ ہر مومن کے ذمے پر انکا
حق ثابت اور انکا عزو اکرام لازم ہے اور انھون نے دین و ملت کی اعانت اور شرع و سنت کی حفاظت
یہان تک کی اور کفر و ضلالت کے مٹانے مین ایسی کوششین بجالائے کہ جس سے زیادہ متصور نہین حضرت
سید کائنات مفخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عین حیات اور بعد وفات خدا و رسول کی محبت مین گہربار
اور اپنے شہر و دیار چھوڑے۔ اور اپنے ماںباپ اور اہل و عیال اور خویش و اقارب سے جدا ہوے اور اپنا جان
و مال فدا کئے۔ کفار و مشرکین و اشرار معاندین سے ہزارون جفائین کھینچے۔ اور طرح طرح کے آفتین و مصیبتین
اُٹھائے اور جب جہاد کا حکم آیا۔ کافرون کے جنگ و جدال مین ایسی جوانمردی کی داد دئے۔ اور ایسی دلاوری
اور بہادری کے کرشمے دکھلائے کہ کبھی چشم زمانہ دیکھا نہین۔ راہ خدا مین اپنا خون بہائے۔ اور اپنے
فرزندون اور دلبندون کو برادرون اور دوستون کو کٹائے۔ یہان تک کہ حق اپنے مرکز مین قرار پایا۔ اور دین
اسلام مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ لاکھون کافر مسلمان ہوے ہزارون شہر ہاتھ آئے اور ہزارون مسجدین
بنا ہوئین۔ اور ہزارون بتخانے ٹوٹ گئین اور صدہا امرا و سلاطین مطیع فرمان و حلقہ بگوش ہوے۔ الحمد للہ
آج تک اسلام ترقی مین ہے اللہ تعالیٰ انکی مساعی جمیلہ مشکور کیا اور اون سے راضی ہوا۔ اور وے اوس سے راضی
ہوے چنانچہ فرمایا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ غرض جب انکی حسن سعی سے دین اسلام ایسی شوکت اور غلبہ لیا
اور ربع مسکون مین اسکا رواج ہوگیا۔ اور نعمت اسلامی ہر ایک کو انہین کے سفرۂ واسطہ سے ہاتھ آئی۔ اور خلعت
ایمانی انہین کے وسیلے سے پہنچی تو ہر فرد مومن پر انکا بار منت ثابت اور انکا شکر احسان بجالانا واجب ہے
اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین تعلیم کی ہے کہ انکے پیچھے آنیوالے مومن انکے حق مین یہہ دعا کرین۔ رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا
إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ انکے فضایل و مناقب جو کتاب و سنت سے ثابت ہین
اور دین اسلام کے پھیلانے اور توحید و رسالت کے رواج دینے مین انھون نے جو مشقتین کھینچے ہین اور
جو مصیبتین سہے ہین اس سے واقف ہوکے انکی قدر و منزلت پہچانے تا اس دین حقہ کی بزرگی ہمیشہ پیش نظر
رہے اور اسکی محبت و فضیلت دل مین جاگیر ہووے۔ ایک چیز کے حاصل کرنے مین اگلون نے جو رنج و محنت اٹھائے

ہین جسقدر اسکی شرح و تفصیل معلوم ہوتی ہی۔ اسیقدر اس چیز کی قدر و عزت پچھلون کے دل مین جائے کرتی ہی
اور یہی بات اگلون کی پیروی پر پچھلون کو ترغیب دیتی ہی سبحان اللہ این کار دولت است کنون تا کرا رسید
اسیواسطے علماے اعلام و محدثین کرام سے اس باب مین مستقل کتابین تصنیف کئیں۔ اور صحابہ کا احوال تفصیل و تطویل
کے ساتھ لکھے۔ جیسے شیخ ابو عمرو ابن عبد البر نے کتاب استیعاب لکھی۔ اور حافظ حدیث عز الدین
ابن اثیر شافعی نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ تالیف کی اور شارح بخاری شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ کہ بیشک دس جلد ضخیم ہین تصنیف فرمائی۔ پھر آپ ہی اسکو مختصر کیا تو اسکے دو جلد کبیر
ہوئین۔ اور یہ سب علما و محدثین کے پاس نہایت مستند و معتبر ہین لیکن جب یہ کتابین عربی ہین عوام کو اس سے
کچھ حصہ نہین علامۂ شہیر فرد بے نظیر فضایل دستگاہ مولانا مرزا محمد باقر آگاہ علیہ الرحمہ نے تحفۃ الاحباب کے دیباچہ مین لکھا ہی کہ
اکثر علما بھی دسے عربی کتابین پڑہنے کی طرف مائل نہین بلکہ رات دن معقولات مین ہی شاغل ہین جب اس ملک کے علما کا یہ
حال ہو تو عوام کو صحابہ کے احوال سے کیا خبر ہی۔ اور فارسی ہندی مین ایسے کتابین نہایت کمیاب بلکہ حکم عنقا رکھتے ہین مگر
فارسی مین علامہ جلیل محدث نبیل سید جمال الدین محدث کی روضۃ الاحباب اور ہندی مین جناب آگاہ کی تحفۃ الاحباب کے سوا دوسری
کتاب دیکھنے مین نہ آئی تحفۃ الاحباب مین بھی فقط صحابہ کے مناقب مذکور ہین خلفاے اربعہ کے زمانے مین جو وقایع روے
اسمین تفصیل کے ساتھ مسطور نہین۔ اسکے مولف نے محض اختصار کے واسطے اسی پر اکتفا کیا۔ عوام اسقدر مناقب سے بھی آگاہ ہو تو غنیمت
سوجھا۔ ہان ہمارے زمانے مین فاضل شہیر ماہر حدیث و تفسیر مولوی بدر الدولہ بہادر مدراسی نے ایک کتاب مسمی ہشت گلزار
فی مناقب رفیق غار اچھی تالیف کی اور شرح و بسط کے ساتھ لکھا لاکن فقط ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال پر اکتفا کیا
اللہ تعالی اُن سب مولفون کو جزاے خیر دیوے آمین۔ یہہ فقیر ہیچمدان و حقیر ناتوان جب کتاب جمال السیر فی احوال سید البشر کی
تنظیم سے فارغ ہوا حضرت کا احوال ابتداے خلقت نور مقدس سے وفات شریف تک اسمین لکھا۔ بعضی دوستون نے خواہش
کیا کہ صحابہ کے احوال مین بھی ایک کتاب مبسوط لکھے۔ تا حضرت کے بعد وفات چارون خلیفون کی خلافت مین جو حالات
وقوع مین آئین ہین ترتیب معلوم ہووے۔ لاکن دوسرے تصنیفات کی ضرورت ایک کے بعد دوسری ایسی ہجوم کی کہ عرصہ
دس سال سے یہہ فرصت ہاتھ نہ دی۔ بارے اندنون سن بارہ سو اسی پر چہار ہجری عرفہ ذو الحجہ جمعہ کے دن جب بعونہ
تعالی شانہ ترجمہ تذکرۃ الاولیا کے اختتام سے فراغت حاصل ہوئی۔ اُسی روز توکلا علی اللہ المتعال یہہ کتاب مستطاب
آغاز کیا۔ چونکہ روضۃ الاحباب اسباب مین مشہور اور مستند و معتبر کتاب ہی چاہا کہ اسیکا ترجمہ کرے لاکن جب اسمین بھی
بعضے حالات اجمال کے ساتھ آئے ہین۔ اور بعضے وقایع نہین لکھے گئے ہین۔ لہذا جابجا دوسرے کتابون سے

بھی بعضے مضامین اخذ کرکے ایک مستقل کتاب کی بنا کیا اور اسکا نام حدیقة الاحباب فی احوال الاصحاب رکھا
اور ایک مقدمہ اور چند مقصد اور چہار باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا۔ علماے دااگاہ ماہران تواریخ و سیر سے ملتمس ہے کہ
جہان جہان نامنظور نظر ہو تو بقصد اسکے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے اس فقیر کو معذور رکھین اور براعات
اخوت اسلامی قلم اصلاح جاری کرین [illegible] اندر سخن * بہ خلق جہان آفرین کار کن * مناجات منظوم

یارب ترے لطف اور کرم سے * یارب تری رحمت عام سے
ہر امر مین دیجیے مجھکو اخلاص * تالیف ہوئی کتاب اسکے خاص

اور کیجیے مہیا اسکا سامان * کہ مشکلین میری سہل و آسان
اور جلد دے انصرام اسکو * دے خلعت اختتام اسکو

کر اسکو قبول یا الٰہی * از بہر رسول ای الٰہی
اور نفع دے اس سے مسلمین کو * کیا میر و فقیر اہل دین کو

دے قوت جسم و جان مجھکو * تاثیر بیان کی شان مجھکو
اور آفت سے رکھیے مجھکو محفوظ * اور صحت و عافیت سے محفوظ

دے مجھکو حضور و حفظ طاعات * اور دیجیے لذت مناجات
اور مجھکو تو اپنے ذکر مین رکھ * اور مستغرق تو فکر مین رکھ

اور نفس کو میرے تزکیہ دے * اور قلب کو میرے تصفیہ دے
کر مجھکو عطا کمال ایمان * اور مجھکو دکھا جمال عرفان

اور قرب سے اپنے کر سرافراز * اور کیجیے رضا سے اپنے ممتاز
زندہ رکھیے اس جہان مین جبتک * محتاج کسیکا کر نہ تب تک

مجھکو نہ لگا کسیکے در پر * لوگون مین مجھے ذلیل مت کر
مخلوق سے کیجیو دے دوری * درگاہ کی اپنے دے حضوری

از غیر خویش دہ زکاتم * منویس برین و آن براتم
جسطرح رکھیے اے رب متعال * رکھ اسمین سدا تو مجھکو خوشحال

دے مجھکو قناعت و توکل * تسلیم و رضا بھی اور تحمل
اور میری نظر مین میرے مولا * دنیا کو یہہ کر حقیر بتلا

اور جو ہین گروہ اہل دنیا * دے انسے نہ تو کو قرب اصلا
دنیا کی متاع فانیہ سے * یکسوئی مجھے تو اسقدر دے

گر گوشۂ چشم سے بھی اپنے * دیکھون طرف اسکے مین نہ گاہے
پنجاہ برس کی عمر میری * ہیہات گناہ مین ہی گذری

بوڑھا کیا جب مجھے باسلام * دے بخش مجھے اے رب علام
کر دولت مغفرت سے دلشاد * کر نار سقر سے مجھکو آزاد

رسم است کہ مالکان تحریر * آزاد کنند بندۂ پیر
بر سنت و سیرت صحابہ * دے مجھکو عمل تو گاہ و بیگاہ

از جود زیارت اے بے نیاز * کر مجھکو تو جلد تر سرفراز
اور موت دے مجھکو تو شہادت * از حرمت خاتم الرسالت

اصحاب نبی کا ذکر یارب * کرتا ہون یہان سے ابتدا اب
کر ختم سے جلد اسکو یارب * از بہر رسول و آل و اصحاب

مقدمہ صحابی کی تعریف مین جاننے کہ صحابی صحبت اور صحابت سے مشتق ہے۔ اور صحبت کی معنی کسیکے ساتھ رفاقت اور یاری دینی ہے۔ اور محدثین کی اصطلاح مین صحابی اسکو کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان لاکے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گذرا پس جسنے حضرت کی دولت دیدے سے محروم رہا یا حالت کفر مین

دیکھا۔ اور حضرت کے بعد مسلمان ہوا۔ یا حضرت کے وقت میں اسلام لایا اور بعد وفات مرتد ہوا۔ اور ارتداد کی حالت میں
ہی دنیا سے اٹھا نعوذ باللہ تو ایسے لوگ صحابہ میں داخل نہیں لاکن کلام اسمین ہے۔ میں تردد ہے کہ جو لوگ ظہور نبوت سے
آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور کہتے کہ پیغمبر آخر الزمان یہی ہیں پر
وے لوگ بعثت کا زمانہ نہ پایا ظہور نبوت کے آگے ہی دنیا سے سدھارے جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ اور بحیرا راہب
سو ایسے لوگ صحابہ میں داخل ہیں یا نہ۔ اماموں کی ایک جماعت جو صحابہ کی معرفت میں مستقل کتابیں تصنیف کیے ہیں ایسے
لوگ کو صحابہ سے نہیں گنے۔ اور انکے ذکر سے سکوت کئے ہیں پس ملاقات سے مراد وہی ملاقات ہے جو ظہور نبوت کے بعد ہوئی ہو
کیونکہ جمہور مصنفین صحابہ کی معرفت میں جو کتابیں لکھے ہیں ان کتابوں میں حضرت کی اولاد سے ابراہیم و عبداللہ جو ظہور
نبوت کے زمانے میں پیدا ہوئے سلسلہ صحابہ میں انکا ذکر لائے ہیں۔ اور قاسم جو زمانہ جاہلیت میں ولادت پائے تھے
انکو گروہ صحابہ سے شمار نہیں کئے ہیں۔ اور علما کو اسبات میں بھی تردد ہے کہ ملاقات سے مراد اپنی عقل و تمیز کی حالت میں
ملنا ہے یا نہ۔ علماے حدیث کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہے کہ عقل و تمیز کی حال میں ہی ملا ہو۔ کیونکہ حضرت نے بعضے بچون
کو جو تحنیک کئے تھے محققوں نے تصریح کیا ہے کہ وے اطفال صحابہ میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے عبداللہ بن الحارث
بن نوفل کہ حافظ ابو سعید نے کہا کہ حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا صُحْبَةَ لَهُ
بَلْ وَلَا رُؤْيَةَ أَيْضًا وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ قَطْعًا۔ یعنے حضرت اسکی تحنیک کئے اور اسکے حق میں
دعا مانگے لاکن اسکو صحبت نہیں بلکہ اسکو رویت بھی نہیں اور اسکی حدیث مرسل ہے۔ اور عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری
کی شان میں کہا۔ حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ رُؤْيَةٌ بَلْ هُوَ
تَابِعِيٌّ وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ اور متاخرین کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہے کہ جس نے بچپنے کی حالت میں حضرت سے ملا
اگرچہ روایت کے رو سے اسکی حدیث مرسل ہے لاکن شرف رویت کے سبب سے وہ صحابہ میں داخل ہے۔ اور اکثر اماموں
کے تصانیف اسی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ محمد بن ابی بکر صدیق کو صحابہ میں ذکر کئے ہیں حالانکہ انکی ولادت حضرت
کی وفات سے تین مہینے اور چند روز آگے ہوئی اور ایسا ہی اسبات میں بھی تردد ہے کہ صحابی کا اسم خاص بنی آدم کے ساتھ
ہے یا جن و ملایکہ کو بھی شامل ہے۔ راجح یہی بات ہے کہ جن کو بھی شامل ہے کیونکہ حضرت جنوں پر بھی مبعوث تھے اور وے اہل تکلیف سے
ہیں اور انمیں نیک و بد ہوا کرتے ہیں۔ پس جنات سے جنے حضرت کی حضور فیض گنجور میں پہنچا اور ایمان سے مشرف ہوا وہ صحابہ میں
داخل ہے۔ اور ملایک کو صحابہ سے شمار کرنا اسبات پر موقوف ہے کہ حضرت انپر مبعوث ہیں یا نہ اس مسئلہ میں خلاف ہے بعضے کہتے ہیں
کہ ملایک پر بھی مبعوث تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں واللہ اعلم پہلی روش صحابیت کے اثبات میں جاننا کہ بسبب

کا ثبوت کئی وجہ سے ہوتا ہے پہلی وجہ تواتر ہی یعنے ایک جماعت کثیر متفق ہوکے کہین کہ فلان صحابی ہی جیسے خلفائے اربعہ اور باقی عشرہ المبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم دوسری وجہ شہرت ہے یعنے ایک جماعت جو حد تواتر سے کم رہے خبر دیوے کہ فلان صحابی ہی جیسے عکاشہ بن محصن اسدی وضمام بن ثعلبہ وغیرہما۔ تیسری وجہ یہہ کہ صحابہ سے ایک شخص خبر دین یا کوئی تابعین سے کہین کہ فلان صحابی ہی چوتھی وجہ یہہ ہے کہ ایک شخص جو حضرت کا ہمعصر ہوا اور وہ اپنی حالت سے خبر دیوے کہ مین صحابی ہون۔ اور اسکا صحابی ہونا عادت کی راہ کرتے ممکن ہو حضرت کے ہمعصر ہونیکا مد حضرت کے وفات کے ایک سو سال تک ہے پس اگر سو سال کے بعد کسی نے دعوا کریگا کہ مین صحابی ہون تو اسکا دعوا مقبول نہین کیونکہ حضرت نے اپنی اخیر عمر شریف مین فرمائے کہ واللہ کل کی شب روئے زمین پر جتنے زندگان ہین ان سب کو اللہ تعالی نے مجھ پر ظاہر کیا ان زندگون سے ایک سو برس کے بعد کوئی باقی نرہیگا۔ اسی دلیل سے حفاظ احادیث رسول واکابر ثقات علما نے کئی کذاب ابو الفضول کو جیسے ربیع بن محمود ماردینی جو ہجرت سے پانسو نوے پر نو سال کے بعد اور بابا رتن ہندی کو جو ہجرت سے چھے سو بیس برس کے بعد پیدا ہوے اور حضرت کی رویت وصحبت کا دعوی کئے صحابہ سے نہین گنے اور انکے دعوی کو رد کر دئے۔ پہلا چمن

ان آیتون کے بیان مین جو عموماً سب صحابہ کبار اور خصوصاً مہاجر و انصار کی فضیلت مین آئے ہین۔

بیان صحبت

پہلی یہہ آیت جو سورہ بقر مین آئی ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۰ یعنے اسیطرح بنائے ہم تمکو امت درمیان کی جو برگزیدہ ہی تا ہوو تم گواہ لوگونپر اور ہووے میرا رسول تم پر گواہ۔ دوسری یہہ آیت جو سورہ آل عمران مین آئی ہی۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنے تم سب امتون سے بہتر ہو۔ اور ایک قول ہی کہ تم سب امتون سے بہتر تھے علم الہی مین یا لوح محفوظ مین یا روز میثاق مین جو اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب مین جلدی کئے اور سید الانبیا کی تابعداری اور حضور باشی سے سرفراز ہوئے ○ حق نے حضرت کو کیا ہے جبکہ خیر المرسلین پس کیا ہی آپکی امت کو بھی خیر الامم ✦ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نکالی گئی یہہ امت لوگون کے واسطے تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم کرتے ہو نیکیون کا اور منع کرتے ہو برائیون سے۔ صاحب روضۃ الاحباب نے کہا کہ مشاہیر ائمہ تفسیر نے اسبات کی تصریح کئے کہ ان ہر دو آیتون مین خطاب صحابہ کی طرف ہی تیسری یہہ آیت جو سورہ آل عمران مین آئی ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ۔ پس یہہ بات اللہ تعالی کی رحمت سے ہی جو تو نرم دل ہوا انکے واسطے ای میرے پیغمبر وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر تو ہوتا بد خلق سخت دل تو البتہ منتشر ہو جاتے تیرے گرد سے یعنے تیرے نزدیک سے فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

پس تو انکی تقصیر سے درگذر اور معاف کر اور بخشش مانگ انکے لیے یعنی اگر انسے کوئی تقصیر ہو جو تیری ذات سے علاقہ
رکھے نہ دین سے تو معاف کر۔ اور حقوق الٰہی ادا کرنے مین انسے کوتاہی ہو تو اللہ تعالی سے اسکی بخشش طلب کر۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ
اور ان سے مشورت کیا کر کام مین تا تیرے ساتھ انکی محبت زیادہ ہووے اور انکی قدر بڑھ جاوے جیسے حضرت کی عقل کامل
اور رائے صائب تھی کسی سے مشورت کرنے کی حاجت نہین تھی لاکن اللہ تعالی نے حضرت کے صحابہ کی عزت و حرمت ظاہر کرنے کے
لیے اور انکی دلجوئی کے واسطے یہہ حکم فرمایا۔ جیسے بادشاہ ہوتے ہین کہ کام اپنا آپ اپنے مصاحب رفیقا و مقربون سے مشورت کرتے ہین ویسا ہی
حضرت کو حکم ہوا کہ اپنے اصحاب سے مشورت کرین۔ اس آیت سے صحابہ کی بڑی قربت اور فضیلت ثابت ہوئی فَإِذَا عَزَمْتَ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ پھر جب تو قصد کیا یعنی مشورت کے بعد جب ایک بات ٹھہرا لیا تو بھروسا کر اللہ تعالی پر یعنی بندے کو
لازم ہے کہ ہر کام مین اللہ ہی پر بھروسا کرے اسکے سوا کسی پر اعتماد نکرے مشورت کرنے اور رائے لینے سے توکل مین خلل نہین
آتا ہے۔ بالکل تدبیر چھوڑ دینا توکل نہین ہے بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ تعالی پر تفویض کیا چاہیے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِينَ مقرر اللہ تعالی دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالون کو۔ چوتھی یہہ آیت جو سورہ فتح مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ یعنی محمد رسول ہین اللہ کا۔ اور وے لوگ جو اسکے ساتھ ہین
سخت دل ہین کافرون پر۔ رحم و شفقت کرنیوالے ہین آپس مین ایک دوسرے پر تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔ تو دیکھتا ہے انکو اے میرے
رسول رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنیوالے یعنی اکثر وقت نماز مین مشغول ہین۔ اگرچہ یہہ مناقب سب صحابہ کو شامل ہین لاکن ایک ایک لفظ
مین ایک ایک صحابی کی طرف اشارہ ہے وَالَّذِينَ مَعَهُ صدیق اکبر کی مدح ہے کہ ہر جنگ اور ہر سفر مین اور ہر حال مین انکو
حضرت کی معیت حاصل تھی یہان تک کہ غار مین بھی رفاقت کی۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ عمر فاروق کی صفت ہے جو کافرون اور
منافقون کے ساتھ نہایت شدت اور سختی رکھتے تھے۔ سب علما کا اتفاق ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ عثمان ذو النورین کی وصف ہے کہ
مومنون اور خویشون کے ساتھ کمال شفقت و مہربانی سے پیش آتے تھے۔ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علی مرتضی کی ثنا ہے کہ
اکثر اوقات طاعات و عبادات مین گذارتے تھے۔ یہان تک کہ لوگ ہزار تکبیر کی آواز آپکی خلوت سے سنا کرتے تھے يَبْتَغُونَ
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ چاہتے ہین وے صحابہ اللہ تعالی کا فضل اور اسکی خوشی سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ
السُّجُودِ۔ انکی علامتین انکے چہرون مین ظاہر ہین سجدون کے اثر سے کتاب مین لایا ہے کہ نماز کا اثر انکی پیشانیون سے
جلوہ گر تھا۔ نمازیون کے چہرے اہل دل کے نظر مین آفتاب کے مانند تابان رہتے ہین کہ مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ
وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ یعنی جس نے رات مین نماز زیادہ پڑھا ہے اسکا چہرہ دن کے وقت تازہ اور روشن رہتا ہے۔ نفحات مین
مذکور ہے کہ جب ارواح قرب الٰہی کی برکت سے مصفا ہوتے ہین۔ انوار معرفت انکے بدن پر ظہور کرتے ذَلِكَ مَثَلُهُمْ

فِی التَّوْرٰیۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ۔ یہہ اوصاف جو انکی مذکور ہوئے اسیطرح توریت مین اور اسیطرح انجیل مین مذکور ہین
کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ۔ جیسے ایک کھیت کہ اپنی شاخ نکالا پھر مضبوط
کیا اس شاخ کو پھر موٹا ہوا پھر کھڑا رہا اپنی ساق پر یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب مین ڈالتی ہے اسکی مضبوطی اور خوبی و درستی
کھیتی کے بونے والون کو یہہ ایک مثال ہے اسکے مشائخ حضرت سید ابرار و آپکے اصحاب و قاربین کہ پہلے دعوت اسلام
ضعیف تھی و دن بدن قوی ہوئے اور بڑھتی گئی قوت ہی رہی۔ اور یہی لوگون کو تعجب کا سبب ہوا اللہ تعالی نے یہہ
تمثیل اسلیے فرمائی لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ تا جلاوے انسے کافرون کو۔ امام قشیری نے فرمایا کہ یہہ آیت اصحاب کی ثنا مین
ہے پس جو کوئی انسے جلیگا اور ناخوش ہوگا وہ کفار مین داخل ہو جائیگا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وعدہ دیا اللہ نے ان لوگون کو جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے مِنْھُمْ انمین سے یعنے تمام اصحاب کرام سے وعدہ
کیا ہی مَغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا بخشش کا اور بڑے اجر کا رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ پانچوین آیت جو اسی
سورہ مین آئی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہین تجھ سے سو وے
بیعت کرتے ہین اللہ تعالی سے کہ اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ اسکو بیعت الرضوان کہتے ہین۔ یَدُ اللّٰہِ
فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ اللہ تعالی کی قدرت کا ہاتھ انکے ہاتھون پر ہے یعنے وے صحابہ کا عہد قرار نہایت سچا اور نہایت استوار
ہے اللہ تعالی انکو کفار پر غالب کریگا۔ اور اپنے پیغمبر کو نصرت دیگا اور آخرت مین انکو ثواب عطا فرماویگا شیخ سلمی رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا کہ یہہ جمع کا مقام ہے اللہ تعالی نے جمع کا مرتبہ کسیکے واسطے ظاہر نہ فرمایا۔ مگر اشرف موجودات کے واسطے جیسا کہ
ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنے جسنے اطاعت کی رسول کی سو بیشک اطاعت کی اللہ کی چھٹی
یہہ آیت جو اسی سورہ مین ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ یعنے مقرر خوشنود
ہوا اللہ تعالی ان مسلمانون سے جسوقت کہ بیعت کرتے تیرے سے نیچے جہاڑ کے فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ پھر جانا جو ان کے
دلون مین ہے یعنے انکی پاک یقین فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ پھر اتارا انپر آرام و چین اور انعام
دیا انکو نزدیک کی فتح یعنے خیبر کی فتح پاسکے کی وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا اور بہت سے غنیمتین ہین جو
لیوینگے انکو وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ اور ہے اللہ تعالی زبردست حکمت والا کہ اپنے دوستون کو دشمنون پر غالب
کرتا ہی ساتوین یہہ آیت جو سورہ توبہ مین آئی ہے لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ
وَاَنْفُسِھِمْ۔ لیکن رسول اور وے لوگ جو ایمان لائے اور اسکے ساتھ ہوکے جہاد کیے اپنے مالون اور جانون سے
وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرَاتُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور انہین کو ہے خوبیان۔ اور وہی پہنچے مراد کو آٹھوین

یہ آیت جو سورۂ آل عمران میں آئی ہے فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ یعنی وے
لوگ جو ہجرت کیے اور نکالے گئے اپنے گھر سے اور رنج دیے گئے میری راہ میں یعنے وے سابقین اسلام ہیں جیسے
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا اور جنگ کیے کافروں سے پیغمبر کے ساتھ اور مارے گئے یعنے مہاجرین لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ہر آئینہ ہم محو کرینگے انکے گناہ یعنے عفو کر دینگے اور ہم داخل کرینگے انکو بہشتوں میں
جاری ہیں جنکے نیچے سے نہریں۔ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ یہ انکا بدلہ ہی نزدیک سے
اللہ تعالی کے اور اللہ ہی کے یہاں ہے اچھا بدلہ۔ نوین یہ آیت جو سورۂ توبہ میں آئی ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور سبقت کیے ہوئے اگلے لوگ مہاجرین اور انصار سے
اور وے لوگ جو انکے پیچھے آئے اور انکی متابعت کئے نیکی کے ساتھ یعنے ایمان و طاعت میں انکے تابع ہوئے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ راضی ہوا اللہ تعالی ان سبھوں سے اور وے راضی ہوئے اس سے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا اور تیار کیا ہے اللہ تعالی انکے واسطے جنتیں کہ بہتی ہیں نیچے سے انکے نہریں ہمیشہ
رہینگے بیچ اسکے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ بڑی مراد پانی ہے دسوین یہ آیت جو سورۂ انفال میں آئی ہے وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور وے لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کیے اور جہاد کیے اللہ کی راہ میں
وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اور وے لوگ جو ایمان لائے بعد مہاجروں کو جگہ دیئے اور پیغمبر خدا اور انکی مدد کیے مشرکوں
کے مقابل میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ وہی لوگ سچے مومن ہیں انکے
واسطے ہے بخشش و امینی روزی گیارہوین یہ آیت جو سورۂ حشر میں آئی ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یعنے غنیمت کا مال ان فقراء مہاجرین کے واسطے ہے جو نکالے گئے اپنے گھروں سے جو مکے میں تھے
اور دور پڑے اپنے مالوں سے یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا چاہتے ہیں فضل اور بخشش اللہ تعالی سے اور اسکی خوشنودی
یعنے انکی ہجرت کچھ دنیا کے غرض کے واسطے نہیں بلکہ محض اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھی خدا و رسول کی محبت میں
اپنا مال اور وطن چھوڑے وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور یاری دیتے ہیں اللہ تعالی کی اور اسکے رسول کی اپنے جان اور
مال سے یعنے اللہ تعالی کا دین پھیلانے اور اسکے پیغمبر کے احکام رسالت جاری کرنے میں اپنے جان و مال سے تائید کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہی لوگ سچے ہیں یعنی دین اسلام میں اپنے قول و فعل کے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ اور جو لوگ
جگہ پکڑے سرا ہجرت اور دار ایمان میں یعنے مدینے میں اور امام ابی بکر نقاش کی تفسیر میں ہے کہ حضرت نے مدینہ کا نام ایمان رکھا
پس آیت کا معنا یہ ہوا کہ جن لوگوں نے مدینہ میں قرار پکڑا مِنْ قَبْلِهِمْ مہاجرین کے آگے۔ انسے مراد انصار کرام ہیں۔ جو اپنے شہر میں

ایمان سے مشرف ہوے۔ اور حضرت کے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کے وہاں آگے مسجد بنا اور جمعہ جماعت قایم کیے
یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ دوست رکھتے ہین اسکو جو وطن چھوڑ کر آوے انکے پاس اور ہر ایکو جگہہ دیتے ہین اور اپنے مال سے
اسکی مدد کرتے ہین وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا اور نہین پاتے ہین اپنے دلون مین کچھ حسد یا حقد
یا دغدغہ ان چیزون سے جو وے دے گئے ہین۔ نقل ہے کہ جب مہاجرین نے اپنے گھر بار اور مال و متاع مکے مین چھوڑا تھا تب مدینے آئے
انصار انکے مددگار ہوے اپنے مکانات اور باغات مین حصہ دئے اور وہان رہنے کا دیا کئے۔ یعنی زمین جو انکے پاس تھی
جب کہ حضرت نے بنی نضیر کو جلا وطن کئے انکو مدینہ کی سرحد سے نکال دئے اور انکا مال و متاع مسلمانون کے ہاتھ آیا تب حضرت نے انصار کو بلا کے
فرمائے کہ یہہ مال اور زمین تمھارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات جو مہاجرین کو دئے ہو انہین پر بحال
رکھو۔ یا یہہ سب مہاجرین پر ہی تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات انسے واپس لے لو۔ تب سعد بن ابی وقاص و سعد بن معاذ اور
سعد بن عبادہ جو انصار کے سرداروں سے تھے عرض کئے یا رسول اللہ ہماری نہایت خوشی اس بات مین ہے کہ بنی نضیر کا مال اور زمین وغیرہ
سب ہمارے بھائی مہاجرین پر ہی تقسیم فرما دین اور انکو ہم جو زمین اور باغات دئے ہین وہ بھی انہین پر بحال رکھین اور وے ہمارے
مکانات مین بھی تشریف رکھین کہ ہمارے گھر مین انکا رہنا خیر و برکت کا سبب ہے۔ حضرت یہہ سنکے بہت خوش ہوے اور انصار کے
حق مین دعا کئے اور وہ مال و باغات مہاجرین پر ہی تقسیم فرمائے سو حق سبحانہ تعالی انکی شان مین فرماتا ہے وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی
اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور ایثار کرتے ہین اپنے جانون پر اگرچہ ان چیزون کے ساتھ انکو حاجت رہے یعنی ایک چیز کی
انکو حاجت رہتی ہوئی مہاجرین کو مقدم رکھتے ہین آپکو اس سے باز رکھ کے وہ چیز انہین کو دیتے ہین۔ اسباب نزول مین لاے ہین
کہ بکری کا ایک سر بریان فقراے صحابہ سے ایک کے پاس کسی نے ہدیہ بھیجا وہ صحابی نے کہا کہ فلان میرے سے زیادہ محتاج ہے اسکے
پاس لیجائے اور وہ دوسرے نے تیسرے کو اپنے سے زیادہ حاجتمند جانکے اسکے پاس بھیجا وہ ایسا ہی نو شخص مین پھر آخر اول
جسکے پاس ہدیہ آیا تھا اُسیکو پہنچا۔ یہہ آیت وے درویشان توانگر کی شان مین نازل ہوی وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ اور
جسنے بچایا گیا ہو وے نفس اسکا بخل سے یعنے اپنے نفس کو مال کی محبت سے دور رکھے اور بخالت سے بچاوے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
پس وہی لوگ ہین خوبی اور بھلائی پائے ہوے ہر دو جہان مین وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ اور جو لوگ مہاجر اور انصار کے
بعد آئے اور آتے ہین انسے مراد وے مومن ہین جو قیامت تک ہووین اور صحابہ کے تابع رہین۔ اللہ تعالی نے ویسوں کی یہہ صفت
بیان کرتا ہے اور انکی یہہ علامت بتلاتا ہے یَقُوْلُوْنَ وے کہا کرتے ہین۔ یعنے صحابہ کے حق مین یہہ دعا کرتے ہین رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ اے پروردگار ہمارے بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو سبقت کئے
ہم پر ایمان لانے مین۔ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اور مت رکھ ہمارے دلون مین کینہ اور حسد اور خیانت

ان لوگون کے ساتھ جو ایمان لائے ہین ہمارے سینہ مین رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اے پروردگار ہمارے
مقرر تو مہربان رحم کرنیوالا ہی ہمارے حال پر توجہ کیجئے۔ اور اپنی رحمت سے ہمکو بخشش دیجئے اور ہمکو سابقین کی گروہ مین داخل فرما
مفسرون نے لکھا ہی کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کسیکو کینہ صحابہ کے ساتھ ہی تو اس کی بہرہ سے وہ ان تینون قسم
کے لوگون سے نہین۔ اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کے تین قسم ظاہر کیا۔ ایک مہاجر دوسرے انصار۔ تیسرے انکے
تابعین جو صحابہ کے ساتھ دلمین کینہ نرکھین اور انکے حق مین دعا کرین جیسا اللہ نے تعلیم کی ہی اور جسمین اس صفت سے موصوف نہو
وہ مومنون کے اقسام سے خارج ہی نعوذ باللہ منہا۔ امام ہمام امام محمد باقر رضی اللہ عنہ یہ آیتین تلاوت فرماکے شیعہ کو جو الزام اور انکو
جو فرمائے کہ تم اہل اسلام کے اقسام ثلثہ سے بھی نہین اور اپنی مجلس سے جو اخراج کر دیے اسکا بیان تطویل چاہتا ہی یہ مضمون تفسیر [illegible]
الازہر مین تفصیل کے ساتھ لایا ہی جو چاہین اسمین دیکھ لین غرض ایسی بہت سے آیتین صحابہ کی فضیلت پر تفسیر مین تفسیر قرآن کے
ماہرون پر پوشیدہ نہین اختصار کے لئے اسی پر اکتفا کیا۔ دوسرا چمن ان حدیثون کے بیان مین جو صحابہ
کی محبت و اکرام کی فضیلت اور انکے بغض و عداوت کی مذمت مین آئے ہین۔ پہلی حدیث
جو صحیح مسلم مین آئی ہی عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ
اِلَی السَّمَآءِ وَکَانَ کَثِیْرًا مِّمَّا یَرْفَعُ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ یعنی ابی بردہ بن ابی موسی اشعری سے جو ثقات
تابعین سے تھے اور کوفے کی قضاوت پر مقرر تھے اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ انکے والد نے خبر دی کہ حضرت نے
اپنا سر مبارک بلند کیے فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَۃٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ پس فرمائے کہ
آسمان کے امن کا سبب تارے ہین پھر جب تارے آسمان سے جاتے رہین جو وعدہ کیا گیا ہی آویگا یعنی آسمان ٹوٹ جائیگا قیامت
قایم ہوویگی وَاَنَا اَمَنَۃٌ لِّاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔ اور میرے صحابہ کے
لئے مین امن کا سبب ہون سو مین جسوقت اس عالم سے جاؤنگا میرے صحابہ کو جو وعدہ دیا گیا ہی اور تقدیر کیا گیا ہی انپر آپہنچیگا
یعنے آپس مین جنگ و جدال ہوویگا۔ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتَی اُمَّتِیْ مَا
یُوْعَدُوْنَ اور میرے صحابہ میری امت کیلئے امن کے موجب ہین۔ پھر جب میرے اصحاب دنیا سے جا رہینگے میری امت
کو جو وعدہ دیا گیا ہی آپہنچیگا یعنے بدعتین نکلینگی اور فتنے کھڑے رہینگے اور خیرات و برکات اٹھ جاوینگے۔ دوسری
حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آئی ہی عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ عمران بن حصین سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ سب زمانون مین میرا زمانہ بہتر ہے یعنے میرے زمانے کے لوگ جو میرے اصحاب ہین سب امت سے

مراد بقرنی میرا زمانہ ہے یعنی صحابہ پھر جو انسے نزدیک ہیں یعنی تابعین پھر جو انسے قریب ہیں یعنی تبع تابعین جاننا چاہئے کہ قرن ایک
زمانہ طویل کو کہتے ہیں اسکا ایک مقدار معین نہیں کہ لغت والون نے اسمین اختلاف کیا ہے تا اسکہ بعض کہتے ہین سو سال۔ اور بعض کہتے ہین
اسی سال۔ اور کشف وصراح وغیرہ مین تیس سال لکھا ہے۔ اور شارح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی نے اس مقام مین لایا کہ
قرن اسکو کہتے ہین کہ ایک زمانے کے لوگ جو ایک امر پر متفق رہین پس حضرت کے قرن والے جو صحابہ ہین ایک سو دس سال
تک باقی تھے۔ اور تابعین ایک سو سے ستر سال تک باقی تھے۔ اور سن ایک سو ستر سے دو سو بیس سال تک تبع تابعین
کا قرن تھا۔ پھر انکے بعد بدعتین ایجاد ہوئین فلاسفہ سر اٹھاتے اور معتزلہ نکلے اور دن بدن احکام سنت مین نقصان آنے
لگا۔ اور مخبر صادق کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ یعنی انکے
بعد ایسے لوگ آوینگے کہ وے گواہی دیوینگے حالانکہ انسے گواہی طلب کیجاویگی۔ شارحون نے لکھا ہے کہ اس جگہ شہادت سے مراد سوگند ہے
یعنے انکو سوگند دینے کے لیے جھوٹی سوگند کھاکے شاہدی دینگے۔ جیسا کہ دوسری روایت مین ایسا ہی آیا ہے وَيَخُوْنُوْنَ
وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ اور خیانت کرینگے اور امانت دار نہ رہینگے۔ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ اور اللہ تعالی سے نذر مانینگے
اور وفا نکرینگے۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ اور سوگند کھاوینگے حالانکہ سوگند نہ دئے جاوینگے تیسری
حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہے عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا
رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمائے کہ دوزخ کی آگ اسکو نہ لگیگی جسنے مجھے دیکھا ہو
یا اسکو دیکھے جسنے مجھکو دیکھا ہے یعنے صحابہ و تابعین چوتھی حدیث شرح السنۃ مین آئی ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ وَلَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ
انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت مین میرے صحابہ کھانے مین نمک کے مانند ہین
اور نمک کے سواے طعام لذیذ اور اچھا نہین ہوتا ہے۔ پانچوین حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ
فِيْ اَصْحَابِيْ عبداللہ بن مغفل جو اصحاب اہل شجرہ سے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمائے کہ اللہ
تعالی سے ڈرو اللہ تعالی سے ڈرو میرے صحابہ کے باب مین لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ
انکو میرے بعد مت پکڑو اور نشانہ مت بناؤ کہ انکی طرف طعن تشنیع کے تیر پھینکا کرین فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ
پس جسنے دوست رکھا ہی انکو سو میری دوستی سے انکو دوست رکھا ہی وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ اور جسنے
دشمن رکھا ہی انکو سو میری دشمنی سے انکو دشمن رکھا ہی۔ یعنے انکی محبت میری محبت کا سبب اور انکی عداوت میری عداوت

کاموجب ہے اللہ کی پناہ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ اور جس نے ایذا دیا انکو سو مجھے ایذا دیا وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ

اٰذَی اللّٰهَ اور جس نے مجھے ایذا دیا سو مقرر اللہ تعالی کو ایذا دیا وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ

اور جس نے اللہ تعالی کو ایذا دیا پس نزدیک ہے کہ اللہ تعالی اسکو پکڑیگا اور عذاب دیگا چھٹوین حدیث جو بخاری اور مسلم مین

آئی ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ

یعنی ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ

اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا۔ پس اگر کسی نے تمہارے سے راہ خدا مین کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے

مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ۔ انکے ایک پیمانہ یا نیم پیمانہ اناج کے ثواب کو نہین پہنچیگا اس جگہ سے

صحابہ کی فضیلت بر جو کثرت ثواب کے معنے مین ہے پائیجاوین۔ عرب مین مد کا مقدار ایک رطل بھی تیسرا حصہ رطل کا ہے

ساتوین حدیث رزین کی کتاب مین ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ

اٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ عمر بن الخطاب سے روایت ہے

کہ کہتے ہین سنے حضرت سے سنا ہون فرماتے تھے کہ میرے صحابہ کے اختلاف کا مقدمہ جو میرے بعد ہوگا مین نے میرے

پروردگار سے سوال کیا فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ۔ پس

اللہ تعالی نے میری طرف وحی کی کہ یا محمد کہ تیرے صحابہ میرے پاس آسمان کے ستارون کے سے ہین بَعْضُهَا اَقْوٰی

مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ انمے بعضے بعضون سے قوی تر اور روشن ترین اور ہر ایک کو ایک نور ہے فَمَنْ اَخَذَ بِمَا هُمْ

عَلَیْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ۔ پس جس نے انکی اختلافی باتون سے ایکبات لی یعنے فقہ کے مسئلون مین جو انکا اختلاف آیا ہے اس

اختلافی مسائل مین جس نے ایک مسئلہ اختیار کریگا فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی پس وہ شخص میرے پاس ہدایت پر ہے جیسا کہ

دوسری حدیث مین آیا ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ یعنے میری امت کا اختلاف رحمت ہے قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ۔ عمر فاروق نے کہے کہ

حضرت نے فرمائے کہ میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین پس ان سے تم جسکی پیروی کروگے سیدہی راہ پاؤگے چنانچہ اسکے

آگے ارشاد ہوا وَلِكُلٍّ نُوْرٌ جانا چاہئے کہ ہدایت اسقدر ہوگی کہ وہ جسقدر علم و فقاہت رکھتا ہوا در علم و فقاہت

مین صحابہ کے درجات متفاوت ہین کہ کسیکو علم زیادہ تھا اور کسیکو کم لاکن سب کے سب اس سے ایک حصہ رکھتے ہین دین شریعت کے احکام سے کوئی

خالی نہین لاکن جب صحابہ معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کر سے بعضے مواضع مین بعضون سے جو خطا سرزد ہوئی ہے سو خاص

ایسے امور مین انکی اقتدا درست نہین۔ اور یہہ بات انکی اصل ہدایت کے منافی نہین فَافْهَمْ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

حدیث دوسری رزین کی کتاب مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ وَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهِ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ یعنے عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ جو سنت پر چلنے والا ہو سو چاہئے کہ اُنکی سنت پر چلے جو اس دنیا سے سدھار گئے ہین کیونکہ زندہ فتنے سے امین اور بیفکر نہین ہے ویسے گذرے ہوئے لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہین سارے امت سے بہتر دل انکے نیک تھے۔ اور علم انکا عمیق تھا اور انمین تکلف کم تھا چُن لیا انکو اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم کی صحبت کے لئے اور اپنے دین متین کے قایم کرنے کے واسطے پس پہچانو تم انکی بزرگی اور پیروی کرو تم انکے آثار کی اور جسقدر ہو سکے انکے اخلاق و سیرت کو دستاویز کرو کہ وے مقرر سیدھی راہ پر تھے دوسری روش صحابہ کے عدد مین جاننا چاہئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب چو طرف ملکون اور شہرون مین اور جنگلون اور قریون مین منتشر تھے ایک عدد معین پر انکا حصر ہو سکتا نہین۔ لیکن بعضے جنگون اور سفرون مین جو حاضر تھے انکا شمار آیا ہی چنانچہ جنگ تبوک مین حضرت کے ہمراہ رکاب ستر یا نوے ہزار اصحاب تھے۔ اور حجة الوداع مین ایک لاکھ سے زیادہ تھے روایت ہی کہ امام ابو ذرعہ رازی رحمة اللہ علیہ کی مجلس مین جو اکابر ائمہ حدیث سے تھے کسی نے ذکر کیا کہ حضرت کی حدیثین چار ہزار سے زیادہ نہین۔ امام ابو ذرعہ نے فرمایا جس نے ایسا کہا ہی اسکے دانت ٹوٹ جاوے۔ یہ قول ملحدون اور زندیقون کا ہی کسکو طاقت ہی کہ احادیث نبوی کا شمار کر سکے حالانکہ جب حضرت دنیا سے رحلت فرمائے آپکے صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ حاضر تھے۔ وے سب کے سب آپکی رویت شریف سے مشرف تھے۔ اور آپ کے اقوال مبارک سنتے تھے۔ پھر لوگون نے ان سے سوال کیا کہ ایسی جم غفیر اور جماعت کثیر کون تھی اور کہان رہتے تھے اور کس جگہہ حضرت سے سنتے تھے جواب دیا کہ حرمین شریفین کے لوگ اور جو لوگ کہ ان دونون شہرون کے درمیان تھے۔ اور اشراف عرب جو اطراف و جوانب مین رہتے تھے اور حضرت کی شرف ملازمت حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور حجة الوداع کے سفر مین جو صحابہ ہمراہ تھے یہ سب حضرت کی زبانِ ورفشان سے حدیثین سنتے تھے تمام اصحاب کرام سے چار یار کبار و قار ایسے راویان ہین کہ کثرت روایت کے میدان مین اپنے قرانون سے گو سبقت لیگئے ہین۔ اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ ابن عمر اور انس بن مالک اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ایسے کثیر الروایت ہین کہ جنکے مرویات کا عدد ہزارون تک پہنچا ہی انکا مذکور انشاء اللہ تعالی ہر ایک کے احوال مین مسطور ہوویگا۔ تیسری روش طبقات صحابہ کے بیان مین حدیث شریف مین آیا ہی کہ أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ

اِهْتَدَیْتُمْ ۔ یعنے میرے صحابہ ستارگون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کروگے راہ پاؤگے۔ یعنے جیسا
دنیا کے مسافر لوگ جب پچھلی رات شب مین نکلتے ہین تو ستارگون کی روشنی مین راہ چلتے ہین۔ ویسا ہی راہ خدا کے سالکون
کو چاہیئے کہ صحابہ جو آسمان ہدایت کے ستارے ہین انکی تبعیت کی روشنی مین راہ خدا طے کرین۔ اُنہین کی پیروی مین
سیدھی راہ ملتی ہے۔ غرض حدیث شریف مین صحابہ کی تشبیہ ستارون کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور ستارے بارہ برج پر منقسم
ہین محدثین کبار و محققین عالی وقار اسی مناسبت پر صحابہ کی تقسیم بارہ طبقون پر کئے ہین۔ اگرچہ صحابیت کی رو سے سب صحابہ
ایک مرتبہ رکھتے ہین۔ لاکن فضیلت کی راہ کرتے انکے بارہ طبقے ہین۔ پہلا طبقہ وے صحابہ ہین جو ابتداے بعثت مین
حضرت جناب رسالت پر ایمان لائے حضرت کا آفتاب نبوت طلوع ہوتے ہی جاہلیت کی ظلمت سے نکل کے اسلام کی نور ہدایت مین آئے
دین اسلام اور حضرت سیدانام کی اعانت مین کمرہمت باندھے۔ عنایت ربانی و توفیق یزدانی ان بزرگون کو اول سفرۂ ایمان پر بٹھلا کے
اسلامی نعمتون سے حصۂ کامل بخشی اور عرفان و ایقان کو سید انہین انکی سبقت و فضیلت کا علم برپا کیئے انکو سابقین بلکہ اسبق السابقین
کہتے ہین۔ جیسے اُمّ المومنین خدیجہ کبرٰی و علی مرتضیٰ و صدیق اکبر اور باقی عشرہ مبشرہ و زید بن حارثہ وابن مظعون و بلال
اور دوسرے اہل فضل و کمال **دوسرا طبقہ** اصحاب دارندوہ ہین یعنے نبوت کے چھٹوین سال جب کفار قریش
کا ظلم و ستم زیادہ ہوا۔ اور ان ظالمون نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا مکہ معظمہ مین ایک مکان تھا کہ اسکو دار ارقم کہا
کرتے تھے تب حضرت کے فقراے صحابہ آپکو دار ارقم مین رکھکے رات دن آپ کی حفاظت کررہے تھے یکایک اللہ تعالے
نے عمر فاروق اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو توفیق دیا۔ وے ہر دو شرف ایمان سے مشرف ہوئے۔ انسے دین اسلام کو
بڑا قوت و شوکت کا سبب ہوا اللہ تعالی نے انکو کافرون پر ایک غلبہ دیا اسکے آگے سب صحابہ انتالیس تھے عمر فاروق
سے پورے چالیس ہوئے اسیواسطے انکو مُتَمِّمُ الاربعین کہتے ہین۔ پس دار ارقم سے نکل کے دار ندوہ مین آکے رہنے لگے
اس اجمال کی تفصیل یہہ فقیر نے جنان السیر کے دوسرے چمن مین اور مناہج النبوۃ مین لایا ہے چاہین تو اسمین دیکھ لین **تیسرا
طبقہ** وے صحابہ کا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین کافرون کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب حضرت کے حکم سے اپنا گھربار اور شہر وطن چھوڑ کے ملک
حبش کے طرف ہجرت کیئے انکی ہجرت دوبار ہوئی۔ بار اوّل گیارہ مرد اور چار عورتین۔ دوسرے بار اور زیادہ ہوا اوّل و آخر
کے جملہ بیاسی تن تھے ان سب کے سردار جعفر طیار تھے۔ **چوتھا طبقہ** وے انصار باوقار ہین جو یعنے نبوت کے بارہوین سال
یعنے تیرھوین سال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے طرف آکے ایمان سے مشرف ہوے اور آپسے بیعت کیئے۔ **پانچوان طبقہ**
وے مہاجرین ہین کہ حضرت مدینے کی طرف رونق افزا ہونے کے آگے حضرت کے حکم سے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ
طیبہ مین اقامت کیئے تھے جب حضرت ہجرت کئے او قبا مین نزول فرمائے تب وے مہاجرین استقبال آکے حضرت کی دولت ملازمت سے

ہہن پانچوان ہی چھٹا طبقہ اہل بدر ہین جو غزوہ بدر مین حاضر تھے اگرچہ عدد مین تین سو تیرا تھے لیکن بحکم کریمہ کم مین فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کے ہزارون کافرون کا مقابلہ کیا اور ایسی جوانمردی و شجاعت کی داد دے کر زمانہ قیام قیامت تک یادگار ہے۔ خدا و رسول انکی توصیف کئے ہین کتاب و سنت انکی ثنا مین ناطق ہین اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو مرفوع القلم کیا۔ جیسا کہ صحیحین کی حدیث مین آیا ہے ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنے مقرر اللہ تعالیٰ آگاہ ہوا بدر والون پر سو فرمایا کہ جو چاہو سو تم کرو پس تحقیق مین تم کو بخشا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے علم قدیم مین یہہ بات مقرر تھی کہ انسے ایسے گناہ نہو وینگے کہ وے دوزخ کے سزاوار ہون **ساتوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو غزوہ بدر کے بعد اور صلح حدیبیہ کے آگے مدینہ منورہ کو آکے حضرت پر ایمان لائے اور سعادت جہاد دانی پائے **آٹھوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو حدیبیہ مین کیکر کے جھاڑ کے نیچے جب حضرت تشریف رکھے تھے اور کفار سے جہاد کا عزم مصمم کئے تھے تب حضرت کی تجدید بیعت سے شرف اندوز ہوے سبحان اللہ انکا کیا مرتبہ پوچھا چاہیے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ انسے راضی ہوا اور انکے ہاتھون پر اپنا ہاتھ ہی فرمایا چنانچہ یہہ آیتین انہین کی شان مین نازل ہوئین۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ دوسری آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ انہین صحابہ کو اہل بیعت الرضوان کہتے ہین وے سب ایک ہزار پانسو تھے **نوان طبقہ** وے مہاجرین ہین جو صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے آگے حضور نبوی مین آئے اور ایمان کا شرف پائے جیسے خالد بن الولید اور عمرو بن العاص وغیرہما۔ **دسوان و گیارہوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے انکے دو قسم ہین **پہلی قسم** وہ ہی جو طوع و رغبت سے ایمان لائے۔ **دوسری قسم** جو کراہت کے ساتھ شرک سے باز آئے اور ایمان لائے **بارہوان طبقہ** ان لڑکون اور شیر خوار طفلون کا ہی جو فتح مکہ کے روز اور حجۃ الوداع مین اور اسکے بعد حضرت کی رویت شریف سے مشرف ہوئے جیسے محمد بن ابوبکر جو حضرت کے وفات کے وقت تین مہینون کے تھے ایسے اور بہت سے اطفال رویت نبوی سے بہرہ ور ہوئے ہین خصوصاً حضرات حسنین کریمین اور عبد اللہ ابن جعفر اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بلکہ وے حضرت کی شرف بیعت سے بھی مشرف و ممتاز ہین انکے سوائی اور کوئی لڑکونکو دولت بیعت سے سرفراز نہین فرمائے **چوتھی روش بعضے صحابہ کی فضیلت مین** جانیئے کہ صحابہ کے حقوق کی رعایت اور انکی تعظیم و عزت ہر مومن کو لازم ہی۔ اور انمے ہر ایک کا مرتبہ اور فضیلت جیسا کہ حضرت کی احادیث سے ثبوت کو پہنچی ہے ویسا ہی اعتقاد کیا چاہئے۔ احادیث صحیحہ و اخبار صریحہ مین آیا ہی کہ اصدق امتی ابوبکر واشدہم فی دین اللہ عمر واحیاہم عثمان واقضاہم علی وافرضہم زید بن ثابت واقراہم ابی بن کعب واعلمہم بالحلال والحرام

معاذ بن جبل ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح وفی روایة ابو هریرة

و علماء العالم جمهور اہل سنت وجماعت کا اجماع اسبات پر منعقد ہوا ہے کہ افضل صحابہ خلفاء اربعہ ہیں انکی فضیلت ترتیب خلافت ہے انکے بعد باقی عشرہ مبشرہ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیعت الرضوان انکے بعد اہل بیعة الرضوان باقی صحابہ سے افضل ہیں اور امام شافعی کا مذہب یہی ہے اور ابو الشکور سالمی جو اکابر علماء حنفیہ سے ہیں اپنی کتاب تمہید میں لایا ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد افضل اہل بیعت رسول ہیں انکے بعد وہ اصحاب ہیں کہ حضرت سے بالخصوص جنت کی بشارت سے کامیاب ہیں۔ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیعت الرضوان انکے بعد تمام صحاب باقی سب سے افضل ہیں

انکے بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین ہیں چنانچہ حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے۔ جاننے کہ حضرت نے بعضے طوایف صحابہ کی شان میں عموماً فرمایے کہ اہل بہشت ہیں جیسے اہل بدر واہل بیعت الرضوان۔ اور بعضون کا نام لیکے جنت کی بشارت دئے ہیں۔ جیسے سیدة النساء فاطمہ زہرہ اور خدیجہ کبریٰ و عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و عکاشہ بن محصن اسدی و سعد بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان ہر ایک کے احوال میں مذکور ہوویگا۔ یہہ فضیلتین جن صحابہ کی شان میں واقع ہوئین انکا حکم جمہور متکلمین وارباب اصول کے نزدیک سب مومنین کے حکم سا مشیت الٰہی پر ہے۔ ولیکن دوسرے مومنین کے بہ نسبت دخول جنت کی امید انکے حق میں زیادہ ہے بلکہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث آئی ہے کہ حضرت نے فرمائے وَلَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي۔ یعنے آگ نہ لگیگی اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا۔ یا جو مسلمان کہ مجھ کو دیکھا ہو جس نے اسکو دیکھا۔ اس حدیث پر نظر کرتے سب صحابہ بلکہ تابعین بھی بہشتی ہونے پر حکم کر سکتے ہین لاکن علمائے متکلمین احتیاطاً انکا حکم مشیت حق پر رکھے ہین۔ تنبیہ جانا چاہئے کہ سب صحابہ رسول بلاشک عدول ہین اللہ تعالیٰ نے انکو حضرت کی فیض صحبت اور رویت بابرکت کے بدولت فسق و معصیت سے محفوظ رکھا۔ اور قرآن مجید مین علی الاطلاق انکی تعریف کی ہے انکی خیریت وعدالت آیات قرآنی وکلام ربانی سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وآیہ کریمہ وَ كَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور حدیث خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي اور حدیث أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ۔ اور دوسرے آیتین اور حدیثین جو آئے ہین انکی خیریت وعدالت اور انکی دخول جنت اور رضوان الٰہی کی بشارت پر دال ہین۔ ہان جیسے فرشتوں اور پیغمبرون کے مانند معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کرتے بعضون سے کچھ لغزشین بھی صادر ہوئین لاکن وے لغزشون سے انکی رتبہ صحبت اور خیریت و عدالت مین خلل آتا نہین روایت حدیث مین سب کے سب سچے اور عدول ہین انمین کوئی بھی کذب کے ساتھ متہم اور متسم نہوا اسیواسطے حدیث کی روایت مین راویون کی عدالت کی تحقیق بہت ضرور ہے پر صحابہ کی عدالت کی تحقیق جایز نہین انکی مطلق روایت مستند و معتبر ہے پوشیدہ نرہے کہ حضرت کے بعد بعضے

صحابہ کے درمیان جو مخالفت اور خصومت واقع ہوئی اہل سنت و جماعت کے پاس وہ اجتہاد پر محمول ہے نہ نفسانیت و عناد پر اور وہ قصص و حکایات سست کہ بنا و بیانات کے قابل ہیں اور انکے صحیح محامل ہیں اور بر تقدیر تسلیم کہ ان میں کیسی تاویل بن سکے اور محامل صحیح نہ ملے تو سمجھیں کہ قصص و حکایات اخبار احاد اور ان سے اکثر ضعیف اور جائزۃ الکذب ہیں۔ قرآن مجید کی آیتین اور صحیح مشہور حدیثیں انکے معارض ہیں تو انپر اعتماد کرنا اور دست آویز کر کے حضرت جناب رسالتماب کے اصحاب با حساب سے بے ادب ہونا اور انپر طعن و تشنیع کرنا جہالت اور ضلالت کا سبب ہے اخبار جائزۃ الکذب کو اختیار کر کے کتاب و سنت کو پس پشت ڈالنا آخرت کی خسارت کا موجب نعوذ باللہ منہا۔ مومن کو چاہیئے کہ قرآن و حدیث کے ابطال پر کمر نہ باندھے کلام خدا و کلام رسول کے بطلان سے نہایت پرہیز کرے۔ جناب عایشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر جو علی مرتضی کے ساتھ جنگ کیے انسے خطائی الاجتہاد ہوئی جب اپنی خطا پر واقف ہوئے ندامت کھینچے اپنے اجتہاد سے رجوع کیے۔ انکی خطاے اجتہادی پر اہل سنت کا اتفاق ہوا اور معاویہ سے جناب امیر کے ساتھ جو لڑائی کی انکی خطاے اجتہادی غیر اجتہادی میں علما کا اختلاف ہے یا ہی حال امام محق اور خلافت کے مستحق حضرت علی تھے معاویہ کا دعوا خطا پر تھا لاکن حضرت کی صحابیت پر نظر کرتے انکے ادب کی رعایت امت پر لازم ہے کہ اپنی زبان طعن و تشنیع سے بچا دین اور انکو بدی سے یاد نکرین ولنعم ما قال الجامی

آن خلافیکہ داشت با حیدر * در خلافت صحابی دیگر * حق دران جا بدست حیدر بود * جنگ با و خطا و منکر بود
آن خلاف از مخالفان مپسند * لیک از طعن و لعن لب دربند *

رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے اسباب مین ایک فتوی خوب بڑی تحقیق سے لکھے ہین یہان اسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے وہی ہذا **سوال** کتب کلامیہ متون مین مرقوم ہے کہ صحابی پر طعن نکرنا چاہیئے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا عَضُوْضًا۔ یعنی پھر ہوگا بادشاہ گزندہ معاویہ تو تیس سال کے بعد ہوے سو یقینًا بادشاہ ہین ظلم و عضوضیت کے لوازم جو انمین پائے جاتے ہین اگر کسی نے اسپر نظر کرتے بمقتضاے حدیث مذکور کے ان پر طعن کیا تو کیا مضایقہ و گر نہ اس حدیث شریف کی اور عقاید اہل سنت کی توجیہ کیا ہے۔ اور صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّہُمْ عُدُوْلٌ یعنے سب صحابہ عدول ہین پس بغاوت و عضوضیت کی توجیہ کیا ہے اور جب بغاوت متفق علیہ ہے پھر باغی کی اہانت کرنے مین کیا مضایقہ اور بعض علما جو اسکو منع کیے ہین اسکا کیا سبب۔ اور بعض انکو مجتہد لکھے ہین اور بعض نہین مجتہد نہ ہونے کی صورت مین حضرت علی کی خلافت پر جو اجماع ہوا معاویہ اس اجماع مین شریک نہ ہوویں تو کیا نقصان لاکن انکو مجتہد نہ کہنا اس قول کے منافی ہے جو ابو رافع سے منقول ہے کہ معاویہ نے نماز وتر ایک رکعت پڑھی جب یہ بات حدیث کے خلاف مین کسی نے ابن عباس سے ظاہر کیا تو انہون نے فرمایا کہ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ کذا فی البخاری اور مشکوۃ مین مذکور ہے کہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ پس انکو مجتہد نہ کہنے کا کیا سبب اور اسکی

جواب عقاید کے متنون مین جو مرقوم ہے کہ صحابی پر طعن نکیا جاے۔ درست اور صحیح ہے لاکن کسی حدیث کی روایت مین کسی صحابی پر طعن کے وجوہات سے کوی وجہ پایا جاوے تو اسکا کچھہ مضایقہ نہین بالجملہ اس بات سے متن والونکا غرض صحابہ کا حسن ادب ہے نہ آنکہ سب صحابہ معصوم تھے اور طعن کے وجوہات سے کوی وجہ نہین رکھتے تھے کیونکہ اوایل اسلام مین بعضے صحابہ سے شرب خمر ثابت ہوا چنانچہ مشکواۃ مین ہے اور حضرت نے بارہا انپر حد قائم کئے ہین۔ اور حسان بن ثابت اور مسطح سے قذف ثابت ہوا سو ان پر حد جاری کئے اور ماعز سلمی سے زنا صادر ہوا سو انکو سنگسار کردیے۔ ہان یہہ لوگ جو صحابیت کے رو سے وجب الاحترام ہین انکی لغزش اور خطا اس قبیل کی نہین ہے کہ امت طعن کی زبان دراز کرین جب تک انکا نفاق اور ارتداد قطعاً معلوم ہو مثلاً ابو ذر غفاری کے باب مین صحیح بخاری کی حدیث مین وارد ہوا اِنَّكَ امْرَءٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ یعنے تو ایسا مرد ہے کہ تیرے مین جاہلیت پائی جاتی ہے۔ اب ہم لوگ کو نہین پہنچتا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جاہل کہین اور اسیطرح ابو جہیم کے حق مین جو عمدہ صحابہ سے ہین صحیح بخاری مین وارد ہوا کہ لا یضع عصاہ عن عاتقہ یعنے نہین اُتارتا ہے اپنی لکڑی اپنی گردن سے یہہ کنایہ ہے اسبات سے کہ انہون نے اپنی عورتون اور خادمون کو بہت مارا کرتے تھے۔ اب ہم کو نہین پہنچتا ہے کہ ابو جہیم کو ظالم کہین۔ بلکہ اگر ہم نظر بلند کرین تو پاتے ہین کہ بعضے انبیا علیہم السلام کے باب مین بھی بارگاہ الٰہی سے عتاب کے مقام مین الفاظ عتاب آمیز وارد ہوے ہین سو امت کو ہرگز جائز نہین کہ ان کے حق مین ان لفظون کے موافق کلام کرین جنانچہ حضرت آدم کے حق مین وارد ہوا کہ عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ یعنے بیفرمانی کی آدم اپنے رب کی۔ پس حضرت آدم کو عاصی اور غاوی کہنا کفر ہے۔ اور حضرت یونس کے حق مین ارشاد ہوا لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ واذ ابق الی الفلك المشحون فالتقمه الحوت وهو مليم اب یونس علیہ السلام کو آبق اور ظالم اور ملیم کہنا کسی شخص کو جائز نہین۔ پس امت پر جو ادب واجب ہے اسکی رعایت پر نظر کرتے متن والون نے جو عبارت لکھا درست ہے اور واقع کے نظر کرتے حدیث مذکور کا معنا بھی صحیح ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا شکر اللہ تعالی سعیہم۔ اور وہ جو اصول کی کتابون مین لکھا کہ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُولٌ اسکی مراد یہ ہے کہ حضرت سے حدیث کی روایت کرنے مین سب صحابہ مامون اور معتبر ہین حدیث کی روایت مین ہرگز ان سے کذب ثابت نہوا چنانچہ یہہ بات تجربہ اور تحقیق کو پہنچی ہے کہ دوسرے معاملات مین بھی ان سے کسی جھوٹ کا صدور نہوا نہ آنکہ کسی سے گناہ ہی نہوا چنانچہ عنقریب گذرا کہ بعضے عوام صحابہ حضرت کے حضور مین بعضے کبایر کے مرتکب ہوے اور ان پر حد شرعی جاری ہوا ہان اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم گناہون سے محفوظ ہین اور معاویہ کے اجتہاد

وغیرہ اجتہاد میں بحث کرنا اگرچہ فایدہ نہیں دیتا ہی کیونکہ وہ مجتہد ہو تو بھی اس مسئلے میں بالیقین خطا کی کیونکہ نص کے مقابلہ میں اجتہاد کچھہ اعتبار نہیں رکھتا ہے اب ہم حالت واقعی کی تحقیق کرتے ہیں کہ روایتوں کی تفحص اور تفتیش کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ اپنے آخر عمر میں اجتہاد کا رتبہ بہم پہنچائے تھے لاکن انہوں نے جو علم کا پایہ رکھتے تھے اس سبب احادیث کا عبور حاصل نہیں تہا بخلاف دوسروں کے کہ حضرت کے حضور فیض گنجور میں اجتہاد کامل کا پایہ رکہتے تہے اور حضرت نے ان کے اجتہاد کی صحت پر حکم فرماکے ان کو فتوی اور تعلیم کی اجازت دیے تھے چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور جیسے عبداللہ ابن مسعود اور معاذ ابن جبل اور زید بن ثابت اور انکے امثال پس جس نے معاویہ کی اجتہاد کی نفی کی درست ہے کیونکہ اون کو حضرت کے حضور میں اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہیں تہا اور حضرت نے کسی مسئلہ میں بھی ان کے صحت اجتہاد پر حکم نہ فرمائے تا انکا اجتہاد معتبر اور مفتی بہ ہو سکے اور جس نے انکو مجتہد کہا وہ بھی درست ہی کیونکہ معاویہ دوسرے صحابہ سے احادیث کثیر سننے کے سبب سے اپنی آخر عمر میں ان کو بعضے فقہ کے مسئلوں میں دخل تہا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے جو فرمائے کہ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ بہی انکے قول کا یہی معنا ہے۔ اور وہ جماعت جو حضرت علی کی خلافت پر منعقد ہوی اس سے معاویہ کا خروج بھی کچھہ پروا نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس وقت ان کا اجتہاد وہ مرتبہ نہیں رکھتا تھا کہ انکو حل وعقد والوں میں شمار کر سکیں اور علاوہ یہہ کہ حضرت علی کی خلافت محققین کے پاس نص سے ثابت ہی اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد کو اصلا اعتبار نہیں جیسا متعہ کا حلال ہونا جو ابن عباس کے طرف منسوب ہی اور غسل کا واجب نہونا جماع کے بعد انزال نہونے کی صورت میں جو ابن کعب کی طرف منسوب ہے فافہم

پانچوین روش اس بیان مین کہ صحابہ سے اول کون ایمان لائے

ارباب تواریخ وسیر میں اختلاف آیا ہی کہ سب سے پہلے کون ایمان سے مشرف ہوا ایک جماعت کہتی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہہ قول عمر بن عتبہ و ابو سعید خدری و حسان بن ثابت سے منقول ہے رضی اللہ تعالی عنہم اور ابن عباس کی ایک روایت عمر بن عتبہ سے ایسی آئی ہے کہ جب میں دولت اسلام سے مشرف ہوا حضرت سے سوال کیا کہ امر دین میں آپکے تابع کون ہیں اسکے جواب میں فرمائے حُرٌّ وَعَبْدٌ یعنے ایک آزاد ہے اور ایک غلام۔ راوی نے کہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے ساتھہ ابوبکر اور بلال تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا اول ایمان سے مشرف ہوئیں۔ اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان سے مشرف ہوئے حضرت علی مرتضی ہیں۔ یہ قول ابوذر غفاری و سلمان فارسی و مقداد بن الاسود

کندی و خباب بن الارث و جابر بن عبد اللہ انصاری و خزیمہ بن ثابت انصاری و ابوایوب انصاری و زید
بن ارقم و انس بن مالک سے منقول ہے رضی اللہ تعالی عنہم - اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ

السبق ثلاثة الی موسی یوشع بن نون والسابق الی عیسی صاحب حبیب النجار ذی السابق الی
الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابیطالب یعنے ایمان میں جو سبقت کئی سو تین ہیں موسی علیہ السلام پر
جو اول ایمان لایا یوشع بن نون ہے اور عیسی علیہ السلام پر حبیب نجار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر علی بن ابی طالب - اور ابوذر غفاری و سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نے
اپنے دست حق پرست سے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑے اور فرمائے ہذا اول من امن بی یعنی یہ پہلے
مجھ پر ایمان لایا - اور مروی ہے کہ حضرت نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے کہ میں تجھے ایسے مرد کے
ساتھ نکاح کر دیا کہ جس کا عرفان سب سے زیادہ ہے - لاکن اہل سیر و تواریخ کے پاس صحیح بات یہی ہے کہ پہلے
خدیجہ کبری پھر علی مرتضی پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر صدیق پھر بلال بترتیب ایمان لائے - اور شیخ ابن عبد البر اپنی
کتاب استیعاب میں لایا ہے کہ محمد بن کعب سے پوچھے کہ مرتضی علی کا اسلام سابق ہے یا ابوبکر صدیق کا - جواب دیا
کہ سبحان اللہ مرتضی علی اول ایمان سے مشرف ہوئے - لاکن ابوطالب کی رعایت سے اپنا ایمان ظاہر
نہیں کئے - اور ابوبکر صدیق جو ایمان لائے اپنا اظہار اسلام کئے - اور بعضے ائمہ دین کہے ہیں کہ احتیاط
سے نزدیک یہہ بات ہے کہ کہیں کہ بی بیوں سے پہلے جو ایمان لائے خدیجہ کبری ہیں - اور لڑکوں سے
علی مرتضی اور بالغ مردوں سے صدیق اکبر اور موالی سے زید بن حارثہ - اور غلاموں سے بلال ہیں رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین - پہلا گلزار قدوۃ المہاجرین والانصار - ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
خلیفہ رسول اللہ بالتحقیق امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
وارضاہ عنا کے احوال میں - اس گلزار میں چند خیابان اور چند فصلیں
ہیں - پہلی خیابان انکے نام و نسب اور تولد و لقب اور شمایل کثیر الفضایل
کے بیان میں — جاننا چاہئے کہ ابوبکر صدیق حضرت جناب رسالت کی ولادت باسعادت
کے بعد دو سال اور چند مہینوں کے پیدا ہوئے انکا نام عبد اللہ ہے - اور انکے والد ابی قحافہ ہیں -
ابی قحافہ کا نام عثمان ہے بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی - مرہ بن کعب میں انکا
نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے - اور صدیق اکبر کے والدہ کا نام سلمی اور کنیت ام الخیر ہے بنت صخر بن

عمر - اور وہ ابی قحافہ کے چچا کی دختر تھی - اور بعضے اہل سیر لکھتے ہین کہ جاہلیت مین صدیق کبر کا نام عبد الکعبہ تھا - حضرت سیدانام انکا نام ظہور اسلام مین عبد اللہ سے بدل فرمائے - روایت ہے کہ صدیق اکبر کا رنگ گورا اور قد مبارک دراز تھا - اور ہر دو رخسار پر بال کم تھے اور چہرہ مبارک صاف آئینہ سا تھا - اور پیشانی کچھ اوٹھی ہوی تھی - انگلیون اور مونڈھون پر بال بھین تھے - اور اپنی ریش مبارک کو مہندی سے خضاب کرتے تھے - اور صدیق عتیق جو انکا لقب ہے اسکے وجہ لقب مین کئی روایتین آئی ہین

پہلی روایت یہہ ہے کہ حضرت نے اکبر وزاُن کے چہرہ انور پر نظر کئے اور فرمائے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنے جس نے چہتا ہو کہ اس شخص کو دیکھے کہ جس کو اللہ تعالے نے آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو تو چاہئے کہ وہ ابو بکر کی طرف نظر کرے - اور لکھتے ہین کہ جب صدیق اکبر شرف اسلام سے بہرہ ور ہوے - حضرت نے فرمائے اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنے اللہ تعالے نے تجھے آتش دوزخ سے آزاد کیا - تب سے انکو عتیق کہنے لگے - **دوسری روایت** یہہ کہ اُن کے حسن وجمال اور حسن خصال پر نظر کرتے انکو عتیق کہتے تھے کیونکہ عتاقت حسن کی معنی مین آیا ہے -

تیسری روایت یہہ کہ اپنی طہارت نسب کے سبب جو عیبون سے پاک تھے اس لقب سے ملقب ہوے **چوتھی روایت** یہہ اسکے دو برادر تھے ایک کا نام عاتق دوسرے کا عتیق دونے ہر دو انکو کے ولادت کے آگے دنیا سے نقل کئے - جب وہ پیدا ہوے عتیق کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتے تھے اسلئے انکو عتیق سے ملقب کئے - **پانچوین روایت** یہہ کہ انکی والدہ کا کوی بچہ نہین جیتا تھا جب وہ پیدا ہوے اور حد جوانی کو پہنچے انکو عتیق کہنے لگے کیونکہ وہ موت سے آزاد ہوے - ایک روایت ہے کہ جب انکا تولد ہوا اُن کی والدہ بیت اللہ کے پاس لجاکے کہے یَا رَبِّ هٰذَا عَتِیْقٌ مِّنَ الْمَوْتِ یعنے یہ موت سے آزاد ہے تب رکن کی طرف سے آواز آئی یَا اَمَۃَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِیْقِ وَلَدْتِ الْوَالِدَ الْعَتِیْقَ یُعْرَفُ فِی التَّوْرٰیۃِ بِالصِّدِّیْقِ یعنے ای رحمن کی باندی مقرر تو جنی ایسے فرزند کو کہ وہ آزاد ہے - اور توریت مین اس کا نام صدیق ہے - یا اسلئے کہ جب انہون نے معراج کی تصدیق کئے حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالے نے تیرا نام صدیق کیا یا اسلئے کہ قصہ معراج مین جو پہلے تصدیق کئے وہی تھے - یا حضرت کی نبوت پر جو پہلے تصدیق لائے وہی تھے اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ صدیق وہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن صدق وراستی کے ساتھ مستقیم رہے - کما قالوا الصدیق من لم یتغیر باطن امرہ من ظاہرہ وقیل الصدیق ہو الصادق قولاً وفعلاً وعقلاً ونیۃً

یعنے صدیق وہ ہے کہ وہ صادق رہی قول و فعل اور نیت اور عقل کے رو سے - اور بعضے عرفا لکھے ہین کہ رویت حق کے مقابلہ مین کونین کو اپنی نظر سے دور کرے - یہ سب صفتین صدیق اکبر کے ذات مقدس مین جمع کئے گئین تہین - چنانچہ جب حضرت نے جیش عسرت کا تہیہ کرنے لگے - ابوبکر صدیق اپنا سب مال حاضر کئے حضرت نے پوچھے کہ ای صدیق اتنا مال و فور جو تو حاضر کیا اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا رکھا جواب دئے کہ اللہ و رسولہٗ - **دوسری خیابان صدیق اکبر ایمان لانیکے بیان مین** - جانا چاہئے کہ صدیق اکبر ایمان لانے کے باب مین کئی روایتین منقول ہین - از انجملہ عبداللہ ابن مسعود ابوبکر صدیق سے روایت کرتے ہین کہ حضرت کی بعثت کے آگے تجارت کی تقریب سے مین یمن گیا وہان ایک راہب سے ملا - اسکی عمر تین سو نوے سال کی تہی اور وہ آسمانی کتابون سے آگاہ تہا اوس نے مجھکو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو مکہ معظمہ سے آیا ہے - مین کہا ہان پھر کہا تو قوم قریش سے ہے مین کہا ہان پھر کہا کہ تو بنی تیم کے قبیلے سے ہے مین جواب دیا کہ ہان - تب وہ راہب نے کہا کہ اور ایک علامت باقی ہے مین نے پوچھا کہ وہ کونسی علامت ہے - اس نے کہا کہ اپنے شکم سے کپڑا اٹہا مین نے کہا کہ اس سے تیرا کیا مقصود ہے جب تک نہ کہیگا مین کپڑا نہ اٹہاون گا - تب وہ کہنے لگا مین کتابون مین دیکھا ہون کہ حرم مین ایک پیغمبر مبعوث ہووے گا اس کی تائید پر دو شخص ہووینگے ایک جوان اور ایک کہل - وہ جوان سخت کامون مین کام آویگا اور آفتین دفع کرے گا - اور وہ جو کہل ہویگا سپید چہرہ اور لاغر اندام رہے گا - اور اوسکے شکم پر ایک سیاہ داغ اور اوسکی بائین ران پر ایک نشان ہوگا سو میرا گمان غالب یہی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے - اسلئے چہتا ہون کہ وہ داغ تیرے شکم پر دیکھون - ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب یہہ بات سنا اپنا شکم برہنہ کیا - اوس راہب نے وہ داغ و نشان دیکہہ کے کہنے لگا کہ کعبہ کے رب کی قسم ہے کہ تو وہی کہل ہے - پس حضرت کی متابعت بجا لانا مین مجھے وصیتین کیا جب مین اپنے کامون سے فارغ ہو کے رخصت کیلئے اس کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ مین اس پیغمبر کی نعت مین چند بیتین کہا ہون اوس کے حضور اقدس مین پہنچائے - بار ابیتین میرے تحویل کیا - اسکی شروع بیت یہی تھی **سه** الم تر انی قد سمعت معاشری ✲ ونفسی قد اصبحت فی الحی ماھنا اور ان بیتون کے آخیر مین صدیق اکبر کے طرف خطاب کرکے کہتا ہے - وانت ورب البیت تلقی محمدا ✲ لعامک ھذا قد اقام البراھنا ✲ فحی رسول اللہ منی فاننی ✲ علی دینہ احیی وان کنت واھنا ✲ فیا لیتنی ادرکتہ فی شبیبتی ✲ فکنت لہ عبدا و کالعجا ھنا غرض ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب یمن سے نکلا اور مکہ معظمہ مین آپہنچا عقبہ بن ابی معیط و شیبہ و ابوجہل اور چند شخص میری تہنیت کے لئے آئے مین ان سے

پوچھا کہ کیا یہان کوئی واقعہ عجیب وحادثہ غریب وقوع مین آیا ہے - وے کہنے لگے کہ ہان اس سے کیا واقعہ عجیب
ہوگا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب جو ابوطالب کا یتیم ہے پیغمبری کا دعوی کر رہا ہے - اور ہمکو کہتا ہے کہ تم دین
باطل پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی باطل پر تھے - ہم کو تمہارا ہی انتظار تھا - اب جو تم آئے ہو جو مناسب ہے سو کیجیو
ابوبکر صدیق کہتے ہین کہ مین نے تعجب یہہ بات سنا عذر کر کے اون کو رخصت دیا اور دریافت کیا کہ حضرت کہان ہین
کہے کہ خدیجہ کبری کے گھر مین ہین - مین اسیوقت بی بی کے مکان پر گیا اور دروازے کے حلقے پر مارا حضرت باہر تشریف
لائے مین ملاقات سے مشرف ہوا اور حقیقت دریافت کیا تو فرمائے کہ مین خدا کا رسول ہون تجھے اور سب لوگون کو اللہ
تعالی کی وحدانیت اور میری رسالت کی طرف بلاتا ہون - مین نے عرض کیا کہ آپ کی رسالت پر کیا دلیل ہے فرمائے کہ
وہی دلیل جو یمن مین فلان راہب خبر دیا اور میری نعت کی باتین تیرے تحویل کیا - مین نے پوچھا کہ اس حال سے کس نے
اسکو خبر دی فرمائے کہ وہ فرشتہ جو میرے آگے سب انبیا کے پاس آتا تھا - بس یہہ سنتے ہی مین کہا - أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ اور حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور مجھے ایسی خوشی حاصل ہوی کہ عمر
بہر مین کبھی ایسی خوشی حاصل نہین ہوی تھی - **دوسری روایت** ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ مین نے ایام
جاہلیت مین ایک روز جھاڑ کے نیچے بیٹھا تھا - ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ اسکی ڈالی میرے طرف جھکنے لگی - یہان تک کہ
میرے سر تلک پہنچی - مین تعجب سے اس کی طرف دیکھتا تھا - اُس جھاڑ سے آواز آئی کہ ایک پیغمبر فلان وقت مبعوث
ہووے گا - اور خلایق اُس پر ایمان لا کے ہمیشہ کی سعادت ہاتھہ لاوینگے - چاہیے کہ تو بھی وہ دولت سعادت ہاتھہ لانے
مین جلدی کرے - مین نے پوچھا کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے - کہا کہ اس کا نام نامی محمد ہے ابن عبداللہ
ابن مطلب ابن ہاشم - مین کہا کہ وہ تو میرا الیف اور صاحب اور حبیب ہے - تب اُس جھاڑ سے مین نے عہد لیا کہ جب وہ پیغمبر
مبعوث ہوے مجھے بشارت دیجیو - جب حضرت مبعوث ہوئے اُس جھاڑ سے آواز آئی کہ ای پسر ابو قحافہ اب جلدی کیجیو کہ انہا
پیغمبر پر وحی آئی - قسم ہے رب موسی کی کہ کوئی تیرے پر سبقت نکریگا - پس جب صبح ہوی مین نے حضرت کے حضور فیض گنجور مین
گیا - اور حضرت نے مجھے دعوت کئے مین نے کہا - أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ سِرَاجًا مُنِيرًا
ان کے سبب ایمان مین اور بھی روایتین آئی ہین اُسمین سے بعضے یہہ فقیر خیابان السیر مین لایا ہے - **تیسری خیابان**
صدیق اکبر کی رہنمائی سے دوسرے صحابہ ایمان لانے کے بیان مین -
صدیق اکبر کی بیٹی اسما رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد جس دن ایمان سے مشرف ہوئے گھر مین تشریف لائے
ہم سب کو دین اسلام کے طرف دعوت کئے جب تک سب گھر والے ایمان سے بہرہ ور نہوئے تب تک مجلس سے نہ اُٹھے - اور جب دوسرے

ابوبکر صدیق ایمان لائے اسی روز شام تک انہین کی ترغیب سے یہہ پانچ اصحاب کرامت دولت اسلام سے کامیاب ہوئے
عثمان بن عفان ۔ وزبیر بن العوام وطلحہ بن عبداللہ ۔ وسعد بن ابی وقاص ۔ وعبدالرحمن بن عوف اور انکے بعد
انہین کے رہنمائی سے یہہ صحابہ ایمان سے مشرف ہوئے ۔ ابوعبیدہ بن الجراح ۔ وعثمان بن مظعون ۔ وارقم بن
ابی الارقم وابوسلمہ بن عبدالاسد ۔ اور انکے بعد عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب ۔ وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل و فاطمہ
بنت الخطاب عمر فاروق کے خواہر سعید مذکور کے زوجہ ۔ وقدامہ بن مظعون ۔ وخباب بن الارت ۔ وعبداللہ بن مظعون
وعمرو بن ابی وقاص ۔ وعبداللہ بن مسعود ۔ ومسعود بن الربیع ۔ وسلیط بن عمرو ۔ وعیاش بن ابی ربیعہ ۔ وخنیس
بن حذافہ ۔ وعامر بن ربیعہ ۔ وعبداللہ بن جحش ۔ وجعفر بن ابیطالب اور اون کی زوجہ اسما بنت عمیس ۔ وحاطب بن الحارث
وخطاب بن الحارث ۔ ومعمر بن حبیب ۔ وسائب بن عثمان بن مظعون ۔ ونعیم بن عبداللہ ۔ وعامر بن فہیرہ ۔ وخالد
بن سعید ۔ وحاطب بن عمرو بن عبدشمس ۔ وابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ ۔ وواقد بن عبداللہ ۔ وعمار بن یاسر وصہیب
بن سنان ۔ وایاس بن بکیر ۔ وعاقل بن البکیر ۔ وابوذر غفاری ۔ وطلیب بن عمیر ۔ ومصعب بن عمیر ۔ یہہ سب سابقین
ہین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ ان سے ہر ہر کے ایمان کا ایک سبب اور ایک قصہ ہے لاکن اس مختصر مین اوس کے
تفصیل کی گنجایش نہین کذا فی المعارج ۔ **چوتھی خیابان اُن آیتون کی تفسیر مین جو ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دال ہین ۔ پہلی آیت** ۔ جو سورہ توبہ مین آئی ہے فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
یعنے مقرر نصرت کیا اللہ تعالیٰ نے اُس کی یعنے اپنے رسول مقبول کی ۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جبکہ قصد کئے
کافرون نے اسکو مکہ معظمہ سے نکالنے کا ۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ شانہ اُسکو ہجرت کی اجازت دی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
دو جانون سے جبکہ تھے دونون غار مین یعنے غار ثور مین ۔ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ جب کہا پیغمبر نے اپنے
یار کو یعنے ابوبکر صدیق کو کہ غم نہ کھا اندیشہ مت کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مقرر اللہ ہمارے ساتھ ہے دشمنون کے شر سے ہم کو
بچانے مین اور ہم کو نصرت دینے مین فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت جو آرام
کا سبب ہے عَلَيْهِ اپنے رسول مقبول پر یا ابوبکر صدیق پر کیونکہ حضرت کے ساتھ جو ان کو کمال محبت تھی نہایت مضطرب تھے
وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تائید دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو ملائک کے فوجون سے کہ تم نہین دیکھے اون کو یعنے اللہ تعالیٰ
نے فرشتون کے فوجین بھیج دیا تا سر غار پر حاضر رہین اور حضرت کی حفاظت کرین ۔ یا ان فرشتون سے مراد ہے جو بدر اور حنین اور احزاب مین
نازل ہوئے وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى اور کر دیا بات کافرون کی پست یعنے کفار جو کفر کے طرف دعوت کرتے تھے اُنکی دعوت کو
خوار و بیمقدار کر دیا ۔ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۔ اور کلمہ اللہ کا یعنے اسلام کی دعوت یا توحید رب العزت یا کلمہ شہادت بلند تر اور رفیع القدر ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہی غالب کرتا ہی اہل توحید کو اور خوار کرتا ہے اہل شرک کو یہہ غار کا قصہ غزوۂ تبوک کے اثنا میں لانے سے یہہ مقصود ہے کہ اگر تم جہاد کو جاؤ نہیں اور میرے پیغمبر کی یاری دینے مین قصور کرین ہم اوس کو یاری دیوینگے جیسا کہ اُس محل مین جو ایک شخص سے زیادہ نہ تھا اور سب صنادید قریش اسکے قتل کا قصد کئے بیٹھے تھے ہم اسکی مدد کئے اور دشمنون کے درمیان سے اس کو محفوظ اور سالم نکالے پس نصرت ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے

دوسری آیت جو سورۂ نحل مین آئی ہی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا یعنی بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کہ وہ کون ہے عَبْدًا مَّمْلُوْكًا غلام زر خریدہ جو مکاتب اور ماذون تھا اور وہ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کہ قدرت تعین رکھتا ہے کسی چیز پر نفع و ضرر سے وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا اور وہ شخص جو روزی دئے ہم اس کو ہمارے نزدیک سے اچھی روزی یعنے حلال اور زیادہ اور بلا مزاحم جو اس مین تصرف کر سکے۔ فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ پس یہ بندہ خرچ کرتا ہی اس روزی سے باطن اور ظاہر یعنے جس طرح کہ چاہتا ہی اور کسی سے اندیشہ نہین کرتا ہے کیا ایسا بندہ اور ویسا غلام ہر دو برابر ہین یعنے غلامان بے اختیار اور خواجگان با اقتدار ہر دو برابر نہین پس جب مملوکِ عاجز مالکِ قادر کے ساتھہ تصرف مین برابر نہین ہے بتان جو تمام مخلوقات مین بہت ہی عاجز ہین قادر علی الاطلاق کے ساتھہ کیون کر شریک ہو سکین گے۔ صاحب کشف المحجوب نے لایا ہی کہ مین ایک روز شیخ ابو العباس شقائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین آیا اور دیکھا کہ یہہ آیت پڑھہ رہا ہے اور رو رہا ہے اور نعرے مار رہا ہے۔ مین نے سمجھا کہ اب مر جائیگا۔ سو پوچھا یہہ کیا حالت ہے۔ فرمایا کہ مدت گیارہ سال سے مین قران مجید کی تلاوت کرتا ہون سو آج اس آیت پر پہنچا اب آگے پڑھہ نہین سکتا ہون۔ ہان حادث کو قدم تک پہنچ ہو سکیگی ؎ نیست کو ہست ساتھہ کیا نسبت ؛ بحر سے قطرہ کیا کرے دعوا ؛ مفسرون نے کہا ہی کہ یہہ ضرب المثل مومن مقبول اور کافر مخذول کے واسطے ہے مومن سے مراد ابو بکر صدیق ہین اور کافر سے مراد ابو جہل لعین ہے انتہے

تیسری آیت جو سورۂ رحمٰن مین آئی ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنے واسطے اس شخص کے جو ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑا رہنے سے دو جنت ہین۔ یعنے جس نے موقف حساب سے ڈرے اور گناہ ترک کرے اسکو دو بہشت دیوینگے۔ ایک جنت عدن دوسری جنت نعیم۔ موضح مین لایا ہے کہ دو باغ ایسے دیوینگے کہ ان مین سے ہر ایک کی چوڑائی اور لنبائی سو سال کی راہ ہو گی۔ ہر ایک باغ مین خوشنما درخت اور بہتر میوے اور خوبصورت حورین ہونگی اور محمد حکیم ترمذی قدس سرہ نے کہا کہ ایک بہشت خوف الٰہی کے بدلے مین ہو گی دوسری ترک مناہی کے عوض یا ایک خاص ڈرنیوالے کے واسطے ہو گی۔ دوسری اس کے متعلق اور خدام رہنے کے لئے۔ کہتے ہین کہ

لِمَنْ خَافَ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھی آیت سورۂ زمر میں آئی ہے وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ یعنے وہ شخص جو آیا سچی بات کے ساتھ وَصَدَّقَ بِهٖ - اور وہ شخص جو سچ جانا اوسکو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ - وے لوگ پرہیزگار ہیں - کہتے ہیں کہ جَاءَ بِالصِّدْقِ سے مراد جبرئیل ہیں - اور صدق سے یعنے سچ جاننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کلام الٰہی پر تصدیق لائے اور قبول کئے - اور ابو العالیہ اور کلبی رحمہما اللہ جو اکابر مفسرین سے ہیں کہتے ہیں کہ جَاءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدق سے مراد ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی تفسیر معالم التنزیل والحسینی و روضۃ الاحباب پانچوین آیت سورۃ الفجر مین آئی ہے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اَی جی چین پکڑے ہوے ساتھ حق کے کہ تو حق کے سوائے اور کسی طرف التفات نہین رکھتا تہا تجھکو زمین کے پس جانے سے اور فرشتون کے صفون کو دیکھنے سے اور پر ہول آواز سننے سے دوزخ کے کیا پروا ہی اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ پھر آ اپنے پروردگار کی طرف ہمیشہ تو اس کے حضور مین مستغرق رہتا تہا اور اسکے ماسوا کی طرف التفات نہ کرتا تھا رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ایسی حالت مین کہ تو خوش وقت ہونیوالا ہے جمال حق کی تجلی دیکھنے سے - اور پسند کیا گیا ہے تو ساتھ ظہور آثار جمال جمیل مطلق کے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ پھر داخل ہو میرے مقرب بندگون کے گروہ مین جو دیدار کے مقام مین بیٹھے ہوے ہین - اور یہہ تیرا مرتبہ ہے سعادت روحانی کا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داخل ہو میری جنت مین کہ وہ مقام لذت جسمانی کے مزہ اٹھانے کا ہے رَزَقَنَا اللّٰهُ الْفَوْزَ بِالسَّعَادَتَیْنِ اس جگہہ پر سمجھہ لیا چاہئے کہ نفس انسانی کو قرآن مجید مین تین صفتون سے موصوف کیا ہے ایک اَمَّارَہ دوسرے لَوَّامَہ تیسرے مطمئنہ اَمَّارَہ کافرون اور فاسقون کے نفس کی صفت ہے جو کفر اور فسق سے منہہ نہین پھیرتے اور ان کا نفس انکو ہر وقت انہی کامون کی طرف رغبت دلاتا ہے - اور لوامہ ان گنہگارون کے نفس کی صفت ہے جو اپنی بدی پر ندامت کھینچتے ہین - اور گناہ ہو جانے کے بعد اپنے کو آپ ملامت کرتے ہین کہ یہہ کام ہمنے کیون کیا اور بہت برا کیا - اور مطمئنہ انبیا اور اولیا کے نفسون کی صفت ہے کہ ایات اور اطاعت اور ذکر و فکر مین حق کے اطمینان پاتے تھے اور خواہشون کی کشمکش اور گناہون کے خطرات سے انکے احوال پراگندہ اور اوقات مکدر نہین ہوتے تھے - اور بعضے کہتے ہین کہ اماریگی ہر نفس کی ذاتی صفت ہے کہ شہوت اور غضب کے وقت عقل اور شرع کے حکم پر ظہور کرتی ہے اور لوامگی بھی ہر نفس کی صفت ہے مگر جس وقت کہ عقل اور شرع کے طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور اطمینان بھی ہر نفس کی صفت ہے مگر جبکہ ذکر کا نور تمام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہے - اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سارے نفس قیامت کے دن لوامہ ہونگے اور آپکو ملامت کرینگے کہ طاعت زیادہ کیون نہ کی اور گناہ کیون

کیا اور ہر چند کہ اصل مین اس ندا اور بشارت کا وقت فزعِ اکبر کا ہے اور وہ قیامت کے دن ہوگا لیکن اُس کا نمونہ
ہر مومن مرنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے - چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ جب با ایمان آدمی کو اجل آتی ہے تو سرہانے اُسکے فرشتے خوبصورت اور معطر آتے
ہین اور کہتے ہین ای جان بجی آرسیدہ خوشی اور آسانی سے نکل آ کہ تیرا پروردگار تجہہ سے خوش ہے یہہ بات سنکر
مسلمان کی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور ایک عالم اوسکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہی اور فرشتے اوس کو
ریشمی اور معطر کپڑون مین لیجاتے ہین اور دروازے آسمان کے کھلجاتے ہین اور وہان کے دربان مرحبا کہتے ہوے استقبال
کرتے ہین اور اسکے واسطے بخشش طلب کرتے ہین اور اسکو عرش معلی کے نیچے لیجاتے ہین تا اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرے
اور حضرت میکائیل کو حکم ہوتا ہی کہ اس جان کو مسلمان اور نیکوکارون کی ارواح کے مقام مین داخل کرو اور اسکے قبر کو فراخ کر دو
تا آرام اور راحت اسکو پہنچتی رہے اور اس کو کہدو کہ آرام سے رہے نئی دلہن کی طرح جسکو کوئی بد خواب نہین کرتا اور کافر
کے ساتھہ اسکے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہے کذا فی تفسیر عزیزیہ - روایت ہے کہ جب یہہ آیت شریف نازل ہوئی ابوبکر صدیق
نے کہے اِنَّ ھٰذَا لَحَسَنٌ - حضرت نے فرمائے کہ ای ابوبکر تو آگاہ ہو اس بات سے کہ تیری موت کے وقت فرشتہ
یہہ آیت تجہہ پر پڑہیگا - ان کے سواے اور بھی آیتین ہین کہ صدیق اکبر کی فضیلت پر دلالت کرتے ہین اختصار کے لیے
ان چند آیتون پر اکتفا کیا - اور آیہ لَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ جو انہین کے شان مین مسطح کا نفقہ موقوف کرنے کے باب مین
نزول پای ہی اور وہ سورہ نور مین آئی ہے - اسکا بیان درازی چاہتا ہے تفسیر جہان السیر کے جو ہفتے مین بسط کے
ساتھہ لایا ہی چاہین تو اس مین دیکہہ لین - اور سورہ لیل جو صدیق اکبر کی فضیلت مین نازل ہوا - تفسیر عزیزیہ سے اسکے
چند آیتون کی تفسیر جو کئی حدیثون کو بھی شامل ہے یہان لکھی جاتی ہے وَھِیَ ھٰذِہٖ سورہ لیل کے نازل ہونے کا سبب
یہہ ہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص رئیسون مین بڑے مالدار تھے - ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - اور دوسرا امیہ
بن خلف - اور ان دونون کا معاملہ مال کے صرف کرنے مین مختلف تھا امیہ مال بہت رکھتا تہا اور بارہ غلامون کو تربیت کرکے
ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کھیتی کا داروغہ کیا تھا - اور ایک کو میوون کے باغ کا اور ایک کو
ہندی کپڑون کی تجارت کے واسطے مین اور شام کی طرف بھیجتا تھا - اور ایک کو جانورون پر مقرر کیا تہا کہ دودھ اور گھی
اور نسل کی خبرداری کرے اور اسکے حاصل کو جمع کیا کرے اسیطرح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تہا اور اس تدبیر سے مال
بہت جمع کیا تھا - اور باوجود اس ثروت اور مالداری کے ایک کوڑی فقیر کو نہین دیتا تہا بلکہ اگر کوئی غلام کسی محتاج کو
کچھہ آدہی دمڑی کبھی دیتا تو اسپر خفا ہوتا بلکہ اسکو اس کام سے موقوف کرتا تہا اور اگر کوئی شخص اس کو بطور نصیحت کے

قصہ حضرت بلال

کچھہ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالی کی راہ پر محتاجوں اور مسکینوں کو کس واسطے نہیں دیتا ہی اور آخرت
کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا ہی تو وہ بدبخت اسکے جواب میں کہتا تھا کہ اول تو آخرت کہاں ہے اور اگر بالفرض ہوی تو بھی
اس قدر مال اور اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہے کہ مجھکو کچھہ احتیاج بہشت کے نعمتوں کی نہیں ہے - اور ان چیزوں سے جن کی
طمع اور لالچ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیروں اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور اس سبب سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتے ہیں مجھکو
کچھہ پروا نہیں ہے - اور اسکے غلاموں میں سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم
تھے اور بزرگی میں انکا مرتبہ اس حد کو پہنچا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خواب میں اپنے آگے آگے بہشت میں دیکھا
اور اُن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہشت بلال کی مشتاق ہی سو حضرت بلال جسوقت میا
کہ مملوک اس بدبخت کے تھے پوشیدہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ انکے اسلام لانے کی خبر اس کو پہنچی تو اول انکو معزول
کیا اور خزانے تجارت کی داروغگی جو انسے متعلق تھی دوسرے غلام کو سپرد کی پھر انکو اپنے سامھنے بلوا کے پوچھا کہ تو کس
کو پوجتا ہے - حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو اس ملعون نے کہا کہ اُس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں تجھہ
کو بڑی سزا دونگا اور مارتے مارتے مار ڈالونگا حضرت بلال نے کہا کہ میں تو اُس دین سے نہیں پھرتا لیکن میں تیرا غلام ہوں تو جو
چاہے سو کر - اُس شقی ازلی نے اپنے غلاموں کو ایسا حکم کیا کہ دن چڑھتے انکے بدن میں ببول کے کانٹے چبھویا کرو اور
جب آفتاب خوب گرم ہو تب دھوپ میں انکو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھا کرو تاکہ ہل نسکیں اور گردا ان کے
آگ جلایا کرو اور جب شام ہو تب ہاتھہ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں بند کر رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا کرو
اور صبح تک مار موقوف نہ کرو اسیطرح سے کتنے دنوں تک حضرت بلال اس مصیبت میں گرفتار رہے اور پکار پکار کر احد احد
کہا کرتے تھے یعنے معبود میرا ایک ہے - ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت اس طرف سے گذرے اور اس ملعون
کے گھر سے آواز نالہ وزاری کی آپکے کان میں پڑی - پوچھا کہ اس میں کیا ہوتا ہی اور یہہ آواز کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ بلال
نام ایک غلام ہے اس پر مار پڑتی ہے یہ آواز اُس غلام کے رونے کی ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو یہہ بات سنکے
نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت اُسکے گھر میں آپ تشریف لے گئے اور اس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر
اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہی اور اللہ تعالی کی دوستی اور رضامندی کو
اختیار کیا ہے تجھہ کو چاہیے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھ احسان کر کہ آخرت میں تیرے کام آویگا اور تجھکو
اسکی سختی سے بچاویگا - اس ملعون نے کہا کہ آخرت ہی کہاں یا وہ بہشت وہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت ہوی
بھی تو مجھکو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے کہ آخرت کی نعمتوں پر جو فقط وہم اور خیال ہیں فریفتہ ہوں پھر میرے پاس اس دنیا میں

بھی بہشت موجود ہی چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے جو میرے کارخانے مین کثرت سے موجود نہو اور

مضمون ان بیتون کا زبان پر لایا ؎ صبح تو جام سے گذرتی ہے ٭ شب دلارام سے گذرتی ہے ٭ عاقبت کی

خبر کسے معلوم ٭ یان تو آرام سے گذرتی ہے ٭ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا

کہا مان اور اس بیچارے مسکین پر ظلم کرنے سے باز آ۔ اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل ترس کھاتا ہی تو تم بھی مالدار

ہو اور آخرت کا اعتقاد بھی رکھتے ہو تم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھ سے خرید کر لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے کہ اسی بات کی آرزو رکھتے تھے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے اوسکے عوض مین تو جو طلب کرے مین وہ دونگا اور اوس کو

خرید کرونگا۔ اس کافر نے عاجز کرنے کو کہا کہ تم اس کو نہ خرید کر سکوگے اور اگر یون ہی تمہین منظور ہے اور یقین اس کے

خرید کر لینے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی مجھکو دو اور وہ آپکے غلامون مین بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت

کی رکھتا تھا چنانچہ دو ہزار دینار کے قریب پونجی جمع کی تھی اور اس غلام کو یعنے بلال کو مجھسے لو۔ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے مین عذر نرکھتے تھے اس بات کو دل اور جان

سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اس پر زیادہ کرکے اس کافر کو دیے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید خانے

سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے وہ کافر آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبون سے کہتا تھا کہ یہہ شخص

باوجود اس عقل اور دانائی کے اس معاملہ مین کس قدر دھوکھا کھایا ہوا در اپنا نقصان کیا ہے یعنے ایسے غلام کو کہ قابل بلکہ

جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے نکمے غلام کے عوض مین دیا ہے جو کسی کام کا نہین ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی

نہین رکھتا ہے مین ایسے غلام کو یعنے بلال کے مانند ایک دانق کے عوض مین کہ درم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے نہ خرید کرتا

بلکہ مفت بھی نہ لون۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ اس قدر

میرے نزدیک ہی کہ اگر تمام زمین کی بادشاہت کے عوض مین بیچتا تو بھی مین لے لیتے نہ چھوڑتا۔ پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا اور سب حال جو گذرا تھا عرض کیا کہ اس طرح سے مین نے ان کو خرید

کیا ہے اور آپ گواہ رہئے کہ اللہ کی رضامندی کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس بات سے بہت خوش ہوے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روز سے فارغ البال ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت شریف مین رہنے لگے اور نیک بختی دونون جہان کی حاصل کی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدای اسلام

سے کہ مسلمانون کی نہایت ضعیفی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتون مین اور کافرون کے ہاتھ سے مسلمانون کو چھوڑا لینے مین اور سوا اسکے دوسرے

اچھے کامون مین صرف کرکے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ کے خرید کرنے مین
جو کچھہ خرچ کیا سو ابھی معلوم ہو چکا اسیطرح سے سات شخص غلام اور لونڈی قریش کے جنھون نے دین اسلام کو دل
سے قبول کیا تھا اور انکے مالک اس سببسے ان کو ایذا دیتے تھے خرید کرکے اللہ تعالی کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیا
تھا - چنانچہ انمین سے ایک عامر بن فہیرہ ہین کہ بنی جہدعان کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو
اُنکے مالکون سے ایک رطل بھر سونے کے عوض مین خرید کرکے آزاد کر دیا اور وے ہجرت کے سفر مین رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی مین مشرف تھے اور بیر معونہ کے دن شہید ہوئے اور بڑے اولیا اللہ سے تھے - اور انہین
سے ایک زنیرہ ہین کہ کمال کی نہایت کو پہنچے یقین اور بڑا ایمان کامل انکو نصیب ہوا تھا ان کو بھی اُنکے مالکون سے لیکر
آزاد کر دیا تھا لیکن قضاے کردگار سے بعد آزاد ہونے کے انکی آنکھون مین درد ہوا اور بینائی جاتی رہی انکے مالکون
نے یہہ بات سنکر ان کو طعن کے طور سے کہا کہ دیکھا لات اور عزی کی مار نے تجھکو کیسا اندھا کر دیا - انھون نے جواب دیا کہ یہہ
بات تمھاری جھوٹی ہے لات اور عزی کو ہرگز یہہ قدرت نہین ہے کہ کسی کا کچھہ اچھا یا برا کر سکین سوا اللہ تعالی کے
وہ مالک ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یہہ بات ان کی اللہ تعالی کی جناب مین پسند آئی اسیوقت انکی آنکھین اچھی ہو گئین
اور جیسی بینائی تھی ویسی ہی ہو گئی - اور انھین مین سے نہدیہ اور انکی بیٹی ہین کہ یہہ دونون ایک عورت یعنے عبد الدار
کی لونڈیان تھین اور وہ عورت ان کو نہایت ایذا پہنچاتی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ ان کے حال سے خبر
پاکے اس عورت کے گھر تشریف لیگئے اور اسکو نصیحت کی کہ انکو ایذا مت دے اور جو کچھہ انکی قیمت ہو مجھہ سے لے - اس عورت
نے قیمت بہت مانگی آپنے بلا تکرار انکی قیمت موافق اسکی خواہش کے اسکو ادا کی اور ان دونون سے کہ اس عورت
کے آٹا پیسنے مین مشغول تھین کہا کہ خوش خبری ہے تم کو کہ مین نے تم دونون کو مول لیکر اللہ تعالی کی رضامندی
کے واسطے آزاد کر دیا اب اٹھو اور آٹے کو چھوڑو اور میرے ساتھہ آؤ - ان دونون نے عرض کی کہ اے ابوبکر
صدیق بہت برسون سے ہم نے اس کے گھر مین پرورش پائی ہے اور اسکا نمک کھایا ہے اب یہہ اس کا کام ادھورا
چھوڑنا مناسب نہین ہے اس آٹے کو پیسکے اس کو دیکر ہم آتے ہین - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے
اس بات کو سنکر ان پر آفرین کہے اور انکو انھین کے کہنے کے موجب اجازت دی - اور انھین مین سے ایک عورت
وہ ہے کہ بنی مومل کی مملوک تھی اور بنی مومل ایک فرقہ ہے بنی عدی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت
ایمان سے مشرف نہوے تھے اس لونڈی کو اسلام لانیکے سببسے سخت تعذیر اور تعذیب کیا کرتے تھے یہانتک
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اسکو خرید کرکے آزاد کر دیا اور اسیطرح سے اُم عبیس کو بھی خرید کرکے آزاد کیا تھا - اور سوا انکے جو مذکور ہوے

اذیت سے ان کو آزاد کیا ہے۔ اور بعد اس تمام خرچ کے چالیس ہزار درم جو سرمایہ انکے پاس باقی رہا تھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر اور بموجب آپکے فرمانے کے دوسرے مسلمانون پر تیرہ برس کے عرصہ مین صرف کیا اور چھے ہزار درم
جو باقی رہے تھے کچھہ ہجرت کے سفر مین اور کچھہ مسجد نبوی کی زمین کے خرید کرنے مین اور کچھہ دوسرے نیک کامون
مین خرچ کئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کلمہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ
مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبُوْبَکْرٍ یعنے کسی کے مال سے مجھکو اس قدر فائدہ نہین پہنچا جس قدر
ابوبکر کے مال سے مجھہ کو فایدہ ہوا۔ اسواسطے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور ابوطالب اور عبد المطلب کا مال
آپکے کھانے اور لباس مین اور صلہ رحم مین یعنے خویش و اقربا کے دینے لینے مین اور مہمانون کی ضیافت مین
اور محتاجون کی خبر گیری مین صرف ہوا تھا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور دبدبے کی زیادتی
مین اور مسلمانون کی خلاصی مین کافرون کے پنجے سے اور ضعیف مسلمانون کی مدد اور دستگیری مین صرف ہوا۔ اور
دونون مصرفون مین آسمان اور زمین کا تفاوت ہے۔ حاصل کلام جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب مال تمام ہوا
اور اللہ تعالی کی راہ مین خرچ ہوچکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہوگئے۔ ایک روز ایک کملی کو کرتے کی طرح گلے مین ڈالکر
اوسکو کانٹے سے گونٹھہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہوئے تھے اسی وقت حضرت جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ ابوبکر تو بڑے مالدار اور تونگر تھے یہ کیا ہوا
کہ فقیرون کیسے کپڑے پہنے بیٹھے ہین۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہون نے سب اپنا مال مجھہ پر
اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھہ نہ رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالی نے ابوبکر کو سلام
فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ اس فقیری مین بھی مجھہ سے راضی ہے یا کچھہ رنج دل مین رکھتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ کو اس کلام کے سننے سے ایک عجب حالت پیدا ہوئی اور اضطراب حال کے مانند بیخود ہوکے کہا مین کیونکر
اپنے پروردگار سے کدورت رکھونگا اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے تھے اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا
عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ یعنے مین اپنے پروردگار سے راضی ہون مین اپنے پروردگار سے راضی ہون سو حق تعالی
نے اس سورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین ارشاد فرماتا ہے وَسَیُجَنَّبُهَا
الْاَتْقَی الَّذِیْ اور نزدیک ہے کہ دور رکھا جاویگا اس آگ سے جو بڑا اتقی ہے اور اہل شرع کی اصطلاح مین تقوی
اسے کہتے ہین جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچا رہے اور اگر کبھی کوئی گناہ اس سے ہوجاوے تو اسی
سے اسیوقت نادم ہوکے توبہ اور استغفار کرے تاکہ اس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نہ رہے اور گناہ مین

گھر سے پناہ دے اور اتقی کا مرتبہ اس سے بھی بڑھکر ہے یعنے شریعت اور طریقت کے آداب کو بھی نچھوڑے اور گناہ کا قطرہ اور بری نیت کا خیال بھی دل مین نہ آنے دے اور اپنے ظاہر و باطن کو ایکسان رکھے سو یے باتین بہت نادر اور کمیاب ہین اللہ تعالی جس کو اپنے کرم اور فضل سے یہہ رتبہ نصیب کرے اُسی کو ملتا ہے اور اس جگہہ پر اتقی سے سب مفسرون کے نزدیک مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہین اور یہہ سورت انھین کے شان مین نازل ہوی ہے جیسے اشقی سے امیہ بن خلف مراد ہے کہ کفر کی شقاوت اور بدبختی کو بخل اور دوسرے گناہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھہ جمع کرکے اشقی کے مرتبے کو پہنچا تھا اور اہل سنت وجماعت نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی فضیلت اور بزرگی سب امت پر بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جو سب باتون مین سب مسلمانون سے علحدہ ہوتے ہین اسی آیت سے نکالی ہے اور یہی آیت اُنکی دلیل ہے اور تقریر اس دلیل کی اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو حقتعالی نے اتقی فرمایا ہے اور دوسری آیت مین فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے بے شک بڑا بزرگ تم مین سے اللہ تعالے کے نزدیک وہ ہے جو بڑا متقی ہے تو ان دونون آیتون مین توفیق دینے سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آدمیون مین بڑے بزرگ ہین اللہ تعالی کے نزدیک اور یہی معنے ہین افضلیت کے اور تفضیلی لوگ کہتے ہین کہ یہان پر اتقی سے متقی مراد ہے نہ یہہ کہ جو سب سے زیادہ ہو تقوے مین وہ مراد ہو اسواسطے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہہ کمتر تھے تو ان معنون سے اُنکا اتقی ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہہ لفظ حسب دلالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر البتہ صادق ہوتی ہے اور جب اتقی تقی کے معنے مین ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا سب امت پر ثابت نہوا اور اہل سنت اُنکے جواب مین کہتے ہین کہ اتقی کو تقی کے معنون مین کہنا عربی لغت کے خلاف ہے اور اللہ تعالے کے کلام سے جو عربی خالص ہے ایسے معنے مراد لینا جو عرب کے محاورے کے خلاف ہون درست نہین ہے اور جو ضرورت کہ ان معنون کے مراد لینے مین بیان کرتے ہین وہ مردود ہے کیونکہ کلام دوسرے آدمیون مین ہے نہ پیغمبرون مین اسواسطے کہ شریعت کے قاعدون سے معلوم ہوچکا ہے کہ سب پیغمبر بزرگی اور مرتبے مین اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑے ہین سو پیغمبرون کو دوسرے آدمیون اور دوسرے آدمیون کو پیغمبرون پر سب امر مین قیاس نکیا چاہیے اسواسطے کہ ایسے لفظون کے بولنے سے بزرگی اور بڑائی مقام پر عرف شرعی مین امت ہی مراد ہوتے ہین پیغمبر ہرگز اس سے مراد نہین ہوتے اور عرف کی تخصیص لوگ کی تخصیص سے قوی ہوتی ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ گیہون کی روٹی وہ دوسری روٹیون سے اچھی

ہوتی ہے تو اس کلام سے یہہ نہ پوچھا جائیگا کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہوتی ہے باوجود اسبات کے کہ بادام
کی بھی روٹی ہوتی ہے لیکن یہہ کلام عرف سے خارج ہے اسواسطے اس کلام کے بولنے سے وہ روٹی مرادہی جو غلہ
سے ہونہ وہ روٹی جو میوے سے بنی ہو۔ اور بعضے اہل سنت وجماعت کے بزرگون سے سنا گیا ہی کہ فرماتے
تھے کہ اتقی یہان اپنے اصل معنی تفضیل پر ہے یعنے وہ شخص جو تقوے مین زیادہ ہوا نبیے سواے کل پرخواہ پیغمبرہون
خواہ امت لیکن یہہ خاص ان لوگون کی نسبت سے ہی جو زندہ ہین تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر مین بعد رحلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اُن کی خلافت کا زمانہ ہے اس کلمے کے مصداق ہوسکتے ہین یعنے اتقی
کا لفظ اُس وقت مین اُنپر صادق آتا ہی اور حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام اگرچہ زندہ ہین لیکن زمین
پر نہین ہین بلکہ آسمان پر ہین تو دنیا والون کے نزدیک مردیکا حکم رکھتے ہین اور اتقی کو یہہ لازم نہین ہی کہ ہر وقت
اور ہر شخص کے نسبت سے تقوی مین زیادہ ہو اور اگر ایسا ہو تو کسی کو متقی کہنا درست نہوا سواسطے کہ کبھی
مین لغوی ہو نہین سکتا ہی اور ہر منصب اور ہر مرتبہ شرع مین محمود ہے اسمین آخر عمر کا اعتبار ہے جیسے صالح
ہونا یا غوث ہونا یا قطب ہونا یا ولی ہونا یا نبی ہونا اسیواسطے جو شخص کہ اپنی آخر عمر مین ان مرتبون کو پہنچے ہین
انکو بھی انہین القابون سے ذکر کرتے ہین اگرچہ لڑکپن مین اور جوانی مین ان کو یہہ مرتبہ حاصل نہوا تھا تو معلوم
ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون
سے جو زندہ ہین افضل ہو اور تقوے مین زیادہ بس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل
کے اور جو دوزخ کی آگ سے دور رکھنے مین ابوبکر کو اتقا فرمایا ہے تو اب وہ عمل انکے جو اس سورت کے اترنے
کے وقت درگاہ الہی مین مقبول ہوے تھے یاد فرماتے ہین کہ اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یعنے وہ تقوے والا
اور ڈرنے والا کہ اپنے مال کو دیتا ہی اللہ تعالی کی راہ مین چنانچہ بلال سے شخص کو اور سوائے اسکے دوسرے
غلام اور لونڈیون کو جو اسلام لائے تھے اور اسلام لانے کے سبب سے انکے مالک انکو ایذا دیتے تھے اور طرح
طرح کے تکلیفین پہنچاتے تھے اُن سب کو اُن کافرون سے مول لیکر آزاد کردیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کامون مین اور ہجرت کے سفر کے سامان مین اور مسجد نبوی کی زمین خرید کرنے مین اپنے مال کو خرچ کیا اور غرض
اسکی اُس مال کے خرچ کرنے سے یہہ تھی کہ یَتَزَکّٰی اپنے تئین پاک کرے سو وہ مدام مال کے دینے مین اس
نیت سے ترقی کرتا جاتا ہی اور اس کا کمال نئے پودے کی طرح سے کہ پانی اور ہوا کے پہنچنے سے بڑھتا ہی روز بروز زیادہ
ہوتا جاتا ہی اسواسطے کہ زکوٰۃ کی لفظ مین دو معنے پائے جاتے ہین ایک طہارت اور دوسری زیادتی اور یہہ

دو نو باتین اسکو حاصل ہین وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اور نہین ہے اُسپر کسی کا احسان کہ اسکا بدلا
دیا جاوے یعنے اسکا عوض اور بدلا کیا یا دے ہر چند کہ مال کا دینا احسان اور سلوک کے بدلے مین بھی نیک ہے
لیکن جو اس مین اپنا نام بھی منظور ہوتا ہے تو کمال اخلاص کے مرتبے کو نہین پہنچتا - اور حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کا سلوک اور احسان مجھہ پر ایسا نہین ہے جس کا عوض اور بدلا دنیا مین
مین نے اسکے ساتھہ نکیا ہو سواے ابوبکر کے اور اسکے احسان اور سلوک کا عوض مین نے نہین کیا اسکا عوض اللہ تعالے
اس کو قیامت کے دن عنایت فرماویگا - اسی جگہہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے مرتبے کا کمال اور ثواب
کا اندازہ بوجھا چاہئے کہ کس قدر ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اس پر بھی اگر کسی کو اُن کے مرتبے
مین شک اور شبہہ باقی رہے تو یہہ سمجھہ لے کہ ایمان کے آفتاب کا پرتو اسکے دل پر نہین پڑا ہے گر نہ بیند بروز
شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ اور دوسری صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن
پہلے اپنی وفات سے خطبہ پڑہا اور اُس مین تعریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی بہت ارشاد فرمایا چنانچہ
یہہ بھی فرمایا کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور حق الخدمت بدن کا اور جان کا مجھہ پر اس قدر نہین ہے جس قدر
ابوبکر کا ہے اپنی بیٹی میرے نکاح مین دی اور مجھہ سے مہر نہ لیا اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر آزاد کیا اور
مکے سے مدینہ کو ہجرت کے سفر مین اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھکو پہنچایا اور اپنی جان اور مال سے
ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا سواے سب کے دروازے مسجد کے طرف سے بند کرو سواے ابوبکر کے دروازے کے کہ
اس کو کھلا رہنے دو - اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ علام الغیوب خود
انکے دل کے اخلاص پر گواہی دیتا ہے اور اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے کہ وہ یہہ کام نہین کرتا ہے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر واسطے چاہنے رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب بڑون سے بڑا اور بزرگ ہے اور
کسی طرح کی نفسانیت اس خرچ کرنے مین اسکو منظور نہین ہے بلکہ ثواب کا لالچ اور عذاب سے دوری بھی دینے
مین اسے مقصود نہین ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ بہت سے لونڈی
غلامون کو جو اسلام لاے تھے بڑی بڑی قیمتون سے خرید کر کے آزاد کیا - ابو قحافہ جو آپکے باپ تھے اسبات
کی نصیحت کرنا شروع کیا کہ اگر تم کو لونڈی غلامون کا آزاد کرنا ہی منظور تھا تو اچھے حیثیت اور چالاک جو سب کام
کے قابل ہوتے اور تمھارے ہر کام مین مدد کرتے ان کو لیکر آزاد کیا ہوتا تو کچھہ فائدہ بھی تھا ایسے لونڈی غلامون
کو جو کسی کام کے نہین ہین مول لیکر آزاد کرنا اور آزاد کرنے کے بعد اُنکے کھانے کپڑے کا بھی ذمہ دار ہونا اس سے

کیا فایدہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے باپ کے جواب مین یہی لکھا کہ اس کام سے مجھکو
صرف اللہ تعالی کی رضامندی منظور ہے انتہی سواے کوئی دوسری چیز منظور نہین ہے۔ اور جامع عبد الرزاق مین
بھی صحیح طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال مسلمانون مین سے میرے ایسا
کام نہین آیا جیسا ابوبکر کا مال میری ضرورت پر کام آیا راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالے
عنہ کے مال کو اسطرح سے صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہے اور کسی طرح کی جدائی اور فرق اپنے
اور ابوبکر کے مال مین نہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ماجہ کے سنن مین مذکور ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال سے مجھکو اسقدر نفع نہین ہوا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھکو نفع ہوا حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ وہان پر حاضر تھے یہہ بات سن کے رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھی آپکا
ہون اور میرا مال بھی آپکا ہی اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہی۔ اور بڑے کمال کے مرتبے
پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی یہہ بات دلالت کرتی ہی کہ حقتعالی نے جس طرح سے اپنے پیغمبر کی
دلجوئی اور خاطرداری کے واسطے وَالضُّحٰی کی سورت مین وعدہ فرمایا ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى
اسی طرح سے اس سورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے وعدہ فرمایا ہی کہ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى
اور یقین ہے کہ ابوبکر راضی ہوگا حقتعالی سے یا حقتعالی جل شانہ ابوبکر سے راضی ہوگا اسواسطے کہ يَرْضٰى
مین ضمیر ہے وہ دو احتمال رکھتی ہے ایک احتمال یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف پھرے
اور دوسرا احتمال یہہ بھی ہے کہ حقتعالی کے طرف پھرے لیکن دونوان صورتون مین اپنا مطلب حاصل ہے
وَلِنِعْمَ مَا قِيْلَ یعنے کیا اچھی بات کہی ہے کسی شاعر نے ؎ بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف گر بکشم
زہی طرب ور بکشد زہے شرف یعنے اگر اپنے نصیب کی مدد سے معشوق کا دامن ہاتھ مین آوے
پھر اگر مین اسکو کھینچون تو زہے نصیب میرے اور اگر وہ کھینچے تو زہے بزرگی اپنی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ بہت سے مہاجر اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے
کے پاس حاضر تھے اور لوگون کی فضیلتین اور بزرگیان آپس مین بیان کر رہے تھے کہ فلانا
مرتبہ کا اور فلانہ اس رتبہ کا ہے اس گفتگو مین آوازین ہماری بلند ہوئین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دولتخانہ مبارک سے تشریف باہر لائے اور ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ کس شغل مین
مشغول ہو۔ ہم نے عرض کیا بعضے لوگون کی بزرگیان بیان کرتے ہین تب آپنے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا

کہ اگر اس طرحکا ذکر ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو بزرگ مت جانیو اسواسطے کہ وہ افضل ہے تم سب کا دنیا اور آخرت مین - اور ابودردا سے دارقطنی مین صحیح سند سے روایت آئی ہے کہ ابودردا نے کہا کہ ایک روز مین آگے آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رستہ مین جاتا تہا کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رستے مین مل گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے آگے آگے چلتا ہے جو دنیا اور آخرت مین تجہہ سے بہتر ہے قسم ہے خدا کی کہ آفتاب نے طلوع اور غروب نہین کیا کسی پر بعد انبیا و مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور ابن السمان کتاب الموافقہ مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ وے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے اور وے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور وے اپنے والد ماجد جناب سید الشہدا حضرت امام حسین سے اور وے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آفتاب طلوع اور غروب نہین کیا ہے کسی پر بعد پیغمبرون اور رسولون کے کہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور حافظ خطیب بغدادی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ مین ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تہا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حقتعالیٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر کسی کو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرون کی شفاعت کے مانند ہوگی - جابر کہتے ہین کہ دیر نگذری تہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل گیر ہو کر ایک ساعت اُنسیت حاصل کی اس بات سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے رضامندی حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی شفاعت مین منحصر ہے - اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضامندی امت کی شفاعت مین ہے اسلیے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا مین فانی تہی اور بس واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

پانچوین خیابان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعضے خصوصیات کے بیان مین

- جاننا چاہیے کہ چار فضیلتین ایسی ہین کہ جن مین صدیق اکبر کا کوئی شریک نہین - اول ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ - یعنے غار مین حضرت کے دوسرے تھے وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْعَرِیْشِ اور دوسرے مین بھی حضرت کے ثانی تھے یعنے بدر مین حضرت کے واسطے ایک مسند ہوا تہا اُس مسند دوسرے مین ابوبکر صدیق حضرت کے ساتھہ تشریف رکہے تھے وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْمَدْفَنِ اور مدفن مین حضرت کے ثانی ہین وخلفہ مکررا اور حضرت کے بعد خلیفہ ہوے - اور انکے خصوصیات سے

ہے کہ آپکے والدین اور تمام اولاد اور اولاد کی اولاد بھی سب ایمان لائے اور صحابہ مین داخل ہوئے - بیٹے
عبداللہ وعبدالرحمن وبی بی عائشہ و بی بی اسما - اور انکے پوتے ابوعتیق محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر - اور نواسے
عبداللہ بن اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم - یہہ فضیلت کسی صحابی کو نہین کہ والدین اور اولاد سب مسلمان اور صحابہ ہوئے
اور اول جو حضرت کے حضور مین خطبہ پڑہے اور کفار کو اسلام کے طرف دعوت کئے وہی تھے - اور اول جو حضور
نبوی مین فتوے دئے وہی تھے - اور اول جو معراج کی تصدیق کئے وہی تھے - اور اول جو امیر حاج ہوئے
وہی تھے - اور اول جو اسلام مین مسند خلافت پر بیٹھے وہی تھے - اور اول قریش سے اپنے باپ کے حین حیات
جو خلیفہ ہوئے وہی تھے - اور اول جو اس امت سے مسجد کی بنا کئے وہی تھے - اور اول جو حضرت پر جان وتن
بذل و نثار کئے وہی تھے - اور اول جو اس امت سے بہشت مین آوینگے سو وہی ہین - اور رحمت و رافت کی
صفت مین حضرت نے ان کی تشبیہ میکائیل و ابراہیم خلیل علیہما السلام کے ساتھ دئے - چھٹوین

خیابان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرویات کی تعداد مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے جو حضرت سے حدیثین روایت کئے ہین وے سب حدیث کے معتبر کتابون مین ایکسو بیالیس ہین انسے
متفق علیہ یعنے بخاری اور مسلم مین چھے آئے ہین اور فرد بخاری گیارا ہین اور فرد مسلم ایک ہی - حضرت کے ساتھ
ابوبکر صدیق کو باوجود کثرت ملازمت رہنے کے قلت روایت کا سبب یہہ ہے کہ حضرت کے بعد انھون نے جلد وفات
پائی کہ دو برس اور پانچ مہینے اور چند روز خلافت کئے - اور اس زمانے مین لوگ روایت حدیث مین زیادہ اہتمام
نہین رکھتے تھے بلکہ اکثر جہاد کفار مین کہ دین کے اہم مہمات سے ہے کمر باندھے تھے - اسلئے ان کو روایت حدیث
کی فرصت نہین تھی - صحابہ کی ایک جماعت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہے - جیسے عمر بن الخطاب وعثمان ابن
عفان وعلی ابن ابیطالب وعبدالرحمن بن عوف وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ
بن عمرو بن العاص وحذیفہ بن الیمان وزید بن ثابت وبراء بن عازب وعبدالرحمن بن ابی بکر صدیق وعبدالرحمن بن
ابزی وعبداللہ بن الزبیر وانس بن مالک وجابر بن عبداللہ وزید بن ارقم وعبداللہ بن معقل مزنی وطارق بن
شہاب وعائذ بن عمرو مزنی وعامر جہنی وعقبہ بن حارث نوفلی وعمرو بن حریث مخزومی وعمران بن حصین خزاعی ورفاعہ
بن رافع ازلی ومعقل بن سنان اشجعی وابوامامہ باہلی وابوبردہ اسلمی وابوکبشہ وعائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہم - اور تابعین سے ایک جماعت اُن سے روایت کرتی ہے - جیسے قیس بن ابی حازم وابوعبداللہ
صنابحی وجبیر بن نفیر وجابس بن قیس طائی وسوید بن غفلہ جعفی وعبداللہ بن یربوع واسلم بن مولا عمر خطاب وزمرہ

بن سرجیل و محمد بن ابی بکر صدیق و ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احادیث مروی
سے ایک حدیث یہہ ہے کہ تفسیر میں لائے حضرت سے سنا ہوا ذکر فرماتے تھے مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا
فَتَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ یعنی نہیں ہے کوئی مسلمان کہ گناہ
کیا پھر وضو کیا اچھا وضو پھر کھڑا رہا اور دو رکعت نماز پڑہی پھر دعا کی اور بخشش چاہی اپنے پروردگار سے مگر بخشیگا
اس کو اللہ تعالیٰ پھر یہہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ یعنی اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشواوے پاوے اللہ کو بخشتا
مہربان ۔ اور مروی ہے کہ ابوبکر صدیق نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے ایک دعا تعلیم فرمائیے تا نماز میں پڑھا کروں سو
حضرت نے ان کو یہہ دعا سکھلائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تفسیر حسینی میں لائے
ہیں کہ شیخ ابو صالح روایت کرتا ہے کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کی ایک جماعت ایک مجلس میں جمع آ بیٹھے یہود و نصارا
فخر کرنے لگے کہ تمہارے پیغمبر سے پیغمبر مبعوث ہوئے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے نازل ہوئی بہشت میں داخل ہونگے
مگر یہود و نصارا۔ مسلمان جو حاضر تھے ان کو جواب دئے کہ ہمارے پیغمبر خاتم انبیا ہیں اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے ناسخ ہے
پس بہشت میں جانیکے لئے ہم زیادہ سزاوار ہیں۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ یعنے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ
جو ثواب کا وعدہ کیا ہے ای مسلمانوں تمہاری آرزوں سے حاصل نہوویگا۔ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور نہ آرزوں سے
اہل کتاب کے جو کہتے ہیں لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یعنے کوئی کام آرزو سے بر
نہیں آتا ہے بلکہ ریاضت کھینچا چاہئے کہ ریاض بہشت میں جاوے۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ جس نے برا عمل کریگا اسکی جزا
دیا جاویگا جب یہہ آیت شریف نازل ہوئی صحابہ دلگیر اور ملول ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے کہنے لگا یا رسول اللہ كَيْفَ
الْفَلَاحُ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ یعنے اس آیت شریف کے نزول کے بعد کیونکر رستگاری ہوگی یا رسول اللہ کیونکہ کوئی شخص
بدعمل سے خالی نہیں پس اسکے بدلے کی طاقت کس کو ہوگی۔ حضرت نے فرمایا کیا تو بیمار نہیں ہوتا ہے اور غمگین نہیں
ہوتا ہے کیا تجھہ پر مصیبتیں نہیں آتے ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا هُوَ ذٰلِكَ
یعنے اسی کا وہی بدلہ ہے۔ اور تیسیر میں لایا ہے کہ اس ارشاد کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ای ابوبکر تجھے اور تیرے یاروں
اور مومنوں کو دنیا میں جزا دیوینگے۔ تا تم درگاہ الٰہی میں جب جاوین کچھہ گناہ باقی نہ رہے اور دوسروں کے
جزا کو جمع کرینگے قیامت کے دن اون کو دیوینگے انتہی ساتوین خیابان ابوبکر صدیق کے

بعضے کلمات نفیس سماعت کے بیان مین ۔ مروی ہے کہ صدیق اکبر نے فرمائے مَنْ
ذَاقَ خَالِصَ حُبِّ اللّٰہِ شَغَلَہٗ ذٰلِکَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَاَوْحَشَہٗ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ
یعنے جس نے اللہ تعالی کی خالص محبت کا ذائقہ چکھیگا ۔ اس محبت کا ذائقہ اسکو دنیا طلب کرنے سے پھیر دیگا ۔
اور سب لوگون سے اسکو وحشت ہوگی ۔ اور فرمائے اَلْمَرْاَۃُ کُلُّھَا شَرٌّ وَشَرٌّ مِنْھَا اَنَّہٗ لَا بُدَّ مِنْھَا ۔
یعنے عورت سب کی سب بدی اور اس سے بدتر وہ شخص ہے جو اس سے ناچار ہے ۔ اور انھین کے مواعظ سے ہے
کہ جس نے اپنی عمر عبث مین گذرانیگا اپنی زراعت کا وقت ضایع کیا جس نے زراعت کا وقت ضایع کریگا زراعت کاٹنے
کے وقت پشیمانی کھینچیگا ۔ اور انھین سے منقول ہے کہ فرمائے وَدِدْتُّ اَنِّیْ خَضِرٌ یَاْکُلُنِی
الدَّوَابُّ مَخَافَۃَ لِلْعَذَابِ یعنے عذاب کے ڈر سے مین دوست رکھتا ہون کہ کاش مین گھانس ہوتا اور جانور
مجھکو کھاتے ۔ اور فرمائے اَصْلِحْ نَفْسَکَ یُصْلِحْ لَکَ النَّاسُ یعنے درست اور اچھا کر اپنے نفس کو تب لوگ
تجھے اچھا جانینگے ۔ اور معرفت کے باب مین فرمائے اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ
یعنے عاجز ہونا پانے سے ادراک کے ادراک ہی ۔ قدوۃ العارفین شیخ روزبہان بقلی اپنی شرح شطحیات مین سید الطائفہ
جنید بغدادی قدس سرہ سے نقل کی ہی کہ بہت عمدہ کلمہ جو معرفت کے باب مین واقع ہوا ۔ کہ صدیق اکبر کا قول ہے اور
فرمائے لَیْسَ مَعَ الصَّبْرِ مُصِیْبَۃٌ وَلَا مَعَ الْجَزْعِ فَائِدَۃٌ یعنے صبر کے ساتھ کچھہ مصیبت نہین اور درد و فریاد
مین کچھہ منفعت نہین ۔ اور فرمائے اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلا سونپی گئی ہی کلام کے ساتھہ
پس چاہئیے کہ جسقدر ہوسکے زبان کو بچاوے تا بلا مین نہ پڑے ۔ اور فرمائے اَحْرِصْ عَلَی الْمَوْتِ
تُوْھَبْ لَکَ الْحَیٰوۃُ یعنے موت کی حرص کر تا تجھے حیات بخشی جاوے ۔ اس مین اشارہ ہی موت اختیاری کا
اور نکل جانا صفات بشریہ اور اتصال پانا عالم قدسیہ سے ۔ **فصل پہلی سقیفہ بنی ساعدہ کے ذکر مین
اور اختلاف مہاجر و انصار کا امر خلافت مین اور بیعت صحابہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالی عنہ کے ہاتھہ پر** ۔ ثقات کرام و علماے اعلام روایت کرتے ہین کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
جس روز وفات کئے اسی روز قدوہ اصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے ابو عبیدہ ابن الجراح سے فرمایا کہ اپنا
ہاتھہ دراز کیجئے تمہارے سے بیعت کرون کیونکہ حضرت نے تمہاری شان مین فرمایا ہی ۔ اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ
انھون نے کہا کہ ای عمر جب سے کہ تم مسلمان ہوے مین تمہارے سے بیجا کلام نہین سنا ۔ مگر یہی بات جو آپ کہتے ہو کہ
میرے سے بیعت کرے حالانکہ ابوبکر صدیق کہ جن کی شان مین ثَانِیَ اثْنَیْنِ اور ایک روایت سے ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ

وارد ہوئی تھا ہے میں موجود ہیں۔ جاننے کہ ابو عبیدہ کے اس کلام میں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت ابو بکر
اکبر کی شان میں آئی ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا
اور وہ جو حضرت نے غار میں ابو بکر صدیق کو فرمایا وَمَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا اکثر مہاجرین اور تھوڑے سے انصار
ابو بکر صدیق کی طرف مائل تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ ایک بڑی حویلی تھی کہ کسی کام کے مشورہ کرنے یا فیصلہ کا
فیصلہ دینے کے وقت انصار اس مکان میں جمع ہوتے تھے۔ بمطابق اس کے کسی امر خلافت میں مشورہ
کرنے کے لئے سب انصار جمع ہوئے اور سعد بن عبادہ کو جو انصار کے سرداران سے تھے بیچ میں بلا لائے اور
چاہتے تھے کہ انکو مسند خلافت پر بٹھا دیں اور انسے بیعت کریں۔ سعد بن عبادہ اس وقت اگرچہ بیمار تھے پر ایک خطبہ پڑھا
اس میں اللہ کی حمد اور حضرت پر درود و سلام اور انصار کرام اسلام میں سبقت کئے ہیں جو فضیلت کے بعد یہی مضمون
تھا۔ کہ اے مسلمانو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں تیرہ سال تک اپنی قوم کو دعوت کئے ایک تھوڑی جماعت
کے سوائے لوگ ایمان نہ لائے۔ اور اس چھوٹی جماعت کو یہ طاقت نہیں تھی کہ حضرت کی حمایت اور دین کی اعانت
میں کمر باندھیں اور کفار کی ایذا و شر دفع کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے حضرت کے قدوم میمنت لزوم سے تمہارا شہر کو مشرف
کیا۔ اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ اور دین متین کی حمایت و سید المرسلین کی اعانت اور کفار و مشرکین سے جنگ
و جہاد کرنیکی تم کو توفیق دی۔ یہاں تک کہ عرب اپنی کج مزاجی اور ضد و عداوت اور ظلم و ستم و کفر و شرک چھوڑ کر سیدھی راہ
راست پر آئے۔ اور ایمان و عرفان سے بہرہ ور ہوئے۔ اور عرب کے اکثر قبائل تمہارے ہی تلوار کے بل طوعاً و کرہاً حضرت کے
مطیع و منقاد ہوئے۔ اور حضرت دنیا سے سدہارے تم سے راضی تھے پس تم اس خلافت میں جلدی کرو دوسرے
لوگ اس کے درپے ہونے کے آگے ہی تم حاصل کرلو۔ انصار یا تو قار جب یہہ خطبہ سنے جواب دئے کہ تم اچھی بات کہے ہو ہم
تمہاری خلافت قبول کرتے ہیں اور ہم تمہارے سے راضی ہیں۔ پھر آپس میں کلام کرنے لگے کہ اگر مہاجرین قریش اپنا استحقاق
ایسا بیان کریں کہ ہم اسلام میں سبقت کئے ہیں اور حضرت کی خدمت بجالائے ہیں اور اپنے وطن سے ہجرت کئے ہیں
اور حضرت کے ساتھ قرابت رکھتے ہیں جب ایسی فضیلتیں ثابت کریں تو ہم کیا جواب دیں۔ تب انصار سے ایک گروہ کہنے لگی کہ ہم مہاجرین
سے کہیں کہ مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِیْرٌ یعنے ہمارے سے ایک امیر ہوا اور تمہارے لیئے ایک امیر۔ اور ہم اسکے سوائے ہرگز
راضی نہ ہوویں۔ ہر ایک شخص کے خاطر میں جو گذرتا تھا وہی کہتا تھا۔ ایسے میں انصار سے ایک مرد عمر فاروق کی خدمت
میں جاکے سب انصار جمع ہوکے اس مشورت میں ہیں سو خبر پہنچایا۔ اور بہت مبالغہ کیا کہ اسباب میں بہت جلدی کیجئے
تا جدال و قتال کی نوبت نہ پہنچے۔ یہہ خبر سنتے ہی عمر فاروق نے اٹھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے

آسے - ابوبکر صدیق وہان حاضر نہ تھے سو ان کو خبر دیئے اور سقیفہ بنی ساعدہ مین جو انصار کا مجمع تھا وہان جانے
کے باب مین بابت تجدید ہو بیعت - تب ابوبکر صدیق اور ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت اتفاق کر کے
وہان جا پہنچے - علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور زبیر [illegible] اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی تجہیز و تکفین اور
غسل و تدفین کے کام مین مشغول رہے اور راوی بیان کرتا ہے [illegible] ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق
ملے اور انکی دلداری کرنے اور تسلی دینے مین جا پہنچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص پلنگ پر تکیہ کیا ہوا بیٹھا ہے اور انصار [illegible]
امارت ہم آ سکے ہین اور اپنی فضیلتین بیان کرتے ہین - اور خلافت کا دعوی کرتے ہین - عمر فاروق نے پوچھا کہ یہ [illegible] پلنگ
پر بیٹھا کون ہے - کہے کہ سعد بن عبادہ ہے - عمر فاروق سے منقول ہے کہ کہے کہ مین کتنی باتین اپنے دل مین مقرر کر رکھا تھا -
اس وقت بیان کرنا چاہا - لیکن ابوبکر صدیق نے مجھے تسلیم سکھنے منع کئے اور آپ باتین کرنے لگے - قسم ہے پروردگار کی [illegible]
کی کہ جو باتین مین نے اپنے دل مین رکھا تھا اس سے بہتر کلام کئے - اور ایک روایت ہے کہ ابوبکر اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا
کئے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے - پھر مہاجرین کی فضیلتین جو اخلاص اسلام مین سبقت کئے اور حضرت کے ساتھ اسباب اور
حسن سلوک سے پیش آئے اور ایک گروہ جو حضرت پر جان و مال فدا کئے - اور کفار قریش سے سخت جفائین اور بلائین [illegible]
بیان کئے - اور اسکے بعد انصار کے فضائل کا بھی شمار کرکے انکی دلجوئی اور دلداری سے پیش آئے اور ثابت کر دیئے کہ مہاجرین
حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ رکھنے کے سبب سے بہتر [illegible] اور حسب و نسب عالی رکھتے ہین - اور عرب [illegible]
قریش کے دوسرے کے تابع نہ ہووینگے - پس تم اپنے حسد نہ کرو اور انکی مخالفت [illegible]
یتیم - قریش کے لوگ قریش کے پیرو ہین - تم کتاب اللہ کے رو سے ہمارے بھائی اور دین مین ہمارے شریک ہو - [illegible]
دوسرون کی نسبت ہمارے دوست ہین سو تم زیادہ سزاوار اس بات کے ہو کہ قضا سے الہی پر راضی ہو [illegible]
بھائیون کی فضیلت کو مسلم رکھین - اللہ تعالی جس کام سے انکو سرفراز فرماوے تم تنگدل نہ ہو [illegible]
لگے اچھا ہم مہاجرین سے کسی کی خلافت قبول کرتے ہین بشرطیکہ جب وہ انتقال کرے تب انصار [illegible]
ہو وے - اور یہہ کلام اسیطرح جاری رہی - عمر فاروق نے کہا کہ واللہ جو ہماری مخالفت کریگا ہم اس [illegible]
جناب بن المنذر انصاری جو خزرج کے قبیلے سے تھے اٹھے اور کہے کہ واللہ ہم کسی کی خلافت قبول نکرینگے
ہان ہمارے لیے ایک امیر ہو وے تمہارے لیے ایک امیر - صدیق اکبر کہنے لگے کہ امارت ہمارا حق ہے پس چاہئے کہ امیر ہمارے
رہے اور تم ہمارے وزیر - جناب نے انصار کو خطاب کر کے کہا کہ اے انصار زنہار تم اس بات کو قبول نکرو اور ثابت
قدم رہو کہ خلافت کیلئے تم احق ہو - اور مہاجرین سے کہا کہ اے مہاجرو اسکے سوا گزیر نہین کہ ہمارے لیے ایک امیر ہو اور

تمہارے سے ایک امیر۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس بات کو قبول کرو والا ہم تمہارے ساتھ قتال کرینگے تا ایک بات قرار پاوے
عمر فاروق نے کہا کہ واللہ خلافت میں دو کی روا نہیں ہے دو بادشاہ ایک ملک میں رہنا ممکن نہیں جب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قبیلے سے نہیں تھے عرب تمہاری امارت پر راضی نہ ہوویں گے۔ حباب کہنے لگے کہ ہم جو یہ
بات کہتے ہیں تمہارے پر کچھ حسد نہیں رکھتے ہیں۔ ولیکن ہم کو اندیشہ بھی ہے کہ ہم پر ایسے لوگ والی نہوں کہ جنکے
باپ اور بھائی کو ہم قتل کئے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا کہ جب خلافت اپنے قرار پاوے تو سکتا ہے تو مرجا۔ غرض حباب اور
عمر بن الخطاب کے درمیان بہت سختی کی باتیں ہوئیں۔ مہاجرین وانصار کے درمیان بڑی مخاصمت اور مخالفت کھڑی
رہی یہاں تک کہ تلوار کھینچنے کی نوبت قریب تھی اور اس شور وغوغا میں سعد بن عبادہ لوگوں کے پامال ہو گئے۔ تب
انصار سے ایک شخص نے فریاد کیا کہ تم نے سعد کو مار ڈالا۔ عمر فاروق کہنے لگے کہ خدا اسکو مارے کیونکہ اس نے شر اور
فتنہ مچایا ہے۔ ابوبکر صدیق جب یہ حال دیکھے سب اصحاب کو اچھی طور سے تسکین دئے اور کہے کہ اے گروہ انصار
تم کو خدائے عز وجل کی قسم دیتا ہوں تم یاد کرو کہ مکہ معظمہ میں جس شب عقبہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے تم نے جو بیعت کی اس وقت حضرت نے تم سے جو چند شرطیں لئے ان میں یہ بھی ایک شرط تھی کہ خلافت کو
کے باب میں تم مخالفت نکریں جو شخص اس کام کے لائق ہو اسکے ساتھ منازعت سے پیش نہ آویں۔ یہ بات
سنتے ہی سب کے سب کہے کہ ہاں۔ پھر سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیا تم نے حضرت سے نہیں سنا
کہ اس کام کے والی قریش ہیں۔ سعد نے کہا ہاں۔ پھر زید بن ثابت انصاری نے اٹھا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کی قوم سے تھے پس آپکا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہی چاہئے۔ ابوبکر صدیق کہے جزاکم اللہ خیراً
عمر فاروق اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ ان دونوں سے ہر ایک کو میں خلافت کے لائق جانتا ہوں۔ عمر فاروق
کہے کہ ہم تمہارے سے بیعت کرتے ہیں کہ ہم سب میں بہتر اور بہتر تم ہی ہو۔ اور ہم سب سے حضرت کے نزدیک زیادہ دوست تم ہی تھے
اور ایسا شخص کون ہے کہ جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہوں جو اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ہُمَا
فِی الْغَارِ اِذْ قَالَ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ پس ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑے اور بیعت کئے
پھر مہاجرین کو کہے کہ بیعت کیجئے تب وے بھی بیعت کئے۔ پھر سب انصار بھی کر چکے مگر ایک چھوٹی جماعت باقی رہگئی۔ اور
بعضوں نے کہا کہ ہم علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سوائے کسی کے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کرینگے۔ اور سعد بن عبادہ نے
تعصب اور حمیت کے سبب سے جب تک زندہ تھے بیعت نکی۔ پر ایک ضعیف روایت آئی ہے کہ آخر الامر اس نے اکراہ سے
بیعت کی۔ تنبیہ پوشیدہ نرہے کہ مہاجرین وانصار کا اختلاف عرب کی عادت پر واقع ہوا۔ کہ کسی قوم پر اس قوم

والے سکے سوائے دوسرے کو حاکم نہین ٹہراتے تھے - اور حضرت نے جو فرمائے تھے الائمۃ من القریش
اس ارشاد سے غافل تھے جب وہ بات یاد آئی اس خلاف سے باز آئے - اور مہاجرین و انصار کی وہ مخالفت صاف
اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت مخصوص کسی کی خلافت پر تنصیص نہین فرمائے کیونکہ حضرت خاص کسیکی خلافت پر
نص فرماتے ہوتے تو صحابہ اصحاب مین ایسا خلاف نہ کئے ہوتے - اور منقول ہی کہ جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ جبتک
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھین بیعت نکی - کیونکہ آپکی دامن خاطر پر اسبات کا غبار تھا کہ ابوبکر صدیق آ
خلافت اور عقد بیعت کی آپکو خبر دی اور اصحاب مین آپ سے مشورت نہ کی - اور اکثر بنی ہاشم امیر المومنین علی مرتضی کے
ساتھ اتفاق کرکے بیعت نہین کئے - اور مہاجرین قریش کی ایک جماعت جیسے زبیر اور طلحہ اور خالد بن سعد بن
العاص - اور انصار کی ایک گروہ بیعت مین توقف کی تھی اور چند روز کے بعد سب بیعت کئے - روایت ہی کہ جب
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت لینے سے فارغ ہوے - اسی روز ایک خطبہ پڑہے اس مین حمد و ثنا
اور درود و سلام اور لوگون سکے دلجوئی کے بعد یہہ مضمون تھا کہ ای مسلمانون مین نے اس امر خلافت اور حکومت
کی طرف مائل نہونگا بلکہ مین خدا و رسول کی اطاعت کرون تو تم بھی میری اطاعت کرو - اور مین خدا اور رسول کی بیفرمانی
کرون تو تم پر مجھے کچھہ حکم اور فرمان روائی نہین - بلکہ میرسے کبھی خطا واقع ہوجاوے تو تم مجھے آگاہ کردو اور راہ راست
بتلاؤ - پھر اسکے بعد حضرت کے دفن مین مشغول ہوے جب دفن سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے دوسرا خطبہ
پڑہے اسکا یہی مضمون تہا کہ امر بیعت مین تم نے جو میرسے اہتمام دیکہا سو وہ ولایت و امارت کی حرص کا سبب نہین تھا
بلکہ فتنہ و فساد اور اختلاف کا اندیشہ تھا اسواسطے مین نے جلدی کی - الحمد للہ اب تو وہ اندیشہ دور ہوا - پس اب تم جسکو
چاہتے ہو خلیفہ ٹھراؤ مین بھی اس سے بیعت کرتا ہون - سب کے سب کہے کہ خلافت آپکو ہی منزاوار ہی ہم سب آپسے راضی ہین
صدیق اکبر نے کہا اللّٰہم صلِّ علی محمدٍ والسلام علیکم پس خلافت انہین پر قرار پائی - اسی روز سے انکو
خلیفہ رسول اللہ کہنے لگے - کہتے ہین کہ جب حضرت کے دفن سے فارغ ہوئے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے عزلت اختیار
کی - اور اپنے گہر مین تشریف رکھے اور لوگون سے ملاپ کم کردئے - ابوبکر صدیق پیام بھیجے کہ تم کس لئے بیعت نہین
کئے کیا میری خلافت کو مکروہ رکھتے ہو - مرتضی علی نے جواب کہلا بھیجا کہ مین آپکی خلافت کو مکروہ نہین رکھتا ہون لاکن
مین نے قسم کہایا ہون کہ جب تک قرآن مجید جمع کرنیسے فارغ نہ ہوون اپنی چادر کہندہے پر نہ ڈالون مگر فرض نماز ون
کے لئے - کیونکہ مجھے اسبات کا بڑا خوف ہی کہ قرآن کریم جو صحابہ کو یاد ہی کہین کسی سے محو نہووے - اور بعضے اہل تاریخ
لائے ہین کہ جب بیعت کی مہم سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے مہاجر و انصار کا ایک مجمع کرکے علی مرتضی کو

بلا بھیجے - جناب امیر نے قبول کر کے اس مجلس میں رونق افزا ہوئے اور اپنے لایق مکان میں تشریف رکھے
کو بلا بھیجنے کا سبب دریافت کیئے عمر فاروق نے کہا کہ آپکو بلانے کا یہی سبب تھا کہ جیسا سب صحابہ ابوبکر صدیق سے
بیعت کریں - جناب امیر نے فرمایا کہ تم انصار پر جس بات کی حجت لا کے یہہ خلافت کا منصب لیئے ہو یہی میں بھی تم پر
دلیل لاتا ہوں تم سچ کہو کہ حضرت جناب رسالت کے ساتھہ زیادہ نزدیکی اور قربت کس کو ہے - عمر فاروق نے کہا
کہ ای علی ہم آپ کو بیعت کے سوا نہ چھوڑینگے - جناب امیر نے کہا کہ اول میری بات کا جواب باصواب دیجیئے
اسکے بعد بیعت طلب کیجیئے - ابوعبیدہ کہنے لگے کہ ای ابوالحسن آپکو اسلام میں جو سبقت اور حضرت کے ساتھہ نزدیکی
قرابت حاصل ہے اس فضیلت پر نظر کرتے خلافت کے لئے آپ ہی زیادہ سزاوار ہو - لاکن سب صحابہ متفق ہوکے
اور ابوبکر صدیق سے بیعت کیئے مناسب یہی ہے کہ آپ بھی ان کی موافقت کریں اور قدم دایرہ وفاق میں رکھیں - جناب
امیر نے کہا کہ اے ابوعبیدہ حضرت کے قول سے تم اس امت کے امین ہو گفتار و کردار میں تم صاحب راستی اور صفا امانت
میں ایسی بات نہ کہیئے جو صدق و راستی سے مقرون نہ رہے - نہ سوچیئے کہ حق سبحانہ تعالی جو بخشش اور نعمتیں خاندان
نبوت میں کرامت فرمایا ہے دوسری جگہہ نقل کریں - حالانکہ قرآن کریم ہمارے گھر میں نازل ہوا علم دین کے مخزن اور
سید المرسلین کے محافظ ہم ہی ہیں - شریعت کے طریں اور دین ملت کے مصلحتیں دوسروں سے ہم بہتر جانتے ہیں
اسلئے خلافت و امارت کے واسطے ہم زیادہ سزاوار ہیں - بشیر بن سعید انصاری نے کہا ای ابوالحسن واللہ آپ کی یہہ خواہش
جو آج ظاہر کرتے ہو اس کے آگے لوگوں کو معلوم ہوتی تو بلاشک آپ سے ہی بیعت کیئے ہوتے ہرگز خلاف نہ کرتے لیکن
تم نے جب گھر بیٹھا لوگوں کو یہہ گمان ہوا - کہ آپ امر خلافت سے دست بردار ہیں ریاست و حکومت سے بیزار - لہذا لوگوں
نے ابوبکر صدیق کے ہاتھہ پر بیعت کیا - اسبابمیں اسواسطے اتنی جلدی کئے تا شریعت کے امور جاری ہونے میں کچھہ
خلل نہ آوے - جناب امیر نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم یہہ بات کو روا رکھتے ہو کہ میں نے حضرت خواجہ کائنات و
خلاصہ موجودات کا جسد شریف گھر میں چھوڑ دیکے اور آپ کی تجہیز و تکفین کو ضروریات سے نجان کے طلب ریاست
و حکومت کی طرف دوڑوں - اور لوگوں سے منازعت کروں - جب ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ مرتضی علی کا سخن
نہایت استوارتر اور محکم تر اور ہر بات ہزار باتوں کے مقابل اور برابر ہے نرمی اور ملائمت کی راہ اختیار کی اور کہنے
لگے کہ ای ابوالحسن میرا گمان یہہ تھا کہ آپ اسباب میں میرا خلاف نہ کروگے والا اس امر میں ہرگز تقدیم نکیا ہوتا اب جب
لوگوں نے میری بیعت پر اتفاق کیا ہے آپ بھی انکی موافقت کروگے تو میرا گمان خطا نہ کیا بلکہ راست آیا فی الحال
بیعت کرنا نہیں چاہتے ہو اور اسباب میں فکر و تامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو آپ پر کچھہ حرج و تکلیف نہیں -

بسبب علی مرتضیٰ نے یہہ بات سنی وہین مجلس سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف ارزانی فرمائے۔ بعضے کہتے ہین کہ چالیس روز کے بعد آکے بیعت کی۔ اور ایک روایت ہی کہ قرآن مجید کے جمع کرنے مین اور جناب فاطمہ زہرا جو حضرت کی جدائی مین غمگین اور بیمار تھین چھے مہینے انکی غمخواری اور تیمارداریمین فرصت نفوسی جناب خاتون کے وفات کے بعد بیعت کرنیکا اتفاق ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان آگے آویگا۔ اور صاحب روضۃ الصفا نے اسمین نقل کیا ہی کہ ابوبکر صدیق کے ہاتہہ پر لوگ بیعت کرنے کی خبر جب جناب امیر کو پہنچی ایسی جلدی کرکے گہر سے نکلے کہ چادر اوڑہنے کی بھی فرصت نہ ملی پیرہن کے سوائے کچہہ نہین تھا اسی حالت سے صدیق اکبر کے پاس آکے بیعت حاصل کی۔ آپکا پوشاک اسی مجلس مین گھر سے منگائے۔ اور بعضے روایت مین آیا ہی کہ جب لوگون نے ابوبکر صدیق سے بیعت کیا ابوسفیان بن حرب جناب امیر کے پاس جاکے کہے کہ ایا تم راضی ہوتے ہو کہ بنو تمیم کا ایک شخص امر حکومت کا والی ہو واللہ تم چاہتے ہو تو یہہ جنگل سوار اور پیادون سے بھر دون۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو ایام جاہلیت مین ہمیشہ فتنہ ڈالتا رہا اب بھی چاہتا ہے کہ اسلام مین فتنہ ڈالے اللہ تعالیٰ تیرے فتنہ سے مسلمانون کو کچہہ ضرر نہ پہنچائیگا مین ابوبکر صدیق کو خلافت و امارت کے لئے لایق اور سزاوار جانتا ہون۔ کہتے ہین کہ جب صدیق اکبر اور عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت کا عزم رکہتے ہین جلد یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت پر مامور کئے۔ تب ابوسفیان مخالفت سے باز آئے اور مطیع و منقاد ہوئے

فصل دوسری ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماکول و ملبوس کے بیان مین جو بیت المال سے مقرر ہوا تھا۔ اور انکے کاتب و حاجب و عمال اور نقش خاتم کے بیان مین

روایت ہی کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے دوسرے روز علی الصباح اپنی قدیم عادت کے موافق تجارت کے لئے بازار کے طرف متوجہ ہوئے۔ ناگاہ عمر فاروق اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما نے راہ مین ملے اور پوچھے کہ یا خلیفۂ رسول اللہ کہان تشریف فرماتے ہو کہے تجارت کیلئے بازار کے طرف جاتا ہون۔ انہون نے کہا کہ آپ مسلمانون کے امیر ہوئے اور مسند خلافت پر بیٹھے پس اب بازار کے طرف جانا اور تجارت کرنا اس منصب کے لایق نہین ہے۔ کہنے لگے کہ میرے اہل و عیال کا نفقہ جو اللہ تعالیٰ میرے ذمہ پر واجب کیا ہی کیونکر ادا ہوگا۔ وے ہر دو بزرگون نے کہا کہ بیت المال سے ہم آپکا کفاف مقرر کرتے ہین تب انکو پھیر لاے اور انکے اور اہل و عیال کے واسطے ہمیشہ آدہا بکرا اور سالیانہ دو ہزار یا پانسو درہم اور ایک مرکب اور ایک خادم بیت المال سے مقرر کئے۔ کہتے ہین کہ انکا گہر مدینے کے مشرق کی طرف واقع تہا وہان سے مسجد نبوی تک ایک میل کی مسافت تھی شروع خلافت مین ایک مہینے تک وہین

رہیں ہر روز سوار ہو کے تشریف لاتے اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ امام ہو کے ادا کرتے
اور نماز عشا سے فارغ ہو کے اپنے مکان کے طرف مراجعت فرماتے تھے۔ کبھی وے حاضر نہوں تو انکی نیابت سے
عمر فاروق امامت کرتے تھے اور جمعہ کے روز حجامت لیکے اور داڑہی کو مہندی کا خضاب کر کے غسل سے فارغ ہو کے
آتے اور نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسلئے ایک مہینے کے بعد مسجد نبوی کے نزدیک آ کے رہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ
منصب قضا عمر فاروق کے تحویل کی۔ اور عثمان ذو النورین و زید بن حارث و عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنے
کاتب ٹھہرائے اور شریف جو انکا مولا تھا اسکو حاجب یعنے اپنا دربان مقرر کیا۔ اور ملکوں پر جو عاملوں کو مقرر کئے سو
یہہ تھے کہ حضرت نے فتح مکہ کے بعد عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ کے عامل ٹھہرائے تھے ابوبکر صدیق بھی انھیں کو بحال رکھے
سو عتاب آخر حال تک اسی منصب پر معمور تھے صدیق اکبر کی رحلت کے روز وہ بھی رحلت کی۔ اور طائف پر عثمان
بن ابی العاص کو اور صنعا پر مہاجر بن ابی امیہ کو۔ اور حضرموت پر زیاد ابن لبید۔ اور خولان پر یعلی بن امیہ کو۔
اور زبید پر معاذ بن جبل کو۔ اور بحرین پر علاء بن الحضرمی کو۔ اور نجران پر جریر بن عبد اللہ البجلی کو۔ اور سواد عراق
پر مثنی بن حارث کو۔ اور دیار شام پر ابو عبیدہ بن الجراح و شرجیل بن الحسنہ و یزید ابی سفیان کو مقرر فرمائے اور
یہہ تینوں امیر باوجود امارت کے خالد بن ولید کے تحت حکم تھے۔ اور صدیق اکبر کی خاتم پر یہہ فقرہ منقوش تھا

نعم القادر اللہ

اور ایک روایت ہے کہ یہہ فقرہ تھا

عبد ذلیل لرب الجلیل

تیسری فصل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت سے پہلے سال کے وقایع کے بیان میں

صدیق اکبر اپنی خلافت میں کافروں سے جنگ کرنے کے لئے پہلا لشکر جو روانہ کئے سو وہ اسامہ کا لشکر تہا۔ اس کا ذکر مختصر یہہ فقیر جو جنان السیرین لایا ہے سو یہہ ہے۔

سے روایت وہ امام انبیا — حکم یوں شہر مدینہ میں کیا
رومیوں سے جا کے اب کر جنگ تو — غازیاں سب جمع ہو دیں بیدرنگ
حکم یہ سنتے ہی بس بخوف و بیم — جمع آئے جلد یک فوج عظیم
اور اسامہ زید کا تھا جو پسر — اسکو سرداری دیا اس فوج پر
جان یہہ قصہ ہے اس کا مختصر — زید تھا جو یہہ اسامہ کا پدر
جنگ موتہ میں ہوا تہا وہ شہید — روم کے سرحد کے اندر اے رشید
جب صفر کی آئی ہے چھبیسویں — پیر کے دن پیشوائے مرسلین
کر کے لشکر کا اسامہ کو امیر — یوں کیا تاکید اسکو اے خبیر
کہ تو جا اپنی طرف اب جلد تر — پدر کے قاتل کو تیرے قتل کر
اور چلا جا ان کے تو گھر بار کو — انکے پہر باغات اور اشجار کو
تب اسامہ کی تھی عمر با کمال — بس اٹھارہ سال یا انیس سال
چار شنبہ کی جب آئی آدھی شب — آیا یہہ دو پہر شب کو حکم رب

اسلام کو بہت بڑی جماعت ساتھ چلا اسامہ کے ہمراہ جاتی ہے پس ایسے وقت مین بعضے قبائل عرب جو مرتد ہوگئے پھر کی شرارت سے مخالفت پر کمر باندھے ہین اس خیمہ سے کو نفیت بان کے جنبش کرین گے تو ملک و ملت مین ایک خلل واقع ہوجائیگا۔ پس چند سے اس لشکر کے بھیجنے مین توقف مناسب ہے صدیق اکبر نے جواب دیا۔ اسامہ ایسا بڑا لشکر جانے سے اگر درندے مجھے کھا جائین گے تو بھی یہ لشکر روانہ ہی کرونگا۔ منقول ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے عمر فاروق سے کہی کہ خلیفہ پیغمبر صدیق اکبر سے آپ کہئے کہ اسامہ بہت کم عمر ہے اس لشکر کی امارت ایسے شخص پر مقرر کرے کہ عمر اور تجربہ مین اسامہ سے زیادہ ہے۔ عمر فاروق نے یہ بات صدیق اکبر سے عرض کی تو فرمائے عجب ہے ای عمر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو یہ منصب عطا فرمایا ہو تم کہتے ہو کہ اسکو معزول کر دون۔ غرض حکم کئے کہ لشکر کوچ کرے۔ اس فوج مین تیرہ ہزار پیادہ اور ایک ہزار سوار تھے۔ اسامہ حسب الحکم مرکب پر سوار ہوکے شام کے طرف متوجہ ہوے۔ ابوبکر صدیق اسامہ کے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ ہر چند اسامہ نے عرض کی کہ آپ بھی سوار ہووین یا رخصت دین۔ پر صدیق اکبر قبول نہ کئے۔ اور اس لشکر کے سرداروں کو وصیت کی کہ کسی امر مین مکر اور خیانت نکرین اور بوڑھون اور عورتون اور بچون کو نہ مار ڈالین۔ اور بار دار جھاڑون کو نہ کاٹ دین۔ اور راہبین یعنے قوم نصارا کے درویش جو صومعون کے درمیان عبادت مین مشغول رہین انسے تعرض نکرین۔ اور منقول ہے کہ حضرت نے جن جن کو لشکر اسامہ کے ساتھ جانیکے لئے مقرر فرمائے تھے انمین کوئی باقی نرہا سب کے سب روانہ ہوے۔ لاکن صدیق اکبر نے رخصت کے وقت اسامہ سے کہا کہ اکثر مہمات مین عمر فاروق میرے پاس رہنے کی حاجت ہے۔ تمھاری رائے بھی اس بات پر آوے تو انکو رخصت دیجئے۔ اسامہ قبول کئے اور عمر فاروق کو مدینہ مقدسہ کی طرف رجعت کرنیکی رخصت دی اور شیخین کریمین مدینہ منورہ کی طرف پھر گئے۔ اور اسامہ نے لشکر اسلام کو لے کے قطع منازل کرنے لگے جس شہر اور جس قبیلہ پر انکا گذر ہوتا ان پر اسلام کا بڑا رعب پڑتا۔ اور صدیق اکبر کے فرمان بموجب جب قضاعہ کے قبائل پر پہنچے ان کو غارت اور تاراج کئے۔ اور جب اس منزل پر پہنچا کہ جہان کافرون نے انکے والد ماجد کو شہید کیا تھا۔ اپنے پدر کے قاتلون سے انتقام لیا۔ پھر سالم و غانم مدینہ مطہرہ کے طرف لوٹ آیا۔ مدینہ سے اسامہ کا لشکر جو نکلا تھا ستر روز ایک روایت سے چالیس روز کے عرصے مین پھر داخل مدینہ ہوا۔ اور ربیع الاول کے آخری دنون مین اسود عنسی کے قتل کی خبر آئی اسکا نام عیلہ بن کعب تھا اسکا مختصر قصہ یہہ ہے کہ ہجرت کے چھٹوین سال مین جب یمن کا حاکم باذان مسلمان ہوا حضرت نے یمن کی حکومت اسی پر بحال رکھے اسود عنسی بھی باذان کے وقت ایمان لایا تھا۔ جب ہجرت کے دسوین سال باذان کا انتقال ہوا حضرت اسکی ریاست کے چند حصے کئے اسکی تفصیل یہہ ہے باذان کا بیٹا کہ جس کا نام شہر تھا اسکو

صنعا کا ناظم بنا۔ صنعا ایک بڑا شہر ہے جو یمن کا دار السلطنت ہے۔ اور نجران کی حکومت عمرو بن حزم کو دئے
نجران اور ربذی کے درمیان جتنے شہر ہیں اُن شہروں کی فرمانروائی خالد بن سعید بن العاص کو بخشے۔ اور ہمدان
کی حکومت عامر بن سہل کو عنایت فرمائے اور حضرموت پر زیاد بن لبید انصاری کو حاکم ٹھہرائے۔ اور چند مواضع کے بندوبست
پر عکاشہ بن ثور اور مہاجر بن امیہ کو مقرر کئے اور ابو موسی اشعری کو امامت پر اور معاذ ابن جبل کو قضاءت پر نصب کر کے
روانہ فرمائے۔ حضرت کی وفات کے قریب اسود عنسی نے اپنی شقاوت سے نبوت کا دعویٰ کرنے لگا وہ ملعون کاہن تھا ایک جن
اسکا تابع تہا اُسی شقی نے عجیب و غریب شعبدے بتلا کے لوگوں کو راہ حق سے پھیرا۔ مذحج کا قبیلہ اسکا تابع ہوا اور
قیس ابن عبد یغوث کو جو یمن کے رئیسوں سے تھا اسود عنسی نے اپنا سپہ سالار ٹھہرایا روز بروز اُس کا قدم
ترقی کرنے لگا آخر سات سو آدمی کو جمع کر کے صنعا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور شہر بن باذان جب اُس سے مقابلہ کیا
اسی کے جنگ میں شہید ہوا۔ اور وہ ملعون صنعا پر مسلط ہو کے شہر بن باذان کی عورت کو اپنے نکاح میں لایا وہ بہت
شکیلہ تھی اسکا نام آزاد تہا اگرچہ ظلم سے اسکے نکاح میں آئی لاکن وہ دین پر ثابت قدم تھی اسود عنسی نے اُس بی بی
کے چچیرے بھائی فیروز دیلمی کو اور داذویہ نام جو ایک شخص تھا اسکو یمن میں جو عجمی لوگ تھے سردار بنایا۔ اور یمن کا
سب ملک ہاتھ لانے کے ارادے سے حضرت کے عاملوں کو اپنی متابعت کرنے کے باب میں خطوط لکہا۔ تب معاذ
ابن جبل صنعا سے نکل کے ابو موسی اشعری کے پاس جا کے ملاقات کی پھر وے دونوں ملکے حضرموت کو آئے اُس
ملعون کو دفع کرنے کی تدبیر میں تھے اُس اثناء میں یمن کا سب ملک اُس ملعون کے ہاتھ آگیا یمن کے مسلمان ظاہر میں
اسکے عاملوں کے تابعدار اور دل سے بیزار تھے اور اکثر لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ جب یہ خبر حضرت کے حضور میں پہنچی حضرت
نے اس کذاب کو قتل کرنیکے باب میں یمن کے اہل اسلام کو ایک حکم نامہ روانہ فرمائے۔ معاذ ابن جبل اُس کے قتل میں
بڑی کوشش کر رہے تھے اور وہاں ایک عورت کو نکاح کئے اسکا نام رملہ تھا وہ بنی السکون کے قبیلے والی تھی
اس قبیلے کے تمام لوگ معاذ کے تابع ہوئے ایسے میں اسود نے اپنے سپہ سالار قیس پر خفا ہوا تہا۔ اور فیروز دیلمی اور
داذویہ جو عجمی لوگ کے سردار تھے یہ ہر دو بھی اُس پر بددل تھے معاذ اسبات کو غنیمت جان کے سب مسلمانوں کو
اپنے ہمراہ لے کے ان تینوں سے ساخت کئے اور اسکے قتل پر متفق ہوئے۔ پھر فیروز نے اپنی بہن سے جو اُس ملعون کے
نکاح میں تھی ساخت کر کے شب کے وقت اسکے گھر کی دیوار کو سوراخ ڈال کے اندر گیا وہ ناہنجار شراب پی کے بچھونے
پر پڑا ہوا اور خراٹے مار رہا تھا اسکی عورت اسکے سرہانے بیٹھی تھی فیروز کو دیکھتے ہی اسکا شیطان اسکو ہشیار
کر دیا۔ فیروز نے دیر نکر کے اسکو قتل کیا پھر باہر جا کے قیس اور داذویہ کو بلا لایا۔ یہہ تینوں ملکر اسکا سر کاٹنا چاہتے تھے

اسکے ہمسائے پیادان اسکو حرکت مین لایا اور روح اسکی پرواز کر گئی - تب وہ شخص اسکی پیٹھ پر چڑھ کے دبا بیٹھے اور اسکی عورت
اسکے سر کے بال کھینچ کے پکڑی تب وہ آواز کرنے لگا - اسکے گہر پر جو لوگ نگہبان تھے دوڑتے آئے اور باہر سے
پوچھنے لگے کہ یہ کیا آواز ہے تب اسکی عورت نے کہی کہ پیغمبر تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے - غرض اسکے قتل کے بعد سب لوگ
معاذ بن جبل کے تابع ہوئے اور انکے ساتھ نماز پڑھنے لگے - اور مدینے مین اسی شب حضرت نے خبر دئے کہ آج کی
شب اسود کذاب کو اچھی جماعت کا ایک نیک شخص نے قتل کیا - صحابہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمائے کہ وہ
فیروز دیلمی ہے - اور اسکے قتل کی خبر معاذ لکھ کے حضور نبوی مین روانہ کئے انکا عریضہ پہنچنے کے آگے حضرت کی وفات
ہوگئی - صدیق اکبر مسند خلافت پر بیٹھے بعد پہلی خوشخبری جو آئی یہی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ

بدویان عرب کا بلوہ

جب اسامہ کا لشکر مدینے سے روانہ ہو چکا اطراف و جوانب کے لوگ جو مرتد ہو کے مدینے پر شبخون کر کے لوٹنے کا ارادہ
رکھتے تھے - یہہ خبر سنکے صدیق اکبر نے مدینہ مین آنے کے جو راہین تھین انپر علی مرتضی اور طلحہ و زبیر اور سعد ابی وقاص
کو پاسبانی کے واسطے مقرر کر دئے - اور سب لوگون کو بھی مسجد مین حاضر رہنے کا حکم کئے - پس تین روز نہین گذرے
کہ مرتدون کی فوج مدینے کا قصد کر کے آئی اور اونکے آدھے لوگ انکی کمک کے لئے ذو الحسا مین تھے - غرض جب مرتدون
کی فوج مدینے کے قریب آنے کی خبر صدیق اکبر کو پہنچی - مسجد مین جو لوگ حاضر تھے ان سب کو ہمراہ لے کے اونٹون پر
سوار ہو کے نکلے مرتدون نے فوج اسلام دیکھتے ہی بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کر کے ذو الحسا تک پہنچائے
پہر مرتدون اور مسلمانون مین جنگ ہوا اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی اور مرتدون کو شکست فاحش ہوئی

زکوٰۃ موقوف کئے سو مرتدون کا جنگ

مدینے کے اطراف و نواحی مین بعضے قبیلے والون نے
زکواۃ دینے مین جو استادگی کئے تھے صدیق اکبر نے جمادی الاولی مین انکے جنگ پر ایک فوج لے کے نکلے - ان مرتدون
نے مشکون مین دم بھر کے پہاڑون پر سے لڑا دئے - اونٹ اس سے چمک کے بھاگنے لگے - لشکر اسلام مین اس قدر
تفرقہ ہو دیا کہ شام تک جانور کسی کے اختیار مین نہ تھے پس سبکو مدینے مین آگئے ہے اور مرتدون نے سمجھ لئے کہ اب مسلمانون
کو قوت باقی نہین - پہر صدیق اکبر نے شب کو فوج تیار کئے اور مدینے مین سنان بن ضمیری کو نائب ٹھرائے اور مدینے
کے راہون کی حفاظت پر عبد اللہ ابن مسعود کو متعین کئے اور آپ فوج لے کے پچھلی شب مین نکلے ہنوز صبح صادق نہین ہوئی
تھی کہ ہر دو جماعتین ایک ہی میدان مین مل گئین - تب اہل اسلام ان پر تلوار چلائے ابھی آفتاب طلوع نہین ہوا تھا کہ کفار
کو شکست ہوگئی اور انکے اکثر جانور مسلمان کے ہاتھہ آئے اور صدیق اکبر ان کا پیچھا کر کے ذو القصہ تک گئے ذو القصہ مدینے
سے آٹھ فرسنگ پر واقع ہے ایک فرسنگ کے تین میل ایک میل کے چہار ہزار قدم ہوتے ہین - اس فتح سے

مسلمون کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اور کافرون کو خواری اور ذلت - اور بنی ذبیان اور بنی عبس کے قبیلے والے مرتد ہو کر اپنے تئین مین جو مسلمان تھے ان کو قتل کئے تھے ان کی جرأت دیکھ کے دوسرے قبیلے والے بھی ایسا ہی کئے صدیق اکبر نے قسم کھائے کہ انشاء اللہ تعالی اسکے بدلے مین اس سے زیادہ ان مرتدون کو قتل کرونگا پھر مظفر و منصور مدینے کے طرف لوٹ آئے اسی شب عدی ابن حاتم اور صفوان اور زبرقان کے بیان سے زکوٰۃ کا مال آیا [illegible] اول شب مین دوسرے کے بیان سے اوسط شب مین تیسرے کے بیان سے آخر شب مین [illegible] حضرت [illegible] کی وفات ساٹھ دن کے بعد واقع ہوا - پھر چار روز کے بعد اسامہ بن زید بھی فتح کر کے آئے -

أبیرق کا جنگ

ابوبکر صدیق نے اسامہ کو مدینے مین خلیفہ کئے اور اُن کے لشکر والون کو بھی مین چھوڑ دئے تا جانورون کو آرام ہووے آپنے اول جن غازیون کو ساتھ لیکے گئے تھے اُنہین کو ہمراہ لے کے ابیرق کے طرف روانہ ہوئے وہان بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ کے ٹکڑیان جمع آئی تھین اُنسے جنگ کئے مخالفون کو ہزیمت ہوئی - پھر ابیرق مین چند روز اقامت کئے اور بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے تصرف مین لائے اور فرمائے کہ اللہ تعالی نے ٹھہران ہم کو غنیمت دیا پھر وہ لوگ ان ملکون کے مالک ہونا حرام ہے اور ابیرق اور ربذہ کو احاطہ باندھ کے مسلمانون کے گھوڑون کی چراگاہ مقرر کئے اور آپ مع الخیر مدینہ کے طرف تشریف لائے -

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی روانگی ذو القصہ کو

بنی عبس اور بنی ذبیان جو بھاگے تھے براغہ مین جا کے طلیحہ اسدی کے پاس جمع ہوئے پھر صدیق اکبر اسامہ کے لشکر کو ساتھ لیکے جنگ پر جانے کے ارادے سے ذو القصہ تک آئے - دارقطنی ابن عمر سے اور زکریا ساجی عائشہ صدیقہ سے روایت کئے ہین کہ جب ابوبکر صدیق اونٹ پر سوار ہو کے سیدھے ہوئے اور تلوار نیام سے کھینچے علی مرتضی نے آ کے ناقے کی مہار پکڑ لے گئے کہنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہان جاتے ہو حضرت نے آپ کو جنگ احد کے روز فرمائے تھے مین بھی وہی بات کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار کو نیام کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہم کو نہ بتلاؤ - اور مدینہ کے طرف تشریف لیچلو واللہ آپ پر کچھ مصیبت ہو تو اسلام کا انتظام باقی نہ رہیگا - اور دوسرے صحابہ بھی ایسا ہی کہتے ہوئے اور عرض کئے کہ مدینے کے طرف مراجعت کیجئے اور جنگ کے واسطے دوسرے صحابہ کو روانہ فرمائیے - تب صدیق اکبر نے اپنا سفر موقوف کئے جب اسامہ کا لشکر آرام پایا اور صدقات کی تقسیم کے بعد کچھ مال باقی رہا - گیارہ جھنڈے بنا کے گیارہ امیرون کے حوالے کئے - (۱) ایک جھنڈا خالد ابن ولید کے ہاتھ دیکے حکم کئے کہ تم جا کے طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھ جنگ کرو - اس سے فارغ ہوئے بعد بطاح کی طرف مالک بن نویرہ پر جاؤ - (۲) دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل کے ہاتھ دیکے فرمائے کہ تم جا کر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرو - (۳) تیسرا جھنڈا شرجیل بن حسنہ کے تحویل کر کے عکرمہ کی کمک پر مقرر فرمائے

اور یکھی کہ اس سے فراغت پاسکے بعد یمن کی طرف متوجہ ہووے۔ چوتھا جھنڈا مہاجر بن ابی امیہ کے ہاتھ دیکے فرمائے کہ کندی کا لشکر لیکے قیس بن مکشوح پر جاوے۔ پانچوان جھنڈا خالد بن سعید بن العاص کے ہاتھ دے کے مشرق کے جانب شام کے طرف روانہ کئے۔ چھٹوان جھنڈا عمرو بن العاص کے حوالہ کرکے قضاعہ و ودیعہ پر بھیجے۔ ساتوان جھنڈا حذیفہ بن محصن کے ہاتھ دیکے ابن ہوشیمہ پر بھیجے۔ اور آٹھوان جھنڈا طریفہ بن حاجز کے ہاتھ دیکے بنی سلیم او ہوازن پر روانہ فرمائے۔ نوان جھنڈا سوید بن مقرن کے ہاتھ دیکے تہامہ کے طرف بھیجے۔ دسوان جھنڈا علاء بن الحضرمی کے ہاتھ دیکے بحرین کے طرف روانہ کئے۔ گیارہوان جھنڈا عکاشہ بن محصن اسدی کے ہاتھ دیکے قطن کے طرف روانہ فرمائے اور ہر امیر کو انکے منصب کا عہد نامہ اور مرتدون کی تنبیہ مین ایک فرمان لکھ دئے اور ہر ایک کا لشکر انکے ساتھ دیکے ذو القصہ سے جو طرف روانہ فرمائے اور آپ مدینے کے طرف مراجعت کئے۔

ہجرت کے بارہوین سال کا احوال

ہجرت سے بارہوین سال کے ابتدا مین ابوبکر صدیق نے طلیحہ بن خویلد سے جنگ کرنے کا قصد کئے اور ذو الحلیفہ تک پہونچے مدینہ وہان سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ انکا جانا مصلحت وقت نجان کے انکے گھوڑے کی باگ پکڑکے کہنے لگے کہ آپکا جانا مناسب نہین چاہئے کہ آپکے عوض مین اور کسی کو بھیجئے تب صدیق نے خالد بن ولید کو روانہ کرکے آپ مراجعت کی۔ ان دونون طلیحہ بزاخہ مین اترا تھا اور اسکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا تھا۔ اس طلیحہ کا قصہ مختصر یہہ ہے کہ اسنے حضرت کے وقت مین ایمان لاکے اپنے قبیلے کے طرف گیا یک بیک مرتد ہوکے نبوت کا دعوا کرنے لگا اور لوگون سے نماز روزہ معاف کردیا اور زنا کو مباح ٹھہرایا نعوذ باللہ منہا ایسی آسانی اور تسویلات شیطانی کے سبب سے بنی اسد کے لوگ اسکی رسالت کا اقرار کئے۔ اور عیینہ بن حصین بنی فزارہ کے ساتھ اور عمرو بن معدیکرب بھی اسکے شریک ہوگئے۔ حضرت کی وفات کے بعد اسکا امر اور بھی قوی اور محکم ہوا۔ غرض خالد جب اپنے لشکر سمیت وہان جا پہنچے اول طلیحہ کے پاس وکیلون کو روانہ کئے اور اسکو نصیحت کی کہ مخالفت چھوڑ دیوے۔ اور اس عو لیسے باز آوے لائق سینے قبول نکیا تب خالد نے لشکرکشی کئے اور صفین آراستہ کئے میمنہ پر عدی بن حاتم طائی اور میسرہ پر زید الخیل کو مقرر کئے اور آپ قلب لشکر مین قیام کیا۔ اور طلیحہ بھی بنی اسد اور غطفان اور فزارہ کے قبیلون کو لشکر اسلام کے مقابل کیا اور صفین کھینچا اور آپ سر پر ایک چادر کھینچا ہوا ایک جگہہ پر بیٹھا۔ اسکے سپاہ کو ایسا نظر آتا تھا کہ گویا جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا انتظار کر رہا ہے پھر دو لشکر جنگ آغاز کئے۔ عیینہ بن حصین بنی فزارہ سے سات سو شخص کو ہمراہ لیکر خالد کا مقابلہ کیا اور بہت سعی و کوشش بجالایا کچھہ فایدہ نہوا۔ جب سپاہ اسلام کی شوکت اور دبدبہ دیکھا نہایت اضطراب سے جنگ موقوف کرکے طلیحہ کے پاس آکے پوچھا کہ جبرئیل نازل ہوے یا نہ طلیحہ نے کہا ہنوز نہین آئے۔ عیینہ پھر طوعاً و کرہاً جنگ کرنے لگا پھر ایک ساعت

سے تنگ ہو کر حضرت یار آ کے طلیحہ سے دریافت کی کہ جبرئیل آئے یا نہیں طلیحہ بولا کہ ابھی نہیں۔ علینیہ پھر لڑائی آغاز کی پھر جب قتال و جدال سے عاجز آیا تب پھر آ کے طلیحہ کے پاس آ کے سوال کیا کہ جبرئیل اترے یا نہیں طلیحہ کہا کہ ہان اترے۔ علینیہ پوچھا کہ جبرئیل نے تجھے کیا خبر دی طلیحہ بولا کہ جبرئیل نے یہ خطاب کیا اِنَّ لَکَ رَحًا کَرَحَاہُ وَحَدِیثًا لَا تَنسَاہُ مترجم تاریخ اعثم کوفی ان کلمات کا ایسا ترجمہ کیا ہے کہ تیرا ایک امید ہے ساتھ روشن نہ ہو گا اور تمہارے درمیان ایسی ایک حالت ہے کہ وہ فراموش نہ ہو گی۔ علینیہ جب یہ سخن سنا کہنے لگا کہ واللہ میں بھی گمان کرتا ہون کہ عنقریب تجھے ایسی لیت ہار دیوے گی کہ ہرگز تیری یاد سے نجاوے گی پس اپنی قوم کے طرف متوجہ ہو کہنے لگا کہ اے بنی فزارہ واپس جاؤ بھاگو یہہ بدبخت کذاب اور جھوٹا ہے۔ علینیہ ایسا بولکر سب بنی فزارہ ہمیت صف میدان سے پھر گیا۔ اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب علینیہ لشکر اسلام کا غلبہ دیکھا اور کوشش سے عاجز آیا اور قصد بھاگنے کا کیا طلیحہ اسکو پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے علینیہ کہا ہماری جنگ کی نوبت نہایت کو پہنچی اب تو جبرئیل کو کہہ دے کہ وہ جنگ کرے کہ اسکی باری ہے۔ القصہ جب بنی فزارہ منہزم ہوئے خالد بن ولید نے ایک ہی حملہ مین بنی اسد اور غطفان کے صفین درہم و برہم کر دئے وے بھی بھاگنے لگے طلیحہ جب دیکھا کہ فتح و نصرت کی ہوا خالد کے لشکر پر بہنے لگی جلد اپنی عورت کو جس کا نام نوار تھا اپنے ساتھ لے ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کے صف میدان سے فرار کیا اور شام کی راہ لی۔ جن مرتدون نے ارتداد کی حالت مین مسلمانون کی ایک جماعت کو قتل کیا تھا خالد نے ان کے قتل پر کمر باندہی اور مردی کی داد دی جب بدلہ لینے سے فارغ ہو اغنیمت کا حکم کیا جب اس سے فراغت حاصل ہوئی وے بھاگے ہوئے لوگون کا پیچھا کیا وادی الاباخ مین انکو سہار اکے پھر جدال و قتال مین مشغول ہوئے۔ جب انکو مقابلہ کی طاقت نہ رہی سب کے سب فرار ہو گئے۔ علینیہ فزاری اور قرہ بن مسلمہ جو مرتدون کے سرداروں سے تھے اسیر ہوے طلیحہ بہر حال جان بچاکے جو بھاگ نکلا تھا شام کی طرف آ کے غسان کے حاکمون کا آسرا لیا۔ آخر توبہ کر کے دولت ایمان سے مشرف ہوا۔ خالد نے علینیہ اور قرہ کو قید و زنجیر کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کئے اور آن دونون کو بڑی بری حالت سے صدیق اکبر کے حضور مین لے آئے صدیق اکبر کی نظر ان دونون پر پڑتے ہی انکو سبب زجر و ملامت کی ان دونون نے بہت پشیمان ہو کے توبہ کئے اور ایمان لائے تب ابوبکر صدیق نے انکی خطا سے درگذر کئے۔ اور بعضے تواریخ مین لائے ہین کہ فجارہ جو ایک مرتدین ناپاک اور ملحدین بے باک سے تھا۔ خالد بن الولید نے صدیق اکبر کے حکم سے اول اسکے جنگ پر مستعد ہو جب اسکو تہ تیغ کئے طلیحہ سے لڑائی کی جب اس سے فراغت حاصل ہوئی سلمی کے قتال پر اٹھے

نقل ہے کہ سلمی جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی تھی حضرت کے وقت ایک جنگ مین لشکر اسلام کے اسیر ہوی۔ اور جب اس کو حضرت کی خدمت فیض صحبت مین لے آئے شرف اسلام حاصل کی۔ اور حضرت نے خبر دے تھے

کہ یہہ عورت میرے بعد مخالفت پر کمر باندہیگی (الیسا ہی حضرت کے بعد اسکو حکومت اور ریاست کی ہوس پیدا ہوئی وہ
ناپاک مرتد ہوگئی۔ غطفان اور ہوازن اور سلیم اور اسد اور طی کے قبیلوں سے ایک جماعت کثیر اسکے تابع ہوئی جب یہہ خبر
خالد کو پہنچی اپنا لشکر جرار لے کے یلغار اسپر جا[illegible] نے بھی یہہ خبر پا کے لڑائی کے لئے لشکر تیار کئے جب ہر دو لشکر
مقابل ہوئے خالد نے ایسا سخت جنگ کئے کہ مرتدون کو سوائے فرار کے چارہ نرہا اکثر بھاگ گئے سلمیٰ جو ایک اونٹ پر
سوار تھی غازیون کی ایک جماعت اسکو گہیر لائے اور اسکے اونٹ کو پی کئے اور سلمیٰ کو قتل کر کے جہنم مین روانہ کئے دوسرے
فتوحات پر بھی فتح عظیم علاوہ ہوئی **سجاح نبوت کا دعوا کرنا اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ ملنا اور**
خالد(رض) ان کے ساتھ جنگ کرنا۔ نقل ہے کہ سجاح ایک نصرانیہ عورت تھی۔ فصاحت بیانی اور طلاقت لسانی
مین مشہور و معروف تھی۔ شریعت عیسوی کی اوضاع و اطوار سے خبردار تھی حب ریاست اور علم فصاحت کے سبب جیتی تھی
نبوت کا دعوا رسے لاکن جب تک حضرت زندہ تھے طاقت نہ پائی۔ اور جب حضرت رحلت فرمائے سجاح نبوت کا دعوا
برملا کرنے لگی۔ کلمات مسجع بناتی اور کہتی تھی کہ یہہ اللہ تعالی کے طرف سے وحی آئی ہے۔ بنی تغلب کے لوگ جو وہ بھی اُنھین سے
تھی سب کے سب تابع ہوئے اور اسکی تصدیق کئے۔ اور سجاح اپنے تابعون کو نماز روزہ اور زکواۃ و صدقہ کا حکم کرتی تھی
اور خوک کا گوشت انپر مباح کر دی۔ بنی تغلب تابع ہو نیسے فی الجملہ اسکا کام قوت پایا اکثر قبائل عرب کو خطوط لکہہ کے اپنی
نبوت باطل کے طرف دعوت کئی۔ جب ایک جماعت اس کی تابع ہوئی اور اس کا ہم قوم یعنی مالک بن نویرہ کو جو بنی تمیم کا
سردار تھا اور شعار اسلام رکھتا تھا نامہ لکہی۔ مالک اپنی احمقی اور کم عقلی سے دین اسلام سے بدل گیا اور اسکا تابع ہوا
اور عرب کے بہت سے سردار جب اسکے تابعدار ہوے سجاح سے کہے کہ ہمارے مخالف بہت ہین سو ہم پہلے کس فرقے کے دفع
کرنے مین کمر باندہین۔ سجاح چند مسجع باتین انکو سنائی اور کہی کہ یہہ کلمات آسمان سے نازل ہوئین۔ ان جملات مین یہی
مضمون تھا کہ اول بنی رباب سے جنگ کرین پس اس قبیلے کے جنگ پر مستعد ہوے اور اس قوم کے اکثر لوگ مارے گئے
پہر وہ سردارون نے سجاح سے کہا کہ ہم ایک امر عظیم پر کمر باندہے ہین جب ہمارے مخالف زیادہ ہین مناسب یہی ہے کہ اول
اہل اسلام سے جنگ کر کے ابوبکر صدیق کے لشکر کو تباہ کر دین۔ سجاح نے کہی کہ مین وحی کا انتظار کر رہی ہون اسی شب چند
مسجع باتین تراشی کہ اول یمامہ کے طرف جا کے مسیلمہ کذاب سے جنگ کیجئے۔ او علی الصباح اپنے سردارون کو سنائی
ان دنون مسیلمہ کذاب بھی یمامہ کے طرف نکل کے نبوت کا دعوا کر رہا تھا۔ سو ابوبکر صدیق نے شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ
بن ابوجہل کو اسپر بھیجے تھے۔ او ابوبکر صدیق کے فرمان پر خالد بن ولید بہی شرجیل و عکرمہ کی کمک پر جانیکا قصد رکھے
تھے۔ ایسے مین خالد نے یہہ خبر سنی کہ سجاح نے مسیلمہ کذاب پر لشکر کشی کی ہے سو مصلحت اسی مین دیکھے کہ چندے توقف

کرے - اسی اثنا مین شرحبیل اور عکرمہ بھی حال معلوم کرکے مدینہ کو لوٹ آئے - کہ ان دونون کا انجام کار کیا ہوتا ہے کہ وہین
غرض جب مسیلمہ کذاب نے سنا کہ سجاح ایک بڑا لشکر لے کے جنگ کرنے کو لے آئی ہے تب مسیلمہ کذاب نے اپنے چند مصاحبون
کو وکالت دیکے سجاح کے پاس بھیجا تا اسکا غرض معلوم کرین - وکیلون نے جا کے اسکا غرض دریافت کیا سجاح نے
کہنے لگی کہ اللہ تعالی نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تمھارے لیے جنگ و قتال کرون - پھر اصحاب سجاح کو پہنچایا ان کلمات
تھی انکو سنائی اور رخصت کی وکیلون نے اسوقت پھرا اور جو کچھ سنا تھا مسیلمہ کذاب کے پاس بیان کیا
ملعون ہر چند جانتا تھا کہ سجاح اپنے مانند نبوت کے دعوے مین جھوٹی ہے لاکن لشکر اسلام کا ڈر اسکے
ناپاک دل مین جاگیر تھا مصلحت وقت اسی مین جانا کہ سجاح سے صلح کرے سو دوسرے روز اپنے وکیلون کو سجاح
کے پاس روانہ کیا اور یہہ پیام بھیجا کہ جب تیرے پر وحی نازل ہوتی ہے تصدیق کے سوا چارہ نہین - اب مین چاہتا
ہون کہ تو اپنے خواص کو ہمراہ لے کے آوے تا تیرے سے ملون اور تیری باتین سنون - جب وکیلون نے یہہ پیغام پہنچایا
سجاح نے بڑی جلدی سے اپنے خاص سے دس شخص کو ساتھ لیکے نکلی جب نزدیک جا پہنچی وہ ملعون نے حکم کیا کہ
قلعے کے دروازے پر ایک باغ جو واقع ہے اسمین خیمہ کھڑا کرین - پس آپ قلعے سے باہر آیا اور اس خیمہ مین سجاح سے
ملاقات کی - اثنا ے کلام مین سجاح نے اس سے پوچھی کہ اے مسیلمہ ان دنون کوی آیت تجھ پر اتری ہے - کہا ہان پوچھی وہ
کون سی ہے - تب وہ کذاب نے یہہ مہملات بکا - الم تر کیف فعل ربك بالحبیل اخرج منها نسلت تسعی من صفاق
پھر اسنے پوچھی کہ اسکے بعد تیرے پروردگار نے کیا بھیجا ہے - تب وہ ملعون نے چند کلمات عشق آمیز اور شہوت انگیز جو
مردون اور عورتون کے اختلاط مین تھین سنایا جب سجاح نے اسکی شہوت کو چھیڑ ہوی بے اختیار بول اٹھی کہ واللہ
تو پیغمبر ہے جب وہ کذاب نے سجاح کی رغبت اپنی طرف دیکھی اور بھی اسکی طمع زیادہ ہوئی - کہنے لگا کہ تو اور مین ہر دو پیغمبر
ہین - اور ہر دو نبوت مین برابر پھر اس سے کیا بہتر کہ شیر و شکر کے مانند میرے لیے ملجاوے اور میرے نکاح مین آوے سجاح
راضی ہوی پھر ہر دو کہنے لگے کہ وحی کا انتظار کرین چونکہ مسیلمہ کذاب کی شہوت غالب ہوی تھی فی الحال اضطراب
شروع کیا اور سجاح کو ایسا بتلایا کہ گویا آپ پر وحی نازل ہوئی ہے پھر ایک لحظے کے بعد ایک سجع عبارت بنا کے سنا
دی اور اسمین سجاح کے ساتھ جماع کی تصریح کی تھی کہ ان شئت جماع سجاح پس اسیوقت سے ہر دو بدکار زنا
مین گرفتار ہوے تین روز اسی خیمہ کے درمیان زناکاری مین رہے پھر سجاح اپنے قوم مین آئی اسکے لشکر کے سردارون
نے جیسے مالک بن نویرہ و زبرقان بن بدر و عطارد بن الحاجب وغیرہ اس سے پوچھا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ تیری ملاقات
کس طرح ہوئی - کہنے لگی کہ اسکو میرے سا پیغمبر پائی حکم الہی سے اسکے ساتھ اپنا نکاح کی سردارون نے پوچھا کہ تیرا

مہر کیا مقرر کیا تھا کچھہ نہین - انہون نے کہا کہ یہہ بڑی عیب کی بات ہی کہ تیرے سی عورت بلا مہر اسکے نکاح مین آوے
اب اپنا مہر طلب کیجئے سجاح پھر گئی اور مہر طلب کی - وہ ملعون پوچھا کہ تیرا موذن کون ہے اسنے کہی شبیث بن ربعی
کہا اسکو بلوائیے جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اپنی قوم مین ندا کردے کہ عشا اور صبح کی نمازین جو دین محمدی کے موافق تہین
مین نے تم سے معاف کیا ہون اور سجاح کا یہی مہر ٹہرایا ہون - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب ان دونون کے
خلوت صحیحہ ہوئی اور عرب کے سردار جو اسکے تابع ہوئے تھے ان کو یہہ خبر پہنچی وے بہت ہی پشیمان ہوے اور کہنے لگے
کہ ہم خطا کئے جو اپنے قبایل سے نکل اس عورت کا دین قبول کئے اور اسکو یمامہ کے قلعے تک لا مسیلمہ کذاب سے ملائے یہان
تک کہ ہر دو زناکاری مین گرفتار ہوے - اب ہم اسکا تدارک کیا کرین اور خالد کو کس طرح منہہ بتلائین - سب کے سب مشورت
کر کے متفرق ہوے اور اپنے اپنے قبیلون مین جا پہنچے اور کمال ندامت اور معذرت سے ابوبکر صدیق کی خدمت مین
عریضے روانہ کئے - جب سجاح یہہ حال دیکھی جلد گھبرا کے چہار سو شخص کو ہمراہ لے کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوی
لاکن بعضے روایات مین آیا ہی کہ سجاح آخر الامر اپنے کئے سے باز آئی اور توبہ کر کے اسلام سے مشرف ہوی - واللہ
اعلم بالصواب **خالد بن ولید کے ہاتھہ سے مالک بن نویرہ کا مقتول ہونا** - مالک
بن نویرہ عرب کے سردارون سے تھا اور عمر فاروق کے ساتھہ اسکی دوستی تھی مالک جب سجاح سے جدا ہوا بطاح مین
اقامت کی اپنی موت تک وہین رہا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امیر المومنین صدیق اکبر جب خالد کو رخصت کی یہہ وصیت
فرمائی کہ جاسوسون کو عرب کے قبیلون کے طرف بھیجئے - جس قبیلے سے اذان کی آواز آوے انپر اسلام کا حکم فرمائے
اور انسے تعرض نہ کیجئے - اور جس قبیلے سے اذان کی آواز نہ آوے انکو اسلام کی طرف بلائے اگر قبول کرین بہتر
والا انپر تیغ چلائے - خالد نے یہہ وصیت قبول کر کے روانہ ہوے - جب سنا تھا کہ عرب کے سردار سجاح کی متابعت سے
پشیمان ہو کے اپنے قبیلون کے طرف پھر گئے ہین - ابوبکر صدیق کی وصیت کے موافق انکے قبیلون کے طرف جاسوسون
کو روانہ کئے تا ان کے حالات سے واقف ہو کے جلد آکر خبر دین - سو ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کے قبیلے کے طرف
بھیجے تھے - تا انکے کفر و اسلام سے آگاہ کرے - انہون نے ایسا ہی دریافت کر کے آئے - اور بعضے جاسوسون نے
عرض کیا کہ مالک بن نویرہ کے قبیلے سے ہم اذان کی آواز نہ سنا - لاکن ابو قتادہ انصاری جو انہین مین تھے
یہہ گواہی دی کہ مین اس قبیلے سے اذان کی آواز سنا ہون - غرض جب خالد نے مالک سے ملاقات کی اثنای کلام مین بار
بار خالد کی خاطر مین گذرتا تھا کہ یہہ شخص مرتد ہے - اور مالک جب باتون بات حضرت سید کائنات سے کوئی قول نقل
کرتا تو ایسا کہتا کہ قال صاحبکم یا قال رجلکم یعنے ایسا کہا صاحب تمہارا یا مرد تمہارا - جب کئی بار ایسا کہا - خالد نے

غصہ ہوا۔ اور سر بلند کرکے کہنے لگے کہ ارے کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہی صاحب تھے تمہارے صاحب نہ تھے۔ پس حکم کئے کہ اسکو قتل کرو بمجرد اس حکم کے اسکا سر اسکے تن سے جدا کر دئے۔ اور بعضے تاریخون مین لائے ہین کہ جب مالک کو اسکی قوم سمیت اسیر کرکے لائے خالد نے انکو قید مین رکھے۔ رات کے وقت جب ہوا تند چلنے لگی اور سرما زیادہ ہوا۔ خالد کمال شفقت سے حکم کئے کہ ادفئوا اسراکم یعنے تمہارے قیدیون کی نگہبانی کرو۔ تحقیق یہ ہے کہ جب اللہ تعالی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکا اسباب بھی مہیا ہوتا ہے۔ جب خالد نے یہ حکم کیا ندا کرنے والے بنی کنانہ کے لغت سے جو قتل سے عبارت ہی ندا کی۔ اکثر نگہبان جو بنی کنانہ سے تھے کنایہ قتل سے سمجھکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے اور سب قیدیون کو قتل کر دئے جب خالد حقیقت حال سے خبردار ہوے کہنے لگے کہ اِذَا اَرَادَ اللّٰہ اَمْرًا اَصَابَہٗ یعنے جب اللہ تعالے کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ غرض مالک کے قتل کے بعد خالد اسکی عورت کو اپنے نکاح مین لائے۔ کہتے ہین کہ جب مالک بن نویرہ اور اسکی قوم مقتول ہوئی۔ ابو قتادہ الضاری برہم ہوے اور کہنے لگے کہ خالد جس لشکر مین رہے مین اس لشکر کے ساتھ نہ آونگا۔ پس اس لشکر سے نکل کے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ ہوے ابوبکر صدیق کی خدمت مین پہنچ کے سب سرگذشت بیان کئے اور کہے کہ خالد نے میری بات نہ سنی دوسرے اعراب کی گواہی جو انکا مقصود غنیمت حاصل کرنے کا تھا معتبر جانی۔ **نقل** ہے کہ مالک کا بھائی متمم بن نویرہ بھی وارد مدینہ ہوا اور صدیق اکبر کے حضور مین حاضر ہوکے صورت حال گذارش کی اور اپنے بھائی کا خون کا بدلہ طلب کیا عمر فاروق اس کی تائید کرکے کہے کہ خالد کی شمشیر اہل اسلام پر کھینچی لگی یہہ بات واقع کے مطابق ہو تو اسپر قصاص جاری کیا جائے جب اس باب مین عمر فاروق کا مبالغہ حد سے گذرا صدیق اکبر فرمائے کہ خالد کو اس مقدمے مین کچھہ تاویل روی ہوگی اور اس سے اس تاویل مین خطا ہوئی۔ ای عمر اسکی شان مین اپنی زبان کو بچائے کہ حضرت نے اسکو سیف اللہ فرمائے اللہ تعالے جس شمشیر کو کافرون پر کھینچا ہے مین اسکو ہرگز نیام مین نہ ڈالونگا۔ پس خالد کو ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمائے کہ لشکر کو وہین چھوڑکے آپ مدینہ مقدسہ کی طرف آوے۔ جب ابوبکر صدیق کا نامہ پہنچا خالد اسیوقت نکلے اور جب داخل مدینہ ہوے سیاہی بلال کی اعانت سے صدیق اکبر کی خلوت مین جاکے ملازمت حاصل کی اور حقیقت واقعی بیان کرکے اس مقدمے مین اپنی عذر خواہی ظاہر کی۔ صدیق اکبر سب احوال سنے اور انکا عذر قبول کرکے اسی جگہہ انکو رخصت دی اور حکم فرمائے کہ اسی وقت روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین جاکے پہنچتے ہی تیاری کرکے یمامہ کے طرف جاوے وہان عکرمہ بن ابوجہل جو مسیلمہ کذاب کے جنگ پر مستعد ہین انکے ساتھہ ملکے اس ملعون سے جنگ کرے خالد حکم کے موافق اسیوقت روانہ ہو۔ باہر عمر فاروق جو دروازے پر بیٹھے تھے خالد کو خوشحال دیکھکے کہے کہ انکا عذر صدیق اکبر کے حضور مین مقبول ہوا ہے۔ پھر صدیق

حکم کئے کہ مالک بن نویرہ کا خون بہا بیت المال سے دین اور اسکی قوم کے سب مال بھی مالک کے بھائی متمم کو پہنچا دے

روانہ ہونا خالد کا یمامہ کی طرف اور مارا جانا مسیلمہ کذاب کا۔ سبب خالد ابوبکر صدیق کے

حکم پر مدینے سے نکلے جلد قطع منازل کر کے اپنے لشکر مین داخل ہوئے اور جاہز سفر اور جنگ کا مہیا کر کے یمامہ
کے طرف روانہ ہوئے۔ اور گروہ انصار کی زمام اختیار ثابت ابن قیس کے ہاتھ دئے۔ اور حکم کئے کہ سب مہاجر و انصار ابو
حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے اور زید بن الخطاب کی صوابدید سے تجاوز نہ کرین اور اسی سفر مین خالد نے دیکھا کہ سوارون
کی ایک جماعت گھوڑون سے اتر کے انکے باگین اپنے ہاتھون مین لے کے سوتی ہے۔ ایک شخص نے جو یمامہ کے سردارون سے
ایک سردار کو قتل کر کے فرار ہوا تھا سو وہ سوارون نے اس کو ڈھونڈھنے کے لئے نکلے تھے خالد کے لشکری انکو بیدار
کر کے پوچھے کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو وے اپنا قصہ بیان کئے۔ تب انکو خالد کے پاس لے آئے خالد انکا عقائد
دریافت کئے تو وے گمراہون نے جواب دیا کہ تمہارے لیے ایک پیغمبر اور ہمارے لیے ایک پیغمبر ہے۔ خالد یہہ سنتے ہی انکے
قتل کا حکم کئے جب سبکو قتل کر چکے ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارت یہہ ہر دو مسیلمہ کذاب کے ارکان دولت اور یمامہ
کے سردارون سے تھے سو ساریہ نے کہنے لگا کہ اے خالد اگر تم چاہتے ہو کہ یہہ مملکت تمہارے ہاتھ آوے تو مجاعہ
کے خون سے در گذر و تب اسکی وصیت کے موافق خالد اُن سب کو قتل کروائے اور مجاعہ کو نگاہبانی مین رکھے پھر خالد یمامہ
کے قریون سے ایاض جو ایک قریہ تھا اسکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائے تا غور و تامل سے جنگ وجدال پر قیام کرین کیونکہ اندنون
رجال بن افواہ کی جھوٹی گواہی سے مسیلمہ کذاب کا کاروبار بہت قوی ہوا تھا اور چالیس ہزار مرد جنگی کے قریب اسکے
پاس جمع آئے تھے رجال کی جھوٹی گواہی کا قصہ یہہ ہے کہ اس نے حضرت کے زمانے مین داخل مدینہ ہو کے حضرت پر ایمان لایا
اور سورۃ البقرہ سیکھا پھر جب یمامے کی طرف گیا دین اسلام سے پھر جا کے مسیلمہ کذاب کے ساتھ شریک ہوا اور اسی
ملعون کے اغوی سے یمامہ والون کے مجلس مین جھوٹی گواہی دی مین نے حضرت سے سنا ہون کہ مسیلمہ کذاب میری پیغمبری
مین شریک ہے۔ اس ملعون کی جھوٹی گواہی سے بنی حنیفہ کے لوگ اسکو پیغمبری کے دعوے مین سچا جانتے تھے غرض مسیلمہ
کذاب نے جب خالد کی خبر سنا اپنے لشکر کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ خالد زید بن الخطاب کو اپنے لشکر کے میمنہ پر اور زید بن الحارث
کو میسرہ پر مقرر کر کے جنگ شروع کئے مخالفون سے پہلے جو مارا گیا وہی رجال تھا جو جھوٹی گواہی دی تھی زید بن الخطاب
کی تلوار سے واصل سقر ہوا۔ اور خالد اپنے لشکر سے باہر آ کے جنگ کے میدان مین شجاعت کی داد دیتے اور ایک رجز پڑھتے
تھے اپنی شمشیر پانی سے آتش فنا کی کر رہے تھے بہت سے کافرون کو قتل کر کے اپنے جھنڈے کے نیچے آ کر کھڑے رہے
ان کے بعد عمار بن یاسر نے میدان مین آئے اور ایک رجز پڑھتے ہوئے حملہ شیر کر رہے تھے دشمنون کی ایک جماعت کو قتل

کر سکے دوزخ کے طرف بھیجا ایسے میں ایک شقی نے انپر ایک شمشیر کا ایسا ضرب کیا کہ انکے سر کا پوست کٹ کے گھٹنے
تک لٹک رہا تھا عمار باوجود ایسے زخم کے اُس ملعون کو مار کے زمین پر گرا کے پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے پھر حارث بن
الہشام مخزومی بعضوں کو قتل اور بعضوں کو زخمی کر کے اپنی جگہ میں آکر کھڑے رہے۔ کہتے ہیں کہ زید بن الخطاب
کے پانچ ہزار سپاہیوں کو قتل کر کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیے آخر ان کو ایک زخم ایسا لگا کہ آخر کار شہادت پا کے
جنت کے طرف روانہ ہوئے۔ اور سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے اور اس روز علم بردار تھے ... انہوں نے بھی
بھی شہادت پائی۔ بالجملہ مسلمانوں میں تین سو شخص کے قریب اس جنگ میں شہادت نوش کیے۔ کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام سے
اس وقت تک مسلمانوں میں ایسا واقعہ رونما نہ ہوا تھا۔ جب لشکر خالد کے بڑے بڑے بہادر شہادت پا گئے ان کے لشکر میں
ضعف آیا دشمنوں نے غنیمت جان کے خالد کے خیمہ پر آ گرے اور تلواروں سے اسکو پارہ پارہ کر کے اندر گھس گئے تا کہ
بن نویرہ کے قتل کے بعد اسکی عورت ام تمیم کو خالد نے اپنے نکاح میں لائے تھے اور وہ عورت اس خیمہ میں حاضر تھی چاہا
کہ اسکو قتل کریں۔ مجاعہ جو اس خیمہ میں مقید تھا سو مخالفوں کو اسکے قتل سے منع کیا اور کہنے لگا کہ اس عورت سے
میں سوا مرحمت و شفقت کے امر دیگر نہیں دیکھا ہوں۔ اس اثنا میں خالد نے شمشیر انتقام اپنے نیام سے کھینچ کے
کافروں کی جماعت کو قتل کر ڈالے۔ غرض شام تک جنگ و جدال بحال رہا۔ اور ہر دو فریق بھی شبخون کے اندیشہ
سے گھوڑوں کی باگ ہاتھ سے نچھوڑے اور اس شب میں خواب نہ گئے علی الصباح جب اقلیم چہارم کا بادشاہ خنجر زرنگار لیا
ہوا افق شرقی سے طلوع کر کے ولایت نیمروز کی تسخیر کے لئے جھنڈا کھڑا کیا۔ یعنے جب آفتاب طلوع ہوا مخالفوں کے
لشکر سے پہلے جو میدان میں آیا مسیلمہ کذاب کا صاحب راز محکم بن طفیل تھا لشکر اسلام کے مقابلے میں آ کے ایک رجز
پڑھا اسمیں مسیلمہ کذاب اور اوسکے خواص کی تعریف و توصیف تھی۔ تب ثابت بن قیس انصاری نے جو شیوہ دلاوری میں
بے نظیر تھے اپنا گھوڑا میدان میں کدا کے اور بہت حملے کر کے محکم کی کمر پر ایک نیزہ ایسا مارے کہ اسکا کام تمام ہوا اور اسکے
قتل کے بعد معرکے میں چپ و راست اپنا گھوڑا دوڑاتے تھے اور دشمنوں کو قتل کرتے تھے بہتوں کو قتل کر کے آپ بھی شہادت
پائے۔ انکے بعد جناب بن ثابت بن العوام جو زبیر کے برادر تھے میدان میں آئے اور بہت سے دشمنوں کو قتل کر کے آپ
بھی شہادت پائے۔ پھر براء بن عازب نے لشکر سے باہر آ کے کفار پر حملے کر کے بہتوں کو تہ تیغ کئے۔ جوانمردی کی
داد دے کے پھر اپنی جائے پر آ کے کھڑے رہے دشمنوں نے یہ حال دیکھ کے بہت خشمناک ہوئے اور سب کے سب ایکبار
حملہ کر کے لشکر اسلام پر گرے۔ تب خالد کے لشکر میں ایک تزلزل آیا خالد نے ایک نعرہ کیا کہ اے مسلمانو خدا سے ڈرو عاقبت
کا اندیشہ رکھو اور ملت محمدی رکھتے ہو تو اپنی جائے نچھوڑو۔ جب اہل اسلام خالد کی آواز سنے اپنے دین و دنیا کی بہتری

اس میں جان کے پھر آگے بڑھے اور کافروں پر ایسے کچھ حملے کئے کہ انکے لشکر میں تزلزل آگیا۔ القصہ آدھی دن برابر
جنگ ہوا کہ ہر دو لشکر میں بازار ستیز زیادہ اپنی جگہہ چھوڑ کر پھر اپنے مقام میں قائم رہتے تھے بعد اسکے حق تعالیٰ لشکر اسلام کی تائید
کی مجاہدوں نے جنگ میں جہاد میں اپنے تئیں ایسی دادی کہ کافروں کا لشکر تاب نہ لا سکے ایک باغ میں جسکو حدیقۃ الرحمان
کہتے تھے پناہ لئے اور اس باغ کا دروازہ بند کر دئے۔ جب باغ کے اندر جانا مشکل ہوا براء بن مالک نے کہا اے گروہ مسلمین مجھکو
اٹھا کے دیوار پر سے باغ کے اندر ڈالدو شاید دروازہ کھلنے کا سبب ہو۔ سو انکو چہار دیوار پر پھینک دئے کافروں کی
ایک جماعت جو دروازہ پر تھی براء نے انکو قتل کرکے دروازہ کھولدئے جیسا دروازہ کھل گیا اور لشکر اسلام
اس باغ میں داخل ہوا پھر جنگ شروع کئے اور ایسا سخت جنگ ہوا کہ دشمنوں سے دس ہزار آدمی قریب مارے گئے محکم بن
طفیل بھی انھیں میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب بھی اسی باغ میں وحشی کی تیغ سے مقتول ہوکر جہنم کی طرف اپنا منہہ کالا کیا اسواسطے
وہ باغ حدیقۃ الموت سے موسوم ہوا یہہ وحشی وہی ہے جو حضرت کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس کے ہاتھہ سے شہید ہوئے وحشی کا
کے ایمان لانیکا بیان یہہ فقیر جنان السیر میں مفصل لایا ہے جو چاہے اسمیں دیکھ لیں۔ غرض وحشی سے منقول ہے کہ حمزہ رضی اللہ
عنہ کی شہادت کے بعد میں نے مدینہ کو آکے حضرت کے ملازمت سے مشرف ہوا اور ایمان لایا ہر چند حضرت میرے تقصیرین بخشدئے لاکن
میری ملاقات کو مکروہ رکھتے تھے کیونکہ مجھے دیکھنے سے حضرت کو حمزہ رضی اللہ عنہ یاد آتے تھے اسواسطے میں حضرت کے
حضور میں نہیں آتا بلکہ پیچھے رہا کرتا تھا جب حضرت کا وفات ہوا اور لشکر اسلام یمامہ کے طرف توجہ لایا میں نے وہی حربہ کہ جس کو حمزہ
رضی اللہ عنہ کے اوپر پھینکا تھا لیا ہوا اس لشکر کے ساتھہ نکلا جب کافروں نے حدیقۃ الموت میں پناہ لئے اور مسلمانوں نے انسے
جنگ کرنے لگے میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب نے شمشیر کھینچا ہوا کھڑا ہے اور
لوگوں کو جنگ پر تحریص کر رہا ہے جب ہی نظر اس ملعون پر پڑی۔ اور وہ مجھے دیکھا میں نے اسکا قصد کرکے چلدیا ایسے میں
عمارہ انصاری کے چچیرے بھائی نے دوسرے طرف سے اس ملعون پر آئے میں نے اپنے حربہ کو اس ملعون پر پھینکا سو اس کافر
کے سینے سے پار ہوگئی اور ادھر سے عمارہ کے چچیرے بھائی بھی تیغ چلائی اللہ تعالیٰ جانے کہ وہ ملعون میرے ضرب سے
مارا گیا یا انکے ضرب سے۔ لاکن محارٹی پر ایک عورت کھڑی تھی سو پکار کے کہنے لگی کہ مسیلمہ کذاب کو ایک سیاہ غلام نے
مار ڈالا۔ اور وحشی کا یہہ قول مشہور ہے کہ میں نے اپنی جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا تھا اور اسلام میں شر الناس کو
مار ڈالا الحمد للہ علیٰ ذلک۔ جمہور مورخین نے کہا ہے کہ اس روز کافروں سے ستر ہزار شخص باغ کے اندر اور ستر ہزار
شخص باہر مارے جاکے پڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب نے مارا گیا بنی حنیفہ کے لوگ اس باغ کے دیوار کو روزن
ڈال کے بھاگ گئے اور مسلمانوں سے اس جنگ میں ایک روایت سے تین سو پچاس شخص دوسری روایت سے ایکہزار دو سو جوان مسلم

مہاجر و انصار سے شہادت پائے اور انہین اکثر قران مجید کے حافظون اور قاریون سے تھے اسی سبب سے جب
ابوبکر صدیق نے یہ واقعہ سنے ایکو بڑا اندیشہ ہوا کہ کہین لوگون کے خاطر سے کلام ربانی اور آیات فرقانی محو ہو جاوے پس
قران مجید کے جمع و ترتیب کا حکم فرمائے۔ القصہ جب خالد کو یقین ہوا کہ مسیلمہ کذاب مارا گیا چاہے کہ اسکی نعش ناپاک
تب مجاعہ کو اپنے ساتھ لیکے مقتولون مین گشت کرنے لگا ایسے مین ایک نعش نظر آئی کہ وہ خوش رو اور عظیم الجسہ تھا
خالد مجاعہ سے پوچھے کہ کیا تمہارا صاحب یہی ہے اس نے کہا نہین لاکن یہہ شخص ہمارے صاحب سے ہزار مرتبہ بہتر تھا یہہ محکم
بن طفیل ہے۔ پھر ایک نعش پر گذرے کہ وہ زرد چہرہ اور لاغر اندام تھا مجاعہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب یہی ہے کہ نہ اپنی بھلائی کی
نہ ہماری۔ خالد نے کہا کہ افسوس ہے تمہارے پر کہ ایسے بدشکل او بدکار کے سبب سے دولت اسلام اپنے ہاتھ سے دیے ہو اور
اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیے ہو۔ **نقل** ہے کہ جب اس جنگ سے فراغت حاصل ہوی اور یمامہ کا ملک ہاتھ آیا خالد نے مجاعہ
دختر کو اپنے نکاح مین لائے اور اسی جنگ مین ایک کنیز جو ہاتھ آئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصہ مین آئی کہ جس کو حنفیہ
کہتے ہین انہین کے شکم سے ایک فرزند ارجمند تولد پایا حضرت علی نے انکا نام محمد رکھے جو محمد بن حنفیہ سے مشہور ہین اور وہ لقاء ذات
تابعین مین داخل ہین رضی اللہ تعالی عنہم • **بحرین کے مرتدون کا احوال** روضۃ الاحباب
مین لائے ہین کہ حضرت نے اپنے صحابہ سے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے طرف منذر بن ساوی کے پاس بھیجے
تھے منذر نے سب بحرین کے لوگون کے ساتھ ایمان سے مشرف ہوا اور علاء بن الحضرمی نے حضرت حضور فیض گنجور مین حاضر ہو
ان کے ایمان لانے سے خبر دی ہجرت کے دسوین سال جب حضرت نے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے واسطے ہر طرف قبیلون
پر عاملون کو روانہ کئے علاء بن الحضرمی کو بحرین کے طرف بھیجے تھے انہون نے بحرین مین ہی تھے حضرت نے مدینہ منورہ مین وفات
کئے اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین منذر بھی فوت ہوا اور بحرین کے لوگ اور ربیعہ کے قبیلے والے سب کے سب مرتد ہو گئے اور
اس واہی شبہے مین پڑے کہ حضرت پیغمبر رہتے تو رحلت نہ کئے ہوتے۔ اس آیت سے ان کو غفلت ہو گئی تھی۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

علاء بن الحضرمی صدیق اکبر کے خدمت مین حاضر ہو کے یہہ احوال ظاہر کئے۔ کہتے ہین کہ عبد القیس حضرت کے زمانہ مین مدینہ کو آ کے
یہان سے مشرف ہوا اور قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھا تھا سو اپنی قوم کو جمع کر کے نصیحت کی اور انکو جو شبہہ ہوا تھا
قوی دلیلون سے اسکو دور کیا اسکی قوم والون نے پھر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے بنی بکر کی قوم جو بحرین مین تھی دنیا وی
معاملات مین عبد القیس کے لوگون کے ساتھ مخالفت رکھتی تھی سو وہ اپنی مرتدی سے نہ پھری اور عبد القیس کے قوم کے ساتھ
انکی عداوت اور زیادہ ہوی دنیا کی عداوت کے ساتھ دین کی عداوت بھی منضم ہو گئی۔ تب بنوبکر کے لوگ کسری کے پاس جاکے

اس سے مدد طلب کئے انکے طرف سے ایک لشکر لے آکے جنگ پر مستعد ہوے عبد القیس بھی اپنی قوم کو فراہم کیا اور
جنگ کا اسباب مہیا کر کے انکا مقابلہ کیا - ہر دو فریق مین جنگ عظیم واقع ہوا - پہلے لشکر کفار کو شکست ہوی پھر سبب انکے
غلبہ کی صورت پای گئی - تب لشکر اسلام ایک قلعہ مین داخل ہو کے اسکا دروازہ بند کر دئے اور کفار ایک مدت دراز اسے محاصرہ
کئے - جب قلعے مین کہانے پینے کے چیزین نہین ملتے تھین اہل اسلام بہت ہی تنگ آئے - تب انمین سے ایک شخص نے یہ تنگی و
تصدیع ایک شعر مین ظاہر کر کے صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کیا - صدیق نے ایک فوج علاء بن الحضرمی کے ساتھ وسکے
بنی بکر کے جنگ پر روانہ کئے - اور فرمائے کہ راہ مین مسلمانون کے جن قبیلون پر تمہارا گذر ہوویگا ان کو بھی اس جنگ کی تحریص
دوے قبول کرین تو ان کو اپنے ہمراہ لیجاؤ - پس علاء حضرمی جب اپنی فوج کو ہمراہ لے کے مدینہ سے نکلے راہ مین ثمامہ بن
اثال حنفی اور قیس بن عاصم منقری انسے ملے اور یہ ہر دو شخص اپنے قبیلون کو ہمراہ لے کے علاء حضرمی کے ساتھ چلدئے
کہتے ہین کہ ایک شب ایک ریگستان مین نزول کئے ہنوز آرام نہین پائے و خیمے نہین استادہ کئے انکا سب سامان اونٹون
پر ہی تہا کہ یک بیک سب اونٹ مع اسباب نکل گئے - وہ سخت اندہیری شب تھی سب مجاہدین نے اونٹون کے ڈہونڈہنے
مین بڑی تصدیع اٹھائے اور بہت جستجو کئے پر کہین اونٹون کا سراغ نپائے آخر تھک جا کے بے امید ہو گئے - اس
بیابان مین جب انکا سب اسباب و توشہ اونٹون پر رہگیا اور اس بیابان مین کہین پانی کا نام و نشان بھی نہین تہا اور وہ
زمین ریگستان کی ہونے سے منزل بھی طے نہین ہوتی تہی سب کے سب اپنے جینے سے مایوس ہو گئے ایسا درد والم پیدا
ہوا کہ سوا خدا تعالے کے کوئی نہین بچا سکتا ہے پس سب کے سب اپنی زندگی سے بے امید ہو کے روتے ہوے ایک دوسرے کو وداع
کرنے لگے علاء حضرمی جو صحابہ مین بڑے جلیل القدر اور عالم و عابد و مستجاب الدعوات تھے اور انکی ہمت بلند تھی اور انکا ایمان [illegible]
کامل تہا سبکی دلداری کرنے لگے اور تسلی دئے کہ تم اہل اسلام ہو محض اللہ تعالے کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اور دین
کے دشمنون سے جہاد کرنیکے لئے نکلے ہو سو تم انصار اللہ ہین پس اسکے لطف و رحمت کے امیدوار ہو یقین ہے کہ تمکو ہلاک نکریگا
ان باتون سے سب مجاہدین کو تسکین حاصل ہوی - بہر صورت وہ شب اسی بیابان مین گذارے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوے
علاء حضرمی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بہت تضرع اور عجز و نیاز سے بارگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگے اور سب مجاہدین بھی
نہایت آہ و زاری سے آمین آمین کہتے تھے اللہ تعالی نے انکی دعا قبول فرمایا یک بیک اس بیابان مین ایک پانی کا
چشمہ پیدا کیا اسکا پانی بہت شیرین اور مصفا تہا پس سب کے سب اس کے پاس گئے شکر الٰہی بجا لائے اور وہ پانی پئے
اور وضو و غسل کئے ابہی آفتاب بلند نہ ہوا تہا کہ ان کے اونٹ بھی اسی بیابان مین نظر آنے لگے سب اہل لشکر بہت خوش
ہو کے ان اونٹون کے پاس گئے اور اپنے اونٹ کو پکڑ لے کے اور انکو پانی سے سیراب کر کے آگے کوچ کئے -

کہتے ہین کہ صدیق اکبر نے ابوہریرہ کو بھی اس فوج کے ساتھ روانہ کئے تھے سو ابوہریرہ نے منجاب بن راشد کو اپنے ساتھ
لے کے اس چشمے پر جا پہنچے دیکھتے کیا ہین کہ اس چشمے مین پانی کا ایک قطرہ بھی نہین ہے۔ منجاب نے ابوہریرہ سے کہنے لگا
کہ مین بارہا اس راہ سے گذرا ہون کبھی اس چشمے مین ایک مشک بھر پانی بھی نہین دیکھا ہون۔ ابوہریرہ نے کہے کہ ہان
تو راست کہتا ہے واللہ یہہ وہی جگہ ہے جو ہم نے بھی اسکا پانی نوش کئے اور اونٹون کو پلائے تھے۔ میرا مقصود بھی یہی
تھا کہ تلک تجھے معلوم کرواؤن کہ یہہ پانی جو اللہ تعالی نے ہم کو اس بیابان مین دیا اس من و سلوی کی مانند ہے جو موسی علیہ السلام
کی قوم پر نازل فرمایا پس ہر دو شکر الہی بجا لائے پھر وہان سے جلد روانہ ہو کے اپنے لشکر مین جا ملے۔ غرض جب یہہ لشکر
اس قلعے کے نزدیک جا پہنچا کہ جس مین عبد القیس کا لشکر محصور تھا علا حضرمی ایک قاصد کو انکے پاس روانہ کئے وہ قلعے
والے مجاہدون نے اس خبر کے سننے سے نہایت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے اور علا حضرمی کی خدمت مین یہہ پیام بھیجے
کہ دشمنون کی کثرت حد سے گذر گئی ہے چاہیئے کہ تم ان پر شبخون کرین اور ہمکو اس قلعے سے چھڑالین تب ہم بھی تمہارے
ساتھ شریک ہو کے کافرونکی خونریزی کرین گے علا حضرمی کو یہہ رائے پسند آئی سو انہون نے اپنے طرف سے ایک جاسوس
کافرون کے لشکر کے طرف روانہ کیا تا انکی خبر رکھے اور قابو ڈہونڈتا رہے جب انکو غافل پاوے لشکر اسلام کو جلد اس
اس بات سے واقف کر دیوے سو وہ جاسوس نے جا کے قابو ڈہونڈ رہا تھا ایک شب ان کافرون کو غافل پایا جلد آ کے لشکر
اسلام مین خبر دی۔ تب علا حضرمی کا لشکر انپر شبخون کر کے بہت ہی جنگ کیا بہت سے کفار مارے گئے اور بعضے مقید ہوے
اور بعضے بہاگ گئے اور انکا بہت سا مال و متاع مسلمانون کے ہاتھ آیا پس علا حضرمی نے قلعے والے مجاہدون سے ملاقات
کر کے انکو بہت کچھ تسلی اور دلداری دی۔ اور کہے کہ تم پر کافرون نے ایکمدت دراز جو محاصرہ کئے تھے اور تم نے جو رنج و تصدیع
اٹھائے ہو اسکے باب مین امیدوار رہو کہ اللہ تعالی تم کو بڑا اجر و ثواب عطا فرماویگا اور یہہ تمہارا جہاد دین کے دشمنون کے
جو واقع ہوا ابتدا اور انتہا اور اخراب وغیرہ سے جنگ کا حکم رکھتا ہے القصہ اسی سرزمین مین ایک جزیرہ تھا کہ مرتدون
کی ایک گروہ جو عبد القیس کے دشمنون سے تھے اسکو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرائے تھے عبد القیس کے لشکر والون نے جب ان کی
خبر دیئے انکے ساتھ بھی جنگ کرنیکا ارادہ کر کے یہہ ہر دو لشکر آگے روانہ ہوے چند منزلین قطع کئے تو ایک دریا ملا
اس دریا سے جزیرے تک کشتی کی سواری سے ایک رات دن کی مسافت تھی بغیر کشتی کے اس دریا سے پار ہونا ممکن نہین تھا اور وہ
جزیرے والون نے علا حضرمی کی فوج کی خبر سنکر دریا سے کشتیان نکال دئے تھے جب لب دریا پر پہنچے اہلین کشتیان
نہ ہونے سے بہت ملول اور دلگیر ہو گئے علا حضرمی نے انکو تسلی دی اور اس ریگستان مین اللہ تعالے کا جو فضل ہوا تھا انکو
یاد دلوا کے اور کہے کہ اللہ تعالی نے اس بیابان مین وہ پانی جو تم کو کرامت فرمایا تم جانتے کہ وہ اسیواسطے تھا کہ تا

اس واسطے اعتبار لیجیو اور اسکے فضل پر نگاہ کر کے اس دریا سے بھی پار ہو جاؤ میں سوا بھی وہی فضل باقی ہے تاشاید آسانی کے امیدوار رہو کہ وہ تو ایسا ہی چلتا ہے تم کو بغیر کشتیوں کے اس دریا سے پار کر دیگا۔ علا حضرمی سے جب یہہ بات سنی سب لشکر نے بجا اور یہی قبول کیے اپنے اونٹون اور گھوڑون کو اس دریا میں اتارے۔ علا حضرمی نے بعجز و نیاز کے ساتھ دعا آغاز کیے اور سب قوم کو بھی وہی دعا کرنے کا حکم کیے وہ دعا یہہ تھی۔ یا ارحم الراحمین یا رحیم یا کریم یا احد یا صمد یا محیی

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّنَا اِنَّا عَبِیْدُکَ فِیْ سَبِیْلِکَ اِجْعَلْ لَنَا السَّبِیْلَ اِلَیْھِمْ

یہہ دعا کرتے ہوے اس دریا سے پار ہو گئے اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس پانی کو یہان تک کم کر دیا کہ اونکے جانورونکے زانون تک نہ پہنچا تھا کشتی کی سواری سے جو ایک رات دن کی راہ تھی اللہ تعالی نے تھوڑے وقت مین انکو پار کر دیا پھر جب اس جزیرے پر جا پہنچے ان مرتدون اور کافرون کے ساتھ ایسا جنگ ہوا کہ سب کے سب تہ تیغ ہو گئے جو حد بلوغ کو پہنچا تہا اسکو نچھوڑے اور انکی عورتین مسلمانون کی غنیمت مین آئین اور اس قدر انکا مال و متاع ہاتھ آیا کہ جب تقسیم کیے ہر ایک سوار کو چھ ہزار درہم اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے پھر سالم و غانم اسی راستے سے مراجعت کیے اور اسکے آگے اس قلعے پر جو جنگ ہوا تھا اسمین بنو بکر کے بعضے لوگ اور کسری کا لشکر جو انکے مدد کیلئے آیا تھا اس لشکر کے بعضے لوگ جو بھاگ گئے تھے سو روم کے قلعے مین جا کے پناہ لئے تھے۔ علاء حضرمی نے عبد القیس کی فوج کو ہمراہ لیکے پھر اس قلعے پر جا پہنچا اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو فتح دیا لشکر عجم اور بنو بکر کی قوم سے اکثر لوگ مارے گئے اور بعضے پہاڑون کے طرف بھاگے اور عجم والون سے بعضے بھاگ کے کسری کے پاس جا پہنچے اور اسکو اس قصے سے خبر دئیے۔ اور منذر بن نعمان جو بحرین کے سردارون سے تھا اور مرتد ہو کے کسری کے پاس جا کر مدد طلب کرنے سے کسری نے لشکر عجم پر اسیکو حاکم بنا کے بھیجا تھا سو منذر نے اپنے کام سے بہت پشیمان ہوا اور مرتدی سے توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گیا۔ اور منقول ہے کہ اس سفر مین ہجر کا ایک راہب بھی مسلمان ہوا اسکے اسلام لانیکا سبب پوچھے تو کہا کہ مین نے تین خبرین دیکھی پھر خوف کہا یا کہ ایمان نہ لاؤن تو اللہ تعالی مجھے مسخ کر دیگا۔ پہلی یہہ کہ اس بیابان مین جو پانی کا نام و نشان نہین تھا اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو غیب سے پانی عطا فرمایا۔ دوسری مسلمانون کی لشکر کو دریا سے بغیر کشتی کے پار کر دیا۔ تیسری یہہ کہ ایک روز صبح کے وقت مین نے ہوا مین یہہ آواز سنی کہ کسی نے یہہ دعا کرتا ہے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ وَالْبَدِیْعُ لَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَالدَّائِمُ وَ غَیْرُ الْغَافِلِ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَخَالِقُ مَا یُرٰی وَمَا لَا یُرٰی وَکُلَّ یَوْمٍ اَنْتَ فِیْ شَاْنٍ عَلِمْتَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعَلُّمٍ

یہہ دعا سنتے ہی مین نے سمجھا کہ دعا کرنے والے فرشتے ہین اور لشکر کے تائید کے لئے آئے ہین۔ ملائک جس کی تائید کرین بلاشک وہ حق پر ہو گے۔ **عمان اور مہرہ کے مرتدون کا**

جنگ ۔ علماے سیر و تواریخ لائے ہین کہ حضرتؐ کے وفات کے بعد لقیط بن مالک نے دین اسلام سے مرتد ہوا اور ایک لشکر فراہم کر کے عمان پر تاخت کیا اور اُس ملک کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اور عمان کے لوگ بھی مرتد ہو کے اسی کے تابع ہو گئے اسی واسطے جیفر اور عباد جو حضرتؐ کے زمانہ مین عمرو بن العاص کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے اور اس ملک کی حکومت اُن ہی کو دی گئی تھی یہہ دونو عمان سے نکل جا کے پہاڑون کے دامن مین پناہ لئے اور جیفر نے ایک قاصد کو صدیق اکبر کے حضور مین بھیجا ۔ عمان اور مہرہ اور یمن کے لوگ جو مرتد ہو گئے انکا سب احوال ظاہر کئے صدیق اکبر نے حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان پر اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر جانے کے لئے مقرر کر دئے ۔ اور اسکے آگے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لئے یمامہ کی طرف جو بھیجے تھے اس ملعون پر فتح پانے کے بعد عکرمہ کی اقامت اسی سرزمین مین تھی سو ابو بکر صدیق نے عکرمہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ عمان اور مہرہ اور یمن کے مرتدون سے جنگ کرنے کیلئے ہم نے حذیفہ اور عرفجہ کو بھیجے ہین سو تم بھی وہان جا کے ساتھ شریک ہو کے ان کو دفع کرنے مین بڑی کوشش اور جوانمردی بجا لاوے ۔ جب یہہ نامہ عکرمہ کو پہنچا انہون نے خلیفہ کے حکم کے موافق ان ہر دو امیر کے ساتھ شریک ہو کے ان مرتدون کے ساتھ بڑی لڑائی کی عمان پر جو جنگ ہوا اسمین دس ہزار کافر مقتول ہوئے اللہ تعالے کی تائید سے انپر فتح و ظفر پائے اور بڑی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہان سے مہرہ کے طرف گئے اللہ تعالے نے اس پر فتح دیا الحمد للہ علی ذلک

قبیلہ کندہ اور حضرموت اور یمن کے مرتدون کا جنگ ۔ حضرت نے اواخر عمر شریف مین زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر اور عکاشہ بن امیہ کو سکاسک اور سکون پر اور مہاجر بن ابی امیہ کو کندہ اور صنعا اور یمن پر عامل بنا کے بھیجے تھے ۔ اس ملک کے لوگ جب دوسرے قبیلے مرتد ہونے کی خبر سنے آپ بھی مرتد ہو گئے زیاد نے ایک لشکر اسلام جمع کر کے چاہا کہ انکو دفع کرین لاکن مرتدون کی کثرت کے سبب سے مقابلہ نہین ہو سکا ۔ تب مدینہ کے طرف آ کے صدیق اکبر کی خدمت مین یہہ خبر سنایا تب جناب خلافت مآب اکابر مہاجرین و انصار سے مشورت کر کے چالیس ہزار جنگی مردون کو انکے ساتھ دیکے کندہ اور حضرموت اور یمن کی طرف روانہ کئے جب لشکر اسلام وہان پہنچا ہر دو فریق مین جنگ ہونے لگا اہل اسلام کبھی شکست پاتے تھے کبھی فتح و ظفر جب اسی مین ایک مدت دراز منقضی ہوئی ابو بکر صدیق کے حکم سے عکرمہ بن ابی جہل اور مہاجر بن امیہ زیاد کی مدد پر یلغار آ پہنچے جب بہت سے جنگ ہوئے زیاد ان پر غالب آئے ۔ اور مجاہدین اسلام اشعث بن کندی کو جو اس قبیلے کے سردارون سے تھا حیرہ کے قلعے مین محاصرہ کئے اور اسمین بھی ایام دراز گذرے آخر صلح اسبات پر ٹھہری کہ ان سے دس شخص کو امان دیوین ۔ زیاد نے راضی ہو کے قلعے کا دروازہ کھولے اور ان دس شخص کو جو معین کئے تھے علحدہ کر کے فرمائے کہ اقرار کے موافق دس شخص کو مین امان دیا ہون پیچھے اور دوسرون کو قتل کر دونگا ۔ اشعث یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم کو یہہ گمان

سبب ہے کہ میں دوسروں کے واسطے نادان ہوں - اور اگر پھر لکھا ہے کہ میں نادان ہوں یہہ بات کس طرح ہو سکتی کہ عقل سے ثابت
ہو ہو دلالت نہیں کرتی ہے - اور یہ تب ہے سب باتیں چلے آخر یہہ بات ٹھہری کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تجویز فرماویں سے سوال کریں - تب زیاد نے مسات ... کو جو آتش میں جل گئے تھے قتل کر دئے - اور اس کے
آگے سے ایک جماعت کو جو اشعث کے ساتھ قید و زنجیر میں تھے مدینہ کی طرف بھیجدیا - صدیق اکبر کی نظر اشعث پر پڑتے ہی
فرمائے الحمد للہ جسے اللہ تعالی نے بغیر عہد و پیمان دستیاب کیا - عمر فاروق نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ اشعث نے مرتد ہوکے بہت کچھ فساد
برپا کیا - حضرت نے فرمائے ہیں - مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنے جس نے بدل گیا اپنے دین سے اسکو قتل کرو - اب
سزاوار یہہ ہے کہ اسکے قتل کا حکم کریں - تب اشعث کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں اور اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہوں اور جو
ناشایستہ حرکات مجھ سے سرزد ہوئے وہ مرتدی کا سبب نہیں تھا بلکہ زیاد نے میری قوم کے ساتھ جو بے اتفاقی اور
زیادتی کی سو اسکے ننگ و عار کا سبب تھا اب اقرار کرتا ہوں کہ میں نے برا کام کیا اور اس سے باز آکے توبہ و استغفار کیا - اور
شرط کرتا ہوں کہ اہل اسلام سے میرے ملک میں جس اسیر کو پاؤنگا اسکو چھوڑ دونگا اور اسکے بعد اسلام میں اچھے کام کرتا رہونگا
اگر خلیفہ پیغمبر مجھ پر منت رکھے اور اپنی خواہر ام فروہ بنت ابی قحافہ کو میرے ساتھ نکاح کر دیوے میں نے شرط دامادی
اچھی طرح بجا لاؤنگا داماد بد نہ ہونگا - ابوبکر صدیق کے خدمت میں اسکی عذرخواہی مقبول ہوئی بحکم لَيْسَ مِنْ عَادَاتِ
الْكِرَامِ سُرْعَةُ الْاِنْتِقَامِ کے ایکساعت تامل کئے پھر حسب آیۂ کریمہ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا کے عفو کئے اور فرمائے
کہ اشعث اور کندہ کے قبیلے کے سب اشراف و عمایدکے بند کھولدیں - پھر اپنی ہمشیرہ کو اشعث کے ساتھ نکاح کر دئے کہتے
ہیں کہ اشعث کو چند فرزند ام فروہ کے بطن سے پیدا ہوئے وے یہہ ہیں محمد و اسمعیل و اسحق و جعدہ - اس رشتہ دامادی کے
جہت سے اشعث نے صدیق اکبر کے پاس بڑا اعتبار پایا اور مدینہ میں ہی مقیم ہوا - اور عمر فاروق کی خلافت میں شام کی طرف روانہ
ہوا واللہ اعلم - **حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات** اسی سال ہوی - بی بی کا مختصر احوال
یہہ ہی کہ حضرت نے جس سال میں نبوت پائے جناب خاتون جنت اسی سال میں پیدا ہوئیں - یہہ قول ابو عمر کا ہے - لاکن محمد
ابن اسحق نے کہتا ہے کہ حضرت کی سب اولاد بعثت کے آگے ولادت پائے ایک ابراہیم بعثت کے بعد ہیں - اور بی بی حضرت
کے سب دختروں سے چھوٹی تھیں - اور حضرت کے سب اولاد امجاد آپکے حین حیات ہی رحلت کئے - ایک خاتون جنت ہی ہیں
جو آپ کی وفات کے بعد زندہ تھیں - ہجرت کے دوسرے سال حکم وحی سے حضرت نے بی بی کو مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ
نکاح کر دے - آپکا مہر روپیے کے چار سو درہم باندھے جسکے تخمیناً ایکسو تیس روپیہ ہوتے ہیں - اور حضرت نے بی بی کے جہیز
میں کتان سے دو نہالیاں اور دو تکیہ کہ جس میں خرمے کا نار بھرا ہوا تھا ایک کٹورا اور ایک چکی اور ایک مشک اور دو گھڑے

اور چھ مہینے کی عمر... [illegible] اسوقت بی بی کی عمر اٹھارہ برس اور پانچ مہینوں کی تھی۔ اور حضرت علی کی عمر اکیس برس اور پانچ مہینے تھی۔ بی بی نے حضرت کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں اور بہت سے مہینے بھی حضرت کی جدائی کے درد و غم اور بیماری کے رنج و الم میں گذرے۔ رمضان کی تیسری منگل کی شب میں وفات پائیں۔ اور بی بی نے حضرت علی کو وصیت کی تھی کہ مجھے رات کے وقت دفن کیجیے تا نامحرم کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔ حضرت علی نے بی بی کی وصیت کے موافق رات میں ہی آپکے جنازے پر نماز ادا کی۔ ایک روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز پڑھے۔ پھر بقیع میں دفن کئے اسوقت بی بی کی عمر ستائیس سال کی تھی بی بی کے مناقب و فضائل حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ اور بی بی کے فضیلتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں ازانجملہ فرماتے ہیں کہ جنت کے سب بی بیوں کے سیدہ فاطمہ زہرا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے پس حضرت کے جگر پارے پر کسی کو بھی فضیلت نہیں ایسا ہی کہا ہے امام مالک نے۔ اور جناب خاتون جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں امام حسن و امام حسین و محسن و بی بی زینب و بی بی ام کلثوم یہہ تقریر ان کا مذکور بیر نور روضۃ الابرار اور شرح سر الشہادتین میں لایا۔ صلواۃ اللہ وسلامہ علی جدہم وعلیہم الی یوم الدین۔ **ام ایمن کی رحلت** اسی سال ہوی۔ ام ایمن کا نام برکتہ ہے ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلیمہ بن عمرو بن نعمان کی بیٹی تھی۔ اور وہ حضرت کے والد کی کنیز تھی حضرت کے بچپن میں انکی خدمت گذاری سے وہی سعادت پائی۔ حضرت نے ان کو آزاد کرکے عبید کے ساتھ نکاح کر دئے انسے ایمن پیدا ہوا اسکے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ زید حضرت کے متبنی فرزند تھے انسے اسامہ پیدا ہوے۔ ام ایمن حبش کے ہجرت کے بعد مدینہ کی بھی ہجرت کیئں۔ اور وہ بی بی بڑی صالحہ تھیں حضرت انکی ملاقات کے لئے انکے گھر تشریف لیجاتے اور فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد وہی میری والدہ ہے حضرت کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتے تھے وہ بی بی نے حضرت کی وفات کے پانچ یا چھ مہینے بعد رحلت کیئں۔ اور اسی سال عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی رحلت ہوئی وہ قدیم الاسلام تھے طائف کے جنگ میں حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اور ابو محجن ثقفی نے ان کو تیر سے زخمی کیا زخم تو درست ہوا لاکن اسی سے لاغر ہو کے بیماریاں کھینچے شوال میں انتقال کئے رضی اللہ تعالی عنہم۔ **علی مرتضی کا بیعت کرنا ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر** یہہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ جب تک جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اور حضرت کی جدائی میں نہایت مغموم اور رنجور تھیں انکی دلجوئی اور تیمارداری میں جناب مرتضی علی کو بیعت کرنے کا اتفاق نہ ہوا جب بی بی کی رحلت ہوی صدیق اکبر کے پاس یہہ پیام بھیجے کہ کل کے دن واحد اپنے گھر تشریف لادیں۔ صدیق اکبر قبول کئے دوسرے روز علی مرتضی کے مکان پر تشریف لے گئے جب ہردو کی ملاقات ہوئی جناب امیر نے اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا

اور آپ پر جو حضرت پر درود وسلام بھیجے اسکے بعد ابوبکر صدیق کے فضائل بیان کر کے بیعت میں جو اس قدر تاخیر ہوئی
اسکی یہ وجہ تھی کہ رنجیدگی تھی - اور پھر اسلئے کہ ہمکو رنج تھا کہ آپنے بیعت ہمسے کیا یہ نہ تھا ہمکو تو منصب خلافت کا طلب نہیں تھا بلکہ آپسے یہ گلہ ہے کہ
آپنے ہم سے مشورہ نہ لیا اور اس باب میں ہم سے مشورہ نہ کی حالانکہ ہمکو حضرت کی قرابت کی وجہ سے اس امر میں دخل عظیم استحقاق
مختص تھا - ایسے ہی بہت آمیز اور محبت انگیز باتیں زبان پر لاتے تھے اور حضرت کو یاد کرتے تھے - صدیق اکبر کو بڑی رقت ہوئی
آنکھوں سے پانی جاری ہوا تب حضرت علی سے معذرت کرنے لگے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ جسکے دست قدرت میں
میری جان ہے حضرت کی آل کے ساتھ نیکی کرنی اور محبت رکھنی میرے خویش و اقارب کے ساتھ نیکی کرنے سے زیادہ
دوست رکھتا ہوں - پھر باغ فدک کے باب میں جناب خاتون جنت کے ساتھ جو معاملہ ہوا تھا اور سقیفہ بنی ساعدہ
میں جو مہاجر و انصار جمع آئے تھے اور خلافت کے باب میں جو انکے درمیان نزاع آیا تھا سو انسے جلد بیعت لینے میں جو
مصلحت مندرج تھی اور آپکو جناب امیر سے مشورت لینے کی جو فرصت نہ ملی ابوبکر صدیق نے ان سب باتوں کی معذرت
کئے - جناب امیر بھی انکا عذر قبول کر کے فرمائے کہ جب نماز ظہر کے لئے میں مسجد کو آونگا نماز کے بعد آپسے بیعت کرونگا
تب صدیق اکبر رخصت لے کے اپنے گھر آئے - جب سب صحابہ ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے صدیق
اکبر نماز کے بعد منبر پر چڑھے اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کئے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے پھر جناب امیر کے شرف اور
فضیلتیں بیان کر کے بیعت میں جو انسے اس قدر تاخیر ہوئی اسباب میں انکا عذر صحیح ظاہر کئے اور منبر سے اتر گئے - پھر جناب
امیر نے منبر پر سوار ہوئے ایک خطبہ جو حمد و ثناء الہی اور تشہد و درود حضرت رسالت پناہی کے ساتھ مشتمل تھا کمال فصاحت کے
ساتھ پڑھا پھر ابوبکر صدیق کی فضیلتیں اور اپنا عذر جو بیعت میں تاخیر ہوئی جیسا صدیق اکبر بیان کئے تھے آپ بھی ویسا ہی
فرمائے - پھر صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کئے سب صحابہ نہایت خوش ہوکے جناب امیر کی تحسین کرنے لگے اور دعائیں کئے اور
بعضے کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ جناب امیر کی بیعت جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد ستر روز کے واقع ہوئی
واللہ اعلم - **اور اسی سال صدیق اکبر کے حکم سے قرآن مجید کو جمع کئے** - جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ
تعالی شانہ کریمہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ میں قرآن کی ضمانت حفظ کا جو وعدہ کیا تھا
سو خلفاء راشدین کے زمانہ میں واقع ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حضرت کے زمانے میں جو آیتیں نازل ہوتے تھیں
حضرت کے حکم سے صحابہ اسکو قید قلم کرتے تھے جب کاغذ میسر نہیں تھا - اونٹ کے پھسلی کے ہاڑ پر اور پوست کے ٹکڑوں پر اور چوڑے پتھر پر لکھہ کے رکھتے تھے
جب صدیق اکبر کی خلافت میں جنگ یمامہ ہوا اسمیں صحابہ خصوصاً قرآن مجید کے ستر قاریان شہید ہوئے سب صحابہ کرام کو اس بات کا بڑا غم ہوا عمر فاروق نے
ایک روز بعضے قاریوں سے ایک آیت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ یہہ آیت فلاں صحابی کے پاس تھی سو وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا عمر فاروق نے یہہ سنتے

جب تمام مرتدونکو قتل کر چکے اور دین اسلام کو از سر نو قایم اور تمام عرب کا جزیرہ تابع ہوا تب صدیق اکبر کا قصد اسبات
پر ہوا کہ لشکر عجم کی تسخیر پر بھیجیں اور عجم مین اسلام کے جھنڈے برپا کرین - روایت ہے کہ ہجرت کے بارہوین سال مین مثنی بن
حارثہ شیبانی جو بنی شیبان کے سردارون سے تھے صدیق اکبر کی خدمت مین آکے مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ
عجم کے بادشاہون کا کاروبار نہایت ضعف اور پریشانی کو پہنچا ہے مجھے اجازت فرماوین تو کوفے کے سرحد سے جنگ
شروع کرتا ہون جو جو شہر کہ میرے تسخیر مین آوے تمکو اسکی حکومت دیجیے ابوبکر صدیق یہہ بات قبول کر کے انکو رخصت
کئے اور فرمائے کہ تمھارے پیچھے مدد کے واسطے ایک لشکر روانہ کرونگا - پس مثنی عجم کی طرف متوجہ ہوے کوفے کے
اطراف نواحی مین جو قبائل کہ رہتے تھے بادشاہان عجم کی طرف سے بہت رنج کھینچے تھے جبکہ دشمن سے بدلہ لینا انسان
کی طبیعت مین رکھا گیا ہے مثنی نے کئی قبیلون کو اپنے ہمراہ لے کے کوفے کے اطراف و نواحی کے قریون کو غارت کرنے
اور اسلام کے جھنڈے برپا کرنے لگے جب انکی شوکت و شجاعت کی شہرت ہر طرف مشہور ہوی اور یہہ خبر ابوبکر صدیق
کے خدمت مین پہنچی ان کو ایک خلعت اور علم روانہ فرماے اور عجم کے جنگ پر تحریص کی - اور جب مثنی کے دفع کرنیکے
لئے ہر طرف سے کفار اٹھے اور یہہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی اکابر مہاجر و انصار کے مشورت سے خالد بن ولید کو مثنی کے مدد پر
روانہ کئے - ان دنون خالد نے مسیلمہ کے جنگ سے فارغ ہو کے مدینہ آئے تھے لاکن جمہور کہتے ہین کہ ابھی یمامہ کے سرحد مین
ہی تھے صدیق اکبر انکو ایک نامہ لکھے کہ اسی جگہ سے تم سیدھے عراق عرب و عجم کی طرف متوجہ ہو کے اہل فارس کے ساتھ جنگ
کیجیے ملک حیرہ و کوفہ تمکو ہی دیا گیا ہے اور اسکی فتح کے بعد آئلہ کے طرف متوجہ ہووین اللہ تعالی کی عنایت سے اسکو بھی فتح کیجیے
انتھی - اور دوسرا مکتوب مثنی بن حارثہ کے نام سے اس مضمون کا لکھا کہ خالد کو تمھارے طرف روانہ کیا ہون تم کو چاہئے
کہ انکا اکرام و احترام بجا لاوے اور اپنے تمام لشکر کو لیکے استقبال آوے اور سب کامون مین انکے تابعدار اور مددگار رہیے
پس خلیفہ رسول اللہ کا یہہ فرمان جب خالد کو پہنچا مضمون ایک لشکر کہ جس مین دس ہزار سوار کے قریب تھے اپنے ہمراہ لیکے محرم کے
مہینے مین یمامہ سے نکل کے کوفے اور عراق اور عجم کے طرف روانہ ہوا اور راستے مین دیکھے کہ شہر اور قریے بہت آباد ہین
ان دنون ابن صلوبا جو کسرے کے طرف سے وہان کا حاکم تھا بہت سے کفار کو جمع کر کے جنگ کے واسطے مستعد ہوا آخر ہمت
ہار کے صلح کرنے پر آیا خالد نے اس سے کروڑ دینار لے کے مصالحت کی اور وہان کے کئی قریہ انکے قبضہ تصرف مین آئے جب
حیرہ کے پاس آئے وہان کے لوگ بھی گھبرائے اور اپنے قلعے مین پناہ لیکے اسکے دروازے بند کر لئے اسوقت حیرہ کا حاکم کسری
کے طرف قبیصہ بن ایاس طائی تھا سو اسنے جنگ کرنے کی طاقت نہ پاکے صلح کا پیام بھیجا - خالد کہلا بھیجے کہ تمھارے مین
جو بڑا عاقل اور دانا ہو اسکو بھیجو تا اس سے کلام کرون تب انہون نے ایسے ایک بوڑھے کو روانہ کیا کہ اسکی عمر تین سو پچاس

سال کی تھی وہ بڑا عاقل اور فصیح تھا اور نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہنے کی خدمت اسی پر مقرر تھی اسکا نام عبد المسیح تھا وہ دین نصرانی رکھتا تھا جب اسنے خالد کے حضور میں آیا بہت سی باتین کرکے صلح کا ذکر درمیان لایا اور اسوقت ایک کاغذ کی پڑی لپٹی ہوی اسکے ہاتھ مین تھی خالد نے پوچھا کہ یہہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے عبد المسیح نے کہا کہ اسمین زہر ہلاہل ہے پوچھے کہ تو نے کسلئے لایا ہے اسنے کہا کہ اس ملک مین میری بڑی قدر و عزت ہے اور میری یہہ عمر طویل بڑی عزت کے ساتھ انمین گذری ہے مین نے جو انکی طرف سے صلح کا پیام لایا ہون آپ قبول کرین تو میری عزت کا سبب ہے والا میری ذلت کا موجب ہوتا ہے پس یہہ زہر اسواسطے لایا ہون کہ اگر آپ میری بات قبول کرین بہتر والا یہہ زہر نوش کر کے مر جاونگا اور اس ذلت و خواری سے اپنی قوم کو منھہ نہ بتلاؤنگا۔ تب خالد نے اس سے وہ زہر مانگ لئے اور رکھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ
بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ خَالِقِ الْخَلِیْقَۃِ مِنَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ یہہ دعا پڑھکے وہ زہر نوش کئے فی الحال انکو تھوڑی غشی آئی اور چہرہ پر عرق ظاہر ہوا پھر افاقہ پاکے بیٹھے انکو کچھہ آسیب نہ پہنچا عبد المسیح نے یہہ حالت او کرامت دیکھہ کے حیران ہوا پھر اپنے قوم کے پاس جانے کہنے لگا کہ یارو یہہ لوگ جو کچھہ مانگتے ہین انکو دیجیو کہ مین نے عجب حالت دیکھہ آیا ہون مین نے زہر ہلاہل کی ایک پوڑی اپنے ہاتھہ سے گیا تھا تھوڑا زہر بھی ایک ہاتھی کو کھلا دین تو اسیوقت مر جاویگا سو یہہ شیر مرد نے وہ سب نوش کیا اسکو کچھہ آسیب نہ پہنچا شاید یہہ قوم نوع انسان سے نہین ہین۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عبد المسیح اپنی نصرانیت ترک کرکے دین محمدی قبول کیا پس خالد نے ایک لاکھہ نوے ہزار درہم انسے لیکے صلح کی اور پیشتر ابن صلوبا سے جو کروڑ دینار لئے تھے وہ اور ایک لاکھہ نوے ہزار درہم صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کرنے اور ان سے ہر برس انکو سے ہر سال جزیہ لینا مقرر فرمائے۔ کہتے ہین کہ پہلا جزیہ جو عراق سے مدینہ کے طرف آیا یہی تھا۔ پھر خالد نے اٹھارہ ہزار سوار لیکے حیرہ سے ابلہ کے طرف متوجہ ہوے راستے مین کسری کے طرف سے جس حاکم کو پاتے اسکے ساتھہ جنگ کرتے تھے اللہ تعالی ان کو فتح دیتا تھا پس قطع منازل کرکے ابلہ کے طرف جا پہنچے اسوقت ابلہ کا حاکم کسری کیطرف سے جو ہرمز تھا بڑی شوکت و قوت رکھتا تھا بر اور بحر والون سے جنگ کرتا تھا اور وہ کافر نہایت سخت اور شریر تھا خالد نے اسکے نام سے ایک خط روانہ کیا اسنے اس خط کو بجنسہ کسری اردشیر کے پاس بھیجدیا اور بہت سا لشکر فراہم کیا اور اپنے لشکر کے لوگ نہ بھاگنا کرکے زنجیرون سے ایک دوسرے کو باندھدیا مسلمانون نے اس سے فال نیک لئے اور کہے کہ یہہ کافر ہمارے قید مین آگئے قصہ کوتاہ جب کافرون کا لشکر ایک مقام مین اترا لشکر اسلام بھی تیار ہو کے انکے مقابلے مین اترنے کے لئے آیا کافرون نے پانی جگہہ دیکھہ کے روک لیا اور اپنے لشکر کو وہین اتارا لشکر اسلام انکے مقابلے کے لئے جس جگہہ کو اپنی منزل ٹھہرا کے اترنا چاہے اس مقام مین پانی نہ ہونے سے اہل لشکر خدا

سے تشنگی کی شکایت کیئے خالد نے فرمایا کہ تم اپنے مخالفون کو مارکے پانی پر سے ہٹا دو پھر دو ساعت مین جو بڑے صحابہ تھے اللہ تعالیٰ انکو پانی عنایت کریگا پہر وہ سوار گھوڑون سے نہین اترے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مینہ برسایا کہ جس سے گڑھون مین پانی ٹھہر گیا اہل اسلام سیراب ہوے اور خوشی کئے اور شکر الٰہی بجا لائے - غرض جب پہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا ہرمز نے اپنے گھوڑے سے اترکے پاپیادہ میدان مین آیا اور جنگ کرنیکے لئے مسلمانون کو بلوایا - ادہر خالد بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ میدان مین آئے اول ہرمز نے انپر ہاتھہ چلایا خالد اسکو بچا لئے اور آپ بھی اسپر وار کرنا چاہتے تھے ایسے مین ہرمز کے لشکر سے حامیہ کی ٹکڑی اسکو بچانے کے واسطے خالد پر حملہ کئے - خالد انکے حملے پر متوجہ ہوکے ہرمز کے ہی قتل مین مشغول تھے ایسے مین لشکر اسلام سے حامیہ کی ٹکڑی نکلکے لشکر ہرمز کے حامیہ کو ہٹا دی حامیہ اس فوج کو کہتے ہین جو لشکر کے سردار کی محافظت پر رہتی ہے - غرض خالد کے ہاتہہ سے ہرمز مارا گیا پھر لشکر اسلام کے غازیان مارنے لگے فارس کا لشکر ہزیمت پاکے بہاگنے لگا وے لوگ جو ایک دوسرے کو باندہ دئے تھے بہاگ نہ سکے گویا انہین کے ہاتھ سے ان کے مشکیان بندوا کے اللہ تعالیٰ نے انکو مسلمانون کے اسیر کر دیا تہا سو غازیون نے انکا پیچھا کرکے غروب آفتاب تک قتل کرتے رہے انکا اسباب ہتھیار وغیرہ جو ہزار اونٹ کا بوجھ ہوگا مسلمانون کے غنیمت مین آیا اور انکے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ جو دریا پہر کے جانا چاہے تھے ڈوب گئے - پہر خالد نے وہانسے کوچ کرکے بصرے کے پاس جہان اب بڑا پل ہے جاکے نزول کئے اور فتح کی خوشخبری اور غنیمت کا خمس یعنے لوٹ کا پانچوان حصہ رزین بن کلیب کے ہمراہ دیکے مدینے کے طرف صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے اور ہرمز کے تاج اور ایک ہاتھی بھی مدینے کو بھیجے - ابوبکر صدیق نے حکم کئے کہ اس ہاتھی کو مدینے کے اطراف پھرا دین مدینے کی عورتین جو ہاتھی کبھی نہ دیکھی تھین اسکو دیکھہ کے تعجب کرنے لگین - صدیق اکبر نے پہر وہ ہاتھی رزین کے ساتھہ ہی خالد کے پاس بھیجدئے اور ہرمز کے بدن کا اسباب خالد کو عنایت کئے - کہتے ہین کہ اسکی تاج پر لاکھہ دینار کے جواہر لگے تھے عجم کی یہہ عادت تھی کہ جس قدر منصب بڑا ہوتا اس قدر جواہر اپنی ٹوپی پر لگاتے ہرمز کا منصب بڑا رہنے سے ویسی تاج پہنتا تھا - القصہ خالد پل کے مقام پر اقامت کئے تھے اپنے امیرون کے ساتھہ فوجین دیکے اطراف ونواحی مین روانہ کئے اور بہت سے قلعے جنگ اور صلح سے فتح ہوے اور بہت سا مال غنیمت مین آیا خالد حکم کئے کہ فقط جنگی لوگون کو قتل کرین زراعت کرنے والونکے اور انکی اولاد کے ساتھہ جو جنگ نکرین متعرض نہووین پس عجم کے بہت سے رعایا مسلمانون کے تابع ہوے -

مدار کا جنگ

اس جنگ کا یہہ سبب ہوا کہ ہرمز نے خالد کا خط جو اردشیر کے پاس روانہ کیا تھا اردشیر نے قارن بن قریانس کے ساتھہ فوج دیکے ہرمز کی مدد پر بھیجا وہ فوج آنے کے آگے ہی ہرمز مارا گیا اور اسکی فوج کو ہزیمت ہوئی تھی اور جو لوگ اس مین بچ گئے تھے سو وہ قارن کے پاس جاکے پہر خالد سے مقابلہ کرنے پر مستعد ہوے خالد نے یہہ خبر سنتے ہی اسلام کے جوان مردون کو ہمراہ لیکے

نکلے اور اس طرف سے قارن کا لشکر بھی نکلا پھر دو لشکر مداین اترے عجمیون نے اپنے غرور و تکبر سے بہت ساز و جواہر پہنے ہوے میدان مین آکے جنگ کے لئے بلائے تب لشکر اسلام سے خالد نکلے لاکن لشکر اسلام کے امیرون نے خالد پر سبقت کرکے آپ آگے ہوے کہ کہین مبادا خالد شہید ہون تو لشکر اسلام کا انتظام باقی نرہیگا غرض اس روز ایسا جنگ ہوا کہ پارسیونکی فوج بہاگنے لگی اور انکے تیس ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتہہ سے مارے گئے اور بہت سے لوگ جان بچانیکو پانی مین گرکے بیجان ہوے - خالد نے مداین اقامت کرکے غنیمت جمع کی اور مخالفون کی عورت بچیان کو رعایا سے ٹہراکے اپنے خراج گذار ٹھہرائے اور سلب یعنے ہر مقتول کے بدن کا لباس اور ہتہیار اور زر و جواہر وغیرہ اسکے قاتل کو دئے اور غنیمت کا خمس سعید بن نعمان کے ہمراہ دیکے صدیق اکبر کی خدمت مین بہیجے اور باقی اہل لشکر پر تقسیم کئے اسکے آگے جو مال کثیر مدینے کو روانہ کئے تہے اسکے بعد دو روز کے یہہ مال و متاع بھی جا پہنچا صحابہ اس بات سے نہایت خوش ہوے اور خالد کی آفرین و تحسین کرکے انکے حق مین دعا کئے - **ولیجہ کا جنگ** - اس جنگ کا یہہ سبب ہوا کہ جب ہرمز کے قتل کی خبر اردشیر کو پہنچی اپنے یہان کے بڑے پہلوان کو کہ جسکا نام اندرزغر تہا اور وہ حبشیون کے اولاد سے مداین مین پیدا ہوا تہا - ایک بڑے لشکر کے ساتھہ روانہ کیا اور اسکے پیچہے دوسرے امیر کو کہ جسکا نام بہمن جادویہ تہا بہیجا - یہہ دو لشکر نکل کے ولیجہ کے مقام پر اترے خالد یہہ خبر سنتے ہی نکل کے انکے لشکر کے مقابل جا اترے دوسرے روز جنگ شروع ہوا معرکے سے ایک غبار ایسی اٹھی کہ ایک آسمان سے تند نظر آتی تہی اور تلوارون کی چمک بجلی کے مانند نمودار تہی اور جنگ ایسا سخت ہوا کہ خون کی نہرین بہنے لگین - خالد میدان مین آکے عجمیون کو بلاتے تہے - جو سامنے میدان مین آتا اسکو قتل کرتے - پہر دوسرے کو بلاتے - جب انکے پورے ہزار آدمی مارے گئے انکے ناپاک نعشون کی ایک ڈہیگ ہوگئی تہی - خالد اس ڈہیگ کو تکیہ لگاکے ناشتہ کئے اور خالد نے اپنے لشکر کے دو گروہ کمین گاہ مین رکہے تہے وہ نہ آنیسے انکو نہایت اضطراب ہوا ایسے مین کمین گاہ سے وہ دو فوجین دو طرف سے آپہنچے عجمی لوگ بہاگنے لگے - پیٹھہ سے خالد کی فوج اور روبرو کمین گاہ کی فوج انکو گہیر لی - پہر کافرون کا قتل عام ہوا - ستر ہزار آدمی مارے گئے - اور اندرزغر اپنی جان بچاکے بہاگا - آخر تشنگی سے جنگل مین مرگیا - پہر خالد نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ پڑہا - اور غنیمت کا خمس صدیق اکبر کے حضور مین بہیجکے باقی اہل لشکر پر تقسیم کر دئے - اور اس ملک کے رعایا پر خراج مقرر فرمائے - جب اس فتح و نصرت کی بشارت اور خمس غنیمت مدینے کو پہنچا ابوبکر صدیق اور سب صحابہ بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے اور خالد پر بہت آفرین و تحسین کئے - **لیس کا جنگ** خالد بن ولید نے جب ولیجہ کا جنگ کئے اس جنگ مین بکر بن وایل کے عرب جو نصرانی تہے اور عجمیون کے ساتھہ شریک ہوے تہے بہتون کو قتل کئے سو انکے تمام قبایل جمع ہوکے خالد سے جنگ کرنے کے لئے عجم سے مدد چاہے تب اردشیر نے جابان کے ساتھہ ایک بڑا لشکر دیکے انکی کمک پر روانہ کیا سو وہ لشکر لیس کے مقام

مین آ گئے اتنا اور بکر بن وائل کے قبیلہ انسے جا ملے - خالد یہہ خبر سنتے ہی اپنی فوج ہمراہ لیکر وہان آ پہنچے - کفار
دسترخوان بچھا کے کہانا کہانے کو بیٹھے تھے - ایسے مین خالد اپنے لشکر سمیت باہر آ کے بآواز بلند پکارے کہ عرب
جو بہادر دکھاون مین مشہور ہے مقابلے مین آوے کسی کو بھی طاقت نہوئی جو مقابلہ کو آوے تب ایک شخص میدان
مین آیا خالد نے ایسے جلد ہی کہ اسکو بھی یہہ طاقت نہوئی کہ جیسے مقابلہ مین آوے ایک ہی وار مین اسکا کام تمام
کئے - یہہ حال دیکہہ کے گہبرا گئے اور دیکھا لشکر کے مقابلے پہ آ گئے - پہر دو طرف
سے جنگ شروع ہوا - خالد نے نذر کی کہ الٰہی انکے مشکیان باندہنے کی قدرت دیویگا تو خون سے ندی بہاؤنگا
اللہ تعالیٰ نے انہون کو اپنے غالب کیا - خالد نے منادی کروائی کہ ان کو قتل نکرو سب کو اسیر کر لو - غازیان اسلام نے انکو اسیر کرکے لانے
لگے - خالد نے حکم کئے کہ نہر کو کنارا باندہ کے اسکا پانی دوسرے طرف پہیر دو اور اُن اسیرون کو نہر مین لیجا کے گردن مارو - تین روز
انکو قتل کرتے تھے - ایک لاکہہ پچاس ہزار کافر مارے گئے انکا خون منجمد ہو گیا تھا جب اسپر پانی بہا - تب خون بہنے لگا اور
اسی سے پن چکی پہری - اس روز سے اس نہر کا نام نہر الدم ہوا - کہتے ہین کہ جب جنگ سے فراغت ہوی - غازیون نے ان کے
دسترخوان پر آ دیکھے تو نان کے گرد سے بہت ہی سفید دہرے ہین جنگلی عرب سمجھے کہ کپڑے کے ٹکڑے ہین - تب شہری لوگ نے
کہا عرب جس کو رقیق العیش کہا کرتے ہین سو یہی ہے - الغرض اس جنگ مین بہت سی غنیمت ہاتہ آئی انعامات دئے ایک سوار کو
ڈیڑہ ہزار درہم ملے خالد نے خمس مع خبر کے جندل عجلی کے ہمراہ صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے صدیق نہایت خوش ہوئے اور ایک
باندی جندل کو مرحمت کی - اور قریش سے کہے کہ تمہارا شیر شیرونکو شکار کیا خالد سے جوانمرد کو کون عورت جنیگی - القصہ خالد
وہان چند روز رہکے اطراف و نواحی کے لوگ کو تنبیہ کئے - **انبار کی فتح** انہین ایام مین عجم کا بادشاہ اردشیر مر گیا اس لئے
اسکی سلطنت مین خلل عظیم پڑ گیا خالد نے عجم والون کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھے - بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ نامہ خالد کے
طرف سے کسریٰ کو لکہا جاتا ہے کہ شکر و سپاس ہے اس پروردگار کو جس نے تمہاری جماعت کو متفرق و پریشان کیا - اور تمہاری
شوکت کو توڑ دیا - اب تم اسلام قبول کرو - تمہارا ملک تم پر باقی رہیگا - اسلام مین نہین آتے ہین تو جزیہ دو ورنہ تم پر ایسے
لشکر کو بھیجونگا کہ وے موت کو ایسا عزیز رکھتے ہین جیسے تم حیات کو دوست رکھتے ہو - جب یہہ پروانہ کسریٰ کو پہنچا عجم
مین بڑا ہی انقلاب پڑ گیا - پہر خالد نے وہانسے نکل کے انبار کے طرف گئے بادشاہ فارس کے طرف سے شیرزاد وہانکا حاکم تھا اور
وہ بڑا عقلمند تھا - خالد نے اسکے شہر کا محاصرہ کئے - اس قلعے کی بڑی خندق تھی اسکے گرد و نواح کے اعراب جمع ہو کے خندق کے
پاس جانے سے منع کئے - خالد نے انکو ہزیمت دیکے خندق کے پاس جا پہنچے - اور قلعے والون نے جب فصیلون پر آئے خالد نے
حکم کئے کہ انکو تیرون سے مارو جب اہل اسلام تیر چلانے لگے انمین ہزار کافر کے آنکہین ضایع ہو گئے - تب شیرزاد نے صلح کا پیغام بھیجا.

خالد نے چند شرطین کئے تو قبول نکیا۔ تب خالد نے حکم کئے کہ روی انٹون کو ذبح کر کے خندق مین ڈالین اور ردی سامان
بھی ڈال کے خندق مین بھر دین۔ جب حکم کے موافق خندق بھر دئے لشکر اسلام اسپر سے چل کے قلعے کے نزدیک پہنچا شیرزاد
یہ دیکھ کے گھبرایا۔ اور خالد کی شرطین قبول کیا اور امن چاہا۔ خالد نے اسکو امان دیکے قلعہ لے لئے چند روز وہان رہکے
لشکر کو آرام دئے۔ اور انبار مین زبرقان بن بدر کو نائب ٹھہرا کے عین التمر کا قصد کئے۔ **عین التمر کی فتح** مہران
بن بہرام جو عین التمر کا حاکم تھا عرب کی بہت جماعتین اسکے پاس جمع آئے تھے اور عین التمر کے اطراف جو عرب کے چند قبیلے رہتے تھے
انکا حاکم عقبہ بن ابی عقبہ تھا۔ جب خالد کا لشکر نزدیک پہنچا عقبہ نے مہران سے کہا کہ تم عجم ہو ہم عرب ہین عرب لوگ کے ساتھ جنگ
کرنیکا سبب ہم کو خوب معلوم ہے۔ ہم خالد کے جنگ مین سبقت کرتے ہین۔ تم ہماری کمک پر بیٹھے رہو۔ مہران قبول کیا پس عقبہ
لشکر لیکے لشکر اسلام کے مقابلے مین آکے کھڑا رہا اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرتا تھا۔ ایسے مین خالد نے اپنے لشکر سے نکلا اور
تنہا اسکے لشکر پر جا گرے اور عقبہ کو اسیر کر کے لائے۔ اسکا لشکر بھاگنے لگا بہت لوگ اسیر ہوئے مہران عقبہ کے لشکر کی ہزیمت
قلعہ چھوڑ کر بھاگا۔ وہان کی زراعت کرنے والے لوگ جو نصرانی مذہب رکھتے تھے قلعے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کے آپ قلعے پر
مسلط ہوئے خالد انکا محاصرہ کئے تب عاجز آکے صلح کا پیغام بھیجے خالد نے قبول کئے پھر عقبہ اور دوسرے جنگیون کو قتل کر کے
قلعے کے اندر گئے اور جو کچھ حاضر تھا غنیمت لئے۔ اور انکے کلیسے مین چالیس لڑکے انجیل پڑھتے تھے۔ کلیسے کا دروازہ بند
تھا۔ دروازے کو توڑکے ان لڑکون کو پکڑ لئے۔ اور اپنے لشکر کے امیرون پر تقسیم کئے۔ اور حمران جو انھین مین تھے عثمان بن
عفان کے حصے مین آئے اور سیرین جو محمد بن سیرین کے والد تھے انس بن مالک کے خمس مین آئے اور ایسے ہی چند غلام مشہور ہوکے
انکی اولاد مین بڑے بڑے علما پیدا ہوئے۔ اور اسی جنگ مین بشیر بن سعد خزرجی جو انصار مین اول وہی ایمان لائے۔ اور سقیفے مین صدیق
اکبر سے اول وہی بیعت کئے اور خالد کے ساتھ سب جنگون مین شریک تھے شہید ہوئے۔ القصہ خالد نے خمس اور سبی کو ولید بن عقبہ کو ساتھ
صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کئے۔ **دومۃ الجندل کی فتح** ۔ عیاض بن غنم نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا تھا۔
کافرون کی ایک فوج عراق کے جانب سے آکے عیاض کی راہ بند کی تھی۔ صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو خالد کے نزدیک خمس لے کے
مدینے کو آئے تھے عیاض کی مدد کے واسطے دومہ کی طرف روانہ کئے۔ پھر ولید کی مشورت سے عیاض نے خالد کی خدمت
مین بھی طلب تائید مین ایک نامہ لکھے۔ خالد نے عین التمر کے بندوبست مین تھے کہ ایسے مین انکا نامہ پہنچا۔ تب عین التمر مین عویم کو
نائب ٹھہرا کے آپ دومے کی طرف روانہ ہوئے تب وہان دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبد الملک دوسرا جودی بن ربیعہ۔ اور
چند قبیلون کے لوگ انکے پاس جمع آئے تھے۔ خالد آنے کی خبر سنکے اکیدر نے کہنے لگا کہ وہ بڑا شجیع اور جوانمرد ہے کیسی بڑی
جمعیت والا بھی ہو اسکو دیکھتے ہی رعب کھا کے ہزیمت پاتا ہے۔ پس اس سے صلح کرنا بہتر ہے نہین تو پچتاؤگے۔ لوگ اسکی بات

نہین مانے - آخر اکیدر کہا کہ خالد کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمین طاقت نہین - پس وہ دومہ کو چھوڑ کے بہاگا - خالد نے جب دومہ
کے قریب آئے یہہ خبر سنکے اکیدر کے پکڑنے کے لئے عاصم بن عمرو کو بھیجے عاصم اسکو اسیر کرکے لائے خالد اس کو قتل کئے - یہہ
دیکھا گیا ہے کہ حضرت نے اسکو اسیر کرنیکے لئے تبوک سے خالد کو بھیجے تھے اور وہ گیدڑ کے شکار کے لئے ایک شب نکلا تھا
سو خالد اسکو شکار کرکے حضرت کے حضور مین حاضر کئے اکیدر نے صلح چاہا - اور جزیہ دینا قبول کیا بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان
ہوا تہا پر حضرت کے بعد مرتد ہوگیا - غرض خالد نے اسکو قتل کرکے اسکا سب مال و اسباب لوٹ لیئے - پھر دومہ کا حاکم جودی بن
ربیعہ تمام قبیلونکو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا - خالد نے اپنے لشکر کی دو ٹکڑیان کرکے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ دوسری ٹکڑی عیاض
بن غنم کے ہمراہ دیکے ہر دو طرف سے دومہ کو گھیر لئے - خالد کے پہلے حملے مین جودی اسیر ہوا - کفار بہاگ کے قلعے مین پناہ لئے
خالد نے قلعے کا دروازہ توڑ کے اندر گئے اور سب کو قتل کئے اور انکے لڑکے بالون کو مسلمانون پر تاراج کئے - جودی کی بیٹی
نہایت جمیلہ تھی خالد اسکو آپ مول لئے - اور اقرع بن حابس کو انبار کے طرف روانہ کرکے دومہ کے بندوبست سے جب فراغت
ہوئی وہانسے نکل کے حیرہ کی طرف گئے خالد کے آنے سے وہانکے لوگ بہت خوش ہوئے - **حصید اور مضیح کا جنگ**
خالد نے دومہ کی طرف روانہ ہوئے سو خبر سنکے عجم والون نے فرصت غنیمت جانا اور چاہا کہ انبار کو زبرقان کے ہاتھ سے
جو خالد کا نائب تھا چھین لین - زبرقان یہہ بات سنتے ہی قعقاع بن عمرو کو جو حیرہ پر خالد کے طرف سے نائب تھا لکھ بھیجا
انہون نے عبد اللہ بن غدی کو لکھا کہ تم اپنا لشکر لیکے حصید کے پاس یلغار آجانا - اس عرصے مین خالد بھی حیرہ کو آپہنچے
انکا عزم مصمم تھا کہ مداین کو جو کسری کا دار السلطنت ہے مسخر کرین لیکن خلیفے کا حکم نہ آنے سے اسکا قصد بالفعل موقوف رکہکے
قعقاع بن عمرو کو امیر لشکر بناکے حصید پر روانہ کئے اور عجم کا لشکر حصید مین اترا تھا جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا اسلامیان
غالب آئے اور کافر بہاگنے لگے - اس لشکر کے دو نو سردار جو ایک زرمہر دوسرا روزبہ تھا مقتول ہوئے اور بہت سے کفار مارے گئے
اور بہت سی غنیمت اسلام کے ہاتھ آئی - اور عجم کے لشکر سے جو بہاگے تھے مضیح کو جاکے کچھ دم لئے - ایسے مین خالد نے
آپہنچے اور شبخون کرکے سب کو قتل کئے مگر تہوڑے لوگ جان بچاکے بہاگ گئے - انکے قبیلان بکرون کے مانند ذبح ہوکے پڑے
تھے پھر خالد وہان سے نکل کے ثنی اور زمیل کے طرف آئے - عجمیون نے سوتے تھے ان پر شبخون کرکے سب قتل کر ڈالے
یہانتک کہ انکی خبر لیجانے والا کوئی باقی نہ رہا - پھر خالد نے خمس اور سبی کو صدیق اکبر کے پاس بھیجے اسی سبایا مین ربیعہ بن بجیر
تغلبی کی بیٹی کو مرتضی علی خرید کئے انہین سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے - **فراض کا جنگ** - خالد نے اس
جنگ سے فراغت پاکے اپنی فوج لیکر فراض کو گئے وہ ایک حد فاصل ہے شام اور عراق اور جزیرے کے درمیان
رمضان کا مہینا تمام وہان اقامت کئے اور جہاد کے واسطے رمضان مین افطار کئے تھے - جب دیکھا کہ معظم

عزم کسی پر ہوا تھا کہ شرحبیل بن حسنہ نے انکے پاس آکے پوچھا کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا آپ رومیوں سے
جنگ کا ارادہ رکھتے ہو صدیق اکبر نے کہا کہ ہان - پھر تمکو اس طرح معلوم ہوا - شرحبیل نے کہا کہ مین نے ایک خواب
دیکھا ہون سو اسکی تعبیر یہی ہے پس اپنا خواب ظاہر کیا - صدیق اکبر نے وہ سنکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ شام وروم
کے طرف فوجین روانہ کرون تم انہین سے ہوگے - پس ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مجمع مین ایک خطبہ بلیغ پڑہا
اور لوگون کو جہاد پر تحریص دیکے فرمایا کہ لشکر تیار کرین اور چہار شخص کو امارت دی - عمرو بن العاص کے ساتھ ایک
فوج دیکے حکم کیا کہ ایلیہ کی راہ سے فلسطین کی طرف جاوے - اور ابو عبیدہ کو حمص پر اور یزید بن ابی سفیان
کو دمشق پر اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن پر مقرر کئے اور انکو پرہیزگاری بجالانے اور غنیمت مین خیانت نکرنے کی
وصیت کرکے جہاد کی تحریص دی - اور فرمایا کہ جب سب ایک جگہہ جمع ہون تو ابو عبیدہ امیر رہے - اگر فوجین متفرق
ہوجاوین تو ہر ایک اپنی اپنی فوج پر امیر ہے - پس ہر امیر اپنی فوج لے کے روانہ ہوا - کہتے ہین کہ لشکر کے سب غازی سات
ہزار تھے - عمرو بن العاص نے جب فلسطین کو پہنچا تو خبر پہنچی کہ ہرقل نے لشکر اسلام کے آنے کی خبر سنکے اپنے بھائی
تذارق کے ساتھ پچاس ہزار اور ایک روایت سے ستر ہزار کا لشکر روانہ کرکے آپ انطاکیہ کی طرف گیا لشکر اور اسباب
جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوا ہے - تب عمرو بن العاص نے صدیق اکبر کی خدمت مین یہہ سب احوال لکھہ بھیجا اور مدد طلب
کی - صدیق اکبر نے ہاشم بن ابی وقاص کے ہمراہ ایکہزار غازیون کو دیکے انکی طرف بھیجا اور ہر روز مدد کے واسطے
تازی تازی فوجین روانہ کرتے تھے اور عمرو بن العاص کے بھائی ہشام کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت دیکے ہرقل کے
پاس روانہ کیا تاکہ دین اسلام اسپر ظاہر کرے پس ہشام نے اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے سواری کی حالت سے ہی ہرقل کی ماڑی
تک جا پہنچا - ہرقل نے اپنی جماعت کو دریچے سے دیکھتے ہی ترسان ولرزان ہوا اور وہ صحابہ کی جماعت آواز بلند سے
کہنے لگی - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس یہہ کلمہ کہتے ہی اسکی ماڑی مین زلزلہ پڑگیا سب در و دیوار جنبش
مین آئین - اور انکی آواز تمام ادنی و اعلی کے کان تک پہنچ گئی - تب ہرقل نے انکو کہلا بھیجا کہ تمکو نہین پہنچتا ہے کہ ہمارے دیار
پر اسطرح دین اپنا ظاہر کرین - اگر کچھہ پیام رکھتے ہو تو پہنچاؤ - پھر اسکی مجلس مین داخل ہوئے ہرقل نے جڑاؤ کا تاج
سر پر رکھا ہوا اپنے تخت پر بیٹھا تھا - وے اصحاب نہ اسکو سلام کئے نہ سر جھکائے - ہرقل نے پوچھا کہ تم نے کس لئے
شرط تحیت بجا نہ لائی - ہشام نے کہا کہ تحیت سلام اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے - پھر ہرقل شریعت محمدی کے احکام
اور عبادات و معاملات اور آداب و اخلاق کی کیفیت پوچھنے لگا - ہشام نے مفصل بیان کیا - اس اثنا مین سوال کیا کہ
تمھارے بین بہت بزرگ کلمہ کونسا ہے - انہون نے کہا - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس یہہ کہتے ہی پھر

اسکی مُہر بہی نقش بہ تاثیر تہی [illegible] اسکو کہولا [illegible] اور بہی [illegible] حیران ہو [illegible]
پوچہا کہ یہہ کلمہ [illegible] جس [illegible] ہم نے [illegible]
انہین نہین دیکہا [illegible] نہین
پہر ہمارے وضو و نماز سے سوال کئے۔ ہم سب بیان [illegible] ہمکو رکہا اور
بڑی تکلف سے ضیافت کی۔ ایک شب ہمکو بلایا [illegible] اور جو باتین دریافت کرنی تہین پہر انہین باتون سے سوال کیا۔ ہم نے
سب کا جواب دیا تب ایک صندوق منگایا اسپر سنہری کام کیا گیا تہا اسکو کہولا تو اس مین چہوٹے چہوٹے خانے بہت تہے۔ اور
ہر خانے پر قفل لگا ہوا تہا۔ ایک خانے کا قفل کہول کے ایک قطعہ ریشم کا نکالا سرخ رنگ بڑا سر بڑی بڑی آنکہین لمبی گردن
اور گیسو چہوٹی تہوڑی تہین۔ ایسی خوب تصویر تہی کہ ہم کبہین نہ دیکہا تہا ہم سے پوچہا کیا تم نے اسکو پہچانا۔ ہم کہے نہین اس نے
کہا کہ یہہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پہر دوسرے خانے کو کہول کے ایک دیبا کا قطعہ نکالا۔ اسپر بہی ایک تصویر تہی۔ گورا رنگ
فراخ چشم گردن داڑہی بہتی پوچہا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ ہم نہین جانتے اس نے کہا کہ یہہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پہر
تیسرے خانے سے ایک حریر کا قطعہ نکالا۔ اسپر ایک تصویر نہایت خوب دلپذیر تہی چاند کی سی شکل صاف رخسار سفید
اور پیاری آنکہین تہین اور پیشانی پر ایک نور درخشان تہا۔ پوچہا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ نہین پہچانا کہا یہہ ابراہیم علیہ السلام
کی تصویر ہے۔ پہر ایک حریری قطعہ نکالا اسپر ایک تصویر بہت خوب اور ملیح تہی پوچہا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ یہہ ہمارے
پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کی تصویر ہے ہم اسکو دیکہتے ہی بے اختیار رونے لگے۔ پوچہا کہ کیا یہی سچ تمہارے پیغمبر ہین ہم نے
کہا ہان۔ اس نے کہا کہ یہہ تصویر خانہ اخیر مین تہی مین نے تم سے امتحان کرنے کے لئے آگے اسکو نکال کے پوچہا۔ آپ
ہی ایک ایک خانہ کہول کے ایک ایک پیغمبر کی تصویر بتلائی۔ پہر ایک قطعہ نکالا اسپر ایک جوان تصویر تہی آنکہین
چاند کے مانند اور ریش سیاہ تہی پوچہا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ معلوم نہین اس نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ ہم نے
پوچہا کہ یہہ تصویرین تجہے کہان سے ملین اس نے کہا کہ ایکبار آدم علیہ السلام نے خواہش کی کہ الٰہی میری اولاد مین جتنے
انبیا ہونگے انکی شکلین بتلا۔ تب اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر کے سب انبیا کی تصویرین روانہ کین سو وے
آدم علیہ السلام کے صندوق مین تہین۔ وہ صندوق سکندر کو ملا سو دانیال علیہ السلام کو پہنچا انہون نے
ریشمی تہان پر اپنے ہاتہ سے یہہ تصویرین کہینچین پہر کہنے لگا کہ تمہارے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کا مین نہایت مشتاق
ہون چاہتا ہون کہ اپنا ملک و مال ترک کر کے انکی خدمت مین جاؤن اور تابع فرمان رہون۔ پس ہمکو بہت سے
تحفے وغیرہ دیکے مدینے کی طرف روانہ کیا۔ ہم جب صدیق اکبر کی حضور مین حاضر ہوے سب احوال بیان کئے صدیق

سنکے رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالی اگر اسکا خیر چاہیگا تو وہ ایمان لاویگا پس کہا کہ چھوڑ دو انصار ہمارے حضرت کے
اوصاف سے آگاہ ہین حضرت نے تو ہمین خبر دی ہے۔ واقعہ ہونا خالد بن ولید کا عراق سے طرف شام کے
حکم صدیق اکبر رض کے۔ نقل ہے کہ قیاکہ یہ ہرقل کا آنا اور اہل اسلام سے جنگ کرنے کے لئے وہان لشکر جمع کرنا جب
صدیق اکبر کو معلوم ہوا۔ آپ نے وقت خالد بن ولید کو ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ عراق کا لشکر اسی جگہ چھوڑ دے اور یہ اپنے
جو قوم ہمراہ لے آیا تھا اسیکو ہمراہ لے کے شام کے طرف روانہ ہو کے ابو عبیدہ کے ساتھ ملحق ہو جاوے اور یہہ بھی تحریر فرمایا کہ جب تم
وہان پہنچوگے سب لشکر اسلام کی امارت تم کو ہے۔ خالد کو جب یہہ مکتوب پہنچا۔ انھون نے حکم کے موافق مثنی بن حارثہ شیبانی
کو عراق کی امارت دیکے آپ یمامہ کا لشکر ہمراہ لے کے روم کے طرف متوجہ ہوے۔ راہ مین بعضے قلعے اور شہر غارت کئے بہت
مال اور سبایا ہاتھ آئے۔ بصرے کے پاس ابو عبیدہ سے ملا وہان کے لوگون نے لشکر اسلام کی یہہ کثرت وشوکت دیکھ کے
جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کی۔ دیار شام سے پہلا شہر جو ہاتھ آیا وہی تھا۔ خالد نے پھر عمرو بن العاص کی مدد کے لئے
آگے روانہ ہوے۔ یہ اسلام کی فوجین باہم جمع ہونے کی خبر رومیون کو پہنچتے ہی ہرقل کے طرف سے ایک بڑی فوج کفار
کی مدد پر آئی لشکر کفار کا عدد ستر ہزار اور ایک روایت سے دوسو چالیس ہزار اور ایک روایت سے تین سو بیس ہزار کو پہنچا تھا
اور لشکر اسلام کے غازی چھتیس ہزار تھے۔ پھر دو فریق مین جنگ شروع ہوا۔ خالد نے حکم کیا کہ سب اہل اسلام ایکبار حملہ کرین
اور داد مردمی اور شجاعت کی دین۔ پھر سب نے سب حملہ کئے۔ اللہ تعالی کی تائید ونصرت انکی مددگار ہوئی آیۂ کریمہ کَمْ مِنْ
فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کے بموجب لشکر کفار کو شکست ہوئی سبھون نے ہزیمت پائی۔ غازیون نے
جوانمردی کی ایسی داد دی کہ رومیون سے تین ہزار مرد مقتول ہوکے زمین پڑے تھے۔ اور بھاگنے کے وقت بھی بہت سے کفار مارے
پڑے اور جو بھاگ گئے تھے سو ایلیہ اور قیصاریہ اور دمشق مین جا پہنچے اور قلعون مین پناہ لئے ان کا بہت سا اسباب ومال
گسنڈ کے ڈھال اور آہنی خود اور داؤدی بکتر اور باد پا گھوڑے اور بڑے تکلف کے سراپردے اور ہتھیار وپا اس قدر
کہ حساب وشمار سے زیادہ تھا مسلمانون کے ہاتھ آیا کہتے ہین کہ تین فرسنگ کی مسافت انہی کے مال واسباب اور جانورون
سے بھری تھی۔ خالد نے اس فتح ونصرت کی بشارت عبد الرحمن جہمی کے ہمراہ صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کی۔ ابوبکر صدیق
اور دوسرے مہاجرین وانصار نہایت خوشی کئے اور شکر الہی بجالائے۔ اور شاعرون نے اسباب مین ابیات اور قصائد
مدحیہ کہے۔ اور اہل انشا بے نظیر فتح نامے تحریر کئے اس جنگ مین کبار صحابہ سے ابان بن سعد بن العاص اور سلمی بن ہشام
مخزومی اور نعیم بن الحکام اور ہشام بن العاص سہمی وغیرہم نے شہادت پائی۔ منقول ہے کہ خالد نے اس فتح کے بعد دمشق
کی طرف روانہ ہوکے ایک دیر کے پاس پہنچا اسکو اب تک بھی دیر خالد کہا کرتے ہین۔ وہانسے دمشق باب شرقی سے ایک

پس اسکے واسطے ... خالد نے اس جگہ پر نزول کیا ... [illegible] ... انکی طرف آئے
شہر دمشق کو ... [illegible] ... کی طرف ... آکر
مرج الصفر کے مقام میں اترے ہیں ... خالد ... [illegible] ... گیا کہ کافرون
کو خبر پہنچی ... [illegible] ... قتل ہوئے۔

تفصیل

اس اجمال کی یہ ہے

کہ جب ابوبکر صدیق کا حکم نامہ خالد بن ولید کو پہنچا انہون نے شام کی طرف روانہ ہونے کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام سے
ایک نامہ ایسا لکھا کہ قَدْ وَلَّانِیْ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی جُیُوْشِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا تَبْرَحْ مِنْ مَکَانِکَ حَتّٰی اَقْدِمَ عَلَیْکَ وَالسَّلَامُ
اور یہ خط عامر بن طفیل دوسی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا۔ عامر سے روایت ہے کہ مین جب ابوعبیدہ کی خدمت مین جاکے وہ
نامہ پہنچایا انہون نے اسکو پڑھ کے ہنسا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَلِخَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پھر اپنی معزولی اور خالد کی منصوبی سے مسلمانون کو آگاہ کیا۔ اور یہ نامہ پہنچنے کے آگے ابوعبیدہ نے چہار ہزار سوار
کاتب رسول اللہ شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ دیکے بصرے کے طرف روانہ کئے تھے سو شرحبیل وہان پہنچ
کے بصریٰ کے حوالی مین اترے تھے اور وہان کا حاکم روماس تھا جو ہرقل کے اور سب رومیون کے پاس بڑا مرتبہ رکھتا تھا
اور پچھلی کتابون اور گذشتہ حالتون سے خوب واقف تھا اور اہل روم تمام بلاد شام سے اسکے پاس آتے اور حکمت کی
باتین اس سے سنتے تھے اور شہر بصرہ بہت آباد تھا اور اسمین بارہ ہزار رومی رہتے تھے۔ اور ایک موسم مقرر تھا کہ حجاز اور یمن کے
تجار بھی وہان آتے تھے اور اسکے واسطے ایک لوہے کی کرسی بچھائی جاتی اور وہ اسپر بیٹھ کے علم و حکمت بیان کرتا اور لوگ
سنتے تھے۔ ایسی ہی حالت مین شرحبیل بھی مع لشکر وہان جا پہنچے۔ جب روماس کو انکے آنے کی خبر ہوئی اپنی قوم کو تاکید کی کہ
مین جب تک مسلمانون سے نہ ملون تم سے کوئی فرد انسے کلام نکرے۔ پھر اسنے لشکر اسلام کے قریب آکے پکارا کہ ای مسلمانو
تمہارا سردار کون ہے۔ تب شرحبیل بھی اپنے لشکر سے نکلکے اسکے نزدیک آلے پوچھا تم کون ہو انہون نے جواب دیا کہ ہم اصحاب
سید الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین جو نبی امّی تھے اور جنکا ذکر توریت و انجیل مین مذکور ہے۔ روماس نے حضرت
کی خبر رحلت کی شرحبیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی روح قبض کرکے اپنے پاس بلوالی اور وہ چیز جو اپنے پاس تھی
انکے لئے اختیار کی۔ روماس نے پوچھا کہ انکے بعد کون شخص انکے قایم مقام ہوا شرحبیل نے کہا کہ اس جناب کے یار غار ابوبکر صدیق
خلیفہ ہوئے۔ روماس نے کہا کہ قسم ہے اپنے دین کی مین جانتا ہون کہ تم لوگ حق پر ہو اور بالضرور تم عراق اور شام کے مالک

ہو جاوگے اور مین مہربانی کی راہ سے کہتا ہون کہ تمہاری جماعت تھوڑی اور ہماری فوج کثیر ہے پس تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ ہم تم سے تعرض نکرینگے - اور ابوبکر ہمیشہ دوست ہین اگر وہ یہان آتے تم سے نہ لڑتے - شرجیل نے کہا کہ اگر ہم پیٹھ پیچھے ہٹین دونون جہان کی ملامت کرینگے تو ہم پیچھے ہٹینگے نہ ... مین خدا سے ہم ان شاء اللہ اپنے ہتھیار سے ساتھ جہاد کا فرمایا ہے اور جب تک تم تین باتون سے ایک کو اختیار نکروگے ہم تم سے جدا نہونگے یا اسلام قبول کرو یا جزیہ دو یا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ - روماس نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا مین تم سے نہ لڑتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ تم حق پر ہو مین چاہتا ہون کہ اپنی قوم مین جاکے انکو نصیحت کرون تا انکو کیا منظور ہے دیکھون - شرجیل نے کہا کہ اس باب مین بہت جلدی کیجیے کیونکہ ہم تم سے جو تین باتین کہتے ہین اسمین سے کسی ایک بات کا انجام دینا ہم کو نہایت ضرور ہے یعنے تم کو داخل اسلام کرنا یا تم سے جزیہ لینا یا جنگ کرنا تب روماس نے اپنی قوم مین جاکے کہنے لگا کہ اے نصرانیو تمہاری کتابون مین جو مذکور ہے کہ عرب تمہارے شہرون مین داخل ہونگے اور تمہارا مال لوٹینگے اور تمہارے بہادرون کو قتل کرینگے سو اسکا وقت بھی ہے اور تم لوگ کثرت مین روم و فارس کے لشکر سے بڑھکر نہین ہو جو خود وہ اور اسکے ساتھی ارض فلسطین مین مسلمانون کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ہاتھ سے شکست پائے اور باقی بھاگ نکلے اور مین نے سنا ہے کہ انہین سے ایک شخص جسکا نام **خالد بن ولید** ہے عراق کی طرف سے خروج کیا ہے اور اسنے ارکہ اور تدمر اور حوران فتح کر لئے ہین اور عنقریب تمہاری طرف پہنچیگا بہتر یہ ہے کہ ہم جزیہ دینا قبول کرین تاکہ ہم اپنی جان و مال سے محفوظ رہین اور یہ لوگ یہان سے چلے جائین - روماس یہ باتین کرتے ہی اسکی قوم اسکے قتل پر آمادہ ہوئی - اسنے کہنے لگا کہ اے نصرانیو مین نے محض تمہارے امتحان کے لئے یہ بات کہی تم خاطر جمع رکھو مین بھی تمہارے ساتھ ہون - **واقدی رحمۃ اللہ علیہ** نے روایت کی ہے کہ اس گفتگو کے بعد رومی کفار آمادہ جنگ و پیکار ہوئے شرجیل بھی لشکر اسلام کو لیکے برسر میدان آئے - لاکن مسلمانون کی قلت اور کافرون کی کثرت ایسی تھی کہ **ماجد بن رویم العبسی** نے خبر دی ہے کہ اہل اسلام بہ نسبت ان کافرون کے ایسا نظر آتے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو مین ایک سفید تل نظر آوے - شرجیل نے مجاہدون کو جہاد کی ترغیب دی اور بارگاہ الٰہی مین دعا کی ابھی دعا تمام ہونے نہین پائی تھی کہ ایک گرد و غبار نمود ہوئی دیکھتے کیا ہین کہ دو سوار برق رفتار بڑی تیزی سے آرہے ہین شرجیل نے مسلمانون کو بشارت دی کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بھیجی ہے - وے ہر دو سوار جب نزدیک آئے ایک نے کہا کہ مین **خالد بن ولید** ہون دوسرے نے کہا کہ مین **عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق** ہون - خالد کا قصہ یہ ہے کہ جب انہون نے ابوعبیدہ کے نام سے نامہ روانہ فرمایا آپ مع لشکر کوچ کیا اور راہ مین کئی شہر جیسے ارکہ اور تدمر اور سخنہ اور حوران اور قریتین وغیرہ انکی تسخیر مین آئے اور ان شہرون کے لوگ مصالحہ کیا بعضون نے جزیہ قبول کیا اور بعضے مسلمان ہوئے

غرض خالد اور عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق جب مظفر و منصور بصرے پر آپہنچے تب خالد [illegible] دو روز تک محاصرہ
کیا۔ جب رومیوں نے خالد کی آواز سنی انکے آوازین پست ہوگئیں [illegible] بہت گھبرائے۔ جب خالد نے [illegible] روز جنگ موقوف
کر کے سب اہل اسلام کو آرام پانے کا حکم کیا [illegible] تک [illegible]۔ خالد نے کہا کہ [illegible]
[illegible] دیکھو [illegible] آج لڑائی [illegible]
امیدوار رہو۔ پس جب مسلمان سوار ہوئے خالد نے اشج بن عمرو الہمدانی کو میمنہ پر اور ضرار بن الازور
کو میسرہ پر مقرر کیا اور ضرار کم سن اور لڑائی میں بڑے دلیر تھے اور عبدالرحمن بن حمید الجمحی کو پیدل پر مقرر فرمایا اور
حکم کیا کہ میں جب حملہ کروں تم بھی حملہ کرو۔ لشکر اسلام حملہ کرنے پر مستعد تھا کہ ایسے میں لشکر روم کی صفیں چیرتا ہوا ایک سوار
نکلا پوشاک عمدہ پہنا تھا سونا روپا اور ہیرے یاقوت بدن پر چمکتے تھے۔ ہر دو لشکر کے درمیان آکر ٹھہر رہا اور کہنے لگا کہ اے گروہ
عرب تمہارا جو سردار ہے وہ باہر آوے کہ میں حاکم بصرے کا ہوں۔ میرا نام روماس ہے۔ تب خالد بھی اپنے لشکر سے
نکل کے اسکے مقابل ہوئے اسنے کہنے لگا کہ اے سردار عرب میں بادشاہ روم کے مقربوں اور دانشمندوں سے ہوں میں نے
پچھلی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالی نے آخر زمانے میں بنی ہاشمی قریشی کو عرب سے مبعوث کریگا انکا نام محمد ہوگا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔ خالد نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ روماس نے پوچھا کہ آیا اللہ تعالی نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔ خالد نے
ہاں جسکا نام قران ہے۔ پھر پوچھا کہ آیا شراب تم پر حرام ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں جس نے شراب پیا ہم اس پر حد جاری
کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ آیا تم پر نماز فرض ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی ہے۔ پھر پوچھا کیا تم حج کرتے ہو۔
خالد نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تم پر جہاد فرض ہوا ہے۔ خالد نے کہا ہاں اگر جہاد فرض نہ ہوتا ہم تم سے جنگ کے لئے نہ آتے۔
روماس نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور میں نے اپنی قوم کو تمہارے طرف سے ڈرایا
لاکن وہ نہیں مانتی ہے۔ خالد نے کہا کہ تو مسلمان ہوجا۔ روماس نے کہا کہ مجھے [illegible] ڈر ہے کہ میں اسلام لاؤں تو میری قوم
مجھکو قتل کریگی اور میرے لوگونکو قید کردیگی۔ اسواسطے پھر بھی میں نے جاکے اپنی قوم کو ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالی انکو راہ راست
پر لاوے۔ پس جب اسنے اپنی قوم میں جاکے لشکر عرب سے ڈرایا اور ایمان کی ترغیب دی اسکی قوم اسکی دشمن ہوگئی اور کہا کہ تو جا کے
اپنے گھر میں بیٹھا رہ ہم جنگ کرتے ہیں۔ جب روماس بھی تو یہی چاہتا تھا خوشی سے اپنے گھر چلا گیا۔ اور اہل بصرے نے [illegible] ریحان
کو اپنا سردار ٹھہرایا۔ جب ریحان زرہ پہنا ہوا اپنے لشکر کو لے کے میدان پر آیا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اسکا مقابلہ کیا
تھوڑا وقت ہر دو میں معرکہ آرائی ہوئی آخر ریحان بھاگ نکلا۔ پھر لشکر اسلام جب حملہ کیا بہت سے کفار مارے پڑے باقی لشکر کو شکست
ہوئی مسلمانوں سے دو سو تیس آدمی شہید ہوئے۔ اور بصرے والوں کا مال بھی مسلمانوں کے لوٹ میں آیا خالد نے شہیدوں پر نماز

پڑے ہوئے انکو دفن کروایا۔ جب اسی رات کا چوتھا حصہ گذرا روماس نے اپنے غلامون کے ہاتھ سے شہر پناہ کی دیوار
کو سوراخ توڑ کے نکلا اور خالد کی خدمت مین آکے اپنی تمام ماجرا ظاہر کیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور کہا کہ تم اپنے معتمد
چند لوگون کو میرے ساتھ روانہ کرین تو اس سوراخ سے انکو لے جاؤن تاکہ شہر تمہارے قبضہ مین آ جاوے
یہ بات سنکے خالد نے سجدہ شکر ادا کیا پس عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق کے ہمراہ ایکسو سوار دیکے روانہ فرمایا جب داخل شہر
ہوئے عبد الرحمن نے اپنی لکڑی کے چار حصے کر کے شہر کے چارون طرف انکو بھیجا اور حکم کیا ہر طرف پچیس سوار تھے ان
کو حکم کیا کہ جب تم میری تکبیر کی آواز سنو تم بھی سب تکبیر کہیو پس روماس نے عبد الرحمن کو اس برج پر لے گیا جہان بصرے کا سردار
دریجان اپنے ساتھیون سمیت مقیم تھا اُسنے پوچھا کون ہے روماس نے کہا مین بطریق ہون اور یہہ میرے ہمراہ عبد الرحمن بن ابی بکر
وہ اسلئے یہان آئے ہین تا تیری روح کو دوزخ مین روانہ کرین۔ دریجان نے یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور حملہ کرنا چاہا لیکن
نامردی سے قدم نہ بڑھا سکا ایسے مین عبد الرحمن نے جلدی کر کے اسکے شانے پر تلوار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ وہ گر پڑا اور
داخل دوزخ ہوا۔ تب عبد الرحمن نے تکبیر کہی انکی آواز سنکر شہر کے چارون طرف سب مجاہدین تکبیرین کہنے لگین بلکہ
درختون اور پہاڑون اور پرندون سے بھی تکبیر کی آوازین آنے لگین اور کہا اے ہمارے مالک اے ہمارے معبود
کیا خوش اور پاک ہے تیرے نام اور ذکر کا سننا اور ہمارے سوا کون تیری حقیقت شکر مین قیام کر سکتا ہے اور تحقیق سنا ہم نے
کلمہ توحید اور دیکھا ہم نے تیرا لشکر اور تیری بزرگی ظاہر کرنے والونکو القصہ جب عبد الرحمن نے تکبیر کہی سب مسلمان بھی تکبیر
کہتے ہوئے کافرون کا قتل شروع کیا۔ اور خالد بھی انکی آوازین سنتے ہی اپنے لشکر کو لیکے شہر مین پہنچ گئے۔ جب تکبیر کی آواز
سنکے دیکھا کہ عرب اپنے شہر کو فتح کر لیا مردون عورتون اور لڑکون نے نہایت ہی شور و غل مچایا۔ خالد نے پوچھا کہ یہہ لوگ کیا
کہتے ہین۔ روماس نے کہا کہ امان طلب کرتے ہین۔ خالد نے حکم کیا کہ اب تلوار نہ چلاؤ انکو امان دو۔ روماس نے خالد سے گذارش کی کہ
اب مین اس شہر مین رہنا پسند نہین کرتا ہون بلکہ تمھارے ساتھ رہتا ہون میرا مال و اسباب میرے گھر سے باہر نکال دیجئے
تب خالد نے کہ ہمارے چند شخص جا کے اسکی امانت کی جب روماس کی عورت کو اسکے اسلام سے خبر پہنچی تھی اپنے شوہر کو
دیکھتے ہی نفرت و کراہت کے ساتھ اس سے دور ہوئی جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا پوچھا اسکا کیا سبب ہے اس عورت نے کہا
کہ مجھے تم اپنے سردار تک لے چلئے تا اپنا احوال بیان کرون۔ پس جب لوگون نے اسکو خالد کی خدمت مین حاضر کیا اسنے
عرض کی کہ اے سردار مین نے کل کی شب اپنے خواب مین ایک معاملہ عجیب دیکھا ہے کہ ایک جلیل الشان کہ جنکا چہرہ مبارک بدر
تابان کے مانند درخشان ہو تشریف لائے ہین اور مجھکو دیکھ کے فرماتے ہین کہ یہہ شہر بصرہ اور تمام ملک شام و عراق اسی گروہ عرب
کے ہاتھ سے فتح ہوگا مین نے عرض کی کہ آپ کون ہو فرمایا کہ مین محمد رسول اللہ ہون پھر مجھکو اسلام کی طرف دعوت فرمایا

یہی تجکو مدد دیگی۔ افسوس ہے ہرقل کی سمجھ پر کہ باوجود عقل بادشاہی کے اتنا نہین سمجھا کہ صلیب جو ایک جماد بے حس وحرکت
ہے وہ کسی کی کیا مدد کریگی وہ تو مسلمانون کے ہاتھ سے ٹوٹ پڑنی اور پارہ پارہ ہونے والی ہے۔ پس کلوص نے اسی ذرا انطاکیہ
سے کوچ کیا اور جب حمص پر آپہنچا وہان کے قسیسون اور راہبون نے خوشبودار چیزین جلائی ہوئین اور انجیل ہاتھون مین
لئے ہوئین اسکے استقبال آئے اور معموریہ کا پانی اس پر چھڑکا اور اسکی فتح کے لئے دعا کی۔ پھر جب حمص سے آگے بڑھا
ہر شہر کے انصار اسکے ساتھ ایسا ہی پیش آئے۔ پھر جب دمشق پر آپہنچا اسوقت دمشق کا سردار ہرقل کے طرف سے عزرائیل
نامی مقرر تھا کلوص اور عزرائیل کے درمیان مخالفت آگئی آخر یہہ تجویز ٹھہری کہ ایکروز کلوص جنگ کرے اور ایکروز عزرائیل۔ رافعہ بن مسلم نے
روایت کی ہے کہ خالد مع لشکر جرار غوطہ کے مقام پر اترے تھے دفعتاً انہون نے دیکھا کہ فوج دمشق اپنے طرف رخ کیا ہے
مجاہدونکو حکم کیا جلد تیار ہوجاؤ تب سب کے سب سوار ہو نکلے۔ کلوص کو عربی زبان نہین معلوم ہوتی تھی اسلئے اسنے جرجیس
نصرانی کو جو ان مین بڑا فصیح اور دانشمند تھا ہمراہ لے کے آیا اور خالد سے گفتگو آغاز کی اور اپنے لشکر کی کثرت اور کلوص کی شجاعت سے
ڈرایا اور مثالین بیان کر کے پوچھا کہ تم ادہر کس لئے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ خالد نے اسکی باتین سنکے کہنے لگا ای دشمن خدا تو تمہارے
واسطے مثالین بیان کرتا ہے اور اپنے لوگونکی کثرت سے ڈراتا ہے واللہ ہم نے تمہاری کثرت کو ویسی سمجھتے ہین کہ جیسے ایک شکاری
نے بہت سے پرندون پر اپنا جال پھینکا اور کچھ پرندے اسکے قید مین آگئے اور وہ شکاری دائین بائین جس پرندے کو چاہے
پکڑ لیتا ہے اور انکی کثرت سے نہین ڈرتا ہے۔ اور ہم ادہر آنیکا یہہ سبب ہے کہ یہہ ملک ہماری مین ہے اسکو اللہ تعالی نے ہمارے واسطے
پسند کیا ہے اور یہہ ملک ہمارے ہاتھ آنیکا وعدہ ہمارے پیغمبر برحق مخبر صادق محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک
سے ہم کو دیا ہے۔ اور تو نے ہمارا قصد جو دریافت کیا ہم چاہتے ہین کہ تم تین باتون سے ایک قبول کرین اسلام سے مشرف ہووین
یا جزیہ دیا کرین یا جنگ پر آمادہ ہوجاوین حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ جرجیس نے خالد کا یہہ کلام سنکے
پیچھے ہٹنے لگا اور اسکا رنگ بدل گیا اور خالد کی مہابت کلوص پر ایسی غالب ہوی کہ وہ اپنی زین پر اسطرح کانپنے لگا جیسے تند
ہوا سے شاخ ہلتی ہے۔ اور جرجیس سے کہا کہ اس سردار عرب سے رخصت مانگئے کہ لڑائی کل صبح پر موقوف رکھین خالد نے کہا کہ تو مجھ سے
فریب کرتا ہے حالانکہ مین تیرے فریب سے خوب آگاہ ہون یہہ بول کے اسپر نیزہ اٹھا مارے خوف کے جرجیس کی زبان بند ہوگئی اور وہ
بھاگنے لگا پھر خالد نے کلوص پر حملہ کرکے اسکو لشکر روم کے قریب پہنچایا پھر اسکو بھاگنے نہ دیا تب کلوص بھی حملہ کیا پھر دونون نیزہ
بازی ہوی آخر کلوص نے کنارہ کشی چاہی پر خالد نے چھوڑا نہین اور نیزے سے ایک ضرب کرکے اسکو گھوڑے کی زین سے جدا کیا تب مسلمانون
نے تکبیر کہتے ہوئے اسکے پاس دوڑے خالد نے کلوص کو پکڑ کے مسلمانون کے حوالے کیا اور کہا کہ اسکو مشکیان باندھکر قید مین رکھو
جب کلوص قید ہوا خالد سے کہا کہ اے سردار تم ضرور حاکم دمشق عزرائیل کو مار ڈالو تب ملک دمشق تمہارے ہاتھ آجائیگا۔ خالد نے

کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین تو کسی مشرک اور اسکو جو اللہ تعالیٰ کے واسطے بیٹا قرار دیتا ہی نچھوڑونگا پھر خالد نے اشعار رجز پڑہتا
ہوا حملہ کیا۔ واقدی رح نے روایت کی ہی کہ جب جرجیس نے اپنی قوم مین جا کے سب ماجرا ظاہر کیا اسکی قوم نے عزرائیل
کو ترغیب دیکے لڑائی پر بہیجا اسنے خالد کے مقابل ہوا خالد اس پر حملہ کرنا چاہا تو اسنے یہہ کہنے لگا کہ اے سردار عرب تھوڑا
توقف کیجیو تا تم سے کچہہ باتین کرلون۔ تب خالد نے ہاتھہ رکہہ کے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین اپنے لشکر کا شہسوار ہون
اور مین مٹانے والا لشکر ترک اور جرامقہ کا ہون خالد نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اسنے کہا کہ مین ملک الموت کا ہمنام ہون میرا نام
عزرائیل ہی خالد نے یہہ سنکے ہنسنے لگا اور کہا کہ ای دشمن خدا تو جسکا ہمنام ہے وہ تیرا مشتاق ہے تا تجھے داخل جہنم کرے
اس نے پوچھا کہ تم نے جو کلوص کو قید کر لیا کیا سبب سکو اب تک قتل نکیا۔ خالد نے کہا کہ اسکو باقی رکھنے کا یہہ سبب ہے کہ تا
تم دونوکو ایکہی وقت قتل کر دون۔ عزرائیل نے کہا کہ ایک ہزار مثقال سونا اور دس کپڑے ریشمی اور پانچ گھوڑے مجھہ سے
لو اور کلوص کو قتل کر دو اور اسکا سر مجھہ کو دو خالد نے اسکا ٹھٹول کر کے کہا کہ یہہ مال تو کلوص کے خون کا عوض ہی تو اپنے مارے
جانیکا کیا عوض دیگا۔ عزرائیل نے خشمناک ہو کے کہنے لگا کہ ہم جس قدر تمہاری تعظیم کرتے ہین تم اتنا ہی ہماری اہانت و اہانت
سے پیش آتے ہین پس تم آپ کو بچائیو مین تمہارا قاتل ہون۔ خالد نے یہہ بات سُن کے شعلۂ آتش کے مانند اسپر حملہ کیا دیر تک
دونون مین لڑائی ہوئی عزرائیل کی بہادری جو ملک شام مین مشہور اور زبانون پر مذکور تھی خالد کے روبرو کچہہ چل نسکی۔ سوا اسکے
بہاگنے لگا خالد نے اسکا پیچھا کیا لاکن جب اسکا گھوڑا تیز تھا خالد اس تک پہنچ نسکے عزرائیل نے یہہ حال دیکہکے سمجھا کہ وہ
ڈر گئے ہین۔ پس بہتر ہے کہ مین ٹھہر جاؤن جب وہ مجھہ سے آملین انکو قید کر لون شاید کہ مسیح مجہکو غالب کرین اس مشرک
نے یہہ نہ سوچا کہ اب کوئی دم مین اللہ نے اسکو خالد کا شکار کر دیا ہی اور بلا اذن الٰہی کوئی کسی کی تائید نہین کر سکتا ہے
اور یہہ ہی نہین سوچا کہ مسیح تو نصارا آپ کو شریک خدا ٹھہرانے اور پیغمبر آخر الزمان کا انکار کرنے سے ان سب پر غصہ ہین
غرض ایسا سمجہہ کے ٹھہر گیا جب خالد اسکے نزدیک پہنچے انکا گہوڑا تھک گیا اور پسینے مین ڈوبا تھا تب اسکو کہا ای دشمن
خدا کیا میرا گہوڑا تھک جانے سے تو میرے طرف طمع کرتا ہے مین کسی حال سے تجہکو نچھوڑونگا بیدل ہو کے تجھے مار ڈالونگا
پس گھوڑے سے اترکے اسپر حملہ کیا اور تلوار کے ایکہی ضرب مین اسکے گھوڑے کی کوچین کاٹ دین عزرائیل نے گھوڑے سے گرکے اپنے
لشکر کے طرف بہاگنے لگا۔ خالد نے اسکا پیچھا کیا اور کہا اے دشمن خدا تو جس کا ہمنام ہے وہ تجھہ پر غصہ ہے اور تیری جان نکالنی
چہتا ہی پس اسکو پکڑ کے اپنے ہاتھون اٹھا لیا اور چاہا کہ مار ڈالین رومیون نے اسکا یہہ حال دیکہہ کے حملے کا قصد کیا ایسے وقت
مین ابوعبیدہ کا لشکر بھی آپہنچا خالد نے بصرے کے مقام سے جو انکو نامہ لکھہ کے قاصد کے ہاتھہ سے بہیجا تھا قاصد نے انکو رستے
مین آتے ہوے پایا اور ان کے ساتھہ لوٹ گیا۔ القصہ ابوعبیدہ کا لشکر جب ایسے وقت مین آپہنچا کہ خالد کا لشکر برسر میدان

کافرون سے مقابلہ کیا ہے اور خالد انکے سردار کو پکڑ کے اپنے ہاتون پر اٹھا لیا ہی کافرون کے دلون مین مسلمانونکا بڑا
ہی رعب سما گیا سو حملہ کرنے نہ پایا اور خالد نے عزرائیل کو بھی اسیر کر لیا اپنے لشکر مین لا کے نگہبانون کے حوالے کیا **واقدی**
رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ جب ابو عبیدہ خالد کے نزدیک آ پہنچے چاہا کہ سواری سے اترین خالد بن ولید نے انکو قسم دے کے
اترنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بہت دوست رکھتے تھے اور انکی شان مین اَمِینُ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ فرمایا ہے۔ غرض جب ایکدوسرے کو سلام کیا ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا اے فرزند خط سے ابوبکر صدیق کے
تم امیر ہوکے ادہر آنے کی خبر مجھے پہنچی تھی تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوی کیونکہ تم نے اہل فارس اور عرب کے
ساتھ جنگ کیا ہے مین نے خوب جانتا ہون۔ خالد بن ولید نے کہا قسم ہے خداے تعالی کی مین تمہارے بلا مشورت کوئی کام نکرونگا
اور تمہارا اخلاف روانہ رکہونگا واللہ اگر خلیفے کا حکم ہوتا مین امارت کا منصب قبول نکیا ہوتا کیونکہ آپ میرے سابق الاسلام
اور خاصگان درگاہ سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام سے ہو پھر ایکدوسرے سے مصافحہ کیا کلوص اور عزرائیل یے ہردو
سردار اسیر ہوے سو باتین کرتے ہوے مقام دیر کے طرف روانہ ہوے اور اپنے لشکرگاہ مین اترے پھر جب دوسرا دن
آیا لشکر اسلام آراستہ ہوکے اہل دمشق سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ جب انکے ہردو سردار قیدی ہوگئے دمشق والون نے
توما کو جو ہرقل کا داماد تھا اپنا سردار ٹھہرایا اور اپنا لشکر لیکے سر کے بین آئے۔ پس مسلمانون نے تکبیر کہتے ہوے ان پر حملہ
کیا انکی تکبیرون سے اس مقام کا گرد و نواح کانپ اٹھا عامر بن طفیل نے روایت کی ہے کہ اس حملے مین ہم سے ایک ایک
غازی نے دس دس رومی کو قتل کیا اور رومی لوگ ایکساعت سے زیادہ ٹھہر نہ سکے اور بہاگ نکلے اور ہم نے مقام دیر سے
دمشق کے دروازے شرقی تک انکو مارتے ہوے پیچھا کیا اور دمشق والون نے اپنے لشکر کی ہزیمت دیکہہ کے شہر کے
دروازونکو بند کر لیا تب اہنین کے لوگ جو باقی رہے سٹپٹا گئے اہل اسلام انسے بعضونکو قتل کیا اور بعضونکو پکڑ لیا۔ پس خالد
نے نصف لشکر لیکے دروازہ شرقی پر اترے اور ابو عبیدہ نے نصف لشکر لیکے دروازہ جابیہ پر نزول کیا۔ اور اہل
دمشق یہہ معاملہ دیکہکے بہت گہبراے۔ کلوص اور عزرائیل یے ہردو سردار رومی جو قید مین تھے خالد نے حکم کیا کہ انکو
حاضر کرین جب نگہبانون نے ان ہردو کو حاضر کیا خالد نے انکو اسلام کے طرف دعوت کی دے ہردو ملعونون نے انکار کیا تب
خالد نے انکے قتل کا حکم فرمایا۔ پس ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیر الطائی نے کلوص کو قتل کر دیا۔ جب
دمشق والون نے یہہ حال دیکہا ہرقل کو یہہ سب ماجرا یعنے اپنے ہردو سردار کا مارا جانا اور اہل اسلام دمشق پر محاصرہ کرنا
اور اکثر شہرون پر فتح پانی مفصل لکہہ کے کمک کی درخواست کی اور خط ایک قاصد کے ہاتہہ مین دیکے اسکی کمر کو رسی باندہکر رات کے
وقت شہرپناہ کی دیوار سے اتار دیا اس قاصد نے انطاکیہ تک جاکے جب وہ خط پہنچایا ہرقل نے وہ خط دیکہتے ہی بہت رونے لگا

اور اپنے سب ارکان دولت کو جمع کرکے مشورت کی کہ اب مسلمانون کے جنگ پر کس کو روانہ کرین۔ سبھون نے متفق ہوکے
کہا کہ حمص کا حاکم وردان بڑا لڑویا ہے اور جنگی معاملات مین وہ ہم سب سے زیادہ ماہر ہے اور فارس کا لشکر جب
ہمارا قصد کیا تہا اس وقت اس سے کیسی بہادری ظاہر ہوئی تجھے معلوم ہے۔ پس ہرقل نے وردان کو بلواکے اسکی
بڑی تعریف و توصیف کی اور کہا کہ تو میری بجائے تلوار کے ہے مین نے بارہ ہزار آدمیون پر تجکو سردار بنایا ہے تو آج ہی
کوچ کر جب مقام بعلبک پر پہنچے روم کا ایک لشکر جو مقام اجنادین پر ہے اس لشکر کے لوگون کو حکم کر کہ ارض بلقا اور جبال
سواد مین متفرق ہوکے ٹھہرے رہین تا کسی مخالف کو ادہر آنے نہ دین۔ جب وردان نے یہہ باتین سنی نہایت خوشی سے پھول
گیا۔ اور اپنی نشہ غفلت وغرور شیطنت سے کہنے لگا کہ مین اول خالد بن ولید کا سر کاٹونگا پھر حجاز مین جاکے کعبے اور
مدینے کو کھود ڈالونگا۔ ہرقل نے کہا قسم ہے انجیل کی کہ اگر تو اپنا قول پورا کریگا تو مسلمانون نے جن شہرون اور قلعون کو
فتح کیا ہے مین تجہی کو دے دونگا۔ اور میرے بعد تو ہی بادشاہ ہونے کی سند بھی لکھ دونگا۔ پھر ہرقل نے اسکو خلعت اور
ایک سونے کی صلیب دی جسکے چارون کنارون مین یاقوت بیش قیمت لگے تھے اور کہا کہ جس وقت دشمن سے مقابلہ کرے
اس صلیب کو آگے رکھا چاہئے کہ یہہ مدد دیگی۔ واقدی رح نے روایت کی ہے جب وردان نے صلیب کو لے کے
کنیسہ مین آکے معمودیہ کے پانی مین ڈالا اور قسیسون نے اسکے واسطے فتح کی نماز پڑہی اور کنائس کے خوشبو بخار بخور
اسکو دیا۔ اسیوقت وردان نے شہر سے نکل کے باب فارس پر خیمہ کھڑا کیا اور رومی لوگ اسکے ہمراہ جانیکے لئے آمادہ
ہوگئے ہرقل نے کوچ کے وقت اپنے ارکان دولت کو لیا ہوا اسکو رخصت کرنیکے لئے آیا اور لوہے کے پل تک اسکی ہمراہی
کرکے رخصت کی۔ وردان اپنا لشکر ہمراہ لیکے رستہ طے کرنے لگا اور مقام اجنادین پر آکے ٹھہرا۔ اور خالد نے دمشق پر جو
محاصرہ کیا تھا ہمیشہ جنگ ہو رہا تھا کفار قلعے پر چڑہکے تیر اور پتھر پھینکتے تھے اہل اسلام بھی تیر اور پتھر سے جنگ کرتے تھے آخر دمشق والون نے نہایت تنگ آکے
صلح کا پیغام کیا کہ ہم ایکہزار اوقیہ روپے کے اور پانسو اوقیہ سونے کے اور ایکسو ریشمی کپڑے دیتے ہین تم یہان سے
کوچ کیجئے۔ خالد نے نہین مانا اور کہا جب تک تین باتون سے ایک قبول نکرین ہم یہان سے کوچ نکرینگے یا تم مسلمان
ہوجاوین یا جزیہ دیا کرین یا جنگ کرین۔ اہل دمشق پر یہہ بات نہایت گران آئی۔ تیر اور پتھر کا جنگ تو ہمیشہ جاری تھا
ناگاہ خالد نے ایکروز دیکھا کہ اہل دمشق قلعے پر تالیان بجاتین ناچتے کودتے ہین اور پہاڑ کے طرف اشارہ کرتے ہین
ایسے مین ایک بڑی گرد وغبار بھی نظر آئی سمجھا شاید کہ اہل دمشق کی مدد پر کوئی لشکر آیا ہے لشکر اسلام کو حکم کیا کہ باہتیار
جنگ پر آمادہ ہو جائیو اس اثنا مین چند غلہ فروشون نے آکے خبر دی کہ پہاڑ کے دامن مین رومیون کا ایک لشکر جرار آکے
اترا ہے۔ خالد نے یہہ سنتے ہی اللہ تعالی کے طرف رجوع لاکے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

پھر اپنے لشکر کو دروازہ شرقی پر چھوڑ کر آپ تھوڑا دور جا کر [illegible] چاہتے پر گئے اور ابو عبیدہ کو یہہ خبر دیکے کہنے لگا
کہ میری راے مین یہہ بات آتی ہے کہ ہم سب ملکے اس لشکر سے لڑنے کے لئے جاوین۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ یہہ بات مین مناسب
نہین جانتا ہون کیونکہ ہم سب یہان سے چلے جاوین تو اہل دمشق قابو پاکے پھر قبضہ کر لینگے بلکہ میری یہہ راے ہے
کہ تم اپنے لشکر سے ایک جوان کو جنگ آزمودہ کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے روانہ کیجئے اگر مقابلے کا قوت پاوے تو لڑنے
جنگ کرے [illegible] خالد نے اس تدبیر کو قبول کیا ضرار بن ازور جو بڑے شجیع اور دلاور
تھے اور [illegible] سے انکو بلا کے فرمایا کہ مین تم کو پانسو سوار پر سرداری دیکر
تم لشکر روم کے مقابلہ پر جاؤ۔ ضرار [illegible] شہادت اور کافرونکے [illegible] مشتاق تھے یہہ بات سنکے بہت خوش ہوے
اور اپنی فوج لیکر [illegible] کوچ کیا۔ اور بیت لہیا آکے نزول کیا۔ بیت لہیا کا جنگ یہہ وہ مقام ہے کہ
جہان آذر [illegible] غرض [illegible] ضرار کا یہہ حال تھا کہ ننگے بدن عربی گھوڑے
پر سوار اور ہاتھ مین ایک نیزہ لیا تھا جب لشکر کفار کے قریب پہنچے ہو تکبیر کہنے لگے سب غازی لوگ بھی تکبیرین سے آواز
ایسی بلند کی کہ کافرون کے دلون مین رعب پڑ گیا اور لشکر روم کا سردار وردان [illegible] تھا اور وہ صلیب اور لشکر
کے نشان آگے [illegible] ضرار نے یہہ دیکھ کے سمجھا کہ [illegible] ہوگا پس تلوار کھینچ کے
ان پر حملہ کیا اور قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ لشکر کفار مین ایک سوار کے ہاتھ مین نشان بردار تھا نیزہ چلایا وہ سوار گھوڑے سے
گرا اور نشان اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ [illegible] میمنہ والون کے ایک شخص کو مار ڈالا۔ پھر وردان کو دیکھا کہ صلیب اسکے سر پر
اور اسکے جواہر چمک رہے ہین۔ [illegible] گھوڑے کا سوار جو اس صلیب کو اٹھایا ہوا تھا ضرار نے ایسی قوت سے اسپر نیزہ
چلایا کہ اسکے سینے سے [illegible] ہو گیا اور [illegible] زمین ہوا اور صلیب اسکے ہاتھ سے گر پڑی وردان یہہ حالت دیکھکے
اپنی ہلاکت اسکو یقین ہو گئی چاہا کہ گھوڑے سے اتر کے صلیب اٹھالے لاکن غازیان اسلام کی ایک جماعت صلیب کو گھیر
لیا تھا اسلئے اسکو طاقت نہو سکی پھر ضرار نے لشکر اسلام کو جہاد کی ترغیب دی اور یہہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ یعنے اللہ تعالی دوست رکھتا ہے ان لوگون کو جو لڑتے
ہین اس کی راہ مین صف باندہکر گویا وہ بنیاد مضبوط ہین۔ مسلمانون نے یہہ بات سنتے ہی اپنے گھوڑون کو جنبش مین لایا
اور جنگ کرنے لگا اور ضرار نے وردان کی طرف متوجہ ہوا اسنے گھبرا کے بھاگنے لگا ضرار نے اسکا پیچھا کرکے قلب لشکر مین گھس
گیا کفار اسکو تنہا دیکھکے اسیر کرتے تھے لاکن اسنے بکمال بہادری سے داہنے بائین ان کو دفع کرتا اور چپ و راست آنے
اسکو نیزے سے مار ڈالتا تھا ایسا ہی رومیون کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ اور ہر دو طرف آتش جنگ کی تیز ہوئی اور

جنگ بیت لہیا

ضرار بن ازور کا گرفتار ہونا

ضرار نے وردان کا پیچھا کر کے جو کفار کے قلب لشکر میں گھس گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہوا تھا ایسے میں حمران بن
وردان نے آ کے ضرار پر نیزہ چلایا سو اسکے بازو میں لگا اور وہ ضرب انکو سست کر دیا۔ پا ابن ضرار نے غیرت میں
حمران پر نیزے کا ایک ضرب کیا کہ اسکے سینے سے پار ہو گیا اور وہ کافر مر گیا ضرار نے پھر اپنا نیزہ کھینچا تو بلا سنان آ
آیا۔ کافروں نے اسبات کو بہت غنیمت جانا اور انکو بے ہتیار دیکھ کے اسیر کر لیا جب مسلمانوں نے ضرار کو کفار کے ہاتھ
دیکھا یہہ معاملہ ان پر بہت شاق گذرا اور جنگ میں بہت سختی کرنی شروع کی اور بہت چاہا کہ ضرار کو کفار کے ہاتھ سے چھڑا
لاکن یہہ بات بن نہ آئی اور لشکر اسلام میں ایک سستی پڑ گئی تب رافع بن عمیرۃ الطائی نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیکر
ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر کفار کے بڑے بڑے بہادر نامدار مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے پڑے جب خالد کو یہہ خبر
پہنچی کہ ضرار بدست کفار اسیر ہوئے اور بہت سے مسلمانوں نے شہادت پائی بہت گھبرائے اور بہت گذرا اور پوچھا کہ رومیوں کا لشکر
کس قدر ہے لوگوں نے کہا بارہ ہزار میں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ انکی جماعت بڑی ہوگی یہہ کہا اپنی قوم کو سینے پر ہاتھ رکھ کے
بس ایک شخص کو ابو عبیدہ کے پاس بھیجا اس باب میں مشورت طلب کی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اپنے معتمد لوگوں کو
دروازہ شرقی پر چھوڑ کے تم بھی لشکر روم کی طرف روانہ ہو دین تو مناسب ہے تب خالد نے میسرہ بن المسروق
العبسی کو ایکہزار سوار پر سردار بنا کے اپنی جگہہ مقرر کیا اور آپ لشکر کو ہمراہ لیکے اشعار رجز پڑھتے ہوئے
اپنے لشکر کے آگے چلنے لگے ناگاہ راہ میں ایک سوار کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے ناگاہ گردن پر سوار اور اسکے
ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ آبدار ہے۔ اور اس سوار کے ... سے ... ظاہر ہوتا تھا۔ اور فن سواری کی
اور کمال ہوشیاری و عقلمندی اسکی شکل اور وضع سے نمودار۔ اور اسکی شجاعت لشکر کے آگے سے ظاہر اور آشکار
اور اسکے گھوڑے کی باگیں ڈھیلی کی ہوئی تھیں اور اسکے سر پر دراز زین ... گویا عیسائی ہو گئیں ہیں
اور لباس سیاہ اسکے بالائے بکتر تھا اور ایک چادر اسکی کمر سے ... ہوئی اور سینے کی طرف سے پشت تک
کھچی ہوئی تھی اور اسکا گھوڑا شعلہ آتش کے مانند سب کے آگے بڑھتا تھا خالد نے ... کہنے لگا کہ کاش مجھے معلوم
ہوتا کہ یہہ کون سوار ہے واللہ یہہ سوار بڑے بہادر دل سے ہے حقیقت اس سوار کی خالد پر نہیں کھلی وہ سوار بی بی
خولہ ضرار بن الازور کی بہن تھیں۔ **بی بی خولہ کی شجاعت اور بہادری کا بیان** واقدی
نے روایت کی ہے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی اور انکے ہمراہی لوگ بڑے استقلال سے رومیوں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے ایسے
میں خالد بھی مع لشکر اسلام کمک پر جا پہنچے رافع بن عمیرۃ الطائی اور سب مجاہدین کی نظر جو اس لشکر پر پڑی تو
سب کے سب بہت خوش ہوئے اور سب سے اول بی بی خولہ نے گھوڑا ... کے روم کے لشکر پر ایسا حملہ کیا جیسے باز چڑیا پر

حملہ کرتا ہے اور اس حملے سے روم کے لشکر میں تزلزل پڑ گیا اور انکی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور اس بی بی نے انکے لشکر
کو ایسا ہلا دیا کہ ایک ساعت وسط لشکر میں غائب ہو گئیں پھر جب باہر نکلی تو انکا نیزہ خون سے بھرا ہوا تھا بہت سے
[illegible] دشمن کو مار ڈالا اور بہتیرے بہادروں کو زخمی کیا - اور اس کی غرض سے [illegible] باہر ہوتی تھی [illegible]
بار بھی ایسا ہی ایک سخت حملہ کیا اور دشمن کے لشکر کو پھاڑ ڈالا تھوڑا وقت پوشیدہ رہیں پھر جب باہر آئیں تو انکا
[illegible] افسوس ظاہر تھا اس بی بی کے حالات دلیرانہ و [illegible] شیرانہ کو دیکھ کر رافع بن عمیرۃ الطائی تو یہ سمجھا
کہ یہ سوار خالد بن ولید ہیں اور لوگوں نے آپس میں کہنے لگا ایسے حملے خالد بن ولید کے سوا اور کسی سے نہ آئینگے
اسی گفتگو میں تھے کہ ایسے میں خالد بن ولید بھی مع لشکر آ پہنچے ہر دو لشکر اسلام ایک دوسرے کو سلام کیا رافع نے باآواز
بلند خالد سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے جو اپنی جان کو راہ خدا میں فدا کر رہا ہے اور دشمنان خدا کے ساتھ دلیری کی داد دے رہا ہے
خالد نے کہا کہ واللہ میں بھی نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے اور اسکے اوصاف وحالات مجھے حیرت وتعجب میں ڈالتے ہیں پھر خالد
نے حکم کیا کہ سب غازیان اسلام بالاتفاق ایکبار حملہ کریں یہ حکم سنتے ہی سب اہل لشکر اپنے نیزے سیدھے کر لئے اور حملہ
کرنے پر مستعد ہو گئے ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی بی بی تھے دشمنوں کے قلب فوج سے مانند شعلہ آگ کے نکلی اور وہ خون
سے بھری ہوئی تھی اور اسکے گھوڑے سے پسینہ ٹپک رہا تھا - اور رومی ان کے [illegible] مارے خوف کے لوٹے جاتا پھر
ایسے میں رومیوں کی ایک ٹکڑی اسکے مقابل ہوئی اور خولہ تن تنہا اس ٹکڑی سے جنگ کر رہی تھیں یہ حالت دیکھ کے
خالد نے مع چند مسلمان انکی کمک کر کے رومیوں کو ہٹا دیا اور خولہ کو بچا لیا - پس مسلمانوں نے بنظر غور اسکو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ ایک نیزہ گل ارغوان کا ہے اور خون آلودہ ہے یہ حال دیکھ کے خالد نے کہا جزاک اللہ خیرا تو کون شخص ہے
کہ راہ خدا میں دشمنان خدا کے ساتھ اس قدر اپنی جان کو صرف کیا خولہ نے اسکا جواب نہ دیا - تب مجاہدوں نے کہا کہ اے
نیک مرد تیرے سردار نے تجھے خطاب کرتا ہے افسوس ہے کہ تو جواب نہیں دیتا ہے اب انکو جواب دیجیے اور اپنے نام
ونشان سے ان کو آگاہ کیجیے - خولہ نے یہ سنکر انکے طرف بھی التفات نکی تب خالد نے آپ ہی اسکے نزدیک جا کے کہنے لگا کہ
میرا دل اور سب مسلمانوں کی خاطر تیرے کشف حال میں متعلق اور مضطر اور تیرے کلام کے منتظر ہیں افسوس ہے کہ تو بات نہ کرے
اور ہم کو فکر [illegible] میں ڈالے جب خالد نے اسقدر اصرار کیا خولہ نے اپنے دہانے کے نیچے سے زنانی آواز سے کلام سنو
[illegible] کہا کہ اے سردار میں نے اب تک جو تجھکو جواب نہ دیا یہ کچھ [illegible] بد زبانی کا سبب نہیں ہے بلکہ یہ شرم وحیا
[illegible] میں عورت ہوں وہ نشیں [illegible] سے ہوں پوچھا تو کون ہے کہنے لگی کہ میرا نام خولہ ہے میں آزور کی بیٹی ہوں ضرار جو قید ہوا ہے
وہ میرے بھائی ہیں - میں نے عرب کی عورات مذحج کے قبیلے والوں میں بیٹھی ہوئی تھی دفعتہ میں نے سنا کہ کافروں

وآلہ وسلم کے اور میرا سلام تمکو پہنچے ملاقات کے روز تک - خالد اور سب اہل اسلام جب خولہ کا یہہ کلام رقت التیام سنا بہت درد سے رونے لگا - پھر دوسرے بار لشکر کفار پر حملہ کرنا چاہا ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ لشکر روم کے سینہ سے سوارون کی ایک گروہ نکلی جب نزدیک آپہنچی مسلمان جنگ پر آمادہ ہوے تب وے کفار اپنی ہتیارین پھینک دین اور گھوڑون سے اترکے چلاکے کہنے لگا لفون لفون رومی زبان مین لفون امان کو کہتے ہین - خالد نے مسلمانون سے کہا کہ انکو امان دو اور دیکھے لے آو پس جب انکو روبرو لے آئے خالد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو - انہون نے کہا کہ ہم وردان کے لشکر والے ہین ہمارا مقام حمص ہے ہم کو یقین ہوچکا کہ ہم کو تمہارے مقابلے کی طاقت نہین ہم اسواسطے آئے ہین کہ تم ہمکو اور ہمارے اہل وعیال کو امان دینا اور جن سے تم نے صلح کی ہے ہمکو انسے سمجھین اور جتنا مال تم طلب کروگے ہم تمکو دینگے اور جو لوگ ہمارے شہر مین ہین وے بھی اسبات پر راضی ہونگے - خالد نے کہا جب ہم تمہارے شہر کو پہنچین تب البتہ صلح کرین پر اس جگہہ صلح نہ کرینگے لاکن تم اسوقت تک ہمارے ساتھہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہمارے دشمنون کے درمیان حکم کرے جو چاہئے - پہر خالد نے انسے ضرار کا احوال دریافت کیا انہون نے کہا کہ ای امیر جب اس نے وردان کے بیٹے کو قتل کیا وردان کو یہہ حادثہ بہت ہی رنج مین ڈالا ضرار جب اسکے قابو مین آگیا وردان نے اسکو ایک اشتر پر سوار کرواکے سو سوار کے ہمراہ اس کو حمص کے طرف بھیجا ہے تاوہ انسے ہرقل کے پاس بھیجے اور اپنی شجاعت ظاہر ہووے اس خبر کے سننے سے خالد کو بڑی ہی خوشی حاصل ہوی اسیوقت رافع کے ساتھہ ایکسو سوار کو دیکے روانہ کیا تا جنگل کے راستے سے جلد جاکے راہ مین انسے ملے اور ضرار کو قید سے چھوڑا لاوے جب انہون نے کوچ کیا خولہ بھی بڑی خوشی سے ان کے ہمراہ ہوئین جب راہ سلمیہ مین پہنچے رافع نے بہت غور وتامل سے تلاش کرکے دیکھا کہین گھوڑون کے قدم کے نشان نظر آتے نہین سب مسلمانون سے کہا کہ تم کو بشارت ہو کہ ابتک وے لوگ یہان تک پہنچنے نہین پائے پس وادی الحیات کو کمین گاہ ٹھہرا کے سب اہل اسلام اس مین پوشیدہ ہوگئے - ایسے مین رومی کافرون کے وے سو سوار ضرار کو گھیرے ہوے قریب آپہنچے اس وقت ضرار کی زبان سے یہہ دردناک اشعار جاری تھے

الا مبلغا قومی خولة وانني اسیر رهین موثق الید بالقید ہو کا آہ ای پہنچانے والے خبر کے یہہ خبر میری ساتھ
تو میری قوم وخولہ پاس کہ بیان حال میرا کر سو سرشت مجھے کفار اب قیدی کیا اور لوہے سے مجھے سخت بند باندھ رکھے

وحولی علوج الشام من کل کافر ✻ وما منهم الا خلیص بالتردد ہے میرا اب کفار شامی بیچ پہنچے زرہ کے ہوے تمامی

فیا قلب مت غما وحزنا وحسرتا ✻ ویا دمع جودي بیض على خدي پس اے دل رنج اور حسرت مین مرجا سرا سے درد مین ہی جاسے کر جانی اسے آنسو میرے آنکھو سے نکلو دونو رخسار پر میرے رواں ہو

اتری ان لدی اهلي وخولة مرة ✻ واذكر ما كنا علیہ من المعهد تو کیا یہ بات جانے میرا دیدار ہو میری قوم

اور خولہ کو کہا کیا تو وسے کیا دیکھینگے مجہہ کو بار دیگر تہ مین کیا دیکھونگا پہر انکو مقرر تہ یے اشعار سنتے ہی خولہ نے کمین گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ اللہ تعالے نے تمہاری آہ وزاری اور دعا اضطراری قبول کی اور تمہارے لئے مدد روانہ فرمائی مین تمہاری بہن ہون یہہ بول کے تکبیر کہتی ہوی خولہ نے سب سے آگے حملہ کیا پہر رافع مع مجاہدین تکبیر کہتے ہوے حملے کئے۔ حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ جسوقت ہم نے تکبیر کہی ہمارے گھوڑے الہام الہی سے ہنہنانے لگے اور ہمارا ہر سوار ایک ایک رومی کا قصد کیا اور ہر کافر کو مار ڈالا جب کفار مقتول ہو گئے خولہ نے جلد اپنے بہائی کے پاس آکے انکے بند کھولدئے اور انکو سلام کیا ضرار نے مرحبا کہا اور کافروں کا مال اور ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ غنیمت مین آئے۔ پس ضرار نے ایک اسپ بادرفتار پر سوار اور ہاتھ مین نیزہ لیا ہوا شکر الہی مین یہہ شعر پڑہتا ہوا چلا ۔ ؎ یَا رَبِّ حَمْدًا اِذَا اَجَبْتَ دَعْوَتِیْ ✻ فَرَّجْتَ عَنِّیْ وَاَذْلَلْتَ کُرْبَتِیْ

سپاس شکر ہی اب تجکو یارب نہ دعا میری اجابت تونے کی اب نہ کشایش کام مین میرے دیا تو نے بہی مجہہ سے دفع کربت اب کیا تو نے ؎ اَعْطَیْتَنِیْ الْمَامُوْلَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ ✻ جَمَعْتَنِیْ یَا رَبِّ مَعَ اُخْتِیْ ۔ مرا مقصود مجہکو تو نے بخشا اب بہی میری بہن کو مجہسے ملایا ۔ اور خالد نے ضرار کی رہائی کے لئے رافع کو روانہ کئے پہر دمشق پر وردان کے ساتھ ایسا سخت جنگ کیا کہ اس کو مقابلے کا قوت باقی نرہا سو وردان مع لشکر پیٹھ دیکے بہاگنے لگا خالد بھی مع لشکر اسلام اسکا پیچہا کیا اور انکا مال اور گھوڑے لوٹتے ہوے ان کو وادی الحیات تک پہنچایا وہان رافع اور انکے ہمراہی مجاہدون سے ملے پہر سب مسلمان ایک جا ہوے اور ضرار کی رہائی پر مبارکبادی دی اور شکر الٰہی بجالایا اور سب ملکے دمشق کے طرف مراجعت کی اور ابو عبیدہ کو بشارت دی اور سب مسلمانون کو فتح دمشق پر یقین حاصل ہوا وحشت مین پڑنا ہرقل کا لشکر وردان کی تباہی سنکر اور جمع کرنا نوے ہزار کے لشکر کا مقام اجنادین پر اور روانہ کرنا وردان کو اس لشکر کی سرداری دیکر پھر جا پہنچنا خالد کا اجنادین پر کہتے ہین کہ جب وردان کی ہزیمت اور اسکے بیٹے کی قتل کی خبر ہرقل کو پہنچی اسکو مضطر اور بیحواس کر دیا اسکو اپنی زوال مملکت کا یقین ہوگیا۔ اسیوقت وردان کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ تیری اور تیری فوج کی تباہی بالتفصیل معلوم ہوئی اور مجھے بیقرار کر دیا خیر جو گذرا سو گذرا اب مین نے مقام اجنادین پر نوے ہزار کا لشکر جمع کروایا ہے اور تجہکو اس لشکر کا سردار بنایا ہون تو جلد وہان پہنچکر اس لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے اہل دمشق کی تائید کر ہرقل کا یہہ خط راستے مین پہنچتے ہی وردان جلد روانہ ہوا اور اجنادین پر جا پہنچا واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب خالد وردان کے تعاقب سے پہرے اور دمشق پر آپہنچے اسیوقت عباد بن سعید الحضرمی نے بصرے کے مقام سے شرحبیل بن حسنہ کی طرف آکر نوے ہزار کا لشکر مقام اجنادین پر جمع ہونیکی خبر خالد کی خدمت مین

ف اجنادین ملک شام [illegible] ملک شام پانچ [illegible] فلسطین اردن دمشق حمص قنسرین [illegible] بیت المقدس [illegible] تاریخ الاسلام [illegible] النووی فی باب الطاعون [illegible] ۱۲

پہنچا ہی خالد یہہ خبر سنتے ہی سوار ہوکے ابو عبیدہ کے پاس گئے اور انسے مشورت طلب کی انہون نے کہا کہ افواج مسلمین کے سردارون سے شرحبیل بن حسنہ بصرے مین اور معاذ بن جبل ارض حوران مین اور یزید بن ابو سفیان ارض بلقا مین اور نعمان بن مقرن تدمر مین اور عمرو بن العاص فلسطین مین جو اپنی فوجین لیکے آمادہ ہین میری رائے مین یہہ بات آتی ہے کہ ان سب کو خطوط بھیجکے بلالین اور بعون اللہ تعالیٰ ہم سب بالاتفاق اجنادین پر جاکے دشمن کا مقابلہ کرین پس خالد نے اسیوقت اُن سب امیرون کے نام سے خطوط روانہ کئے تا ہر امیر مع لشکر اپنے مقام سے نکل کر جلد مقام اجنادین پر حاضر ہووین - اور آپ بھی اپنے لشکر کو حکم کوچ کا دیا اور لوٹ کا مال لشکر کے پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا - اور ابو عبیدہ سے کہا کہ آپ لشکر کے آگے رہو مین پیچھے رہتا ہون کیونکہ غنیمت کا مال اور زن و اطفال پیچھے رہینگے - ابو عبیدہ نے کہا کہ میری رائے یہہ ہے کہ مین پیچھے لشکر کے رہون اور تم آگے لشکر کے رہین تا اگر دروان بردم کا لشکر لیکے تمہارے روبرو آجاوے تو تم اسکا مقابلہ کرین - اور مال غنیمت اور عورات تک پہنچنے سے باز رکھین خالد نے کہا کہ مین تمہارا خلاف نکرونگا ویسا ہی کر کے آگے ہوکے چلنے لگے اور ابو عبیدہ ایک ہزار سوار ساتھہ لے کے لشکر کے پیچھے رہے - پھر اہل دمشق سے بعضے کفار انکا پیچھا کیا سو ایک راہ مین جنگ ہوا بولص و بطرس ہر دو نصرانی پیچھا کرنا لشکر خالد کا - اور قیدی ہوجانا بی بی خولہ اور عفیرہ اور دوسرے بی بیون کا - پھر لوٹ کے آنا خالد کا پھیر جنگ کر کے شکست دینی دشمنون کو اور قید کرنا بولص کو اور قید سے چھوڑانا اُن بی بیون کو

روایت ہے کہ جب دمشق والون نے دیکھا کہ لشکر اسلام اپنے مقام سے کوچ کیا بہت خوش ہوکے ناچنے کودنے لگے اور انکے دانشمندون نے کہا کہ عرب اگر بعلبک کی طرف جاتے ہین تو ارادہ فتح حمص کا کیا ہے اور مرج شہوار کی راہ لی ہے تو کچھہ شک نہین کہ وے حجاز کی طرف فرار ہوئے ہین جب لشکر اسلام مرج شہوار کی راہ لی اہل دمشق انکے ساتھہ بدی کا ارادہ کیا واقدی رح نے روایت کی ہے کہ دمشق مین ایک بڑا بطریق تھا اسکا نام بولص بن بلقا تھا اور نصارا اسکی بڑی تکریم کرتے تھے یہانتک کہ ہرقل کے پاس کوئی ایلچی آتا اور اسکا جواب ہرقل سے نہین آتا تو بولص کو بلواتا وہ اسکا جواب دیتا - اور بولص تیر اندازی مین یگانہ تھا - جس دن سے کہ مسلمانون نے دمشق پر محاصرہ کیا کبھی بولص انکے جنگ پر نہین آیا تھا جب لشکر اسلام دمشق سے روانہ ہوا دمشق والون نے بولص کو بہت ہی ورغلایا کہ مسلمانونکا پیچھا کرین وہ ملعون راضی ہوگیا - لاکن بولص کی عورت مانع ہوئی اور اپنا ایک خواب ایسا بیان کیا کہ جس سے اسکی شکست کی تعبیر پائی جاتی تھی یہہ سنکے غصہ ہوا اور اپنی عورت کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ سردار عرب کو مین تیرا خادم بنادونگا اور اسکے ساتھیونکو بکرے چرانے لگاؤنگا یہہ بول کر دمشق کا لشکر ہمراہ لے کے نکلا اس لشکر مین چھے ہزار سوار اور دس ہزار پیدل تھے

لشکر نو ہزار کا جمع آیا ہے - اور ہمارے طرف آپکا قصد کیا ہے - اور وے جانتے ہین کہ ہم بجھا دین نور اللہ کا اپنے منہون سے حالانکہ اللہ تعالیٰ پورا کرنیوالا ہے [illegible]

سوارونکا سردار آپ ہوا اور پیدل پر اپنے بھائی **بطرس** کو مقرر کیا - بڑی جلدی سے روانہ ہو کے لشکر اسلام تک
جا پہنچا ابو عبیدہ جو لشکر کے پیچھے تھے بولص انپر جا گرا - انہوں نے اپنے ہزار سوار کو لے کے اسکے ساتھ مقابلہ کیا - اور اسکے
بھائی بطرس نے زن و اطفال پر حملہ کر کے بی بیون کی ایک جماعت کو اسیر کر لیا اور انکو ساتھ لے کے دمشق کی طرف لوٹ کر
جب کنھر **استیرباق** پر جا پہنچا وہیں اُتر گیا کہ انجام کار اپنے بھائی بولص کا خالد کے ساتھ کیا ہوتا ہے دیکھے - اور
ابو عبیدہ نے جب دیکھا کہ بطرس ایسا بڑا لشکر لیکے بچا گیا اسوقت خالد کی بات یاد کی کہ انہوں نے آپ لشکر کے پیچھے رہنے
کی جو تجویز کی تھی وہی رائے بہتر تھی - غرض بولص کا ویسا بڑا لشکر جب فعتۃً آ کے ابو عبیدہ کے ہزار سوار کو گھیر لیا اور
بطرس نے لشکر اسلام کے بی بیونکو اسیر کر لیا **سہیل بن صباح** نے اپنا گھوڑا دوڑا کے برق کے مانند
خالد کے پاس جا پہنچا اور سب سرگذشت بیان کی - خالد نے سنکے کہا - **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور افسوس
کر کے کہنے لگا کہ میں ابو عبیدہ سے کہا کہ مجھے لشکر کے پیچھے چھوڑ دو انہوں نے یہ بات نہ سنی لاکن ارادۂ الٰہی میں جو بات
تھی وقوع میں آئی پس فوراً رافع کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جلد عورتونکی عماریوں تک جا پہنچو - انکے بعد عبد الرحمن
بن ابی بکر صدیق کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جا کے دشمنوں سے مقابلہ کرو اسکے بعد ضرار بن الازور کے ساتھ
ایکہزار سوار دیکے روانہ کیا قیس بن ہبیرہ بھی انہی میں داخل تھے - پھر خود سب لشکر لے کے انکے پیچھے روانہ ہو - ابو عبیدہ
جنگ کر رہے تھے کہ ایسے میں یہ لشکر اسلام مدد پر آ پہنچا مجاہدوں نے ایسی جوانمردی کی اور ایسی شجاعت کی داد دی
کہ کفار کا قتل عام ہوا کہ انکے چھے ہزار سوار میں ایک سو سے زیادہ کوئی نہ بچا - ضرار بن الازور نے بولص پر نیزہ اٹھایا
اسنے اپکو گھوڑے سے گرا دیکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا - بولص نے کہا کہ مجھکو نہ مارو میری
تقامین تمہاری عورات کی بھی تقا ہے جب ضرار نے دیکھا کہ اپنی بہن خولہ اور دوسری بی بیاں دشمنونکی قیدی ہو گئیں
ہیں بولص کو مارنے سے ہاتھ رکھا لاکن اسکو پکڑ کے اسیر کر لیا - پس خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ سب لشکر دیکے حکم کیا کہ
آہستہ آہستہ آگے چلتے رہو مرج شہوار اور راہط کے مقام پر ٹھہرو - اور آپ دو ہزار سوار کو ہمراہ لے کے قیدی عورتوں کو
چھوڑانے کے ارادے سے دمشق کی طرف روانہ ہوے **خولہ اور دوسرے عورات عرب کا جنگ اہل
دمشق کے ساتھ** کہتے ہیں کہ جب بطرس نے عورات عرب کو قید کر کے لیچلا اور نہر استرباق پر جا ٹھہرا اور سبکو
اپنے روبرو بلوایا اور خولہ کو دیکھا تو بہت خوبصورت پایا تب کہنے لگا کہ یہ خاص میرے واسطے ہے اور دوسرے بی بیونکو
دیکھکے دوسرے کفار بھی ایسا ہی کہنے لگے ان بی بیون پر یہ بات شاق گذری پھر ان سب کو ایک خیمے میں اُتارا ابھی لشکر اسلام
سے ان بی بیونکی مدد پر کوئی نہیں پہنچا تھا جب تمام عورتیں ایک جگہہ جمع ہو بیٹھی تھیں بی بی خولہ نے انسے کہا ای بہنو

حمیر اور تبع کی کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ روم کے کفار تم پر غالب ہو جاوین اور تمکو اپنی خدمت گذار بنالین - یہہ سنکے بی بی
عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا ای بنت الازور کہ واللہ عقل اور شجاعت اور گھوڑے کی سواری اور معاملات جنگی مین ہماری قوم
کی بی بیان پورا کمال رکھتی ہین - لاکن اب کیا کر سکین کہ ہمارے پاس گھوڑے ہین نہ ہتھیار - خولہ نے کہا کہ خیمون کے چوبین تو
حاضر مین شاید اللہ تعالی ان ہی چوبون سے ہم کو ان پر غلبہ دے یا ہم شہادت پائین اور ان مشرکون کی خدمتگذاری کی
ننگ و عار سے بچ جاوین - سب بی بیان اٹھی ہو کر بولین کہ تم نے اچھی تدبیر نکالی - پس ہر بی بی نے ایک ایک چوب کھینچ لی اور خولہ
نے ایک بڑی چوب اپنے کندھے پر لی ہوئی سب کے آگے تھی اور انکے پیچھے عفیرہ اور ام ابان اور سلمیہ اور دوسری بی بیان چلتی تھین
ایسے مین ایک کافر رومی روبرو آیا تو خولہ نے اسکے سر پر چوب سے ایسا سخت مارا کہ وہ گر پڑا اور مر گیا - جب بطرس کو یہہ خبر ہوئی
اس نے تعجب کی اور باہر نکلا دیکھتا کیا ہے کہ عورتین چوبین لئی ہوئین آتی ہین چلا کر کہا کہ سختی ہو تم پر اے عورتو یہہ کیا معاملہ ہے
عفیرہ کہنے لگی کہ ای کافر انشاء اللہ تعالی ہم آج تمکو ایسا ماریگی کہ تمھارے سر سے بھیجے گر جاوین بطرس یہ بات سنکے ہنسنے
لگا اور اپنی قوم کو پکار کے کہا کہ سب ہتھیار سجکے میدان پر آئیو اور ان عورتونکو تلوارون سے نہ مار یو بلکہ متفرق کر دو اور پکڑ لو جب
اسکی فوج آمادہ ہو کے آئی اور چاروں طرف سے ان بی بیون کو گھیر لیا ہر چند چاہتے تھے کہ خولہ کو پکڑ لین لاکن کسیکو یہہ طاقت
نہین ہوتی تھی جو سوار ان کے قریب آتا اسکے گھوڑے کے اگلے پاؤن پر چوب سے ایسا مارتی کہ گھوڑا اور سوار ہر دو گر پڑتے تھے
وہ سدھرنے نہین پاتا کہ دوسرے چوب سے سوار کو مار ڈالتی ایساہی ان بی بیون نے تیس سوارون کو مار ڈالا - جب بطرس نے دیکھا
کہ خولہ سبکے آگے شیر کے مانند لڑتی ہین اور اشعار بہادری کے پڑھتی ہین اپنے گھوڑے سے اترا اور انکے نزدیک آکے
زر و زیور اور مال و منال اور حشمت و تجمل کی انکو طمع دلائی اور اپنی زوجیت مین لینے کی تمنا ظاہر کی - خولہ نے نہایت برہم ہو کے
کہا کہ ای کافر ناہنجار و بدکار کے بیٹے قسم ہے اللہ کی کہ مین تجہپر غلبہ پاؤنگی تو تیرے سر کے بھیجے کو اس چوب سے گراؤنگی قسم ہے
خدا تعالی کی کہ مین اس بات پر راضی نہین کہ تجھکو اپنے بکریون اور اونٹون کا چرواہہ بناؤن کہ تو اس کام کا بھی قابل نہین پس یا
تو ہمارا کفو کیونکر ہو سکیگا - بطرس نے یہ کلام سنکے غصے ہوا اور اپنی قوم کو جنگ پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ اس سے زیادہ کونسی
بات شرم کی ہو گی کہ عورتین تم پر غالب ہو جاوین - یہہ بات سنکے اسکی قوم ایک سخت حملہ کیا اور ان بی بیون نے معرکے سے
قدم پیچھے نہ ہٹایا اور سخت لڑائی کر رہی تھین کہ ایسے مین خالد بھی مع لشکر آپہنچے ضرار بطرس کی طرف متوجہ ہوئے - اس کافر نے
کہا کہ ای عربی تمہاری بہن کو لے لو اور تم کو مبارک ہو یہ بول کے بھاگنے لگا - ضرار نے اسکا پیچھا کیا خولہ بھی اپنے بھائی کے
ہمراہ تھین جب ضرار اسکے قریب ہوے اسکے سینے پر نیزہ چلایا اور خولہ اسکے گھوڑے کے پیرون پر چوب سے مارا اسکا گھوڑا
جہکا وہ دشمن خدا گر نیکے آگے ضرار اسکے پیچھے آکے اسکی کمر پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ کافر مر گیا ضرار نے اس فرقہ سے کافر

تک مار ڈالا پس رومی لوگ جب بہاگنے لگے اہل اسلام دمشق تک انکا پیچہا کیا پہر دمشق والون سے کوئی فرد نہ نکلا جب پہہ فتح و نصرت حاصل ہوئی انکا مال اور ہتہیار اور گہوڑے وغیرہ بڑی غنیمت ہاتھ آئی پہر ضرار نے بطرس کا سر اپنے نیزے پر چڑہایا - اور خالد نے لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے ابو عبیدہ کے طرف کوچ کیا جب مسلمان لشکر ابو عبیدہ کے قریب پہنچے تکبیرون سے اپنی آوازین بلند کین ہر دو لشکر کے مجاہدین سے ایکدوسرے کو سلام کیا لشکر ابو عبیدہ کے لوگ قیدی بہائیونکی رہائی اور کافرون کی تباہی اور اپنے بہائیونکی فتح مندی سُنکے بہت خوش ہوے اور مبارکباد دیا - پہر خالد نے حکم کیا کہ بولص کو حاضر کرین جب وہ حاضر ہوا اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اسنے قبول نہ کیا خالد نے کہا کہ اسلام قبول کرو الا تیرے بہائی کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہی معاملہ تیرے ساتھ کیا جائیگا - اسنے پوچہا کہ وہ کیا معاملہ ہے - خالد نے اسکے بہائی کا سر منگا کے بتلایا بولص نے کہا کہ میرے بہائی کے بعد میرے جلینے مین کچہہ لطف نہین تب اسیوقت خالد کے حکم سے مسیب بن نجبہ نے اسکو قتل کیا - **جمع آنا افواج اسلام کا چو طرف سے مقام اجنادین پر اور جنگ کرنا رومیون کے ساتھ اور مارا جانا وردان کا - جو سردار تھا لشکر روم کا اور فتح پانی مسلمانون کی مدد الٰہی سے** - واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب خالد کے خطوط امرائے اسلام کو پہنچے بلا توقف **شرجیل بن حسنہ** بصرے سے اور **معاذ بن جبل** ارض حوران سے اور **یزید بن ابی سفیان** ارض بلقا سے اور **نعمان بن مقرن** تدمر سے اور **عمرو بن العاص** فلسطین سے اپنی فوجین لیکے نکلے اور حسن اتفاق یہہ ہوا کہ یہہ سب کے سب ایکہی وقت مین اجنادین پر آ پہنچے - اور سب مسلمان آپس مین ایکدوسرے کو سلام کیا اور لشکر کفار کے مقابلے مین اُترے - جب دوسرا دن آیا رومیون نے جنگ پر آمادہ ہوکے بر سر میدان آئے اور اپنے لشکر کی صفین باندہین سو نوے صف ہوئین ہر صف مین ہزار سوار تھے وہ لشکر جملہ نوے ہزار کا تہا - پس خالد بہی اپنا لشکر لے کے معرکے مین آئے اور دشمن کے مقابل کھڑا کیا اور کہنے لگے کہ اے مسلمانو لشکر کفار کی کثرت کا کچہہ اندیشہ مت کرو تائید غیبی کے امیدوار رہو پہر اس سے بڑا لشکر تم نہ دیکہو گے جب اللہ تعالیٰ تم کو اسپر نصرت دی تو پہر کوئی انکی جگہہ پر آکے تم سے نہ لڑیگا - وردان بہی اپنے لوگون سے کہا کہ دیکہو اس لشکر اسلام سے شکست اٹہاوگے تو وے تمہارے شہرون کے مالک ہوجائینگے اور تمہارے مردونکو مار ڈالینگے اور تمہاری جورونکو پکڑ لینگے سو تم جنگ مین سختی کرو اور صلیب سے مدد چاہو وہ تم کو مدد دیگی - وردان نادان خیال خام پکایا یہہ سمجہا کہ صلیب کے تین لکڑیون کے تیر اکڑے ہوجائینگے اور اسکے جواہر مسلمانون کے کام آئینگے - جناب خالد نے مسلمانون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ تم سے کون ہے کہ لشکر کفار کے قریب جا انکے صفوف اور تعداد پر نظر کرکے آوے ضرار اٹہا

مین حاضر ہون - خالد نے کہا ہان یہ کام تمہین سے ہوویگا لاکن بہت ہوشیار رہو آپ کو دشمنون سے بچاؤ اور تنہا کفار
پر حملہ کرنے کا خیال مت کرو - پس ضرار اپنا گھوڑا دوڑایا اور لشکر دشمن کے نزدیک جا پہنچا - خوب ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ رومیو
خیمے کھڑے ہوے اور اونکے خود اور ڈہال چمک رہی تھے - وردان جو مسلمانون کی لشکر کے طرف دیکھ رہا تھا دفعتہ ضرار
پر اسکی نظر پڑی سو کہنے لگا کہ یہہ سوار مسلمانون کے سردارون سے معلوم ہوتا ہی - پس تمہارے بیچ کون ہی کہ اسکو پکڑ کے
میرے پاس لے آوے یہ سنکے رومیونسے تیس سوار نکلے ضرار انکو دیکھ کے پیچھے پھری سوارون نے سمجہا کہ ضرار ڈر کے
فرار کرتے ہین سو انکا پیچھا کیا ضرار کا مطلب یہہ تھا کہ انکو انکے لشکر سے دور ڈال کے اپنا کام کرے پس جب وے اپنے لشکر
سے دور ہوے ضرار اپنے گھوڑے کو ان کی طرف پھیرا اور انکے ایک سوار کو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا تب ان سوارو
کو انکا رعب ہوا سو بھاگنے لگے ضرار نے انکا پیچھا کیا اور ایک ایک کو مارنے لگے ایسا ہی اُن کے اُنیس ۱۹ سوار کو مار ڈالا
جب لشکر روم کے قریب پہنچے اپنے گہوڑے کو پھیرا اور بجلی کے مانند آکے اپنے لشکر مین داخل ہوے اور یہہ ماجرا خالد
کی خدمت مین ظاہر کیا جناب خالد نے فرمایا کیا مین تم کو ایسی جرات سے منع نہین کیا تھا ضرار کہا ای سردار ان کا دو
نے میرا پیچھا کیا مین اللہ تعالی سے خوف کیا اور سمجہا کہ کافرون سے بھاگون اور انکے ساتھ اپنی کوشش نکرون تو
اللہ کے پاس ماخوذ ہونگا پس اللہ نے میری تائید کی واللہ اگر مجھے تمہاری ملامت کا خوف نہوتا انکے کل لشکر پر حملہ
کیا ہوتا اور جان لیجئے کہ رومیونکا یہہ سب لشکر ہمارے واسطے غنیمت ہی - اس تقریر کے بعد خالد نے اپنے لشکر کا میمنہ
اور میسرہ ٹھہرایا - اور یزید بن ابی سفیان کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے لشکر کے زن و اطفال کی حفاظت
پر مقرر کیا - بعضے عورتین بڑے بہادرون سے تھین جیسے **عفیرہ بنت عفار** اور **ام ابان بنت عتبہ**
بن ربیعہ یہہ بی بی نئی عروس تھین انہین دنون انکا نکاح ہوا تھا ابہی ان کے ہاتون سے مہندی کا رنگ اور
انکے سر وتن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تھی - اور **خولہ بنت الازور** جو ضرار کی ہمشیرہ تہین - اور **مزروعہ**
بنت عملوق اور **سلمی بنت زارع بن عروہ** اور **لینا بنت سوار** اور **سلمی بنت**
لعمان انکے سواے اور بھی عورتین کہ جنکی شجاعت اور پیش قدمی مشہور تھی خالد نے ان بی بیون کے طرف
متوجہ ہو کے کہنے لگے کہ ای اولاد تبابعہ تم نے وہ کام کیا ہی کہ جس سے خدا اور رسول اور سب مسلمان راضی ہین اور
تمہارا ذکر باقی ہی اب جان لیجیو کہ بہشت کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہین اور دوزخ کی آگ تمہارے
دشمنون کے لئے سلگہائی گئی ہی - تم ثابت قدم رہو اور صبر کرو اگر رومیونکی کوی گروہ تم پر حملہ کرے تم بھی انسے
لڑو - خالد کا یہہ کلام سُنکے ہر بی بی نے اپنی شجاعت ظاہر کی اور بولی کہ اے امیر مجھے اپنے لشکر کے آگے رکھین تو

یہہ آرزو ہے کہ راہ خدا مین سب سے اول تلوار چلاؤن اور اپنی جان عزیز نثار کرون خالد کو انکے کلام سے بڑی خوشی حاصل ہوی انکے حق مین دعا کی - اور اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دی اور شہادت کی فضیلت بیان کی اور لشکر کو ہمراہ لئے ہوے آہستہ آہستہ دشمنونکی طرف چلدئے جب وردان نے انکو دیکھا وہ بھی اپنے لشکر کو لیکے آگے بڑہا اور اسکا لشکر کثرت کے سبب اس بیابان کے طول و عرض کو گھیر لیا اور اسکے لشکر کے آگے بہت سی صلیب اور نشان اٹھائے ہوئے تھے اور کفار کلمہ کفر سے اپنی آوازین بلند کی تھین جب ہر دو لشکر قریب ہو گئے تو معاذ بن جبل پکار کے کہنے لگے اے مسلمانو تحقیق بہشت آراستہ کی گئی اور دوزخ کا دروازہ بند کیا گیا ہی اور ملائک قریب اور حورین آراستہ ہوئین مین تم کو بشارت ہو حیات جاودانی کی اور یہہ آیت قرآن تلاوت کی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ترجمہ یعنے مقرر اللہ نے خرید کیا مسلمانون سے جانون کو انکے اور مالون کو انکے اس بات پر کہ مقرر انکو جنت ہی جنگ کرتے ہین وے مومن خدا کی راہ مین پس ضرار نے خالد سے پروانگی لیکے آپ اول دشمنون پر حملہ کیا ایک ہی حملے مین رومیون کے پیدل اور سوارون سے تیس شخص کو مار ڈالا ہر چند رومیون نے انکی طرف تیر اور پتھر پھینکا لیکن اس سے ہرگز ضرار کو ضرر نہ پہنچا کفار انکی جوانمردی اور معرکہ آرائی دیکھکے نہایت حیران تھے وردان نے پوچھا کہ یہہ کون سوار ہی لوگون نے کہا یہہ ضرار ہی وردان ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ یہی قاتل میرے بیٹے کا ہی پس تم مین سے کون شخص ہے کہ میرا بدلا اس سے لے وہ مجھ سے جو کچھ مانگے مین دونگا یہہ بات سنکے ایک سرہنگ جو بڑا جنگ آزمودہ اور طبریہ کا حاکم تھا کہنے لگا کہ اے وردان تیرا بدلا اس سے مین لیتا ہون اسکو گرفتار کرکے یا مار کے یہہ نہ سمجھا کہ اب پنجۂ اجل مین پڑتا ہون اور ضرار کے ہاتھ سے نوالہ نار ہوتا ہون غرض اپنا گھوڑا بڑہا کے ضرار پر حملہ کیا ہر دو مین نیزہ بازی تین گھڑی سے زیادہ ہوی آخر ضرار ایک نیزہ مارکے اسکے زرہ کو پھاڑ ڈالا اور وہ بیہوش گرکے مر گیا اور داخل دوزخ ہوا ایسا حال دیکھکے وردان بہت دل تنگ ہوا اور کہنے لگا کہ اس کے مقابلے کے واسطے میرے سوا کوئی نہین پس اپنی زرہ پہن لی اور اسپر موتیون کی زرہ بھی ڈالی اور اپنے سر پر تاج بھی رکھ لیا اپنا دبدبہ ظاہر کرکے پس عربی گھوڑے پر سوار ہوا ایسے مین **اصطیفان** جو عمان کا حاکم تھا پیش آکے کہنے لگا کہ اے سردار ضرار سے تیرا بدلا مین لیتا ہون اگر آیا تو اپنی بیٹی کو میرے ساتھ نکاح کردیگا - وردان کہا وہ تیرے ہی واسطے ہی پس اصطیفان بڑی دلیری سے شعلۂ آگ کے مانند نکلا اور ضرار کے مقابل کھڑا رہا اس وقت ایک سونیکی صلیب جسکو روپے کی زنجیر لگی تھی اسکے گلے مین پڑی ہوئی تھی اور وہ اسکو چوم رہا تھا پس ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دیر تک بڑی سختی سے لڑے یہانتک کہ آفتاب گرم ہوا اور ہر دو سوار پسینہ پسینہ ہوگئے اور انکے گھوڑے بھی تھک گئے تب ضرار اپنے گھوڑے کی طرف خطاب کرکے کہنے لگا کہ اے گھوڑے میرے

ساتھ منضبط تھی اور بجالاتی کرتیں تو حضرت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ شریف کے پاس شریری شکایت
کرونگا یہ بات سنتے ہی انکے گھوڑے مستی سے ہنہنانے لگے اور ایک دو خطاب ہوا پیچھے گھوڑے کو کیا اور گھوڑے نے جو ہنہنایا لوگون
نے سن لیا۔ ایسے مین لشکر روم سے اصطیفان کا غلام ایک کوتل گھوڑا لیے ہوئے نکلا تا اصطیفان کو دے جب ضرار کی نظر اس
پڑی جلد آگے بڑھکے اسکے غلام کو نیزہ سے مار ڈالا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کی طرف چھوڑ
دیا۔ اصطیفان یہہ حال دیکھکے گھبرایا اور ضرار کے ہاتھ سے اپنا مارا جانا یقین کر لیا۔ اور وردان اسکو قریب الھلاک دیکھ
کے اسکی مدد کے لئے دس سوار کہ جن کے پیرون مین لوہے کے موزے اور انکے بازو بھی لوہے کے تھے اور انکے ہاتون مین لوہے کے
عمود تھے اپنے ہمراہ لئے ہوئے نکلا۔ اصطیفان جو گھبرایا تھا اپنی قوم کو دیکھتے ہی پھر اسکا دل مضبوط ہوا خالد بن ولید نے جب یہہ
حال دیکھا آپ بھی دس سوار اپنے ہمراہ لئے ہوئے ضرار کی اعانت کے لئے معرکہ مین آپہنچے اور ہر ایک مومن ہر ایک کافر کے طرف
متوجہ ہوا اور خالد تو وردان کے درپے تھے اور ضرار اصطیفان سے لڑ رہے تھے آخر جب اس پر نیزہ چلایا اصطیفان پھر گھبرایا
اور اسکو اپنے گھوڑے سے گراکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس تک پہنچگئے اور ہر دو ملکے کشتی
کی وہ دشمن خدا ایک پہاڑ کے مانند اور ضرار دبلے پتلے تھے اللہ نے انکو قوت دیا آخر اس کو اپنے ہاتون پر اٹھالیا اور زمین پر
ٹیک مارا اس نے چلانے لگا پھر اسکے سینے پر چڑھکے اپنی تلوار سے ایسا مارا کہ سینے سے حلق تک پھاڑ دیا اور اسکا سر کاٹ لیا
اور تکبیر کہی سب مسلمان بھی انکے ساتھ تکبیر کہنے لگے اور ہر فریق ایکدوسرے پر حملہ کیا اس دن بڑی سخت لڑائی ہوئی یہان تک
کہ وقت عصر کا قریب ہوا اس جنگ مین رومیون سے تین ہزار آدمی کے قریب مارگئے اور انکے بڑے بڑے سردار بھی مقتول
ہوئے کہتے ہین کہ رومیون سے سپاہی تین ہزار کے قریب اور بہت سے سردار اور دس بادشاہ مارگئے چنانچہ وے یہ ہین
مارس عمان کا حاکم مرقس شتمین و دیر ایوب کا حاکم دعادر اور جولان کہف و رقیم کا حاکم لاون جبل السواد کا حاکم
مرزعون غزہ اور عسقلان کا حاکم نجا حلحول کا حاکم جرقیاس یافا اور رملہ کا حاکم مرلونس ارض بلقا کا حاکم
کورک نابلس کا حاکم اور عواصم کا حاکم کہ جس کا نام معلوم نہین۔ اور مسلمانون سے بتیس مجاہد شہید ہوے رضی اللہ عنہم اجمعین
جب ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہہ پر لوٹ آئے۔ اس روز وردان کو بڑا ہی رعب ہوا اپنے لوگون سے کہنے لگا تم لوگ خدا تعالی
کے نافرمان ہین اور مسلمان اللہ تعالی کے اور اپنے پیغمبر کے بڑے فرمان بردار ہین اسیواسطے وے تم پر غالب آتے ہین اور تمھاری
عورت بچون کو پکڑ لیا ہے یہہ بات سنتے ہی کوئی رومی باقی نرہا مگر ڈھار مار کے رو دیا اور کہنے لگا ہم عرب کو نہ چھوڑینگے جب تک اپنا
بدلہ نہ لیوینگے وردان یہہ بات سنکے بہت خوش ہوا اور اپنی قوم کے بطارقہ کو بلواکے مشورت کی تب ایک شخص نے کہنے لگا کہ
سردار تو ان لوگ کی بات پر اعتماد مت کر کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ لشکر عرب سے ایک شخص ہمارے ایسے بڑے لشکر پر حملہ آتا ہے

اور ہماری کثرت کا کچھ پروا نہیں کرتا ہے اور جب تک ہمارے سے چند لوگوں کو مار نہ ڈالے نہیں پھرتا ہی۔ پس اب تدبیر یہی ہے
کہ کسی مکر و حیلہ سے تو ان کے سردار تک پہنچ جاوے اور اپنے لشکر سے چند بہادروں کو کمین گاہ میں پوشیدہ رکھے اور
تو انکے سردار سے باتیں کرتا کرتا اسکی گردن پکڑ لیوے اور اپنے لوگوں کو پکارے تا وے کمین گاہ سے جلد آویں اور انکے
سردار کو قتل کر دیں۔ جب سردار مارا جاوے عرب متفرق ہو جاوینگے پھر جنگ نہ کر سکیں گے۔ وردان یہہ تدبیر پسند کی اور
خوش ہوا۔ داؤد نصرانی کو جو حمص کا رہنے والا تھا بلوایا اور یہہ ماجرا اس سے ظاہر کر کے بولا کہ تو سردار عرب کے پاس
جا کر یہہ پیام پہنچا دے کہ کل جنگ موقوف کرے اور کسی کو ہمراہ نہ لے کے تنہا ایک مقام پر آوے میں بھی تنہا آتا ہوں پس ہم ہر دو
مل کے باتیں کریں اور شروط صلح کی ٹھہرا دیں۔ داؤد نے کہا اے وردان باغی اور فریب کار ہمیشہ خوار و زیانکار رہتا ہے
پس تجھ کو چاہئے کہ اس سے جنگ کرے یا راستی سے صلح کر لیوے وردان نہیں مانا اور غصہ ہو کے کہا کہ میں تجھ سے مشورہ نہیں
کیا بلکہ حکم کرتا ہوں کہ میرا پیام پہنچا دے پس تجھے میرا حکم بجا لا۔ داؤد گیا اور لشکر عرب کے پاس جا کے پکارا کہ سردار کون ہے پاس آوے
کہ میں وردان کا پیام لایا ہوں یہہ سنکے خالد باہر آئے اور اسکا یہہ پیام سنکے دیر تک سوچ میں رہے پس جواب دیا کہ اگر وردان
اس بات میں سچا ہو اور کچھ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہو تو قسم ہے خدای عالم الغیب کی کہ اس بدی کی شامت اسی پر پھریگی
یقین جانئے کہ وہ اور اسکی قوم ہلاک ہو جائیگی۔ اگر وہ اپنی قول میں سچا ہو میں نے مصالحہ اسوقت کرونگا کہ وہ اسلام لاوے یا جزیہ
گذار ہووے سوائے اسکے اسنے مال کثیر دینے کی جو طمع بتلاتا ہے میں نہ لونگا مگر بطور جزیے کے۔ داؤد پر یہہ کلام گران گذرا
اور کہا کہ اے امیر تمہاری خواہش کے موافق مصالحہ ہوگا یہہ بول کے خالد سے رخصت لی اور اپنے لشکر کے طرف سدھارا
لاکن اسکے دل میں جب خالد کا رعب بیٹھ گیا تھا آپکی صولت سے ڈر گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی یہہ عربی
اپنے قول میں سچا ہے اور یقین ہے کہ وردان مارا جائیگا اور اسکی قوم بھی مارے جائیگی پس وہی بہتر ہے کہ میں وردان کا فریب ظاہر کر دوں
اور اس سردار عرب سے اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے امان لوں یہہ سوچ کے پھر لشکر عرب کی طرف آیا اور خالد سے
عرض کی کہ میں نے ایک بات فراموش کی تھی خالد نے پوچھا وہ کیا ہے داؤد نے کہا کہ وردان نے ایسے فریب کا ارادہ کیا ہے
تم ہوشیار رہو مجھے اور میرے لوگ کو امان دیجیو۔ خالد نے فرمایا کہ میں نے تجھکو اور تیرے اہل و عیال کو اور تیرے مال کو
امان دیا ہے۔ پھر پوچھا کہ وردان کمین گاہ کس جگہہ ٹھہرایا ہی داؤد نے کہا وہ جگہہ اسکے لشکر کے دائیں جانب ریگ کے
ٹیلے کے نزدیک ہے خالد نے کہا اچھا اب تو جا کے وردان سے کہدے کہ اسکے پیام کو میں نے قبول کیا ہے۔ پس داؤد رخصت
ہوا اور جلد جا کے خبر دی وردان سنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب صلیب مجھے فتح دیگی اور اسیوقت اپنے لشکر سے دس بہادر
دلیروں کو بلوا کے تاکید کی کہ تم ہاتھیار پیدل فلان مقام میں جا کے پوشیدہ رہو جب رات گذر جائیگی طلوع آفتاب کے بعد

مین سردار عرب کو پکڑ لونگا اور تم کو پکارونگا تم جلد آکے اسکا کام تمام کردو - اور شاہان جیب وداود کو رخصت کرکے اپنے
لشکر مین آئے اول ابوعبیدہ سے ملاقات ہوی انہون نے خالد کو ہنستے ہوئے دیکھا اور کہا ای ابا سلیمان اللہ تعالی
ہمیشہ تم کو ہنستے ہی رکھے کیا حال ہے بیان کیجیو خالد نے حقیقت حال ظاہر کی ابوعبیدہ نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے
خالد نے کہا کہ مین اکیلا جانا چہتا ہون ابوعبیدہ نے کہا واللہ اگرچہ ان سب کیلئے تم ہی کافی ہو لاکن تم اکیلے مت جاؤ
اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
ترجمہ یعنے آمادہ کرو تم ای مسلمانو جو سکتے ہو قوۃ سے یعنے جنگ کے ساز و برگ سے - اور بندہے ہوئے گھوڑون سے - تا ڈراؤ تم اس سے
دشمنونکو اللہ کے اور دشمنونکو تمہارے - اور تمہارے مقابلے مین اسنے جو دس آدمی کو آمادہ کیا ہے تم بھی دس غازیون کو آمادہ
کرکے کمین گاہ مین رکھو جب وہ اپنے لوگونکو پکاریگا تم بھی اپنے بہادرون کو پکارو اور ہم بھی سب گھوڑون پر سوار اور آمادہ
جنگ و پیکار رہینگے تم جب اس دشمن خدا کے کام سے فارغ ہوجاؤگے ہم بھی سب کے سب لشکر کفار پر حملہ کرینگے اور ہم اللہ تعالی
سے نصرت کے امیدوار ہین - خالد نے کہا کہ مین تمہاری رائے کا خلاف نکرونگا - پس خالد نے اپنے لشکر سے ان دس آدمیون
کو اختیار کیا رافع بن عمیرۃ الطائی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری - اور معاذ ابن جبل - اور سعید
بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی اور سعید بن عامر بن جریج - اور ابان بن عثمان
بن سعید - اور قیس بن ہبیرہ - اور زفر بن سعید البیاضی - اور عدی بن حاتم طائی
اور ان دس غازیون پر وردان کا فریب ظاہر کرکے حکم کیا تم اسی کمین گاہ کے پاس جاکے شب گذارو اور علی الصباح جب
وردان اور مین ایکجا سے پر ملین اور تم کو پکارون تو دوڑتے آئیو - اسکی قوم کے دس شخص جب کمین گاہ سے آوین تم بھی ایک
ایک کا مقابلہ کرو اور مین وردان کا مقابلہ کرتا ہون اللہ تعالی چاہا تو مین اسکے واسطے بس ہون - ضرار کہا اے سردار مجھے
اسبات کا خوف ہے کہ اسکی قوم تمکو اپنے سردار سے باز رکھین اور تمہاری طرف متوجہ ہوجاوین اسلئے میری رائے یہہ ہے کہ ہم لوگ
ابہی انکی کمین گاہ مین جا پہنچین اگر انکو سوتے ہوئے پاوین وہین انکو قتل کردیکے انکی جگہہ پر ہم پوشیدہ بیٹھین اور جسوقت
وردان اپنے لوگونکو پکارے ہم دوڑتے ہوئے آکے اسکا کام تمام کرین خالد یہہ بات سنکے ہنسے اور کہا کہ اگر ممکن ہو ویسا ہی
کرو اور اس جماعت پر تم سردار ہو مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری مراد کو پہنچا دے - پس یہہ جماعت خالد کو اور سب
مسلمانون کو سلام کیا اور انسے دعا چاہی اور اپنے ہاتون مین تلوارین لئی ہوین روانہ ہوے اسوقت رات سے تہائی گذر گئی
تھی - پس ضرار جب اس مقام کے نزدیک جا پہنچے اپنے ساتھیون کو ٹھہرا دیکے آپ اکیلے کمین گاہ مین جاکے دیکھا کہ وہ سب دس
شخص نے جو اس فوج جنگ کی مشقت کھینچی تھی ہرے ماندے بیفکر سو گئے ہین یہہ دیکھکے لوٹ آئے اور اپنے ساتھیونکو

بشارت دی ہے ۔ شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ۔ ہر چیز کہ خواستم ز خدا شد میسرم ۔ پس کہنے لگا یارو وہ دس آدمی سوتے ہیں اب تم بہت آہستہ چلو تا ہمارے پاؤں کی آواز سے انہیں کوئی بیدار نہو وے اور دوڑ کر ان کو نہ جگاوے تم سے ہر ایک غازی انکے ہر ایک شخص کو مار ڈالے لاکن چاہئے کہ تلواروں کی مار ایک ہی ہو پس سب ہو کے خوش ہوئے اور اپنی تلواریں علم کیں اور آہستہ کمین گاہ میں جا کے ایکہی وقت ان کی گردنوں پر ضرب کیا اور انکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہنے لگے الحمد للہ یہہ پہلی فتح ہے پھر سب غازیوں نے تمام شب شکر الہی مین گذرانی اور اس سے مدد مانگتے رہے جب صبح ہوئی نماز سے فارغ ہو کے اپنے کپڑے اتار دئے اور ان مقتولوں کے رومی کپڑے پہن لئے اور انکی نعشیں پوشیدہ کر دیں اور [illegible] اور کشود کار کے امیدوار بیٹھے تھے واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی خالد نے سب مسلمانوں کو ساتھ لیکے نماز پڑھی اور اپنے لشکر کو بصورت لڑائی کے مرتب کیا اور اسی طرح رومیوں کا لشکر بھی آمادہ ہوا ایسے میں لشکر روم سے ایک سوار نکلا اور کہنے لگا ای گروہ عرب کیا تم نے بدعہدی کی کہاں ہے وہ معاملہ جو کل تمہارے اور ہمارے درمیان قرار پایا ۔ تب خالد اپنے لشکر سے نکلے اور کہا ہمارا طریقہ غدر اور بیوفائی کا نہیں ۔ تب وہ سوار کہا کہ وردان تیرا وفائی عہد چاہتا ہے ۔ خالد نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں تب اس سوار نے جا کے خبر دی وردان بہت خوش ہوا زرہ پہن لی اور اپنی نمائش کے واسطے جڑاؤ کی گردن بند اور سر بند اور تاج سے آراستہ ہو کے ایک اسپ پر چڑھا ہوا نکلا ۔ اور خالد بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے نکلے اور اس دشمن خدا کو دیکھہ کے کہنے لگے کہ اللہ تعالی چاہا تو اسکی زیب و زینت کا یہہ سامان مسلمانوں کی غنیمت ہے ۔ غرض جب ہر دو قرارگاہ پر پہنچے اپنے مرکبوں سے اترے اور ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے جناب خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہے بیان کر لاکن حق و راستی کو پیش نظر رکھہ اور یہہ بھی جان لے کہ تو اس شخص کے روبرو بیٹھا ہے کہ وہ کسیکے مکر و فریب کا کچھہ پروا نہیں کرتا ہے ۔ وردان کہا کہ تم کیا چاہتے ہو بیان کرو کہ تمہارے ہمارے درمیان معاملہ نزدیک پہنچا ہے اور لوگوں کی خونریزی سے ہاتھ رکھو ۔ اور اگر تم دنیا کی کوئی چیز چاہتے ہو تو میں بخل نکرونگا بطور صدقے اور خیرات کے دونگا کیونکہ ہمارے پاس کوئی گروہ تمہارے سے زیادہ ضعیف نہیں ہے تم لوگ ملک قحط کے رہنے والے برہنگی اور لاغری کے مارے مرے ہوئے ہو پس جو کچھہ منظور ہو لو اور ہمارے سے تھوڑے پر کفایت کرو ۔ جب حضرت خالد نے اس ملعون کا یہہ بیہودہ کلام سنا کہنے لگے اے کتے نصرانیہ کے مقرر خدای عز و جل نے ہمکو تمہارے صدقے اور خیرات سے بے پروا کر دیا ہے اور تمہاری عورتیں ہم پر حلال ہوئیں جب تک کہ تم کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں اگر تم ایمان نہیں لاتے ہو تو ہر شخص کے طرف سے جزیہ دیا کرو اس صورت میں تم خوار و ذلیل ہیں ۔ اگر اس سے بھی انکار ہے تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم تلوار ہے اللہ تعالی جسکو چاہیگا مدد دیگا ۔ واللہ ہمکو صلح سے لڑائی کی خواہش زیادہ ہے اور تو نے ہماری گروہ کا ضعف جو بیان کیا واللہ تم لوگ ہمارے پاس مثل کتوں کے ہو کہ ہمارا ایک شخص تمہارے ایکہزار آدمی

کو ضعیف جانتا ہے اور تیری یہ گفتگو صلح کی نہیں بلکہ فساد کی ہے اگر تیری گفتگو اس طرح سے ہے کہ مین اکیلا ہون اور اپنی قوم
سے جدا ہون تو جو ارادہ رکھتا ہے سو کر انشاء اللہ تعالی مین تیرے واسطے کافی ہون - وردان نے خالد کا یہ کلام سنتے
ہی اٹھا اور اچک کر انکے دونو بازو پکڑ لئے خالد بھی زور کر کے اپنے بازو چھوڑا لئے اور اسکے بازو پکڑ لئے اور دونو ملگئے اور ایک کو
دوسرے نے لپیٹ لیا تب اس دشمن خدا نے اپنی قوم کو پکارا کہ جلد آؤ کہ صاحب نے میری مدد کی ہے سردار عرب میرے قابو مین
آچکا ہے اسکا یہ کلام تمام ہونے نہین پایا تہا کہ ضرار اپنی جماعت لئے ہوئے دوڑے اس دشمن خدا نے سمجہا کہ اپنی قوم سے جب
ضرار اپنی تلوار کو جنبش دیتے ہوئے اور شیر کے مانند جست کرتے ہوئے نزدیک آپہنچے وردان کا حال متغیر ہوگیا - ضرار کہنے لگے
اے دشمن خدا تیرا وہ مکر و فریب کہان گیا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرنا چہتا تہا پہر ضرار کے ہمراہی
لوگ بھی تلوارین چمکاتے ہوین جب اسکے آگے گہیر لیا خالد نے فرمایا کہ اسکے مارنے مین جلدی نکرو جب تک مین حکم ندون -
وردان کے ہاتہہ پاؤن مین لرزہ پیدا ہوا سو زمین پر گر پڑا اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتا تھا اور امان امان پکارتا تھا خالد لکہا
کہ امان اسکو دیجاتی ہے جو امان کا مستحق ہو اور تو تو مکر و فریب کرنا چاہا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ضرار جب جناب خالد کا یہہ
کلام سنا اسکو مہلت نہ دی اس پر تلوار چلائی اور اسکے ہمراہی مجاہدین بہی اپنی تلوارون سے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور اسکا
سر کاٹ کے خالد اپنی تلوار کی نوک پر لیکے تکبیر کہتے ہوئے چلدئے روم کے لشکر والون نے دور سے دیکہہ کے سمجہا کہ وہ سر
خالد کا ہے اور مارے خوشی کے کودنے اور تالیان بجالانے لگے اور لشکر اسلام کے مجاہدین سے بعضے دلگیر ہوئے اور دعا
کرنے لگے جب خالد نزدیک آئے ہر دو لشکر کے درمیان کہڑے رہے اور بلند آواز سے کہا اے رومیو یہہ سر تمہارے سردار
وردان کا ہے مین خالد بن ولید صحابی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا - پس اسکا سر ناپاک انکے رو برو پھینکدیا
اور تکبیر کہتا ہوا حملہ کیا انکے پیچھے ضرار اور انکے ہمراہی لوگ بہی حملے کئے اور انکے پیچھے ابو عبیدہ بہی سب لشکر لئے ہوئے تکبیر
کہتے ہوئے حملے کئے - جب رومیون نے اپنے سردار کا سر دیکہا انکو یقین ہوچکا کہ عرب کے ہاتہہ سے ہم نہین بچنگے پیٹہ پہیر
پہیر کے بہاگنے لگے اور مجاہدین اسلام انکا پیچہا کر کے صبح سے عصر تک مارتے تھے روم کا لشکر جو نود ہزار کا تہا سو ان سے
پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے اور باقی متفرق ہو کے بعضے قیساریہ اور بعضے دمشق کے طرف بہاگنے لگے ایسے مین ایک
گرد و غبار ظاہر ہوئی یہہ دیکہتے کیا ہین کہ ایک لشکر آرہا ہے بعضون کو گمان ہوا شاید کہ ہرقل نے رومیون کے لئے مدد بہیجی
ہے - جب نزدیک آپہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر اسلام ہے جو صدیق اکبر نے روانہ فرمایا ہے رومیون سے جو لوگ بہاگتے
جاتے راہ مین اس لشکر والون کو ملتے تھے تو بلا توقف ان کافرون کو قتل کرتے تھے پس کفار ہر طرف سے مارے گئے
اور اس جنگ مین رومیون کے سونے روپے کی صلیب اور زنجیرین اور انکا مال و متاع گہوڑے اور ہتہیار اور مقام مسلمانو

کی لوٹ مین آئے تھے کہ فتوحات شام سے کسی فتح مین بھی اتنا مال غنیمت نہین آیا تھا۔ خدا نے چاہا تو دمشق
کی فتح حاصل ہوئے تک مین اسکی تقسیم کا حکم نکرونگا مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون **واقدی** رح
نے روایت کی ہے کہ یہہ اجنادین کا جنگ چہارشنبہ کے دن جمادی الاول کی اخیر تاریخ سن تیرہ ہجری مین
تیرہ روز آگے صدیق اکبر کی وفات سے واقع ہوا ہے دوسرے روز جو پنجشنبہ تھا خالد نے صدیق اکبر کے
نام ایک نامہ اس فتح ونصرت کی بشارت مین لکھا اور عبدالرحمن بن حمید الجمحی کے ہاتھ بھیجنے کا حکم کیا اسیوقت
روانہ ہووے پس عبدالرحمن نے اسیوقت وہ نامہ لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور جناب
خالد مع لشکر دمشق کے جانب کوچ کیا **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق ہر روز اخبار شام کی
تلاش مین ہمیشہ مدینہ طیبہ کے باہر آیا کرتے تھے پس ایام انتظار مین عبدالرحمن جا پہنچے اور بعضے صحابہ نے پوچھا
کہ ملک شام کی کیا خبر ہے انہون نے کہا کہ اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح ونصرت دی یہہ بات سنتے ہی وے صحابہ
جلد صدیق اکبر کی خدمت مین جا کر اس بشارت سے بشیر کیا حضرت ابوبکر صدیق نے اسیوقت سجدہ شکر مین سر
رکھا اور سجدہ دراز کیا یہان تک کہ عبدالرحمن آئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اب سر اٹھائیے مقرر اللہ تعالی نے آپکے آنکھین ٹھنڈی کین تب سجدہ سے سر اٹھایا اور انکے سلام کا جواب دیا
اور بشارت نامہ کھولا تو ابو عبیدہ کے ہاتھ کا لکھا تھا سب مسلمانونکو پڑھ سنایا سبکے سب بہت خوش ہوئے
اور شکر الہی بجا لایا اور خالد کے حق مین دعا کی اور اس فتح کی خبر سنکے مدینہ شریف مین اور اطراف ونواحی کے بہت سے
بہادرون کو جہاد کی خواہش پیدا ہوی سو چوطرف سے آنے لگے یہان تک کہ مدینہ طیبہ مین سات ہزار کا لشکر
جمع ہوا تب صدیق اکبر نے خالد کے مکتوب کا جواب لکھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر سے اسکو

جمیع المسلمین ترجمہ
یہہ عریضہ ہے طرف سے
خالد بن ولید کے خدمتمین
خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سلام

مزین کرکے اسی قاصد کے ہاتھ سے روانہ فرمایا۔ اس کے بعد سات ہزار کا لشکر ابوسفیان اور ربیعہ بن سعدی کر کے ساتھ دیکے دمشق کی طرف کوچ کرنے کا حکم کیا **دمشق کا جنگ** - **واقدی** سے منقول ہے کہ جب خالد نے مقام اجنادین سے صدیق اکبر کی خدمت مین نامہ روانہ کرکے دمشق کے جانب کوچ کیا۔ اہل دمشق نے اپنے لشکر کی ہزیمت اور اکثر دلیر لوگ معہ وردان کے مارے جانے کی حقیقت خالد دمشق کی طرف متوجہ ہونے کی خبر وحشت اثر سنکے بہت ہی گھبرائے۔ اور مقام اجنادین سے بھاگے ہوے لوگ اور اکثر دیہات کے رہنے والے بھی آن کے دمشق کے قلعے مین پناہ لی اور سامان جنگی بھی قلعے مین مہیا کیا۔ ایسے مین جب جناب خالد بھی مع لشکر جرار جا پہنچے دمشق والونکو اپنی ہلاکت یقین ہو چکی اور خالد نے دیر کے مقام پر نزول کیا جو پہلے اترے تھے اور وہان سے دمشق آدھے کوس کی مسافت پر واقع ہے۔ اور جناب ابوعبیدہ کو بلوا کے کہا کہ تم کو یہہ بات تو معلوم ہے کہ جب ہم لوگون نے یہان سے کوچ کیا اس شہر والون نے ہمارا پیچھا کرکے کیسی دغابازی کی۔ اب تم دروازہ جابیہ پر جاکے اترو اور اہل دمشق کے مکروفریب سے بہت ہوشیار رہو۔ اور **یزید بن ابی سفیان** کو باب صغیر پر۔ اور **شرحبیل بن حسنہ** کو باب توما پر۔ اور **عمرو بن العاص** کو باب الفرادیس پر اور **قیس بن ہبیرہ** کو باب کیسان پر اترنیکا حکم کیا۔ اور باب مرقش تو بند تھا اسپر لڑائی نہین ہوئی اسیواسطے عرب اسکا نام باب السلامت رکھا تھا۔ اور خود **خالد** دروازہ شرقی پر نزول فرمایا۔ **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابوعبیدہ کے واسطے دروازہ جابیہ کے قریب پوست طائفی کا ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اگرچہ لوٹ مین آے ہوے ہزارون مکلف اور عمدہ خیمے حاضر تھے لاکن انکو استعمال مین نہین لانے کے کئی سبب ہین پہلا سبب یہہ کہ انکو دنیا کی شوکت اور تجمل سے بڑی کراہت تھی دوسرا

[illegible] کافرون سے تیرون کا [illegible] اسلام [illegible] شام [illegible] جنگ [illegible] یہ حالت تھی [illegible]
[illegible] حاجت [illegible] اللہ تعالی کا نام نہین لیا گیا تھا مگر ہر ایک
[illegible] یا نصر اللہ [illegible] پکارتا تھا اور [illegible] مدد کے نزدیک جا پہنچے
[illegible] دروازے پر نزول کیا - اہل دمشق
[illegible] باقی رہے تھے اور اپنے زن واطفال انکے ہاتھ سے گرفتار
ہونے [illegible] اہل اسلام بھی تیر پھینکنے لگے یا منگ کہ دو طرف بہت سے
لوگ زخمی [illegible] دروازہ شرقی پر جنگ ہو رہا تھا کہ ایسے مین عبد الرحمن بن حمید جمحی نے مدینہ طیبہ سے ابوبکر صدیق کا
نامہ لیکے پہنچا [illegible] بہت خوش ہوئے اور نعرہ زنان اسلام کو یہ خوشخبری سنا دی کہ ابوسفیان اور عمرو بن معدیکرب کے ہمراہ
مدینہ منورہ سے تمہاری مدد کے لئے سات ہزار کا لشکر آتا ہے باب شرقی پر جو لشکر حاضر تھا اسکے سب مجاہد بہت خوش ہوئے
اور اس روز شام تک لڑائی جاری تھی جب رات ہوئی ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے اور مسلمانون کے لشکر کا ہر
سردار اپنی فوج لیا ہوا ہر دروازے پر ٹھہرا اور خالد نے ابوبکر صدیق کا وہ مکتوب ہر دروازے پر روانہ کیا ہر سردار اپنی فوج
کو پڑھ سنایا مسلمان بہت خوش ہوئے اور تمام رات ہوشیار رہے تاکہ کوئی لشکر ہرقل کے طرف سے نہ آوے اور ضرار
مع دو ہزار سوار قلعے کے اطراف پھرتے تھے تاکہ اہل دمشق ارادہ شبخون کا نہ کرین - اور دمشق کے عاقل اور دانشمند
لوگ جمع ہوکے توما کے پاس گئے جو انمین بڑا شجیع اور بہادر اور لڑائی کے فن مین بڑی مہارت رکھتا تھا اسیلئے ہرقل نے
اسکو اپنی بیٹی دی تھی اور توما سے سب احوال جا کہہ گئے اور کہا کہ عرب سے مقابلے کی ہم کو طاقت نہین اب تو انسے صلح کر یا
ہرقل کو لکھ کہ ہمارے مدد کے لئے ایک لشکر بھیجے توما یہ سنکے کہنے لگا کہ مین عرب سے مقابلہ کرتا ہون اور انکے سردار کو
مار ڈالتا ہون تم خاطر جمع رہو جب صبح ہوئی مسلمانون کا ہر سردار اپنی فوج کو لے کے نماز پڑھی اور سب فوجین جنگ
پر آمادہ ہو گئین - اور توما بھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور نصرانیون مین جو ایک بڑا زاہد تھا وہ بھی اسدن اپنے مکان سے نکلا اور
صلیب اعظم اسکے سر پر تھی اور دروازہ توما کے برج پر اس صلیب کو لا کے کھڑا کیا اور نصرانیون کا ایک عالم اپنے ہاتھ
مین انجیل لیا ہوا کھڑا تھا - توما نے صلیب کے قریب آیا اور انجیل کی ایک سطر پر ہاتھ رکھ کے کہنے لگا - ای اللہ [illegible] ہم
اس شخص کو جو [illegible] اور تباہ کر [illegible] ہم نزدیکی چاہتے ہین تیری اس صلیب کے وسیلے سے اور اسکے وسیلے سے جو سولی
دیا گیا [illegible] نشانیان ربوبیت کی اور افعال لاہوتیہ کے اور وہ شخص قدیم ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھ ہی دنیا
مین آیا پھر [illegible] سات لوٹ گیا غرض توما نے ایسے ہی کلمات کفر کے اور اسکی تہ مین لکھی تھی [illegible] شرحبیل بن حسنہ اپنی فوج

لیکر دروازہ توما پر جو کھڑے تھے اسکے یہہ کلمات آخر سنتے ہی غضب میں آئے اور سب سوار ان اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے
شرجیل بن حسنہ کہا کہ ای دشمن خدا تو جہوٹھ کہتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثل اللہ تعالیٰ نے بے باپ آدم کی طرح
کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے - زندہ رکھا انکو جب تک اسنے چاہا اور اٹھا لیا انکو جب چاہا - پھر یہہ فریقین میں لڑائی
شروع ہوی شرجیل نے اسدن لڑائی میں بڑی سختی کی اسروز مسلمان گھوڑون پر سوار تھے اور کفار قلعہ کی
بلندی پر تھے اور تیر چلاتے تھے انکو تیر چلانے کا تہا اہل اسلام پیچھے ہٹے [illegible] تیر
پتھر چلانے میں بڑی ہی کوشش کی اور معرکے میں ثابت قدم رہے - اور بہت لوگ زخمی ہوئے انہیں زخمیوں سے ہیں
ابان بن سعید بن العاص کہ انکو زہر آلود تیر لگا انہون نے جلدی اپنا عمامہ کہولکر زخم پر باندھ لیا
لوگ انہیں معرکے سے اٹھا لائے اور زخم کو کہولکر دیکہنا چاہا ابان نے منع کیا اور فرمایا کہ اسکو کہولتے ہی میری جان
نکل جائیگی واللہ مین بارگاہ الٰہی سے جو چیز چاہتا تہا اللہ نے مجہکو دیا - لاکن مسلمانون نے انکا کہنا نہ مانا عمامے کو کہولا ابھی
عمامہ پورا نہین کہلا تہا کہ انہون نے اپنی آنکہہ کو آسمان کی طرف کی اور انگلی اٹہا کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور رحلت کی اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرے انکی بی بی
ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ نئی عروس تھین کہ جنگ اجنادین کے روز انکا نکاح ہوا تہا ابھی انکے ہاتون سے مہندی
کا رنگ اور بدن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تہی - جب اس بی بی نے اپنے شوہر کی شہادت سنی بے اختیار معرکے کی طرف
دوڑی بسبب دراز دامن کے اور مارے گھبراہٹ کے راہ مین ٹہوکرین کھاتی تھین جب شوہر کے لعش کی پاس آئین
صبر کیا اور کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور زبان حال سے کہین ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد پھر زبان قال سے عربی مین چند باتین جو کہین اسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہے - گوارا اور
مبارک ہو تہین وے نعمتین جو اللہ نے تم کو عطا کین - اور تم روانہ ہوے طرف جنت کے حور عین اور زیارت ہمسایگی
پروردگار کے الیسا پروردگار کہ جسنے ایکجا کیا تم کو اور ہم کو پھر جدا کر دیا اسنے - قسم ہے خدا تعالیٰ کی ہر آئینہ مین جدی
کوشش کرونگی یہان تک کہ تم سے آملون - کس واسطے کہ مین آرزومند اور مشتاق تمہاری ہون نہ آسودہ ہوئی مین تمسے
اور نہ تم مجہسے - لاکن اللہ تعالیٰ نہین چاہا - اور مجہکو تم سے نامراد رکھا - پس مین نے یہہ بات اپنے پر حرام کر لی کہ تمہارے
بعد کوئی مرد مجکو ہاتہ لگاوے - اور وقف کیا مین نے اپنی جان کو اللہ کی راہ مین - قریب ہے یہہ کہ تم سے ملونگی - اور مین
اللہ تعالیٰ سے امید رکھتی ہون کہ یہہ بات جلد واقع ہوگی - پھر انکی تجہیز و تکفین کے بعد خالد مع جماعت ان پر نماز پڑہی اور
دفن کیا آج بھی انکی مزار مشہور ہے - کہتے ہین کہ انکے دفن کے بعد انکی بی بی نہ انکے غم مین روئین نہ انکی قبر پر ٹھہرین

بلکہ جو انکی اپنی جگہ پر آکے اپنا لباس اتار دیا اور ہتیار باندھ لیا اور ڈھال تلوار لی اور خالد کے سے اطلاع پاتے توما
پر جو تعینات تھی آگئی اور اپنے جیش کے داخل ہو گئیں۔ شرجیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ نصرانیوں سے ایک شخص صلیب
لیا ہوا تھا اور ہم کے آگے آگے آتا تھا اور ہمارے طرف اشارہ کر کے صلیب کو مدد چاہ رہا تھا ایسے میں بی بی ام ابان نے ایک
ایسا تیر اسکی طرف چلایا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہماری طرف گر گئی اسکے جواہر چمکتے تھے اور مسلمان اسکو اٹھانے
کے لیے دوڑے۔ یہ حال دیکھ کے توما نہایت غضبناک ہوا اور جلد دروازہ کھلوا کے مع لشکر دمشق باہر آیا تا ہمارے سے جنگ
کرے اور مسلمانوں نے بلند صلیب دیکھ کر جرات کر کے آپ لڑائی آغاز کی اور توما میرے نزدیک آیا اور لگا اور دیکھ کہا کہ
ڈال دو میں نے سامنے سے ڈھال دیکھ کے اسکا مقابلہ کرنے لگا تب اس دشمن خدا نے اپنے لوگوں کو پکارا کہ صلیب اٹھالو سب کے
سب صلیب اٹھانے کی طرف متوجہ ہوئے قریب تھا کہ اٹھالیں بی بی ام ابان نے پوچھا کہ یہ کون ہے جو صلیب کے اٹھانے
پر اپنے لوگوں کو ایسی ترغیب دے رہا ہے۔ مجاہدوں نے کہا کہ توما ہی ہے جس نے تمہارے شوہر کو مار ڈالا۔ بی بی ام ابان نے
یہ بات سنتے ہی ایک تیر چلایا اور کہا بسم اللہ علی برکت رسول اللہ پس وہ تیر توما کے داہنی آنکھ میں جا لگا اور
وہیں گیا وہ دشمن خدا چلاتا ہوا بھاگا اور قلعے میں داخل ہو گیا اسکی قوم بھی قلعے میں داخل ہو کے دروازہ بند کر لیا
اور اسکے اطبا وہ تیر ہر چند اسکی آنکھ سے نکالنا چاہا لیکن وہ ہرگز نہیں نکلا آخر لوگ اسکی لکڑی کو کاٹ کے اسپر پٹی
باندھ دی اور وہ نالہ فریاد کرتا تھا وہ روز رسیاہی درد و الم میں گذرا جب شب آئی اور کچھ اسکے درد میں سکون ہوا
اسکی قوم کہنے لگی کہ ہم نے آگے نہ کہا تھا کہ عرب بڑے جانباز ہیں انکے ساتھ ہم کو مقابلے کی طاقت نہیں بہتر ہے کہ
مصالحہ کر لیں تو نے ہمارا کہا نہ مانا آخر جو ہونہار تھا ہوا اب بھی مناسب یہی ہے کہ ان سے مصالحہ کر لیں۔ توما ملعون
یہ بات سنکے باوجود اس تباہی اور خواری کے اپنی قوم پر غصہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی نامردی ہی کے سبب عرب
کی جماعت نے غلبہ کر لیا اور صلیب بھی ہم سے خفا ہو کے جاتی رہی اگرچہ میری آنکھ زخمی ہوئی لیکن میں بدلہ لئے
سوا انکو نہ چھوڑونگا۔ اور میری ایک آنکھ کے عوض انسے ہزار آنکھ لونگا۔ اور ایک ایسا مکر کرونگا کہ جسکے ذریعے سے
انکے سردار تک پہنچ جاؤنگا اور اسکو پکڑ لونگا اور اسکے لوگ کو مار ڈالونگا اور انکا مال لوٹ لونگا پھر انکے مال اور
سردار کو ہرقل کے پاس بھیجدونگا اور اسی پر اکتفا نہ کرونگا بلکہ ایک لشکر جمع کر کے ملک حجاز میں جاؤنگا اور انکے
سردار اور چھوٹے کو قتل کرونگا اور انکے نشانیوں کو مٹادونگا اور انکے مسجدوں کو کھود ڈالونگا اور انکے شہروں کو
وحشیوں کا مسکن بنادونگا۔ اس ملعون کے کفر و نخوت کے لبوں سے یہ بیہودہ باتیں نکلتی تھیں لیکن اسکی
تقدیر نے اسکی موت سے تدبیر مٹا دی تھی اور اسکی پھوٹی آنکھ کے طرف اشارہ کر کے یہ فرد فی البدیہہ اسکے حسب حال

پڑھیتی تھی سے ؏ این مراتب کہ دیدہ خبر ولیست * کار گل ہنوز درقدر است * غرض تو ما ملعون اپنی قوم کو ترغیب و تحریص دیکے دوسرے دن جنگ پر لے آیا اس روز بھی صبح سے قریب عصر تک بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ جب عصر کا وقت آپہنچا جنگ موقوف ہوا ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے مسلمانون نے نماز عصر ادا کی جب شام ہوئی آگ روشن کی گئی جب مغرب اور عشا سے فارغ ہوئے تلاوت قرآن مین مشغول ہوئے اور تو ما اس شب مین اپنے سپہ لشکر کو بلوایا اور کہنے لگا کہ اب عرب جنگ سے تھک گئے ہین کوئی سوتا ہوگا اور کوئی بیدار ایسے وقت مین چاہئیے کہ ہم وقتہ ایسا شب خون کرین کہ وے اپنی ہتھیار تک کھینچ نہ سکین اکی قوم کو یہ بات سنی بہت دلیر ہوئی پس اس دشمن خدا نے دروازہ کھلوا کے قوم کو ہمراہ لیا ہوا باہر نکلا اور اپنے لوگونکو تاکید کی کہ ہر مسلمان کو قتل کرو اور اگر کوئی تم سے امان طلب کرے اسکو امان نہ دو مگر انکے سردار کو۔ پس کافرون نے یکایک حملہ کیا اگرچہ عرب اہل دمشق کے اس مکر و فریب سے غافل تھے لاکن اکثر اپنی جگہون پر ہوشیار تھے اور بعضے خواب مین تھے جب کفار کی آوازین سنین جلد با ہتھیار ہوگئے اور جو لوگ سوتے تھے ان کو جگا و یا ابہی دشمن ان کے نزدیک نہین پہنچے تھے پیش قدمی کرکے نکلے مگر بے ترتیب تھے اور رات اندھیری تھی پھر دو طرف سے تلوارین چلنی لگین اور آوازین بلند ہوئین خالد جو مقام دیر پر اترے تھے اور سب مجاہدین کے عیال و اطفال بھی وہین تھے تا یکبیک لڑائی کا غل دیر تک جا پہنچا خالد نے سمجھا کہ شاید دشمنون نے کچھ مکر و فریب کیا ہے اور مسلمانون کی بے خبری کی حالت مین ان پر جا گرے ہین پس خالد بحواس اور گھبرائے ہوئے اٹھے اور بلند آواز سے کہا واغوثاہ واسلاماہ

وا محمداہ اکیدا قومی و رب الکعبۃ اللھم انظر الیھم بعینک التی لا تنام وانصرھم

ولا تسلمھم الی عدوھم ترجمہ واے ای فریاد رس واے ای اسلام واے ای محمد علیک الصلواۃ والسلام فریب کی یہہ قوم قسم ہے رب کعبہ کی الہی تو دیکھ ان کے طرف اپنی آنکھون سے جو نہین سوتے ہین اور نصرت دے تو مسلمانون کو اور مت حوالے کر انکو انکے دشمنون کے طرف۔ پھر شحان بن زید طائی پر اور عدی بن حاتم طائی کو بلوا کے حکم کیا کہ تم میری جاے پر رہو اور عورت بچون کی حفاظت کرو۔ اور چھار سو سوار کو اپنے ہمراہ لیا اور باقی لشکر کو شحان کے پاس چھوڑ کے ایسی جلدی سے سوار ہوئے کہ سر پر خود رکھنے اور زرہ پہننے کی بہی فرصت نہ پائی اور اپنے گھوڑے کو ہانکا اور وے چھار سو سوار بھی ان کے پیچھے گھوڑے اٹھائے اور مسلمانون کی حالت پر خالد کو بڑی رقت آئی سوا انکے آنکھون سے اشک جاری تھے اور بڑی جلدی سے قتال گاہ پر آپہنچے اس وقت جنگ ہو رہا تھا اور اہل اسلام تکبیر دن سے آوازین بلند کی تھین ایسے مین جب خالد نے آپہنچے اور بلند آواز سے

لکھا کہ بشارت ہو تم کو ای مسلمانو کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے مدد روانہ کی ہے مین کافرونکو ہلاک کرنے والا ہون
مین خالد بن ولید ہون پھر اپنے ساتھیونکو لیکے ایسا سخت حملہ کیا کہ بہتیرے کفار انکے ہاتھ سے تہ تلوار ہوئے
اور انکے بڑے بڑے دلیر مارے پڑے واقدی رح نے روایت کی ہے کہ اسی شب مین شرجیل بن حسنہ کو توما ملعون کے
ساتھ ایسا سخت معاملہ پیش آیا کہ جسکے ساتھ ویسا معاملہ پیش نہین آیا تھا اسنے ... کہ توما نے صفون کو
پھاڑ ڈالا تھا اور سردار لشکر شرجیل بن حسنہ کو ڈھونڈتا ہوا اسکے قریب مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے تو ... سردار ... تیر مارا ہے
مجھے زخمی کیا مین رکن ہون بادشاہ کا مین مددگار ... صلیب کا - تب شرجیل بن حسنہ نے ... کہا
کہ اے دشمن خدا مین ہی ہون سردار قوم کا اور مین ہی ہون ... جماعت کا اور لینے والا تمہاری صلیب کا
مین ہی ہون کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ جب توما نے یہ سنا تب آگے ہوکے اونہن سے مقابلہ کیا پھر
دونون مین ایسی شمشیر بازی ہوئی کہ لوگون نے مدتون سے ویسا معاملہ نہین دیکھا تھا اسی حالت مین آدہی رات گذری
اور بی بی ام ابان نے شرجیل بن حسنہ سے دور ہوکر تیراندازی کی اور ایسی تیراندازی کین کہ انکا کوئی تیر خطا نہ کیا ...
کافر سوا یہانتک کہ سب تیر آخر ہوگئے ایک تیر کے سوا باقی نرہا ایسے مین ایک رومی جب انکے قریب پہنچا اسپر وہ تیر چلایا
وہ اسکے سینے مین جالگا وہ موت کے قریب تھا کہ اپنی قوم کو پکارا اسکی اعانت کے لئے اسکی قوم ور آئی ایسے مین وہ
کافر مرگیا رومیون نے ام ابان کی بہادری دیکھ کے انکو مرد ہی سمجھا تہا سو ایک گروہ رومیونکا اس بی بی کو گھیرلیا اور رومنے
قید مین لایا۔ ایسے مین شرجیل نے توما پر تلوار کا ایک سخت ضرب کیا اسنے اس ضرب کو اپنی ڈھال پر اوڑ لیا اور شرجیل کی
تلوار ٹوٹ گئی توما نے سمجھا کہ اب یہ بھی قیدی ہوگئے اسی طمع سے اسپر حملہ کیا ایسے مین دو سوار ظاہر ہوئے اور انھون
نے دیکھا کہ بی بی ام ابان کو ایک سوار پکڑا ہوا ہے اور وہ فریاد کرتی ہین ایسے مین وے دو سوار آپہنچے ایک تو
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے دوسرے ابان بن عثمان ان ہر دو نے اس سوار کو مار ڈالا جو بی بی ام ابان کو
پکڑا تھا اور اس بی بی کو اور شرجیل بن حسنہ کو دشمنون کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ تب توما اپنی شہر کی طرف پلٹ گیا واقدی
رح سے منقول ہے کہ اس شب مین دروازہ جابیہ پر ابو عبیدہ اپنے خیمے مین نماز پڑھ رہے تھے ایسے مین دمشق والون
کی آوازین بلند ہوئین کہ وے اس دروازے سے نکلے تھے تب ابو عبیدہ نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
پھر ہاتھیار ہوئے اور اپنی فوج لے کے نکلے اور تکبیر کہتے ہوئے جنگ شروع کیا۔ جرجی بن قالا کافرونکا سردار تھا۔ ابو عبیدہ
اور انکے ساتھی لوگون نے ایسا سخت جنگ کیا کہ دشمنون سے کوئی نہ بچا اور انکا سردار جرجی بھی مارا گیا۔ اس رات
جناب خالد بھی آئے ایسا جنگ کیا کہ ویسا قتال کوئی نہین دیکھا تھا وہ اسی حالت مین تھے کہ ضرار بھی آپہنچے درحالیکہ وہ

خون آلودہ تھے خالد نے پوچھا کہ ای ضرار تمہارا کیا حال ہی کہا اسے سردار جو آفکار کہ باب الصغیر کی طرف سے یزید بن ابی سفیان
پر نکلے تھے مین نے اپنے بہائیونکی تائید کی اور دشمنون پر سخت حملے کئے اور شمار کیا تو ڈیڑھ سو کافر میرے ہاتھ سے مارے
گئے اور میرے ساتھیون نے اس قدر دشمنونکو مارا کہ جس کا شمار نہو سکا خالد یہہ سنکے بہت خوش ہوئے پھر وہان سے
شرجیل بن حسنہ کی طرف آئے اور انکی جوانمردی کا شکریہ ادا کیا - واقدی رح کہتے ہین کہ یہہ رات سخت تھی کہ ایسی
شب کبھی پیش نہین آئی تھی اس رات مین مسلمانون نے ہزارہا رومیونکو مار ڈالا جب لڑائی موقوف ہوئی اور ہر گروہ اپنے
اپنے مکان کی طرف مراجعت کی - دمشق کے بڑے بڑے رئیس جمع ہو کے توما کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تجھے آگے ہی
کہا تھا کہ مسلمانون کے ساتھہ ہم کو لڑائی کا مجال نہین پس مصالحہ کر لینا بہتر ہے تو نے ہمارا کہا نہ مانا اور ہمارے ہزارون
دلیرونکو کٹا دیا اب ہم تنگ آگئے ہین بہتر ہے کہ تو انسے مصالحہ کر لے اگر تو اب بہی ہمارا کہا نہین مانتا ہی تو ہم انسے مصالحہ
کر لیوینگے اور تیرے حال پر تجھکو چھوڑ دین گے - توما کہا ای قوم مجہہ کو تھوڑی مہلت دو تا بادشاہ کو خط لکھون اور
جواب منگالون - پہر اسیوقت خط لکھا ای قوم جنگ اجنادین مین جو شکست فاحش پائی اور دمشق کی لڑائیون مین جو
تباہی اٹھائی اور اپنی آنکھہ جو زخمی ہوی اور اپنی قوم تنگ آکے جو مصالحہ چاہتی ہی یہہ سب احوال من وعن ظاہر کیا اور صبح
ہونیکے آگے قاصد کے ہاتہہ دیکے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا - جب صبح ہوی لشکر اسلام امادۂ جنگ ہوا اور سب
دمشق والون نے جمع ہو کے خالد کے پاس یہہ پیام بھیجا کہ ہم کو کچھہ مہلت دو تا اپنے کام مین سوچین خالد نے نہین
مانا اور انکار کیا - تب اہل دمشق بہت گہبرائے لڑائی کی طاقت تو نہین تھی اور صلح کرنی ہی چاہتے تھے لاکن ہرقل کے
جواب کا انتظار تھا - انمین ایک رومی بوڑہے نے جو اگلی کتابون سے واقف تہا انسے کہنے لگا کہ اے قوم گو کہ تمہارا بادشاہ
ایک لشکر انبوہ بھی لے آوے - مسلمانون پر غالب نہو سکیگا کیونکہ مینے کتابون مین دیکھا ہی کہ ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سید المرسلین اور خاتم النبیین ہین اور قریب ہے کہ انکا دین سب دینون پر غالب ہو جائیگا پس تم حیلہ جوئی چھوڑ دو
اور وے جو تم مانگین ان کو دیکے صلح کر لو تمہارے واسطے یہی بہتر ہے - اس کی قوم یہہ کلام سنکے خوش ہوی چونکہ اسکو
عالم اور بزرگ جانتے تھے اسی کی طرف میل کیا - اور بولے کہ ہم تیرے رای کا خلاف نکرین گے تب اسنے کہا کہ مسلمانونکا
وہ سردار جو دروازۂ شرقی پر ہے یعنی خالد وہ ایک خونریز ہے سو وہ صلح قبول کرنا نہایت دشوار ہے - انکا دوسرا
سردار جو دروازہ جابیہ پر ہے یعنی ابو عبیدہ البتہ اس سے امید ہے کہ مصالحہ قبول کرے پس تمام اہل دمشق آپس مین
پر متفق ہو کے اسی شب مین ابو عبیدہ کے پاس آئے اور بڑے الحاح سے مصالحہ چاہا - ابو عبیدہ نے قبول کیا - اس
وقت دمشق مین نصارا کے آٹھہ کنیسے تھے سو انہون نے عرض کی کہ وے ہمارا آٹھون کنیسے چھوڑ دیجئے - ابو عبیدہ نے

[illegible] پس جب صلح موکد ہوئی اہل دمشق
[illegible] صحابی اور عامہ مسلمین سے بیٹھے آدمی
[illegible] جمادی الثانی کی گیارہویں ۱۳ھ تیرہ ہجری میں واقع ہوا -
[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوکے
حضرت نے فرمایا [illegible] اِن شَاءَ اللہ تعالیٰ یعنی اسی رات میں اللہ تعالیٰ چاہا تو شہر فتح ہوجائیگا -
حضرت ابوعبیدہ [illegible] نے حضرت کو ایسا دیکھا کہ جلدی پر ہیں عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ میں نے
ابوبکر صدیق کے جنازے پر جانے کے لئے آیا ہوں پھر میں بیدار ہوا تو اسیوقت اہل دمشق نے آکے مصالحہ چاہا واقدی
نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ دروازہ جابیہ سے داخل دمشق ہوئے - اور خالد کو مطلق اس مصالحے
سے خبر نہیں تھی انھوں نے دروازہ شرقی پر بڑی شدت اور سختی کی لڑائی ڈال رکھی تھی اور اہل دمشق پر بہت غضب میں
میں تھے کیونکہ خالد بن سعید ان کے تیر زہر آلود سے شہید ہوئے تھے پس خالد بن ولید اپنی نماز پڑھکے دروازہ
شرقی اور دروازہ توما کے مابین دفن کیا تھا - اسی راوی سے منقول ہے کہ روم کے قسیسوں سے ایک شخص کہ جسکا نام
یوشا بن مرقش تھا دمشق میں رہا کرتا تھا اسکا مکان دروازۂ شرقی کے قریب شہر پناہ سے ملا ہوا تھا - اور اسکے پاس
کتاب ملاحم دانیال پیغمبر علیہ السلام کی تھی اسمیں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
صحابہ کے ہاتھ پر شہروں کو فتح کریگا - اور انکا دین سب دینوں پر غالب ہوویگا سو اسنے جمادی الثانی کی گیارہویں
تاریخ شب سنے گھر کی دیوار کو نقب ڈال کے نکلا اور جناب خالد سے آملا اور حقیقت حال بیان کی اور اسنے لئے اور
اپنے اہل و عیال کے واسطے امان چاہا خالد نے امان دیا اور اسکے ساتھ ایک سو مسلمان کو روانہ کیا اور ان پر کعب
بن ضمرہ کو سرداری دی اور تاکید کی کہ تم اس نقب سے قلعے میں داخل ہوجاؤ اور تکبیر سے اپنی آوازیں بلند کرو - اور
قلعے کے دروازے توڑ دو تاہم اس سے داخل ہوجاویں - پس سو مجاہدین یوشا کے ہمراہ نقب سے داخل ہوگئے اور
تکبیروں سے اپنی آوازیں بلند کیں - اہل دمشق جو قلعے کے اوپر لڑ رہے تھے جب تکبیر کی آوازیں سنیں سمجھ گئے کہ عرب
داخل شہر ہوگئے پس مارے خوف کے انکے ہاتوں سے ہتھیار گر پڑیں - اور کعب بن ضمرہ نے دروازے کا قفل اور
زنجیریں توڑ ڈالیں اور جناب خالد مع لشکر تکبیر کہتے ہوئے اور کافروں کو قتل اور قید کرتے ہوئے داخل شہر ہوچکے اور
کنیسہ مریم تک پہنچ گئے - اور اسی جگہہ خالد اور ابوعبیدہ کی فوجیں ایک دوسرے کے روبرو ہوئیں - خالد نے دیکھا کہ
حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کے ہاتوں میں تلواریں علم نہیں فقط ایک ابوعبیدہ تلوار نکالے ہوئیں اور نصارا کے قسس اور

راہب انکے سامنے چلے ہیں۔ جناب خالد کو اس حالت سے بڑی حیرانی ہوئی اور کمال تعجب سے انکی طرف نظر کی حضرت
ابو عبیدہ نے دیکھا کہ خالد کے چہرے پر ناخوشی کی علامت ظاہر ہوئی کہنے لگے کہ اے امیر ہمارے اور انکے درمیان
صلح ہو چکی ہے جناب خالد نے کہا صلح کیا چیز ہے بعونہ تعالیٰ ہم تو بزور شمشیر فتح کیا ہے ابو عبیدہ نے فرمایا کہ میں نے
ان سے مصالحہ کر چکا خالد نے کہا کہ تم نے میری بے اطلاع کیسا قبول کیا حالانکہ میں تم پر امیر ہوں میں شمشیر اپنی موقوف
نہ کرونگا جب تک انکو فنا نہ دونگا۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا اے امیر مجھے اس بات کا تیقن تھا کہ تم کسی امر میں میری
رای کا خلاف نہ کروگے اللہ تعالیٰ رحمت کرے تم پر۔ پھر کبار صحابہ جمع ہو کے اس باب میں مشورہ کرنے لگے بعضوں
نے کہا کہ یہ ماجرا صدیق اکبر کی خدمت میں لکھیں وے جو حکم کرتے ہیں اسپر عمل کریں۔ جناب خالد نے یہ تجویز مان لی اور
اہل دمشق کو پناہ دی مگر توما اور ہربیس کو اور انکے لشکریوں کو نہیں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ رومیوں کے یہ ہر دو
سردار بھی صلح کے وقت جب شہر میں تھے میری صلح میں داخل ہو چکے۔ خالد نے فرمایا واللہ اگر تمہاری امان نہ ہوتی
میں ان ہر دو کو مار ڈالا ہوتا لاکن اب وے ہر دو ملعون اس شہر سے جدہر چاہیں نکل جاویں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ میں بھی
اسی اقرار پر صلح کی ہے توما اور ہربیس جب ابو عبیدہ اور خالد کی یہ منازعت دیکھی گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے
مقتولوں کے خون کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں بلکہ یہی چاہتے ہیں کہ تم ہم کو چھوڑ دو کہ ہمارے لشکر سمیت جدہر چاہیں چلا جاویں
خالد نے فرمایا کہ اچھا تم ہماری ذمہ داری میں ہیں جدہر چاہیں چلا جاو لاکن جب تم دار الحرب میں لینے تم جس زمین کے
مالک ہو پہنچوگے ہمارے ذمہ سے نکل جاؤگے۔ وے ہر دو ملعون نے کہا کہ ہم کو تین دن کی مہلت دو ہمارا پیچھا نہ کرو جب
تین دن گذر جائیں تمہارے ہمارے درمیان عہد باقی نہ رہیگا۔ خالد نے فرمایا اچھا تم اپنا مال و اسباب چھوڑ دیں فقط تم
اپنے کھانے کی چیزیں لیجاویں۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ صلح اس بات پر ہوئی ہے کہ وے اپنے مال و اسباب سمیت جاویں
جناب خالد نے فرمایا اچھا میں نے یہ بھی قبول کیا لاکن یے لوگ بلا ہتھیار چلا جاویں۔ وے ہر دو کہنے لگے اگر ہمارے پاس
ہتھیار نہ ہے راہ میں کوی بلا آوے تو ہم کس طرح اسکو دفع کریں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر شخص کے لئے ایک ہتھیار
کی رخصت دیجیے۔ آخر جناب خالد نے قبول کیا۔ پس توما اور ہربیس نے اپنی قوم کو جمع کر کے حکم کیا کہ اسباب نکالیں
توما کے حکم سے شہر کے باہر ایک خیمہ ریشمی استادہ کیا گیا کہتے ہیں کہ ہرقل کا ایک خزانہ تھا جس میں قریب تین سو بوجھ
کے طلائی کپڑے تھے وہ اور اسکے سوا اور مال و اسباب شہر کے باہر لیجا کے جمع کئے خالد نے انکے مال و اسباب کی
کثرت دیکھ کے حیران ہوے اور اپنے ہر دو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا وَمَلِّکْنَا
اِیَّاہُ وَاجْعَلْ ھٰذِہِ الْاَمْتِعَۃَ فَیْئًا لِلْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ترجمہ یعنے اے اللہ کر دے تو اس کو ہمارے واسطے

اور مالک نے وصیت تو نہیں کیا اسکا اور کرتا اس مال کو غنیمت واسطے مسلمانون کے بہ تحقیق تو سننے والا دعا کا ہے۔ القصہ اہل دمشق
نے صلح کے عوض جتنا مال دینے کا اقرار کیا تھا اتنا مال لا کے حاضر کیا ابو عبیدہ اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا
کہ تم چلا جاؤ تین دن تک تمہارے ساتھ کچھ تعرض نہین اسکے بعد اگر کوئی مسلمان تم تک پہنچیگا اور پکڑیگا تو اسپر کچھ ملامت نہین
پس جب تین دن گذر گئے خالد انکا پیچھا کرنے کی فکر مین تھے لاکن رستہ معلوم نہونے اور دوسرے لوگ راہ طے کر جانیکے
اندیشے سے حیص و بیص مین تھے ایسے مین یونس نے آکر کہا کہ مین راہبری کے لئے حاضر ہون۔ یونس کا قصہ یہ ہے
کہ دمشق کے محاصرے کے ایام مین لشکر اسلام کی ایک ٹکڑی ہر شب جو قلعے کے اطراف شب گشت کرتی تھی ایک شب یونس
جو بطارقہ روم سے تھا ایک شخص مسلمانون کے ہاتھ پڑ گیا جب اسکو خالد کے پاس لے گئے جناب خالد نے اسکا احوال دریافت
فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ ای سردار محاصرے کے قبل ایک عورت سے میرا نکاح ہوا تھا میری زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر مین تھی اور
مین قلعے کے باہر تھا جب مین اسکی جدائی مین بیقرار ہوا اسکو پیام کیا اسنے یہ جواب کہلا بھیجا کہ فلان شب فلان جگہہ پر مین
آتی ہون تو بھی وہان آکے فلان جگہہ سے مجھہ کو لے چل۔ مین اسیواسطے نکلا تھا سو تمہارے سپاہیون نے مجھکو پکڑ لیا۔ خالد
نے فرمایا اب تو کیا چاہتا ہے اگر تو اسلام قبول کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالی جب شہر مین داخل ہونگا تیری زوجہ کو پھر تیرے
ساتھہ ملا دونگا۔ اگر تو اسلام نہین لاتا ہے ابھی تجھکو قتل کر دونگا۔ پس یونس اسیوقت مسلمان ہوا اور لشکر اسلام مین داخل
ہو کے جنگ کر رہا تھا جب صلح ہو چکی اور اہل اسلام داخل شہر ہوے یونس اپنی عورت کو تلاش کرنے لگا تو لوگون نے کہا
کہ تیری زوجہ تو قیدی ہو جانیسے تیرے غم مین راہبہ ہو گئی اور راہبونکا لباس پہن کے کنیسے مین رہنا اختیار کیا۔ یونس
(درویش ۱۲)
اسکے پاس گیا اور کہا کہ مین دین اسلام اختیار کیا اور تیرے واسطے ایمان لیا ہے اب تو بھی اسلام لا اور میرے ساتھہ چل
اس ملعونہ نے کہا کہ قسم حق مسیح کی یہ کبھی نہ ہوگا اب کسی طرحسے تیرا میرا ملاپ نہو سکیگا یہ بول کے اٹھی اور توما و ہربیس کے
کے ساتھہ روانہ ہوئی۔ جب یونس اسکی محبت مین مفتون تھا حضرت خالد کی خدمت مین آن کے کہنے لگا کہ ای سردار
توما اور ہربیس جس راہ سے گئے ہین مین اس راہ سے واقف ہون تم انکا پیچھا کرتے ہین تو مین بھی ہمراہ ہون تا اس ذریعے
سے اپنی زوجہ سے ملجاؤن۔ جناب خالد نے یہہ بات سنکے ارادہ مصمم کیا اور چہار ہزار سوار ہمراہ لے کے نکلے ضحاک
بن سفیان بیان کیا ہے کہ یونس نے ہمکو کوہستان کی راہ سے لے چلا مسلمانون کو بڑی تصدیع رو دی رات دن راہ طے
کرتے تھے ایسے پہاڑ اور غار اور کنکر پتھر ملتے تھے کہ لمبا جگہہ ہم گھوڑون سے اتر کے چلے ہین اور گھوڑونکو بھی بڑی
مشقت سے پار کیا ہمارے موزے اور نعلین پھٹ گئے اور ہمارے پاؤن زخمی ہو گئے اور گھوڑونکے نعل نکل پڑے
اور سمون سے خون جاری ہوا لیکن منزل کرنیکی جگہہ نہین ملتی تھی بہر صورت نماز وقتی ادا کر لیتے ایسا ہی تین روز چلے اور

بادشاہ کے سامنے میں کئی بار بھیجے گئے آخرکار [illegible] تو توما اور ہربیس کی

معلوم ہوا کہ جب توما اور ہربیس دمشق کو مسلمانوں کے حوالہ کرکے نکلے تھے [illegible] یہ خبر پہنچی ان [illegible] ہم ہوا اور

دونوں کو [illegible] بھیجا کہ تم [illegible] کی طرف چلا جا [illegible] کی راہ لی جناب خالد

یہ بات سنکے قسطنطنیہ کی طرف [illegible] ایک پہاڑ کے نزدیک

جا پہنچے تو اس پہاڑ پر لوگوں کا شور و غل سننے میں آیا [illegible] قوم اسی پہاڑ پر پناہ لی

حاکم ہو تو میں جا کے خبر لاتا ہوں خالد نے [illegible] دونوں [illegible]

کیا میں نے اس پہاڑ پر ایک بڑا وسیع چراگاہ [illegible] جو بادشاہ

میں بھیجے تھے اس میدان میں [illegible] آرام [illegible] یونس اور

مصرط ہر دو یہ حالت دیکھ کے [illegible] خالد کی خدمت میں [illegible] خوش ہو کے شکر الٰہی بجا لایا

اور سب مسلمانوں کو بشارت دی پھر اپنا لشکر ہمراہ لے کے پہاڑ پر گئے - توما اور ہربیس کی نظر جب انکے لشکر پر پڑی جلدی

قوم کو پکار کے سب اپنی ہتھیار اٹھالیں اور گھوڑوں پر سوار ہو اور صلیب کو آگے رکھا اور بڑے زور سے

لڑائی شروع کی بڑی سخت جنگ ہوا حضرت خالد نے توما کا مقابلہ کیا تھا بی بی ام ابان کے تیر سے توما کی ایک آنکھ

زخمی ہوگئی تھی خالد نے اس وقت اسکی دوسری آنکھ بھی اپنے نیزے سے پھوڑ کر اسکو گھوڑے سے اوندھا گرا دیا اور

ہربیس کو ڈھونڈھنے لگے اور خالد کے ساتھی لوگوں نے توما کے لشکر پر حملہ کیا اور انکی صلیب اوندھی کر دی اور کافروں کو

قتل کرنے لگے - عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے دیکھا کہ خالد نے توما کو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا آپ جلد گھوڑے سے

اتر کے اسکا سر کاٹ ڈالا اور اسکو اپنی تلوار کی نوک پر لیکے پکارا ای مسلمانو توما مارا گیا یہہ سر اسی ملعون کا ہے اب تم ہربیس کو

ڈھونڈھو رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ میں لشکر خالد کے میمنہ میں تھا سو اپنی گروہ سمیت اس طرف جا نکلا

جہاں رومیوں کے اہل وعیال اترے تھے ناگاہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک سوار لباس رومی پہنا ہوا ایک عورت کے ساتھ لڑ رہا

ہے کبھی عورت پر غالب آتا ہے اور کبھی عورت اس پر - ہر دو کشتی کر رہے ہیں جب نزدیک جا کے دیکھا تو وہ یونس ہے کہ

اپنی زوجہ سے کشتی کر رہا ہے میں چاہا کہ اسکی کمک کروں ایسے میں وہاں عورتوں نے میری طرف پتھر چلانے لگیں ایک

خوبصورت عورت نے جو ریشمی کپڑے پہنی تھی ایک بڑا پتھر چلایا سو میرے گھوڑے کی پیشانی پر آ لگا گھوڑا اس مار سے زمین پر

گر پڑا اور مر گیا وہ ایسا گھوڑا تھا کہ اسکے سواری سے میں جناب خالد کے ہمراہ رکاب جنگ یمامہ میں حاضر ہوا تھا وہ گھوڑا جب اس

پتھر کی مار سے مر گیا مجھے بڑا ہی درد ہوا سو میں اس عورت نصرانیہ کا پیچھا کیا وہ ہرن کے مانند بھاگنے لگی اور اسکے پیچھے [illegible]

بہی بہاگین مین بہی پیچہا کیا سو ان پر جا پہنچا اور ان سب کو مار ڈالنا چاہا پہر آکا پور وک لیا - اور اسی عورت کو مارنا چہتا تہا جس نے میرے گہوڑے کو مارا جب اسکے نزدیک ہوا اسپر تلوار اٹہائی اسنے اپنے سر پر ہاتون کو رکہہ کے کہنے لگی لقوبن لقوبن یعنے امان امان تب اسکے مارنے سے ہاتہہ رکہا اور اسنے وہ بہاری کپڑے دیباج کے پہنے تہے اور اسکے سر پر سونیون کی لڑیان تہین لیس مین اسکو اور اسکے ہمراہی عورتون کو پکڑ لیکر مشکین باندہا اور ایسے مین دیکہا کہ ایک رومی گہوڑا بغیر سوار کے کہڑا اسپر سوار ہوا اور ان قیدی عورتون کو ہمراہ لیا ہوا پہرا - دفعتہ راہ مین ایک جگہہ پر دیکہا کہ یونس راہب روتا ہوا بیٹہا ہی اور ایک عورت اس کے سامنے خون آلودہ پڑی ہی - مین نے پوچہا کہ یہہ کیا حال ہے اور تو کس لئے رو رہا ہے اسنے کہا کہ یہہ میری زوجہ ہی مین اسپر غالب آیا اور پکڑ لیا وہ کہتی ہے کہ مجہکو چہوڑ دے قسم ہے حق مسیح کی مین تیرے ساتہہ ایک جا نہونگی کیونکہ تو مسلمان ہوچکا ہی قسطنطنیہ کی طرف چلی جاؤن گی اور وہان راہبہ بن بیٹہونگی مین کہا تجہہ کو نہین چہوڑونگا تب اس نے اپنے پاس ایک چاکو جو رکہی تہی نکال کر اپنے سینے پر مار لئی وہین گر پڑی اور مر گئی - جب اس عورت کے ساتہہ مجہے بڑی محبت تہی اس کے غم مین رو رہا ہون **راوی** کہتا ہی کہ اسکا رونا دیکہہ کے مین بہی رو دیا اور کہا کہ ای یونس اللہ تعالے نے اس سے بہتر اور خوبصورت عورت تجہہ کو اسکا عوض دیا ہی پوچہا کہان ہی مین اس عورت کو بتلایا جو ریشمی کپڑے اور سونے کے کنگن اور موتیونکی لڑیان پہنی ہوی تہین یونس اس کو دیکہا وہ روتی تہی اور اس عورت نے زبان رومی سے ایکساعت اس سے گفتگو کی - یونس میری طرف متوجہ ہوکے کہا آیا جانا تم نے کہ یہہ کون ہی مین کہا کہ مین نہین جانتا ہون اسنے کہا کہ یہہ ہرقل بادشاہ کی بیٹی اور توما کی زوجہ ہے جیسا آدمی اسکی زوجیت کی صلاحیت نہین رکہتا ہی اور ہرقل بالضرور اسکے عوض مال کثیر دیکے تم سے لیگا مین کہا اب تو یہہ تیرے واسطے ہی اور تو اسکے واسطے تب یونس اسکو میرے سے لے لیا اسوقت مسلمان سخت جنگ کرنے اور مال لوٹنے مین مصروف تہے **انس** بن مالک سے روایت ہی کہ اس روز جب لوٹنے جناب خالد کے ہاتہہ سے مارا پڑا یہہ حال دیکہہ کے ہربیس اپنی ٹکڑی کو سات لیکے سوکے سے نکل گیا پس خالد بہی اکیلے اسکی تلاش مین نکل کے دہونڈہتے تہے آخر اسکو ایک پہاڑ پر دیکہا اس پر درخت بکثرت اور انبوہ تہے گہوڑے کی سواری سے جنگ کرنیکے لئے موقع برابر نہین تہا اسلئے پیادہ ہوکے اس پہاڑ پر چڑہے اور جنگ کرنے لگے ہربیس کی ٹکڑی والون نے اسکو گہیر لیا اور ہربیس نے پیچہے سے انکے سر پر تلوار چلائی جس سے خالد کا خود اور عمامہ کٹ گیا خالد نے انکو تکبیر کہتے ہوے دائین بائین حملہ کررہے تہے ایسے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گہوڑے دوڑاتے اور تکبیر کہتے ہوے آپہنچے - اور عبدالرحمن نے بلند آواز سے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ یا ابا سلیمان انک الغوث من رب العلمین ترجمہ یعنے ابا سلیمان آیا تمہارے پاس فریاد رس پروردگار عالم کی طرف سے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق

ہوں اور ہربیس کو گھیر لیا وہ بہاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایسے مین خالد نے ایک ہی جست مین اسپر آپہنچے اور
ایک ہی ضرب مین اسکو مار ڈالا اور عبدالرحمن کے ساتھیون نے ہربیس کی قوم والون کو مارنا شروع کیا
جب سب مارے گئے عبدالرحمن نے خالد سے کہنے لگے کہ اللہ نے ہم کو معرکے مین کفار پر نصرت دی سامان لوٹنے مین
مشغول تھے ایسے مین غیب سے ایک ندا ہوی کہ خدا کے دشمنون نے خالد کو گھیر لیا ہی اور تم لوٹ مین مشغول ہو
سو ہم یہہ آواز سنتے ہی آپکی تلاش مین دوڑے آئے پہر خالد اور عبدالرحمن مع توابع اپنے لشکر مین آ پہنچے
اور سب مسلمان انکو دیکھ کے شکر الٰہی بجا لایا پہر خالد نے یونس کی زوجہ کا حال سنکے تعجب کیا اور اسکو فرمایا
کہ اگر ہرقل اپنی لڑکی کو طلب نکرے وہ تیرے ہی واسطے ہی اگر طلب کرے اللہ تعالیٰ اسکے عوض اس سے بہتر تجھے
دیگا القصہ خالد نے مال غنیمت اور قیدیون کو ہمراہ لئے ہوے جب کوچ کیا اثناے راہ ہرقل کا ایک ایلچی خالد
سے ملکر ہرقل کی طرف سے اسکی بیٹی کو طلب کیا خالد نے اسکے عوض مین کچہہ مال نہ لیکے بطور ہدیہ کے دیدیا
اور دمشق کے طرف روانہ ہوے کہتے ہین کہ دمشق مین ابو عبیدہ بن الجراح اور سب مسلمان خالد مع لشکر
سلامتی کے ساتھ پہر آنے سے بے امید ہوگئے تھے اور بہت متفکر اور ملول تھے - جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے
خالد مع لشکر اسلام سالم و غانم آ پہنچے سب مسلمان بڑی خوشی سے انکے استقبال آئے اور سلام کیا اور
مبارکباد دی اور شکر الٰہی بجا لایا - اور خالد نے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے تمام سرگذشت بیان کی ابو عبیدہ
انکی شجاعت اور جوانمردی سنکے تعجب کرتے تھے - پہر خالد نے مال غنیمت سے خمس نکال کے باقی تمام غازیون
پر تقسیم کردیا - اور یونس راہبر کو اپنے خاص مال سے بہی بہت کچہہ دیا اور فرمایا کہ ای یونس یہہ مال اپنے نکاح
مین خرچ کیجئے یا اس سے کسی رومی عورت کو خرید کر لیجیے - یونس نے عرض کی ای سردار واللہ پہر مین دنیا مین کسی
عورت کو نکاح نکرونگا واللہ زوجہ آخرت یعنے حور عین کے سواے نہین چہتا ہون رافع بن عمیرۃ الطائی نے
بیان کیا ہی کہ یونس ہمارے ساتھ لڑائیون مین شریک تہا پہر جہاد مین جوانمردی کی داد دے رہا تہا آخر
جنگ یرموک مین شہید ہوا - مین اپنے خواب مین دیکہا کہ یونس کے بدن پر لباس عمدہ چمک رہا ہی اور اس کے

پانی [illegible] ... اور دعا کی ... [illegible] ... میں نے پوچھا کہ اللہ تعالی تیرے ساتھ کیا کیا وہ
کہنے لگا ... بخش دیا اور میری زوجہ کے عوض ... [illegible] ... اگر ایک حور دنیا میں ظاہر ہووے
تو ... روشنی آفتاب و مہتاب ... [illegible] ... انشاء اللہ ... [illegible] ... فتح ... [illegible]
... خالد ... [illegible] ... داستان ... [illegible] ... بھیجا ... [illegible]
غنیمت ... ابوبکر صدیق ... کا خط عبداللہ بن قرط کے ہاتھ ... [illegible] ... روانہ فرمایا ... [illegible]
صدیق ... اس عالم فانی سے رحلت کر چکے اور حضرت عمر فاروق ... خلافت پر بیٹھے ... [illegible]
انکی خدمت میں پہنچایا اور سید ابوبکر صدیق کا نام دیکھ کے عمر فاروق نے عبداللہ سے پوچھا آیا ... ابوبکر ...
اکبر کی وفات کی خبر ... [illegible] ... عبداللہ نے کہا نہیں یا امیر المومنین فرمایا کہ میں نے ابوعبیدہ کے نام سے ایک خط لکھا
تھا پھر خالد کا مکتوب سب اہل مدینہ کو پڑھ سنایا سبھوں نے بہت خوش ہو کر شکر ایزدی بجا لایا اور خالد
کے حق میں دعا کی۔ واللہ اعلم **جنگ یرموک** لائے ہیں کہ شکست سابق کی خبر جب ہرقل کو پہنچی ایک بڑا لشکر جمع
کر کے کئی سردار مقرر کیا۔ لشکر اسلام کے ہر ہر امیر کے نام سے ایک ایک سردار کو غنیم ٹھہرایا۔ جب اسکا لشکر فوج
اسلام کی طرف رخ کیا۔ یرموک کے مقام میں ہر دو فریق ملے اور ایسا نزول کئے کہ یرموک کے جنگل میں جو ایک
خندق تھی ہر دو لشکر کے درمیان حایل ہوئی۔ لشکر روم کے سپاہ تین لاکھ سے زیادہ تھے اور لشکر اسلام کے غازیان
چھتیس ہزار اور ایک روایت سے چالیس ہزار تھے۔ جنگ کے لئے ہر دو طرف کی صفیں آراستہ کئے ایک شخص اپنے خالد
سے کہنے لگا کہ رومیوں کا کیا بڑا لشکر آیا ہے۔ خالد کہا کہ فتح و نصرت تائید الٰہی سے ہوا کرتی ہے۔ نہ لشکر کی کثرت سے۔ پس
لشکر اسلام میں جو قاریان قرآن تھے انکو حکم کیا کہ سورۂ انفال پڑھیں۔ قاریان بڑی فصاحت و بلاغت سے پڑھنے
لگے۔ اور منادی کو حکم کیا تا ندا کر دیوے کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہو ہیں لشکر سے
جدا ہو جاویں تب ایسے ہزار مرد نکلے خالد نے ان کو لشکر کے آگے کیا۔ اور مہاجر و انصار جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے انکو
بھی جدا کر کے بمضمون حدیث تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ کے بارگاہ الٰہی میں ان بزرگوار دنکا وسیلہ لا کے
دعا کی جب دعا سے فارغ ہوئے لشکر اسلام طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ میرا مقصود اس جنگ سے محض اللہ تعالی کی طلب
خوشنودی ہے سو تم محض اسکی رضامندی حاصل کرنیکے لئے جنگ کرو۔ اس بات سے خالد کا مقصود یہی تھا کہ اعتماد
اور بھروسا اللہ ہی کے الطاف و عنایت پر کیا چاہئے۔ نہ اپنی شجاعت اور لشکر کی کثرت پر۔ اب کوئی دم میں ہر دو طرف
سے جنگ شروع ہوتا تھا کہ ایسے میں مدینے کے طرف سے ایک قاصد آن پہنچا۔ مسلمانوں نے اس کو دیکھ کے خبریں۔

مخوار ہو - اور جانئے کہ خالد وہ شخص ہے کہ مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور جھوٹ کہا پس مسلمانونکی امارت ایسے شخص کو
سزاوار نہین مگر یہہ کہ خالد سب لوگون کے روبرو اقرار کرے کہ مین نے جھوٹ کہا - اور مالک بن نویرہ کو ناحق مارڈالا
وہ تو مسلمان تھا - اگر خالد ایسا اقرار کرے امارت اسیکو بحال رہے اگر ایسا نہ کریگا مین اسکو معزول کیا ہون اور اسکی
جاۓ پر ابو عبیدہ کو امیر ٹھہرایا ہون - چاہئیے کہ بیت المال کا حساب طلب کرے - اور جتنا خمس غنیمہ
جو اس پر باقی ہے لیوے - اسکے بعد جو اسکا خاص مال ہوا سکے دو حصے کرکے ایک حصہ بیت المال مین داخل کرے
اور دوسرا حصہ اسی کو چھوڑ دیوے - پس ابو عبیدہ نے خالد کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ اس بات مین تم کیا مصلحت دیکھتے ہو ان
ان ہر دو امر سے کونسی بات اختیار کرتے ہو - خالد نے کہا کہ مجھے آج کی شب مہلت دیجئے - ابو عبیدہ نے کہا بہت اچھا
کہتے ہین کہ خالد کی ایک ہمشیرہ بڑی عاقلہ تھی یقین انکا سو عاقلہ تھا خالد نے اپنے مشورت کی انکی ہمشیرہ نے ایسا کہا کہ اپنی امارت
ابو عبیدہ کو دیجئے اور اپنا آدھا مال بھی بلا شک انکے تحویل کیجئے کیونکہ دو دوسری بات قبول کرنے مین تمہارا خطرہ ہے یعنے
مالک بن نویرہ کے اسلام کا اور اسکو ناحق قتل کرنیکا اقرار کروگے تو اسکے قصاص مین مارا جاوے گا پس بموجب مشورہ کے خالد نے
اپنے مال کا حساب کیا اسکا نصف جو چالیس ہزار درم تھے ابو عبیدہ کے حوالے کر دئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وعن جمیع المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع اصحاب سید المرسلین

مثنی بن حارثہ کا احوال - نقل ہے کہ جب خالد نے عراق عرب سے شام کی طرف توجہ لائی - اور ابوبکر صدیق کے حکم کے موافق
عراق کی حکومت مثنی بن حارثہ کو تفویض کی اس سال عجم کی بادشاہت مین بڑا ہی خلل رو دیا اور عجم کے لوگ اپنے بادشاہون
سے بیدل ہوکے ایک بادشاہ کو قتل کرکے دوسرے کو اسکی جاے پر تخت نشین کرنے لگے - تھوڑے عرصہ مین ایسے کئی سلاطین
مارے گئے - پس جب اردشیر کا بیٹا جو شہریار تھا تخت نشین ہوا عجم کے شجاعون سے ایک شخص کہ جسکا نام ہرودن تھا اسکے
ساتھ تین ہزار سپاہ اور بہت سے ہاتی دیکے مثنی بن حارثہ کے جنگ پر روانہ کیا - جب مثنی اس بات سے آگاہ ہوا جلد تیاری
کرکے اور اپنا لشکر ہمراہ لے کے نکلا - جب ہر دو لشکر ایکجا ہوئے پر ملے بڑا ہی جنگ ہوا مثنی اپنے لشکر کے تیراندازونکو حکم کیا کہ
انکے ہاتیون پر تیرین چلاوین غازیان اسلام جب تیرین چلانے لگین ایک تیر انکے ہاتی کے آنکھ پر لگی - وہ ہاتی شور کرتا
ہوا پھرا اور اپنے گر پڑا - اسیکے ساتھ کافرون کے لشکر مین ایک پریشانی آگئی انکے بہت سے لوگ مارے گئے یہہ خبر دیار عجم مین
پہنچنے تک شہریار بھی مر گیا تہا - اور وہانکی حکومت لڑکون اور عورتون کے نام پر قرار پائی تھی عجم کی ریاست مین بڑا ہی خلل
رو دیا تھا اسواسطے عراق کے طرف توجہ نہو سکتے تھے - یہ اس شامت کا بدلہ تھا کہ ہجرت کے چھٹے سال جب حضرت نے خسرو
کو نامہ لکھا وہ ملعون نے غصہ ہوکے اسکو پھاڑ دیا - حضرت نے اسی شب مدینے مین اسبات کی خبر دیکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

عنقریب انکا اقبال نامہ پھاڑ دیویگا ویسا ہی انہین دنون خسرو کا بیٹا شیرویہ نے خنجر سے اسکا سینہ چاک کرکے آپ تخت
بیٹھا - پھر اسکے بعد اسکے خاندان مین ایسا ہی ایکدوسرے کو مارکے آپ بادشاہ ہوتا تھا یہانتک کہ شہریار بھی مارا گیا پھر
اسکے بعد کوئی لائق سلطنت کے باقی نہ رہا - سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ کا کرشمہ ظاہر ہوا - قصہ
کوتاہ ملک عراق و حیرہ و کوفہ اور اسکے ماتحت کے ملک مثنیٰ بن حارثہ کے ہاتھ آئے مثنیٰ نے عراق کی حکمرانی پر معرکہ گرم کیا تھا
ایسے مین صدیق اکبر کی بیماری سنی وہین دوسرے کو اپنے طرف سے عراق کا والی ٹھہرا کے آپ مدینے کی طرف روانہ ہوا صدیق
کی نزاع کی حالت مین حاضر خدمت ہوکے سب عراق کی کیفیت اور عجم کا ضعف ظاہر کیا نزاع کے حال مین بھی ابوبکر صدیق نے
عمر فاروق کو یہ وصیت فرمائی کہ تمہاری خلافت مین اول یہی کام صادر ہوکہ مثنیٰ کو عراق کی طرف بھیجدین - کیونکہ اہل عجم
کے دل مین انکی ہیبت بیٹھ گئی ہے عمر فاروق نے قبول کیا اور وصیت بجالائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ مذکور آگے آویگا صدیق
اکبر کی **ولادت اور رحلت اور بیماری کا بیان** - ارباب سیر و تواریخ رحمہم اللہ تعالیٰ لائے ہین کہ صدیق اکبر رض
کا تولد واقعہ فیل سے دوسال اور چار مہینون کے بعد شنبے کے آخر روز ہوا - آپنے جمادی الآخر کی بائیسوین یا تئیسوین
کو ہجرت سے تیرہوین سال رحلت پائی - اور انکی عمر ترسٹھ سال کے قریب تھی اور انکی موت کا سبب یہ تھا کہ یہو
دیون سے ایک شخص نے حریرے مین زہر داخل کرکے لے آیا - صدیق اکبر اور حارث بن کلدہ جو عرب کا طبیب تھا ہر دو تناول
کرنے لگے - اس طبیب نے اسیوقت پہچان کے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اس حریرے مین زہر آمیز تھا مین سمجھتا ہون
کہ اسکا اثر ایکسال کے بعد ظاہر ہوویگا - مین اور آپ ہر دو ایکہی روز وفات پاوینگے - صدیق اکبر نے سنتے ہی اس سے ہاتھ
کھینچا - اور اسی روز ہر دو بیمار ہوے - اور ہر دو ایکہی روز انتقال کئے - اور دوسرا قول یہ ہے کہ انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ غار
ثور مین آپکے پیر کو جو سانپ کاٹا تھا اسکا زہر عود کیا - تیسرا قول یہ کہ ایک روز بڑی شدت سے ہوا چل رہی تھی آپنے اس
روز غسل کیا سو تپ آئی پندرہ روز تک بخار کی بڑی شدت تھی - اور حضرت کی جدائی کے غم مین تو آپکا بدن دن بدن
گھٹ رہا تھا - ان قولونکی وجہ تطبیق یہی ہے کہ آپکی رحلت کے وقت یہ سب باتین جمع ہوئین - **نقل** ہے کہ لوگون
نے عرض کیا کہ ہم نے طبیب کو لے آتے ہین تا آپ کا معالجہ کرے - فرمایا کہ حکیم نے مجھکو دیکھا اور فرمایا کہ اِنِّي فَعَّالٌ
لِمَا يُرِيدُ روایت ہے کہ صدیق اکبر نے اپنی بیماری مین عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰ اور دوسرے کبار صحابہ سے مشورت
کرکے خلافت عمر فاروق کے نام سے تفویض کی - کہتے ہین کہ عثمان ذی النورین جو انکی خلافت مین کاتب تھے انہی کو
بلا کے خلافت نامہ لکھنے کا حکم فرمایا اور یہ فقرے لکھوائے هٰذَا مَا عَهِدَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ
إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ اسقدر فرما کے بیہوش ہو گئے عثمان ذی النورین آپ قلم

لکھدیجے اپنے طرف سے تحریر کی عُمَرَ بنَ الخَطّاب کیونکہ ابھی آ گیا انھوں نے ابوبکر صدیق سے یہہ بات سنی
تھی پہر صدیق اکبر جب ہوش مین آئے سو پوچھے کہ تم نے کیا لکھا عثمان ذو النورین نے وہ فقرہ پڑھ کے سنایا
جسمین عمر فاروق کا نام لکھا صدیق اکبر نے بہت خوش ہو کے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمکو اسلام سے بہتر خیر دیوے
پہر فرمائے کہ لکھو فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَإِنَّهُ عَدَلَ ذَلِكَ ظَنِّي بِهِ وَعِلْمِي فِيهِ وَإِنْ جَارَ
فَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا اكْتَسَبَ فَالْخَيْرَ أَرَدْتُ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ جب اس خلافت نامے کی تحریر سے فراغت ہوئی ابوبکر صدیق
نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کئے۔ اور کہنے لگے کہ خداوندا مین نے عمر کو خلیفہ کیا۔ اور اس امر مین بجز اصلاح مسلمین کے
سوا دوسری بات نہ چاہی۔ مین نے جو یہ کام کیا تو خوب جانتا ہے کہ مین نے اس باب مین بہت سی کوشش کی مسلمانون مین
جسکو بہتر پایا اس کو ان پر والی ٹھہرایا تو جانتا ہے کہ اس باب مین مین نے عمر کی کچھ حمایت نہین کی اب مین دنیا سے
آخرت کی طرف چلا ہون الٰہی تو ان پر خلیفہ رہ۔ کیونکہ وے تیرے بندے ہین انکے دل کو انکے اصلاح کی توفیق دے یعنی
اور خلفاء راشدین سے جو تیرے پیغمبر کی سیرت کی متابعت کرین عمر کو انسے ہی کیجیو اور اسکی رعیتون کے کام کو درست
فرمائیو۔ پس اس عہدنامے پر مہر کروائی اور اطراف جوانب مین جو امرا روانہ ہوئے تھے ہر ایک امیر کے نام سے ایک ایک
عہدنامہ نقل کرکے اسپر بھی مہرین کروائین۔ پہر عمر فاروق کو بلوا کے فرمایا کہ اے عمر مین نے تم کو سب اصحاب رسول پر
خلیفہ کیا ہون۔ انھون نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ یہہ کام میرے سے دور رکھو مجھے خلافت کی حاجت نہین ہے صدیق
اکبر نے فرمایا کہ تم کو اسکی حاجت نہین تو اسکو تمہارے ساتھ حاجت ہے وہ تم کو پہنچیگی۔ القصہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین
کے باب مین انکو بہت سی وصیتین فرمائین۔ اور ختم کلام اس بات پر کئے کہ اگر تم میری وصیت نگاہ رکھوگے جب تمہاری موت
آویگی اسوقت کوئی چیز اس سے زیادہ دوست تمہارے پاس نہوگی۔ اگر میری وصیت ضایع کروگے کوئی چیز اسوقت
تمہاری موت سے زیادہ مکروہ نظر نہ آویگی۔ حالانکہ تم موت کو عاجز نہ کر سکوگے۔ معیقیب ابن ابی فاطمہ سے منقول ہے
کہ مین صدیق کے خرچ کا وکیل تھا جب انکی بیماری سخت ہوئی۔ مین انکے پاس گیا اور سلام کیا۔ خلیفہ ٹھہرانے کے
کام مین مشغول تھے جب فارغ ہوئے مجھکو دیکھ کے فرمائے ای معیقیب آجتک تو ہمارے خرچ کا متصدی تھا
تیرے میرے درمیان کیا معاملہ ہے بیان کر۔ مین نے کہا کہ میرے پچیس درہم آپ پر باقی ہین اوسکو مین نے چھوڑ دیا فرمایا
کہ خاموش رہ میری راہ آخرت کا توشہ اسکو نہ ٹھہرا۔ مین نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپکے اور میرے درمیان
یہ آخر مجلس اور آخر صحبت ہے۔ پس مجھے رقت غالب ہوئی بے اختیار رونے لگا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا ای معیقیب آہ وزاری

اور بیقراری مت کر اور صبر و شکیبائی سے ۔ کیونکہ مین امید رکھتا ہون کہ ایسی جگھہ جاتا ہون کہ وہ جگھہ اس دنیا سے فانی
سے بہتر ہے اور باقی ۔ پس اسیوقت بی بی عائشہ صدیقہ کے پاس سے پچیس درم منگوا کے مجھکو دئے ۔ اور بی بی
عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق اپنے مرض الموت مین آخر روز بیہوش ہوتے تھے مین نے رو تی
تھی اور کہتی تھی کہ میرے والد ماجد پر کیا سخت بیماری ہے ۔ جب آپنے ہوش مین آتے میرے وہ بات سنکے فرمائے کہ ای
بیٹی ویسی بات نہین جو تو نے کہتی ہے ولیکن جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ
پھر پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑون سے کفن دئے مین نے کہا کہ تین کپڑے کہ جن مین پیرہن
اور عمامہ نہین تھا ۔ پھر پوچھے کہ حضرت کون سے روز دنیا سے نقل فرمائے تھی کہ پیر کے دن ۔ پھر پوچھے کہ آج کیا روز ہے
مین نے کہا کہ پیر کا ہی روز ہے ۔ تب کہے کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ میری موت آجکے دن اور رات کے درمیان
ہو ۔ پھر اس بیماری مین جو چادر اوڑہی تھی اسمین کچھہ زعفران کا اثر تھا اسپر نظر کر کے فرمائے کہ اس کپڑے کو دہو
اس پر اور دو کپڑے زیادہ کر کے مجھکو کفن دو مین کہی کہ یہہ چادر پرانی ہے فرمائے ۔ اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ
وَالْمَيِّتَةَ اِنَّمَا يَصِيْرُ اِلَى الْبِلَاءِ وَالصَّدِيْدِ پس اپنی زوجہ اسما بنت عمیس کو اور ایک سے اپنے فرزند عبد الرحمن کو وصیت
کئے کہ آپکو غسل دین ۔ اور اپنے فرزند عبد اللہ کو فرمائے کہ غسل مین انکی مدد کرین ۔ اور کہے کہ مین نہین چہاہتا ہون کہ ان کے
سوا کوئی میرا جسد برہنہ دیکھے ۔ شب کے وقت دنیا سے نقل کئے انکی وصیت کے موافق جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوے عمر فاروق
نے انکے جنازے پر نماز پڑہی ۔ اور بی بی عائشہ صدیقہ کے حجرے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پہلو مین
قبر کھودے ۔ انکے فرزند عبد الرحمن اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور طلحہ انکو قبر مین اتارے ۔ اور شب کے ہی وقت
دفن کئے جَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ نقل ہے کہ جب انکے موت کی خبر انکے والد ابو قحافہ کو پہنچی انہون
نے کچھہ بیقراری نہ کئے اور انکے چہرے پر کچھہ تغیر پیدا نہ ہوا اور کہے کہ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى حضرت
ابوبکر صدیق کے اولاد اور ازواج کا ذکر ۔ جاہلیت مین انکی دو عورتین تھین ایک کا نام قبلہ بعضون نے کہا
قتیلہ اسکے شکم سے ایک فرزند عبد اللہ اور ایک دختر اسما کہ جسکا لقب ذات النطاقین ہے متولد ہوے اور دوسری عورت
ام رومہ بنت عامرہ ہے اسکے شکم سے عبد الرحمن اور عائشہ صدیقہ ولادت پاے اور اسلام مین بھی انکی دو عورتین تھین
ایک اسما بنت عمیس ان کے شکم سے محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوی اور دوسری عورت حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری
وہ بی بی حاملہ تھین کہ ابی بکر صدیق کی وفات ہوی انکی رحلت کے بعد انسے ایک دختر پیدا ہوی انکا نام ام کلثوم ہے رضی اللہ تعالی
عنہم ۔ تنبیہ رئیس المحدثین امام المفسرین قدوۃ الحکما والفقہا مصداق العلماء ورثۃ الانبیا مولانا شاہ عبد العزیز

دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب کرامت انتساب تحفۂ اثنا عشریہ میں جو شیعہ کے رد میں نہایت مستند و بے عدیل ہے لایا ہے کہ تتبع اور استقراء کے بعد معلوم ہوا کہ جہان میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ بدگویوں اور عیب جویوں کی زبان اسکے طعن و قدح میں جاری نہوئی ہو یہانتک کہ بعضے سادہ لوح جناب کبریائی الٰہی میں بھی حرف زن ہوئے ہیں۔ اور معتزلہ نے انبیا علیہ السلام کی عصمت کا انکار کر بیٹھا۔ بلکہ اپنے زعم باطل سے اسکو آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ اور فرقہ یہود نے بھی عصمت ملایکہ کے انکار میں یہی راہ لی ہے اور خوارج و نواصب بھی حضرت امیر اور اہلبیت کرام کے جناب میں اور شیعہ خلفاے ثلثہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی کی خدمت میں پیش آتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہما۔ لاکن عاقلون پر پوشیدہ نہین کہ یہ سب لغو فقط ان کی نادانی اور بے سمجھی اور تعصب کا سبب ہے۔ اس سے ان بزرگون کے مرتبے کا نقص لازم نہین آتا ہے۔ غرض صدیق اکبر کے جناب میں شیعہ کے جو چند مطاعن ہیں صاحب تحفۂ اثنا عشریہ نے ہر ہر کا جواب باصواب لکھا ہے۔ یہ فقیر یہاں اختصار کے لئے ان سے بعض مطاعن کا جواب جو عوام کے قریب الفہم ہو لکھتا ہے۔ باقی کو اسی پر قیاس کر لین۔ مطاعن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پہلا طعن۔ مالک بن نویرہ نے ایک عورت جمیلہ رکھتا تھا۔ خالد بن ولید جو ابوبکر صدیق کے فوجون کا امیر الامرا تہا اس عورت کو اپنی نکاح میں لانے کی طمع سے مالک کو جو مرد مسلمان تھا قتل کیا۔ اور اسی شب اس عورت کو اپنی نکاح میں لا کے اسی شب ہمبستر ہوا شوہر کی موت کے بعد عدت کے ایام جو چار مہینے دس روز ہیں گذرنے تک توقف نہ کیا۔ یہ تو اس سے زنا واقع ہوا۔ کیونکہ اثناے عدت میں نکاح درست نہین ہے۔ اور ابوبکر صدیق نے نہ خالد پر زنا کی حد جاری کی۔ نہ اس سے قصاص لیا۔ حالانکہ قصاص لینا اور حد جاری کرنی ابوبکر صدیق پر واجب تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے اس باب میں اس پر انکار کیا۔ اور خالد سے کہا کہ میں اسکام کا والی ہوؤن تو تیرے سے قصاص لونگا۔ جواب اس طعن کا اس قصے کے بیان پر موقوف ہے۔ سیر و تواریخ کی معتبر کتابون سے جو ثابت ہے یہی ہے کہ طلیحہ بن خویلد اسدی نبی نے جو اغواے شیطانی سے نبوت کا دعویٰ آغاز کیا تہا خالد نے اس کے مہم سے فارغ ہونیکے بعد نواحی بطاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اطراف و جوانب میں فوجین روانہ کین۔ اور حضرت کے طریقہ مسنونہ پر حکم کیا کہ جس قوم پر تاخت لاوین اگر اس قوم سے اذان کی آواز آوے قتل اور غارت سے ہاتھ رکہین۔ اگر اذان کی آواز نہ آوے اس مقام کو دار الحرب قرار دیکے قتل اور غارت میں ہاتھ دراز کرین۔ مالک بن نویرہ جو حضرت کے حکم سے بطاح کی حکومت اور وہانکے لوگون سے صدقات حاصل کرنیکی خدمت پر مقرر تھا سو اس کے قبیلے پر ایک ٹکری روانہ کی۔ اس ٹکری میں ابو قتادہ انصاری بھی حاضر تھے۔ سو اس ٹکری والون نے مالک بن نویرہ کو پکڑ کے جب خالد کے پاس لے آیا۔ ابو قتادہ نے گواہی دی کہ مین نے اس کی قوم سے اذان کی آواز سنی ہون۔ اور دوسری ایک جماعت جو اس ٹکری میں حاضر تھی

اسکے بالعکس ظاہر کی کہ اس سے اذان کی آواز نہ آئی - اور اس نواح کے اطراف وجوانب کے لوگوں کی گواہی سے یہہ
بات تو آگے ہی ثبوت کو پہنچی تھی کہ جب حضرت کی رحلت کی خبر یمامت اثر اس نواح مین پہنچی - مالک بن نویرہ کے گھر مین
عورتین ہاتھہ پاؤن کو مہندی لگاکے دف بجانے اور گانے اور دوسری خوشی کے لوازم ادا کرنے مین مشغول ہوئین
تھین - غرض اتفاقاً مالک نے خالد کے حضور مین جب سوال جواب کر رہا تھا - حضرت کی جناب مین یہ کلمہ کہا کہ قال
رجلکم او صاحبکم کذا یعنے کہا مرد تمہارا یا صاحب تمہارا اس طرح حضرت کی جناب مین ایسا کلمہ کہنا
اس زمانے کے کافرونکا شیوہ تھا نہ اہل اسلام کا - اور اسکے آگے یہ بات بھی تحقیق کو پہنچی تھی کہ حضرت کی خبر رحلت
سننے کے بعد مالک بن نویرہ نے اپنی قوم سے جو صدقہ وصول کیا تھا سو اسکو واپس کر دیا - اور کہا کہ تم نے اس شخص کے
بار سے خلاصی پائی - ایسا شخص جب خالد کے حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت ویسی بات کہا اسکا ارتداد
ثابت ہو چکا اسیوقت خالد نے حکم فرمایا کہ اسکو قتل کر دو - جب مالک بن نویرہ مارا گیا اور یہہ خبر مدینہ منورہ مین
پہنچی اور خالد کی اس حرکت سے ابو قتادہ انصاری بھی غصہ ہوکے دار الخلافت مین آکے خالد کی خطا بیان کیا
اور عمر بن الخطاب بھی اول یہی سوجھا کہ یہہ قتل بیجا واقع ہوا اور خالد پر قصاص اور حد آتا ہے - جب ابوبکر صدیق نے خالد
کو اپنے حضور مین بلوا کے دریافت فرمائے تو حقیقت واقعی ظاہر ہوئی - تب انکو یقین ہوا کہ حق بجانب خالد ہے اسلئے
انسنے کچھہ تعرض نکی - بلکہ پھر انکو وہی منصب امیر الامرائی عنایت کیا - اب اس قصے مین تامل کیا چاہئے اور اس صورتکا فقہی
حکم سمجھئے کہ کس طرح خالد پر قصاص آویگا - اور حد زنا کسلئے ان پر واجب ہوگی - اور وہ جو کہتے ہین کہ حربیہ عورت
کو بھی ایک حیض کا استبرا ضرور ہے اور خالد اس مدت کا بھی انتظار نکیا - اسکا **جواب** یہہ ہے کہ یہہ طعن خالد پر ہے
نہ ابوبکر صدیق پر اور خالد معصوم ہین نہ امام عام - اور یہ این خالد اسی شب اس عورت سے ہمبستر ہونے کی روایت
کسی معتبر کتاب مین پائی نہین جاتی - اگر بعض غیر معتبر کتابون مین بھی پائی جاوے اسکا **جواب** بھی اسی روایت کے
ہمراہ موجود ہے کہ اس عورت کو مالک نے طلاق دیکے ایکمدت سے رسم جاہلیت کے موافق مقید کرکے رکھا تھا اسی رسم
فاسد کے دفع کرنے مین یہ آیت شریف وارد ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ
پس اسکی عدت کے ایام منقضی ہوسے تھے اور نکاح اسکا حلال - اس سبب سے خالد نے دوسری علت کی انتظار نہ کی یہی
مذہب ہے جمیع فقہاے اہل سنت کا - جب اس باب مین اہل سنت کو الزام دینا منظور ہو تو مطاعن انہین کی روایت
اور مذہب سے ثابت کیا چاہئے - والمقصود حاصل للہ کا - استیعاب مین لایا ہے - وَاَمَّرَ اَیْ خَالِدًا اَبُوْ بَکْرِ
الصِّدِّیْقُ عَلَی الْجُیُوْشِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْیَمَامَةَ وَغَیْرَهَا وَقُتِلَ عَلٰی یَدَیْهِ اَکْثَرُ

اَهْلِ الرِّدَّةِ مِنْهُمْ مُسَيْلِمَةُ وَمَالِكُ بْنُ نُوَيْرَةَ الی آخر ما قال- دوسرا جواب یہ ہو کہ سلمنا مالک
بن نویرہ مرتد نہین تھا لاکن اسلیے کہ اسکے ارتداد کا شبہہ خالد کے ذہن مین جا بیٹھا ہوا وَالْقِصَاصُ يَنْدَرِئُ
بِالشُّبُهَاتِ کیا فرماتے ہین مذہب اثنا عشریہ اور اہل سنت کے علمای دین اور مفتیان شرع متین اس صورت مین
کہ اگر ایسے حرکات و کلمات جو مالک بن نویرہ سے صادر ہوئے کسی شخص سے واقع ہووے یا عاشورہ کے دن تعزیت
و شادی کرے اور حضرت امام حسین کے جناب مین اہانت کے کلمات اپنی زبان پر لاوے- اور خاندان رسول اور اولاد
بتول کی ایک جماعت جو اس روز سخت مصیبت مین مبتلا ہون ان کی تحقیر کرے ایسے شخص کو کیا کہا جاہئے اگر اس کو
مرتد ہی پر حکم کرین فبہا- و الا کسی شخص نے ایسے حرکات اور کلمات کسی سے پا کے یہ گمان کیا کہ وہ مرتد ہو گیا اور اس کو جان
سے قتل کیا تو اسپر قصاص آتا ہی یا نہین- تیسرا جواب ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے تھے نہ
سنی و شیعہ کے- تا سنی و شیعہ کی فرمایش و خواہش پر عمل کرین- بلکہ انکو حضرت کی سنت کے مطابق عمل کرنا چاہیے حضرت
کے زمانے مین تو بھی خالد بن ولید صدہا مسلمانون کو صرف ارتداد کے شبہے سے مار ڈالا- اور حضرت ہرگز انکے متعرض نہ ہوے
چنانچہ اہل سیر و تواریخ کے اجماع سے ثابت ہی- اسکا قصہ یہ ہی کہ حضرت نے خالد کو ایک لشکر پر امیر بنا کے روانہ فرمایا تھا سو
انہون نے ایک قوم پر تاخت کی- وہ قوم اسلام لائی تھی لاکن ہنوز اسلام کے قواعد اچھی طرح نہین جانتے تھے جب خالد
کا لشکر انکے قتل مین مشغول ہوا وہ قوم والون نے اسلام ظاہر کرنے کے مقام مین کہنے لگا کہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا یعنی ہم بیدین
ہوے بیدین ہوے- اسکی مراد یہ تھی کہ ہم اپنے دین قدیم سے توبہ کی اور دین اسلام مین آئے- خالد نے انکے قتل کا حکم
فرمایا- اور عبد اللہ بن عمر کہ خالد کے متعینون سے تھے اپنے یارون اور رفیقون کو تاکید کیا کہ اس قوم سے جو لوگ باقی رہگئے ہین
ان کو مت مارو بلکہ اسیر کرو- جب حضرت کے حضور مین پہنچے سب ماجرا عرض کئے- حضرتؐ یہ سنتے ہی غصہ ہوے اور بہت افسوس
کئے اور فرمائے- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ اور خالد پر قصاص جاری فرمائے نہ انسے دیۃ دلوائے
کیونکہ خالد کی خاطر مین اس قوم کی ارتداد کا شبہہ پڑا تھا- پس ابوبکر صدیق بھی ایسے ہی بلکہ اس سے قوی تر شبہے سے ایک
شخص کے خون کی بابت مین خالد کے ساتھ تعرض نفرمایا تو کیا برا کیا- حالانکہ انہون نے مالک کی دیت بھی بیت المال سے دلوائی
چوتھا جواب اگر مالک بن نویرہ کے قصاص مین ابوبکر صدیق کا توقف کرنا انکی خلافت مین قادح ہو عثمان بن عفان
کے قصاص مین جناب امیر کا توقف بطریق اولی قادح ہوگا- کیونکہ حضرت عثمان کو قتل کرنیکا کوی موجب نہ تحقق تھا نہ متوہم
مذہب اہل سنت حضرت امیر کے توقف کو قادح نہین جانتے ہین حضرت ابوبکر کے توقف کو کس لئے قادح جانین گے پس انپر الزام
تمامی نہین ہوتا ہی- پانچوان جواب خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص لینا ابوبکر صدیق کے ذمے پر اس وقت واجب

سو کو مار ڈالا اس قوم سے
خالد سمجھے کہ دین اسلام سے
پھر گئے ہین ۱۲

دیتا کہ مالک کے وارثون سے قصاص طلب کرین - اس کے وارثون سے تو قصاص طلبی ثابت نہین ہوی - بلکہ اسکا
برادر متمم بن نویرہ جو مالک کے ساتھ بڑی محبت رکھتا تھا اور ایکمدت اسکے فراق مین نعرے مارتا اور کپڑے پھاڑتا اور گریستہ کہتا
تھا عرب مین اسکے مرثیے مشہور اور ضرب المثل ہوے تھے سو اسنے بھی عمر فاروق کی خدمت مین اپنے بھائی کا ارتداد کا اقرار
کیا - جب حضرت عمر نے یہ بات سنی صدیق اکبر کے زمانے مین خالد پر جو انکار کرتے تھے اس سے نادم ہوے - اور اقرار کیا کہ
صدیق اکبر نے جو عمل کیا محض حق اور عین صواب تھا - اس بات کی دلیل صریح یہی ہی کہ عمر فاروق کو حد جاری کرنے اور قصاص
لینے مین جو بڑی شدت تھی - اور اپنی خلافت مین بڑا اقتدار پایا باوجود اسکے ہرگز خالد کے متعرض نہوے نہ حد جاری کیا
نہ قصاص لیا - **دوسرا طعن** ابوبکر صدیق کہتے تھے **لَسْتُ بِخَيْرِكُمْ وَعَلِيٌّ فِيكُمْ** پس اگر اس قول مین صادق
ہین تو امامت کے قابل نہین - کیونکہ مفضول باوجود افضل کے لایق امامت نہین - اگر کاذب ہین تو بھی امامت کے قابل نہین
کیونکہ کاذب فاسق ہی **وَالْفَاسِقُ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ** **جواب** اول تو یہ روایت اہل سنت کی کتابون سے کسی
کتاب مین موجود نہین نہ بطریق صحیح نہ بطریق ضعیف پہلے یہ روایت اہل سنت کی کتابون سے ثابت کیا چاہئے اسکے بعد الزام
طلب کرین شیعہ اپنے مذہب کے مفتریات سے اہل سنت کو الزام دینا کمال نادانی ہی - **دوسرا جواب** یہ اگر شیعہ کے کہے
موافق ہم اس روایت کو قبول کرین تو بھی یہ جواب دیا جاتا ہی کہ حضرت امام ہمام امام زین العابدین کا صحیفہ کاملہ جو شیعہ کے پاس
صحیح اور متعدد طریقون سے ثابت ہی اس مین امام سے مروی ہی کہ فرماتے تھے **أَنَا الَّذِي أَفْنَيْتُ الذُّنُوبَ عُمُرًا**
اگر امام اس کلام مین صادق ہین شیعہ کے کہے موافق قابل امامت نہوے **لِأَنَّ الْفَاسِقَ الْمُرْتَكِبَ لِلذُّنُوبِ**
لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ اور اگر اس کلام مین صادق نہین تو بھی قابل امامت نہین کیونکہ کاذب فاسق ہی **وَالْفَاسِقُ**
لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ پس شیعہ اس خدشے کا جو جواب دینگے اہل سنت کے طرف سے بھی ابوبکر صدیق کے باب مین یہی
جواب قبول کرین - اسکے سوا اور بھی بہت سے جوابات ہین اختصار کے لئے نہین لاے گئے - **تیسرا طعن** یہ کہ حضرت
نے کبھی ابوبکر صدیق کو کسی کام پر جو دین متین و شرع مبین سے علاقہ رکھتا ہو والی نہ فرمایا جس نے مسلمانون کے ایک کام
کی ولایت کا قابل نہو عامہ مسلمین کی ولایت کا قابل کسطرح ہوسکیگا **جواب** اس طعن کا کئی وجہ سے ہی - اول تو یہ جھوٹ
دروغ محض و بہتان صرف ہی کیونکہ سنی و شیعہ کے اہل سیر و تواریخ کے اجماع سے صحت کے ساتھ ثبوت کو پہنچا ہی کہ شکست
احد کے بعد جب یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان نے احد سے مراجعت کے بعد بہت نادم ہوکے چاہتا ہی کہ مدینے پر تاخت لاے
تب حضرت نے ابوبکر صدیق کو اسکے مقابلے پر روانہ فرمایا - اور ہجرت کے چوتھے سال بنی النضیر کے غزوے مین ایکشب حضرت نے
ابوبکر صدیق کو لشکر کی امارت دیکے آپ دولتخانے مین تشریف فرمائی - اور ہجرت کے چھٹوین سال غزوۂ بنولحیان کے بعد

نکلے وہ قبیلہ والوں نے یہ خبر سنکے پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ حضرت نے ان کی منزل میں دور روز اقامت کرکے اطراف میں لشکر روانہ کئے۔ انھیں سے ایک جماعت لشکری پر ابوبکر صدیق کو امارت دیکے کراع الغمیم کی طرف روانہ فرمایا۔ اور جزوہ تبوک میں حضرت کے ارشاد سے کا اسلامی لشکر جس میں تیس ہزار سپاہی تھے۔ بلال عام روز آپ کی اولاد ابوبکر صدیق کی موجودگی میں ہنکر ہوئی۔ اور حضرت نے لشکر کو روانہ کیا تھا تب حضرت نے ابوبکر کو اپنی نیابت دیکر لشکر کا امیر بنایا۔ ابوبکر صدیق نے جنگ کیا اور جہاد کلاب کی ایک جماعت پر روانہ فرمایا اور سلمہ بن الاکوع بھی اپنے رسالے کے ساتھ انہین کے ساتھ تھے۔ پس صدیق اکبر نے بنو کلاب کے ساتھ بڑا جنگ کیا۔ سو انکی ایک جماعت ماری گئی اور ایک گروہ اسیر ہوئی۔ اور بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر صدیق اکبر تھے چنانچہ حاکم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ آمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَابَکْرٍ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَرَّسْنَا فَلَمَّا صَلَّیْنَا الصُّبْحَ اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَۃَ الی آخر الحدیث۔ اور مدارج النبوۃ اور حبیب السیر میں مذکور ہے کہ غزوہ تبوک کے بعد ایک اعرابی نے حضرت کی جناب فیض مآب میں آکے عرض کیا کہ اعراب کی ایک قوم وادی الرمل میں جمع ہوکے شبخون کا ارادہ رکھتی ہے تب حضرت نے اپنا خاص جھنڈا ابوبکر صدیق کو دیکے اور امیر لشکر بناکے اس جماعت پر روانہ فرمایا۔ اور جب بنی عمرو اور ابن عوف میں خانہ جنگی واقع ہوئی ظہر کے بعد حضرت کے حضور میں یہ خبر پہنچی سو انکی اصلاح کے لئے انکے محلے کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ اور بلال کو حکم فرمایا کہ نماز عصر کا وقت پہنچے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر صدیق کو کہدے کہ امام ہوکے نماز پڑھے اس روز حکم کے موافق صدیق اکبر ہی نماز عصر کی امامت کیا۔ اور نوین سال جب حج فرض ہوا۔ اور بعضے مہمات کے سبب حضرت کا تشریف لیجانا نہوسکا تب صدیق اکبر کو امیر حاج بناکے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ کے طرف روانہ فرمایا تا وہاں جاکے حج قایم کرے اور خلایق کو اس عبادت کبری کے قاعدون سے آگاہی دین اور حضرت نے اپنے مرض موت میں نماز کی امامت بھی ان کے تفویض کی پنجشنبے کی شب سے دوشنبے کی صبح تک جو انہون نے نماز پڑہائی اسقدر مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہین۔ اور تامل کیا جائے کہ امور دینیہ جو رئیس کے ساتھ علاقہ رکھین یہی تین چیزین ہین۔ اول جہاد۔ دوسرے حج۔ تیسری نماز۔ ان تینو چیزین میں حضرت نے انکو اپنے حضور مین اپنی نیابت عنایت کی ہے۔ پہر دوسرا کونسا امر دین باقی رہا کہ اس میں ابوبکر صدیق کو امامت کی لیاقت نہین تھی۔ دوسرا یہ کہ مسلمّا حضرت نے ابوبکر صدیق کو کسی کام کے والی نہ فرمایا۔ لاکن انکو تو اپنے وزیر و مشیر جانتے تھے اور انکے بلا حضور دین کا کوئی کام سرانجام نہین پاتا تہا۔ اور ہمیشہ بادشاہونکی یہی عادت رہی ہے کہ اپنے وزیرون اور امیرون کو عملداری اور فوجداری

بھیجتے ہیں - کیونکہ ان بزرگوں کے عمدہ کام انکے نہ بھیجنے سے بہتر ہو جاتے ہیں - اور یہہ وجہ تو خود حضرت نے بیان کی بھی فرمایا - چنانچہ حذیفہ بن الیمان سے روایت آئی ہے کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں فرماتے تھے کہ میرا قصد تھا کہ لوگوں کو دور دراز کے ملکوں میں بھیجدوں اور فرائض دین کی تعلیم کے لئے روانہ کروں جیسے عیسی علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے تھے - جو انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ حضور میں موجود ہیں جیسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق - حضرت نے فرمایا کہ اِنَّهٗ لَاغِنیٰ لِیْ عَنْهُمَا اِنَّهُمَا مِنَ الدِّیْنِ کَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ یعنی وہ دونوں از روئے دین کے بجائے سمع وبصر کے ہیں اور انسے مجکو استغنائی نہیں - اور بھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے چار وزیروں سے میری مدد کی - اہل زمین سے دو وزیر ہیں ایک ابوبکر ہے دوسرا عمر اور اہل آسمان سے دو وزیر ایک جبرئیل دوسرے میکائیل - تیسرا یہہ کہ کسی کام پر روانہ نفرمانے سے امامت کی عدم لیاقت کا موجب لازم نہیں آتا ہے - اگر شیعہ کے اس دعوے کو تسلیم کریں تو یہہ بات لازم آتی ہے کہ حضرات حسنین بھی امامت کی لیاقت نہیں رکھتے تھے معاذ اللہ من ذلک - کیونکہ حضرت امیر نے ان ہر دو امام عالیمقام کو کسی جنگ میں اور کسی مہم پر انہیں بھیجتے تھے - بلکہ انکے برادر علاتی محمد بن الحنفیہ کو اکثر مہمات پر مامور فرماتے - یہان تک کہ لوگوں نے انسے سوال کیا کہ آپکے پدر بزرگوار جنگوں میں اور خطرناک جگہوں میں آپکو ہی روانہ فرماتے ہیں - اور حسنین کو ایسے جہاں نہیں کرتے ہیں اسکا کیا سبب ہے - اس امام زادہ با الصفا نے فرمایا کہ میرے والد ماجد کے اولاد حسنین کریمین انسان کے بدن میں دو آنکھ کی جائے پر ہیں اور دوسرے ہاتھ اور پیر کے جائے پر جب کام ہاتھ اور پاؤں سے سرانجام پاوے آنکھ کو کس لئے رنج دیں بلکہ انسان کی جبلی عادت ہے کہ آفت کے وقت ہاتھ کو ہی آنکھ کی ڈہال بناتا ہے - **چوتھا طعن** ابوبکر صدیق نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے سے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حصہ ندیا - تب بی بی نے فرمایا کہ اے پسر ابو قحافہ تم اپنے باپ سے میراث لینا اور میں اپنے باپ سے نہ لینا کونسا انصاف ہے - اور بی بی کے مقابلے میں ایک ہی شخص کی روایت سے حجت لائی اور وہ شخص واحد آپ ہی تھے سو اس طرح روایت کی کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے کہ ہم لوگ جو فرقہ انبیا ہیں نہ کسی سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئی ہم سے میراث لیتا ہے یہہ حدیث صاف نص قرآنی کی مخالف ہے وہ نص یہہ ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ اور یہہ نص عام ہے نبی اور غیر نبی کو شامل ہے - اور وہ حدیث اس دوسری حدیث کی بھی مخالف ہے وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ - وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا - یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ پس معلوم ہوا کہ انبیا وارث بھی ہوتے اور ان کے وارث ان سے

میراث بھی لیتے ہیں - جواب اس طعن کا یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جو
میراث نہ دیا محض اس نص کے نہ ملنے کا سبب ہے نہ کچھ بغض و عداوت کا سبب جیسا اس دلیل سے کہ میراث
پہنچنے کی تقدیر میں ازواج مطہرات کو بھی حضرت کے ترکہ سے حصہ پہنچتا تھا - اور صدیق اکبر کی دختر جناب عائشہ
صدیقہ بھی انہیں میں سے تھیں - بھلا ابوبکر صدیق کو فاطمہ زہرا کے ساتھ عداوت تھی تو ازواج مطہرات اور اسکے
پدروں اور برادروں خصوصاً اپنی دختر کے ساتھ کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم المیراث کر دیا - اور حضرت کے
متروکہ سے شفعت کے قریب آپکے عم بزرگوار عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچتا تھا - اور عباس ہمیشہ صدیق اکبر کی
ابتدای خلافت سے انکے رفیق اور مشیر تھے انکو کس لئے محروم المیراث کرتے - اور وہ جو کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی
ہی ایک روایت سے جناب خاتون جنت کو جواب دیا - دروغ محض ہے کیونکہ یہ حدیث اہل سنت کی کتابوں میں حذیفہ
بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو دردا اور ابوہریرہ و عباس و علی مرتضی و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن
ابی وقاص کی صحیح روایت سے ثابت ہے - اور یہ سب اجلہ صحابہ سے ہیں - اور ایسے بعضے جنت سے
مبشر ہیں - اور حذیفہ کے باب میں تو ملا عبد اللہ مشہدی نے اظہار الحق میں حضرت کی یہ حدیث لائی ہے - کہ
مَا حَدَّثَکُمْ بِہٖ حُذَیْفَۃُ فَصَدِّقُوْہُ اور زبیر سے علی مرتضی بھی ہیں کہ شیعہ کے اجماع سے معصوم اور اہل سنت کے اجماع
سے صادق ہیں - گو کہ عائشہ صدیقہ اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی روایت کو اس مقام میں اعتبار نہ کریں - اخرج
اَلْبُخَارِیُّ عَنْ مَالِکِ ابْنِ اَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ الْبَصْرِیِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ
بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ فِیْهِمْ عَلِیٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ
بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ
قَالُوا اللّٰھُمَّ نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی عَلِیٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ
تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِکَ قَالَا اللّٰھُمَّ نَعَمْ
پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی قطعیت میں آیت کے برابر ہے - کیونکہ یہ جماعت جن کے نام کہے گئے اس سے ایک راوی کی خبر بھی
یقین کا افادہ دیتی ہے - کیا پوچھنا کہ جب یہ جماعت کثیر علی الخصوص علی مرتضی کہ شیعہ کے پاس معصوم ہیں - اور معصوم کی
روایت یقین کا افادہ دیتی ہیں انکے نزدیک قرآن کے برابر ہے - روایت کرے ان سب روایتوں کے قطع نظر شیعہ
کی صحیح کتابوں میں امام معصوم سے بھی موجود ہے کہ رَوَی مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ الرَّازِیُّ فِی الْکَافِیْ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ لَمْ یُوْرِثُوْا - وَفِیْ نُسْخَۃٍ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

اور کلمہ اِنَّمَا شیعہ کے اعتراف سے قطعاً مفید حصر ہو۔ چنانچہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ مین گذرا۔ پس معلوم ہوا کہ انبیا علم و احادیث کے سوا کسی کو کسی چیز مین میراث نہین دیتے ہین فَثَبَتَ الْمُدَّعٰی بِرِوَایَۃِ الْمَعْصُوْمِ (یعنے ثابت ہوا مدعا روایت معصوم سے) اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ پیغمبر کی خبر جسنے بلا واسطہ اس جناب سے سنا ہو بلا شبہہ اسکے حق مین علم یقینی کا افادہ دیتی ہے۔ اور اپنی سماعت پر عمل واجب ہے۔ خواہ دوسر لیسے سنے یا نہ سنے۔ اور اجماع اصولین مین سنی او شیعہ کے ثابت ہے کہ خبر متواتر و غیر متواتر کی تقسیم ان لوگون کے بنسبت ہی جو پیغمبر کو نہ دیکھے بلکہ دوسرونکی وساطت سے سنتے ہون۔ نہ ان لوگون کے حق مین جو رسول کا مشاہدہ کئے۔ اور بلا واسطہ اس سے ایک خبر سنے۔ کہ یہہ خبر اسکے حق مین متواتر بلکہ متواتر سے زیادہ کا حکم رکھتی ہے۔ جب ابوبکر صدیق نے یہہ خبر خود سماعت کی تھی دوسر لیسے تفتیش کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ یہہ خبر آیت کی مخالف ہی یہہ بھی غلط ہی۔ کیونکہ اس آیت مین کُمْ کا خطاب امت کی طرف ہی نہ پیغمبر کے جانب پس یہہ حدیث آیۃ کے تعین خطاب کی مبیّن ہی۔ اسکی مُخَصِّص۔ اور اگر مخصوص ہی ہو پس آیت کی تخصیص لازم آویگی مخالفت کہان۔ اور یہ آیت تو بہت تخصیص پائی ہی۔ مثلاً کافر کی اولاد وارث نہین اور غلام وارث نہین اور قاتل وارث نہین ہی۔ اور شیعہ ہی روایت کرتے ہین کہ خود ائمہ اپنے باپ کے بعض وارثون کو ان کے بعض ترکے سے منع فرمائے۔ اور وہ میراث آپ ہی لئے ہین جیسے اپنے پدر کی شمشیر اور مصحف اور انگشتری اور پوشاک اس سند سے کہ اسکے راوی خود آپ ہی ہین۔ اور اہل سنت کے پاس تو ابھی عصمت ثابت نہین ہی۔ اور وہ حدیث حضرت امیر سے لیکے سب ائمہ اہلبیت کے پاس جو صحیح اور ثابت ہی اسکی دلیل یہ ہے کہ جب آنحضرت کا ترکہ انکے ہاتھ آیا عباس کو اور انکی اولاد کو خارج کئے اور ازواج مطہرات کو بھی حصہ نہین دئے پس اگر پیغمبر کے ترکے مین میراث جاری ہوتی یہے ائمہ جو شیعہ کے پاس معصوم اور اہل سنت کے پاس محفوظ ہین کسطرح یہ صریح حق تلفی روا رکھتے۔ کیونکہ اہل سیر و تواریخ اور علماے حدیث کے اجماع سے ثابت ہی کہ حضرت کا متروکہ خیبر اور فدک وغیرہ سے حضرت کے زمانے مین حضرت علی و عباس کے ہاتھ آیا حضرت علی نے حضرت عباس پر غلبہ کیا اور حضرت علی کے بعد حضرت امام حسن کے ہاتھ آیا اور اسکے بعد حضرت امام حسین کے تصرف مین آیا پھر علی بن الحسین علیہ السلام اور حسن بن حسن کی ملک مین آیا یہے ہر دو حضرات اس مین تداول کرتے تھے۔ انکے بعد زید بن حسن بن علی جو حسن بن حسن کے برادر تھے متصرف ہوے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسکے بعد جب مروان کی حکومت مین انکے ہاتھ آیا سو حکام مروانیہ کی ہی تصرف مین رہا جب حکومت عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہنچی انھون نے حسب کمال عدالت

سے منہم تھے اس کو اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی طرف رد کیا پس اہلبیت کے ائمہ معصومون کے عمل سے معلوم ہوا کہ حضرت کے ترکے مین میراث جاری نہین ہے - اور آیت مواریث حدیث مذکور سے تخصیص پائی ہے - اب ہم رجوع کرتے ہین اس بات کی طرف جو کہے کہ آیت وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (وارث کیا سلیمان کو داؤد نے) انبیا وارث ہوتے اور انبیا سے بھی میراث لینے پر دلالت کرتی ہے سو اس حدیث قطعی کی مخالف ہے جو معصومین کی روایت سے ثابت ہوئی - اب ہم نے اس اشکال کے حل کرنے مین بھی قول معصوم کی طرف رجوع لیا - اور شیعہ کے ہی کتب مین یہ روایت ملی کہ رَوَى الْكُلَيْنِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ (یعنے وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور محمد وارث ہوا سلیمان کا ۱۲) پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم و نبوت اور کمالات نفسانی کی ہے نہ مال و متروکے کی - اور عقل قرینہ بھی قول معصوم کے مطابق اسی وراثت پر دلالت کیا - کیونکہ اجماع اہل تاریخ سے حضرت داؤد کے انیس فرزند تھے سب کے سب وارث ہوتے تھے - حالانکہ حق تعالی حضرت سلیمان کے اختصاص اور امتیاز کے مقام مین فرمایا وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ - انکو حضرت داؤد کے ساتھ جو اختصاص تھا دوسرے برادرون کو اس مین شرکت نہین تھی - وہ خصوصیت بھی علم و نبوت کی وراثت ہے کیونکہ دوسرے برادر ونکو یہ چیزین حاصل نہین تھین - اور یہ ظاہر ہے کہ ہر پسر اپنے پدر کی میراث لیتا ہے - اور باپ کا وارث ہوتا ہے - پس اسکے خبر دینی لغو محض ہوگا - کلام الٰہی مین تو ہرگز لغو نہین اور جس چیز مین سب عالم شریک ہین اس چیز مین سلیمان کی شرکت بیان کرنی کیا بزرگی کا موجب ہے کہ اللہ تعالی انکے فضائل و مناقب مین یہ وراثت عامہ مذکور فرما وے - اور کلام آیندہ صریح اس بات پر ناطق ہے کہ وراثت سے مراد وراثت علمی ہے جہان ارشاد ہوا - قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (پرندون کی بولی معلوم ہے) الی آخرہ - اگر کہین کہ لفظ وراثت علم مین مجازی ہے - اور مال مین حقیقی - پس لفظ کو بلا ضرورت مجاز کی طرف کس لیے پھیرا جاتا ہے - تو ہم کہتے ہین کہ قول معصوم کی حفاظت کی ضرورت ہے تا تکذیب لازم نہ آوے - اور وراثت مال مین حقیقی ہے سو بات بھی ہم مسلم نہین رکھتے ہین بلکہ فقہا کے عرف مین غلبہ استعمال سے تخصیص پائی ہے جیسے منقولات عرفیہ اور حقیقت مین علم و منصب کی وراثت پر اسکا اطلاق صحیح ہے سلمنا کہ وہ مجاز ہی لاکن مجاز متعارف اور مشہور ہے خصوصاً استعمال قرآنی مین اس حد کو پہنچا ہے کہ حقیقت کے ساتھ پہلو مارتا ہے - ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ - لاکن دوسری آیت یعنے يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ (میراث لیوے میرے سے اور آل یعقوب سے) پس اسجگہ ہدایت عقل سے قطعاً وراثت سے منصب مراد ہے کیونکہ اگر لفظ آلِ يَعْقُوبَ سے مجاز کی راہ کرنے حضرت یعقوب کی نفس ذات مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ حضرت یعقوب کا مال انکے زمانے سے حضرت زکریا کے زمانے تک کہ دو ہزار سال سے زیادہ گذرے تھے تقسیم نہ پاکے باقی تھا - حضرت زکریا کی وفات کے بعد انکی تقسیم ہوکے حضرت یحیٰی کا حصہ یحیٰی کو پہنچا وَهُوَ سَفْسَطَةٌ کیونکہ اگر حضرت زکریا کی وفات کے آگے تقسیم پایا ہو وہ مال

حضرت زکریا کا ہوگا اور یَرِثُنِیْ مین داخل - اور آل یعقوب سے مراد اولاد یعقوب ہون تو لازم آتا ہے کہ حضرت
یحییٰ تمام بنی اسرائیل کے وارث ہین کیا ہوے کیا نہ سے اور یہہ سفسطہ تو پہلے سے اشد و افحش ہے - پس یہ آیت
اس مقام مین لانی اس فرقے کے علما کی کمال خوش فہمی ہے - اور بھی حضرت زکریا دو لفظ فرمائے وَلِیًّا یَرِثُنِیْ
جناب الٰہی سے ایک ولی ایسا چاہئے کہ صفت وراثت سے موصوف رہے پس اگر خاص وراثت علمی مراد ہو
تو یہہ صفت محض لغو پڑیگی - اور اس کے ذکر مین کچھہ فایدہ نہین - کیونکہ سب شرایع مین باپ کا وارث بیٹا
ہے - اور لفظ ولی سے مال کی وراثت معلوم ہوتی ہے - اور انبیا کے ہمم عالیہ اور نفوس قدسیہ تو اس عالم بے ثبات
(پر یحییٰ نا وراثت علمی مراد ہے ۱۲)
کے تعلقات سے بری ہین سواے جناب الٰہی کے دوسرا تعلق نہین رکھتے ہین - اور تمام متاع دنیوی کو ایک جو کے
برابر شمار نہین کرتے ہین خصوصاً حضرت زکریا علیہ السلام جو کمال بے تعلقی کے ساتھہ مشہور و معروف ہین - ایسے
پیغمبر گرامی قدر مال و متاع کی وراثت سے جو انکی نظر مین ادنی قدر نہین رکھتی تھی اندیشہ کرنا محالات عادیہ سے ہے
اور اسواسطے کمال اندوہ و ملال بارگاہ ایزد متعال مین ظاہر کرنا صراحۃً ولی کی کمال محبت اور تعلق کو چاہتی ہے
اور حضرت زکریا اگر اس بات سے ڈرے ہوتے کہ میرا مال میرے چچیرے بھائیونکو پہنچیگا اور وے امور ممنوعہ مین خرچ
کرینگے - اول تو یہ مقام ڈرنیکا نہین تھا - کیونکہ جب صاحب مال فوت ہووے اور وہ مال وراثت کی راہ کرکے
دوسرے کی ملک مین آوے خواہ بجا خرچ کرے یا بیجا اسکا باز پرس اسی کے ذمے پر ہے متوفی پر کچھہ مواخذہ اور
عتاب نہین - مع ہذا یہہ خوف بارگاہ الٰہی مین ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی - اسکا دفع خود انہی کے ہاتھہ تھا
کہ تمام مال اپنے وفات کے آگے للہ خیرات کردینا اور بدذرش وارثون کو محروم چھوڑ دینا ممکن تھا - انبیا کو تو
ان کی موت سے آگاہ کرتے ہین اور موت و حیات مین انکو اختیار دیتے ہین پس انکو مرگ مفاجات کا بھی خوف
نہین تھا - الحاصل اس جگہہ یَرِثُنِیْ سے منصب کی وراثت مراد ہے کہ کہین اشرار بنی اسرائیل میرے بعد غلبہ کرکے
احکام الٰہی و شرائع ربانی کی تحریف و تبدیل نکرین - اور میرے علم کے محافظ اور عامل نہو کے فساد عظیم کے موجب
ہوویں - پس انکا قصد طلب ولد سے احکام الٰہی کا جاری کرنا - اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان مین
نبوت کا باقی رہنا ہے - تا اجر کی زیادتی اور مدت دراز تک اسکے بقا کا موجب ہو نہ بخل مال کا سبب - اور بعضے
علما اس جگہہ بحث کرتے ہین کہ پیغمبر سے کسی کو میراث نہ پہنچی تو ازواج مطہرات کے حجرے کس لئے انکی میراث
مین دئے - **جواب** اس بحث کی غلطی پر ظاہر ہے کیونکہ ازواج مطہرات کے حجرے انکی ملکیت کے سبب سے
انکے تصرف مین تھے نہ میراث کی جہت سے - بدستور حضرت زہرہ کا حجرہ - کہ حضرت نے ہر ایک حجرہ ایک ایک

بی بی کے نام سے بنا کر انکے حوالے فرمائے تھے پس ہبہ مع القبض متحقق ہوا اور وہ ملکیت کا موجب ہوا
بلکہ حضرت زہرا اور حضرت اسامہ کے واسطے بھی اسی طرح مکانات بنا کے ان کے تحویل فرمائے تھے اور وے
ان مکانات کے مالک ہوکے حضرت کے حضور میں تصرف مالکانہ کرتے تھے۔ اور اس تقریر سے یہ دلیل ہوئی کہ شیعہ اور
سنی کے اجماع سے ثابت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی جانب نزدیک پہنچی آپنے ام المومنین عائشہ
صدیقہ سے رخصت طلب کی کہ میرے دفن کے لئے حضرت رسالت مآب کے ہمسایہ میں جگہ دیجیے۔ اگر ام المومنین کا
حجرہ انکی ملک میں نہوتا اسنے اذن طلب کرنا کچھہ معنی نہیں رکھتا ہی۔ ازواج مطہرات جو اپنے مکانات کے مالک تھیں
انکی ملکیت قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ تصرف کی اضافت ازواج مطہرات کے طرف کرکے ارشاد ہوا کہ
وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ورنہ مقام یہ تھا کہ ایسا فرماوین وَقَرْنَ فِي بَيْتِ الرَّسُولِ اور بعضے علمای شیعہ
کہتے ہیں کہ ایسا ہو تو شمشیر اور زرہ اور دلدل اور ایسی ہی چیزیں کس سے لیے جناب امیر کو پہنچیں۔ ہم کہتے ہیں یہی دینا دلیل صریح
اس بات پر ہی کہ حضرت کے متروکے میں میراث نہیں تھی۔ کیونکہ حضرت امیر کو آپکی میراث نہیں پہنچتی تھی اگر انکو میراث پہنچتی
حضرت زہرا اور ازواج طاہرات اور حضرت عباس بھی وارث ہوتے پس وے چیزیں جو حضرت امیر کو عنایت ہوئیں اسکا سبب
یہ ہی کہ حضرت کا مال آپکی وفات کے بعد سب مسلمانوں پر وقف کا حکم رکھتا ہی۔ خلیفہ وقت جسکو چاہیگا ایک چیز کے ساتھہ مخصوص
کریگا۔ حضرت امیر کو ان چیزوں کے لایق بلکہ الیق سمجھہ کے خلیفہ اول نے خاص کیا۔ اور حضرت کے متروکے سے بعض اشیا زبیر بن
العوام کو بھی جو حضرت کے پھپی کے فرزند تھے دین۔ اور محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی بعضی چیزیں عنایت کین پس یہ تقسیم میراث
نہونے پر دلیل صریح ہے اور اسکو معرض شبہہ میں لانا اہل سنت کے واسطے دوسری دلیل زیادہ کرنی ہے ~ عدو شود سبب
خیر گر خدا خواہد ~ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است ~ اسجگہہ اور ایک فایدہ عظیمہ یہ ہے کہ شیعہ پہلے یہ طعن کئے کہ صدیق
اکبر نے منع میراث کیا۔ جب ائمہ معصومین کے عمل سے اور ان حضرات کی روایات سے آنحضرت کی عدم توریث ثابت ہوئی اس دعوے
سے انتقال کرکے دوسرا دعوی تراشے وہ یہ ہے **پانچوان طعن**۔ ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کو باغ فدک نہ دیا
حالانکہ حضرت نے بی بی کے لئے ہبہ کیا تھا۔ اور بی بی کا دعوا مسموع نکیا اور اس پر گواہی طلب کی جب بی بی نے حضرت
علی اور ام ایمن کو شاہد لایا۔ انکی گواہی ردکی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کفایت نہیں کرتی ہی۔ بلکہ دوسری
ایک عورت بھی چاہیئے۔ تب حضرت فاطمہ نے غصہ ہوین اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا حالانکہ حضرت نے جناب فاطمہ کے
حق میں ارشاد فرمایا ہی مَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي **جواب** اس طعن کا یہ ہی کہ حضرت زہرا ہبہ کا دعوا کرنا۔ اور حضرت
(جسنے انکو غصے میں لایا مجھے غصے میں لایا)
علی اور ام ایمن یا حسنین کریمین علی اختلاف الروایات گواہی دینی اصلا اہل سنت کی کتب میں موجود نہیں۔ محض شیعہ کے

متوقعات سے ہے۔ ایسی بات اہل سنت کو الزام دینے کے مقام مین لانا اور اسکا جواب طلب کرنا محال
سفاہت ہے۔ بلکہ اہل سنت کی کتابون مین اسکے برخلاف موجود ہے چنانچہ مشکوٰۃ مین ابوداؤد سے مغیرہ
روایت کی ہے جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا انبو مروان کو جمع کرکے کہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کانت لہ فدک وکان ینفق منہا ویعود منہا علی صغیر بنی ہاشم ویزوج
منہا ایمہم وان فاطمۃ رضی اللہ عنہا سالتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذلک
فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی مضی بسبیلہ فلما ان ولی ابو بکر
عمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی بسبیلہ فلما ان ولی عمر بن
الخطاب عمل فیہا بما عملا حتی مضی بسبیلہ ثم اقطعہا مروان ثم صارت لعمر بن
عبد العزیز فرایت امرا منعہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم فاطمۃ لیس لی بحق وانی اشہدکم
انی رددتہا علی ما کانت یعنی علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر
پس جب ہبہ واقع مین تحقیق نرکھتا ہو دعوے کا صدور اور شہادت کا وقوع ان بزرگون سے جو شیعہ کے
نزدیک معصوم ہین ہمارے نزدیک محفوظ ہین امکان اور گنجایش نہین رکھتا ہے۔ دوسرا جواب شیعہ کے ہے
موافق ہم نے اس روایت کو قبول کیا۔ لاکن یہ مسئلہ شیعہ وسنی کا مجمع علیہ ہے کہ موہوب ملک موہوب لہ کی تبھی
ہوتی ہے جب تک کہ اسکا قبض وتصرف مین نہ آجاوے۔ فدک تو حضرت کے حین حیات حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا
کے تصرف مین نہین آیا تھا۔ بلکہ حضرت کے ہی ہاتھ تھا۔ اس مین تصرف مالکانہ کرتے تھے اور ابوبکر صدیق نے
ہبہ کے دعوے مین جناب فاطمہ زہرہ کی تکذیب نہ کی۔ بلکہ تصدیق کی۔ لاکن حقیقی مسئلہ بیان کیا مجرد ہبہ
ملک کا موجب نہین ہوتا ہے۔ جب تک کہ قبض متحقق نہ ہووے۔ اور اس صورت مین ہرگز گواہ طلب کرنے کے
حاجت نہین تھی۔ اگر بالفرض حضرت علی وام ایمن محض خبر دینے کے طور پر ظاہر کئے ہون اس کو رد شہادت کہنا
عجب جہل ہے۔ ہان ابوبکر صدیق نے جو کہ ہبہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حکم نہین کیا نہ ان کو شہادات کی بابت
اسکو کہتے ہین کہ شاہد جھوٹ کی تہمت باندہین۔ اور دروغگو سمجھین۔ شاہد کی تصدیق کرنا دیانت ہے اور اسکی شہادت
کے موافق حکم کرنا۔ اور جبتے ان مرد دیندار عرق ہکرے اور حکم کرنے کو شہادت ... کی تکذیب سمجھے۔ علما کی نزدیک
قابل اعتماد نہین رہتا ہے۔ اور جب مسئلہ شرعی قرآن سے منصوص ایسا ہو کہ جب تک ایک مرد دو عورت گواہی نہ دین
حکم کرنا نہین پہنچا ہے اس صورت مین صدیق اکبر کا حکم شرع کے نزدیک رہنے کا سبب ہے اور وہ جو کہتے ہین کہ

کیونکہ بعض ائمہ تو فدک کو لیکے اس سے منتفع ہوئے - کس لئے حضرت فاطمہ زہرا کا اقتدا نہین کئے اور یہہ اقتدا کرنا فرض تھا یانہ - اگر فرض تھا دوسرے ائمہ یہہ فرض کس لئے ترک کئے اگر فرض نہین تہا حضرت امیر نے نقل کے واسطے کس لئے یہہ فرض ترک کیا جو مقدارون کا حق نہین پہنچایا - اور اقتدا اپنے افعال اختیاریہ مین ہوتا ہے نہ افعال اضطراریہ مین اگر حضرت زہرا کیسے ظلم وستم کے بسبب فدک سے نفع لینے کی قدرت نہ پائین ہون - تو یہہ نامقدوریت اور مجبوری اور ناچاری کا سبب تھا یہان اقتدا کیا معنی رکہتا ہے - اور اقتدا کرتے تو ہی آپ منتفع ہوتے حضرات حسنین اور انکی ہمشیرگون کو کس لئے محروم المیراث کرتے - تیسرا جواب شیعہ کے طرف سے یہہ ہے کہ ائمہ اہلبیت سے اسباب مین جو رفع ہوا وہ سب تقیہ کا سبب تھا اس جواب مین یہہ خلل ہے کہ جب امام خروج کرے اور جنگ وقتال مین مشغول ہووے اسکو تقیہ حرام ہے - یہی مذہب ہے سب امامیہ کا - اسیواسطے حضرت امام حسین نے ہرگز تقیہ روا نرکہا اور اللہ تعالی کی راہ مین اپنی جان نثار کی - پس حضرت امیر اپنی خلافت مین کسلئے تقیہ اختیار کیا سومعاذ اللہ من ذلک - ان سب باتون سے قطع نظر شیخ ابن مطہر حلی نے کتاب منہج الکرامت مین ایک بات ایسی لکہی ہے کہ سب مخالفین اپنی بیخ وبن سے اکھیڑی جاتی ہین - اور ابوبکر صدیق پر بھی ہرگز طعن کی جگہہ باقی نہین رہتی ہے وہ یہہ ہے اِنَّهٗ لَمَّا وَعَظَتْ فَاطِمَةُ اَبَابَكْرٍ فِي فَدَكَ كَتَبَ لَهَا كِتَابًا وَرَدَّهَا عَلَيْهَا پس اس روایت کی صحت کی تقدیر مین یہہ دعوی کہ صدیق اکبر پر تہا خواہ میراث کا ہو یا ہبہ کا یا وصیت کا ساقط ہو گیا پس شیعہ کو کسی وجہ سے طعن کی جگہہ نرہی - باقی رہے یہان دو شبہے کہ اکثر شیعہ وسنی کی خاطر مین گذرتے ہین - پہلا شبہہ یہہ کہ ہر چند میراث اور ہبہ کا دعوا جو حضرت زہرا سے وقوع مین آیا صدیق اکبر کے پاس شرعیت کو نہین پہنچا - لاکن جب جناب زہرا کی مرضی فدک کے لینے پر لگی صدیق اکبر کسلئے استادگی کیا اور زہرا کی جناب مین نہین گذرانا کہ رنج کا سبب ہوتا صلح اور صفائی کا موجب تھا اس شبہہ کا رفع یہہ ہے کہ صدیق اکبر کو اسباب مین ایک ابتلاے عظیم پیش آئی تھی کہ اگر حضرت زہرا کی استرضا وخوشنودی مقدم رکہین دو وجہ سے رخنہ عظیم دین متین مین پڑتا تھا - پہلا یہہ کہ لوگ یقیناً یہہ سمجھے ہوتے کہ خلیفہ مسلمانون کے کام مین بے تفاوت حکم کرتا ہے اور رعایت خاطر پیش نظر رکھتا ہے - دعوا بغیر ثابت ہونیکے خواص کا مدعا جاری کر دیتا ہے - اور دوسرے جو عوام الناس سے ہین اپنے دعوے کا ثبوت اور شاہد گواہ اپنی خاطر خواہ چاہتا ہے - اور یہہ بدگمانی دین مین قیام قیامت تک فساد عظیم کا موجب تھا - دوسرے قضات اور حکام سب دستور العمل کو اپنا پیشوا سے کار ٹھہراتے اور بیجا سستی اور مداہنت اور رعایت اور جانب داری اسی دستاویز سے وقوع مین آتی - دوسرا یہہ کہ حضرت زہرا کو یہہ زمین تملیک کے طور پر دی جاتی اور ملک وارث

حقیقت مین ملک موروث ہے - بحکم ما ترکناہ صدقۃ کے اس زمین کا اعادہ خاندان رسول مین لازم آتا
حالانکہ ابوبکر صدیق نے جناب رسالت مآب سے صدقہ واپس لینے کے باب مین وعید شدید سنی تھی
پس ایسی حرکت کا صدور ہرگز ممکن نہین - یہہ وہی دو وجہہ ہے کہ سوا اونکی وجہہ بھی یہہ تھا - کہ اس
صورت مین حضرت عباس اور ازواج مطہرات بھی اپنی خواہش کے موافق زمینین اور باغات اور دیہات
طلب کئے ہوتے - صدیق اکبر اونکو بھی تنگی ہو جاتی - اگر ان مصلحتون کی رعایت کرین اور انکو مقدم رکھین
حضرت زہرا کی آزردگی کا سبب ہوتا - پس انہون نے بحکم حدیث نبوی المؤمن اذا ابتلی ببلیتین اختار اہونہما
اسی شق کو اختیار کیا کیونکہ اسکا تدارک ممکن تھا چنانچہ واقع ہوا - اور دوسرے شق کا تدارک ممکن نہین تھا اور دین مین
فساد عام کا سبب ہوتا - دوسرا اشتباہ یہہ کہ جب حضرت زہرا اور ابوبکر صدیق کے درمیان صلح ہو گئی - اور کچھ کدورت
باقی نرہی پھر کیا سبب تھا کہ بی بی نے اپنے جنازے پر صدیق اکبر کا حاضر ہونا گوارا نرکھین - اور حضرت امیر نے
بی بی کی وصیت کے موافق شبا شب دفن کئے اس شبہہ کا جواب یہہ ہے کہ حضرت زہرا کی وصیت کمال حیا اور
پردہ داری کے سبب سے تھی - چنانچہ روایات صحیحہ مروی ہین کہ حضرت زہرا نے اپنی مرض الموت مین فرمائی تھین
کہ مین شرم رکھتی ہون کہ میری موت کے بعد مجھے بے پردہ کرکے لوگون کے حضور مین باہر لاوین اور عادت
اس زمانے کی ایسی تھی کہ مردون کے مانند عورات کے جنازے بھی باہر لاتے تھے - اسما بنت عمیس نے
کہا کہ مین حبش مین دیکھی ہون کہ رسے کی شاخون سے گہوارے کے مانند جنازہ بناتے ہین - حضرت
زہرا نے فرمایا کہ میرے حضور مین بنوا کے مجھے دکھلائیے - تب اسما نے اس کو تیار کرکے تبلایا حضرت
زہرا نے دیکھکے بہت خوش ہوئین اور تبسم کیا - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بی بی کو کبھی خوشوقت
اور تبسم کرتی ہوئین نہ دیکھے تھے پس اسما کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد تم اور علی مرتضی ملکے
مجھے غسل دیجئے اور کسی کو آنے ندین اسیواسطے حضرت نے بی بی کے جنازے پر کسی کو بھی نہین
بلوایا - اور ایک قول سے حضرت عباس نے چند اہلبیت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرکے شب مین ہی دفن
کیا - اور بعض روایات مین آیا ہے کہ دوسرے روز ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور دوسرے صحابہ
تعزیت کے لئے حضرت علی مرتضی کے مکان پر آئے اور گلہ کرنے لگے کہ کس لئے ہمکو آپنے
خبر ندی - تاہم نماز جنازہ اور حضوری کا شرف پائے ہوتے - حضرت علی نے فرمایا کہ فاطمہ زہرا
علیہا السلام کی وصیت تھی کہ مین جب دنیا سے سدہارون مجھے شب کے وقت دفن کیجئے -

تا مجھہ پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے - پس ان کی وصیت بموجب عمل کیا - یہی ہے روایت مشہور
لاکن فصل الخطاب مین لایا ہے کہ ابو بکر صدیق اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف و زبیر
بن العوام نماز عشا کے وقت حاضر ہوے اور حضرت زہرا کی رحلت مغرب و عشا کے درمیان
شنبے کی رات رمضان المبارک کی تیسری مین حضرت کے بعد چھے مہینے کو ہوی - اور
بی بی کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور ابو بکر صدیق حضرت علی کے کہے موافق پیش امام
ہوے اور جنازے پر نماز پڑہا اور چہار تکبیر کہا - اور دلیل عقلی سے بھی ابو بکر صدیق جنازے
پر حاضر نہونے کا بھی سبب ہے - نہ کچھہ کدورت و ناخوشی کا موجب - اور صدیق اکبر جنازے
پر نماز پڑہنی بی بی کو ناگوار تھا کہین تو بھی ہو نہین سکتا - کیونکہ شیعہ و سنیون کے اجماع
مورخین سے ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسن کی رحلت ہوی تب معاویہ کی طرف سے
سعید بن العاص مدینے کا امیر تھا - جب ان کا جنازہ لے آئے حضرت امام حسین نے
سعید بن العاص کے طرف اشارہ کرکے فرمایا - کہ اگر میرے جد امجد کی سنت نہ ہوتی کہ جنازے
کا امام امیر وقت رہے ہرگز تجھے آگے کیا ہوتا - پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا نے
وہ وصیت اسلئے نہین کی تھین کہ ابو بکر صدیق نماز جنازہ نہ پڑہے - والا حضرت امام حسین
حضرت زہرا کی وصیت کا خلاف کیسا کئے ہوتے - اور ظاہر ہے کہ سعید بن العاص امامت
کی لیاقت مین ابو بکر صدیق سے ہزار ہا مرتبہ کم تھے - اور پیچھے بھی گذرے تھے کہ جناب
زہرا کے پدر بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو سب مہاجرین و انصار کی امامت
کا حکم فرمایا - اور نماز کی امامت کے باب مین ان ہی کو خاص کرکے تاکید اکید کی سو اس احتمال
کو بھی گنجائش نہین کہ اس عرصہ قلیل مین حضرت زہرا نے یہہ واقعہ فراموش کیا ہو - چھٹے
طعن کا جواب باصواب یہان تمام ہوا - اسکے سوا اور مطاعن کے جوابات بھی کتاب باصواب
تحفہ اثنا عشریہ مین شرح و بسط کے ساتھہ مسطور ہین جو چاہین اوس مین دیکھہ لین - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّکَ الْکَرِیْمِ - وَاٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ
ذَوِی الْحَظِّ الْجَسِیْمِ - وَاَصْحَابِہِ الْمُھْتَدِیْنَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ○

دوسرا گلزار خلیفہ دوم عمر بن الخطاب الملقب بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال مین - یہہ گلزار کئی خیابان اور شاخین اور گل و دستے پر شامل ہے **پہلی خیابان** حضرت عمرؓ کے نام ونسب اور کنیت کے بیان مین - آپ کی کنیت ابوحفص ہے اور بعضے ابوحفصہ لکھے ہین - انکا اصلی نام عمر ہی بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزّٰی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی العدوی القرشی - انکا نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ کعب بن لوی مین منتہی ہوتا ہے - اور انکی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے - اور کہتے ہین کہ انکی والدہ ابوجہل کی بہن ہے - اور دوسری روایت سے ابوجہل کے چچا کی بیٹی ہے - عمر بن الخطاب اشراف اور اکابر قریش سے تھے اور سفارت و وکالت کا منصب رکھتے تھے - جاہلیت کے زمانے مین قریش اور دوسرے قبیلون کے درمیان کچھہ نزاع خصومت رو دیوے تو انھی کو سفیر اور وکیل ٹھہراتے تھے - اور قریش ان کے ساتھ فخر کرتے - اور ان کی عزت و تکریم بجا لاتے تھے **دوسری خیابان** حضرت عمرؓ کے حلیہ و شمائل کے بیان مین - ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت عمر بلند قامت اور فربہ اندام تھے - جب پیادہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہین - اور ایک روایت ہے کہ اور لوگون سے بہ نسبت ایک گز بلند تھے - جب کسی کے ساتھ بیٹھتے تو بیٹھے ہوئے بھی اونچے نظر آتے - اور جسم کی فربہی انکے درازی کے مطابق تھی - اور جو کام داہنے ہاتھ سے کرتے وہ کام بائین ہاتھ سے بھی کرتے تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ انکا رنگ مبارک گندم تھا - اور بعض کہتے ہین کہ ابیض یعنے نہایت سفید رنگ تھا کہتے ہین کہ انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا جس کو عام الرماد کہتے ہین اس قحط مین آپنے نہین چاہا کہ کھانے پینے مین فقیر اور مساکین سے آپ ممتاز ہین - رات دن زیتون کے روغن پر ہی اکتفا کرتے تھے دوسری چیزین ترک کر دین اسیواسطے انکے رنگ مین تغیر آیا تھا - پس ہر دو قول کی تطبیق یہی ہے کہ پہلے انکا رنگ گورا تھا بعد روغن زیتون پر مداومت کرنے اور کلفت کھینچنے سے تغیر پایا گندم گون ہوا - اور انکی آنکھین نہایت سرخ اور داڑہی اور مونچھہ کے بال انبوہ تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ اپنی داڑہی کو مہندی سے خضاب کرتے تھے - اور ایک روایت ہے کہ انکی ایک کنیز نے بلکہ انکی داڑہی کو خضاب کرنا چاہا تو آپنے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میرے نور کو دور کرے جیسے فلان نے اپنے نور کو دور کیا ہے - نقل ہے کہ انسے پوچھے کہ آپ کس لئے اپنی پیری کو نہین بدلاتے ہو - جیسا ابوبکر صدیق خضاب کرتے تھے تب فرمایا کہ مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ حدیث پہنچی ہے - **مَنْ شَابَ شَیْبَۃً فِی الْاِسْلَامِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ** یعنے جسنے اسلام مین بوڑہا ہوا - وہ بڑہاپا اس کے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا - اسواسطے مین اپنے بڑہاپے کو نہین بدلاتا ہون - جب ہر دو روایت صحیح ہون ان کی تطبیق یہی ہے کہ شاید پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی اقتدا سے خضاب کرتے تھے - پھر جب حدیث صحیح ملی اسکو ترک کر دیا - تیسری خیابان حضرت عمر کے سبب
اسلام کے بیان مین - جاننا کہ عمر بن الخطاب ایمان لانے کے باب مین متعدد روایتین منقول ہین ہر ایک کے دوسرے
سبب کے سبب ظہور مین آئی ہون - یہہ فقیر حبان السیر اور مناہج النبوہ مین انسے بعض روایات طویلہ نقل کیا ہے - اب اور
ایک دوسری روایت جو ان ہر دو کتاب مین نہین آئی یہان روضۃ الاحباب سے نقل کیجاتی ہے - عمر فاروق کہتے ہین
کہ مین ایمان لانے کے آگے ایک شب حضرت کے ساتھہ متعرض ہونیکا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلا - جب مسجد الحرام
پر گذر ہوا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت نماز مین مشغول ہین مین بھی جا کے آپکے پیچھے کھڑا رہا - آپنے سورہ فاتحہ کی تلاوت
آغاز کی مین سنے نظم قرآنی اور اسکی فصاحت و بلاغت سنکے نہایت متعجب اور حیران ہوگیا - اور اپنے دل مین کہنے لگا
کہ واللہ جیسا قریش کہتے ہین یہہ مرد شاعر ہے یہ بات میرے دل مین گذرتے ہی حضرت کی زبان مبارک پر یہہ آیت
جاری ہوی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا
مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آخر سورے تک تلاوت فرمایا - میرے دل مین ایمان کی
رغبت پیدا ہوی - اور ایک روایت ہی کہ فاروق اعظم نے کہا کہ ایک شب میری ہمشیرہ کو تولد کا درد شروع ہوا مین سنے
گھر سے نکلا - اور کعبے کی دہلیز کے نیچے آکے کھڑا رہا - اس شب مین سردی بڑی شدت سے تھی ایسے مین حضرت سنے
تشریف لائی اور حجر سے کے پاس نماز مین قیام فرمایا اور قرآن عظیم کی تلاوت شروع کی - وہ کلام ایسا تھا کہ مین نے ویسا کلام
کبھی نہ سُنا - جب نماز سے فارغ ہو کے تشریف فرما ہوسے - مین بھی پیچھے چلنے لگا - پوچھے کون ہی مین کہا کہ عمر ہون فرمایا
ای عمر تو رات دن ہمارا قصد کرتا ہی - مین سمجھا کہ اب میرے حق مین بد دعا کرینگے - تب میرے دل مین ایک تغیر اور ایک رقت
پیدا ہوی - ایمان کی توفیق آگئی سو کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت نے فرمایا ای
عمر اپنا اسلام پوشیدہ رکھہ - مین سنے کہا قسم ہے اس پروردگار پاک کی یا رسول اللہ جس نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا
مین سنے توحید کے دین کو ملا آشکار کرونگا - جیسا کہ شرک آشکار کیا تہا - کہتے ہین کہ اس وقت فاروق اعظم کی عمر چھبیس ۲۶ سال
کی تھی انچالیس مرد اور گیارا عورت اور ایک قول سے تیرا عورتون کے بعد انھون نے ایمان لایا - جب انھون اسلام سے مشرف
ہوسے حضرت سنے تین بار یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِهٖ وَاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا اور اس وقت جبریل نازل
ہو کے کہا یا رسول اللہ عمر کے ایمان لانے سے سب اہل آسمان خوش ہوسے - اور ابن مسعود سے منقول ہی کہ کہتے تھے
كَانَ اِسْلَامُهٗ فَتْحًا وَكَانَتْ هِجْرَتُهٗ نَصْرًا وَكَانَتْ اِمَامَتُهٗ رَحْمَةً وَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّيَ
حَوْلَ الْبَيْتِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ اور مرتضی علی سے مروی ہی کہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ مسلمانون سے

کسی نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت اگر کی ہو مگر پوشیدہ۔ لیکن جب عمر بن الخطاب نے ہجرت کا ارادہ کیا اپنی شمشیر حمائل
کی اور کمان کندھے پر رکھی اور چند تیر ہاتھ میں لے کے مسجد الحرام کی طرف آئے۔ سات بار کعبے کا طواف بجا لایا
اور دوگانہ نماز ادا کیا۔ اشراف قریش کو جو گروہ گروہ جمع ہو کے کعبے میں بیٹھے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کے کہا شَاہَتِ الْوُجُوْہُ
جس کا جی چاہتا ہو کہ اپنی ماں کو غمگین اور اپنی عورت کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرے سو جانے کہ اس وادی کے پیچھے میری ملاقات
سبب کو یقین ہوا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرتے ہیں کوئی شخص بھی انکے ساتھ تعرض نکر سکا پہلی شاخ حضرت عمر کا
لقب فاروق ہونے کے سبب میں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ آپکو فاروق کب سے کہنے لگے فرمایا
کہ میں ایمان لانے کے آگے سب صحابہ انتالیس تھے نماز پوشیدہ پڑھتے میں جب ایمان سے مشرف ہوا اسلام آشکارا کیا
سب صحابہ کو دار ارقم سے مسجد الحرام میں لے گیا۔ اور ہم سب نماز علانیہ پڑھے۔ سو اسی روز حضرت نے مجھے فاروق فرمایا اور
علی مرتضی سے منقول ہے کہ سَمَّاہُ اللہُ الْفَارُوْقَ وَفَرَّقَ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ یعنی نام اللہ تعالی نے فاروق کر
رکھا۔ یہہ فرمانا جناب امیر کا اس واسطے ہے کہ نام رکھنا حضرت کا اللہ تعالی نام رکھنے کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے
قرآن مجید میں حضرت کی وصف کرتا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی [1]۔ یا جناب
امیر کا کہنا اس لیئے تھا کہ حق سبحانہ تعالی شانہ اگلے آسمانی کتابوں انکو فاروق فرمایا ہے۔ اور مفسروں نے کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ
کے سبب نزول میں لایا ہے کہ حضرت کے زمانے میں بشر نام ایک منافق تھا اسکے اور ایک یہودی کے درمیان خصومت
واقع ہوئی۔ یہودی اس منافق سے کہا حضرت کے پاس چل تا ہمارے درمیان حکم کرے اس منافق نے بحکم کریمہ قَدْ
بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ [2] کے اس کو کعب بن اشرف یہودی کے پاس بلایا اسنے
کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اسلام کا دعوا کرتا ہے حضرت کے باوجود کعب بن اشرف سے فیصلہ چاہتا ہے۔ منافق یہہ بات سنکے
شرمندہ ہوا آخر حضرت کے پاس آیا اور اپنا احوال ظاہر کیا حقیقت میں سب حق یہودی کی جانب تھی تھا حضرت نے اسی کے
دعوے کے موافق حکم کیا۔ جب حضرت کی مجلس سے ہر دو باہر نکلے منافق نے اس یہودی کو عمر بن الخطاب کے پاس بلایا جب
ہر دو گئے یہودی نے اپنا دعوا بیان کر کے کہنے لگا کہ ہم ہر دو حضرت کے پاس گئے تھے تا ہمارے درمیان حکم کرے حضرت
نے ہر دو کا اظہار سننے کے حکم فرمایا کہ حق بجانب یہودی ہے۔ جب حضرت کی مجلس سے ہم ہر دو باہر نکلے یہہ شخص حضرت کے فیصلے پر
راضی نہو کے مجھے آپکے پاس طلب کیا تا آپ اسباب میں حکم کرے۔ عمر بن الخطاب نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا حقیقت
واقعی یہی ہے۔ منافق نے کہا کہ ہاں۔ تب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم ہر دو یہیں رہو میں گھر میں جا کے آتا ہوں پس
گھر میں گئے اور اپنی شمشیر نیام سے کھینچ کے لے آیا ایک ہی ضرب میں اسکو مار ڈالا اور فرمایا کہ ھٰکَذَا اَقْضِیْ

لمن لا یرضی بقضاء اللہ تعالیٰ و رسولہ یہودی نے یہہ حالت دیکھتے ہی بھاگ گیا جبرئیل اسی وقت نازل ہوئے
اور یہہ آیت لائے الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک
یعنے آیا تو نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو گمان کرتے ہیں کہ وے ایمان لائے ہیں ان چیزوں پر جو تیرے پر
نازل ہوئیں یعنے قرآن کریم اور جو چیزیں نازل ہوئیں تیرے آگے یعنے توریت و انجیل وغیرہ یریدون ان
یتحاکموا الی الطاغوت یعنے وے لوگ باوجود دعویٰ ایمان کے چاہتے ہیں کہ مرافعہ کریں اپنے مقدمے کو طرف طاغوت
کے یعنے کعب بن اشرف کے طرف جو بڑا طاغی اور باغی تھا۔ وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان
ان یضلھم ضلالا بعیدا حالانکہ حکم کیے گئے ہیں ایمان کے دعوا کرنے والے کہ انکار کریں اس سے یعنے طاغوت کے
حکم سے اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہہ کہ گمراہ کرے انکو گمراہی دور کی کہ ہرگز اس سے پھر نہ سکیں۔ نقل ہے کہ جب جبرئیل
علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئے حضرت سے کہا کہ ان عمر فارق بین الحق والباطل تب حضرت نے عمر بن الخطاب کو
طلب کرکے فرمایا انت الفاروق پہلی روش ان آیتوں کی تفسیر میں جو حضرت عمر فاروق کی
شان میں نازل ہوئیں۔ پہلی یہہ آیت جو سورہ انعام میں آئی ہے۔ او من کان میتا فاحییناہ
یعنے وہ شخص جو کفر و جہالت کے سبب مردہ تھا۔ پھر ہم نے اسکو زندہ کیے اسلام اور علم و ہدایت کے ساتھ۔ و
جعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس اور دئیے ہم اسکو ایک نور یعنے دلیل و برہان کہ جسکے سبب سے حق و باطل
میں تمیز کرتا ہے اور اسی نور کے سبب سے لوگوں میں سیدھی راہ چلتا ہے سو ایسا شخص کمن مثلہ فی الظلمات
کیا اس شخص کے مانند ہے جو کفر کی اندھیری میں پڑا ہو یعنے صاحب نور صاحب ظلمت کے مانند نہیں ضحاک جو بڑا مفسر ہے کہتا ہے
کہ صاحب نور سے مراد عمر فاروق ہیں اور صاحب ظلمت سے مراد ابوجہل لعین۔ جب یہہ ہر دو حضرت کی بدخواہی پر کمر باندھے
تھے اور انہیں سے مشرکوں کو بڑا قوت تھا حضرت نے دعا کی کہ الٰہی ان دونوں سے ایک کو ایمان نصیب کر کے اس
سے اسلام کو قوت دیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہہ دعا عمر بن الخطاب کے حق میں مستجاب کیا سو فرماتا ہے کہ یہہ ہر دو
برابر نہیں کیونکہ یہہ نور ہدایت میں ہے اور وہ ظلمت ضلالت میں دوسری آیت جو سورہ جاثیہ میں آئی ہے
ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی غفار سے ایک شخص عمر فاروق کو گالی دیتا تھا سو انھوں نے چاہتے تھے کہ اس کو پکڑ کے
بدلہ لیں۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی قل للذین آمنوا یعنے کہدے اے میرے پیغمبر ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں یعنے عمر
بن الخطاب کو کہدیجیے یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ تا بخشدیں ان لوگوں کو جو نہیں ڈرتے ہیں
ہلاکت کے دنوں سے۔ عرب لوگ وقایع کو ایام سے تعبیر کرتے تھے اس صورت میں آیت کے معنے یہہ ہیں کہ درگذر کریں

اس قوم سے جو کافرون کی ہلاکت کے دنون مین تامل نہین کرتے ہین اور اس سے نہین ڈرتے ہین لِیَجْزِیَ قَوْمًا
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ تا بدلہ دیوے اللہ تعالی اس قوم کو اُن چیزون کا جو کسب کرتے ہین - اور امام ثعلبی کی تفسیر مین
مذکور ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا یعنے کون ہی شخص جو قرض
دیوے اللہ تعالی کو قرض حسنہ - تب ایک یہودی کہ جسکا نام فنحاص تھا اُن کے طور پر کہنے لگا شاید کہ اللہ تعالے
محتاج ہے جو قرض مانگتا ہی - جب یہہ خبر عمر فاروق کو پہنچی شمشیر برہنہ لے کے اسکو ڈھونڈھنے لگے تا جہان اسکو
پاوے قتل کر دے جبرئیل علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئی - تب حضرت نے فاروق اعظم کو بلوا کے فرمایا کہ اے عمر
اب تلوار رکہہ دیجیے کہ اللہ تعالی نے عفو کا حکم فرمایا ہی - اور آیت تلاوت کی - عمر فاروق نے عرض کی کہ قسم ہے
اس پروردگار عز شانہ کی جسنے آپ کو رسول برحق کر کے بھیجا - پہر بار دیگر میرے چہرے پر غصہ کا اثر نہ دیکھو گے -
کہتے ہین کہ یہہ آیت قتال سے منسوخ ہے - **تیسری آیت** جو سورہ فتح مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ
مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ حسن بصری سے منقول ہی کہ اشداء علی الکفار سے مراد عمر فاروق ہین چنانچہ اس آیت
کی تفسیر آگے گذری **چوتھی آیت** جو سورہ انعام مین آئی ہی وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ
أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ یعنے وے لوگ جو دیئے ہم انکو کتاب جانتے ہین کہ وہ قرآن اتارا گیا ہی تیرے پروردگار
کے طرف سے ساتھ راستی کے - عطا ابن ابی رباح نے کہا کہ عمر فاروق انھین لوگون سے ہین - **پانچوین آیت**
جو سورہ نساء مین آئی ہے - فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنے جو لوگ خدا و رسول کی اطاعت کرتے ہین وے لوگ قیامت کے دن ان کے
ساتھ ہونگے کہ انعام کیا ہی اللہ نے انپر سو وے انبیا و صدیقین ہین اور شہدا و صالحین - عکرمہ نے کہا کہ شہدا
سے مراد عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی مرتضی ہین - **چھٹی آیت** جو سورہ نساء مین آئی ہی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت
کرو رسول کی اور تمھارے مین اولی الامر کی - عکرمہ اور امام ثعلبی کہتے ہین کہ اولی الامر سے مراد صدیق اکبر و عمر فاروق ہین

دوسری روش ان آیتون کے بیان مین جو حضرت عمر کی راے کے مطابق شرف نزول پائین - اور بہت سے آیتین عمر فاروق کی راے کے موافق نازل ہوئین ہین **پہلی آیت** جو مقام
ابراہیم کو مصلی ٹھہرانے کے باب مین آئی ہی - روایت ہی کہ ایکبار حضرت کا گذر مقام ابراہیم پر ہوا عمر فاروق بھی ہمراہ تھے
سو عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ یہہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کا نہین ہی فرمایے ہان کہا پھر کس لئے ہم اسکو مصلی یعنے نماز پڑہنے کی

جگہہ ٹھہراویں حضرت نے فرمایا کہ ہم کو اسکا حکم نہیں ہوا ہے اس روز ہنوز آفتاب غروب نہیں ہوا تھا کہ یہہ آیت جو سورۂ بقرہ میں آئی ہے نازل ہوی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی یعنے لو اے مومنون مقام ابراہیم سے نماز کی جگہہ مقام ابراہیم اسکو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑا رہکے کعبے کی تعمیر کرتے تھے جیسے کعبے کی دیوار بلند ہوتی تھی وہ پتھر بھی بلند ہوتا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ظاہر ہوا ہے۔ دوسری آیت طلاق کے باب مین ہے ایکبار حضرت نے اپنے بی بیون سے ناخوش ہوکے کنارہ لیا تب عمر فاروق نے اپنی دختر بی بی حفصہ کے پاس جاکے بہت غصہ کیا اور فرمایا کہ عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ اس طرح بول کے جب حضرت کے حضور مین آئے اسیوقت یہہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ تحریم مین آئی ہے عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ یعنے شاید کہ حضرت تم کو طلاق دیوین تو آپ کا پروردگار آپکو بدل دیوگا تم سے بہتر عورتین۔ تفسیر حسینی مین لایا ہے کہ یہہ بات قدرت الہی سے خبر دینی ہے نہ وقوع اسکا لازم۔ کیونکہ اللہ تعالی نے جانتا کہ حضرت طلاق نہین دیوین گے پھر سے عورات کی تعریف کرتا ہے مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا حکم الہی پر گرون رکھنے والیان ایمان لانیوالیان نماز پڑہنے والیان توبہ کرنے والیان اور اللہ تعالی کے طرف رجوع لانے والیان عبادت کرنے والیان ہجرت کرنے بروزہ رکھنے والیان شوہر دیکھے ہوئین اور باکرہ لڑکیان۔ ابن عباس نے کہا کہ ثیبہ سے مراد بی بی آسیہ اور باکرہ سے مراد بی بی مریم ہین جو حق سبحانہ تعالی نے وعدہ کیا ہے کہ بہشت مین ان ہر دو کو حضور کے نکاح سے مشرف فرماویگا تیسری آیت بدر کے قیدیون کے باب مین ہے یعنے جنگ بدر مین قریش کے کافرون سے جب ستر شخص اسیر ہوے حضرت نے ان کے باب مین صحابہ سے شوری کیا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی کہ یارسول اللہ اگرچہ ان کافرون سے سخت مصیبتین پہنچی ہین لاکن انسے فدیہ لیکر چھوڑ دین تو امید ہے کہ شاید آیندہ ایمان لائینگے۔ عمر فاروق نے گذارش کی کہ یارسول اللہ یہہ لوگ سخت کافر اور کافرون کے پیشوا ہین انکو قتل ہی کر دیا چاہیے اللہ تعالی نے آپکو تو فدیہ سے مستغنی کیا ہے انصار سے سعد بن معاذ عمر فاروق کے ساتھ شریک ہوے لاکن حضرت جو رحمۃ للعالمین ہین صدیق اکبر کی رائے کے موافق ان کے قتل سے درگذر کئے اور فدیہ مقرر فرمائے۔ تب یہہ آیت جو سورۂ انفال مین آئی ہے جناب فاروق کی رائے کے موافق نازل ہوی مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ یعنے نہین سزاوار ہے کسی پیغمبر کو کہ ہووین اسکے پاس قیدیان تو انسے فدیہ لیکے چھوڑ دیوے یہان تک کہ انسے بہوتون کو قتل کرین زمین مین کہ اس مین کافرون کی ذلت اور مسلمانون کی عزت و شوکت کا سبب ہے تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ تم چاہتے ہو جنس دنیا کی۔ اور اللہ تعالی چاہتا ہے تمہارے واسطے ثواب آخرت کا وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

قضیہ شرطیہ وقوع کا مستلزم نہیں

اور اللہ تعالی غالب ہی اپنے دوستون کو دشمنون پر غلبہ دیتا ہی اور حکمت والا ہی۔ **چوتھی آیت** منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے کے بابمین ہی۔ **نقل ہے** کہ ابن ابی جب بیمار ہوا حضرت اسکی عیادت کے لئے تشریف لیگئے۔ اسنے عرض کی کہ آپکا پیرہن میرے کفن کے لئے عنایت کیجئے اور میرے دفن کے وقت تشریف لائیے۔ اور میرے جنازے پر نماز ادا کر کے میری بخشش طلب کیجیے۔ کہتے ہین کہ اس وقت حضرت دو پیرہن پہنے تھے اوپر کا پیرہن نکال کے اسکو دیا اور اُس کے جنازے پر تشریف لائے چاہتے تھے کہ اسپر نماز پڑہین۔ عمر فاروق نے بہت اضطراب کیا۔ اور اسکی برائیان یاد دلا کے اسپر نماز پڑہنے سے بہت ہی مانع ہوے۔ لاکن حضرت نے نہایت مہربانی سے قصد کیا کہ اسپر نماز پڑہین۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی جو سورہ توبہ مین آئی ہی۔ اور ایک روایت ہی کہ نماز پڑہے بعد اتری **وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا** یعنے نماز مت پڑھ کسی کے اوپر انسے یعنے منافقون سے جو مریگا ہرگز **وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ** یعنے مت کہڑے رہ اسکی قبر پر دفن یا زیارت یا دعا و استغفار کے لئے مقرر منافق لوگ کافر ہوے اللہ تعالی کے ساتھ جو شرک کئے۔ اور اسکے رسول کے ساتھ جو اسکی فرمان برداری نہ کئے اور مرگئے حالانکہ وے ایمان سے نکل گئے ہین۔ **پانچوین آیت** رمضان کی راتون مین رخصت کے بابمین ہی روایت ہی کہ اوایل اسلام مین ایسا حکم تھا کہ روزہ دار رمضان کی راتون مین نماز عشا پڑھ کے سو گئے بعد کہانا پینا اور عورت سے جماع کرنا حرام تھا۔ عمر فاروق کو اس بات کی آرزو تھی کہ آب طعام اور جماع طلوع صبح صادق تک جایز ہوجاوین تو بہتر ہے۔ ایک شب دیر تک حضرت کی حضور مین رہے۔ جب اپنے گھر گیا دیکہا کہ اپنی بی بی سوتی ہین۔ انکو بیدار کر کے ہمبستر ہونا چاہئے ان کی بی بی نے کہین کہ مین تو سو گئی تھی۔ فاروق اعظم نے کہا کہ تو نہین سوئی۔ پھر ہم صحبت ہوے۔ اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن عمر فاروق سب یہہ حال حضرت کی جناب مین ظاہر کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم ایسا کرنا سزاوار نہین تھا تب یہہ آیت جو سورۂ بقرہ مین آئی ہے نازل ہوئی۔ **اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ** یعنے حلال ہوا تم کو روزے کی راتون مین بے پردہ ہونا اپنی عورتون سے یعنے انسے جماع کرنا **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** وے پوشاک ہین تمہارے اور تم پوشاک ہین اُن کے یعنے جیسا لباس بدن سے لگا رہتا ہے مرد و عورت مین ایسی نزدیکی ہے پس انسے کنارہ لینا بہت دشوار ہے۔ **عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ** اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو **فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ** سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے **فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ** پہر اب ملو انسے یعنے مجامعت کرو اور چاہو جو لکہدیا اللہ نے تمہارے واسطے یعنے فقط شہوت رانی کا قصد نکرو بلکہ نسل جاری ہونے کی نیت رکہو۔ **چھٹی آیت** جنگ بدر کے

باب مین ہے۔ روایت ہی کہ حضرت نے جنگ بدر کے باب مین صحابہ سے مشورت کی کہ مدینے سے باہر جاکے جنگ کرین یا مدینے مین ہی رہین کفار آوین تو اُنسے لڑین۔ عمر فاروق نے گذارش کی کہ باہر جاوین تب یہہ آیت جو سورہ انفال مین آئی ہے نازل ہوئی۔ کَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ یعنے جیسا کہ باہر لایا تجھے تیرے پروردگار نے تیرے گہر سے یعنے مدینے سے جنگ کے واسطے راستی کے ساتھ۔ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ اور مقرر ایک گروہ مومنون سے باہر جانے کے لئے البتہ کراہت طبعی رکھتی تھی سفر کی بے اسبابی سے نہ حکم کی مخالفت کے سبب سے **ساتوین آیت** فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ہے۔ روایت ہی کہ جب یہہ آیت جو سورہ مومنون مین ہے نازل ہوی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ یعنے مقرر جب ہم نے پیدا کئے انسان کو خلاصے سے مٹی کے ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پہر گردانے ہم اس کو نطفہ ایک قرارگاہ مین یعنے رحم مین چالیس روز ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً پہر بنائے ہم نطفے کو جو سفید پانی تھا ایک خون بستہ سرخ رنگ چالیس روز تک فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً پہر بنائے ہم اس خون بستہ کو ایک گوشت کا ٹکڑا چالیس روز فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا پہر بنائے ہم اس گوشت کے ٹکڑے کو ہاڑ یا اسکو محکم کئے تین چلون کے بعد فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا پہر پہنائے ہم اس ہاڑ کو گوشت۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ پہر پیدا کئے ہم اس کو دوسری پیدایش یعنے ماں کے شکم مین اس کے بدن مین ہم نے روح پہونکی وہ جو مردہ تھا سو زندہ ہوا عمر فاروق نے جب یہہ آیت سنی بے اختیار کہا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ پس بزرگ ہی اللہ تعالی یا بڑی برکت ہی اللہ تعالی کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہی تب انہی لفظ سے آیت نازل ہوئی۔ **آٹھوین آیت** بی بی عایشہ کی رفع بہتان مین ہے۔ روایت ہے کہ جب منافقون نے جناب صدیقہ پر بہتان کیا۔ اور بعضے مومنین بھی خطا سے انکے ساتھہ شریک ہوے حضرت نے ملول ہو کے بی بی کو ان کے ماں باپ کے گھر روانہ کر دیا۔ اور اس باب مین جب صحابہ سے مشورت کی تو سب کے سب بی بی کی عصمت و طہارت کے قرینے بیان کرنے لگے۔ اور عمر فاروق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بی بی عایشہ کو آپکے ساتھہ نکاح کون کر دیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ۔ تب فاروق اعظم نے کہا کیا اللہ تعالی آپکے ساتھہ فریب کریگا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ تب بی بی کی ثبوت طہارت اور رفع تہمت مین دس آیتین نازل ہوئین جو سورہ نور مین آئی ہین۔ انہین آیات مین اسی لفظ سے جو عمر فاروق نے کہا تھا یہہ آیت نازل ہوی سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ پاک ہی اللہ تعالی اس بات سے کہ اپنے پیغمبر کے حرم محترم مین ایسی برائی روا رکھے۔ یہہ بڑا بہتان ہی جو منافقون نے باندھا۔ **نوین آیت** جبرئیل و میکائیل کی فضیلت مین ہے۔ روایت ہی کہ ایکبار عمر فاروق کو چند احبار یہود کے ساتھ قیل و قال ہوا اسواسطے

آپ کو توریت میں ہمارے پیغمبر کی اوصاف و علامات مذکور ہین اور تم یہہ بات جانتے ہین پھر عجب ہے کہ تم باوجود اس
علم کے حضرت پر ایمان نہین لاتے ہو - یہودیون نے کہا کہ حضرت پر جبرئیل نازل ہوتے ہین وہ تو ہمارے دشمن ہین کہ ہمارے
باپ دادون پر قہر اور آفتین لایا - میکائیل بارش کے فرشتہ ہین - اگر حضرت پر اونکا نزول ہووے تو ہم ایمان لاوینگے
عمر فاروق نے پوچھا کہ بارگاہ الٰہی مین ان ہر دو فرشتون کی قرب و منزلت کیسی ہے - یہودیون نے کہا کہ ہر دو بڑے مقرب
فرشتے مین جہان تجلی الٰہی ظہور کرتا ہے داہنے طرف جبرئیل بائین طرف میکائیل رہتے ہین - تب عمر فاروق نے کہا
کہ تم گدہون سے بدتر اور بخت کافر ہین کیونکہ جب کہ ہر دو فرشتون کی قرب و منزلت معلوم ہوی پس انمین سے ایک کا دشمن
دوسرے کا بھی دشمن ہے ان ہر دو کا دشمن خدا تعالی کا دشمن ہے ایسا جواب دیکے حضرت کے حضور مین آئے اسی وقت
انکے آنے سے آگے یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ بقرہ مین آئی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ
وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنے جس نے دشمن ہوگا اللہ تعالی کا اور اس کے
فرشتون کا اور اسکے پیغمبرون کا اور جبرئیل و میکائیل کا پس مقرر اللہ تعالی دشمن ہے کافرونکا - دسوین آیت
اس امت کے کثرت دخول جنت کی بشارت مین ہے - روایت ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ واقعہ مین آئی ہے
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے جنتون مین رہین گے کہ جن مین
طرح طرح کی نعمتین ہین - ایک گروہ اگلے پیغمبرون کی امتون سے اور تھوڑے پچھلون سے جو امت محمدی سے
ہون - عمر فاروق یہہ آیت سنتے ہی رونے لگے اور عرض کئے کہ یا رسول اللہ ہم اللہ تعالی پر اور اسکے رسول پر ایمان
لائے اور جو اسکے پاس ہے سچ جانا تو تھوڑے لوگ نجات پائین گے - بالفور یہہ آیت نازل ہوی جو اسی سورہ مین ہے ثُلَّةٌ مِّنَ
الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے اصحاب الیمین جو اہل جنت ہین ایک گروہ اگلون سے ہوگی اور ایک گروہ پچھلون
سے - حضرت نے فاروق کو بلاکے یہہ آیت سنائی انھون نے بہت خوش ہوے اور کہا کہ رَضِيْنَا عَنْ رَّبِّنَا
حضرت نے فرمایا کہ آدم سے میرے زمانے تک جتنے مومن ہوے ہین ایک گروہ ہے - اور میرے زمانے سے قیامت
تک جو مومن ہونگے ایک گروہ ہے - حدیث شریف مین آیا ہے اَنَا اَكْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اور دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ جنتیون کے تمام ایک سو بیس صفین ہون گے اور اس امت مرحومہ کی اسی صف اور سب اگلی امتون کی
چالیس صفین رہے گی - گیارہوین آیت شراب حرام ہونے کے باب مین - روایت ہے کہ شراب کی برائی مین
اگرچہ بعض آیتین نازل ہوی تھین لاکن نص قطعی نہین آئی تھی ایک مجلس مین چند لوگ کہانے سے فارغ ہوے بعد
شراب پئے پھر آپس مین جدال ہوا ایک کے سر کو زخم ہوا جب یہہ فریاد حضور نبوی مین پہنچی - عمر فاروق حاضر تھے

دست التجا بلند کرکے نہایت تضرع و نیاز سے دعا کرنے لگے اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا یعنے الٰہی
ہمارے واسطے شراب کے باب مین بیان شافی۔ تب شراب کی تحریم مین آیت نازل ہوئی جو سورہ مائدہ مین
آئی ہے یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان
یعنے اے ایمان والو مقرر شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر ہین پلید اور شیطان کے عمل سے ہین فاجتنبوہ
لعلکم تفلحون پس پرہیز کرو اس سے شاید کہ تم مراد کو پہنچو انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم
العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر۔ مقرر چاہتا ہے شیطان کہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی
اور عداوت شراب پینے اور جوا کھیلنے مین ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم
منتھون اور روکے تم کو اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے پھر اب تم اس سے باز آؤ گے یعنے باز آؤ موضح القرآن مین
لائے ہین ف شراب جس چیز کا پانی سڑائے بعد نشہ لانے لگی وہ تھوڑا ہو یا بہت حرام اور نجس ہے باقی جو چیز
نشہ لاوے اور سڑی ہو وہ نجس نہین لیکن حرام ہے۔ اور جوا شرط باندھنا کسی چیز پر جس مین جیت اور
ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہین باقی جو کھیل کہ انمین شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط
کھیلے تو جوا نہوا لیکن یہہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے اللہ کی یاد اور نماز سے بارہوین آیت
صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے باب مین۔ صفا مروہ دو پہاڑ ہین ان دونون کے درمیان جا تیہ بار
دوڑنے کو سعی کہتے ہین۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی فی
جو حج کے فرضون مین ایک فرض ہے مروہ سے شروع کیا چاہئے۔ عمر فاروق نے کہا کہ صفا سے ابتدا کیا چاہئیے
تب یہہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ مین آئی ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ یعنے مقرر
صفا اور مروہ حج بیت اللہ کی نشانیون سے ہین۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جس سے ابتدا
کیا ہے تم بھی اس سے ابتدا کرو یعنے حق تعالی نے پہلے صفا کا نام لیا ہے سو تم بھی سعی صفا سے شروع کرو۔ تیرھوین
آیت عورت سے خدمت مجامعت کے باب مین۔ روایت ہے کہ ایک یہودی نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ
عورت سے مباشرت کے وقت عورت کی پشت مرد کی طرف ہو تو بچہ احول پیدا ہوتا ہے۔ عمر فاروق نے کہا کہ یہہ بات
غلط ہے۔ بلکہ جس طرف چاہین اسطرح صحبت کرین بشرطیکہ لواطت نہو۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی نساؤکم
حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم یعنے تمہاری عورتین تمہاری کھیتی ہین پس آؤ تمہاری کھیتی کی جگہ مین
جس طرف سے کہ چاہتے ہو۔ خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے خواہ بیٹھ کے خواہ لٹا کے وقدموا لانفسکم

اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنی طلب اولاد اور اپنے نفس کو برائی سے بچانیکی نیت کرو۔ ف جاننے کہ
اللہ تعالی نے عورتون کو تمہاری کھیتی فرمایا پس ایسی جگہہ جماع کیا چاہئے کہ جہان سے پھل ہونے کی امید ہو یعنے
اولاد ہو جس جگہہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہین وہان سے جماع مقصود قرآنی کا خلاف ہے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ یعنے عورات جب حائضہ ہو وین انسے نزدیکی مت کرو جب
تک وے پاک ہون۔ یہہ ممانعت نجاست کا سبب ہے پس دُبر سے مجامعت کرنے مین بھی وہی نجاست کی علت موجود ہے
پس جیسا حیض کی حالت مین وطی کرنی حرام ہے ویساہی دُبر سے بھی حرام ہے یہہ بات قیاس قرآن سے ثابت ہے
اور مرد سے مرد لواطت کرنے کی حرمت قیاس سے نہین بلکہ صراحۃً قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت ہے نعوذ
باللہ منہا چودھوین آیت استیذان یعنے اذن چاہنے مین ہے۔ روایت ہے کہ حضرت نے ایک روز ایک غلام انصاری
کو کہ جس کا نام مدلج بن عمر تھا دوپہر کے وقت عمر فاروق کو بلانے کے لئے روانہ فرمایا اسنے بے اجازت گھر مین چلا گیا
جناب فاروق سوتے تھے اور انکے بعضے اعضا سے کپڑا سرک گیا تھا۔ اور ایک قول ہے کہ بیدار تھے اور اپنی زوجہ کے
ساتھ ملاعبہ کر رہے تھے۔ اس غلام کے آنے سے انکے دل مین ایک کراہت پیدا ہوی تب انکی زبان پر بے اختیار
یہہ بات گذری کہ ایسے وقتون مین باپ اور فرزند برادر اور نوکر غلام و خادم بے اجازت گھر مین آنے سے منع ہوتا
تو کیا بہتر تھا تا ہمارے مخفی حالات پر مطلع ہون۔ پس جب حضرت کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے۔ اسیوقت
یہہ آیت شرف نزول پائی جو سورہ نور مین آئی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
یعنے ای ایمان والو چاہئے کہ تمہارے سے اذن طلب کرین وے لوگ کہ جنکے مالک ہو مین تمہارے ہاتھ یعنے تمہارے
باندی غلام وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ اور وے لڑکے بھی جو ہنوز حد بلوغ کو نہ پہنچے ہین تمہاری قوم سے
یعنے تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تمہارے سے اجازت لے کے تمہارے گھر آوین۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ
صَلَاةِ الْفَجْرِ تین بار پہلے نماز فجر کے آگے کہ آدمی جب خواب سے بیدار ہوتا ہی جامہ خواب نکال کے دوسرے کپڑے
پہننے مین رہتا ہی وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ دوسرا وقت جب نکال رکھتے ہو تم اپنے کپڑے
جو دوپہر کا وقت ہی وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اور تیسرا وقت نماز عشاء کے بعد ہے جو اپنے بدن سے لباس اتارنیکا
وقت ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ اونہین سے تم پر اور نہ ان غلامون اور لڑکون پر کچھہ گناہ
ان تین وقتون کے ابسوا اذن تمہارے پاس آنے مین طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ ان تین وقت کے سوا تمہارے
غلام طواف کرنے والے یعنے تمہارے پاس آنے جانیوالے تمہاری خدمت کے واسطے پس ہر وقت اذن لینا دشوار

بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اور آیا کرتے ہیں بعض بعضون پر یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰاتِ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ
تمہارے واسطے سچی دلیلین اور شریع کے احکام وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بندون کی بہتری
کس بات مین ہے اور حکم کرتا ہے اس کے موافق ۔ تیسری روش اُن حدیثوں کے بیان مین جو عمر
فاروق کی شان مین آئی ہین ۔ پہلی حدیث جو صحیحین مین آئی ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ
مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ یعنے تمہارے آگے جو استین ہوئین انہین محدث تھے محدث
دال کی تشدید اور زبر سے ہے ۔ سو میری امت مین ایسا شخص ہے تو مقرر عمر ہے ۔ ف سمجھا چاہئے کہ یہ کلمہ
شک و تردد کا نہین بلکہ تاکید و تخصیص ہے چنانچہ کہا کرتے ہین کہ دنیا مین میرا دوست ہے تو فلان ہی اس سے مراد اسی
فلان کی کمال صداقت کی تخصیص ہے ۔ محدث اس کو کہتے ہین کہ جس کے طرف الہام کیا جاوے سو وہ اسکے موافق خبر دیتا ہے
اسی طرح سے نہایہ مین ۔ اور مجمع البحار مین لایا ہے کہ محدث اسکو کہتے ہین کہ غیب سے اسکے دل مین ایک بات ڈالی جاتی
ہے سو اسنے فراست ایمانی کے ساتھ اس سے خبر دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگون سے جسکو چاہتا ہے اسکو
اس مرتبے سے مخصوص کرتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ محدث وہ ہے کہ ملایک اسکے ساتھ کلام کرتے ہین دوسری
حدیث جو ترمذی مین آئی ہے عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ مقرر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے حق بات کو عمر کے زبان
اور دل پر ۔ اور ابی داؤد کی روایت مین ابی ذر سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ
عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ مقرر اللہ نے رکھا ہے حق بات کو عمر کی زبان پر سو وہ اسی سے کلام کرتا ہے ۔ تیسری حدیث
جو بیہقی کی دلائل النبوۃ مین آئی ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی
لِسَانِ عُمَرَ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہین کہ ہم یہ بات دور نہین سمجھتے تھے کہ سکینہ کلام کرتا ہے عمر کی زبان پر
یعنے جس بات سے دل کو چین و سکون حاصل ہو وہ بات عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہے ۔ اور وہ بات غیب سے عمر کی
زبان پر پڑتی ہے ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہے جو عمر کی زبان پر الہام کرتا ہے ایسا ہی کہا ہے توربا
پشتی نے چوتھی حدیث صحیحین مین آئی ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ اِمْرَاَۃِ اَبِیْ طَلْحَۃَ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ معراج کی شب جبکہ مین جنت مین داخل ہوا ناگاہ رمیصا ابی طلحہ کی عورت کو دیکھا رمیصا رے کے پیش اور میم کے

زبردار یاسکے جزم اور صاد مہملہ سے ہے وہ ایک بی بی کا نام ہے جو انصاریہ اور عاقلہ اور عابدہ تھی - انس بن مالک کی والدہ ہے مالک کی رحلت سکے بعد ابی طلحہ کے نکاح مین آئی - ام سلیم بی بی کے صبر و رضا کا ایک نادر قصہ بیچ تفسیر حقوق الزوجین مین لایا ہون - غرض حضرت سنے فرمائے ہین کہ مین نے اس بی بی کو بہشت مین دیکھا - وَسَمِعْتُ خَشْفَةً اور مین نے چلنے کی ایک آواز سنی فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا سو پوچھا کہ یہہ کون ہے قَالُوْا هٰذَا بِلَالٌ کہنے لگے کہ یہہ بلال ہے وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ اور مین نے ایک حویلی دیکھی کہ اسکے صحن مین ایک جوان عورت تھی فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا مین سنے کہا کہ یہہ حویلی کس کی ہے قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کہنے لگے کہ یہہ عمر بن الخطاب کی حویلی ہے فَأَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ پس مین نے چاہا کہ اس مکان مین جاؤن اور اس کو دیکھون - فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ سو مین نے یاد کیا تیری غیرت کو اے عمر اسواسطے اسکے اندر نہین گیا فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ تب عمر نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہوون یا رسول اللہ کیا مجھے آپسے غیرت ہوگی اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ کہ مجھے بلند نہین کیا اللہ تعالی نے مگر آپ کی حرمت سے اور مجھے ہدایت نہین دیا مگر آپکی برکت سے - پانچوین حدیث صحیح ترمذی مین آئی ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا اس بات سے حضرت کے بعد کسی کا نبی ہونا لازم نہین آتا ہے کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم النبیین ہین آپ سکے بعد اور کوئی نبی نہو گا - یہہ حضرت نے عمر فاروق کے باب مین جو یہہ ارشاد فرمائے یہہ فرضی بات ہے - اور حضرت کے فرزند ارجمند ابراہیم نے جب عالم طفلی مین رحلت کی آپنے انکے باب مین بھی ایسا ہی فرمایا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا یعنے ابراہیم جیتا تو نبی ہوتا - یہہ قضیہ شرطیہ ہے وقوع کو مستلزم نہین - شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین اگلی حدیث کے تحت مین لکھا ہے کہ ایسی عبارتین مبالغہ کے رو سے محالات مین بھی استعمال کرتے ہین - حاصل کلام جب عمر فاروق کو الہام ہوتا تھا اور فرشتہ ان کے دل مین حق بات ڈالتا تھا انکو عالم وحی کے ساتھ ایک مناسبت حاصل تھی اسلئے حضرت نے ان کے باب مین ایسا ارشاد فرمایا واللہ اعلم انتہی - اور عمر فاروق سے روایت ہے کہ مین نے کعبۃ اللہ کے مجاور عمرہ کا ارادہ کر کے حضرت سے روانگی چاہی آپنے اجازت دیکے فرمایا اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَانَا یعنے اے میرے برادر اپنی دعا مین ہم کو بھی شریک کر اور ہم کو فراموش نکر - عمر فاروق نے کہتے ہین کہ حضرت کے اس ارشاد سے مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اسکے عوض مین تمام دنیا مجھے ملتی تو بھی اتنی

قضیہ لو شرطیہ وقوع کو مستلزم نہین

خوشی حاصل ہوتی - اور منقول ہے کہ حضرت نے عمر فاروق کے باب مین فرمایا هُوَ قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَا تَاخُذُهٗ
فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ اور ایسے ہی بہت سے حدیثین آئی ہین خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کیا گیا - نقل ہے
کہ حضرت عمر نے ایک حبر سے پوچھا کہ آسمانی کتابون مین تو نے میری کچھ صفت دیکھی ہے اسنے کہا ہان - پوچھا کیا دیکھی ہے کہا
قَرْنٌ پوچھا کہ قرن کیا ہے - کہا قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ اَمِيْنٌ اَمِيْرٌ شَدِيْدٌ لَا يَاخُذُهٗ فِي لَوْمَةِ لَائِمٍ
یعنے لوہے کی سنگ کے مانند استوار اور امیر امانت دار اور محکم کہ راہ خدا مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا پروا نہین رکھتا ہے
پھر سوال کیا کہ جس نے میرے بعد ہوگا اسکو تو آسمانی کتابون مین کیسا پاتا ہے کہا خلیفہ نکوکار پر سب مسلمانون سے اپنی قرابت
والون پر ایثار کریگا - اور ظالمون کی گروہ اسکے قتل پر اقدام کریگی - جناب فاروق نے یہ سنکر کہا رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ
یعنے اللہ تعالی عثمان پر رحمت کرے - پھر اس سے پوچھا کہ ان کے بعد جو خلیفہ ہوگا اسکی توصیف تو نے کس طرح پائی ہے کہا
کہ آہن کا ملازم رہیگا یعنے اسکے زمانے مین جنگ وقتال بہت ہووینگے پھر کہنے لگا یا امیر المومنین وہ خلیفہ راست گفتار
اور نیکوکردار ہوگا لاکن شمشیرین برہنہ ہون اور خونریزی ہویگی - پہلا گل اُن اخبار و آثار کے بیان مین جو
صحابہ کبار نے عمر فاروق کی مدح و ثنا کی ہین - نقل ہے کہ صدیق اکبر نے کہا کہ عمر بن الخطاب سے کوئی میرے
پاس زیادہ دوست نہین - نقل ہے کہ عثمان ذوالنورین کی ایام خلافت مین اسنے لوگون نے کہا کہ آپ کس لئے عمر فاروق
کے مانند سلوک نہین کرتے ہو فرمایا کہ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ لُقْمَانَ الْحَكِيْمِ یعنے مین نہین سکتا ہون کہ
لقمان حکیم سا ہوون - اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالثَّالِثِ یعنے حضرت کے بعد سب لوگون سے بہتر ابوبکر ہین انکے بعد عمر انکے
بعد اللہ تعالی جانتا ہے کہ تیسرا کون ہے اور انہین سے منقول ہے کہ فرمایا کہ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَوَّاهًا وَكَانَ عُمَرُ مُخْلِصًا
نَاصِحًا لِلّٰهِ کہتے ہین کہ جناب امیر کی خلافت مین نجران والون نے مدینہ آئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم کو عمر فاروق نے
نجران سے نکال دیا - آپ ہمکو ہمارے وطن کی طرف بھیجین تو کرم ہے - امیر نے فرمایا کہ كَانَ عُمَرُ رَشِيْدَ الْاَمْرِ فَلَا
اُغَيِّرُ شَيْئًا صَنَعَهٗ یعنے عمر کا ہر کام رشید تھا مین اسکے کئے کو نہین بدلاؤنگا - عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ عمر فاروق
کا علم ایک پلّے مین اور ساری جہان کا علم ایک پلّے مین تولین تو عمر کے علم کا پلّہ غالب آویگا - زید بن وہب سے نقل ہے
کہ مین نے ایکبار عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اسنے اثنائے کلام مین عمر فاروق کو یاد کی اور رونے لگے اس قدر روئے
کہ ان کے اشک سے زمین کے سنگریزے تر ہو گئے پھر فرمائے کہ عمر فاروق اسلام کے حصن حصین یعنے قلعہ محکم تھے
سو مسلمان اس قلعے مین داخل ہوتے اور باہر نہین آتے تھے - اور انکی رحلت سے اسلام کے قلعے مین ایک

بخشش چاہو اس سے باہر جاتے ہیں اور پھر نہیں آتے ہیں - اور ایسا ہی کلام عمر کی شان میں جناب امیر سے بھی منقول ہے اور
ابو طلحہ انصاری نے کہتے ہیں کہ سنا تھا میں نے کسی سے کہ گھر خوشحالی فاروق کی سے اس گھر والوں کے دین یا دنیا کے امر
میں خلل آیا ہوا اور عروہ بن زبیر نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے زَيِّنُوا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلوٰةِ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَبِذِكْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنے تمہاری مجلسوں کو زینت دیجیو حضرت پر درود
پڑھنے اور عمر بن الخطاب کا ذکر کرنے سے - امام جعفر صادق سے نقل ہے فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں جو ابوبکر اور عمر کو بدی سے
یاد کرے - اور تم عدل کا ذکر کرو جب عدل کو یاد کرو گے تو گویا حق سبحانہ تعالیٰ کو یاد کئے - مجاہد سے منقول ہے کہ ہم کہتے تھے کہ
عمر فاروق کے زمانے میں شیاطین قید و زنجیر کئے گئے تھے جب انکی شہادت ہوئی شیاطین چھوٹ گئے اور زمین پر منتشر ہوئے

دوسرا گل حضرت عمر کے مرویات کے بیان میں - حدیث کی معتبر کتابوں میں پانسو چالیس حدیث انسے

مروی ہیں - انسے متفق علیہ چھبیس اور فقط بخاری میں چونتیس اور فقط مسلم میں اکیس آئے ہیں اور باقی دوسرے کتب میں
منقول ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت کثیر انسے روایت کرتی ہے جیسے عثمان بن عفان - اور علی بن ابی طالب و طلحہ بن عبداللہ
اور سعد بن ابی وقاص - و عبدالرحمن بن عوف - و عبداللہ بن مسعود - و ابوذر - و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس - اور
عمرو بن العاص - و عبداللہ بن زبیر - و انس بن مالک - و ابوموسیٰ اشعری - و جابر بن عبداللہ - و ابولبابہ بن عبدالمنذر
و براء بن عازب و ابوسعید خدری - و ابوہریرہ - و عقبہ بن عامر - و نعمان بن بشیر - و عمرو بن عابسہ - و عدی بن حاتم
و سفیان بن وہب - و عبداللہ بن سرجس - و خالد بن عرفطہ - و اشعث بن قیس - و ابوامامہ باہلی - و عبداللہ بن انیس
و بریدہ بن حصیب اسلمی - و فضالہ بن عبید - و شداد بن اوس - و سعد بن العاص - و کعب بن عجرہ - و اسود بن سریع - و ثابت
بن زید - و عبداللہ بن ارقم - و جابر بن سمرہ - و حبیب بن مسلمہ و عبدالرحمن بن ابزی - و عمرو بن جندب - و طارق بن
شہاب - و مسعر بن عبداللہ - و مسیب بن حزن - و سفیان بن عبداللہ - ابوالطفیل و بی بی عائشہ صدیقہ و بی بی حفصہ
اور بہت سے تابعین بھی انسے روایت کئے ہیں جیسے عاصم بن عمر بن الخطاب - و مسروق - و مالک بن اوس - و علقمہ
بن وقاص - و ابوعثمان - و اسلم مولائی عمر - و قیس بن ابی حازم - و غیرہم رضی اللہ عنہم

گلدستہ اس بیان میں کہ حضرت عمر نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد جو بالائے منبر خطبہ پڑھا - نقل ہے کہ جب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دفن سے فراغت حاصل ہوئی اسکے دوسرے روز فاروق اعظم نے منبر پر سوار ہو کے
خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت سید انام پر صلوات و سلام کے بعد اسکا مضمون یہی تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
و سلم دنیا سے رحلت کئے تک میرے لیے راضی اور خوشنود رہے - اور میں خلافت کا طالب نہیں تھا لاکن صدیق اکبر نے

یہہ نام میرے سے تحویل کیا - اللہ تعالی سنے امر خلافت کی سربراہی مین جو اجر جزیل اور ثواب جمیل رکھا ہے - اس کی امید نہوتی تو مین ہرگز اس بار عظیم کا عامل نہوتا - اور مین عدل و انصاف کی بڑی رعایت کرونگا اور مین کسی کی خاطر نرکہون گا - اور حق سے تجاوز نکرونگا اور لوگون سے اپنی تعظیم و تکریم نچاہونگا - اور سب مسلمانون کے مانند ایک شخص رہونگا - اور اپنا ضعف و انکسار ظاہر کرکے اپنے تئین مرعوب اور دلجوئی کی باتین کہین اور لوگون کو ورع و تقوی اور نفس کی مخالفت اور حدود الہی کی محافظت پر ترغیب و تحریص دیئے اور حضرت پر درود و سلام پڑھکے خطبے کو ختم کرکے منبر سے اتر گئے - **دوسری شاخ حضرت عمر امیر المومنین سے ملقب ہونے کے بیان مین** - روایت ہے کہ عمر بن الخطاب جب مسند خلافت پر بیٹھے مجمع صحابہ مین کہنے لگے کہ ابوبکر صدیق کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے مجھے خلیفہ رسول اللہ کہو گے تو درازی سے خالی نہین کلام کرنا لوگون پر دشوار ہوگا - مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم مومنین ہین اور آپ ہمارے امیر - پس آپ امیر المومنین ہو - عمر بن الخطاب یہہ سنکے اس لقب سے راضی ہوے - دوسرا قول یہہ ہے کہ اپنی خلافت کی ابتدا مین جب عاملون کو نامہ لکھتے تو اپکو خلیفہ ابوبکر تحریر فرماتے تھے - ایکبار عراق کے عامل کو لکھا کہ تمہارے لشکر کے علما سے دو مرد زیرک اور ہوشیار کو روانہ کیجئے تا عراق کے لوگون کے حالات اور اس مملکت کا ضبط و نسخ انسے دریافت کرون - عراق کے عامل نے لبید بن ربیعہ عامری کو اور عدی بن حاتم طائی کو روانہ کیا - جب یہہ ہر دو مدینہ آپہنچے مسجد نبوی کے پیچھے اپنے اونٹون کو لٹا کے مسجد مین آے عمرو بن العاص کو مسجد مین دیکھہ کے کہے کہ ہماری باریابی کے لئے امیر المومنین سے اذن طلب کیجئے - عمرو بن العاص سنکے بہت خوش ہوے اور کہا کہ تم نے خلیفے کے لئے بہت اچھا نام اختیار کیا کہ ہم مومنین ہین اور انھون ہمارے امیر - پس اسی وقت اٹھا اور خلیفے کے پاس جا کے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عمر فاروق سنکے پوچھے کہ تم نے یہہ نام کیسا ایجاد کیا انہون نے صورت حال گذارش کی - اور کہا کہ آپکے لئے یہہ نام بہت بہتر اور سزاوار تر ہے - خلیفے نے قبول فرمایا اسی روز وہ نام مقرر ہوا اور وہی لقب لکہنے لگے - **چوتھی خیابان حضرت عمر کے زہد و ورع اور کثرت عبادت و ریاضت اور قلت اکل و شرب اور حلم و تواضع کے بیان مین** طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ کہا کَانَ عُمَرُ اَزْهَدَنَا فِی الدُّنْیَا وَ اَرْغَبَنَا فِی الْآخِرَةِ یعنے تھے عمر ہمارے بیچ زیادہ زہد کرنے والے دنیا مین اور زیادہ رغبت کرنے والے آخرت مین - اور ایسا ہی سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہے - روایت ہے کہ ایکبار اپنی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے بی بی اسنے چینی کے کاسے مین ٹھنڈی آش اور اسپر روغن زیتون ڈال کے لے آئی - عمر فاروق نے ہرگز نہ پیا کاسہ چینی اسباب تنعم سے رہنے کے سبب اس سے احتراز کیا اور فرمایا کہ ناز و تنعم نہین چاہتا ہون جب تک دنیا سے سدھارون - اور ابن عباس سے مروی ہے

[illegible] عمر فاروق کا کھانا دو لقمون سے زیادہ نہین تھا - لاتے ہین کہ ایکبار خویشون کی ایک جماعت بی بی حفصہ سے
کہنے لگی کہ تم اپنے والد سے کہین کہ ہمیشہ جو ایسی شدت ریاضت مین مشغول ہین بڑی ناتوانی آگئی ہے بارے کبھی کبھی لذیذ
آپ و طعام تناول فرماوے بی بی نے یہہ سنکے اپنے پدر بزرگوار سے گذارش کی تو فاروق اعظم نے فرمایا کہ غَشَشْتِ
اَبَاکِ وَنَصَحْتِ لِقَوْمِکِ یعنے ای بیٹی تو کیا اپنے باپ کو دہوکا دیتی ہے اور اپنے خویشون کی بھلائی کرتی ہے - انس بن مالک سے
روایت ہے کہ عمر فاروق کے پیرہن کو چہار پیوند لگے تھے ایک روایت ہے کہ دو کہندون کے درمیان چہار پیوند تھے نقل ہے
کہ فاروق اعظم جب ملک شام کے طرف رونق افزا ہوے وہان کے ارکان دولت و اعیان سلطنت استقبال آے اس وقت
جناب فاروق اونٹ پر سوار تھے انکے خواص عرض کرنے کہ یا امیر المومنین یہان کے اکابر و اشراف آپکے استقبال آرہے ہین
آپ گھوڑے پر سوار ہووین تو آپ کی شوکت اور دبدبہ ان کے دلمین جاے گیر ہوگا فرمایا کہ ایسی باتون سے مطلب بانہین
ہوتی ہے بلکہ کام اسجگہہ سے نکلتا ہے تب آسمان کی طرف اشارہ کیا - نقل ہے کہ ایکبار قیصر روم کی طرف سے ایک وکیل مدینہ کو آیا
اور دریافت کرنے لگا کہ امیر المومنین عمر فاروق کہان ہین تا اپنے بادشاہ کا پیام پہنچاوے لوگون نے کہا کہ امیر المومنین مسجد مین
ہوگئے - پس اسنے مسجد کی طرف آیا کیا دیکھتا ہے کہ کسی ژندہ پوش نے ایک اینٹ سرہانے لیکے لیٹا ہے - یہہ دیکھکے پھر گیا - اور پھر
لوگون سے پوچھنے لگا کہ امیر المومنین کہان ہین کہے کہ مسجد مین ہوگئے - وکیل نے کہا کہ مین مسجد مین جاکے دیکھا تو ایک ژندہ پوش
کے سواے دوسرے کو نہ دیکھا کہ ایک اینٹ سرہانے لے کے لیٹا ہے - کہے کہ اس کو حقارت سے نہ دیکھے کہ ہمارا امیر و خلیفہ وہی ہے
لَقَدْ جَاءَ مُلُوکُ آفَاقَ ؎ بر در میکدہ رندان قلندر باشند ۞ کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی ۞ خشت زیر سر و بر تارک
ہفت اختر پای ۞ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی ۞ وکیل قیصر نے پھر مسجد کی طرف گیا اور امیر المومنین کے حضور مین شرط تحیت بجا لا
با ادب کھڑا رہا اور ایسا رعب اور رعب و مہابت اس کے دل مین جاے گیر ہوئی کہ کسی بادشاہ کے دربار مین اسکی حالت ہوئی تھی
؎ ہے یہہ ہیبت حق کی نہین ہے خلق کی ۞ کہ نہین ہیبت یہہ صاحب دلق کی ۞ جس نے مولا سے سدا ترسان رہے ۞ انس و جان
اس سے یقین لرزان رہے ۞ غرض وکیل نے ترسان و لرزان بادشاہ کا پیام پہنچایا اور امیر المومنین سے رخصت لیا اور کہتا تھا کہ
مین بہت سے بادشاہون سے ملا ہون اور سلاطین کے دربار مین رہا ہون کہین ایسا رعب نہین پایا جو امیر المومنین کے حضور مین
پایا - نقل ہے کہ عامر بن ربیعہ نے کہا کہ جب امیر المومنین عمر فاروق نے مدینے سے کعبے کی زیارت کا عزم کیا مین بھی ہمراہ تھا
جانے اور آنے کے وقت کہین ان کے واسطے خیمہ اور خرگاہ نہین تھا جیسا خلیفون اور امیرون کو ہوا کرتا ہے بلکہ امیر المومنین جس
جگہہ نزول فرماتے ایک جھاڑ پر اپنے کپڑے ڈال دیتے اور اُسی کے ساےمین آرام پاتے - اور عبد اللہ بن عمر سے منقول
ہے کہ میرے والد کے ایام خلافت مین شام کے طرف جہاد کے لئے جانے ایک لشکر تیار ہوا سو مجھے بھی آرزو ہوئی کہ مین بھی

اس لشکر کے ساتھہ جاؤن اور جہاد کا ثواب حاصل کرون - تب میرے والد بزرگوار سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ ای فرزند مجھی
اسبات کا خوف ہی کہ کہین تو زنا مین مبتلا نہو جاوے - مین نے عرض کی یا امیر المومنین کیا آپ میرے سا شخص پر یہہ گمان
کرتے ہو - فرمایا کہ مجھے اسبات کا احتمال ہی کہ جب مسلمانون کو کافرون پر فتح و نصرت حاصل ہوگی اور کفار رانڈ سے جاوینگے
اور ان کے عورت بچون کو قید کرکے سبایا مین لاوینگے کسی جاریہ پرجو جمیلہ ہے تیری خاطر مایل ہو جاویگی میرے ساتھہ تیری
فرزندی کی نسبت جو ثابت ہی اسکی رعایت کرتے اس کو کم قیمت سے تیرے حوالے کرینگے ظاہر مین تو اس کو خرید کیا ہوگا او
فی الحقیقت زنا کیا ہوگا سو مصلحت اسبات مین ہی کہ اب تو نجاوے اپنی جہاد نفس مین مشغول رہے - اور نقل ہی کہ ایکدن
منبر پر سوار تھے اور لوگون کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اثنای کلام مین مہر کا ذکر آیا سو فرمانے لگے عورتون کا مہر چالیس
اوقیے سے جو ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی زیادہ نہ بندہا چاہیئے کیونکہ بہترین عالم سید اولاد آدم اپنے ازواج مطہرات کا
مہر چالیس اوقیے سے زیادہ نہ باندہا ہے جس نے اس حد سے تجاوز کریگا تو مین حکم کرتا ہون کہ اسکی زیادتی کو بیت المال
مین داخل کرین تب ایک بوڑہی نے اٹھی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین آپکے منصب بزرگ کے لایق نہین کہ ایسی بات فرماوے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی - وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا عمر فاروق یہہ سنتے ہی متنبہ ہوے
اسی وقت انصاف کے مقام مین آکے فرمایا اِمْرَاَۃٌ اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَاءَ یعنے ایک عورت راستی پر آئی اور مرد خطا کیا
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب امیر المومنین منبر سے اترے اور تشریف لیچلے قریش کی ایک عورت سر راہ پر انسے ملکے عرض کی کہ مہر کے
باب مین آپنے جو فرمایا وہ بات نص قرآن کے مخالف ہی اور آیت مذکور پڑہی - عمر فاروق وہ سنتے ہی متنبہ ہوے اور اسیوقت آکے
منبر پر سوار ہوکے فرمایا کہ لوگو مین نے مہر کی زیادتی جو منع کی تھی وہ میرے سے خطا ہوی اب اس سے رجوع کیا ہون - اب ہر شخص
اپنے مال سے جس قدر چاہیئے اپنا مہر باندہ لے اور کہتے ہین کہ ایکبار ایک رعیت سے بات کر رہے تھے سو اثنا کلام مین آپسے
کہا کہ اِتَّقِ اللّٰهَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے مومنون کے امیر اللہ سے ڈرو تب حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کیا تو امیر المومنین سے
ایسی بات کہتا ہے تب فاروق اعظم نے کہا کہ اسکو چھوڑ دو تا حق بات مجھے پہنچا وے اور تم کو بہی جب ضرورت ہوگی میرے
ساتھہ ایسا ہی کہا کرو - روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی حویلی پر ایک پرنالہ تہا ایک روز فاروق اعظم نے لباس پاکیزہ
پہن کے مسجد کے طرف تشریف لیجاتے تھے جب انکا گذر عباس رضی اللہ عنہ کی حویلی کے نیچے سے ہوا اس روز ان کے
گہر دو مرغ ذبح کئے تھے سو اسکا لہو پانی کے ساتھہ آمیز ہوکے اس پرنالے سے ٹپک رہا تھا ناگاہ اس سے چند قطرے فاروق اعظم کے
کپڑون پر پڑے اس پرنالے سے لوگون کو ضرر پہنچتا ہی کرکے حکم کیا کہ اس پرنالے کو اسکی جگہہ سے نکالدین پس اپنے گہر کی طرف
مراجعت کی پہر لباس بدلاکے مسجد کے طرف تشریف لے گئے - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی عباس نے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین

قسم ہی اللہ پاک جلشانہ کی کہ وہ پنالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتہہ سے لگایا تہا پس عمر فاروق یہہ بات سنتے ہی نہایت مضطر اور بیقرار ہوگئے اور کہنے لگا کہ یا عباس مین تم کو قسم دیتا ہون پروردگار پاک جلت عظمتہ کی کہ تم میرے کاندہے پر پیر رکہکے اس پنالے کو جہان حضرت نے رکہا تہا وہین رکہہ دیجئے۔ جب اس بات مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا عباس نے قبول کرکے اس پنالے کو اسی جگہہ لگا دیا۔ اور عمر فاروق سے مروی ہی کہ اپنی خلافت مین فرماتے تہے کہ اگر ایک بکرا بہی دریاے فرات کے کنارے ہلاک ہوگا میرا گمان یہہ ہی کہ میرے سے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے حال سے سوال کریگا۔ اور منقول ہی کہ فاروق اعظم کی خلافت مین ایک روز جناب علی مرتضی نے انکو دیکہا کہ بڑی جلدی سے دوڑتے ہوے جاتے ہین سو اس جلدی کا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ صدقات کے اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہی اسکے دہونڈہنے کیلیے جاتا ہون۔ جناب امیر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپکے بعد جو خلیفہ کہ ہوگا آپنے اس کو رنج و مشقت مین ڈالا فاروق اعظم نے کہا کہ یا ابو الحسن مجہے اس باب مین ملامت نہ کیجئے قسم ہے اس پروردگار جلشانہ کی کہ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستی کے ساتہہ خلق کی طرف بہیجا کہ اگر ایک بکری کا بچہ بہی آب فرات کے کنارے ضایع ہوگا تو قیامت کے روز عمر اسکے سبب سے خطاب و عتاب مین پڑیگا۔ پس جس شخص کے واسطے ایسا روز درپیش ہو اس کو ایسی جلدی پر ملامت کی جگہہ نہین۔ اور لاتے ہین کہ لوگون نے ابن عباس سے سوال کیا کہ عمر فاروق کا حال انکی خلافت مین کیسا تہا انہون نے جواب دیا کہ انکا حال اس پرندے کے مانند تہا جو نہایت حیران اور ترسان ہی اور وہ جسطرف جانا چاہتا ہی ادہر جال ہی دیکہتا ہی اور باہر جانے کی جگہہ نہین پاتا ہی۔ اور منقول ہی کہ عمر فاروق نے روتے ہوے ایسا کہا کرتے تہے کہ کاش مین بکرا ہوتا تب مجہے فربہ کرتے جب کوی مہمان آتا مجہے ذبح کرتے اور مہمان کو کہلاتے کاش مین انسان نہ ہوتا۔ اور ایکبار زمین سے تنکا اٹہالیے اور کہنے لگے کاش مین یہہ تنکا ہوتا کاش مین پیدا ہی نہوتا کاش میری ماں مجہے نہ جنی ہوتی کاش مین بہولا جاتا۔ نقل ہی کہ خوف الہی سے اس قدر روتے تہے کہ ان کے ہر دو رخسار پر دو لکیرین پڑگیئن تہین۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین عمر فاروق کا ہمسایہ تہا کسی کو انسے فاضل تر نہ دیکہا تمامی شب نماز و نیاز مین گذارتے اور دن کو روزہ رکہتے اور لوگون کی حاجتین ادا کرتے تہے۔ اور منقول ہے کہ آپکی ایک بی بی نہایت خوبصورت اور جمیلہ تہین بمقتضاے حدیث اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ کے اس بی بی کے ساتہہ بڑی محبت رکہتے تہے جب مسند خلافت پر بیٹہے اس بات کا خوف ہوا کہ کہین خلاف شرع کوی بات مین اپنی بی بی سفارش کرین تو آپ کمال محبت کے سبب قبول نہ کرلین اس اندیشے سے انکو طلاق دیا اور انکا سب مہر ادا کیا جب اس پر ایک مدت گذر گئی ان کو خلافت اور بادشاہت کے مہمات مین بڑا ملکہ اور رسوخ حاصل ہوا ان کے دل مین یہہ بات قرار پائی اور درجہ یقین کو پہنچی کہ میرا نفس مغلوب ہوگیا کسی مخلوق کی خاطر کے واسطے سر مو خلاف شریعت کی طرف میل نہ کریگا تب پہر اسکو

بلواکے اپنے نکاح مین لایا ان دونون انکی بی بی رحلت کی تہین - اور نقل ہے کہ آپنے ایک روز اپنی خلافت مین حکم کیا کہ ندا کردین تا سب اہل مدینہ مسجد مین حاضر ہووین پس جب ندا کئے اور سب لوگ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوے اور تھوڑا توقف خاموش بیٹھے یہان تک کہ مسجد لوگون سے بھر گئی تب کہنے لگے کہ شکر سپاس اس خالق تعالی کو سزاوار ہے جو پروردگار عالم کا ہے سفر مین آپ کو ایسا دیکھا کہ اپنے نفس کو ایک مزدور کا طعام دیا کردن اور اس وقت اللہ تعالی نے مجھے ایسی عزت کے مرتبہ کو پہنچایا کہ تم دیکھتے اور جانتے ہو پس منبر سے اتر گئے - لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو فرمائے کہ مین نے اللہ تعالی کا شکر ظاہر کیا - ایک روایت ہے کہ ان کے فرزند عبد اللہ نے پوچھا تو فرمایا کہ تیرے باپ کو نفس امارہ عجب اور پندار مین لایا تھا سو مین نے چاہا کہ اسکو گوشمالی دون تا اس پندار کا بدلہ ہو جاوے - اور کہتے ہین کہ کبھی پانی کا مشک اپنے کندھے پر لیکے اپنے گھر کے طرف جاتے اسکا سبب پوچھے تو فرماتے کہ میرا نفس عجب مین آیا تھا سو مین نے اسکو ذلیل کیا - پانچوین

خیابان بیت المال سے حضرت عمر کے تصرف اور انکی دانائی و فراست اور انصاف و عدالت اور اتباع سنت و احتراز بدعت کے بیان مین - روایت ہے کہ اصحاب سے فرماتے تھے کہ جانیو اور آگاہ رہو کہ مسلمانون کے بیت المال سے عمر کو دو جفت لباس ایک سردی کے موسم کے لئے دوسرا گرمی کے ایام کے واسطے اور مرکب ایسا کہ حج و عمرہ اور جہاد کے سفر مین کام آوے - اور طعام اتنا کہ اسکا اور اسکے اہل و عیال کا قوت ہو اور وہ قوت بھی قریش کے ایک میانہ شخص کا رہے کہ انکا نہ غنی ہو نہ فقیر حلال ہے - ایک روایت ہے کہ فرمائے کہ بیت المال مین میرا تصرف اس تصرف کے مانند ہے کہ یتیم کو پرورش کرنے والا یتیم کے مال مین بقدر احتیاج تصرف کرے - مین غنا کے حال مین رہون تو اس سے تعفف کرون گا - اور فقر کی حالت مین رہون تو احتیاج کے موافق بطور معروف لیا کرونگا - اور جب مین تیسیر ہوونگا بیت المال سے جو لیا ہون پھیر دونگا - یہہ بات جناب فاروق اعظم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیرًا فَلْیَأْکُلْ بِالْمَعْرُوفِ کہتے ہین کہ امیر المومنین کو جب احتیاج ہوتی تو صاحب بیت المال سے قرض لیتے اور جب صاحب تیسیر ہوتے قرض ادا کرتے - اور کبھی تنگی ہوتی تو صاحب بیت المال انسے تقاضا کرتا - اور جب بیت المال سے انکا حصہ نکلتا تب وہ قرض ادا کر دیتے - اور انکی فطانت او فراست ایسی تھی کہ ابن عمر کہتے ہین کہ کوئی چیز ایسی نہین کہ عمر فاروق نے کہا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ وہ کام ایسا ہوگا تو ویسا ہی رہتا جو آپ گمان کئے ہون بلکہ ایک روز ایک قریش کے مجمع مین تشریف رکھی تھی ایسے مین ایک شخص اینپر گذرا اسکو دیکھکے فرمایا کہ مین نہین سمجھتا ہون کہ میرا گمان خطا کرے کہ یہہ مرد جاہلیت مین اپنے قوم کے دین پر کاہن تھا - پھر فرمایا کہ اسکا حال دریافت کرین - جب استفسار کئے تو وہ کاہن تھا - اور انکی عدالت ایسی تھی کہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب دو شخص باہم جھگڑکے انکے انفصال کے لئے

ان کے پاس آتے تو امیر المومنین دو زانو بیٹھتے اور کہتے بار خدایا کہ مجھے مدد کیجیے تا ان ہر دو کے درمیان عدل وداد سے حاکم کرون کیونکہ یہہ دونون میرا دین لیجانے کے درپی ہین سو تیری امداد کا امیدوار ہون - لائے ہین جب کسی عامل کو کسی ملک پر مقرر کرتے تو ایک دستور العمل ایسا لکھہ دیتے کہ تنعم او تجمل سے دور رہے اور زینت و رفاہیت بیجا اور ترکی گھوڑے پر سوار نہو وے اور جامہ گران قیمت اور نرم نہ پہنے اور فقط سوزی کی روٹی نہ کہا وے اور اپنے مکان کا دروازہ بند نہ رکھے اور دیوڑہی پر دربان نہ رکھے تا لوگ آسانی سے آوین اور سہولت سے اپنی حاجتین ظاہر کرین اور عامل سے عہد لیتے کہ فرمان کے مضمون سے تجاوز نکرے اور عدالت کی راہ مستقیم عدول نکرے - اور ابن عمر سے منقول ہی کہ جب امیر المومنین عمر فاروق لوگون کو امر و نہی کرتے اسیوقت اپنے گہر آکے اپنے اہل و اولاد کو اور خویشون و تابعون کو اور دوستون اور یارون کو جمع کر کے فرماتے کہ مین نے لوگون کو فلان کام سے منع کیا ہون اور مقرر وے لوگ تمہارے طرف ایسا تکتے ہین جیسے پرند گوشت پر - کہ تمہارے کسی نے اس کام کا مرتکب ہوگا تو وے بھی اسپر جسارت اور اقدام کرین گے اور تم اس سے پرہیز کروگے تو وے بھی اس سے دور رہین گے - آگاہ رہو کہ اگر تمہارے سے کسی نے وہ کام کیا ہوگا کہ جس کو مین نے منع کیا تہا تو اسکو دوسرے کے بنسبت دونا عذاب دونگا - اور منقول ہی کہ جب امیر المومنین کعبے کے حج کے واسطے نکلتے اطراف و نواحی کے عاملون کو لکھتے کہ وے بھی حج کے لئے آوین تا حج کے موسم مین ملاقات ہو جب مکہ معظمہ مین سب اکٹھے ہوتے تو فرماتے کہ ای لوگو مین عاملونکو تم پر اسواسطے نہین مقرر کیا کہ تمہارے عملون سے کوئی چیز انکو پہنچے بلکہ ان کو عامل اسلئے گردانا ہون کہ تمہارے بین پردہ اور حائل رہین - تا تم ایک دوسرے پر ظلم و ستم نہ کرین - اور وے حقدار کا حق دلاوین - پس میرے عاملون کے گردن پر تمہارے سے کسی شخص کا حق باقی رہی تو چاہیئے کہ اُٹھے اور صاف کہدیوے اور کسی کی رو و رعایت کر کے ہرگز پوشیدہ نہ رکھے یہہ حکم سنکے اگر کوئی اُٹھہ کہڑا ہوتا اور کسی عامل پر اپنا حق ثابت کرتا تو اسیوقت اسکو دلاتے - اور اس عامل کو بڑی تادیب فرما کے اسکا معزول کرتے اور اگر کوئی نہ اُٹھہ کھڑا ہوتا تب عاملون کو قسم دیکے پوچھتے کہ تمہارے سے کسی نے ظلم کیا ہی اور یا کسی کا حق کسی کی گردن پر باقی ہی - تب جو عامل قسم کھا کے اپنی پاکی ظاہر کرتا اس کو خدمت پر بحال رکھتے - اور جس نے سوگند نہ کھا تا اس کو معزول کر کے دوسرے کو اسکے قایم مقام کرتے - تا ثمرہ عدل و داد کا اور بدلہ ظلم و فساد کا خلق پر آشکارا ہو - سبحان اللہ اسی ضبط و سیاست کے سبب ان کے ایام خلافت مین عدل و انصاف اس رتبے کو پہنچا تھا کہ کسی عامل کو یہہ طاقت نہین تھی کہ سر مو حد شریعت سے تجاوز کرے بلکہ ان کے زمانے مین زمین عدل و انصاف سے بھر گئی - اور کفار کے بہت سے شہر و دیار قبضہ اسلام مین آئے اور بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کے مضمون کا بھید اس کے ایام حکومت مین جلوہ گر ہوا - اور اتباع سنت انکی ذات شریف مین ایسی تھی کہ ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ امیر المومنین عمر فاروق جب حج کے مناسک ادا کرتے اور حجر اسود کے نزدیک

آتی اسکو خطاب کرکے فرماتے کہ حقیقت مین تو ایک پتھر ہے تجھ سے کسی کو نہ نفع ہے نہ ضرر۔ اگر حضرت تجھ کو بوسہ دیتے ہوے
نہ دیکھتا تو ہرگز مین بھی تجھکو نہ دیتا۔ اس طرح کہہ کے بوسہ دیتے۔ لکھتے ہین کہ ایکبار جناب مرتضی علی سامنے حاضر تھے جب فاروق
نے حجر اسود کو اس طرح خطاب کیا تب فرمایا کہ یا امیر المومنین اگر آپ اس آیت کی پوری معنی پر مطلع ہووین تو ظاہر ہو دیگا کہ حجر اسود
سے بھی ایک طور سے نفع و ضرر کی امید ہے۔ پس یہہ آیت تلاوت کی وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ
وَذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى یعنے جب نکالا تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشتون
سے ان کی اولاد اور گواہ بنایا انکو انکے جانون پر کیا مین نہین پروردگار تمہارا سب کہنے لگے ہان البتہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ یعنے
روز میثاق مین جب اللہ تعالی نے سب اولاد آدم سے یہہ عہد لیا یہہ اقرار ایک کاغذ پر لکھا یا۔ اور حجر اسود جو بہشت کے یاقوت سے ایک
نگ ہے وہ عہد نامہ اسکے منہہ مین رکھا جنھون نے اس اقرار پر قایم رہا یا نرہا قیامت کے دن حجر اسود اسکے حق مین گواہی
دیویگا اسکو زبان اور دو آنکھین ہونگے پس جس کے حق مین ایسی گواہی دیگا کہ یہہ بندے نے اس عہد پر قائم تھا سو
اسکو نجات ہوگی اس صورت مین حجر اسود سے اسکو نفع پہنچا۔ اور جس کے حق مین ایسی شاہدی دیگا کہ اس بندے نے اس عہد
پر قایم نرہا اسکو ہلاکت ہوگی اس صورت مین حجر اسود سے اسکو ضرر پہنچا۔ اور جس نے اس کے پاس آیا اور اسکو بوسہ دیا سو اسکو
پہچانکے اس کے حق مین گواہی دیگا اور وہ اس مکان مین حقتعالی کا امین ہے۔ عمر فاروق نے سنکے کہا لَا اَبْقَانِیَ
اللّٰهُ بِاَرْضٍ لَسْتَ بِهَا يَا اَبَا الْحَسَنِ نہ رکھے مجھے اللہ تعالی اس زمین مین جہان تم نہو یا ابو الحسن ف مخفی نرہے کہ عمر فاروق
کا کہنا اعلام کے طور پر تھا کہ اہل جاہلیت پتھرون کو بہت دوست رکھتے اور ان کی عبادت مین مشغول ہوتے تھے یہہ بوسہ دینا
حاشا ویسا نہین بلکہ محض حضرت کی اتباع سنت کے لئے ہے۔ اور اشارہ اس بات پر ہے کہ سنت کی متابعت مین نجات ہے اور اسکے
مخالفت مین ہلاکت ہے سے خلاف پیمبر کسی رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ٭ محالست سعدی کہ راہ صفا ٭
توان رفت جز در پی مصطفی ٭ نقل ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت مین آکے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین ہم نے جب مداین
کی فتح کی تب ایک کتاب میرے ہاتھہ لگی اس مین ایسی مرغوب باتین لکھی ہین کہ جس سے خاطر کو اطمینان حاصل ہوتی ہے حضرت
عمر نے پوچھا کہ کیا وسے باتین کتاب اللہ سے مستند ہین۔ اس نے کہا نہین تب اس کو درے سے تادیب کی۔ اور یہہ آیت
تلاوت فرمائی الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ
اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ
پھر فرمایا کہ مقرر اگلی امتون کی ہلاکت کا سبب یہی تھا کہ اگلے حکیمون کی کتابون کو مانا اور توریت و انجیل کے احکام سے منہہ پھیرے
جناب فاروق کے کلام کا مصداق یہہ حدیث شریف ہے کہ اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى

هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

چھٹی خیابان حضرت عمر اپنی خلافت مین مدینہ کے بازار مین رات کے وقت گشت کرنے اور بیکسون کی اعانت و امداد بجالانے اور فتنہ و فساد دور کرنیکے بیان مین

حدیث شریف مین آیا ہے کہ کُلُّکُمْ عَلٰی کُلِّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے خبردار رہو کہ تم سے ہر فرد رعیت رکھنے والا ہی اور تمہارے سے ہر ایک اپنی رعایا سے سوال کیا جانے والا ہی - اب جاننے کہ راعی یعنے بکری چرانے والے کو ہمیشہ یہہ بات چاہیئے کہ سب اوقت اپنے بکرون کا نگہبان رہے اور کوہی دم ان کی محافظت سے سستی نکرے اور غفلت روا نہ رکھے تا الانڈگون اور درندون کے پنجے مین گرفتار نہو اور ان کے چارے اور پانی اور ان کو رکھنے کی جگہ سے خبردار رہے کسی وقت انسے بیخبر نہ رہی تا انکو کچھہ خلل نہ پہنچے اسی طرح نوع انسان سے ہر فرد خصوصاً حاکمون کو واجب اور لازم ہی کہ اپنے رعایا کے حال سے واقف رہین انکی عمدہ برائی سے غافل نہووین انکے کھانے پانی کی خبرین اور جن چیزون کے ساتھہ انکو احتیاج رہے اچھی طور سے انکو پہنچایا کرین بلکہ ان پر تربیت پدری اور شفقت مادری مبذول رکھے نقل ہے کہ جب عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے اللہ تعالی نے انکو رعیتون کی حالت اور انکی تربیت پر ایسا متوجہ کیا اور انکے دل مین ایسی شفقت ڈالی کہ جسکا بیان میدان تحریر و تقریر مین سما نہین سکتا اپنی خلافت مین رات کے وقت مدینہ کے بازار مین سیر کرتے اور غربا و فقرا کے حال پر شفقت فرماتے تھے - صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہی کہ ایک رات امیر المومنین فاروق اعظم گشت کیلیے نکلے ہم بھی ہمراہ تھے جب آپکا گذر ایک خیمے پر ہوا اس خیمہ سے ایک غمگین آواز آئی امیر المومنین نے ہم کو فرمایا کہ تم یہین ٹھہرو کہ مین نزدیک جاکے سنتا ہون کہ یہہ کیسی آواز ہی پس نزدیک تشریف لے گئے تو اس خیمے کے اندر ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ چرخہ کات رہی ہی اور یہہ بیتین کمال رقت سے پڑہتی اور حضرت کو یاد کرکے شوق لقا ظاہر کر رہی ہی ؎ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃُ الْاَبْرَارِ * صَلّٰی عَلَیْہِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارُ * قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا بُکَاءً بِالْاَسْحَارِ * یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اَلْمَنَایَا اَطْوَارٌ * ھَلْ تَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیَ الدَّارُ پس یہہ سنتے ہی امیر المومنین کو ایسی رقت غالب ہوی کہ بلند آواز سے رو دیے پھر ہمکو بلا سے جب ہم خیمے کے دروازے کے پاس گئے تین بار اذن طلب کرنے کے طور پر سلام کئے جب اسنے اذن دئی اندر گئے امیر المومنین نے خواہش کی کہ وے بیتین پھر دہراوے اس بوڑھی نے وے بیتین پڑہی - امیر المومنین کو رقت بہت غالب ہوی رونے لگے پھر اس سے کہا کہ عمر کا ذکر بھی اس مین داخل کرے تب اس نے یہہ مصرع کہی ع وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَہٗ یَا غَفَّارُ سنا ابن جبیر جو ابن عباس کا مولی ہی نقل کرتا ہے کہ امیر المومنین ایکشب مدینے کے بازار مین سیر کرتے تھے اتفاقاً ایک ضعیفہ کے دروازے پر سے ان کا گذر ہوا اس نے اپنے گھر مین مغموم ایک شعر پڑھہ رہی تھی انہین سے یہہ بیتین ہین ؎ تَطَاوَلَ ھٰذَا

الّیل تسری کواکبہ ٭ وارقنی ان لا اصیع الاعبہ ٭ فواللہ لولا اللہ انی اراقبہ ٭ لحرک من ھذا السریر جوانبہ پھر آہ سرد کھینچ کے کہتی تھی کہ واللہ میری وحشت اور تنہائی اور میرے شوہر کی جدائی عمر بن الخطاب پر نہایت آسان ہی - اور الخفون اپنے گھر مین اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوش گذران اور مرفہ الحال ہین - اور میرا شوہر غربت وکربت اور سفر کی رنج ومشقت اور وطن کی مفارقت مین گرفتار - اور مین اسکی جدائی کے درد مین راتین زار زار - جب امیر المومنین نے یہہ دردآمیز ورقت انگیز باتین سنی بقرار ہوکے روئے اور کہا یرحمک اللہ - جب صبح ہوی نفقہ اور لباس لایق اس عورت کے واسطے روانہ فرمایا اور امیر لشکر کو حکم لکہا کہ اسکے مرد کو جلد روانہ کرین - ایک روایت ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت اپنے مرد کی مفارقت پر کس قدر مدت صبر کرسکتی ہے بی بی نے کہین کہ چھے مہینے بس حکم فرمایا جو شخص کہ عورت رکھتا ہو اس کو چھ مہینے سے زیادہ لشکر مین نہ رکھین مولاے عمر سالم سے منقول ہی کہ ایک شب امیر المومنین نے جب گشت کے لئے نکلے مین بھی ہمراہ تھا استراحت کے لئے ایک گھر کی دیوار کو تکیہ دیکے ایکساعت آرام کیا آدہی شب سے تجاوز کی تھی - اس گھر مین ایک بوڑہی نے اپنی لڑکی سے کہنے لگی کہ اٹھ اور دودھ مین پانی ملاوے - لڑکی نے غصہ ہوکے اپنی ماں سے کہا کہ کیا تو نہین جانتی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق ندا کروائے ہین کہ - لایشاب اللبن بالماء یعنے دودھ مین پانی نہ ملادین - اسکی ماں نے کہا کہ مین جیسا کہتی ہون ویسا عمل کر کہ اسوقت نہ امیر المومنین ہی نہ منادی ان کو ہمارے حال سے کیا خبر لڑکی نے کہا کہ ای ماں اگرچہ عمر حاضر نہین لاکن عمر کا پروردگار حاضر وناظر ہے واللہ یہہ بات سزاوار نہین کہ لوگون کے روبرو اسکے فرمان بردار رہین اور خلوت مین اسکی بیفرمانی کرین امیر المومنین کو یہہ بات بہت پسند آئی بہت خوشوقت ہوے راوی کہتا ہی کہ مجھے حکم کیا کہ ای سالم اس گھر کا نشان رکھے پھر دوسرے روز مجھے اسکے گھر بھیج کے اس دختر نیک اختر کی النسبت اپنے فرزند ارجمند عاصم کے ساتھ مقرر کی جب ہر دو کا نکاح منعقد ہوا اس بی بی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکے شکم سے عمر بن العزیز پیدا ہوے - اسلم سے ہی منقول ہی کہ ایک شب امیر المومنین جب گشت کے لئے نکلے مین بھی ملازم تھا مدینے کے باہر رونق افزا ہوے دور سے آتش کی روشنی نظر آنے لگی فرمائے کہ ای اسلم یہہ روشنی جو نظر آتی ہے مین سمجھتا ہون کہ وہان چند غربا اترے ہون پس بہت جلدی سے ان کے پاس گیا کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت چولے پر ہانڈی چڑائی ہے اسکے اطراف چند بچے گھیرے ہوے بہوک سے فریاد کرتے ہین - وہ عورت انکو سمجھاتی ہے کہ تم تھوڑا وقت لیٹ جاؤ مین تمہارے واسطے ہانڈی چڑائی ہون تم ہوشیار ہوتے تک آتش پکجائیگی امیر المومنین کمال شفقت سے آگے بڑہے اور کہے السلام علیکم یا اصحاب النار اس عورت نے سلام کا جواب دیکے کہی کون ہے سو آگے آئے امیر المومنین نے آگے جاکے اسکا احوال دریافت کیا - وہ عورت نے شب کی اندہیری اور اپنی

غربت و کربت کی شکایت کرکے کہنے لگی - کہ میرے بچون کے باطن مین بھوک کی آتش سلگی ہے سو وے نالہ و فریاد
کرتے ہین اسیواسطے مین نے چولا سلگھا کے یہہ ہانڈی چڑائی ہوئی اس مین پانی کے سوا اور کچھہ نہین یہہ حیلہ اسلئے کی
ہون تا انکو تسکین حاصل ہو اور انکو نیند آجاوے اللہ تعالیٰ ہماری داد عمر بن الخطاب سے لیوے کہ اسکی خلافت مین
ہمارا حال اس نہج پر ہے - امیر المومنین نے یہہ سنکے کہا کہ اسکو تمہارے حال سے کیا خبر - تب اس عورت نے کہا کہ جب وہ
اپنی رعیتون کے حال سے خبر نہین رکھتا ہی تو کس لئے اتنے شہرون کی حکومت کا بار اپنے سر لیا ہی - امیر المومنین سنتے
ہی بیقرار ہوئے اور مدینہ کی طرف بہت جلدی سے چلنے لگے - مین بھی پیچھے چلا تھا بیت المال کے خزانہ کا دروازہ
کھولا ایک تھیلا بھر کے آٹا اور بعض چیزون کے ساتھہ احتیاج ہوا ان سب چیزونکا ایک بستہ باندہکے اپنے کندھے
پر اٹھالئے مین ہرچند التماس کیا کہ یہہ بستہ مجھکو دیجئے تا مین اٹھالے آؤن ہرگز قبول نکیا اور فرمایا کہ فردا ئے قیامت
میرا بار تو اٹھائیگا القصہ اسیوقت وے چیزین بہت جلدی سے لیجا کے اس عورت کو پہنچائین - اور فرمایا کہ جلد اس کے روٹیان
تیار کرکے اپنے بچون کو کھلوا وے اس عورت نے بہت خوش ہوکے جب پکانے لگی پکوان کے کام مین آپ بھی اعانت
فرمائی جب وے بچے تناول کئے اور تسکین پائے آپ وہان سے اٹھ کے چلدئے اس عورت نے دعا کی کہ جزاک اللہ
خیرا اور نہین پہچانا کہ وہ عمر فاروق ہین سو کہنے لگی کہ مسلمانون کی حکومت اور خلافت کے لئے تم ہی بہت انسب و سزاوار
ہو - اور نقل ہے کہ احنف بن قیس عرب کی ایک جماعت کے ساتھہ عراق کی طرف سے امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت مین
آیا اور اس وقت دیکھا کہ اپنا عبا کمر پر باندہے ہوئے اور دامن سمیٹے ہوئے ایک اونٹ کے ڈھونڈہنے مین جو صدقے
کے اونٹون مین گم ہوا تھا دھوپ کی شدت مین دوڑا دوڑی کر رہے ہین - احنف کو دیکھتے ہی کہا کہ ای احنف صدقے کے
اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوا ہے اور وہ بتیمون اور مسکینون کا حق ہی مین نے اسکے ڈھونڈہنے کے لئے نکلا ہون تو بھی
اسکی جستجوئی مین ایکساعت میری رفاقت کیجئے تب اس جماعت سے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین رحمک اللہ صدقے
کے غلامون سے کسی غلام کو کس لئے آپ حکم نہین فرماتے ہو تا اس کام پر قیام کرے فرمایا جو شخص کہ مسلمانون کا والی ہووے گا
اسپر انکی خیرخواہی اور شفقت اور ادا کا امانت ایسی واجب ہوا کرتی ہی کہ غلام پر اسکے آقا کے لئے واجب ہو - اور مروی ہے
کہ ایکدن دھوپ کی نہایت شدت مین اپنی ازار چڑہاے ہوئے کمر باندہے ہوئے صدقے کے اونٹون کو مالش دے رہے تھے
تب ایک مرد نے عرض کی یا امیر المومنین آپکے منصب کو یہہ بات لایق نہین ہے کہ اپنے ہاتھہ سے یہ کام کرین حکم کیجئے کہ تا
دوسرے یہہ کام بجا لاوین تب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اونٹون کا نگہبان کیا ہی کل قیامت کے دن میرے سے
سوال کریگا نہ دوسرون سے - اور عبد الرحمن ابن عوف سے منقول ہی کہ ایکشب مین نماز عشا سے فارغ ہوکے اپنے

غرض پریشان تھا ناگہان ایسے مین امیرالمومنین عمر فاروق میرے گھر تشریف ارزانی فرمائے مین نے گذارش کی کہ کیا چیز
باعث ہوئی کہ اس وقت قدم رنجہ فرمائے کاش مجھے اطلاع ہوتی تو حاضر خدمت ہوتا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدینے کے باہر
ایک قافلہ آ کے نزول کیا ہے - اس قافلے کے لوگ جب سفر کی تاب اور مشقت کھینچے ہین ان پر خواب غلبہ کریگی سب کے سب
استراحت مین مشغول ہوجاوینگے پس بہتر ہے کہ تم میری رفاقت کرین تا آج کی شب ہم قافلے کے نگھبان رہین مین نے
یہہ بات سنتے ہی اٹھا ہم ہر دو ملکے چل دئے وہ قافلہ ایک ٹیلے پر نزول کیا تھا جب وہان جا پہنچے امیرالمومنین نے حکم کیا کہ
تم استراحت کرو حسب الحکم مین نے لیٹا تو جلد نیند آگئی - امیرالمومنین آپ تنہا بیدار رہے اور تمام شب قافلے کی نگھبانی کی
میرے سوا سے اسبات پر اور کوئی مطلع نہ ہوا - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے اللہ تعالی عمر بن الخطاب
کے روضۂ پاک پر ابر رحمت برساوے جب انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا تھا جسکو عام الرمادہ کہتے ہین اسی قحط کے
ایام مین ایک روز مین نے دیکھا کہ انہون نے اناج کے دو بستے اپنے کندھے پر اٹھائے ہوے اور گھی کی ایک مشکی اپنے ہاتھ
مین لئے ہوئے چلے ہین اسلم جو انکا مولی تھا وہ بھی انکے ہمراہ ہے اور وے چیزین اٹھانے مین وہ بھی مدد کر رہا ہے جب مجھے دیکھے پوچھنے
لگے اے ابوہریرہ تم کہان سے آتے ہو مین نے کہا یا امیرالمومنین ایک کام کے لئے گیا تھا پس مین بھی ہمراہ ہوگیا اور وہ اسباب
اٹھانے مین ان کی یاری کرنے لگا یہان تک کہ ہمنے چشمۂ حوار تک جا پہنچے - کیا دیکھتے ہین کہ وہان بنی محارب کے بیس گھروالے تباہی
آفت کشیدہ آکے اترے ہین امیرالمومنین نے انسے پوچھنے لگے کہ تم اس سرزمین پر آنے کا کیا سبب ہے تب انہون نے عرض کی کہ ہم
قحط سالی کے سبب سے بہت تکلیفین کھینچ کے اپنے وطن سے نکلے اور اپنی قوم و قرابت سے جدا ہوگئے اور ایک مدت سے ہمنے کھانے
پانی سے ہجر گئے ہین کہین جھاڑون کا پتا ملجاوے تو کھاتے ہین اور خشک سالی کے سبب سے وہ بھی ملتا نہین جب امیرالمومنین نے
یہہ بات سنی دہین اپنے کندھے سے وہ اناج کے بستے زمین پر ڈالے اور چادر مبارک نکال کے رکھی پھر آپ پکوان شروع کیا
جب کھانا تیار ہوا ان سب کو سیری سے کھلایا وے سب لوگ بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجا لایا امیرالمومنین اسیوقت
اسلم کو مدینے کے طرف بھیج کے انکے واسطے کئی اونٹ اور لباس و اناج منگوا کے ان پر تقسیم فرمائی پس وہ لوگ بڑی خوشی سے
مرفہ الحال و فارغ البال ہوکے اپنے وطن کے طرف ہوے - **تیسری شاخ حضرت عمر کے بعضے خصائص
کے بیان مین** - ملت اسلام مین اول جو امیرالمومنین سے ملقب ہوے آپ ہی ہین - اور جماعت کے ساتھ اول جسنے
نماز تراویح قایم کی آپ ہی ہین - اور قرآن مجید کا غذین جمع کرنے پر اول جو باعث ہوے آپ ہین - اور اسلام مین اول جسنے
جو تاریخ وضع کی آپ ہی ہین - اور شارب خمر کو اسی کوڑے مارنا اول جسنے جو مقرر کیا آپ ہی ہین - اور خلیفون سے اول جو رات
مین گشت کرنے لگے آپ ہی ہین - اور اپنے رعیتون کا احوال اول جو خود دریافت کرنے لگے آپ ہی ہین - اور اسلام مین بیت المال

کا خزانہ جس نے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور لوگوں کی ہجو کرنے والوں کو اول جس نے سزا دی آپ ہی ہیں۔ اور رانڈون اور یتیمون کا وظیفہ اول جس نے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور جنازے کی نماز پر اول چار تکبیریں اول جس نے مقرر کیں آپ ہی ہیں۔ کہ اس کے آگے پانچ اور چھے تکبیریں کہتے تھے۔ اور اسلام میں اول جس نے وقت مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور دوبارہ اسلام میں اول جس نے مسجدیں بنائیں آپ ہی ہیں۔ اور [illegible] تعبیر [illegible] کرنے لگے آپ ہی ہیں۔ اور ان کی خلافت میں بہت سے ملک فتح ہوئے اور ان کا خراج بیت المال مسلمانوں کو پہنچنے لگا۔ جیسے کوفہ اور بصرہ اور سواد عراق اور جبال اور آذربیجان۔ اور بصرہ اور شام اور فارس اور کرمان اور [illegible] اور [illegible] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] اگر آپ کے حضرت عمر کے کلمات [illegible] منقول ہے کہ فرمایا علیکم بذکر اللہ یعنی لوگو ذکر الٰہی کو اپنے پر لازم کرو۔ [illegible] ذکر خدا سے [illegible] ہست [illegible] گر [illegible] خوردن بود جان کندن است [illegible] اور فرمایا [illegible] اور [illegible] بہت آب فراست [illegible] پاک لگا [illegible] اور فرمایا [illegible] اور فرمایا من قل ورعہ قل حیاؤہ ومن قل حیاؤہ مات قلبہ یعنے جس کی پرہیزگاری تھوڑی ہے اسکی حیا بھی تھوڑی ہے اور جس کی حیا باقی نہ رہی دل اسکا [illegible] اور فرمایا رحم اللہ امرا اہدی الینا عیوبنا یعنی اللہ تعالیٰ رحم کرے اس مرد پر [illegible] یعنے ہمارے عیوب ہمارے سامنے بیان کرے۔ اور فرمایا قل ما ادبر شیء فاقبل یعنے بہت کم ہے وہ چیز جو منہ سے گئی پھر پھر آوے اور فرماتے ہیں لان ادع [illegible] خشیۃ اللہ [illegible] [illegible] ساتھ اللہ کا خوف و خشیت ہمیں پاس زیادہ دوست ہے اس بات سے کہ [illegible] راہ خدا میں ہزار دینار صدقہ دیوے

سے ذرہ در دخدا در دل ترا [illegible] بہتر از ملک جہان [illegible]

اور انہیں کے مواعظ سے ہے کہ فرماتے تھے کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں نہ ایسے متصف ہو گا اسکا ایمان کامل نہ ہوگا علم ایسا کہ جاہلوں کے جہل کو دور کرے۔ پرہیزگاری ایسی کہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرے۔ اور حسن خلق ایسا کہ آپ سے لوگوں کے ساتھ مدارا کرے۔ اور فرمایا کہ امارت کے سزاوار نہیں مگر وہ شخص کہ جس میں چار خصلتیں ہوں۔ نرمی بے ضعف اور درشتی بے عنف اور اکرم بے اسراف۔ نگاہداشت بے بخل یہہ قول سب امور میں اقتصاد یعنے میانہ روی کرنے کی طرف اشارہ ہے خصوصاً کرم اور امساک میں ودللہ درمن قال

سے فراخ دستی ز اندازہ مگذران چندان [illegible] کہ اقتصاد معاشت بدل شود بسپاہ نہ نیز در پی امساک لاابالی باش [illegible] چنانکہ دامن ہمت کنی ز دست رہا [illegible] ہر دو قسم نکوہیدہ خصلتی آمد [illegible] بر بصیرت ارباب فضل و علم و سخا [illegible] بس اختیار وسط راست درمیان امور [illegible] بآن دلیل کہ خیر الامور اوسطہا [illegible] اور

کہ لا تظنن بکلمة خرجت من مسلم شرا وانت تجد لها فی الخیر محملا یعنی کسی مسلمان سے کوئی
کلمہ صادر ہو تو اس سے بدی کا گمان مت کر کیونکہ نیک تاویل کر سکتا ہے یہ کلام گمان بد سے بچنے کے باب میں اشارہ ہے
جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم یعنی
اے ایمان دارو اکثر گمان سے بچو کہ بعضا گمان گناہ ہے اور فرمایا کفی بک عیبا ان یبدو لک من اخیک
ما یخفی علیک من نفسک یعنی بس ہے تجھکو وہ عیب جو تیرے بھائی سے تجھ پر ظاہر ہووے تیرے عیب جو
پوشیدہ ہیں ولنعم ما قال ؎ بر تو خوانند ز اخلاق تو آیتی دو وفا و بخشش بر کہ ترا شدت حکم بجفا
تجھ کو ان کریم تر بخشش کم مباش از درخت سایہ فکن کم تر سنگ زند ثمر بخشش کو از صدف یاد گیر نکتہ حلم کو آنکہ برد سر
گہر بخشش کو اور فرمایا استشر فی امرک الذین یخشون فانه یقول انما یخشی الله من عباده
العلماء یعنی اپنے کاموں میں ایسے لوگوں سے مشورہ کر کہ ڈرین اللہ تعالی سے کیونکہ حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے
مقرر نہیں ڈر رکھتے ہیں اللہ تعالی کا اس کے بندوں سے مگر علما اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب لوگوں میں زیادہ علم والا
اور بہت کرم کرنے والا کون ہے پس جانتے کہ کریم ترین شخص وہی ہے کہ وہ ایسے کو عطا کرے جو اس کو محروم کیا ہو اور
حلیم ترین خلق وہی ہے کہ اس کو بخشے جو اس پر ظلم کیا ہو ؎ شو رحمت را زنا وهی باید تکو کہ ترا زنده کند آن زندہ
اور فرمایا اربع عادات محمودة مساعدة الاقرباء والاحتراز عن الاعداء واحتمال المشقة
واستعمال الطاقة یعنی چار عادتیں نیک ہیں قرابتداروں کی مدد اور دشمنوں سے دوری اور مشقت سے کام کرنا
اور فرمایا علیک بالصدق وان قتلک یعنی سچ بولنا لازم ہے تجھ پر اگرچہ تجھے قتل کریں۔ اور فرمایا ایاک ومواخاة
الاحمق فانه ربما اراد ان ینفعک فیضرک یعنی احمق کی دوستی سے بہت ڈرتا رہ کیونکہ وہ بہت چاہیگا کہ تجھے نفع
پہنچاوے اس سے ناگاہ تجھے ضرر پہنچ جائیگا۔ اور فرمایا لا تؤخر عمل یومک الی غد یعنی آج کا
عمل کل پر مت رکھ۔ **ان فتوحات کے بیان میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں
واقع ہوئیں۔ روانہ کرنا مثنی کو عجم کی طرف۔** لائے ہیں کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند
خلافت پر بیٹھے اول جو کام کہ ان سے وقوع میں آیا یہی تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
کو انکی جائے پر قایم کیا چنانچہ یہ قصہ مذکور ہوا اس سبب سے سب مسلمانوں کے دل محزون وملول ہوگئے۔ کیونکہ خالد بن ولید سے
دین محمدی کی اعانت اور ملت احمدی کی بڑی حمایت وقوع میں آئی تھی۔ غرض صدیق اکبر کی وصیت کے موافق عمر فاروق نے
مثنی بن حارثہ کو عجم کے جنگ پر مقرر فرمایا انہوں نے عرض کی کہ مہاجر و انصار کی ایک جماعت ہمراہ دیں تا ان کے اتفاق و امداد سے

عجم والون کے جنگ و جہاد پر کمر باندہین - اور بعضے لوگ یہ بھی لائے ہین کہ مثنی نے صدیق اکبر کے حین حیات ہی اپنے ملک کی طرف رخصت کی تھی جب عجم والون نے ابوبکر صدیق کی رحلت سنکے سر اٹھایا اور مثنی سے جنگ کرنے کا ارادہ کرکے اطراف و نواحی کو تاراج کرنے لگے - اسلئے مثنی نے جناب خلافت مآب سے مدد طلب کی - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مثنی نے اپنے خواب مین دیکھا کہ ایک خوبصورت مرد نے اپنے ہاتھ مین ایک علم لیا ہوا ان کی طرف آتا ہے جب نزدیک آیا وہ علم مثنی کے ہاتھ دیا اور کہا کہ ملوک فارس کی دولت و اقبال قریب الزوال ہے - تجھکو چاہئے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس جاوے اور ان سے مدد طلب کرے اور عجمیون کو تباہ کر دے - مثنی جب اس خواب سے جاگ اٹھے بہت خوش ہوے اور اپنے لشکر کے سردارون سے یہہ واقعہ ظاہر کرکے ان سے مشورت کی اور مدینے کی طرف روانہ ہونے پر سب کی رائے متفق ہوئی پس سفر کا سامان آراستہ کرکے اپنے خواص کو ہمراہ لیکے مدینے کی طرف روانہ ہوے اثنائے سفر مین رات ہوی تو سب ایک جائے پر ٹھہر گئے ایسے مین ہاتف غیب سے چند بیتین سنی کہ جن مین دین اسلام کی شوکت و نصرت اور کفر کی شکست و ذلت مذکور تھی سنکر ایک طمانیت اور تسلی حاصل ہوی مثنی کا تمام اور خواص جدہر وہ آواز آئی تھی ادہر چلنے لگے تو راہ سیدہی ملی - پھر منزلین قطع کرنے لگے تا آنکہ مدینے پہنچے اور دریافت کی کہ امیر المومنین کہان ہین لوگون نے کہا کہ اکابر مہاجرین و انصار اور تابعین کبار کے ساتھ مسجد مین تشریف رکھی ہین - مثنی نے مسجد مین جاکے سلام کیا حضرت عمر نے جواب دیکے پوچھا مَنْ اَنْتَ کہ تم کون ہو کہا

اَنَا مُثَنّٰی بْنُ حَارِثَۃَ الشَّیْبَانِیُّ یعنے مثنی بن حارثہ شیبانی ہون جناب فاروق نے فرمایا مَرْحَبًا بِكَ وَاَهْلًا مین نے تیری صفتین سنی ہے اب تو کہان سے آتا ہے اور آنیکا سبب کیا ہے - کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے خلیفہ رسول اللہ (یعنے ابوبکر صدیق ۱۲) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اہل فارس کے ساتھ جنگ کرتے تھے بعضے دین کے دشمنون سے انتقام لے چکا اور بعضے باقی رہ گئے خلیفہ کی رحلت کے بعد سننے مین آیا کہ اہل فارس ہمارے ساتھ جنگ کرنیکا ارادہ کرکے لشکر جمع کرتے ہین اسلئے مین حاضر ہوا ہون کہ عراق مین جو فوج اسلام رہتی ہے آپ ہماری تائید پر انکو مقرر فرماوین ہم اور وے متفق ہوکے فارس والون کا مقابلہ کرین عمر فاروق نے یہہ عرض قبول کی اور پوچھنے لگے کہ عراق عرب کی زمین کیسی ہے اور وہان کے لوگونکا کیا حالت ہے مثنی کہنے لگے کہ عراق عرب کی زمین بہت ہی بہتر اور زرخیز ہے اس سرزمین مین خاک اور زر برابر ہے لاکن وہان کے لوگ اگرچہ قوی ہیکل عظیم الجثہ ہین لاکن بہت کم قوت اور بد دل ہین - منقول ہے کہ حضرت عمر نے چند روز متواتر بر سر منبر خطبہ پڑہتے تھے اللہ تعالی کی حمد و ثنا اور حضرت پر درود و سلام کے بعد لوگون کو عجمیون کے جہاد پر ترغیب و تحریص دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالی تمہین فتح و نصرت دیویگا اور کسری کے خزانے اور بہت سے غنیمتین تمہارے ہاتھ آوین گے - پس تم کو چاہئے کہ فارسیون کے جنگ مین دلیری کرین دین کے دشمنون کو مستاصل کردین - کوئی شخص

جواب نہیں دیتا۔ اور اسباب میں اقدام نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ خالد بن ولید کو معزول کر دینے سے اکثر لوگ بہت دلگیر
اور ملول بیٹھے اور بیٹھے فارسیوں کی کثرت اور شوکت سننے کے سستی کر رہے تھے۔ مثنیٰ یہ حالت دیکھ کے اٹھ کھڑے ہوئے اور
کہنے لگے کہ اے مسلمانو تم سستی نہ لو اسباب میں جرأت کرو بارگاہ الٰہی جل شانہ سے فتح و ظفر کی امید قوی رکھو اب جانیو کہ اہل
فارس سے جنگ کرنا مشکل نہیں بلکہ سہل اور آسان ہے انہیں میں تفرقہ اور پریشانی آگئی ہے حیرہ اور سواد کوفہ ہمارے تصرف
میں آگیا ہے اور ہمارے دس ہزار مرد جنگی وہاں حاضر اور ہمارے لشکر میں ہمارے طرف سے تھوڑی مدد بھی پہنچ گئی وسے قوی امید آپ بزبان تھے
ہیں ابو عبیدہ ثقفی جو کبار تابعین سے تھے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اسباب میں سب سے اول میں عزم کرتا ہوں۔ اور یہ بات
غایت صدق و اخلاص سے کہتا ہوں۔ اور سلیط بن قیس انصاری جو اہل بدر سے تھے اور سعد بن عبید انصاری ان کے موافق
ہوئے اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسباب میں ان کے تابع ہوئی۔ پھر مثنیٰ کھڑے ہوئے اور ترغیب دینے لگے پس سب لوگوں نے
ان کی موافقت کی اور فارسیوں کے جہاد پر تیار ہوگئے۔ پس امیر المومنین فاروق اعظم نے صحابہ سے ہزار مرد جنگی کو اختیار کر کے
ابو عبیدہ ثقفی کو ان پر امیر بنایا حالانکہ اکابر صحابہ موجود تھے لاکن انکو تاکید اکید کی کہ جنگی مہمات میں اصحاب کرام سے مشورت
کرے اور فرمایا کہ سلیط بن قیس کو امارت دینے کے لئے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی مگر یہی بات کہ ان میں جلدی ہے جنگ
جدال کے درمیان جلدی کرنے میں لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کے خلافت میں پہلا لشکر جو کفار
کے جہاد پر نکلا یہی تھا اس کے بعد یعلی بن امیہ کو ایک جماعت پر امارت دے کے یمن کی طرف بھیجا تا نجران کے نصاریٰ کو جلا
وطن کر دیں حضرت کی وصیت تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہو ویں گے جب تک نجران کے نصاریٰ جلا نکریں۔ روایت
ہے کہ ایک روز عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہو کے اسکا استہ دیکھنے کے واسطے نکلے تھے سو ناگاہ گھوڑے سے جدا ہوئے
اس وقت انکی ران سے کپڑا سرکا اس حالت میں بعضے اہل نجران جو حاضر تھے ان کی ران پر ایک خال سیاہ دیکھ کے سو
کہنے لگے کہ یہ وہی مرد ہے جو ہم کو ہمارے وطن سے اخراج کریگا ہم اپنے کتابوں میں ایسا ہی پاتے ہیں۔ القصہ ابو عبیدہ
اور مثنیٰ ہزار مرد اور ایک روایت سے چہار ہزار مرد کے ساتھ کوفہ طرف روانہ ہوئے۔ جب اس ملک کے نزدیک پہنچے مثنیٰ
نے آگے حیرہ میں جا کے دریافت کی تو اہل عجم کے کاروبار کو آگے سے زیادہ قوی پایا۔ کیونکہ رستم بن فرخ زاد کو جو
شجاعت اور دلاوری میں مشہور تھا اہل عجم امیر بنا کے سواد کے سرحد پر بھیجے تھے سوا سنے بعضے حدود پر غلبہ پا کے
کئی قریوں کو جلا دیا تھا اس سبب سے خالد بن ولید کے عمال جو سواد کے قریوں میں رہتے تھے وہاں سے نکل جا کے حیرہ میں
آ کے قرار پایا تھا۔ اسلئے عجم کے کفار خیرہ ہو کے حیرہ پر دست یاب ہونیکے ارادے سے نکلے تھے ایسے میں مثنیٰ کی خبر

سے مگر سواد مین ہی توقف کئے اور وہان کے قریہ باشون کو حکم کئے کہ ایک لشکر جمع کرکے مثنی کے جنگ پر جاوین
پس رستم جاپان کو جو دہقانیون کا سردار تھا اور بڑی شوکت اور شجاعت رکھتا تھا پیادہ اور سوار سے ایک لشکر ہمراہ جمع
کرکے شہر نمارق کو لشکرگاہ ٹھہرایا اور رستم بھی قریب تیس ہزار کے اسکی مدد پر روانہ کیا۔ مثنی یہہ خبر سنتے ہی نمارق کی طرف
متوجہ ہوئے اور ابو عبیدہ ثقفی نے جب خبر کو پہنچکے یہہ خبر سنی بہت جلدی سے وہ بھی مثنی کے پیچھے روانہ ہوئے
نمارق کے قریب ہر دو ملے مثنی بن حارثہ نے امیر المومنین عمر فاروق کے حکم موافق لشکر کی امارت ابو عبیدہ کے سپرد کر دی
پھر لشکر اسلام تعب سفر سے آرام پانے کے لئے تین دن اسی جگہہ مقام کیا۔ پس ابو عبیدہ اپنی فوج کو ہمراہ لے کر لشکر جاپان
کی طرف متوجہ ہوئے جاپان بھی خبر سنکے اپنا لشکر لیکے نکلا اثناے راہ مین ہر دو فریق ملے۔ دونون مین ایک جنگ عظیم
واقع ہوا۔ آخر بحکم وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کے اہل اسلام فتح و نصرت پائے اور جاپان اسیر ہوا۔ اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے
اور باقی فرار ہوے اور بہت سا غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ کہتے ہین کہ لشکر اسلام سے مطر بن فضہ نے جاپان کو گرا کے
اس کے سینے پر چڑہا اور سر کاٹنا چاہتا تھا اس نے رونے لگا اور امان چاہا اور کہا کہ دو غلام اور ایک کنیز اور دو ہزار درم دیتا ہون
مجھے چھوڑ دیجیے۔ مطر نے اسکے قتل سے ہاتھ رکھا۔ جب دوسرے غازیون نے واقف ہوئے کہ وہ لشکر کفار کا سردار ہے
اس کو اسیر کرکے ابو عبیدہ کے پاس لائے اور بہت مبالغہ کئے کہ کافرون کے لشکر کا سردار ہے بہت مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ سیاست کے واسطے اس کو قتل کر دین۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ جب ایک مسلمان نے اس کو امان دیا ہے تو اس کو
کس طرح قتل کرون ہا انکہ سب مسلمان ایک ہی حکم رکھتے ہین۔ ا ... نے مطر سے کہنے لگے کہ جاپان لشکر کفار کا سردار تھا
تم نے اس سے اسقدر فدیہ جو قبول کیا نہایت کم ہے اگر اس سے سو مقدار چاہتے تو وہ دیا ہوتا۔ مطر نے جواب دیا کہ مین
اول اس سے اقرار کر چکا ہون وعدہ سے بدل نہین سکتا ہون۔ غرض جاپان نے مطر سے نذر دی اور دو غلام
اور ایک کنیز اور دو ہزار درم انکو دیکے روانہ ہوا۔ کہتے ہین کہ دوسرے کفار کے لشکر کے ساتھ آکے مسلمانون سے جنگ
کرنیکے لئے آیا تھا سو مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا واللہ اعلم۔ حصار سقاطیہ کی فتح اور جالینوس
کا قصہ۔ منقول ہے کہ لشکر جاپان کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے چاہا کہ مال غنیمت کی تقسیم کرے اسیمین یہہ خبر
پہنچی کہ عجم کے سپہ سالارون سے ایک شخص نرسی نام جو کسری کی خالہ کا بیٹا تھا رستم کے حکم سے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے
سقاطیہ کا قلعہ اپنے تصرف مین لاکے اس کو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرایا تھا اور اس انتظار مین تھا کہ جاپان کا انجام کار کیا ہوتا ہے
اسکے لشکر کی شکست کی خبر سنکے رستم کے پاس کسیکو بھیجا اور اس واقعہ سے اس کو آگہی دیکے اس سے مدد طلب کی رستم نے
جالینوس کو سردار بنایا اور اسکے ہمراہ تیس ہزار مرد کو دیکے اہل اسلام کے جنگ پر مقرر کیا اور جاپان کے لشکر سے بھاگے ہوے لوگ

بھی اس کے ساتھ ملحق ہوئے۔ یہہ خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے تقسیم غنایم موقوف رکھ کے سقاطیہ کی طرف روانہ
ہوئے۔ اور نرسی سقاطیہ کے قلعے سے تیس ہزار مرد کو ساتھ لیکے نکلا جب ہر دو فریق متقابل ہوئے بڑا مقابلہ ہوا و بہ
تائید ربانی و نصرت یزدانی سے مسلمانون کو فتح و نصرت ہاتھ دی اور کافرون کی ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور بہت سے
لوگ مارے گئے اور باقی ہزیمت پائے اور نرسی نے بھاگ کے رستم سے جا ملنا غنیمت جانا۔ اور سقاطیہ کا قلعہ اور نرسی کا
بہت سا مال اور خزانے مسلمانون کے ہاتھ آئے اور کفار کا ملک خراب اور وے بیدولتون کی دولت کا باغ بے آب ہوا
اور جالینوس اثناے راہ مین نرسی کی ہزیمت سنکے اسی جگہ توقف کیا اور بھاگے ہوئے اسکے پاس آ کے جمع ہوئے جب
یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی بلا توقف جالینوس کی طرف قصد کیا۔ جب ہر دو فریق ایک جگہ ملے بڑا ہی کارزار ہوا آخر الامر کفار کا
لشکر فرار کیا اور جالینوس بھی بھاگ کے مازندران مین جا کے رستم سے ملا ابو عبیدہ کو لشکر سے کفار کے بہت سے غنیمت حاصل
ہوی اور سبایا ہاتھ آئے۔ غنایم کا خمس مع خبر فتح و ظفر حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا اور باقی اپنی فوج مین تقسیم کر دیا
اور چوطرف عاملون کو روانہ کیا پھر عراق مسلمانون کے قبضۂ تصرف مین آیا الحمد للہ۔ **ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت**
لائے ہین کہ جب جالینوس فرار ہو کے رستم سے جا ملا۔ رستم نے اپنے ارکان دولت سے استفسار کی کہ عرب کے ساتھ جنگ
کرنے کے کون سزاوار ہے تجربہ کارون نے کہا کہ بہمن جادو اس کام کے لایق ہے۔ یہہ بات سنکے رستم نے حکم کیا کہ فارس کے
نامور سپاہ اور سردار گھوڑے اور ہاتھیون کا ایک لشکر جرار بہمن جادو اپنے ہمراہ لیکے جاوے اور لشکر عرب کو دفع
کرنے مین بڑی کوشش کرے اور یہہ بھی حکم کیا کہ اسبار جالینوس منہ پھیراوے تو بہمن جادو اسکو قتل کر دیوے۔ کہتے ہین
کہ ایک سفید ہاتھی جو پرویز بادشاہ کے وقت سے عجم کے بادشاہون کے پاس چلا آیا تھا اور وے اسکی بڑی قدر و عزت
کرتے تھے کیونکہ ان کے زعم مین یہہ بات مقرر تھی کہ وہ ہاتھی جس لشکر مین رہے وہ لشکر فتحیاب ہوتا ہے اور سوا اسکے عجمیون کے
خزانے مین فریدون کے وقت سے ایک جھنڈا بھی چلا آیا تھا اس کو درفش کاویان کہتے تھے وہ پلنگ کے پوست کا تھا اسکی
درازی بارہ گز کی اور اسکی چوڑائی آٹھ گز کی تھی اسکو جواہر اور یاقوت سے مرصع کئے تھے اس جھنڈے کے باب مین
بھی عجمیون نے یہہ خیال خام رکھتے تھے کہ یہہ جھنڈا جس لشکر مین رہا اس کو فتح حاصل ہوتی ہے غرض رستم نے وہ سپید ہاتھی اور وہ
جھنڈا بہمن جادو کے ساتھ دیکے روانہ کیا۔ اسنے کوچ کر کے فرات کے کنارے پر اترا۔ اور اسکا منزل ٹھہرایا کہتے ہین
کہ اس لشکر کا عدد اسی ہزار کو پہنچا تھا جب یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ بھی اپنا لشکر ساتھ لیکے نکلے اور فرات کے دوسرے
کنارے پر نزول فرمایا ان کے ساتھ ہزار غازی تھے۔ اسی منزل مین ابو عبیدہ کی زوجہ نے اپنے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک
شخص نازل ہوا اس کے ہاتھ مین ایک شربت کا پیالہ تھا سو ابو عبیدہ کو دیا انہون نے اسکو نوش کیا اور مسلمانون کی ایک

بہادرون کی ایک جماعت کو ندا کیا کہ پیادہ ہو کے ان ہاتیون کے سونڈہون پر شمشیرین چلاؤ اول آپ گھوڑے سے اتر کے اس سفید ہاتھی کے طرف رخ لایا اور نزدیک جا کے اس کے نطاق یعنے اسکے کمربند پر تیغ چلائی اسکا کمربند کٹتے ہی عماری گر پڑی - اور ہاتھی نے ابو عبیدہ کی طرف اپنی سونڈھ دراز کی وہ شیر بیشہ شجاعت نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کی سونڈھ کو قطع کر دیا - اور چاہے کہ لوٹ کے اپنے لشکر مین داخل ہووین ایسے مین انکا پاؤن پھسلا اور وہ ہاتی ان پر گرا سو شہید ہوئے - ان کے بعد ابو عبیدہ کے یارون سے سات جوانمرد کہ جن کو انہون نے متعین کیا تھا لشکر اسلام کا جھنڈا اٹھاتے اور شجاعت کی داد دیکے شہادت پاتے تھے اور دو شجیعون نے جو ابو عبیدہ کے حکم پر گھوڑون سے اترے تھے جب ہاتیون پر حملے کرنے لگے بہت سے ہاتیون کو مار کے گرا دئے - او لشکر اسلام سے بہت سے غازیون نے شربت شہادت نوش کیا جب بہت سے مسلمان شہید ہوگئے لشکر اسلام مین ایک تزلزل آگیا بعضے لوگ فرار اختیار کئے فرات پر جو پل باندہے تھے مسلمانون سے ایک شخص نے یہہ سوچا کہ اس پل کو توڑ دیوین تو لشکر اسلام کے سپاہ فرات سے پار ہو کے کافرون کے ساتھ جنگ کرنے قیام کرین - اس ارادے سے پل کو توڑ دیا بعضے لوگ پانی مین غرق ہوے ایسے مین مثنی ابن حارثہ نے جو دوسے ساتون سردار شہید ہونیکے بعد جھنڈا آپ اٹھایا تھا اپنے لشکر کے باقی سپاہ کو جنگ پر تقویت اور تحریص دینے لگے اور صف میدان مین جوانمردے کے کرشمے دکھلانے لگے - اس عرصے مین نصرت غیبی سے مسلمانون کو یار ہوی کفار بہاگنے لگے اہل اسلام ان کی ہزیمت کو غنیمت جانکے فرات کے کنارے پر آئے اور جلد ایک پل باندھ کے بہر صورت اس سے پار ہو گئے - اور لیتّس کو اپنی منزل ٹھہرا کے اسیوقت پل کو توڑ دیا - تا کفار کا لشکر نہ آسکے - کہتے ہین کہ اہل اسلام سے جنگ مین اور پانی مین جو ڈوب کے شہید ہوے ان سبکا عدد چہار ہزار تک پہنچا تھا مثنی بن حارثہ نے اپنے لشکر کے زخمیون کی تیمار داری مین مشغول ہوے اور اس سرگذشت کا ایک عریضہ لکھ کے عروۃ بن زید کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ کیا عمر فاروق جب ابو عبیدہ ثقفی کی اور دوسرے حامیان اسلام کی شہادت سے آگاہ ہوے بے احتیاز آواز بلند کر کے اس قدر روئے کہ سب حضار محفل کو بھی رقت غالب ہوی - پھر عروہ کو بہت جلدی سے روانہ فرمایا اور مثنی بن حارثہ کو یہہ پیام بہیجا کہ تم اسی مقام مین رہو انشاء اللہ تعالی مین عنقریب ایک لشکر مدد کے لئے روانہ کرتا ہون - ایک روایت ہی کہ اس جنگ مین چہار مجاہد شہید ہوے - اور دو ہزار مدینے کی طرف مراجعت کی - اور تین ہزار مثنی کے ساتھ رہے بہمن جادو نے جب لشکر اسلام کی قلت سنی چاہا کہ فرات پر پل باندھ کے ان پر حملت کرے ایسے مین اسکو یہہ خبر پہنچی کہ لشکر عجم مین بڑا ہی خلل اور اختلاف رو دیا ہی جنہون نے رستم کی اطاعت کرنے پر متفق ہو کے عہد کیا تھا - انہین مین خلاف آکے دو فرقے ہو گئے ہین - اسلئے بہمن جادو کے لشکر مین تزلزل پڑ گیا سو وے سب کے سب

مدائن کی طرف روانہ ہونے کی تجہیز ہوتی ہے چودہوین سال کے وقائع - روانہ ہونا حضرت ابو عبیدہ
بن الجراح کا دمشق سے طرف بعلبک کے اور روانہ کرنا جناب خالد کو طرف حمص کے
کہتے ہین کہ جب حضرت فاروق کا مکتوب ابو عبیدہ کے نام سے خالد کی معزولی اور انکی منصوبی اور بعلبک اور حمص وغیرہ شہرون کے
طرف روانہ ہونیکے باب مین شرف ورود دیا جناب ابو عبیدہ نے صفوان بن عامر الاسلمی کو مع پانسو مسلمان دمشق
مین چھوڑکے آپ بعلبک کی طرف کوچ کیا اور خالد کے ساتھ ایک لشکر دیکے حمص کی طرف روانہ فرمایا جب ابو عبیدہ بعلبک
کی طرف نکلے ایک ابطریق جو سیہ آیا اور اسکے ساتھ ہوے اور تحفے تھے اسنے ایک سال کی صلح اسطرح پر چاہی کہ اگر تم حمص
اور بعلبک کو فتح کر لیوین ہم بھی تمہارے تابع رہین گے اور کسی بات مین تمہارا خلاف نکرین گے پس ابو عبیدہ نے اس
شرط کو قبول کر لیکے چہار ہزار درم اور دیباج کے پچاس کپڑون پر مصالح کر لیا - اس صلح کو موکد کرکے جب آگے روانہ ہوئے
ایک قاصد ناقہ سوار جو مدینہ منورہ سے آتا تھا راہ مین ابو عبیدہ سے ملا اور حضرت عمر کا حکمنامہ جو ان کے نام سے مرقوم تھا
پہنچایا - چنانچہ اسکا ترجمہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ جانب عبد اللہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے
سے طرف ابو عبیدہ امین امت کے - السلام علیک اس کے بعد مین حمد کرتا ہون اس اللہ عز و جل کی کہ جس کے سوا کوئی معبود
نہین اور ... بھیجتا ہون اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اس کے معلوم ہو وے کہ اللہ تعالی کی قضا و قدر کو کوئی پھیرنے والا
نہین - اور جس نے لوح محفوظ مین کافر لکھا گیا ہو اسکے واسطے ایمان نہین - صورت حال یہ ہے کہ جبلہ ابن الایہم غسانی مع
بنی اعمام سمیت میرے پاس آیا پس اسکو مین اتارا اور اسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا - اور انہون نے میرے ہاتھ پر اسلام
لایا مین اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالی نے انسے اسلام کا بازو قوی کیا - اور مین نہین جانتا تھا کہ پردۂ غیب مین
کیا ہے اور مین حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا - جبلہ نے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا - ناگاہ اسکی لنگ ایک شخص
فزاری کے پیر مین آکے گر پڑی - تب جبلہ غصہ ہوکے اس فزاری کو کہا کہ عذاب اور سختی ہو تجھ پر کہ تو نے اللہ تعالی کے حرم
محترم مین مجھ کو برہنہ کر دیا - اس فزاری نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالی کی مین نے قصداً یہ کام نہین کیا تب جبلہ اس کو ایسا
طمانچہ مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی اور اسکے اگلے چارون دانت گر پڑے پس اس فزاری نے میرے پاس اسپر فریاد لائی سو
مین نے جبلہ کو حاضر کرنیکا حکم کیا - اور اس سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تو نے اپنے بھائی مسلمان کو طمانچہ مارا کہ جس سے اسکے
اگلے چارون دانت اور ناک ٹوٹ گئی جبلہ کہا کہ اسنے میری لنگ کھندل کے گرا دیا قسم ہے اللہ کی اگر بیت اللہ کی حرمت
نہوتی مین اسکو مار ہی ڈالتا - مین کہا تو اپنے جرم کا تو اقرار کر چکا اب اس سے معاف کروا لے وگرنہ تیرے سے قصاص لیا جاویگا
جبلہ نے کہا آیا میرے سے اسکا قصاص لیتے ہو حالانکہ مین بادشاہ ہون اور وہ بازاری - مین نے کہا کہ اسلام تجھکو اور اسکو پھیر ابھی ہم نہین

فرق کرتے ہین مگر بسبب اسلام کے جب تم ہم دو مسلمان ہین ہر دو برابر ہین جبلہ کہا کہ مجھے آج مہلت دو اور کل فیصلہ کیا جائیگا
ین نے اس فزاری سے پوچھا تو اس نے اس بات پر راضی ہوا۔ جبلہ اسی شب اپنے بنی اعمام کے ساتھ شام کی طرف
منہہ کالا کیا اور سگان بیغمبران کے پاس چلا گیا ہے مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس پر فتحمند کریگا تم حمص پر بیٹھے رہو
اور وہان سے دور نہ ہو۔ وہان کے لوگ تمہاری صلح چاہیے تو مصالحہ کر و اگر وے لڑنا چاہے تو لڑو۔ اور انطاکیہ کی طرف
جاسوسون کو بھیجو اور عرب متنصرہ سے ہوشیار رہو سلام ہو تمپر اور تمہارے ساتھی سب مسلمانون پر اور رحمت و برکات
اللہ تعالیٰ کی انتہی۔ جب یہہ خط ابو عبیدہ کو پہنچا وہین سے حمص کی طرف پھر گئے۔ خالد تو اسکے آگے ہی جمعے کے دن ۹
شوال ۱۴ھ چودہ ہجری مین وہان پر پہنچ گئے تھے۔ جب ابو عبیدہ بھی جا پہنچے حمص والون نے بارا ہزار دینار اور دیباج
کے دو سو تہان دیکر ایک سال کی صلح کی۔ اور ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ چہار ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ تم معرات کا
قصد کرو اور حلب کے نزدیک پہنچو اور بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کرو۔ پس خالد نے وہان سے معرات کی طرف کوچ کیا
اور دیر سمعان تک پہنچ کے اپنے لشکرگاہ ٹھہرایا اور وہان سے فوجین روانہ کین انہون نے دائین بائین تاخت کرتے ہوئے
بہت سی غنیمت اور قیدیونکو لانے لگے۔ جب قیدی اور غنایم زیادہ ہو گئے خالد ان سبکو ہمراہ لئے ہوئے ابو عبیدہ
کی خدمت مین لوٹ آئے۔ ایسے ہین اہل قنسرین نے جو صلح حمص کی خبر سنی اپنے طرف سے ایک ایلچی کو بھیجکے ویسا ہی ایک
سال کی صلح کرلی اگرچہ انکی صلح پر جناب خالد کی مرضی نہین تھی پس حضرت ابو عبیدہ نے وہین اقامت کی اور یہہ شہر دو شہر
کے سوا اطراف و جوانب کے بلاد پر اپنے لشکر کی ٹکڑیون کو بھیجکے تاخت و تاراج کرواتے تھے۔ اور دیر ہوئی کہ ابو عبیدہ
کی طرف سے کوئی خط یا کسی فتح کی خبر حضرت عمر کی خدمت مین نہین پہنچی انہون نے گمان کیا کہ ابو عبیدہ کی مزاج مین سستی
آگئی ہے اسواسطے جہاد چھوڑ کے بیٹھ گئے ہین تب ان کے نام سے ایک خط زجرآمیز روانہ فرمایا جب وہ خط پہنچا ابو عبیدہ
نادم ہوئے اور سب مجاہدین بھی روئے اور ابو عبیدہ حلب کا قصد کرکے نکلے جب مقام رستن پر پہنچے وہانکے
لوگ بھی آکے مصالحہ کیا۔ اور جب حماۃ کی طرف آئے وہان کے لوگ بھی ان کے استقبال آئے ان کے
راہبون کے ہاتون مین انجیلین تھین اور ان کے قسیسین قوم کے آگے تھے ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو انہون
نے کہا کہ ہم صلح چاہتے ہین پس انسے بھی مصالحہ کیا۔ پھر جب شیزر پر پہنچے وہان کے لوگ بھی استقبال آکے مصالحہ کرلیا
ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ ہرقل کی کچھ خبر تم کو معلوم ہے انہون نے کہا کہ قنسرین والون نے تمہارے سے ایکسال کا جو
مصالحہ کیا ہے وہ صلح مکر و فریب کی ہے کیونکہ انہون نے ہرقل کو لکھ بھیجا ہے کہ ہم نے ظاہر مین مصالحہ کیا ہے تو جلد ہمارے لئے
کمک روانہ کیجئے ہم عرب سے جنگ کرینگے اسواسطے ہرقل نے جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ جو مدینے سے بھاگ گیا تھا

دس ہزار سوار جنکے روانہ کیا ہے اور عرب متنصرہ اور حاکم عموریہ بھی اسکے ہمراہ ہے وہ لشکر لوہے کے پل پر آکے ٹھہرا
ہے تم احتیاط سے ہوشیار رہو۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ سنتے ہی کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جناب خالد نے کہا
ابتدا میں ہی میں نہیں کہا تھا کہ ان سے صلح نہ کیجئے کیونکہ قنسرین والوں کا ایلچی جو آیا تھا اسکے کلام سے دغا اور فریب پایا
جاتا تھا۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکا مکر و فریب انکو کچھ نفع نہ دیگا۔ غرض اہل قنسرین کے ساتھ جو ایک سال کی صلح ہوئی
تھی وہ سال تمام ہونے کے لئے ایک مہینا یا اس سے کچھ کم مدت باقی رہ گئی تھی۔ ابو عبیدہ منتظر تھے تا سال تمام ہوتے
ہی ابتدا جہاد آغاز کریں۔ کہتے ہیں کہ اس نواح میں لکڑیاں نزدیک نہیں ملتی تھیں اسواسطے لشکر کے غلام بہت دور
جا کے لکڑیاں لاتے تھے۔ سعید بن عامر کا ایک غلام شریف کہ جس کا نام ہمیع تھا ایک روز شیرز کی ایک جماعت کو
ہمراہ لیکے لکڑیاں لانے کے لئے بہت دور گیا تھا ناگاہ ایک لشکر نظر آیا جو اہل قنسرین کی مدد پر ہرقل نے بھیجا تھا۔ اسکا
قصہ یہ ہے کہ جبلہ بن ایہم جو قوم عرب تھا اور مدینہ منورہ سے مرتد ہوکے بھاگ نکلا تھا سو ہرقل سے جا ملا ہرقل نے
دس ہزار سوار کا اسکو سردار بنا کے اہل قنسرین کی مدد پر بھیجا سو اسکا لشکر اس روز جنگل میں آپہنچا شیرز کی ایک
جماعت جو لکڑیاں جمع کر رہی تھی ان کو دور سے دیکھ کے اس لشکر سے چند سواروں نے آکے ان کو گھیر لیا اور باہم
لڑنے لگے سعید بن عامر کا غلام زخمی ہوکے گر پڑا اور اسکے ہمراہی دس شخص کو قید کرکے لے گئے سعید بن عامر نے
اپنا غلام آنے میں بہت دیر ہوئی تب سے اسکی تلاش میں نکلے اور اس بیابان میں اسکو زخمی اور بیہوش پایا تب اسکے
منہ پر پانی چھڑکا اسنے ہوش میں آکے سب ماجرا ظاہر کیا آپ نے اس کو گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کر والیکے پلٹنے کا ارادہ
کیا کہ اتنے میں اس لشکر کے چند سواروں کو دیکھ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور انکو اپنے سردار جبلہ کے پاس لے گئے
سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے جا کر دیکھا جبلہ سونے کی کرسی پر بیٹھا تھا اور اسکے کپڑے دیباج کے موتی جڑے ہوئے
اور اس پر لڑیاں جواہر کے تھیں۔ اور اسکے گلے میں ایک صلیب یاقوت کی تھی اسنے مجکو دیکھتے ہی پوچھا کہ تم کس عرب سے ہو
میں نے اپنا النسب بیان کیا کہ اولاد خزرج سے ہوں۔ وہ سنکے کہنے لگا کہ میں بھی تمہاری قوم اور غسان سے ہوں میں جبلہ
بن ایہم ہوں جو اسلام سے پھر گیا کیونکہ تمھارے سردار نے ایک شخص حقیر کے عوض میرے قصاص لینا چاہا حالانکہ میں سردار
قوم غسان کا اور بادشاہ ہمدان کا ہوں۔ میں کہا ای جبلہ اللہ تعالے کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے اور ہمارا دین
نہیں پایدار ہوتا ہے مگر انصاف سے اور حضرت عمر حقوق خدا ادا کرنے میں کسیکی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ پھر جبلہ نے
کہا بیٹھو میں بیٹھا پوچھنے لگا کہ حسان بن ثابت کی خبر کیا ہے میں کہا وہ شاعر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
حضرت نے انکی شان میں فرمایا ہے اَنْتَ حَسَّانٌ وَلِسَانُكَ حُسَامٌ پوچھا کہ تم اسنے جدا ہوکے کیا عرصہ ہوتا ہے

مین گذرا ہوا عرصہ بیان کیا پھر کہا لگے کچھ اشعار مجھکو یاد و لواؤ گے مین نے کہا ہان تب خوش ہو کے مجھکو ایک کتان ہدیہ دیا اور پوچھا کہ تمھارے لشکر کی کیا خبر ہے مین کہا ہمارے سردار ابو عبیدہ حلب اور انطاکیہ کا ارادہ رکھتے ہین وہ کہا کہ ہرقل نے مجھے اور راس البطریق کو قنسرین کی مدد پر بھیجا ہوا اب تم جاکے اپنے سردار کو خبر دو کہ ہمان سے آتے ہین وہان لوٹ جاوین قریب ہے کہ ملک شام جو تمہارے تصرف مین آیا ہے ہم تمہارے سے چھین لینگے راوی کہتا ہی کہ مین اٹھا اور اپنے غلام کو اپنے پیچھے سوار کر لیکے نکلا اور لشکر اسلام مین آپہنچا سب مسلمان میری فکر مین نہایت دلگیر اور حیران تھے مجھکو دیکھکے خوش ہوئے اور شکر بجالایا پس ابو عبیدہ کی خدمت مین جاکر مین نے سب سرگذشت ظاہر کی انھون نے سب صحابہ کو جمع کرکے مشورت کی جناب خالد نے فرمایا کہ قنسرین کا بطریق ہمارے ساتھ دغا سے پیش آیا ہی اچھا کچھ پروا نہین ہمکو تائید الٰہی بس کرتی ہے - مین دس صحابی کو ساتھ لے کے جاتا ہون کہ کافرون کے دس ہزار کے مقابل مین ابو عبیدہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تم جس کو چاہتے ہو چن لو پس خالد نے عیاض بن غانم اشعری - اور عمرو بن سعد الیشکری اور سہل بن عامری اور رافع بن عمیرۃ الطائی اور سعید بن عامری انصاری اور عمرو بن معدیکرب اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور ضرار بن الازور - اور مسیب بن نجبۃ الفزاری اور قیس بن ہبیرہ کو ہمراہ لیکے نکلے - اور خالد نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام ہمام تھا اپنے ہمراہ لیا ابو عبیدہ ان کے حق مین دعا کی - خالد نے سعید بن عامر سے پوچھا کیا جبلہ تمہارے سے کہا تھا کہ حاکم قنسرین اسکے پاس آویگا سعید نے کہا ہان - خالد نے کہا جب بات ایسی ہے ہم ایک جگہہ پوشیدہ رہین جب حاکم قنسرین قابو مین آجاوے ہم اس کو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالین پس لیا ہی جا کے ایک جا نے مین پوشیدہ ہو رہے جب رات گذر کے صبح ہوئی خالد اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے نماز پڑھی ایسے مین جبلہ کا لشکر چل دیا - جب نزدیک آپہنچا جناب خالد نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم اس لشکر مین جا ملو ایسا کہ گویا اسی لشکر والون سے معلوم ہوا یہان تک کہ حاکم قنسرین ہمارے ہاتھ آجاوے رافع بن عمیر الطائی سے منقول ہو کہ ہم سب اس کے لشکر مین جاکے مل گئے جب تھوڑی راہ طے ہوی اودہر سے حاکم قنسرین بھی آنکلا ان کے آگے صلیب اٹھائی ہوین اور قسیسین انجیل پڑھ رہی ہین - حاکم قنسرین نے جبلہ سے ملنے کے لئے آگے آیا تب خالد نے ساتھیون کو لئے ہوے جلدی کرکے اس کے روبرو ہوے - اس نے کہا کہ مسیح اور صلیب تم کو سلامت رکھے - خالد نے کہا کہ سختی ہو تجھ پر ہم بندگان صلیب سے نہین بلکہ ہم بندگان خدا و اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین یہہ بول کر اپنا ڈہاٹا کھول دیا اور آواز بلند پڑہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور کہا مین خالد بن ولید ہون پس اس کے نزدیک ہوا اور ہاتھ دراز کرکے گھوڑی

زین سے اسکو کھینچ لیا اور اسکے ساتھی مجاہدون نے وہین اس کو گھیر لیا اور کلمۂ توحید سے اپنی آوازین بلند
کین اور کفار کلمۂ کفر کا شور مچایا جبلہ اور حاکم عموریہ نے جب تکبیر و تہلیل کی آواز سنی ان کو بڑی حیرت ہوئی اور سب
کفار جنبش مین آئے اور مسلمانون کو گھیر لیا لاکن ان مجاہدین نے جو دس ہزار کے مقابل مین تھے کمال جوانمردی کے ساتھ
ثابت قدم رہے اور کچھہ لغزش نہین لائی۔ خالد نے حاکم قنسرین کو جو پکڑ لیا تھا اسکو مار ڈالنے کے ارادے سے تلوار اٹھائی
یہہ دیکھکر وہ اونسے لپٹنے لگا جب خالد نے متعجب ہو کے پوچھا کہ کس لئے لپٹتا ہے کہا کہ تم اور ساتھی بھی مارے جاؤگے
گھیرے سے قتل کا ارادہ رکھتے ہو اگر مجھہ کو باقی رکھوگے تم بھی باقی رہوگے۔ تب خالد نے حاکم قنسرین کو اپنے غلام
ہمام کے تحویل کرکے فرمایا کہ اسکو مت چھوڑ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہے کہ اگرچہ دشمنون کا لشکر انبوہ ہم کو
گھیرے ہوا تھا پر ہم کو ذرہ بھی اندیشہ نہین تھا کیونکہ اللہ تعالی پر اعتماد کامل تھا۔ حاکم عموریہ نے جب مسلمانون کی یہہ جوانمردی
اور ثبات دیکھا بہت ہی گھبرایا اور جبلہ سے کہنے لگا کہ حاکم قنسرین ان کے ہاتھہ مین پڑ گیا ہے کہین اسکے قتل مین جلدی
کرین تو جا کے انسے کلام کر اور اس کو قید سے چھوڑا اسکے بعد ہم ان سبکو ہلاک کردین۔ تب جبلہ تیار ہوکے ان کی
طرف آیا اور اس کے ساتھہ قوم غسان سے عرب متنصرہ کی ایک جماعت بھی تھی اور پکار کے پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم لوگ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ مشہورین ہو یا عرب تابعین سے ہو۔ خالد نے جواب دیا کہ ہم حضرت کے صحابہ مشہورین سے ہین
پھر پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم عرب کے سردار ہو خالد نے فرمایا مین سردار نہین بلکہ انکا بھائی ہون اور یہہ میرے ساتھی فلان فلان
ہین۔ پھر حضرت خالد نے پوچھا کہ صلیب کی عبادت کرنیوالے عربون سے تو کون ہے کہا مین سردار غسان کا اور
بادشاہ ہمدان کا ہون خالد نے کہا تو ہی ہے جو اسلام سے پھر گیا روشنی سے ظلمت کی طرف ہدایت سے ضلالت کی طرف
رجوع کیا۔ جبلہ کہا کہ حاکم قنسرین تمہارا قیدی ہو جانے سے ہم نے تمہارے لیسے ہاتھہ رکھا ورنہ تم کو مار ڈالے ہوتے ہم لوگ
زیادہ ہین اور تم نہایت کم پس اسکو چھوڑ دو ہم بھی تم کو چھوڑ دینگے۔ خالد نے فرمایا مین تو اسکو نہ چھوڑونگا بلکہ اسکو
قتل ہی کرونگا اس کے بعد اگر تمہارے سے جنگ کرکے ہم بھی مارے جاوینگے اسکا کچھہ پروا نہین ہم تو شہادت
کے خواہان ہین۔ اور تو جو اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتا ہے ہمکو اسکا کچھہ ڈر نہین باوجود ہماری قلت اور تمہاری
کثرت کے ہم مقابلہ کے لئے حاضر ہین لاکن لڑائی انصاف کی چاہئے۔ انصاف یہہ ہے کہ ہر دو طرف سے ایک ایک
شخص نکل کے لڑے جبلہ نے یہہ بات حاکم عموریہ کو سنوائی اس نے غضبناک ہو کے آپ ہی نکلنا چاہا پر جبلہ اسکو
روک دیا۔ پھر لشکر کفار سے پانچ سوار نکلے تب ان کے مقابلے مین خالد ہی نکلنا چاہا لاکن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق
ان کو منع کرکے آپ میدان مین آئے اور ایک کے بعد ایک ان پانچون سوار کو مار ڈالا۔ پھر قلب لشکر مین حملہ کرنیکا ارادہ

کیا تب جبلہ ان کے مقابلے کے واسطے نکلا عبد الرحمن نے اس پر تلوار کا ایک ضرب ایسا کیا کہ اوسکا بہو دکش شانہ تک پہنچ گیا اور خون جاری ہوا پھر جبلہ نے تلوار چلائی سو انکا مونڈھا زخمی ہوا۔ جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا ان کو معرکے سے پھیر کے لایا اور زخم کو پٹی باندہی یہہ حال دیکھنے سے حضرت خالد کو بڑا ہی ملال ہوا اسیوقت حاکم قنسرین کو جو قید ہوا تھا مار ڈالا جبلہ نے بہت ہی برہم ہو کے عرب متنصرہ سے کہا کہ اب تم مسلمانون سے کسی کو نچھوڑو سب کو مار ڈالو ربیعہ بن عامر نے کہا ہی کہ جب کافرون نے ہمارے پر حملہ کیا خالد کو ہم گھیرے ہوئے تھے عجب تائید غیبی شامل حال ہوئی کہ خالد نے بذات خود ایسی جوانمردی کی کہ انکو دفع کر دیا پھر بڑی سختی سے لڑائی ہو رہی تھی اور ہم پر تشنگی غالب ہوئی اور ہم سب پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہی کہ جب مین نے یہہ حال دیکھا خالد سے کہا کہ ہمارا قضا آپہنچی انہون نے کہا افسوس ہی کہ مین اپنی کلاہ مبارک کہ جس مین حضرت کے موے شریف رکھے ہین فراموش کر کے آیا جب لڑائیون مین وہ میرے ساتھ رہتی تھی اسکی برکت ظاہر ہوا کرتی تھی شاید اسکو نہین بھولا مگر بسبب قضای آسمانی کے پس مسلمان بڑی سختی مین مبتلا تھے لاکن صابر اور ثابت قدم تھے ایسے مین ہاتف غیبی سے یہہ آواز آئی خُذِلَ

الْاٰمِنُ وَنُصِرَ الْخَائِفُ يَا حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ جَاءَكُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَنُصِرْتُمْ عَلٰى عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ ترجمہ یعنے خوار ہوا بے ڈر۔ اور مدد دیا گیا اللہ سے ڈرنیوالا۔ ای قران کے حاملو آئے تمھارے لئے کشود کار رحمن کی طرف سے اور مدد دی اس نے تم کو صلیب کی عبادت کرنیوالون پر مسلمانون نے جب یہہ آواز سنی انکو ایک طمانیت اور شجاعت حاصل ہوی ابو مسلم نے روایت کی ہی کہ ہم حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ بمقام شیزر مین تھے۔ انھون نے ایک شب فتح اپنے خیمے سے باہر آئے اور مسلمانون کو پکار کے کہدیا اَلنَّفِيْرُ النَّفِيْرُ فَقَدْ اُحِيْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِيْنَ ترجمہ یعنے اے قوم چلو تم کہ جوان مرد سو حد لوگ گھیرے گئے ہین۔ پس ہم نے ابو عبیدہ کے طرف دوڑے اور کہا کہ کیا حال ہی۔ انھون نے فرمایا کہ مین سوتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو جگا دیا۔ اور فرمایا یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَةِ الْقَوْمِ الْكِرَامِ فَقُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللِّئَامُ فَاِنَّكَ تَلْحَقُ بِهِ اِنْشَاءَ اللهُ تَعَالٰى بِمَشِيَّةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ترجمہ یعنے ای ابن جراح آیا تم سوتے ہو اور غافل ہو۔ مدد دہی سے قوم بزرگ کے۔ پس اٹھو اور جا ملو خالد سے کیونکہ قوم ناکس نے انکو گھیر لیا ہے اگر چاہے اللہ تعالی تم پہنچ جاوگے انکے پاس پروردگار عالم کی مشیت سے جب مسلمانون نے یہہ حکم سنا جلد با ہتھیار اور گھوڑون پر سوار ہوے جناب ابو عبیدہ ان سب کو ہمراہ لے کے خالد کی تائید کے لئے چلدئے۔ ناگاہ راہ مین ایک سوار نہایت تیز رفتار نظر پڑا ابو عبیدہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ جلد اس سے جا ملین انہون نے ہر چند گھوڑے دوڑایا لاکن اس سے نہین مل سکے ابو عبیدہ نے کہا شاید یہہ سوار کوئی فرشتہ ہی کہ اللہ نے ہماری

فوج کے آگے بھیجا ہے اسلئے کوئی اس سے نہیں مل سکا پھر اسکو پکار کے فرمایا کہ ٹھہر جا ای سوار رحمت کرے اللہ تجھپر پس وہ ٹھہر گیا معلوم ہوا کہ وہ سوار خالد کی زوجہ ام تمیم ہین حضرت ابو عبیدہ نے انکو پوچھا کہ ای ام تمیم تم نکلنے کا کیا سبب ہوا - وہ بی بی بولی کہ اے سردار جب مین نے یہہ خبر سنی کہ خالد کو دشمنون نے گھیر لیا ہے مین نے اپنے دل مین تعجب کیا کہ خالد کسی جنگ مین بھی مغلوب نہوے آج وہ مغلوب ہوئیگا کیا سبب ہے یکایک مین نے دیکھی کہ انکی کلاہ مبارک کہ جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو شریف تھین گھر مین ہی رہ گئی پس مین اس کو لیکے سوار ہوئی تا لیجا کر انکو پہنچاؤن - ابو عبیدہ نے فرمایا کہ برکت دیوے اللہ تمکو تمہارا یہہ کام محض اللہ ہی کے واسطے ہے پس ابو عبیدہ کی فوج جب لشکر کفار کے قریب ہوئی سب مسلمان تکبیر کہنے لگے جب تکبیر کی آوازین بلند ہوئین جناب خالد کے ساتھیون نے سمجھا کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بھیجی ایسے مین ام تمیم نے لشکر کفار تک پہنچ کے دیکھا کہ کافرون کی تلوارین اور نیزے بلند ہوئین اور مسلمانون کو گھیر لیا ہے تب ام تمیم کمال شجاعت سے لشکر مین داخل ہوئی جب خالد کے روبرو ہوئین انہون نے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولی کہ مین ام تمیم تمہاری زوجہ ہون پس وہ کلاہ مبارک ان کے ہاتھ دی اور گیسوئے مبارک سے ایک نور بجلی کے مانند چمکا خالد نے بڑی خوشی سے وہ کلاہ شریف لیکے اپنے سر پر رکھی اور کافرون پر ایک سخت حملہ کیا اور ادھر سے ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی لوگ بھی مارنے لگے کافرونکو ہزیمت ہوئی سب سے آگے جبلہ اور عرب متنصرہ بھاگنے لگے اہل اسلام نے لشکر کفار کا پیچھا کرکے بعضون کو قتل اور بعضونکو زخمی کیا اور بعضون کو اسیر کر لیا پھر سب مجاہدین جناب ابو عبیدہ کی نشان کے پاس جمع ہوے خالد اور ابو عبیدہ ایکدوسرے کو سلام اور مصافحہ کیا اور شکر الہی بجا لایا - پھر وہان سے قنسرین کی طرف روانہ ہوے قنسرین والے جلد صلح کر لی ہر جوان بالغ کی طرف سے چہار دینار دینے پر راضی ہوے ابو عبیدہ فتح قنسرین کے بعد غنیمت کا خمس مدینہ طیبہ کی طرف حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اسی سال ماہ رمضان مین مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد مین جو اسلام کے تصرف مین آئے تھے جماعت کے ساتھہ نماز تراویح کا حکم کیا **روایت** ہے کہ پہلی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر سے باہر آکے مدینے کے مساجد مین جب نظر فرمایا کہ جماعت کے ساتھہ نماز تراویح قایم ہوئی ہے اور حفاظ قرآن مجید پڑھ رہے ہین اور مسجدین قنادیل سے روشن اور آراستہ ہین یہہ دیکھکے بہت خوش ہوے اور دعا کی کہ **نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ الْمَسَاجِدَ** یعنے اللہ تعالے عمر کے دل کو روشن کرے جیسا انہون نے مسجدین روشن کین - اور اسی سال ملک سامان **شرحبیل بن حسنہ** کے ہاتھ پر - اور طبریہ ابو الاعور کے ہاتھہ پر مفتوح ہوے - اور ان شہرون کے لوگ بھی صلح کرکے جزیہ دینا قبول کیا - اور اسی سال بعلبک کی فتح خالد کے ہاتھہ پر واقع ہوئی اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب ابو عبیدہ نے خالد کو اپنے ہمراہ لیکے دمشق سے

نکلے عمرو بن عاص کے ساتھ ایک لشکر دیکے فلسطین کے طرف بھیجدیا۔ اور حکم فرمایا کہ اگر فلسطین والے صلح
کریں بہتر ورنہ ان کے ملک کو غارت کرنا۔ لیکن یہ لشکر ابھی راہ میں تھا کہ عمرو بن عاص نے جو فلسطین پر مقرر تھے روانہ ہوئے اور
وہاں کے لوگوں نے سنا کہ دمشق مسلمانوں کے تصرف میں آگیا اور عمرو بن عاص فلسطین پر بہت لشکر لیکر آتے ہیں
نہایت گھبرائے رومیوں سے جتنے لوگ کہ سب کو ایک جگہ جمع کرکے قتال و جدال پر آمادہ ہوئے اور کمر ہمت کی
باندھے اور قاصدوں کو انطاکیہ کے طرف روانہ کرکے قیصر روم سے مدد طلب کی۔ تب قیصر نے بیس ہزار سوار فلسطین
والوں کی مدد پر روانہ کئے۔ جب وہ لشکر قطع منازل کرکے آپہنچا عمرو بن عاص کو یہ خبر پہنچی کہ بعلبک میں بھی مخالفوں
کے بیس ہزار سوار جمع آئے ہیں عنقریب بعلبک سے وہ لشکر بھی آکے فلسطین والوں کے ساتھ مل جاویگا اس سے بات
اندیشناک ہوکے ابو عبیدہ بن الجراح کی خدمت میں ایک عرضی روانہ کی۔ توجہ لانا خالد بن ولید کا بعلبک کے
طرف اور ہزیمت پانی مخالفوں کی اور تشریف لانی ابو عبیدہ کی۔ نقل ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح
لشکر روم کے جمع ہونے پر مطلع ہوئے سمجھے کہ عمرو بن العاص کو ان سے مقابلے کی طاقت نہیں تب مخالفوں کو دفع
کرنیکے باب میں خالد بن ولید سے مشورت کی انھوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ عمرو بن العاص اور دیگر امرا جیسے
شرجیل بن حسنہ اور یزید ابی سفیان جو روم کے نصاریٰ اور عرب کے مرتدوں کے مقابلے میں ٹھہرے ہیں ان کے نام
آپ ایک نامہ لکھیں کہ تم جنگ میں جلدی نہ کیجئے تا میں بعلبک کے طرف جاؤں اور فلسطین والوں کی مدد پر جو کفار جمع
ہوئے ہیں ان کے مہم سے فراغت پاؤں اس کے بعد دوسرے کفار کو دفع کرنے کی تدبیر کریں ابو عبیدہ نے یہ
بات سنی بہت پسند کی اور اسیوقت عمرو بن عاص کیطرف ایک قاصد کو بھیجکے یہ پیغام کیا کہ خالد بن ولید تمہارے پاس
آنے تک جنگ و قتال میں جلدی نہ کیجئے پھر ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ پانچہزار سوار دیکے بعلبک کے طرف روانہ کیا جب
خالد نے منزلیں طے کرکے دشمنوں کی سرزمین میں جا پہنچے مخالفین یہ خبر سنکے جنگ پر تیار ہوئے اور اپنے لشکر کو
آراستہ کرکے مقابلے میں آئے پھر ہر دو طرف جنگ شروع ہوا طلوع آفتاب سے لیکے زوال تک جنگ و قتال
جاری تھا جب خالد بن ولید نے مخالفوں کی سختی اور جوانمردی دیکھی تب ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین میں انکا فرد
پر حملہ کرتا ہوں تم بھی میری موافقت کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح و ظفر دیویگا پھر جب خالد نے حملہ لایا
سب غازیان اسلام نے انکی موافقت کی ہر دو طرف سے ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون سے زمین رنگین ہوگئی آخر عنایت
ایزدی سے لَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللهِ کی نسیم نصرت شمیم لشکر اسلام کے اعلام پر بہنے لگی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی
اور کافروں سے بیحساب لوگ داخل دوزخ ہوئے بعضے قلعہ نہان کیطرف اور بعضے فلسطین کی طرف فرار ہوئے اور بیحساب غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ

آئی خالد بن ولید تھے وہ سب فتح نامے کے ساتھ ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کئے انہوں نے شکر الٰہی بجا لا کے
خالد بن ولید کو نام ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ نے ملک پر فتح دی [illegible] تمنے
ان کا [illegible] فتح [illegible] کی طرف [illegible] اپنے ہمراہیوں کی تائید میں کوشش بجا لا کے
جب یہ حکم نامہ خالد کو پہنچا [illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] دیکھا کہ روز بروز اہل اسلام کو مدد
پہنچتی ہے اور [illegible] مقام میں نزول کیا
اور اسکو اپنا لشکر کا ٹھہرایا اسی میں ابو عبیدہ [illegible] دمشق میں [illegible] اپنے طرف [illegible] کیا اسباب کو چھوڑ
کے اسلام کے [illegible] کی طرف متوجہ ہوئے جب قطع منازل کر کے اس سرزمین
میں جا پہنچے اور [illegible] ولید [illegible] خبر سنکر ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ
اس مضمون کا بھیجا کہ تم جلد اس [illegible] لشکر جرار جب تمہارے سے جنگ پر اٹھیگا البتہ جنگ
کریگا کہ اس ملک میں کسی مسلمان کا نام باقی نہ رہیگا [illegible] قاصد [illegible] لا پہنچا ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنے عادتا
لائق وسے کر قاصدوں نے خاموش اور ملزم ہوگئے پھر انسے رخصت لے کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
ابو عبیدہ کے ویسے مہابت آمیز باتیں جب رومیوں نے سنی ان پر بڑا ہی خوف اور رعب ہو گیا پھر دوسرے قاصد
کو روانہ کر کے یہ التماس کی کہ صلحا اسے تمہاری ست ایک شخص کو ہمارے نزدیک روانہ کیجیے تا ہم اس سے معلوم کریں
کہ تم اس ملک میں اقامت کرنے سے مقصود [illegible] مطلوب کیا ہے اور جنگ و جدال میں اس قدر مبالغہ کرینگا سبب کونسا
ہے تب ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو حکم کیا تا کہ انھوں سے جا کے ملاقات کریں تب انھوں نے ایک کشادہ مکتبر پھر لیا
اور دستار سرخ اپنے سر پر باندھی اور ایک مشکی گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوئے جب تھوڑی مسافت قطع
کی اور رومیوں کی مجلس کے نزدیک جا پہنچے گھوڑے سے اتر کے اس کی باگ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے چلے
جیسے [illegible] اور امیروں نے یہ حال دیکھا ایک امیر نے اپنے غلام کو حکم کیا کہ آگے جا کے ان کے گھوڑے
کو پکڑ لیوے وہ غلام ان کی خدمت میں آ کے گھوڑا پکڑ لینا چاہا معاذ نے گھوڑا اس کے ہاتھ نہ دیا اور فرمایا کہ اپنا گھوڑا
نگاہ رکھنے کیلئے دوسرے سے میں زیادہ احق ہوں ویسا ہی اسکی باگ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اس جماعت کی
طرف چلے جب اس قوم کے نزدیک گئے کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے امیر و ارکان دولت [illegible] فرش اور کرسیوں
پر بیٹھے ہیں تب ایک شخص نے کہا اپنا گھوڑا میرے ہاتھ دیجیے اور یہ قوم قیصر روم کے ارکان دولت ہو بیٹھے ہیں
ان کے نزدیک آ کے بیٹھئے اور انسے باتیں کیجئے معاذ بن جبل نے کہا کہ میں ان لوگوں کے فرش پر قدم نہ رکھوں گا

اور ان کے ساتھ ملکر نہ بیٹھیگا جو بات کہ کہنا ہی کھڑا رہکر ہی کرونگا - مترجم نے کہا کہ روم کے سردار ونکی اسی بات سے تکرار رکھتے ہین کہ تم کھڑا رہکے کلام کرین اور وے بیٹھے رہین - معاذ نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے آگے کھڑا رہنے سے منع فرمایا ہی سو مین اس جماعت کے روبرو کھڑا رہنا نہین چاہتا ہون لیکن بڑی کراہت رکھتا ہون کہ اس فرش پر جو دنیا کی زیب و زینت ہی بیٹھون جب بیٹھنے کے سوائے چارہ نہین زمین پر بیٹھونگا پس ان کے فرش کا ایک کنارہ اٹھا دیکے زمین پر بیٹھ گئے - مترجم نے کہنے لگا کہ رومیون نے تمہارے زہد اور پرہیزگاری سے کچھ تھوڑا بیان سنے ہین سو چاہتے ہین کہ تمہاری عزت و اکرام بجا لاوین پس آپکو ایسا خواہ تکلیف کہ غلام و خدام سے کراہت گذرتا ہے کیونکہ بر سر خاک بیٹھنا غلامون اور بندگون کا کام ہے - معاذ نے کہا کہ مین بھی رب الارباب کے بندون سے ایک بندہ ہون اور یہہ زمین اسی پروردگار کا فرش ہے پس اس مین کیا عیب ہے کہ اپنے پروردگار کے فرش پر بیٹھون - مترجم نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم قوم عرب کے بہترین افراد سے ہو - معاذ نے کہا کہ مجھے اندیشہ اسبات کا ہی کہ مین عرب کے بدتر لوگون سے ہونگا - غرض معاذ بن جبل کو روم کے بطارقہ یعنے علماے نصاری کے ساتھ اتنا مناظرہ رد و بدل ہوا کہ اس مختصر مین اسکی تفصیل کی گنجایش نہین آخر الامر روم کے امیرون نے معاذ سے پوچھا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت کرتے ہو معاذ نے کہا کہ مقصود ہمارا یہی ہی کہ تم کتاب اللہ پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاوین اور اسلام کے احکام جیسے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہا قبول کرین اور گوشت خوک اور شراب اور دوسرے محرمات سے دور رہین اور ایمان نہین لاتے ہین تو جزیہ دینا قبول کرو اگر ان دونون باتون سے ایک بھی اختیار نہین کرتے ہین تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار چلیگی جب رومیون نے یہہ باتین سنی اپنے مطلب سے مایوس ہوے اور کہنے لگے کہ ہم جو کہتے ہین اور تم جو چاہتے ہو بیچ دونون کے درمیان بڑا تفاوت ہے اب ایک بات باقی ہی اگر تم قبول کرین بہتر معاذ نے پوچھے وہ کیا ہے رومیون نے کہا کہ بلقا کا ملک جو تم نے ہم سے چھین لیا ہی وہ تم کو ہی بحال رہے اور دوسرے ملکون پر ہاتھ دراز کیجیے اگر تم یہہ بات قبول نہین کرتے ہو تو عجم اور فارس کے لوگون کے ساتھ جو تمکو ہی ہم انہین کی مدد کرینگے معاذ نے جواب دیا کہ بلقا کا ملک اور دوسرے امصار و دیار جو تمہارے ساتھ علاقہ رکھتے تھے اب بعونہ تعالی ہمارے تصرف مین آگئے ہین اللہ تعالی کی تائید سے جتنے ملک کہ اب تمہارے تصرف مین ہین وے سب ہمارے ہاتھ آجائینگے ع فکر راہد دگر و سوداے عاشق دیگر است ٭ روم بطارقہ اور امرا نے یہہ بات سنتے ہی برہم ہوے اور زبان تہدید مین کھول کے اکو رخصت دی معاذ بھی ان کے جواب مین سختی سے کلام کرکے اٹھے رومیون نے ان کے پیچھے ابو عبیدہ کی خدمت

مین ایک قاصد کو روانہ کرکے یہ پیغام کیا کہ ہم نے تم سے التماس کی تھی کہ تم ایسے شخص کو روانہ فرماوین کہ وہ
منصف رہے اور سخن کے دقایق کو پہنچے پر تم نے ایسے شخص کو بھیجا کہ اس نے انصاف نہین رکھا ہے اور کلمۂ حق قبول کرنے
سے اعراض کرتا ہے ہر چند ہم نے صلح کی بات کی پر اسنے جنگ وجدال کی بات درمیان لائی ہم نہین سمجھتے ہین کہ
انھون نے جو کہا آپ کے استصواب سے ہوگا اب التماس یہی ہے کہ ایک دوسرے شخص کو روانہ کرین کہ تا جس بابین
آپ کی اور ہماری بہتری کا سبب ہو ہم اس پر ہے کہین والا رخصت دیجئے کہ ہم کسی معتمد کو آپ کے پاس روانہ کرین
تا جو کچھ کہ کہنا ہے آپ سے عرض کریگا ابو عبیدہ نے اسی بات کو قبول کی تب رومیون نے ایک شخص کو جو بڑا فصیح اور
چرب زبان تھا وکالت دیکے روانہ کیا اس نے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے ہر چند صلح کے باب مین بہت سی باتین
کین پر کچھ فایدہ نہ دیا کیونکہ وہ صلح جو درمیان چاہتے تھے شریعت کے موافق اور سنت کے مطابق نہین تھی تب
انکا وکیل نے مایوس ہوکے اٹھا اور اپنے لشکر مین جا کے خبر دی۔ **جنگ کرنا غازیان اسلام کا بطارقہ**
روم کے ساتھ نقل ہے کہ جب رسل و رسائل سے چند روز گذر گئے اور مصالحت کی صورت نہ ٹھہری ابو عبیدہ
بن الجراح نے اپنا لشکر تیار کرکے میدان مین لے آیا خالد بن ولید کو اور عرب کے دلاورون سے ایک جماعت
کو اپنے ہمراہ لے کے آپ قلب لشکر مین کھڑے رہے اور یزید بن ابی سفیان کو میمنہ پر اور شرجیل بن حسنہ کو میسرہ
پر مقرر کیا اہل روم بھی اپنا لشکر آراستہ کرکے جھنڈے اور چلیپہ کی لکڑیاں اٹھاتے ہوئے میدان پر آئے
جب ہر دو جانب سے جنگ شروع ہوا روم کے پہلوانون کی ایک ٹکڑی یزید ابی سفیان پر حملہ لائی ہر چند سعی اور
کوشش کی لیکن ان کے پیر نہ اکھڑے۔ اور دوسری ٹکڑی والون نے شرجیل بن حسنہ پر متواتر حملے لائے لاکن
شرجیل نے اپنی جگہہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور دس ہزار شخص جو جنگ اور جرأت مین بڑے نامور تھے قلب لشکر کی
طرف متوجہ ہوکے اپنی طاقت کی موافق کوشش کئے لاکن کچھ فایدہ نہوا خالد بن ولید اور ان کی حمایت مین جو
مجاہدین حاضر تھے رومیون کے ساتھ بڑا ہی جنگ کئے خالد بن ولید نے ثابت قدم رہکے تیرین چلائین لشکر غازیان
اسلام نے ایسی تیر اندازی کی کہ رومیون نے تاب نہ لا سکے منہہ پھرایا اور اس جماعت کی شجاعت اور جوانمردی
دیکھ کے تعجب کرنے لگے تب ابو عبیدہ بن الجراح نے ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین اللہ تعالی کی عنایت مجاہدون
کے شامل حال ہے کافرون کے ساتھ سخت حملے جو ہوے ہین اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہوتا اکھڑ جاتا الحمد للہ کہ لشکر
اسلام کے جوان مردون سے کسی نے پیچھے نہ ہٹا اور اپنی جگہہ دشمن کو نہ دی اب مصلحت یہی ہے کہ تم سب ہیئت
اجتماعی سے کفار پر ایک بارگی حملہ کرو اور یقین جانو کہ جس نے معرکے مین شہادت پائیگا بہشت برین مین جائیگا اگر زندہ

رہیگا نیک نام ہو ویگا اور بنصرت و غنیمت اس کے ہاتھ آئیگی یہہ بات سب مسلمانون کو پسند آئی تب سب کھینچے گئے اور
امیر کی اسباب مین دین و دنیا کے فائدے حاصل ہین غرض تب ابو عبیدہ نے قلب لشکر سے جنبش کی میمنہ اور میسرہ نے
بھی حرکت مین آئے نیزے اور شمشیر سے خنجر اور تیر سے ایسا سخت جنگ کیا کہ رومیوں کی صفین پھوٹ گئین اور ایک
ایکبار دوسرے سے جدا ہو گئے اور ان کی ایک جماعت ماری پڑی اور باقی فوج ہزیمت پائی اپنے نقارے بجانے
اور سنکھ کا بجانا موقوف کر کے نالہ و فریاد کرنے لگے مردونکی لغشون سے وہ بیابان ایسا بھر گیا تھا کہ گھوڑونکو
دوڑنیکا مجال نرہا ایک ساعت کے بعد از روم کا لشکر جنگ سے ہاتھ رکھ کے اپنی جگہہ کھڑا تھا قیس بن ہبیرہ نے
لشکر اسلام سے نکل کے کفار کے طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر نیزہ زنی کی کہ ان کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر اپنے لشکر مین جا
ایک تیغ اپنے ہاتھ مین لے کے دوسرے بار میدان مین آیا اور ایسا جنگ کیا کہ تیغ بھی ٹوٹ گئی۔ نقل ہے کہ
اس معرکے مین قیس کے دس نیزے اور دس شمشیر ٹوٹ گئین اور سینتالیس زخم بدن کو لگے تھے جب قیس کے زخمون
کی کثرت سے حد موت تک نوبت پہنچی تب خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ شجیعون کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے نکلے اور
رومیوں پر ایسے حملے لائے کہ انکی صفین درہم و برہم ہو گئین غرض بعضے کفار کو قتل اور بعضونکو زخمی کر کے پھر اپنے جگہ
مین آکے کھڑے رہے خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ اپنے لشکر کے طرف الٹ گئے کے بعد اہل روم اپنے لشکر کی
اپنی صف بنا کے زہر آلود تیر چلاتے ہوئے لشکر اسلام کی طرف آہستہ آہستہ چلے تب خالد بن ولید نے آگے
لشکر الٰہ کے حمایت اور جنگ پر ترغیب و تحریص دیکے بلند آواز سے سب کو کہا کہ جب میرے تکبیر کی آواز
تم سنو گے جان لو کہ مین نے حملہ کیا تب چاہیے کہ تم بھی میری موافقت کرو مین امید رکھتا ہون کہ حضرت حق تعالیٰ فتح اور نصرت
نصیب اعلام اسلام پہنچائیگا اور کافرون کو ایکبارگی استیصال کر دیگا پس تکبیر کہتے ہوئے جب حملہ کیا ناچار کافرون سے تاب
نہ لا سکے بھاگتے تھے اس حملے مین غازیان اسلام نے ایسی جانبازی کی کہ گیارہ ہزار کافر مارے گئے اور انکی لاشین
کتون اور چیلون کے نوالہ ہو گئے اور جو بچ گئے تھے ان سے بعضے مقل کے قلعے مین جا کے پناہ لئے اور بعضے انطاکیہ
کے طرف بھاگ کے قیصر کے پاس جا پہنچے غنیمت بیشمار مسلمانون کے ہاتھ آئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا خمس تحفہ
کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ کیا اور باقی غنیمت لشکر اسلام مین تقسیم فرمائے لکھتے ہین کہ اس معرکے مین رومیونکی فوج
ساٹھ ہزار کی تھی اور مسلمان سینتیس ہزار سے زیادہ نہین تھے اب جب لشکر روم پر مسلمانونکو یہہ فتح و نصرت حاصل ہوئی
اہل اسلام کا رعب اور دبدبہ چہار طرف لوگون کے دلون مین بیٹھ گیا الحمد للہ علی ذلک ۔ **واقعہ ہونا جریر بن عبد اللہ**
بجلی کا حکم سے حضرت عمر کے طرف عراق کے ۔ نقل ہے کہ اسی سال جریر بن عبد اللہ بجلی نے

سوار کے ساتھ یمن سے مدینہ کی طرف آکے امیر المومنین فاروق اعظم کی ملازمت سے مشرف ہوئے تب
امیر المومنین نے بجیلہ اور کندہ اور دوسرے قبیلوں سے چار ہزار مرد جمع کئے اور جریر کو اس لشکر کا امیر بنا کے عراق
کو مثنی بن حارثہ کی مدد پر روانہ فرمایا پہلے جب بجیلہ کی قوم متفرق ہوگئی تھی تب عرفجہ نے
انکی تالیف کر کے انکے واسطے یہ مقرر فرمایا کہ انکی مدد سے جو غنیمت کہ مسلمانوں کے ہاتھ آوے انکے حصے سے سوا
غنیمت کے خمس سے ربع انکو پہنچاویں اور مثنی بن حارثہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جریر بن عبداللہ بجلی کو
تمہاری مدد پر روانہ کیا جب وہ لشکر عراق سے ملحق ہووے تو تم انکی بہت تعظیم و تکریم بجا لاؤ کیونکہ جریر رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہیں اور حضرت نے یہانتک انکا اکرام کرتے تھے کہ اپنی ردا مبارک
انکے واسطے بچھاتے تھے۔ کافروں نے جب اس مکتوب کے مضمون سے واقف ہوئے ایک بڑا لشکر بھیج دیا اور مہران
بن بازان ہمدانی کو اس لشکر کی امارت دیکے مثنی اور جریر کے جنگ پر روانہ کیا جب مثنی کو یہ خبر پہنچی اسیوقت ایک
سوار نیم ... لکھ کے حضرت عمر کی جناب میں روانہ کیا ... اور قبیلے سے ایک جماعت فراہم کر کے لشکر عراق
کی امداد پر بہت جلدی سے جانے کے لئے حکم فرمایا اور مثنی ... جب لوگوں کو جمع کرنے لگے
تین ہزار مرد جنگی فراہم ہوگئے القصہ ادہر سے لشکر اسلام اور ادہر سے لشکر کفار تیار ہوکے نکلے نخیلہ کے مقام میں
ہر دو لشکر ملاقی ہوئے۔ نقل ہے کہ جب جنگ کے لئے ہر دو لشکر کی صفیں آراستہ ہوئیں مہران نے ایک اسپ
گلگون پر چڑہا ہوا اور اطلس کا زین پوش اسپر ڈالا ہوا اور ایک جوشن زر اندود پہنا ہوا اور ویسی ہی ایک تاج اپنے
سر پر رکھا ہوا اور ہزار کا پٹکا اپنے کمر پر باندھا ہوا گھوڑے کو کداتا ہوا میدان پر آیا بیچ میں لشکر اسلام سے ایک
غلام نے ایک تیر اسکی طرف چلائی وہ تیر اس کی آنکھ کو پار ہوگئی مہران اسیوقت اپنے گھوڑے سے
گر پڑا جب انکے سپاہیوں نے دیکھا کہ اپنا سردار مارا گیا اور آپ بے سردار ہوگئے سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام
کے جنگجویوں نے شمشیر ... انکا پیچھا کر کے قتل کرتے تھے کہتے ہیں کہ لشکر کفار ایک لاکھ سے زیادہ تھا مسلمانوں کے
لشکر کا ہر ایک ... دس دس کافر کو قتل کر کے داخل جنت ہوا بہت سی غنیمت اور باندی غلام لشکر اسلام کے ہاتھ
آئے جس قدر مال دستیاب اس فتح میں ہاتھ آیا کسی واقعہ میں نہیں الحمد للہ الذی اعز الاسلام
وینصر اولیاءہ واذل الکفر ویخذل اعداءہ ۔ اور اسی سال میں مثنی بن حارثہ نے
بشیر بن خصاصیہ کو جو اصحاب کرام سے تھے حیرہ میں اپنا خلیفہ بنا کے آپ بلدہ انبار کی طرف متوجہ ہوئے پھر اس
ولایت کے بعضے لوگوں کی رہنمائی سے سوق خنافس کو غارت کرنیکا ارادہ کیا وہ ایک بازار تھا کہ ہر سال چو طرف سے کفار

خنافس

وہان جمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے تھے مثنی نے یکبایک وہان جا پہنچے اور بہت سے کافرون کو
مار ڈالا اور بعضون کو اسیر کیا اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانون کو بہت سی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہان سے سوق (بازار ۱۲)
بغداد کا قصد کیا وہ بھی ایک بازار تھا کہ اب جہان شہر بغداد واقع ہے ہر سال مین ایکبار بہت سے کفار اس مقام مین جمع
ہوتے تھے اکثر ملک کسریٰ کے لوگ اور بعضے عرب کے قبیلے جیسے بنو قضاعہ اور ربیعہ وغیرہم بھی وہان آ کے خرید و فروخت
کرتے تھے اور اس سال اس بازار مین اتنا مال جمع ہوا تھا کہ عراق اور مداین کے ایکسال کا خراج ہو مثنی نے وحشت
نگہ در رکھ کے یکبایک اس بازار پر تاخت لائی بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی فرار ہوے مثنی نے حکم کیا کہ
زر سرخ اور روپا اور جواہر اور نفیس اور بحتی چیزونکے سواے کوئی دوسری چیز نہ اٹھاوے مسلمانون نے ایسا ہی
کیا تب بھی ہزار اونٹ کا بوجھ ہوا اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سالم و غانم و مظفر و منصور واپس آئے مرجعت کی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا مثنی کی تائید
کے لئے ـ نقل ہے کہ عروہ کو مثنی کے پاس روانہ کرنے کے بعد عمر فاروق نے قبائل عرب حاضر ہونیکا حکم فرمایا
سو تھوڑے سے عرصے مین مخنف بن سلیم ازدی اپنے قبیلے سے آٹھ سو بہادرون کو اور حصین بن معبد زرارہ سے
بنی تمیم سے ہزار دلاورونکو اور عدی بن حاتم طائی اپنے قبیلے سے ایک جماعت کثیر کو ـ اور منذر بن حصین نے
بنی علیبہ سے ایک جم غفیر کو ـ اور انس بن ہلال نے قبیلہ مہرب قاسط سے ایک بڑی گروہ کو اپنے ہمراہ لے کے
حاضر ہوے جب مدینے مین ایک فوج عظیم فراہم ہوی امیر المومنین نے جریر بن عبداللہ بجلی کو جو کیاست اور شجاعت
کے زیور سے آراستہ تھے اس فوج پر امارت دے کے سواد عراق کی طرف روانہ کیا جریر نے قطع منازل کر کے
ثعلبہ مین جا پہنچے اور مثنی بن حارثہ کے لشکرگاہ مین نزول کیا پھر دونو لشکر باتفاق وہان سے نکلے اور حیرہ کے
ملک مین جا کے دیر منذر کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور لشکریون کو سواد کے اطراف متفرق کر کے غارت و تاراج کرنے کے
باب مین مطلق العنان کر دیا جب یہ خبر مداین مین پہنچی تو پوران دخت نے رستم فرخ زاد کے ساتھ ایک روایت سے
مہران بن مہرویہ کے ساتھ بارہ ہزار جنگی سپاہ کو واسطے جریر بن عبداللہ کے جنگ پر روانہ کیا جب یہ خبر لشکر
اسلام مین پہنچی اس لشکر کے امیرون نے سپاہ متفرق کو جمع کر کے انتظار کرتے جب مہران بویب کے نواح مین
پہنچا جریر بن عبداللہ اپنے لشکر کو ہمراہ لے کے اس کے طرف متوجہ ہوے جب ہر دو فریق باہم ملے مثنی بن
حارثہ نے اسلام کے دلاورون کی ایک ٹکڑی لے کے جو لشکر اسلام کے میمنہ پر تھے کافرون کے میسرہ پر حملہ کر کے
جنگ آغاز کیا پھر لشکر عجم کے سپاہ بھی بڑے سخت حملے کئے پہلے بار لشکر اسلام کے قدم پھسل گئے مثنی بن حارثہ

سے بیقرار ہو کے ایک منادی کو اہل اسلام نون سے میدان سے پاؤن نہ پھیلاؤ تم سب میرے پاس آؤ مین
مثنی بن حارثہ ہون اس ندا سے مجاہدون کو ایک تقویت حاصل ہوئی ہے سبقت ان کے بعد مثنی کے پاس
جمع آ کے اور لشکر اسلام کے پیچھے [illegible] تم اونکا کافرون سے جنگ [illegible] پیچھے لڑنے لگے
اور جریر بن عبد اللہ نے لشکر اسلام کے پیچھے پہنچ کر فرار کے [illegible] تلوارین [illegible] مین آیا
اور بڑی جوان مردی کے ساتھ شمشیر لے کے جنگ کرنے لگا [illegible]
جنگ کرنے مین شہریار [illegible] تھا اور اس [illegible] بہت [illegible] لشکر اسلام سے منذر بن حسان نا
نے جب اس پر حملہ کیا آخر [illegible] زمین پر گر پڑا جریر بن عبد اللہ نے اسکا سر کاٹا جب [illegible]
نے دیکھا کہ [illegible] سر کٹا ہوا پڑا ہے سب کے سب بزدل ہو گئے اور اسکے لشکر مین تزلزل پڑ گیا
سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام سے عبد اللہ بن سلیم [illegible] طائی نے انکا پیچھا کر کے بعضونکو
قتل کیا اور بعضون کو اسیر کیا اور ان کی ایک جماعت [illegible] کی طرف بھاگ گئی جب مہران
اور اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اہل اسلام نے عراق کے شہرونکو غارت اور تاراج کرنے پر
کمر باندھی بہت [illegible] مال [illegible] ہاتھ آئے اس اثنا مین [illegible] والون سے بعضون نے مثنی کی خدمت
مین عرض کی کہ ہماری ولایت کے قریب ایک قریہ ہے کہ جسکا نام بغداد ہے ہر مہینے مین ایک روز وہان بہت سے
کفار جمع ہوتے ہین اور بہت سے تجار [illegible] اگر لشکر اسلام اسکو غارت کرے تو بہت سا
مال [illegible] لوگون کے [illegible] ہاتھ آئے گا [illegible] مثنی یہ بات قبول کر کے اپنے لشکر سمیت
انبار کی طرف روانہ ہوئے اور اس سرزمین [illegible] ایک قلعہ تھا [illegible] اس کا حاکم عاجز
ہو کر [illegible] مثنی کی خدمت مین آیا بازار بغداد کو غارت کرنے کا ارادہ اس سے ظاہر کر
فرمایا کہ [illegible] راہ دکھلانے والونکو ہمارے ساتھ کیجیے اور فرات پر ایک پل باندھ دیجیے اسنے یہ ہر دو بات قبول
کر لین راہ دکھلانے والون کو ہمراہ دیا اور فرات پر پل بھی تیار ہوا پس مثنی قطع مسافت کر کے جب اس بازار
مین پہنچے تاخت و تاراج شروع کیا فارس اور اہواز اور [illegible] ستان اور دوسرے شہرون کے کفار جو جمع آئے تھے
بھاگنے لگے اس قدر نقد و جنس سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب ممکن نہ تھا اور اس بازار سے بھاگے
ہوئے لوگون نے مداین مین جا کے کسریٰ کی دختر سے جو اسوقت تخت نشین تھی فریاد کی پھر اس اثنا مین مثنی کو
خبر پہنچی کہ سوید بن قطبہ اور عطیہ بن غزوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر بہت سے شہر و دیار جو مسلمین عجم

کے علاقے مین تھے اپنے قبضہ تصرف مین لائے ہین یہہ خبر سنتے ہی فارس کے امیرون اور عہدگون کے دلون
مین بڑی دہشت بیٹھ گئی کسریٰ کی بیٹی نے رستم فرخ زاد کو حکم کیا کہ ایک لشکر ہمراہ لیکے جلد نکلے اور لشکر عرب سے
بدلہ لیوے رستم کو یہہ بات پسند نہ آئی عجم کے ارکان دولت سے پوشیدہ کہنے لگا کہ ہمارے مملکت مین یہہ اختلاف
و پریشانی روداد ہے اسکا سبب یہی ہے کہ ہماری زمام اختیار ایک عورت کے ہاتھ مین ہے شکوہی نماند در ان
خاندان کہ بانگ خروس آمد از ماکیان نر یہہ بات سب فارس کے عہدگون نے پسند کی اور سب ملکے اس بات پر اتفاق
کیئے پرویز کی اولاد سے کسی کو ڈہونڈ کے تخت پر بٹھلاوین بہت جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ شہریار کا بیٹا یزدجرد اصطخر
بلا اسکا دست بنشکر نہ تھا رستم پسند ہی سین ہستہ جلدی سے اس کو بلوایا جب اس نے قطع منازل کرکے مداین پہنچا
اسکو نوشیروان کے تخت پر بٹھلائے جب ہجرت سے تیرہوان سال شروع ہوا سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ
کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المومنین عمران کے پیچھے بالتواتر مدد روانہ کرتے تھے ازانجملہ مغیرہ بن شعبہ کے چہار سو
مرد ہمراہ کر دیکے بھیجا اور طلیحہ بن خویلد اسدی کے آٹھ سو پیادہ اور سوار ۔ اور عمرو بن معدیکرب کے ہمراہ پانسو اور عاصم
بن عمرو کے ہمراہ چہار سو سپاہی اسطرح ہر قبیلہ سے جو جماعت کہ مدینہ مین فراہم آئی تھی حضرت عمر نے جوق جوق
روانہ کرتے تھے ۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو نامہ لکھا کہ ہزار سوار جو شجیعون مین نامدار ہون عراق کی طرف روانہ
کرین ۔ اور ایک لشکر جو خالد کے ساتھ عراق سے روم کی طرف آیا تھا اس کو بھی اپنی فوج سے جدا کرکے ہاشم بن عتبہ
بن ابی وقاص کو جو سعد کے برادر زادہ تھا اس فوج کی امارت دیکے روم سے عراق کی طرف انکی مدد پر بھیجدین اور
حضرت عمر بھی اکثر شجیعون اور فصیحون اور بلیغون اور مدبرون کو ہر قبیلے سے روانہ فرماتے تھے سعد بن ابی
وقاص ایسا بڑا لشکر لے کے قادسیہ کیطرف متوجہ ہونے کی خبر جب یزدجرد کو پہنچی حکم کیا ایک بڑا لشکر جمع ہووے
عرصہ قلیل مین ایسے خلق کثیر جمع آئے کہ شہر اور بیابان انہین سے بھر گیا جب ایسا لشکر عظیم جمع ہوا یزدجرد نے
دیکھہ کے بڑی خوشی کی اور رستم فرخ زاد کو اسپر امارت دی اور حکم کیا کہ مدت مدید دآوان بعید سے جو خزانے
مداین مین مدفون تھے اسکو کھولدین جب وہ خزانے کھولدئے سب لشکریونکو ان کے حسب مراتب انعام دیا
اور سواد عراق کے اہالی اور موالی کو اس مضمون کے خطوط روانہ کیا کہ تمہارے سے ہر شخص جسقدر کہ قوت رکھتا ہو
اعراب کی تباہی مین مصروف کرے اس باب مین ہرگز سستی روا نہ رکھے جب یہہ خطوط سواد عراق کے لوگونکو
پہنچے وے اپنے دہقانیون اور رعیتونکو اسباب مین دلیر کردئے اور وے دغابازون نے ہر جگہہ دغا اور فریب سے
مسلمانون کے قتل مین ہاتھہ دراز کیا دن بدن اہل عجم کا کام قوت پکڑنے لگا اور سپاہ عرب مین ایک ضعف

آگیا تب جریر بن عبد اللہ اور مثنی بن حارثہ نے ایک قاصد کو مدینہ کیطرف بھیجا اور سب حالتین حضرت فاروق
اعظم کی خدمت مین ظاہر کین جب وہ قاصد نے مدینہ آیا امیر المومنین عمر فاروق مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوے تھے
وہ قاصد نے مدینہ سے امیر المومنین کے پاس جاکے جب یہہ نہر وہ امیر کا عریضہ پہنچایا حضرت عمر انکا جواب
اس مضمون سے تحریر فرمایا کہ تمہارا مکتوب جو روانہ کئے تھے پہنچا اور وہان کے سب حالات سے مطلع کیا
انشاء اللہ تعالی جب مین مکہ معظمہ سے مراجعت کرونگا تمہاری اعانت کیلئے بضرور دلاوران اسلام کی ایک
جماعت کو بھیجونگا غرض جب حضرت عمر نے داخل مکہ ہوے اور مناسک حج سے فراغت حاصل کی بہت جلدی
سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور کفار عجم کے جنگ وجدال کے باب مین مشورت کی کہ آپ ہی ایک لشکر لے کے
مداین کی طرف جانا مناسب ہے یا کسی شخص کو جو شجاعت وجوانمردی مین نامور رہی روانہ کرین حضرت عباس اور
حضرت علی مرتضی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جو ہر باب مین انجام کار کو سوچتے تھے یہی تدبیر ٹھہرائے کہ امیر المومنین
آپ تشریف نہ لیجاوین بلکہ دوسرے کسی کارآزما کو روانہ فرماوین پس انہین کے راے کے موافق سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ کو سب افواج اسلام کی امارت دیکے ایک لشکر جرار کے ساتھ مداین کیطرف روانہ کیا اور حضرت عمر نے
رخصت کے وقت سعد کو یہہ نصیحتین کین کہ جس منزل مین تم پہنچوگے اور جس منزل سے آگے بڑھوگے وہان کی
حقیقت حال سے مجھے اعلام کیجئے۔ اور جب تم قادسیہ پہنچوگے اسی جگہہ کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائیے۔ القصہ
سعد نے یہہ وصیتین قبول کرکے چھے ہزار غازیان اسلام کے ساتھ منزلین طے کرکے قادسیہ مین نزول فرمایا
اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ جو اسی نواح مین بعضے شہرون پر حکومت رکھتے تھے سعد بن وقاص کی روانگی کے بعد
حضرت عمر نے ان کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ مین نے سعد بن وقاص کو مداین کیطرف بھیجا ہو
تم بھی انکی تابعداری کرو یہہ نامہ پہنچتے ہی ابو موسی اشعری نے مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ ہزار سوار اور قیس بن ہبیرہ کے
ساتھ ہزار سپاہ کو دیکے قادسیہ کیطرف روانہ کیا کہتے ہین کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور اشعث بن
قیس اور مالک اشتر قیس کے ہی ہمراہ تھے۔ **نقل** ہے کہ سعد بن وقاص کے لشکر مین اصحاب بدر سے انتیس آدمی
داخل تھے مکہ کی فتح کے دن جو صحابہ نامدار وشجیعان باوقار حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت
تھے ان سے تین سو اصحاب اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم سے نو سو جوانمرد حاضر تھے۔ کہتے ہین کہ سعد بن وقاص
قادسیہ کو پہنچنے کے آگے مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے طرف عالم باقی رحلت کی تھی ان کے
بی بی کا نام جو سلمی تھا جب عدت کے ایام گذر چکے سعد بن وقاص نے اس بی بی کو اپنے نکاح مین لایا۔ القصہ لشکر اسلام

قادسیہ مین نزول کیا ہی سو خبر یزدجرد پہنچتے ہی اس نے سعد بن وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہہ
التماس کی کہ اپنے لشکر کے اعیان ارکان سے چند شخص کو مداین کی طرف روانہ کرے تا انسے ہم کلام ہووے سعد نے
اس گذارش کو قبول کر کے اپنے لشکر سے لقمان بن مقرن اور حنظلہ بن ربیع اور عدی بن سہل اور عطارد بن الحجاب
واشعث بن قیس وعاصم بن عمرو ومغیرہ بن شعبہ وعمرو بن معدیکرب اور کئی عمدگونکو مداین کیطرف روانہ کیا - وے
اشراف عرب بہتر عربی گھوڑون پر چڑھے ہوے بردہاے یمانی اوڑھے ہوے اور باریک تازیانے اپنے ہاتھہ مین
لئے ہوئے اور بہتر نعلین اپنے پاؤن مین پہنے ہوے کسری کی ماڑی کے پاس پہنچے - یزدجرد ان کو باریابی کی
پروانگی دیکے اپنے دربار مین بلوایا اور عزت اکرام سے بٹھلایا اور مترجم کو بلوایا - کہتے ہین کہ خود یزدجرد بھی
عربی زبان جانتا تھا - سو اس جماعت کے طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا کہ ای جماعت عرب تم ہمارے ملک مین آنے
اور ہمارے جنگ پر اقدام کرنے پر تم کو کیا چیز باعث ہوی - شاید ہم نے جو تمہار لیے تغافل اور تساہل کی ہے
تم اسلئے ہم پر دلیر ہوے - مغیرہ بن شعبہ نے جوابدیا کہ ای بادشاہ ہم نے ایکمدت شرک وضلالت اور جہالت و
غباوت مین سرگردان تھے - اللہ تعالی نے اپنی کمال رحمت وعنایت سے ہمارے سے ہی ایک پیغمبر جلیل القدر
کو جو ہمارے مین والا النسب عالی حسب اور بہت ہی معزز ومکرم تھے مبعوث کیا وہ پیغمبر نے اللہ تعالی کو ایک جاننے
اور اس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرنے پر ہم کو دعوت کی اور نماز وروزہ اور حج وزکوۃ اور کفار کے ساتھہ جہاد اور پاک
اخلاق اور نیک اطوار کا حکم کیا اور برے عقیدے اور بداخلاق اور برے اعمال وافعال سے منع فرمایا اور اپنی
پیغمبری پر معجزات ہین اور دلائل روشن بتلاے سو ہم کو علم الیقین حاصل ہو کہ آپ رسول مطلق اور پیغمبر برحق
ہین - اور آپ نے جو دین متین لایا ہی وہی دین سچا اور برحق ہے اور ہم نے آگے جس راہ پر تھے وہ راہ باطل اور
گمراہی اور آخرت مین عذاب وعقاب کی موجب تھی - پس ہم نے اس پیغمبر برحق پر ایمان لایا اور انکا دین متین
اور ان کے احکام شرع مبین جان ودل سے قبول کئے - اب وہ پیغمبر گرامی قدر نے دنیا سے رحلت کی اور رفیق
اعلی کی مصاحبت اختیار کی اور ہم کو وصیت فرمائی کہ خلق کو دین اسلام اور شریعت محمدی کے احکام کیطرف دعوت کرین
تا لوگ عذاب دوزخ سے نجات پا کے جنت الماوی کے مستحق ہووین - سو ہم نے آپکی وصیت پر کمر باندہی عرب کے اطراف
ونواحی مین جو لوگ تھے ان کو دعوت کی وے قبول کر کے سعید دارین ہوے - اور جنہون نے قبول نکیا ہم
ان پر تلوار باندہی بعضے مقتول ہوے اور بعضے جزیہ دینا قبول کیا سو ہم اب اسلئے یہان آئے ہین کہ اس دین
حق کی طرف دعوت کرین - اور تجھے سیدہی راہ بتلادین - یزدجرد نے جب یہ باتین سنی کہنے لگا کہ ای گروہ عرب مین

نہیں جانتا ہوں کہ روئے زمین پر کوئی قوم تمہارے سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہو۔ اور تم بہت ہی رنج و محنت
اور افلاس و شدت میں رہتے تھے اور ہمارے پاس بہت خوار و ذلیل ہو کر آتے تھے۔ جب تمہارے تھوڑے سے لوگ
تجارت کے لئے اور تھوڑے سفارت کے وسیلے سے ہمارے ملک میں آنے جانے لگے اور ہمارے ملک کے
لذیذ کھانے اور آب شیرین نوش کرنے لگے سو اب تم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے سے مقابلہ کریں اور جنگ کر کے ہمارا
ملک چھین لیں میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری تنگی اور بے برگی تم کو اس بات پر لے آئی ہے۔ اب یہی بہتر ہے کہ تم اپنے
ملک کی طرف چلے جاویں۔ میں حکم کرتا ہوں کہ گیہوں اور کھجور جس قدر تم چاہیں تمہارے اونٹوں پر لاد دیں
اور تمہارے سرداروں اور عزت مندوں کو لباس فاخرہ پہنا دیں ... اور ... تمہارے
تمہارے پر ایسے شخص کو حکومت دونگا کہ وہ عدل و انصاف کی بڑی رعایت کرے اور بڑی رعایت سے
موصوف رہے۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اے بادشاہ اگر تیرا یہ گمان ہے کہ جو ہمارے بہ نسبت ایسی باتیں کرنے سے
ہم کو کچھ عیب لگے تیرا یہ گمان بیشک ٹھیک ہے کیونکہ ہماری جاہلیت کا ایسا حال تھا الاسلام یہدم ما کان قبلہ
کے سکے سے بڑی رونق اور زینت رکھتا ہے یعنے اسلام کی زینت اور ایمان کی عزت جاہلیت کی عیوب اور لوث
کو نابود کر دیتی ہے ؎ سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین شکند ٭ قیمت سنگ نہ افزاید و زر کم نشود
جو شقتیں کہ تو نے کہی ہم دیکھے ہیں اور اقسام کی مصیبتیں کھینچے ہیں بلکہ ہمارے میں بڑا فاضل وہی تھا جو اپنے
چچیرے بھائی کو قتل کرے اور اسکا مال لوٹ لے اور ہم مردار کھاتے خون اور ہاڑ کو مباح جان کے اپنے استعمال
میں لاتے تھے ہمارا حال ایسا ہی تھا یہانتک کہ حق سبحانہ تعالی نے اس پیغمبر دین پرور کو ہمارے سے ہی
مبعوث کیا اور ہمارے پر بڑی منت رکھی اور بڑی عزت و حرمت دی اور ہم اس رسول مقبول پر ایمان لائے
اور اس نے ہم کو حکم کیا کہ کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد کریں اور ہم کو بشارت دی کہ ہمارے سے جس نے کفار کے
جنگ میں شہادت پاوے تو وہ اسیوقت داخل جنت ہوگا اور بہشت کی نعمتوں سے ہمیشہ محظوظ رہیگا
اور جس نے زندہ رہیگا وہ دین کے دشمنوں پر غالب ہوگا اور وہ پیغمبر برحق اور مخبر صادق نے ہم کو یہ بھی خبر
دی ہے کہ فلان فلان ملک تمہارے ہاتھ پر فتح ہووینگے اور اس کے خزانے اور دفینے مسلمانوں میں
قسمت پاوینگے سو تیرا ملک اور اسکی جھاڑیاں اور خزانے بھی اسمین داخل ہیں اب ہم تجھکو دعوت کرتے
ہیں کہ تو خدا و رسول پر ایمان لاوے اور یہ دین متین قبول کرے اور تیرے آبا و اجداد جس رہ پر تھے اسکی
قباحت سے آگاہ ہو جاوے جب تو ایمان سے مشرف ہوویگا دولت ابدی اور سعادت سرمدی تیرے نصیب ہوگی

تیرا ملک کبھی پرچال رہیگا کوئی تیرے بے اجازت تیرے ملک مین آئیگا اور توزکوٰۃ اور عشر اور خراج دیا کریگا
اور اگر تو ایمان نہین لاتا ہے تو ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دیجیئے تب ہم تیرے خون اور مال کے ساتھ تعرض نکرینگے
اگر تو جزیہ بھی دینا نہین قبول کرتا ہے تو جنگ کیلیے تیار ہو جا ہم تیرے ساتھ قتال کرین گے تا اللہ تعالے ہمارے اور
تیرے درمیان حکم کرے۔ جب یزدجرد نے یہ باتین سنی اپنے تکبر اور نخوت سے بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ مین
تم پر رحم کیا تھا اور چاہتا تھا کہ تم کو اناج اور لباس دیکے عزت و اکرام کے ساتھ روانہ کرون لاکن تم نے
کلام مین جب ایسی جسارت کی اور بے ادبی سے پیش آیا اب وہ رحم میرے دل سے جاتا رہا اگر بادشاہون مین قاصدون
کو قتل کرنا درست ہوتا مین تم کو قتل کرواتا اب تمہارے واسطے میرے نزدیک سواے خاک کے اور کچھ نہین پس
حکم کیا کہ ایک زنبیل مین خاک بھر کے لے آوے اور گروہ عرب کے عمدگون سے کسی کے سر پر رکھے اسکا غلام نے ویساہی
جب خاک لے آئی عاصم بن عمیر تمیمی جلد اٹھے اور وہ خاک کی زنبیل اس کے ہاتھ سے لے کے اپنے کندھے پر
رکھی پس سب اکابر عرب یزدجرد کی مجلس سے اٹھ کے چلدئے۔ عاصم نے راہ مین کہتے تھے کہ اے گروہ عجم تم نے
ایسا کام کیا کہ اپنے ملک کی خاک ہمارے حوالے کردی۔ انشاء اللہ تعالے اب قریب ہے کہ ہم تمہارے پر فتحیاب
ہون گے اور تمہارے ولایت کی خاک تو برے مین ڈال کے ہم دیار عرب مین لیجائینگے۔ القصہ جب یزدجرد کی مجلس
سے نکلے اور سعد بن ابی وقاص کی خدمت مین آپہنچے سب ماجرا ظاہر کیا۔ وہ خاک کا قصہ سنکے سعد نے بہت خوش
ہوگئے اس سے اقبال کی فال لی اور کہا واللہ انہو نے اپنی اقلیم کی کیلیان ہمارے حوالے کردین کیونکہ خیرات کی
مرکز اور برکات منشا خاک ہی ہے قرآن مجید مین ارشاد ہوا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا
کہتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص نے ولایت عجم کے اطراف و نواحی مین اپنے لشکر کی ٹکڑیان روانہ کرتے تھے اور وے
غارت کرکے لاتے تھے۔ اگرچہ لشکر اسلام مین سب چیزین وافر تھین۔ لاکن گوشت میسر نہین آتا تھا کیونکہ اس ملک
والون نے اپنے جانورون کو پہاڑون مین رکھکے نگہبانی کرتے تھے اور لشکر اسلام کے غازیونکو تو ہمیشہ کا کام ورزش
رہنے سے اپنے اونٹون کو نحر نہین کرتے۔ **نقل** ہے کہ لشکر اسلام کی ایک جماعت جو غارت کے لئے نکلی تھی
راہ مین بعضے شکاریونکو دیکھی کہ دو سو خروار ماہی لیجاتے ہین انکو پھیر کے اپنے لشکرگاہ مین لے آیا اور چند روز وہی مچھلی کام
آئی۔ اس ایام کو ایام صیاد کہتے ہین۔ اور عاصم نے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ لے کے گاؤ اور گوسفندونکی تلاش مین نکلے
تھے سو ناگاہ ایک بیابان مین پہنچے وہان کفار کی ایک فوج اتری تھی ان سے پوچھا کہ بکرے اور بیلون سے تم کچھ خبر
رکھتے ہو وے کہے کہ نہین۔ تب ایک گائی جو اس بیابان مین چر رہی تھی فصیح زبان سے کہنے لگی کہ یہ دشمن خدا

جھوٹھ کہتا ہے کہ گائیں اور بکریں ذبح کا ایک بڑا انبوہ اس جنگل میں چھپے ہے - تب عاصم نے اس بند سے کو ہانکے
اپنے لشکرگاہ میں پہنچایا - سو چند روز اسمیں گذر گئے - اس ایام کو ایام البقر کہتے ہیں - نقل ہے کہ یزدجرد
رستم فرخزاد کو لشکر عرب سے جنگ کرنے کے باب میں بہت ہی تحریص دیتا اور آپ لشکر جرار آمادہ کرنے میں
بہت ہی مبالغہ کرتا تھا - رستم نے علم نجوم اور کہانت سے فن میں بہت مہارت رکھتا تھا اور نتایج فلکی اور تاثیرات
کواکب سے یہہ بات جانتا تھا کہ اندنوں عرب کی دولت ہے اور عجم کی نکبت اور زوال مقرر ہے اسواسطے اس
باب میں سستی اور دیری کرتا تھا اہل عجم کے تحریص سے اور دشمنوں سے ہر بچا ہے اور عرب سے شکست کے ایام آ رہتے
نہیں سمجھا تھا کہ تقدیر ربانی کے آگے تدبیر انسانی کچھ کام نہیں آتی قال اللہ تعالی اذا اراد اللہ بقوم سوء
فلا مرد لہ اور وہ عجب نادان تھا کہ اعلام اسلام کی بلندی اور شریعت سید انام کی ترقی اور محمدی جیت کا بیتی
اور نصرت لازمی ہوا کرتی ہے اور لحظہ بہ لحظہ غلبہ پایا کرتی ہے ستارگوں کی اوقات اور پہر اسکے زوال پر استدلال
کرتا تھا **شعر** لا رقب النجم فی امر تحاولہ فان اللہ یفعل لا جدی ولا حمل بل النبی الذی الدنیا لقاید فانما النجم
اثر فلا یضرک مریخ ولا زحل ہ دل بحق بند کہ زو قایم شد چرخ و انجم تو تیغ عاقل نہ بند دل بچرخ و انجم بندہ او
شو دیسا کرو درویش غنی تو داشت اول کلمہ فرعون پشیمان بود کلیم تو مبر کہ را طبع سلیم است کند تمکین تو
ہمہ را نجش خدایا بکرم طبع سلیم تو القصہ یزدجرد نے رستم فرخزاد کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار نیزہ دار اور خنجر گذار
سپاہیونکو دے کے لشکر عرب پر روانہ کیا - رستم نے کئی منزلیں طے کیں تا نگاہ ایک منزل میں سعد بن ابی وقاص
کے لشکر سے ایک سپاہی کو لشکر رستم کے پیش دالوں نے پکڑ لایا - رستم نے اس سے پوچھا کہ اس ملک میں آنے
کے لئے تمکو کیا چیز باعث ہوی وہ عربی نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے ہمارے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کی زبان
فیض ترجمان سے ہمکو وعدہ دیا ہے کہ تمہاری دولت اور حکومت ہمارے ہاتھ آئیگی اور تمہارے عیال و اطفال
ہمارے اسیر ہووینگے اور تمہارے خزانے مسلمانوں پر تقسیم پاوینگے - اگر تم اسلام قبول کریں تمہارے
ملک تمہی پر بحال رہیگی و الا یہہ سب باتیں بلا شک اتفاق ہووینگے - رستم نے پوچھا یہہ سب باتیں حاصل
ہونے کے آگے تم ہی مارے جاوینگے تو کیونکر ہوگا - وہ عربی نے جواب دیا کہ ہمارے بیچ جو تمہارے ہاتھ سے
مارا جائیگا وہ داخل جنت ہوگا اور ہمیشہ راحت و آرام میں رہیگا اور ہمارے سے جو لوگ باقی رہینگے اللہ تعالے
یہہ وعدہ انکے حق میں وفا فرما دیگا ہمکو اس بات پر یقین کلی حاصل ہے - یہہ بات سنتے ہی اس ملعون کی
آتش غضب شعلہ مارنے لگی اسیوقت اس مرد عربی کو قتل کروایا جب وہاں سے کوچ کرکے آگے چلا ایک

قریئے کے نزدیک اپنے لشکر کو اترنے کا حکم کیا اس کے لشکریون نے اسجگہ بڑا ظلم و فساد آغاز کیا لوگونکا
لوٹنے اور ان کے عورتون بچون کو قتل کرنے مین اپنے ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور طرح طرحکے فسق و فجور مین مشغول ہوئے
تب اس ملک کے لوگون نے رستم فرخزاد کے پاس فریاد لائے اسنے انکی فریاد سنکے ناخوش ہوا اور اپنے لشکر کے
عمدگون کو جمع کرکے غصہ کرنے لگا کہ ای گروہ فارس واللہ وہ مرد عربی نے جو کلام کیا نہایت راست باتین تھین
کہ یہ تمارے برے اعمال ہی تمکو خوار و ذلیل کرینگے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ لشکر عرب باوجودیکہ اس ملک والون سے
جنگ و قتال کرنیکے لئے آیا ہی تاکن انسے کسی نے رعایا پر ایسا ظلم و ستم نہین کرتا ہی جو تم نے کیا اسلئے آگے تم نے
جب تک عدل و انصاف رکھتے تھے اللہ تعالی تمہارے دشمنون پر تم کو نصرت دیتا تھا اور تمہارے ملک مین تم کو مرفہ الحال
رکھا تھا سبب تمہاری اچھی اوصاف بدل گئی اور ظلم و ستم شروع کئے تمہارے ملک و دولت مین بھی خلل آگیا اب مین
گمان نہین کرتا ہون کہ تمہارا ملک و اقبال تم پر بحال رہے پس حکم کیا کہ اپنے بعضے لشکریونکو جو ظلم و ستم کئے تھے
حاضر کرین اور انپر سیاست جاری کردین - عجب ہی کہ رستم نے اور ونکے ظلم و ستم کو ناپسند کیا پر اپنے نفس کو
جو آپ ظلم کرتا تھا اور دین حق نہ قبول کرکے برے اعمال کا مرتکب ہوا تھا اسکو برا نہین جانا غرض جب اس مقام سے
کوچ کرکے دوسری منزل مین جا اترا اسی شب یہہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ زمین پر اترا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسکے ہمراہ ہین وہ فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیار
چھین لیکے حضرت کے ہاتھ دیتا ہی اور حضرت نے وے ہتھیارین عمر فاروق کے تحویل کرتے ہین رستم جب
خواب سے بیدار ہوا نہایت ملول و بیقرار ہوگیا - آخر طوعاً و کرہاً آگے بڑھا جب دیر اعور پر پہنچا وہین نزول کیا
اور اسی کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا کیونکہ وہان سے لشکر اسلام تھوڑی مسافت پر تھا - جب سعد بن ابی وقاص کو
یہہ خبر پہنچی طلحہ بن خویلد کے ہمراہ عرب کے دلاورون کی ایک ٹکڑی دیکے لشکر کفار کی خبر لانیکے لئے روانہ کیا -
وہ ٹکڑی قطع مسافت کرکے جب یہانتک پہونچی کہ کافرون کا لشکر نظر آنے لگا طلحہ کے رفیقون نے کہا کہ اسی
مقام سے پھر جاوین طلحہ کہنے لگے کہ مین البتہ لشکر عجم تک جا کے ان کے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہون رفیقون نے
کہنے لگے کہ یہہ بات مناسب نہین ہی طلحہ نے جواب دیا کہ تم خوف کھائے ہو جہان سے چاہتے ہو پھر جاؤ یہہ بات سنکے
وہ جماعت وہین سے پھر گئی - طلحہ وہین ٹھہرے جب رات آئی تن تنہا لشکر عجم مین داخل ہوکے گشت کرنے لگے
اور عمدگان فارس کے دو تین خیمون کے طنابے کاٹ کے گرادئے اور ایک شخص جو عجم کے بڑے شجیعون سے تھا اور
اس کو ہزار مرد کے مقابلے مین جانتے تھے اس نے اپنے گھوڑے کو اپنے نزدیک باندھکے سو گیا تھا - طلحہ اپنے گھوڑے سے

اترے اور اس کے گھوڑے کو کھول کے اسکی باگ ڈور اپنے گھوڑے کی شکار بند سے باندھ کے پھر اپنے گھوڑے پر
سوار ہو کے لشکر عجم سے باہر آئے جب آتش پرست ہوشیار ہو کے دیکھا کہ اپنا گھوڑا نہیں ہے متعجب ہوا دوسرے ایک اسپ
باد رفتار پر سوار ہوا اور چند سپاہیوں کو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب رات گذر گئی طلوع فجر کے بعد اثناے راہ میں
انہیں ملا۔ طلیحہ تن تنہا تھا پر بھی الگردی سے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے اس پہلوان
کو جسم کی قید سے رہا کیا۔ دوسرے نے جو آتش پرست کے ہمراہ تھا مقابلہ کیا اسکو بھی قتل کر دیا۔ تیسرا سوار جب مقابلہ
میں آیا تو اسیر ہو کے طالب امان ہوا اسکے قتل سے ہاتھ رکھ کے اسکو اپنا ردیف بنا کے اپنے لشکرگاہ کی طرف
چلا۔ جب اہل اسلام نظر کی کہ طلیحہ سالم و غانم آتے ہیں بہت خوش ہوئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے
جب اپنے اسیر کو ساتھ لئے ہوئے سعد بن ابی وقاص کے حضور میں پہنچے سعد نے دشمنوں کے لشکر کا احوال دریافت
کیا تو طلیحہ نے اپنے اسیر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے تب ایک مترجم کو بلا کے لشکر عجم کی اخبار اس سے
استفسار کیا اس نے کہنے لگا کہ پہلے اس پہلوان کی شجاعت یعنی طلیحہ کی دلاوری سے ایک شمہ بیان کرتا ہوں
پھر لشکر عجم کا جو احوال تم پوچھتے ہو کہہ دیتا ہوں جانئے کہ میری ابتداء جوانی سے اب تک بہت سے پہلوانوں کو
دیکھا ہوں اور جدال و قتال میں بہت سے دلاوروں کے ساتھ مقابلہ کیا ہوں اور کتب تواریخ سے بھی بہت سے
جوانمردوں کے قصص و حکایات دیکھا اور سنا ہوں پر ایسے بہادر کا کہیں نظیر نہیں اگرچہ لشکر عجم کا تعداد ہزار ہزار
سے زیادہ ہے لاکن آج کی شب تن تنہا یہ جوانمرد نے ویسے انبوہ لشکر میں داخل ہوا اور اسکی بلند ہمت اور
جوانمردی کی غیرت نہیں سہا یہی کہ جیسا لشکر میں آیا تھا ویسا نکل جاوے بلکہ اس لشکریوں کے خیموں کے طناب
کاٹ کے ان کے سر پر گرایا اور اس لشکر کا ایک اسپ باد رفتار کھول لیکے بلا دغدغہ لشکر سے نکل گیا اور اس لشکر
کے دو پہلوان جو ہر ایک ہزار مرد کے مقابل تھا اثناے راہ میں آکے اس پہلوان عالی شان سے مقابلہ کئے تن تنہا
ہر دو کو زمین پر گرا کے تہ تیغ کیا اور میں بھی ایسا پہلوان ہوں کہ لشکر عجم میں میرا نظیر نہیں سو مجھکو بھی میرے ہاتھ
گردن پر باندھ کے اسیر کیا ہزار ہزار آفرین ہو اسکی جوانمردی پر۔ پھر لشکر عجم کی سب حالتیں تفصیل کے ساتھ گذارش
کیں اور اسیوقت اسلام سے مشرف ہوا سعد بن ابی وقاص نے اسکا نام مسلم رکھا اور قادسیہ کی جنگ میں اس سے
جوانمردی کے عجب کرشمے ظاہر ہوئے۔ القصہ رستم فرخ زاد جنگ پر اقدام کرنے سے اندیشناک تھا اور ہر منزل
میں چند روز توقف کرتا تھا چنانچہ منقول ہے کہ اس نے مداین سے نکل کر قادسیہ تک پہنچے چہار مہینے منقضی ہوئے
اس کے تاخیر کرنیکا یہی سبب تھا کہ شاید لشکر اسلام مصالحت پر راضی ہو کے اپنے ملک کیطرف مراجعت کرے

اور اہل عجم کے طالع کی نحوست سعادت سے مبدل ہو گئے اور یزدجرد کبھی قاصد کو لشکر اسلام مین بھیجکے صلح کی سلسلہ
جنبانی کرتا اور لشکر اسلام سے بھی چند اشخاص کو بلوا کے اس باب مین ہمکلام ہوتا تھا - سعد بن ابی وقاص نے کبھی ایک
جماعت کو اور کبھی ایک ہی شخص کو روانہ فرماتے تھے اور وہی سوال و جواب ہوتا جو یزدجرد کے ساتھ ہوا تھا جب کسی صورت سے
بھی صلح کی صورت نہ ٹھہری رستم نے چڑ گیا اور کمال نخوت سے کہنے لگا کہ کل مین عجم کے شیرون کو حکم کرونگا تا ایسا
جنگ کرین کہ عرب کے سرکشون کے سرونکو گوئے چوگان کے مانند میدان مین منتشر کردین تا انکو پھر عجم کے ساتھ جنگ
کرنے کی ہوس باقی نہ رہے اور اسیوقت حکم کیا کہ سب اہل لشکر مٹی اور پتھر اینٹ اور لکڑی چو طرف سے جمع کرکے
بڑی جلدی سے نہر عتیق پر ایک پل باندھ دین اور اسی شب واقعہ مین دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتے نے اترا
اور لشکر عجم مین جتنے کمان تھین چھین لیکے ایک مہر کی اور آسمان پر لے گیا علی الصباح یہ خواب اپنے مصاحبون سے
ظاہر کیا اور اس خواب کی بڑی وحشت اسکے دل مین جاگیر ہوئی لاکن جب سوا مقابلہ کے چارہ نہ رہا - آخر چار و ناچار
جنگ پر تیار ہوا - **قادسیہ کا جنگ** - نقل ہے کہ اس رستم فرخ زاد نے ایک بیش قیمت بکتر پہنا ہوا اور
ایک زرانا ود خود سر پر رکھا ہوا اور ایک شمشیر یمانی حمائل کیا ہوا نکلا اور حکم کیا کہ ایک اسپ باد رفتار حاضر کرو جب گھوڑا
لے آئے بغیر رکاب مین پاؤن رکھنے کے جست کرکے اس پر سوار ہوا اور اس وقت اسکی زبان ناپاک پر گذرا کہ کل عرب کے
لشکر کو درہم و برہم کر دونگا - اس مقام کے حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کہ اللہ تعالی چاہا تو - اس ملعون نے کہا کہ نہ
چاہا تو بھی - نعوذ باللہ من ذلک ؎ ہر آنکہ گیتی گردش بکین او برخواست ٭ بغیر مصلحتش ہمبری کنند ایام ٭
کبوتری کہ دگر آشیان نخواہد دید ٭ قضا ہمی بردش تا بسوی دانہ و دام ٭ غرض جب اس پل سے عبور کیا حکم کیا کہ
ایک بلند پشتہ پر خیمہ دیکے اس کے سایہ مین اپنا تخت رکھین - اور آپ اس تخت پر بیٹھکے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرتا
تھا - اور چھتیس ہاتی جو اسکے ہمراہ تھے اس سے اٹھارہ ہاتی قلب لشکر مین رکھا - اور کئی صندوق اور تخت ان ہاتیون پر
باندھکے تیر اندازونکو انپر بٹھلایا اور باقی ہاتیون کو میمنہ اور میسرہ اور ساقہ اور کمین گاہ پر مقرر کیا اور یزدجرد حکم کیا تھا کہ
اپنی مہاڑی سے لے کے رستم کے لشکر گاہ تک چند چند قدم کے فاصلے پر ایک ایک شخص کھڑا رہے اور رستم کے لشکر مین
جو کچھہ گذرتا ہی ایک دوسرے سے پکار کے کہدیوے تا ہر وقت اس لشکر کا حال آپکو معلوم ہوتا رہے - غرض سعد بن ابی وقاص
بھی اپنا لشکر تیار کرکے برسر میدان روانہ کیا لاکن ان دنون انہون نے عرق النسا کی بیماری سے بہت عاجز آگئے تھے
اسلئے اس میدان مین جو ایک مہاڑی تھی حکم کیا کہ اس پر اپنی مسند بچھاوین اس مسند پر بیٹھکے تکیہ اپنے سینے سے
لگائے ہوئے ہر دو لشکر کا نظارہ کر رہے تھے - نقل ہے کہ سلمی جو مثنی کی زوجہ تھی اور انکی شہادت کے بعد سعد بن

ابی وقاص کے نکاح مین آئی تھی اپنے شوہر کے ساتھ مہاڑی پر پہنچے کہ وہ بھی جنگ کا نظارہ کر رہی تھی سو افسوس کر
کہنے لگی کہ مثنیٰ سا جوان مرد ایسے ہی روز کے واسطے ضرور تھا سعد بن ابی وقاص نے اپنے عارضہ کے سبب سے جو جنگ
سے مقصر رہے تھے کمال غیرت اور حسرت کے سبب سے اپنے رخسار پر آپ طمانچے مارتے تھے - پھر مہاڑی سے نیچے اتر کے
اپنے لشکر کے سردارون کو بلوایا اور اپنے بدن پر جو دمل نمود ہو رہے تھے اور بیٹھنے مین مجبور تھا ان کو دکھلا کے اپنا عذر
ظاہر کیا - تا سب کو معلوم ہو جاوے کہ یہ عذر صحیح سے [illegible]
غرض جب گھوڑے پر سوار ہونے سے عاجز تھے - خالد بن عمر فصیہ کو اپنی نیابت سے لشکر کا سرلشکر مقرر فرمایا لاکن
اس لشکر کے بعضے اوباش انکی نیابت قبول نہ کر کے شور و غوغا کرنے لگے [illegible] بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ انکو لا کے
اس مہاڑی مین قید کر دین - ابو محجن ثقفی بھی انہین قیدیون مین داخل تھا - لاکن صحیح بات یہ ہے کہ شراب پینے کے
سبب سے اسکو قید کیا گیا تھا - القصہ سعد بن ابی وقاص نے ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجے کہ خالد بن عمر کو مین نے نیابت
اور اس کو میرے قائم مقام کیا ہوں وہ جو [illegible] حکم کریگا تم قبول کرو [illegible] اپنے لشکر کے سردار دنکو بلوا کے ثبات اور
آخرت سے [illegible] اور فارس کے [illegible] مسلمانون [illegible] ہونے کے باب مین جو حضرت سے بشارتین
آئی تھین بیان کین اور یہ آیتین تلاوت کین إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ ایضاً إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ
اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ آیت پڑہی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
الصَّالِحُونَ اور فرمانے لگے کہ معلوم ہووے کہ دیار [illegible] انہین ملکون سے ہے جو اللہ تعالی نے وہ زمین اپنے نیک بندو کو
میراث دینے کا وعدہ کیا ہے - اور جو شخص شجاعت کا قدم آگے بڑھائیگا اور کلمہ اسلام کو بلند کرنے کی نیت خالص رکھیگا
اور یقین جانیگا کہ مجھے شہادت نصیب ہو تو جنت مین ہمیشہ کی نعمتین اور راحتین اور دیدار الہی کی کرامتین عنایت
ہونگی اور متاع دنیا کی حرص اپنے دل سے دور کریگا اور غرض آخرت سے مقصود رکھیگا تو اللہ تعالی اسکو دنیا و آخرت
ہر دو عنایت فرماویگا - اور یقین جانئے کہ ہر انسان کی پیشانی پر جو کہ لکھا ہو وہی ظہور مین آئیگا اور دیکھئے کہ مدت تین
سال سے ہم اہل عجم کے جنگ پر کمر باندھے ہین - سو آج تم نے جوانمردی کروگے اور شجاعت کا قدم میدان مین رکھوگے
تو امید ہے کہ اللہ تعالی کافرون پر فتح و نصرت دیویگا اور ان کے مال مین تمہارا تصرف جاری ہوویگا اور ہر دو جہان
کی سعادت تمہارے ہاتھ آوے گی اور ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ اپنے ماتحتون کو بھی نصیحت کرے اور جہاد کی ترغیب و
تحریص دیوے اور جنکو شعر مین مہارت ہو ان کو حکم کرین کہ شجاعت انگیزی اور جانبازی مین اشعار دلاویز پڑہین

اور خوش الحان قاریون کو کہدین کہ سورۂ انفال تجوید و ترتیل کے ساتھ تلاوت کرین - غرض جب لشکر کے امیر اس
حکم پر عمل پیرا ہوئے اور قاریون نے سورۂ انفال کی تلاوت شروع کی سبحان اللہ اس سورۂ مبارک کے سننے سے
غازیان اسلام کو ایک ذوق و سرور حاصل ہوا - اور جہاد کا شوق بڑہنے لگا - اور انکی شجاعت اور جوانمردی جوش
مارنے لگی - اور شہادت کی تمنا انکو مضطر و بیقرار کی - جب سورے کی قرات سے فارغ ہوے سعد بن ابی وقاص
نے حکم کیا کہ سب مجاہدین اپنی اپنی جگہہ پر قرار پائین - اور اس مبارک ساعت کے منتظر رہین جو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کے جنگ مین جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - یعنے نماز ظہر کا وقت آوے
اور جماعت کے ساتھ فرض ادا کرین کیونکہ اسوقت رحمت الہی کا نزول اور نصرت غیبی کا حصول ہے - جب وقت آوے تو مین
تکبیر کہونگا تم بھی تکبیر کہو اور جنگ پر آمادہ ہوجاؤ - جب دوسری تکبیر کہونگا تم بھی میری موافقت کرو اور جب تیسری تکبیر کہونگا اپنے جوشن اور بکتر اور ہتیار درست کرکے اپنے گھوڑون کو آگے بڑہاؤ - اور جب چوتھے بار تکبیر کہونگا تم سب کلمۂ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
کہو اور دشمن پر حملہ کرو - جاننا چاہئے کہ ہردو فریق مین تین رات دن جنگ ہوا چوتھے روز فتح ہوی - ہر روز کا ایک
نام ہے - پہلا روز اارماث ہے کیونکہ اس مین گروہ گروہ جمع آئین تھین سو اس کو اارماث کہتے ہین - اس روز لشکر
عجم کے سپاہ بیش قیمتی گھوڑونکو سونے روپے کا اسباب پہنائے ہوے - اور یاقوت وجواہر کے تاج مرصع اپنے
سرون پر دہرے ہوے اور بکتر آہنی کہ جس پر سنہری کام ہوا تہا پہنے ہوے - اور جڑاؤ کے پٹکے کمر پر باندہے
ہوے - اور شمشیر یمانی حمائل کئے ہوے اور نیزہاے آبدار ہاتھ مین لئے ہوے اور ہاتیون کو بھی عمدہ اسباب سے
سنوارے ہوے - انپر تیر اندازونکو بٹہلائے ہوئے اور پیادونکی جماعت کو ہاتیون کے گرد و پیش لئے ہوے بڑی
شان و تزک سے گھوڑون پر سوار ہوکے جنگ کا نقارہ بجاتے ہوے نکلے - انکا زرق و برق اس درجے مین تھا
کہ ان پر نظر ٹھہر نہین سکتی تھی دیکھنے والون کی آنکھین خیرہ ہوتی تہین - لشکر اسلام سے اکثر فقرا اور غربا کا یہ حال تھا
کہ بے تکلف اور بلا آراستہ اپنے گھوڑون اور برہنہ اونٹون پر چڑھے ہوے اور اپنے سر پر بجاے دستار کے
نوار لپیٹے ہوے اور کمبل اور نمد کے قبا اپنے بدن مین کھینچے ہوے اور سادہ آہنی بکتر پہنے ہوے نکلے - اور ایسے شجیع بہادر
تھے کہ انمین ایک کے ساتھ دس کا فر مقابلہ کر نہین سکتے تھے - جب انھون محض اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے
اور کفر و شرک کو توڑکے دین اسلام کے جھنڈے کھڑا کرنے کے لئے اپنی جان عزیز ہتیلی مین لئے ہوئے نکلے
تھے - نصرت ربانی و تائید آسمانی پر توکل کرکے آپکو کوہ آہن پر گراتے اور کچھ خوف نہین رکھتے تھے - غالب بن عبد اللہ
اسدی اور عاصم بن عمر و تمیمی لشکر اسلام سے سبقت کرکے سر میدان مین آکے کھڑے رہے اور لشکر کفار کے سوارون

جریر بن عبد اللہ کو دیوے۔ کہتے ہین کہ اس کے کمر بند کی قیمت پچاس ہزار اور باقی چیزونکی قیمت دس ہزار دینار کی تھی جب عجم کے سپاہیوں نے دیکھا کہ مہران جو اپنے لشکر کا سردار نامدار تھا ایسی ذلت وخواری کے ساتھ مارا گیا اپنے لشکر کے ہاتیون کو حرکت مین لایا اور لشکر اسلام پر حملہ کر کے ان کو متفرق کیا۔ اہل اسلام چوتھی تکبیر کے انتظار مین تھے۔ سعد بن ابی وقاص نے چوتھے بار تکبیر کہی لشکر اسلام کے مجاہدون نے وہ سنتے ہی لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتے ہوے کفار پر حملہ لایا اور داد جوانمردی کی دی۔ کہتے ہین کہ لشکر کفار کے ہاتی جب لشکر اسلام کے میمنہ ومیسرہ کا قصد کرتے غازیان اسلام کے گھوڑے چمک کے بھاگتے تھے۔ جب سعد بن ابی وقاص نے یہہ حال دیکھا کہ عاصم بن عمر کے پاس یہہ پیام بھیجا۔ کہ اول ان ہاتیونکا شر دفع کرنے کی فکر کرو۔ جب عاصم نے یہہ پیام سنا اپنے لشکر مین ندا کی لشکر اسلام کے جانبازون نے بکمال جوانمردی اور ہوشیاری سے ان ہاتیون کا پیچھا کر کے ہراہی کے نزدیک پہنچ کر اسکے کمر بند پر تلوار چلاتے جب تنوار کٹ جاتی اس پر بیٹھے ہوے کفار عماری سمیت زمین پر گرتے تب ان کو دم لینے کی فرصت نہ دیکے قتل کرتے تھے نماز ظہر سے لے کے عشا تک یہی جنگ وجدال جاری رہا اس شب کو رات کہتے ہین۔ نقل ہے کہ اس روز مسلمانون سے پانسو شخص شربت شہادت پاش کئے جب تھوڑی رات گذری ہر دو طرف کے لوگ قتال موقوف کر کے آرام پانے کی ندا کی۔ جب دوسرے روز خسرو انجم نے خونی لباس پہنا ہوا طلوع کا علم کھڑا کیا یعنے آفتاب طلوع ہوا سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے شہیدونکی تجہیز وتکفین مین مشغول ہوے۔ اس اثنا مین گھوڑون کی ایک فوج کثیر شام کی طرف سے نظر آنے لگی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نامہ سعد بن ابی وقاص کی تائید کے باب مین جو ابو عبیدہ ابن الجراح کو لکھا تھا سو پہنچا انھون نے یہہ حکم کیا کہ ربیعہ اور مضر کے قبیلون سے بڑے بڑے دلیرونکو جمع کرین جب ایک لشکر صف شکن آمادہ ہو گیا حکم کیا کہ قادسیہ کی طرف روانہ ہوون کہ سعد بن ابی وقاص کے لشکر کی مدد کرین اور اس فوج کی امارت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو دیکے فرمایا کہ اکابر عرب سے جیسے قعقاع بن عمرو اور قیس بن ہبیرہ اور حارث بن عمرو اور انس بن عباس اس امیر کے تابع رہین۔ پس ہاشم بقول اعثم کی روایت سے دس ہزار جوانمردکو اپنے ہمراہ لے کے دیار شام سے نکلے اور منزلین طی کر کے سعد بن ابی وقاص کے لشکرگاہ مین اس روز جا پہنچے۔ غرض جب شہیدون کے دفن سے فارغ ہوے اور سعد بن ابی وقاص کا لشکر اہل فارس کے ساتھ مقابل ہوا قعقاع بن عمرو کو حالانکہ تاب سفر باقی تھا باین میدان مین آکے کافرونکو مقابلہ کے لئے بلوایا۔ تب عجم کے پہلوانون سے دو شخص پہلا ذو الحاجب دوسرا بہمن جادو قعقاع کے مقابل ہوے قعقاع نے اول بہمن جادو کو قتل کر کے جہنم کے طرف روانہ کیا پھر ذو الحاجب پر تلوار چلائی وہ بھی بہمن جادو کے

آئندہ روز جنگ ہوا تب یہ سردار اس کے یاوان مارے گئے کفار نہایت دلگیر ہوئے - اور قعقاع نے ویسا ہی کیا بر سر
میدان کھڑا رہ کے مبارز کرتے تھے اور کفار سپاہیوں کو جنگ کے واسطے بلاتے تھے تب دو شخص نکلے ایک کا نام فیروزان تھا
اور دوسرے کا نام بندوان - لشکر اسلام سے حارث ظبیان نے میدان پر آکے بندوان کو مار ڈالا - اور قعقاع بھی
فیروزان کو قتل کیا اس روز اہل اسلام اپنے اونٹوں کو آراستہ کر کے اور جوانمردان ہر ایک ان پر سوار ہو کے لشکر کفار
پر ویسے ہی حملے کرنے لگے جیسے پچھلے روز مجوسیوں نے ہاتیون پر سوار ہو کے عربی گھوڑوں پر حملے کئے تھے - کہتے
ہیں کہ اس روز قعقاع نے تیس حملے کئے کہ ان کے ہر حملے میں عجم کے سرداروں سے ایک شخص مارا جاتا تھا سب آخر
بزرجمہر ہمدانی مارا گیا - اس روز صبح سے دوپہر تک ایسا ہی جنگ و جدال جاری رہا اسکے بعد آرام کے لئے ایک ساعت
ہر دو فریق جنگ سے ہاتھ رکھے - جب آفتاب ڈھلا نماز ظہر سے فارغ ہو کے پھر جنگ شروع کئے - نقل ہے
کہ ابو محجن ثقفی جو عرب میں کرم اور شجاعت اور قوت و شہامت کے ساتھ بڑی شہرت رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے
جس ماڑی میں نزول فرمایا تھا وہ بھی اسی ماڑی میں مقید تھا وہ شراب پینے سے سعد نے اسکو قید کا حکم فرمایا
تھا اس روز اس ماڑی کے دریچے سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا - جب دیکھا کہ لشکر اسلام میں کچھ ضعف آیا بہت
ہی بیقرار ہو کے ایک کنیزک کو اپنی سفارش ٹھہرا کے سعد کی بی بی سلمی کے پاس روانہ کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ اب
میرے پاؤں سے زنجیر نکالدیں اور سعد کا خاص ابلق گھوڑا اور ہتھیار مجھے عنایت کریں تو ان کافروں سے ایسا جنگ
کروں کہ قیامت تک یاد رہے والا اگر زندہ رہوں پھر اسی ماڑی میں آکے یہ زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہوں
جب سلمی کو اس کی بات پر اعتماد تھا اس کے پاؤں سے زنجیر نکال کے سعد کا گھوڑا اور ہتھیار اسکے حوالے کرنیکا حکم کی
ابو محجن نے اس ابلق گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے چہرے کو پوشیدہ کر لیکے معرکے میں آیا اور بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگا کبھی
میمنہ اور کبھی میسرہ پر آگے اور پیچھے گھوڑا دوڑاتا اور ضرب تلوار سے ایک حملے میں کئی کافروں کو گراتا تھا اہل اسلام اسکو
دیکھ کے تعجب کرتے تھے کہ یہ کون مرد ہے ناگاہ جب ماڑی پر سے سعد بن وقاص کی نظر اس پر پڑی تو پوچھنے لگے کہ یہ سوار
کون ہے تو حاضروں نے عرض کی کہ ہم بھی نہیں پہچانتے ہیں - اور اس گھوڑا دوڑی میں جب ماڑی کے نزدیک پہنچا سعد تامل سے
نظر کر کے فرمایا کہ یہ گھوڑا اور یہ جوشن جو میرے نظر آتے ہیں اور یہ جوانمردی و شجاعت ابو محجن کی معلوم ہوتی ہے وہ شخص تو اس
ماڑی میں مقید ہے - غرض جب شام ہوئی ابو محجن نے ماڑی کے نزدیک آیا اور دروازے کا حلقہ مارا محافظوں نے دروازہ
کھولا ابو محجن نے مرکب سے اتر کے گھوڑا اور ہتھیار دے دیا اور قید خانے میں آکے پھر وہ زنجیر اپنے پاؤں میں ڈالی
سعد کی بی بی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج کے جنگ کی حالت کیسی تھی سعد نے فرمایا کہ اہل اسلام کی شکست قریب تھی

لاکن ایسے مین اللہ تعالی نے ایسے ایک سوار کو ظاہر کیا کہ مسلمانونکو تقویت ہوی - ان کی بی بی سنے پوچھا کہ وہ سوار کون ہے سو آپ جانتے ہو - فرمایا مین نہین جانتا ہون لاکن اسکا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے - تب ان کے بی بی نے ابو المحجن کا سب قصہ اول سے آخر تک ظاہر کیا سعد نے بہت خوش ہو کے اس کے پاس آئے اور بہت آفرین اور تحسین کی اور اسکے پاؤن سے زنجیر نکلوا دی اور فرمایا کہ پھر تجھے حد نہ مارونگا ابو المحجن نے کہنے لگا کہ مین بھی عہد کیا کہ پھر کبھی شراب نہ پیونگا اس روز مسلمانون سے ہزار شخص شہادت پا گئے اور کافرونسے دس ہزار داخل جہنم ہوے - اس روز کو اغواث کہتے ہین جب بادشاہ انجم کا بادشاہ دیار مغرب کی طرف مائل ہوا اور نورانی جہان پر ایک چادر ظلمانی کھینچ دیا یعنے جب شام ہوئی وہ پھر رات گذر گئی ہر دو لشکر تھک گئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچ کے اپنے منازل مین آکے آرام پائے اور ہر ایک لشکر کی حراست کے لئے ایک ٹکڑی مقرر کئے - کفار صبح تک اپنے ہاتیون کی درست کرنے مین مشغول رہے جب تیسرا روز آیا ہر دو لشکر تیار ہو کے صف میدان مین آئے - اہل عجم نے اپنے ہاتیون کو آراستہ کر کے ان کے دو جوق بنایا ان مین دو ہاتی بڑے شجیع تھے ایک فیل ابیض دوسرا فیل اجرب - فیل ابیض کو قعقاع اور عاصم کے اور فیل اجرب کو حمال بن مالک اسدی کے مقابل کیا - پھر جنگ شروع ہوا اس روز ایسا جدال و قتال ہوا کہ خون کی نہر جاری ہوی - **نقل** ہے کہ اس روز ابو ثور کمال شجاعت سے چو طرف گھوڑا دوڑاتے اور ایسے حملات کرتے تھے کہ ہر حملے مین کئی کافر مارے جاتے تھے اور اس وقت ایک تند باد چلنے لگا اور ایک ایسی گرد و غبار اٹھی کہ اس مین ابو ثور ناپیدا ہوے ایسے مین ان کے گھوڑے کو ایک زخم لگا وہ گرنے کے آگے انھون نے ایک جست کر کے زمین پر آگئے - اور دیکھا کہ کافرون کے لشکر سے ایک سوار چلا ہے اس کے گھوڑے کا پاؤن ایسی زور سے پکڑ لیا کہ اسکو چلنے کی طاقت نہ رہی جب اس کے سوار نے یہ حال دیکھا بہت ہی گھبرایا اور اپنی جان بچانا غنیمت سمجھا فی الحال گھوڑے سے کود پڑا اور گھوڑا چھوڑ کے اپنی راہ لی - اور ابو ثور اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے لشکر عجم مین جولان کرتے اور جنگ برپا کرتے تھے - **نقل** ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے دیکھا کہ وہ فیل ابیض و فیل اجرب سے لشکر اسلام مین بڑا ہی صدمہ پہنچ رہا ہے اور دوسرے ہر دو ہاتی کے حملے سے اہل اسلام کے گھوڑے چمک کے متفرق ہو رہے ہین - تب قعقاع اور حمال بن اسدی کے پاس پیام بھیجا کہ تم ہر دو ایک حسن تدبیر ایسی کرو کہ اول ان ہاتیون کا شر اسلام کے لشکر سے دفع ہو جاوے - تب قعقاع اور عاصم ہر دو اپنے نیزے لئے ہوے فیل ابیض کے مقابل ہوے اور حمال بن اسدی اپنے ساتھ ایک جوانمرد کو لے کے فیل اجرب کے طرف آئے - اور جو سوار و پیادے کہ ان ہر دو ہاتیون کو گھیرے ہوئے تھے لشکر اسلام سے تیر اندازون کی ایک جماعت انکی طرف متوجہ ہوی - قعقاع اور عاصم نے اپنے نیزے فیل ابیض کے

کافرون کی فوج مین ندا دے رہی تھی - اور ہاتم لذات جام حیات اپنے ہاتھ ائی ہوی کھڑی تھی اور آیت فیض اشارت

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِمْ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - لشکر اسلام مین بشارت دے رہی تھی - اتفاقاً اس روز رستم نے حکم کیا تھا کہ اپنا تخت نہر عتیق کے کنارے ایک جھاڑ کے نیچے ڈال کے اس پر سایہ بان کھڑا کرین - اسکے ملازمون نے ویسا ہی کیا اپنے بعضے خواص اور مصاحبونکو ساتھ لیا ہوا بڑے غصہ کی حالت سے بیٹھا تھا - اللہ تعالی نے اس روز ایک سخت بارا روانہ کیا لشکر عجم کو زیر و بالا کر رہا تھا - وہ سخت بارے نے رستم کے خیمے کے طنابین اور میخین جو بر سر تخت کھڑا کیا تھا زمین سے اکھیڑ کے نہر عتیق مین ڈالین - رستم نے آفتاب کی حرارت کا تاب نلا کے اٹھا چند خچر پر دینار و درہم جو لدے تھے ان کے سایہ مین پناہ لی - ایسے مین قعقاع نے دلاوران اسلام کی ایک ٹکڑی اپنے ہمراہ لئے اسپر آپہنچے - ہلال بن علقمہ نے اس خچر کے کمر بند پر ایک تلوار کا وار کیا - اس کا کمر بند کٹ کے وہ خرجی رستم پر خراد پر پڑی سو اس کی کمر ضایع ہوی رستم نے جان کی خطر سے وہان سے اٹھا اور افتان وخیزان جا کے پانی کی ایک نہر عتیق مین گرا جب ہلال نے دیکھا کہ ایک شخص تاج پہنے سمت آئے سیر رو ہرا ہوا اور جڑاو کا پٹکہ کمر سے باندھا ہوا - اور ایک جوشن زر اندود اپنے بدن مین پہنا ہوا آپ کو پانی مین ڈالا اور مصداق آیت مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا کا ہوا - ہلال نے سمجھ لیا کہ بادشاہ یہی ہے پس جلد اپنے گھوڑے سے اترنے اسکا پیچھا کیا اور اس کا پاؤن پکڑ کے پانی سے کھینچتے ہوئے باہر لایا اور کاٹ کے اپنے نیزے پر چڑھایا اور اسکے تخت پر چڑھ کے بلند آواز سے ندا کی کہ قَتَلْتُ الرُّسْتَمَ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے کعبے کے رب کی قسم ہے کہ مین نے رستم کو قتل کیا جب رستم نے مارا گیا عجم کے سپاہ کو سوا فرار کے چارا نرہا سو بے اختیار بھاگنے لگے - عرب کے بہادرون نے انکا پیچھا کر کے مارنے لگے نقل ہے کہ جب ایک مومن مجاہد کسی بھاگنے والے کافر کا پیچھا کرتا اور اس پر ایک ہانک مارتا تو وہ کافر وہین خشک کھڑا رہتا تب وہ مومن اس کے نزدیک پہنچ کے اسکو قتل کر دیتا تھا اور کبھی اسکی ہتھیار چھین لے کے اسی سے قتل کرتا - اور کبھی ایک مومن عربی دو کافر عجمی کو کھڑا کر دے کے ایک کو حکم کرتا کہ دوسرے کی گردن مارے اسطرح ایک کافر دوسرے کافر کو مار ڈالتا تھا - یہ علامات کرامات جو ظاہر ہوئین نصرت ربانی و تائید آسمانی کے سوا نہین - نقل ہے کہ جالینوس فارسیونکی ایک جماعت کثیر ہمراہ لے کے بھاگنے لگا تب لشکر اسلام سے زہرہ بن حویہ تمیمی نے تین سو سوار کے ساتھ اسکا پیچھا کر کے ملایا ہر دو مین جنگ ہوا زہرہ کی تلوار کے ضرب سے جالینوس مارا گیا اور اس کے ہتھیار و پوشاک کہ جس کی قیمت ستر ہزار درہم تھی سعد بن ابی وقاص کی خدمت مین سلے آئے انہون نے وہ زہرہ کو ہی عنایت فرمایا اور حکم کر دیا کہ جو مومن کسی شہر کو قتل کرے اس کا اسباب اسی مومن کا حصہ ہے - کہتے ہین کہ اس شکر مین دو جڑاو کی ڈہال زرار بن الخطاب کے ہاتھ آئین انھون نے اسکی قیمت نہ جان کے تیس ہزار درہم کو فروخت کیا حالانکہ

وے ہر دو ڈھال کی قیمت دو لاکھ دو ہزار درہم تھی ۔ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص کو رستم کا حال معلوم نہ ہونے سے ایک
شخص کو ہلال کے پاس روانہ کیا ۔ ہلال بھی اسکا پوشاک پہنے نکلا تھا سو ویسا ہی ایک شخص آگے پہنچے ہوئے سے آئے جب سعد کی
نظر اس پر پڑی شکر الٰہی بجا لایا اور اسکا پوشاک و ہتھیار ہلال کو ہی عنایت فرمایا ۔ کہتے ہیں کہ اسکی کمربند کی قیمت ستر ہزار
دینار اور اس کی تاج کی قیمت لاکھ دینار زرین کی تھی قلعہ قادسیہ کی فتح اسی روز ہاتھ آئی ۔ کتاب مستقصی میں لکھا ہے
کہ رستم اور جالینوس مارے جانیکے بعد کفار عجم کا لشکر بھاگ گئے لگا غازیان اسلام انکا پیچھا کر کے قتل کرتے اور زندہ پکڑتے
تھے یہان تک کہ لاکھ کافر مارے گئے اور بعضے اسیر ہوئے ۔ اور لشکر اسلام سے تین ہزار شخص شہادت پائے اور اتنا
بے شمار روپیا اور نقد و جنس مسلمانون کے ہاتھ آیا کہ جس کا شمار ہوگا نقل ہے کہ جب اہل عجم نے ہزیمت پائی ایک عرب کو
دیکھا کہ کہہ رہا تھا کہ کون ہے کہ صفرہ سرخ لیوے اور صفرہ سفید اس کے عوض میں دیوے یعنے زر سرخ جو سونے کی اقسام میں
بہتر ہے روپے سے معاوضہ کرے ۔ کہتے ہین کہ یزدجرد نے حکم کیا تھا کہ اپنی دار الامارت سے لیکر عرب و عجم کی فوجین جنگ
کرنے کی جگہ تک لوگ ایک کے بازو سے دوسرا بازو لگا کے ایک قطار کھڑی رہے جو حادثہ ہو سو دیا ہے ترتیب ایک دوسرے
کہتے تا اسیوقت لشکر کی خبر آپکو پہنچ جاوے اس لشکر کی خبر لحظہ بلحظہ اس کو پہنچتی رہتی تھی جب فارس کے بڑے بڑے
سردار مارے گئے اور لشکر عجم کے سپاہ مقتول اور مقید ہو گئے یزدجرد نہایت مضطر اور بیقرار ہو گیا ۔ نقل ہے کہ رستم
مارا جانے کے اور لشکر عجم ہزیمت پانیکے آگے ایک شخص کو جو عقل اور شجاعت میں ممتاز تھا اور اسکا نام تخارجان تھا
بلوا کے یزدجرد نے سواری دی اور بڑے دلاوروں کی ایک فوج اسکے ہمراہ دیکے رستم کی مدد پر روانہ کیا تھا آتش جنگ کی
نزدیک پاس آ کے اترا تھا ایسے میں لشکر عجم سے بھاگے ہوئے لوگ اس کے پاس آ کے اپنے لشکر کی تباہی ظاہر کئے تخارجان
اسی منزل میں توقف کر کے سب بھاگے ہوئے لوگونکو جمع کرتا تھا جب غازیان اسلام اسبات سے آگاہ ہوئے پھر اپنا
لشکر لیکے نکلے جب دیر کعب کے نزدیک آ پہنچے تخارجان اپنے لشکر کی صفین آراستہ کر کے انسے مقابلہ کیا اور بڑی جوانمردی
سے اول آپ ہی میدان میں آ کے جنگ کرنے کے لئے مسلمانونکو بلانے لگا تب زہیر بن سلیم ازدی نے مجاہدونکی صف سے
باہر آ کے کھڑے رہے تخارجان اپنے گھوڑے سے زمین پر کود پڑا زہیر نے یہ دیکھتے ہی آپ بھی پیادہ ہوئے اور ایکدوسرے
کی کمر میں ہاتھ ڈال کے ہر دو کشتی کرنے لگے ۔ تخارجان نے زہیر کو زمین پر گرایا اور ان کے سینے پر بیٹھ کے اپنی خنجر کھینچا
ایسے میں تخارجان کی انگلی زہیر کے منہ میں پڑ گئی انکو ایسا چابنے لگے کہ وہ بیتاب ہوا تب زہیر نے ایک جست کر کے
اسکی خنجر چھین لی ۔ اور اسی خنجر سے اسکا کام تمام کیا اور اسکا گھوڑا اور کمر بند اپنے تصرف میں لا کے سعد
بن ابی وقاص کے پاس حاضر کئے انھون نے وہ سب زہیر کو ہی عنایت کر کے فرمایا کہ تخارجان کا لباس تم ہی لیکے

اس کے ہاتھ ورثے پر سوار ہوا۔ لکھتے ہین کہ عرب کے جوانمردون سے جواہر کی پونچی اول جو اپنے ہاتھ مین ڈالی سو زہیر تھے
اور قیس بن جبیر نے سپاہ عجم کے میمنہ پر حملہ لا کے اس لشکر کے امیر الامرا کو جسکا نام جالنوس تھا گرایا اور غازیان
اسلام اطراف وجوانب سے کافرونکو ایسا قتل کرنے لگے کہ کفار ہزیمت کو غنیمت جان کے روبفرار ہوے اور یہان تک
کہین توقف نہ کیا۔ پھر سعد کا حکم ہوا کہ انکی مسند پہاڑی سے نیچے لا کے بچھا دین۔ پس پہاڑی کے دروازے کے پاس لا کے
بچھائے جب انہون نے نیچے آ کے اپنی مسند پر بیٹھے تب لشکر اسلام کے امرا اور سردار اور بہادران شجاعت شعار جوق جوق
آ کے تہنیت اور مبارکباد دینے لگے اور انکی تعریف وتحسین مین زبان کھولنے لگے۔ سب کے سب شکر الٰہی بجالائے۔ تب سعد
نے ایک مکتوب لکھ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین روانہ کیا اس مین حمد الٰہی ونعت ودرود جناب رسالت پناہی
کے بعد جنگ کا سب احوال اور فتح ونصرت کی بشارت ظاہر کی تھی۔ لکھتے ہین کہ یہہ فتحنامہ پہنچنے کے آگے ہی جنیون کے
خبر دینے سے بطور اجمال کے یہہ خبر مدینے مین پہنچی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ان دنون حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ عراق کی
طرف ایک فرسنگ کے قریب تشریف لیجاتے اور ادہر کے آنے والون سے مجاہدون کا حال دریافت فرماتے تھے یعنی
عادت پر ایک روز جو نکلے تھے انکی نظر ایک سوار پر پڑی دور سے پوچھنے لگے کہ مَا الْخَبَر۔ یعنے کیا خبر ہے۔ اس نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو مظفر ومنصور کیا اور کافرونکو مخذول ومقہور۔ حضرت عمر یہہ سنکے نہایت مسرور ہوے
اس شتر سوار کے ساتھ مدینے کے طرف پھر گئے۔ اثناے راہ مین جنگ کا احوال اس سے دریافت کرتے تھے اور وہ
تفصیل وار بیان کرتا تھا۔ اور اس کو خبر نہین تھی کہ یہہ پوچھنے والے کون ہین جب داخل مدینہ ہوا تب اوس کو اطلاع ہوئی
کہ یہہ حضرت عمر ہین۔ تب بہت شرمندہ ہو کے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کس لئے آپ اپنے نام سے مجھے آگاہ نفرمایا
حضرت عمر نے کہا کہ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ یعنے کچھہ خوف واندیشہ مت کر۔ پھر فتحنامہ اسکے ہاتھ سے لیکے سب لوگونکو
پڑھ سنایا۔ سب امیر وفقیر اور صغیر وکبیر نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا مین زبان کھولے اور شکریہ سجدے بجالائے۔ اور اغنیا
محتاج ومساکین کو صدقہ دئے۔ **نقل** ہے کہ قادسیہ کے جنگ مین جو اہل اسلام شہید ہوے سعد کے حکم سے
ان کے مبارک نعشون کو ایک مناسب جگہہ دفن کئے اور کفار کی پلید نعشین ویسا ہی چھوڑ دئے ان کے اجساد ناپاک
جانورون کے لقمہ ہوے۔ پھر سعد نے حکم فرمایا کہ مال وہتھیار نقد وجنس اور جانور وغیرہ جو لشکر کفار سے مسلمانون
کے ہاتھ آئے تھے جمع کرین۔ جب سب جمع کئے کافرون کے لشکر کا بڑا جھنڈا جو نہایت بیش قیمت تھا اور وہ ضرار
بن الخطاب کے ہاتھ آیا تھا ضرار نے اس کو اپنے ہی تصرف مین لانا چاہا۔ سعد نے تیس ہزار دینار اسکے عوض مین انکو دلوا کے وہ جھنڈا
غنیمت کے مال مین داخل کروایا۔ جالینوس کے ہتھیار اور پوشاک کی قیمت اس قدر زیادہ تھی کہ صحابہ نے زہرہ بن حویہ

[illegible] کو تنگ کیا [illegible] امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین تحریر کی - تب جواب آیا کہ زہرہ نے
[illegible] اس کو دین - عرض غنیمت
[illegible] لکھتے ہین - کہ لشکر کفار مین رستم کے ساتھ جیسے لاکھ ور تھے
[illegible] کو چالیس ہزار درہم مین تقسیم کرنیکا حکم کیا تو ہر ایک سوار کو ستائیس ہزار
[illegible] اور دوسرے ظروف و تحائف مسلمانون کے ہاتھ آئے جس کو
[illegible] شفاف اور براق دیکھکے حیران تھا اور کہتا کہ کون ہے اسکا
[illegible] لوگ جام طلائی جام نقرئی سے بدلا دئے - کہتے ہین کہ بھاگے ہوئے کافرون
سے تین ہزار شخص ایک مقام مین جمع ہوکے باہم مشورت کرکے یہہ تدبیر ٹھہرائے کہ ہم کو بڑی شرم آتی ہے کہ اس حالت سے
کسریٰ کے پاس جاوین - اور اس کو منہہ دکھلاوین - بہتر یہی ہے کہ پھر لشکر عرب کا مقابلہ کرکے بدلہ لین یا مارے جاوین جب
یہہ خبر سعد کو پہنچی اپنے لشکر سے دس ہزار شجیعونکو اختیار کرکے روانہ فرمایا - ان مجاہدونکی مڈبھیڑ جب اُن کافرون سے جا پہنچی
ہر دو لشکر مین مقابلہ ہوا اللہ تعالے نے مسلمانونکی ایسی تائید کی کہ غازیون کے ایک ہی حملے سے کفار کے پاؤن اُکھڑ
گئے ان کی ایک جماعت کثیر تہ تیغ ہوی - اور ایک ہزیمت کو غنیمت جانکے فرار ہوی اور باقی کفار اسیر - لشکر اسلام
کے سردارون نے انکے ہاتھ گردن پر باندھکے غنیمت کے مال کے ساتھ سعد کے حضور مین انکو لے آیا - انہو ن نے
اس مال کا بھی خمس نکال کے اگلے مال کے خمس کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ کیا - بار اول وہ سوار جو فتح نامہ لے کے
آیا تھا ابھی لوگ امیر المومنین فاروق اعظم کے حضور مین آکے تہنیت اور مبارکبادی ادا کر رہے تھے اور خوشی گناتے اور شکر الٰہی
بجالاتے تھے بحکم آیت پر بشارت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کے انہین دنون دوسرے قاصد نے غنیمت کا
بہت سا مال و منال اور قلعہ قادسیہ کے خزانے سے جو خمس نکالا گیا تھا اپنے ہمراہ لے کے مدینہ آیا سب اہل اسلام
کو خوشی پر خوشی حاصل ہوئی - امیر المومنین عمر فاروق نے شکر ایزدی بجالایا اور وہ مال کثیر مہاجرین و انصار کے فقرا
و مساکین پر خرچ کیا - اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے بڑی آفرین و تحسین کے ساتھ ایک مکتوب روانہ فرمایا اور
حکم کیا کہ لشکر اسلام کے آرام کے لئے قادسیہ مین توقف کرین جب تک ہمارا دوسرا حکم نامہ نہ پہنچے تب تک مداین
کا قصد نہ کرین - اور اسی سال امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ عتبہ صحابی کو حکم کیا کہ ابلہ کے طرف جاوے اور دریائے
فرات کے کنارے ایک شہر بنا کرے - اس کا سبب یہہ ہوا کہ اس نواح مین ایک جگہہ تھی کہ اسکو عمان کہتے تھے - عجم
کے لوگ اس طرف سے ہند کی سرزمین مین آمد و شد کر سکتے تھے - سو حضرت عمر کے دل مین یہہ بات آئی کہ کہین عجم کے

لوگ ہند والون کے پاس جاکے مدد طلب نکرین - اسواسطے چاہا کہ وہان ایسا ایک شہر بنا کرین کہ ان کے آمد و شد کی راہ بند ہو جاوے - اور سپاہ اسلام جو اس نواح مین منتشر ہین اُنکے لئے ایک ملجا ہووے - غرض عتبہ نے موافق حکم کے وہان جاکے عاقلون اور دانشمندون کی اعانت سے وہ شہر بنا کیا سو تین سال کے عرصے مین تمام ہوا اسکا نام بصرہ رکھا گیا اسکا وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اس شہر کی بنا ایسی جگہہ مین واقع ہوی کہ اسکے اطراف سنگ لاخ ہی عرب اسکو بصرہ کہتے ہین جب اس کی تعمیر سے فراغت حاصل ہوی - لوگون نے یہہ خبر سنکے اطراف واکناف سے آکے وہین سکونت اختیار کی اور اس شہر مین معاملے کا بازار بہت ہی گرم ہوا - انواع کی نقد وجنس آنے لگی لوگونکی بڑی کثرت ہوی - تھوڑے عرصے مین ایک بڑا ہی شہر ہو گیا عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو وہان کی امارت دیکے آپ مدینہ کی طرف مراجعت کی - تب امیرالمومنین فاروق اعظم نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کی حکومت دیکے روانہ کیا - مغیرہ ایک مدت تک وہان کی حکم رانی پر سرگرم رہے ایسے مین بصرے کے بعضے اہل غرض لوگون نے ان پر زنا کی تہمت باندہی - اور حضرت عمر کی خدمت مین لکھ بھیجا دریافت ہوی اور وہ لوگ شرع شریف کے موافق ان پر زنا ثابت نہ کر سکے امیرالمومنین نے انپر حد قذف جاری کی ہرچند وہ فعل شنیع مغیرہ پر ثابت نہ ہوا - فاروق اعظم کی فراست بھی انکی پاکی پر حکم کی لاکن جب عدالت کا نام ان سے اٹھ گیا بحکم اتقوا مواضع التہم حضرت کی صلابت اور معدلت یہہ بات چاہی کہ انکو معزول کر دین پس مغیرہ کو معزول کرکے ابوموسی اشعری کو جو مشاہیر صحابہ سے تھے ان کی جاے پر نصب فرمایا اور اسی سال شہر حمص اور قیسریہ اور انطاکیہ اور حلب وغیرہ کی فتح ہوی - اور مرج الروم کا واقعہ بھی اسی سال مین ہی اس واقعہ کی شرح یہہ ہے کہ جب ابوعبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے سقل کے مہمات سے فارغ ہوے شہر حمص کے طرف توجہ لائی جب انکے کوچ کی خبر ہرقل کو پہنچی بطارقہ روم سے ایک شخص کے ساتھ کہ جسکا نام نودر تھا - سوار اور پیادونکی ایک فوج دیکر ان کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا - اور امراے روم دوسرے کے ساتھ کہ جس کا نام سنس تھا ویسا ہی ایک لشکر دیکے اسکی مدد پر بھیجا پس نودر مرج الروم کے مقام مین پہنچ کے اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا - بعد ان ابوعبیدہ وہان پہنچے اتفاقاً سنس بھی اسی روز وہان آکے اترا تھا پس ابوعبیدہ سنس کے مقابل اور خالد نودر کے مقابل لشکر گاہ ٹھہراے - نودر کی عقل ناقص مین یہہ بات آئی کہ خالد کو پیچھے چھوڑ دیکے شام کے طرف توجہ لاو - اور اس نواح کو اہل اسلام کے قبضے سے نکال لے اور یہہ خیال کیا تھا کہ خالد اور ابوعبیدہ کے ہر دو فوجین سنس سے لپسر نہ آسکین گے پیچھا کرنا تو کہان اِذَا جَاءَ القَضٰی عَمِیَ البَصَر اسیواسطے اس نے خالد کی طرف پیٹھ کرکے شام کی طرف منہ کا لا کیا تھا - اور یہہ نہین سوچا کہ اسکی عمر کا آفتاب شام کے مغرب فنا مین ڈوب جائیگا جب اس نے ایک منزل طی کیا یزید بن ابی سفیان جو والی دمشق تھا اہل اسلام کا ایک لشکر

ہمراہ لے گئے تھا۔ جب شام سے راہ مین ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا۔ ایسے مین ناگاہ خالد بھی اپنی فوج لیکے اوپر پہنچا گیا۔ اہل اسلام کے ہر دو لشکر کے درمیان تودر تیر گیا حیران و پریشان ہوا پس ہر دو طرف سے غازیان اسلام اینا جنگ کئے کہ کفار نابکار سے ایک نفر بھی باقی نہ رہا سب واصل جہنم ہو گئے۔ پھر خالد وہان سے لوٹ کر ابو عبیدہ کے ساتھ جا ملے۔ اور ہر دو متفق ہو کے بعلبک کے ساتھ مقابلہ کیا بڑا ہی جنگ ہوا آخر فتح و نصرت لشکر اسلام کو نصیب ہوئی اور بطریق گھوڑے سے گر کے پیادہ ہوا اور اسکے لشکر کی ایک جماعت کثیر داخل جہنم ہوئی۔ اور ابو عبیدہ خالد کی رفاقت سے حمص کی طرف روانہ ہوئے۔ اگرچہ شہر حمص کی تسخیر فتح مداین کے بعد ہوا لیکن بعضے وقایع فتح مداین سے آگے ہو گئیں اپنے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اہل تاریخ فتح حمص کا ذکر مقدم رکھتے ہیں چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ فتح حمص نقل ہے کہ جب مداین کی فتح ہوئی حمص والون نے اپنے قلعے کا بندوبست کر کے قیصر روم کے پاس ایک عریضہ روانہ کیا اور اس سے مدد چاہی۔ کہتے ہیں کہ جب خالد اور ابو عبیدہ حمص کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر انکو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور ایک بطریق کو حکم کیا کہ جلد حمص کو جا پہنچے۔ اور آپ شہر رہا کی طرف آیا۔ اور اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا۔ ابو عبیدہ اور خالد جب آ کے حمص کے باہر نزول کئے اسکا حاکم نے باوجود کبر و نخوت کے نہایت ترسان و لرزان ہوا۔ اور بوم شوم کے مانند اپنے آشیانہ مین گھس جا کے قدم باہر نہ رکھا اور شہر کے دروازونکو بند کروا دیا اور اپنی جبن اور نامردی کو لوگون کی نظر مین حزم و احتیاط کی صورت پر بنلایا اور کہنے لگا کہ ابھی سردی کا موسم ہے لشکر عرب کو اس ملک مین ٹھہرنے کی طاقت نہین کیونکہ انہین اکثر لوگ برہنہ پا ہین اگر یہ محاصرہ کر کے میدان مین رہین سردی کی شدت سے ان کے پاؤن ساق تک شل ہو جاینگے آخر تنگ آ کے اس ملک سے نکل جاینگے۔ لاکن اس احمق نے یہ نہ سمجھا

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنے جس کا کاروبار اللہ ہی کے واسطے ہو اسکے سرانجام کار کے واسطے اللہ تعالی کفیل ہے اللہ تعالی کا فضل مسلمانونکو اسطرح پر گھیر لیا کہ کسی کی انگلی کو بھی کچھ آسیب نہ پہنچا۔ اور بہت سے رومیون کے پاؤن سردی کی شدت سے ضایع ہوے حالانکہ وہ انہین کا ملک تھا۔ کہتے ہین کہ محاصرے کے ایام مین حمص کے بعضے اوباشون نے اپنے حاکم کے ساتھ سختی سے پیش آیا اور مسلمانون کی قتال پر غیرت دلائی۔ اسنے لاعلاج ہوا آخر سوار و پیادونکی ایک فوج لے کے نکلا لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے شکست فاحش پائی سوائے فرار کے چارہ نہ رہا کئی بار ایسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ہر روز ہرقل کے پاس ایلچیان اور افواج تائید کی نوید پہنچاتے تھے۔ اور اہل جزائر کو خطوط لکھا تھا کہ سب اتفاق کر کے حمص والونکی مدد پر جلد جا پہنچین وے ویسا ہی جمع ہو کے حمص کے طرف متوجہ ہوے۔ اور انہین دنون سعد بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو اس نواح مین ہر طرف منتشر کیا تھا تا غارت کرین۔ جب اس لشکر کی چند ٹکریون نے جزایر کا قصد کیا وے جزایر والون نے جو حمص کی طرف روانہ ہوئے تھے

یہہ خبر سنتے ہی حمص والونکی مدد سے اپنے اہل و عیال اور زر و مال کی محافظت کو مقدم جان کے اثناے راہ سے مراجعت
کی - روم والون سے ایک پیر مرد نے جو حمص مین رہتا تھا شفقت کی راہ سے حمص والونکو نصیحت کی کہ اہل اسلام سے مصالحت
کر لین - اور جنگ نہ کرین لاکن انہون نے اسکی بات نہ مانی - پھر بھی قتال کا ارادہ کیا غازیان اسلام بھی تیار ہو کے نکلے اور
قلعے کے نزدیک آکے ایکبار تکبیر کہی حمص والون کے عمارات مین زلزلہ عظیم پڑ گیا - اور بہت سے عمارتین ڈہل گیئن اور دیوارین
گر پڑین - جب دوسری بار تکبیر کہی پہلی حالت سے ایک سخت حالت ظاہر ہوی مسلمانونکا بڑا ہی خوف اور رعب ان پر غالب
ہوا اسوا لئے امان چاہی - اور انپر جو حادثہ گذر رہا تھا مسلمانونکو اسکی خبر نہین تھی - اور محاصرے کے ایام مین بہت مشقت
بھی کھینچی تھی - اور ایک روایت مین آیا ہی کہ تیسری تکبیر کی آواز پر شہر کی بعضے دیوارین بھی منہدم ہوئین - پس دمشقیون سے
جیسی صلح ہوی تھی ویسی ہی صلح کی - مصالحت کے بدلے مین جو کثیر مال ہمدست ہوا ابو عبیدہ اسکا خمس نکال کے مع فتح نامہ
عبد اللہ بن مسعود کے ہمراہ امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت مین روانہ کیا - اور قبائل عرب سے ایک جماعت کو وہانکی سکونت
پر حکم کر کے آپ منتظر تھے کہ امیر المومنین کیطرف سے کیا حکم آتا ہی تا اسکے عمل پیرا ہون - ایسے مین ایک حکم نامہ اس مضمون کا شرف
صدور پایا کہ تم وہین رہو - اور اطراف شام سے اچھے شجیعون اور جوانمردونکو طلب کرو - جب ایک لشکر فراہم آوے اس
نواح کے بڑے شہرون اور قلعون کی تسخیر پر کمر باندہو - اور خاطر جمع رہو کہ تمہاری مدد پر فوجین روانہ کرنے مین ہرگز
قصور نکرونگا - جب یہہ نامہ نامی موصول ہوا ابو عبیدہ نے اسی حکم کے مطابق ایک لشکر جمع ہونے کے بعد عبادہ بن صامت
کو جو حضرت کے صحابہ سے تھے حمص کی حکومت پر مقرر کر کے آپ حمی کے طرف کوچ کیا - اور اس نواح کو بھی صلح کی طور پر فتح
کیا - اس شرط سے کہ ہر شخص ایک مبلغ معین ہر سال جزئے کے طور پر پہنچایا کرے اور ان کے باغات اور زراعت کی زمین پر
خراج بھی مقرر فرمایا - پھر وہان سے شہر شیزر کی طرف آئے اور اس کو بھی اسیطرح بدا اپنے قبضہ تصرف مین لاکے وہان سے
معرۂ حمص کی طرف مراجعت کی - اب اس شہر کو معرۃ النعمان کہتے ہین کیونکہ نعمان بن بشیر کو وہانکی حکومت تھی سوا اس
شہر کو بھی اسیطرح فتح کر کے وہانسے لاذقیہ کی طرف متوجہ ہوے اور اس شہر کے رہنے والون نے لشکر اسلام پر شہر کا دروازہ
بند کر دیا اس شہر کا دروازہ ایسا بلند اور بڑا تھا کہ اسکے بند کرنے اور کھولنے کے لئے ایک جماعت کثیر کی اعانت ضرور تھی ایک دو
آدمی سے ہو نہین سکتا تھا غازیان اسلام جب اس حال سے واقف ہوے ایک ایسے مقام پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرایے کہ اس دروازے
سے دور واقع تھا - ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ اپنے لشکر کے گرداگرد ایک ایسی عمیق خندق کھود دین کہ اسمین سوار کھڑا رہا تو ہرگز
ظاہر نہووے - جب ایسی خندق تیار ہو چکی اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ کے موافق عمل کر کے جدہر سے آئے تھے وہی راہ لی جب تھوڑی
راہ طی ہوی نزول کیا جب شام ہوی اور شہر کے لوگ سو گئے وہان سے مراجعت کر کے اس خندق مین داخل ہو علی الصباح اس

شہر والون نے دروازہ کھولدیا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے کام کے لئے روانہ ہوا - ناگاہ غازیان اسلام اس خندق سے نکل کے داخل شہر ہوے اور اس شہر کو سبزآ و تھرآ اپنے تصرف مین لایا نصارا ایک قوم جو اس شہر مین سکونت رکھتی تھی بھاگ گئی اور روم کا قصد کیا پھر پشیمان ہو کے اپنا دل وطن سے اٹھا نہ سکے آخر ناچار لوٹ آ کے صلح کئے اس شرط پر کہ اپنے اپنے باغات اور زمین آپ پر چھوڑ دیں اور اپنے کلیسونکو نہ توڑین اور ہر سال آپسے جزیہ لیا کرین - اہل اسلام صلح قبول کئے پھر عبادہ بن صامت کی سعی و اہتمام سے اس شہر مین ایک مسجد بنا ہوی - اور روم کی نصارا کی ایک جماعت جو وہان کی سکونت اختیار کی تھی جزیہ دینے پر راضی نہوی اسواسطے ایک گروہ مقتول ہوی اور دوسری گروہ فرار ہوی ابو عبیدہ نے جب وہان کے بند وبست سے فارغ ہوے خالد بن ولید کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے قنسرین کے طرف بھیجا اثناے راہ مین روم کا ایک لشکر ملا اسکا سردار میناس تھا روم کے بڑے لوگون مین وہ مشہور تھا - اور ہرقل بھی اسی سفر مین مین تھا بالفور ہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا لشکر کفار کا سردار اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے - اور باقی اہل لشکر منہزم ہوے پھر خالد مظفر و منصور وہان سے آگے بڑہے شہر قنسرین کے دروازے پر آکے لشکر گاہ ٹھہرایا - جب وہان کے لوگ یہہ حال دیکھے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دئے خالد نے اس شہر کے دروازے کے پاس بلندی پر چڑھ کے اس شہر کے سردارونکو بلوا کے کلام کیا اور فرمایا کہ تم کب تک دروازہ بند رکھوگے ہم کو اللہ تعالی کے کرم سے امید قوی ہے کہ بہر صورت ہم کو آتشی شعلے کے مانند تمہارے درمیان پہنچا دیگا یا تم کو ابر باران کے مانند ہمارے تک لادیگا - یہہ بات سنتے ہی وے گھبرا گئے اور کہے کہ جیسا حمص والون کے ساتھ مصالحت واقع ہوی ویسی ہی صلح کرے - خالد ویسی صلح پر راضی نہوے - اور کہا کہ تمہارے قلعے اور معابد و راہبون کے کلیسے گرادیوینگے اس شہر کے لوگ عاجز اور لاعلاج ہو کے یہہ بات بھی قبول کر کے صلح کئے - پھر خالد نے وہان کے سب مہمات سے فارغ ہو کے ابو عبیدہ کی صوابدید سے لشکر کے ٹھٹے مین تھے کہ رہا کی طرف ہرقل پر جا پہنچین - جب یہہ خبر ہرقل کو پہنچی نہایت خوف کھایا اور شہر رہا سے نکل کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا - ام جب شمیساط پر پہنچا چند روز وہین لشکر گاہ ٹھہرایا اور اہل اسلام کے اخلاق و حالات دریافت کیا - لوگون نے کہا کہ محمدیون کی حالت یہہ ہے کہ تمام روز باہتھیار ہو کے میدان شجاعت مین قدم رکھتے ہین اور جنگ و جدال مین داد جوانمردی کی دیتے ہین - اور جب شب آتی ہے محراب عبادت مین آکے قیام کرتے ہین بحکم حدیث رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر کے توکل کا درع پہنے ہوے ہمت کا عمامہ باندھے ہوے اور یقین کا خود اپنے سر پر دہرے ہوے - محراب عبادت مین آکے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہین - جب مجاہدی کے مقام مین ثابت قدم ہوتے ہین تو مشاہدے کے ابواب ابواب انپر کھلتے ہین تب انبیا و اولیا کی ارواح طیبہ سے توسل کر کے ان بیتون سے مخاطب ہوتے ہین ؎ ای شہان کشتیم

ما کشتیم خصم برون ماند خصمی زو بتر در اندرون کشتن این کار عقل و ہوش نیست شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست چونکہ
واگشتم ز پیکار برون روی آوردم بہ پیکار درون قد رجعنا من جہاد الاصغریم با نبی اندر جہاد اکبریم قوت از حق
خواہیم و توفیق و لاف تا بسوزن برکنیم این کوہ قاف سہل شیری دان کہ صفہا بشکند شیر آن باشد کہ خود را بشکند
ہرقل سنکے کہنے لگا کہ خیر الکلام مطابق واقع کے ہے تو قریب ہے کہ وے لوگ یہ زمین جو میرے پیرون کے نیچے ہے لے لیوین
پھر سفر کیا کرکے قسطنطنیہ کا قصد کیا۔ روانہ ہوتے ہنگام کو واسطے شام کے کہنے لگا السَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اَرْضَ سُوْرِیَّۃَ السَّلَامُ
عَلَیْكِ اَیَّتُہَا الْبِلَادُ سَلَامٌ لَا اجْتِمَاعَ بَعْدَہٗ وَلَا یَعُوْدُ اِلَیْكِ رُوْمِیٌّ اَبَدًا اِلَّا خَائِفًا
جب قسطنطنیہ مین آیا اسکو دار السلطنت ٹھہرایا۔ اور شام کے جتنے بلاد بحر روم کے قریب واقع تھے جیسے اجنادین
اور حمص و حماہ اور انطاکیہ وغیرہ کو مستحکم کیا۔ اور ہر ایک جگہ کی محافظت کے لئے ایک لشکر مقرر کیا۔ ابو عبیدہ نے قریب قنسرین
جانب کے شہر حلب کا محاصرہ کیا۔ اس شہر کے لوگ امان طلب کرکے صلح کئے۔ اس صلح کے بعد پھر ابو عبیدہ انطاکیہ کی
طرف جاکے شہر کے باہر لشکرگاہ ٹھہرایا۔ جب اس شہر مین بڑا لشکر فراہم آیا تھا وہان کے لوگ غرہ کرکے جدال و قتال کے
ارادے سے نکلے بعونہ تعالی لشکر اسلام غالب آیا۔ تب کفار نے بیتاب ہوکے داخل شہر ہوئے اور دروازہ بند کر لئے اور امید
رکھتے تھے کہ ہرقل کی طرف سے مدد پہنچیگی آخر جب اس سے بھی مایوس ہوئے صلح طلب کئے۔ ابو عبیدہ نے چند شرطین
ٹھہرائین اور فرمایا کہ جس نے اسکو قبول کرے شہر مین رہے والا جلا وطن اختیار کرے۔ پس ایک طائفہ جلا وطنی اختیار کیا اور دوسرا
گروہ وے شرطین قبول کرکے سکونت اختیار کی پس ابو عبیدہ نے حضرت عمر کے حکم پر لشکر انطاکیہ سے ایک جماعت کو وہان
ساکن کرکے انکو تحفہ جات اور انعامات مقرر فرمایا۔ اور پیاپے بھیجا کرتے تھے۔ اور امیر المومنین عمر فاروق کے حکم پر معاویہ کو ساتھ
پانچہزار سوار جرار دیکے قیساریہ کی طرف قسقار پر جو ہرقل کے جانب سے وہانکی سرداری رکھتا تھا روانہ کیا حالانکہ اس قسقار
کے لشکر مین پچاس ہزار مرد تھے اس کے سوائے انطاکیہ اور اسکے اطراف و نواحی سے بھی بہت سے لوگ آکے اس لشکر کے
ساتھ ملحق ہوئے۔ پس اللہ تعالی کی تائید سے وہ جماعت قلیل اس لشکر کثیر پر غالب آئی۔ اکثر کفار مارے گئے اور باقی ہزیمت پائے
اور معاویہ نے قیساریہ کی سرداری پر قیام کیا۔ پھر ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص کو ارطیون پر جو ہرقل کی طرف سے اجنادین کا حاکم تھا
روانہ کیا۔ ارطیون روم کی لغت مین زیرک اور عاقل کو کہتے ہین۔ جب اس نے بڑی عقل اور دانائی رکھتا تھا اس کو ارطیون کہتے تھے
جب عمرو بن العاص عرب کے بڑے عاقلون سے تھے انہین کو ارطیون کے غنیم ٹھہرایا جب لشکر اسلام اجنادین پہنچا ارطیون بھی
ایک لشکر کثیر لیا ہوا شہر سے باہر گیا پھر دو لشکر مین بڑا جنگ واقع ہوا کافرونکو شکست فاحش ہوئی اور ارطیون بھاگ کے
بیت المقدس مین جاکے پناہ لیا۔ نقل ہے کہ قیصر کے بعضے اسیرون نے جب حمص کے جنگ سے رو گردان ہوکے انطاکیہ ہوکے

ان سے تخیتہ فتح حمص کی خبر پہنچی اس واقعہ کے سننے سے شمر الفظا کیہ باوجود اس کشایش اور وسعت کے ہرقل کی نظر
مین حلقہ میم سے تنگ نظر آنے لگا - اپنے امیرونکو زجر و ملامت کر کے کہنے لگا کہ کہو کہ اعراب تم سے کیسے ہی آدم ہین یا
پہلے رتو کہ کہ ہان ہم قوم ہین - پھر پوچھا کہ زور و شوکت تمہاری زیادہ ہے یا انکی - وے کہنے لگے ہماری - ہرقل نے کہنے لگا
باوجود اس کے تم جو انسے بھاگتے ہین اور مقابلہ کر نہین سکتے ہو اس سے مین بہت عجب کرتا ہون یہہ بات سنکے پشیمان
ہو نکے کمال ندامت سے سر جھکا لئے - لاتے ہین کہ جب ہرقل نے ولایت شام چھوڑ دینے کے قسطنطنیہ کا عزم کیا - ان سے
سرداروں سے ایک بوڑھے نے رستہ کہنے لگا کہ تیرے اور عرب کے درمیان بے خبر جنگ ہونے کے تمام ملک مفت انکے
چھوڑ دینا سزاوار نہین بلکہ آئین سلطنت مین برا ننگ ہے - اب تدبیر یہی ہے کہ جو ملک تیرے تصرف مین ہین ہر ایک کے
سرداروں اور والیون کو بلا کر ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے عرب پر بھیج دانش نیک گار ہے اگر انپر فتح پاویں تو مراد اگر نہ
لشکر منظر سے ہو اپنا انتظام درست تیار شام تو انپر چھوڑ دینا اس صورت مین تیری عقل پر کچھ حرف نہ آویگا اور آئیندہ قوموں کے پاس تو
معذور ہو ویگا - اس بوڑھے کی نصیحت ہرقل کو پسند آئی بلاشبہہ قبول کیا اور کے مالک سرداروں سے تین سردار بڑے
مشہور اور نامدار تھے پہلا ماہان دوسرا قنطار تیسرا دریجان ان تینوں کو بھی بلوا کے ہر ایک کو سلاح کثیر اور خیمہ و تاج مکلل
انعام دیا ہر ایک کو لاکھ مرد کا امیر ٹھہرایا - اور تینوں لشکر کی امارت ماہان کو دیکے اہل اسلام پر روانہ کیا - جب یہہ خبر ابو عبیدہ
کو پہنچی اسیوقت لشکر اسلام کے امیروں و سرداروں کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب تمام جمع ہوئے اصحاب مین اس مشورت کی
ہر شخص کے خاطر مین جو بات آئی اور مناسب سمجھا ظاہر کیا - یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری رائے مین یہہ بات آتی ہے کہ شام
کا ملک جو ہمارے تصرف مین آچکا ہے اور اسلام کے فوجین جو اس کے اطراف و نواحی مین منتشر ہین ان سب کو خطوط اس مضمون
کے روانہ کرین کہ وے سب جمع ہو کے ہمارے پاس آوین اور ہم سب اپنے اہل و عیال کو شہر حمص مین چھوڑ کے دشمن کا مقابلہ
کرین شرجیل بن حسنہ نے کہا کہ اگرچہ یہہ رائے مسلمانوں کی بھلائی مین تو نے ظاہر کی ہے لاکن مین مناسب نہین جانتا
ہون کیونکہ حمص والوں کو رومیون کے ساتھ دین و ملت مین موافقت ہے - اور ہمارے ساتھ مخالفت اس صورت مین احتمال
کا بڑا خطرہ ہے کہ وے رومیون کے ساتھ مل جا کے عہد شکنی کرین گے اور ہمارے زن و اطفال کو پکڑ کے انکے حوالے
کر دین گے جب ضرورت کے سبب وے ہمارے ساتھ صلح کئے ہین سو انپر چندان اعتماد نہ کیا چاہئے - ابو عبیدہ کہنے لگے
کہ حمص والونکو یہہ طاقت نہین کہ ہمارے ساتھ ایسا غدر کرین کیونکہ ہماری قوت و شجاعت سے واقف ہین - اور ہمارا خوف ان کے دلین
غالب ہے - لاکن جب تم نے اسکا اندیشہ تبلایا حزم و احتیاط کی رعایت کرتے البتہ اسکو قبول کیا چاہئے - اب
مصلحت اسی مین ہے کہ حمص والونکو ان کے گھروں سے نکالدین - اور ہمارے اہل و عیال کو انہین کے مکانات مین رکھین

اور مسلمانونکی ایک فوج کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے ان کے پاس چھوڑ دین۔ شرحبیل نے کہا کہ حمص والون کے ساتھ ہم نے
عہد کیا ہی کہ ان کے وطن مالوف سے نہ نکالین پھر اب کس طرح عہد توڑین حالانکہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی کریمہ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُلًا اور حدیث شریف مین آیا ہی لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ میری رای مین یہہ
بات آتی ہی کہ ہم یہین رہین اور امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت مین لکھکے اس حال سے اطلاع دین تا ہمارے لئے مدد
روانہ فرماوین۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فرصت نہایت تنگ ہی ہمارا قاصد مدینے پہنچے تک دشمن سر پر پہنچتا ہی۔ میسرہ بن مسروق
نے کہا کہ صلاح اتنا ہی ہے کہ ہم شہر حمص کو چھوڑ دیکے دمشق کے طرف جاوین کیونکہ حمص والون سے زیادہ اعتماد ہم کو دمشق
والون پر ہے۔ اور وہان سے امیر المومنین کو خبر دین تا مدد روانہ کرین۔ اور ہم جنگی سامان کے مہیا کرنے اور لشکر جمع
کرنے مین مشغول ہین۔ اگر لشکر روم پہنچنے سے آگے مدینہ سے مدد آجاوے فبہا ورنا جو لشکر کہ جمع آیا ہو اسکو لیکے توکلا
علی اللہ دشمن سے مقابلہ کرین۔ ابو عبیدہ اور سب صحابہ اس رای کو قبول کئے اور کہے کہ اسسے بہتر تدبیر نہین ہے سب
اسی پر اتفاق کئے۔ اور ابو عبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہرقل نے ایک ایسا لشکر انبوہ
جمع کیا ہی کہ ویسا بڑا لشکر ذوالقرنین کے سوائے کسی بادشاہ کے نزدیک فراہم آیا تھا۔ تین لاکھ سوار و پیادون کو بڑی شوکت
و ابہت کے ساتھ ہم پر روانہ کیا ہی۔ اور ہم سب مشورت کے بعد ایک بات پر اتفاق کئے ہین سو ہمارا قاصد عرض کریگا والسلام
یہہ نامہ سفیان بن معقل ازدی کے ہاتھ دے کے مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ نے دوسرے روز دمشق کے طرف
مراجعت کی جب سفیان مدینہ پہنچا اور ابو عبیدہ کا نامہ امیر المومنین کی خدمت مین پہنچایا۔ جناب خلافت مآب نے وہ مکتوب
ملاحظہ فرماکے لشکر دشمن کا احوال دریافت فرمایا سفیان نے جو جانتا تھا بیان کرنے لگا۔ اور ابو عبیدہ شہر حمص سے
لشکر اسلام اپنے ہمراہ لے کے جو دمشق کے طرف روانہ ہوے یہہ مذکور بیان کرتے ہی حضرت عمر کے چہرے پر کراہت
کے آثار ظاہر ہوے۔ پس ابو عبیدہ کے مکتوب کا جواب ایسا لکھا کہ تمہارے قاصد کے اظہار سے حقیقت معلوم ہوی شہر حمص کو
چھوڑ دیکے دمشق کے طرف روانہ ہونا مناسب نہین تھا۔ کیونکہ اللہ تعالی نے ایک شہر نعمتونکا بہرا ہوا اور قلعہ محکم مسلمانوں
کو دیا تھا اسسبب اسکو چھوڑ دینا سزاوار نہین تھا۔ لاکن جب اس لشکر کے اہل حل و عقد کی اتفاق سے یہہ کام وقوع مین
آیا امید قوی ہے کہ اللہ تعالی اسکا انجام خیر کرے۔ تمکو چاہئے کہ دشمنونکی کثرت لشکر کا اندیشہ نکرین۔ فتح و نصرت لشکر کی
کثرت اور تدبیر انسانی پر نہین۔ بلکہ تائید ربانی سے ہوا کرتی ہی ع بخت و دولت بکاردانی نیست جز بتائید
آسمانی نیست ۔ چاہئے کہ اپنے دل کو خلق سے منقطع کر دین۔ تائید الہی پر تکیہ کرین تا حق سبحانہ تعالی شانہ سب مہمات پر
کفایت کرے اور تمام مقاصد بر لاوے۔ سفیان بن معقل نے امیر المومنین کا نامہ نامی لیکے روانہ ہوا۔ جب دمشق پہنچا

ابو عبیدہ کی حضور مین پہنچا دیا تب ان کے ساتھ سینتیس ہزار مجاہد جمع آ گئے تھے پھر مدینہ سے انکی مدد دینے کو تین ہزار غازی
آ پہنچے اربعین کا عدد کامل ہوا اور ماہان بھی حمص سے ایسا ایک لشکر انبوہ پر شکوہ لے کر نکلا کہ جنگل اور دریا ان کو [illegible]
نہین سما سکتا تھا انکی کثرت سے وہ سرزمین تنگ آ گئی تھی - ساحل کے پاس یرموک کے میدان مین جب دونون لشکر [illegible]
مین ایسا جنگ عظیم واقع ہوا کہ زبان قلم اسکے بیان سے عاجز ہے - خالد بن ولید نے اس روز ایسی جوانمردی کی داد دی کہ کبھی
چشم زمانہ نے دیکھا نہین - نصرانیون پر ایسی تیغ رانی کی کہ ساتھ تلوار اس یگانہ روزگار کے ہاتھ مین ٹوٹ گئین آخر خداوند تعالی
نے مسلمانون پر غالب آیا امداد ربانی و نصرت آسمانی سے فتح و نصرت پائی لشکر کفار سے ستر ہزار شخص مقتول ہو کے خاک
و خون مین غلطان تھے - اور بعضے نصاری الفرار یرموک مین غرق ہوئے - اور بہت سا [illegible] مقہور شکست پایا کہ انکا [illegible]
آپکو ہرقل کے پاس پہنچایا - بہت سے غنیمت اور سبایا مسلمانون کے ہاتھ آئین کریمہ الحمد للہ الذی اذھب
عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور ہر ایک کے ورد زبان رہی - کمال خوشی و خاطر جمعی سے تقسیم غنائم سے فارغ
ہو کے فتحنامہ مع خمس غنیمت مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا - بعضے مورخون نے یہ واقعہ اخیر خلافت صدیق اکبر مین مذکور کیا ہے
لاکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ جنگ فاروق اعظم کی خلافت مین واقع ہوا - اور محققون نے یہ تطبیق دی ہے کہ موضع یرموک مین
دو بار جنگ ہوا بار اول صدیق اکبر کی اخیر خلافت مین بار ثانی عمر فاروق کے عہد مین واللہ اعلم

پہنچنا ماہان کا شہر حمص مین

نقل ہے کہ ماہان نے ایک لاکھ سپاہ کا لشکر اپنے ہمراہ لے کر انطاکیہ سے نکلا [illegible] بہت جلدی کر کے
حمص پر پہنچا حمص والون نے جو اہل اسلام سے صلح کی تھی انکو سرزنش کی [illegible] لوگ جواب معقول [illegible]
ماہان حمص سے آگے روانہ ہو کے [illegible] مین اترا اور [illegible] جگہ کو مناسب جانکے اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا - اور تین امیر
اسکی اعانت کے لئے مقرر ہوئے تھے وے بھی اسکے پیچھے آ کے ملحق ہوئے - جب مسلمانونکو [illegible] خبر [illegible] پریشان خاطر
ہوئے - ابو عبیدہ نے ایک نامہ لکھ کے ایک پیک تیز رفتار کے ہاتھ سے مدینے کی طرف روانہ کیا وہ نامہ کفار کی کثرت
و شوکت اور مسلمانون کی ضعف و قلت پر متضمن تھا وہ قاصد بہت جلدی [illegible] امیر المومنین کی خدمت مین جا پہنچا فاروق
اعظم نے جب وہ مکتوب ملاحظہ کیا اسکے جواب مین کلمات دلپذیر تحریر فرمائین اور ابو عبیدہ کو [illegible] جنگ پر بہت تحریص
دی اور قاصد کو فرمایا کہ ابو عبیدہ کو میری طرف سے بعد سلام کے یہ پیام پہنچا دے کہ خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالی تم کو رومیون
کے ساتھ جنگ واقع ہونے کے آگے مدد روانہ کر دینگا پس قاصد کو رخصت دی جب قاصد روانہ ہوا سوید بن صامت انصاری
کے ساتھ تین ہزار دلاور انکو دے کے روانہ کیا تاریخ اعثم کوفی مین مذکور ہے کہ امیر المومنین کا نامہ پہنچنے کے آگے سوید سے
لشکر بہت جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوئی - اور ماہان اپنے امراء سے مشورت

کرکے ابو عبیدہ کے پاس ایک وکیل کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ ہمارے سننے مین آیا ہی کہ اس کے آگے لشکر اسلام
کی امارت جس شخص پر مقرر تھی وہ امیر زیور حسب ونسب سے آراستہ اور لباس عقل وشجاعت سے پیراستہ ہی سو
ہمکو اسکی ملاقات کی بکمال احتیاج در پیش ہے تا ہمارا مقصود اس سے بیان کرین اور تمہارا مطلوب بھی اس سے معلوم کرلین ابو عبیدہ نے
ماہان کی التماس قبول کرکے حکم کیا کہ دوسرے روز خالد بن ولید اسکے پاس جاوے جب صبح ہوی خالد نے حکم کیا کہ اپنا قبہ
سرخ جو تین سو دینار سے خرید کیا تھا لیجا کے ماہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کرین جب ویسا ہی اس کو لیجا کے کھڑا کیے اور
خالد نے اس مین آرام لیا تب ماہان نے اپنے خیمے سے نکل کے ان کے پاس آیا ان کے پہلے جو بات کہی تھی کہ یہہ تمہارا
قبہ نہایت پسند آیا التماس یہی ہے کہ مجھکو عنایت کیجیے اور تم جو چاہتے ہو سو میرے سے لیجیے خالد نے یہہ بات سنکے فرمایا
کہ مجھے تیرے مال وزر کی کچھ احتیاج نہین تو یہہ قبہ طالب ہو تو لیجئے کہتے ہین کہ ماہان کو اسبات سے خالد کی تالیف کرنی
مقصود تھی۔ اور بعض تواریخ مین مذکور ہے کہ ماہان بڑے تجمل سے اپنے خیمے مین بیٹھ کے خالد کو بلوایا جب خالد پر اسکی نظر پڑی تعظیم
کیلئے اٹھا اور اکی دلجوئی مین چند باتین کرکے کہنے لگا کہ اگر اس جنگ سے تمہارا مقصود تحصیل مال ہے تو ہم نے قبول کیا کہ والی
عرب یعنی عمر بن الخطاب کو ہم دس ہزار دینار اور ابو عبیدہ کو پانچ ہزار دینار دیتے ہین اور تمہارے سپاہ مین جو سردار ہون
ان سے ہر شخص کو لاکھ دینار پہنچاتے ہین شرط یہی ہے کہ تم ہمارے ملک سے چلا جاوین جب ماہان اپنا کلام تمام کیا خالد بن
ولید نے ایسے کلمات سجع اپنی زبان گوہر فشان پر لائین کہ ماہان حیران ہوا کہنے لگے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ فتنے اور شرارت کی
غبار جو بلند ہوی ہے بیٹھ جاوے اور پایہ دوستی اور مصالحت کا مستحکم ہوجاوے تو چاہئے کہ تم اسلام لاوین اگر تم کو اس بات
کی توفیق رفیق نہ ہووے اور تم اپنے مال اور اہل وعیال کو بچانا چاہتے ہو تو جزیہ قبول کرین ورنہ تمہارے ہمارے درمیان تیغ چلنی
مقرر ہے ماہان کہنے لگا کہ ای خالد اہل روم اپنے دین سے باز نہ آئین گے اور جزیہ دینا بھی اہانت وذلت کا سبب جانکے قبول
نہ کرین گے ہمکو قتال وجدال سے نہ ڈرائیے تم دیکھتے ہو کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر جنگ پر تیار ہے خالد نے یہہ بات سنکے اسکی
مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکرگاہ مین آکے جو باتین ہوئی تھین ابو عبیدہ کی خدمت مین ظاہر کردین۔ کہتے ہین کہ ماہان ہرقل کے نام ایک
مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ جب ہم نے نہر یرموک پر اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا عرب کا لشکر بھی وہین آکے نزول کیا امراے اسلام سے خالد
بن ولید کو کہ جسکی تعریف وتوصیف تم نے سنی ہے ہم نے بلوایا اور مال وزر کی بہت کچھ طمع انکو بتلائی یہہ بات کچھ فائدہ نہ دی ہمارا
لشکر کی کثرت وشوکت سے ڈرایا یہہ بات بھی مفید نہ پڑی ہم دیکھتے ہین کہ عرب ہمارے استیصال پر کمر باندھے ہین اپنی موت پر
تیار ہوکے سواے جنگ وجدال کے کچھ نہین چاہتے ہین اب فلان روز جنگ سلطانی مقرر ہوا ہی لاکن ایک شب مین نے خواب
دیکھا ہے کہ کسی نے مجھے خطاب کرکے کہتا ہی کہ ای ماہان ہرگز لشکر عرب کے ساتھ جنگ نہ کیجیے اگر تو جنگ کریگا شکست فاش ہوگی اور

چھپنے لگے جب چند قوم جنگی لئے صلاح و رقت اسی مین دیکھے کہ توقف کرین خالد بن ولید نے سوارونکو فرمایا کہ سب
خاموش رہو ایکدوسرے سے بات نکرو اور جب تک مین رخصت ندون دشمنون پر حملہ نہ لاو - رومی لوگ پیادے
اپنے جھنڈون پر صلیب لٹکائے ہاتھ درست ہوئے اپنے مقام سے جنبش مین آئے نصاریکے عالمون اور راہبون نے انجیلین
پڑھیں اور اپنے لوگون کو قتال و جدال پر ترغیب دینے لگے انکے پڑھنیکی آواز رعد کی آواز کے مانند آنے لگی اس اثناء
مین روم کا ایک شخص زرہ پہنے ہوئے کہ دین ترسانی اختیار کیا تھا میدان مین آکے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا ہوا اور چند
بیہودہ باتین اپنی زبان پر لا کے جنگ پر بلایا تب مسلمانون سے کئی شخص چاہتے تھے کہ کوئی اس سے جاکے جنگ کرنے کو
خالد مانع ہوئے آخر قیس بن ہبیرہ کو رخصت دی تب قیس نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا - اور ایک شمشیر کا وار اسکے
سر پر کرکے اسکو گھوڑے سے گرایا اور اسی وقت اسکا سر کاٹ کے نیزے پر چڑھایا یہ صورت جو شروع جنگ مین ظاہر
ہوئی سبب اسکے اہل روم متنفر ہوئے اور اہل اسلام خوشدل ہوئے اور ایسے مین خالد بن ولید کے حکم سے جوانان اسلام کی ایک
ٹکڑی نے لشکر روم پر نہایت لا کے انکی صفون کو درہم و برہم کر دیا اس حملے مین کافرون سے ایکہزار شخص کے قریب مارے گئے
اسکے بعد رومیونکی ایک فوج موت پر تیار ہوکے کوہ آہن کے مانند حرکت مین آئے مسلمانون کے قلب لشکر مین گرنیکا خیال
کیا تب خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے حکم سے دس ہزار سوار کے ساتھ کہ شجاعت مین جنکا نظیر نہین تھا سامنے مین قدم رکھا
اور ایسی جوانمردی کی کہ اس فوج سے ایک شخص باقی نرہا ایک حملے مین سب کو قعر دوزخ کی طرف روانہ کیا اہل روم یہ حال
دیکھکے بہت گھبرائے اور انکے لشکر مین بڑا ہی خلل واقع ہوا جب سوا جنگ کے چارہ نہین تھا ناچار میدان مین ثابت
قدم ہوئے اور لشکر اسلام پر تیرون کا مینہ برسانے لگے ناگاہ ایک تیر مالک بن حارث کی آنکھ پر پہنچکے پلک کو پھاڑ دی - مالک بہت
نہایت غضب مین آیا شمشیر انتقام اسی قوت تمام سے کھینچ کے اپنے سر پر ڈھال کا آسرا کئے ہوئے اپنے گھوڑے کو لشکر
کفار پر ہانکا ایک ہی حملے مین کئی کفار کو جو بڑی جوانمردی سے مشہور تھے مار کے زمین پر گرایا اور یزید بن ابی سفیان اور عمرو
بن عاص بھی متواتر حملے کرکے بہت سے مخالفون کو قتل کئے اس اثنا مین عکرمہ بن ابی جہل کہ شجاعت اور مردانگی مین
ممتاز تھے اپنے گھوڑے کو پٹ کر کے پیادہ ہوئے اور دشمنون کے لشکر کی طرف دوڑنے لگے خالد بن ولید نے کہا کہ ہرگز
پیادہ جنگ پر نجائیے اور آپ کو ورطہ ہلاکت مین نڈالئے تا تمہاری موت سے غازیان اسلام کی خاطر پریشان نہو - عکرمہ نے
کہا کہ جاہلیت کے ایام مین میرے سے کئی حرکات ناشایستہ وجود مین آئی ہین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کئی بار میرے سے رنجیدہ ہوئے ہین سو چاہتا ہون کہ آج کے روز ایسا خدمت کام پر اقدام کرون کہ میرے گناہون کی بخشش کا
سبب ہو پس یہ کہکے لشکر کفار پر جا گرے اور بہت سے رومیون کو واصل جہنم کیا آخر جام شہادت نوش فرمایا جب عکرمہ کی

شہادت ہوئی مجاہدون نے جنگ وجہاد مین بڑی کوشش بجالائی دشمنونکو انکی جاے سے ہٹا کے نہر یرموک تک
پہنچا دیا رومیون سے بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے جیا اس نہر مین گرے وہین مر کے قعر دوزخ مین پہنچ گئے ۔
تب ماہان نے بہت ہی مضطر ہوکے ہر بطریق کا نام لے لے کے پکار کے کہنے لگا کہ سبکے سب ایکبار حملہ کرو کہ لشکر عرب کو
انکی جگہہ سے سرکا دین تب اسکے لشکر سے تین ٹکڑیان جو دلیری مین بڑے نامور تہین لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوکے
بڑی جدوکوشش سے کئی قدم انکو پیچھے ہٹائین تب خالد بن ولید اور دوسرے سردارون نے غازیونکو تسلی دیکے کہنے
لگے کہ لشکر کفار مین بہت سے بڑے دلاور تھے اور ماہان انکی جوانمردی پر غرہ کر رہا تھا وے سب کے سب مارے گئے اور بعضے
پانی مین ڈوب کے موے اور جو لوگ کہ باقی رہے ہین وے بھی نیم جان ہوگئے ہین سوا انکا وجود محض بیفائدہ ہے تم انکا کچھ
پروا نہ کرو سب بہادرانہ اپنی جگہ سے ان پر ایکبار حملہ لاؤ امید قوی ہے کہ اللہ تعالی ہمکو فتح ونصرت دیویگا یہ باتین
سنتے ہی غازیان اسلام کو ایک تازگی آگئی اور انکے دلونمین ایک تسکین وشجاعت حاصل ہوئی تب سب کے سب ایکبار ایسا حملہ
کئے کہ رومیون کے پاؤن اکھڑ گئے اہل اسلام انکا پیچھا کرکے صبح سے شام تک مارا کئے اور قتل عام کئے کہ ہزارون کافر مارے گئے ۔
نقل ہے کہ رومیون سے اس معرکہ مین ستر ہزار مرد مقتول ہوکے پڑے تھے اور ماہان بھی مرا ہوا پڑا تھا ہر چند جستجو
کئے اسکے ناپاک جسد پر کہین زخم نہ پائے غنیمت کا مال واسباب کہ جسکا حساب نہو سکتا تھا مسلمانونکے ہاتھ آیا معلوم
نہوا کہ وہ خیمہ سرخ جو ماہان خالد سے لیا تھا کس کے ہاتھ لگا جب یہ فتح عظیم دوسری فتوحات کے علاوہ ہوئی ابو عبیدہ
نے غنیمت کا خمس فتح نامے کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا جب قاصد مع مکتوب فاروق اعظم کی خدمت مین پہنچا
پہنچتے ہی خوش ہوئے جناب خلافت مآب اور دوسرے اکابر اصحاب جو حاضر مجلس تھے خوشی سے ایسا تکبیر کہنے لگے کہ اونکی
آواز فلک الافلاک تک پہنچی شکر الہی بجا لائے اور مجاہدون کے حق مین دعا خیر کئے مسلمانون کا غلبہ اور
ہرقل کا رجوع قسطنطنیہ دار شہ کہتے ہین کہ لشکر روم سے تھوڑے لوگ جو یرموک سے بھاگے ہوئے تھے
انمین پہلا شخص جو ہرقل کے پاس انطاکیہ مین آپہنچا وہ مدینا اون سے ایک مرد تھا ہرقل کی نظر اس پر پڑتے ہی اس سے پوچھنے
لگا کہ لشکر کا کیا خبر ہے اس نے جواب دیا کہ لوگ شکست کھا کے بھاگے قیصر نے پوچھا کہ کونسے لوگ اس نے کہا کہ ہمارے لوگ قیصر نے
اسباب سے تغافل کرکے پھر دریافت کی کہ ہمارے لوگ کیا لشکر عرب کو ہزیمت دئے یا لشکر عرب ہمارے لوگ ہزیمت
پائے اس وقت اس شخص پر اتنی دہشت غالب آئی تھی کہ قیصر کے جواب مین کچھ کہہ نہ سکتا تھا تب دربار مین جو لوگ کھڑے
ہوئے تھے ہرقل نے انسے خطاب کرکے کہا کہ یہ شخص گھبرایا ہے اسلئے بات کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے اسواسطے دوسرے
ایسے شخص کو میرے نزدیک لاؤ کہ وہ کلام کرسکے اور اسکے قول پر اعتماد ہوسکے سرہنگون نے قیصر کی مجلس سے نکل کے

اپنے لشکر سے جو لوگ ہزیمت پاکے آ رہے تھے ان کے استقبال کو گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک جماعت نہایت مضطر ترسان
ولرزان آ رہی ہے سرہنگون نے انسے پوچھا کہ ماہان اور دوسرے سردارونکی کیا خبر ہے انھون نے جواب دیا کہ سب لطارقہ
مارے گئے یہہ بات سنکے سرہنگون نے ہرقل کے پاس آکے حقیقت حال بیان کی قیصر بیقراری آغاز کیا اور کہنے لگا یہہ کیا خبر
ہے جو تم کہتے ہو مین ایسے شخص کو چاہتا ہون کہ جنگ کے حالات تفصیل سے بیان کرے تب اس کے مقربون نے جزیمہ بن
[illegible] کو جو معرکے سے بھاگ آ گیا تھا اور سب حالات پر اطلاع رکہتا تھا حاضر کیا قیصر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کی کیا حالت
ہے بیان کر - کہا کہ اس سے کچھ بدتر خبر نہین ہے - تب ہرقل نے ان امیرونکا حال پوچھنے لگا جو اطراف وجوانب سے جمع ہوکے
لشکر عرب کے لینے پر کمر باندہے تھے - وہ جسکا نام لیتا تہا وہ کہتا تھا مارا گیا - وہ جس جس کا نام لے کے پوچھا اسنے کوئی باقی نرہا - تب ہرقل نے اس سے پوچھا
تو جزیمہ سے اس نے کہا ہان - قیصر نے کہا کیا تجھکو وہ بات یاد ہے کہ محمد عربی کا نامہ نامی پہنچا تھا اور اپنا دین قبول کرنیکے
باب مین انھون نے مجھے دعوت کی تھی مین چاہتا تھا کہ انکی متابعت کرون تب سب آگے تو ہی مجھپر انکار کیا اس نے کہا
کہ ہان - تب قیصر نے غصہ ہو کے حکم کیا کہ جزیمہ کو قتل کرو اسیوقت اسکا سر تن سے جدا کر دے - جب قیصر نے دیکھا کہ
اب ملک شام مین رہنا مناسب نہین اپنے خواص کو ہمراہ لے کے ایک کوہ بلند پر جو انطاکیہ کے قریب تھا چڑھا اور بچشم حسرت
سے اس ملک پر نظر کر کے بلند آواز سے رو دیا اور کمال درد سے کہنے لگا السلام علیک ایها الارض المقدسة
سلام ہو تجھ پر اے زمین پاک - اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پُر خیر و برکت - اور سلام ہو تجھ پر اے بہشت دنیا یہہ سلام
وداع کرنے والے کا ہے کہ جس کو پھر رجوع کی امید نہین ایسا کلام دردانگیز اپنی زبان پر لا کے بڑی جلدی سے قسطنطنیہ
طرف روانہ ہوا - **یرموک کے جنگ مین ساٹھ غازیان اسلام ساٹھ ہزار کفار روم سے
مقابلہ کر کے فتح پائی** محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر دوبار جنگ عظیم ہوا جنگ
اول سے جنگ دوم اعظم ہے بار اول ابوبکر صدیق کی خلافت مین - بار ثانی عمر فاروق کی خلافت مین - دوسرے بار کا
جنگ پے در پے کئی روز واقع ہوا آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانونکو ہی کافرون پر غالب کیا - اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوانمردی
کے ایسے کرشمے ظہور مین آئے کہ کبھی چشم زمانہ دیکھے نہین اور ایسا واقعہ عظیمہ کوئی سنا نہین - کہتے ہین کہ جب
جبلہ نے جنگ قنسرین سے شکست فاحش کھا کے بھاگ نکلا ہرقل کے پاس گیا تب ہرقل نے اپنے ملک کے حاکمون سے
ماہان کو جو ارمن کا بادشاہ تھا پسند کر کے اسکے ہمراہ لشکر انبوہ دیا اور جبلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع عرب متنصرہ
ماہان کے ہمراہ کیا اور وے عرب متنصرہ ساٹھ ہزار سوار تک تھے جبلہ کا لشکر مقدمة الجیش تھا جب یہہ سر حد لشکر مقام
یرموک پر آ کے اترے لوگ اس کو دیکھ کے حیرت کرنے لگے عرض وطول مین چھے فرسنگ تک انہین سے بھر گیا لشکر اسلام

بھی اسی مقام پر آ کے نزول کیا - فریقین کے درمیان تین فرسنگ کا میدان جنگ کے واسطے خالی تھا -
جب حضرت ابو عبیدہ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین - تب ایک ایلچی کو
باہان کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ابو عبیدہ سے صلح کا پیام کرے کہ جو [illegible] جو ملک
انہیں کے قبضے میں ہے - باہان نے جرجیر کو ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا - ایلچی اس بات کا قائل
نہوا - پھر باہان نے جبلہ کو انکے پاس روانہ کیا ابو عبیدہ نے انکا کہا بھی نہ مانا - پھر وہ بھی مایوس ہو کے
اپنے لشکر کی طرف چلا گیا - پس جناب خالد نے حضرت ابو عبیدہ سے گذارش کی کہ جبلہ کے ساتھ عرب مستعربہ
سے ساٹھ ہزار سوار ہیں اور ہمارے تیس ہزار - اب میں چاہتا ہوں کہ لشکر اسلام سے تیس مردوں کو
چن لوں اور اس ساٹھ ہزار سے مقابلہ کروں تا نصرت ربانی جو مسلمانوں کی ہمیشہ رہی ہے - اور اگر اس حملے
میں جبلہ مارا جاوے باہان کے لشکر پر ہمارا رعب پڑ جائیگا - یہ بات سنکے سب نے پسند کی
ابو سفیان نے جناب خالد سے کہنے لگا ای ابا سلیمان اس صورت میں ایک مسلمان دو ہزار کافر کے مقابل
ہوتا ہے - میری رائے یہ ہے کہ ساٹھ غازیوں کو چن لیں تا ایک ایک مسلمان ایک ہزار کافر کے مقابل ہو - جناب
ابو عبیدہ بھی اس رائے کو پسند کی - تب خالد نے ساٹھ جوانمردوں کو انتخاب کیا ان میں [illegible] تھے
- ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا ساز و سامان مہیا کر لو - کل انشاء اللہ توکلا علی اللہ جنگ
آغاز کرو - پس وہ ساٹھ مجاہدین اسباب جنگی مہیا کر لئے اور تمام شب ذکر و تسبیح عبادت و ریاضت
اور جہاد و نفس میں بسر کئے کہتے ہیں کہ جب ضرار اپنے خیمے میں ہتھیار لیا اور اپنی بہن خولہ کو رخصت
کی خولہ نے کہا کہ ای بھائی آج تمہاری رخصت مجھے ایسی معلوم ہوتی ہے کہ پھر ملنے کی امید نہیں ضرار نے
سب احوال ظاہر کیا - خولہ رونے لگیں اور کہا کہ اے بھائی جب کوئی مصیبت تمہارے نزدیک ہو خولہ
بھی تم سے جدا نہووے گی اپنی جان کو راہ خدا میں صرف کرونگی اب تم اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل
کرنیکے لئے دشمن خدا کی طرف جاؤ - پس ابو عبیدہ نے سب مسلمانوں کو ہمراہ لیکے نماز صبح ادا کی جب نماز سے
فراغت حاصل ہوئی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوئے - ابو عبیدہ سب کے پیچھے تھے اور انکے ایک
طرف زبیر بن العوام اور ان کے ساتھ ان کی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق تھیں - اور دوسری طرف
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے اور بی بی اسما نے انکی سلامتی کے لئے دعا کی اور اپنے برادر کو

سے کہا کہ ای بھائی یہہ جبرائیل علیہ السلام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے کے بیٹھے مین حملہ کرنیکے وقت تم ان سے
پیچھے رہو اور حتی المقدور انکی متابعت مین کوشش کرو - القصہ جناب خالد اس طرح کے دہیان مین تھے پس سبکو ہمراہ لئے
ہوئے میدان مین آئے - جبلہ نے جب انکو دور سے دیکھا یہہ گمان کیا کہ یہہ لوگ جو تھوڑے ہین ہماری کثرت سے گھبرا کے
التماس کرنے کے لئے آتے ہین - جب نزدیک ہوئے خالد نے آگے بڑہے اور پکارا کہ ای منصب پیہ ہوا اب میدان مین آؤ
اور جنگ کرو جبلہ حیران ہو گیا اور سمجھا کہ یہہ لڑائی کرنے کے لئے آئے ہین ان مین سے کوئی ہمارے ہاتھ سے نہ بچیگا - پس ہر دو جانب سے
نیزہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوئی جب لڑائی گرم ہوئی خالد اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور مرقال بن ہاشم بھی پیادہ
ہو گئے کافرون نے انکو گھیر لیا ہر دو پہلوان شیر کے مانند حملے کرتے تھے ایک ایک حملے مین کئی کافر مارے جاتے
زبیر بن العوام اور فضل بن عباس ان دونون سے دشمنونکو دور کرتے اور انکو بچانے مین مصروف تھے فضل بن عباس
پکار کے کہتے تھے - کہ ای کفار دور ہو اصحاب سے مین ہمسوار ابن عم رسول اللہ ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پھر خالد اور مرقال کے ہاتھ سے جو بہت سے کفار مقتول ہوئے انکے دو گھوڑے جو بہتر تھے ان پر دونے ہر دو سوار ہو گئے
اور دشمنون کو قتل کرنے لگے تائید ربانی نے عجب کرشمہ دکھلائی کہ خالد کے کوئی مقابل نہین ہو سکتا تھا عبادہ
بن الصامت سے منقول ہے کہ فضل بن عباس جب حملات شروع کئے مین شمار کر رہا تھا کہ بیس حملے کئے ہر ہر حملے مین
ایک ایک سوار کو قتل کرتے تھے غرضیکہ صبح سے غروب آفتاب تک جنگ ہوا آخر جبلہ کا لشکر تاب نہ لا سکے بھاگنے
لگا اور صحابہ کرام آواز بلند سے کہنے لگے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شئی قدیر جناب خالد جو دشمن کے لشکر مین دہس گئے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے مسلمانونکو ان کے
مارے جانیکا گمان ہوا سو بڑا قلق و اضطراب تھا خصوصاً حضرت ابو عبیدہ بہت مضطر ہو گئے تھے اور ابو سفیان
انکو اطمینان دے رہے تھے ایسے مین خالد وسط معرکے سے باہر آئے اور بہت تشنہ تھے ابو عبیدہ اور مسلمان
انکو دیکھہ کے شکر الٰہی بجا لایا خالد نے اپنے ساتھیونکو تلاش کرکے دیکھا تو بیس مجاہد نظر آئے اور باقی گم تھے خالد کو ان کا
بڑا ہی درد لاحق ہوا سو اپنے منہہ پر آپ طمانچے مارتے اور کہتے تھے تو نے مسلمانونکو ہلاک کیا قیامت کے دن بارگاہ الٰہی
مین کیا عذر لائیگا - ابو عبیدہ نے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے خالد نے کہا ای سردار کہ چالیس مجاہد گم ہین - ازانجملہ زبیر بن العوام
اور فضل بن عباس اور جابر اور ابو ایوب اور فلان فلان ابو عبیدہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون
پس مشعلین روشن کرکے لڑائی کی جگہہ مین ڈہونڈہنے لگے دیکھتے کیا ہین کہ جبلہ کے لشکر والے قوم غسان سے پانچہزار کافر مارے
پڑے ہین - اور صحابہ سے دس آدمی شہید ہوئے ہین - ابو عبیدہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ باقی اصحاب قیدی ہو گئے

یا دشمنونکا پیچھا کیا ہی پس یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ امْنُنْ عَلَيْنَا بِالْفَرَجِ وَلَا تَفْجَعْنَا بِابْنِ عَمَّةِ نَبِيِّكَ وَلَا بِابْنِ عَمَّةِ الْفَضْلِ ترجمہ یعنے یا اللہ احسان کر تو ہمپر کشود کے سے اور رنجگین کر ہمکو تیرے نبی کے پھپھی کے بھائی اور پچیرے بھائی کے سبب - پھر ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو لوٹو اب تم سے کہ دشمن کے قدمونکی نشانا کا پیچھا کرتے اور اپنے بھائیونکی خبر لاوے اللہ تعالی سے بڑے ثواب کا مستحق ہووے جناب خالد نے کہنے لگا کہ مین جاتا ہون ابو عبیدہ نے کہا اگر تم یہہ کام مت کرو کہ آج بہت تھکے اور شدت اٹھا سے خالد نے کہا واللہ مین ضرور جاؤنگا - پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیکے حازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہوے اس گھوڑے کا نام ہر طال تھا تیز روی مین بار سے سے باتین کر رہا تھا - اور خالد کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی تھی بہت دور نہین چلے کہ آواز تکبیر و تہلیل کی آنے لگی خالد نے بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا پس دیکھا کہ جماعت غازیونکی لوٹ آتی ہے اسکے آگے زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور مرقال بن ہاشم تھے جب خالد نے انکو دیکھا اسلام کیا اور مرحبا کہا اور پوچھا کیا حال ہی تمہارا انہون نے کہا کہ ہم سے چند لوگ قید ہو گئے سوا انکی رہائی کے ارادے ہم نے دشمنونکا پیچھا کیا لاکن انکا پتا نہ ملا اغلب ہے کہ وے مارے گئے جناب خالد نے فرمایا کہ وے مارے گئے ہین بلا شک قید کئے گئے ہین زبیر بن العوام نے پوچھا کہ یہہ بات تم کو کیونکر معلوم ہوئی - خالد نے کہا کہ ہم جنگ کے میدان مین تلاش کرکے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو مقتول نہ پایا اور تم بیس ہین اور تم پچاس ہین اور پانچ شخص قیدی ہو گئے ہین وے پانچ قیدی یہی ہین رافع بن عمیرہ الطائی اور ضرار بن الازور - اور ربیعہ بن عامر - اور عاصم بن عمر - اور یزید بن ابی سفیان - پس یہہ معاملہ مسلمانون پر سخت گذرا - جناب ابو عبیدہ نے اپنے گھوڑے سے کی زمین پر سجدہ کیا خالد نے کہا اے مسلمانو واللہ مین نے اپنی جان کو خرچ کیا لاکن مجھے شہادت روزی نہوی - پانچ آدمی جو تم سے اسیر ہو گئے ہین انشاء اللہ تعالی انکی رہائی میرے ہاتھ پر ہے پس سب مسلمان وہ رات بہت خوشی اور شکر و سپاس آلہی مین گذرانے اور مشرکین بہت ہی درد و غم مین رہے - اور باہان نے جبلہ کو بلوا کے لڑائی کا حال دریافت کیا جبلہ کہنے لگا اے بادشاہ ہم نے صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی یکبیک پکارنے والے نے پکارا تو ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ مارے گئے مسلمانون کو تائید غیب سے پہنچتے ہی آسمان کا معبود ان کو غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہو تا انکے ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے ساتھ مقابلہ نکر سکتے - باہان یہہ سنکے کہنے لگا قسم ہے صلیب کی مین کل ان سے مقابلہ کرون گا اور ان پر سخت حملے کرکے شکست دون گا

نامہ روانہ کرنا ابو عبیدہ بن الجراح کا مقام یرموک سے خدمت میں

امیر المومنین عمر فاروق کے روایت ہے کہ ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نامہ لکہا اور عبد اللہ بن قرط کے ہاتھ دیکے روانہ کیا عبد اللہ بن قرط کہتے ہیں کہ میں ذیحجہ کی تیرہوین جمعے کے دن عصر کے بعد یرموک سے سوار ہوکے نکلا۔ دوسرے جمعہ کو مدینہ طیبہ جا پہنچا مسجد نبوی لوگون سے معمور تہی مین نے اپنی اونٹنی کو باب جبرئیل پر بٹھلایا اور روضہ مبارک مین آیا اور حضرت کی مرقد مطہر اور صدیق اکبر پر سلام کیا سب مسلمان مجہکو دیکہہ کے خوشی سے شور کرنے لگے عمر فاروق کی دست بوسی کی اور نامہ ابو عبیدہ کا انہیں پہنچا دیا۔ اکابر صحابہ سے دس آدمی کی شہادت اور پانچ کا قید جب اسمین لکہا تہا اسکو دیکہتے ہی عمر فاروق کا رنگ بدل گیا۔ حضار صحابہ نے مضطر ہوکے کہا ای امیر المومنین ہمارے بہائیون کے احوال سے ہمکو آگاہ کیجیے۔ تب فاروق اعظم نے منبر پر سوار ہوا اور وہ نامہ پڑہکر سنا دیا اسکا مضمون سنتے ہی سب صحابہ رو دیے اور کہنے لگے ای امیر المومنین ہمارے بہائیو کی مدد پر ہمکو روانہ کرو

اللّٰھم انی اتقرب الیک بمحمد الرسول المجتبیٰ والنبی المصطفیٰ الذی
توسل بہ آدم فاجبت دعوتہ وغفرت خطیئتہ الا سہلت علیٰ عبید اللّٰہ
طریقہ وطویت لہ البعید وایدت اصحاب نبیک بنصرک یا
ذالجلال والاکرام اور سب حاضرین آمین کہے راوی کہتا ہے کہ میں نے بہت
خوش ہوا اور حجرہ شریف سے باہر آیا جس روز مدینہ طیبہ میں پہنچا تھا اوسی روز
تھوڑا سا بیدل تو نار سے نکلا اور راہ طے کرنے لگا جب شب ہوئی اور تاریکی آئی
نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کر دی پس ایسے بیابان میں جا پہنچا کہ جس میں
نہ چارہ تھا نہ پانی اور شتر نے اوس اونٹنی میں ایسی تیزی دی کہ گویا وہ ہوا میں اڑتی تھی
میں سمجھا کہ یہ تیزی اون بزرگوار کی دعا کی برکت ہے پس تیسرے روز عصر کے وقت
لشکر پر جا پہنچا اور جب جناب ابو عبیدہ کی خدمت میں گیا اونکو اور سب مسلمانوں کو
اس قدر جلد پہنچنے سے تعجب ہوا ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ایسا جلد کس طرح آئے تم تو ابھی
جدا ہوئے تھے دسواں روز ہے میں نے کہا حضرت علی و حضرت عباس و ازواج مطہرات کی دعا کا سبب ہے
ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکی دعا مستجاب ہے پھر میری جاتی ہیں پھر حضرت عمر کا نامہ اونکے

ان پر حملہ کیا وے گھبرائے مین انکو پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا کہ ہمکو حاکم طلب کیا ہی تا اسکی حمایت مین پہنچین
اے عرب تم سے یہہ بات ہو سکتی ہی کہ تم ہمکو اپنے امان اور ذمہ داری مین رکھین مین نے کہا اچھا پس دس ہزار درم
پر انکے ہمارے درمیان صلح قرار پائی اور مین انکو صلحنامہ لکھدیا تب انھون نے کہا کہ حاکم عمان نقیطا کی طرف سے تم کو سختی
پہنچیگی اگر تم اس پر فتحمند ہوئے تمہاری اور ہماری بہتری ہی - مین پوچھا کہ اسکی کیا خبر ہے - وے کہنے لگے کہ ملک باہان ارمنی
نے اسکو لکھا ہی کہ دریاے قیساریہ کے کنارے پر قسطنطین ہرقل کا بیٹا جا اترا ہے نقیطا بھی اس سے جا ملنے کو اپنے
پانچہزار ہتیار بند کے ساتھ نکلا ہی حران کے راہ سے آتا ہی سعید نے یہہ سنکے اپنے ہمراہیون سے مشورہ کیا انہون نے
کہنے لگے کہ اسکی طرف چلو اگر ہم غالب ہووین انکا مال ہمارے لئے غنیمت ہی ورنہ ہمکو شہادت ہی پس وہان سے نکل کر ایک جنگل
مین آپہنچے ایکدن رات وہان پوشیدہ رہے دفعتاً ایک جماعت وہان آپہنچی کمل کا لباس پہنے ہوے اور اپنے بیچ سر کو
منڈاے ہوے اور سینے پر تو بنین صلیبین لئے ہوے تھے مسلمانون نے انہین پکڑ لے آئے سعید نے پوچھا تم کون ہو تو انمین سے
ایک بوڈہا تھا سو کہنے لگا کہ ہم لوگ ان دیرون کے راہب ہین ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جاتے ہین
تا اسکی غلبے کے لئے دعا کرین سعید نے فرمایا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ پھر پوچھا اور کیا خبر ہی
انہون نے عرض کی کہ عمان کا حاکم پانچہزار کی جمعیت کے ساتھ آتا ہی وے سب بڑے لڑنیوالے اور نصرانیت مین پکے اور
صلیب کی عبادت کرنے والے مین مسلمانون نے کہا اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ غَنِيمَةً لَنَا سعید نے فرمایا کہ اسے بوڈہے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا حکم ہی کہ جو راہب لوگ اپنے جگہہ اپنی ذات کو قید کیا ہو اور ہمارے لئے لڑنیکا ارادہ
نرکھین ہم ان سے تعرض نکرین - اگر تم لوگ حاکم عمان سے ہم کو ڈراتے ہم تمکو چھوڑ دیتے پس حکم کیا کہ ان راہبون کے
زنارون سے ان کی مشکین باندہین - اسی حال مین تھے کہ دفعتہ حاکم عمان کا لشکر نمود ہوا اگرچہ اہل اسلام جنگی ساز و
سامان سے مہیا نہین تھے تہلیل و تکبیر کہتے ہوے ان پر جا گرے اور بعضون کو مار ڈالا حاکم عمان جو پیچھے تھا اسکو اس
حال سے خبر ہوی اس نے حکم کیا مسلمانون پر حملہ کرو پس ہر دو فریق ایکدوسرے پر چلے گئے اللہ تعالی مسلمانونکو نصرت دی
سو کافرونکو ایسا مارا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور نقیطا بھاگ نکلا بعضے مسلمانون نے اسکا پیچھا کیا اور بعضے لوٹنے
اور بعضے قیدیونکی نگہبانی کرتے تھے - اور دو سوار مانند دو شیر کے نقیطا کا پیچھا کیا ایک تو فضل بن عباس تھے دوسرے
زبیر بن العوام پس اس ملعون کو زبیر نے نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا - زبیر کا قصہ یہہ ہی کہ ابو عبیدہ نے انکے ہمراہ
ایک ٹکڑی دیکے عمان کو تاخت و تاراج کرنیکے لئے بھیجا تھا سو اس مقام مین ملاقی ہوے - القصہ سعید نے حکم کیا کہ انکو
چھوڑ دین پس مسلمانون نے انکو چھوڑ دیا اور چہار ہزار کافرون کے سر اپنے نیزون پر چڑہاے ہوے اور ایکہزار

قیدی کو ساتھ لئے ہوئے وہانسے کوچ کیا اور یرموک پر آپہنچے اور تکبیر و تہلیل سے اپنی آوازیں بلند کیں۔ لشکر ابو عبیدہ
کے مسلمان جب انکی آوازیں سنیں تو آپ بھی تکبیر و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے استقبال آئے اور انکو دیکھکر بہت خوش
ہوئے جناب ابو عبیدہ نے سجدہ شکر بجا لایا واقدی رح سے منقول ہے کہ دسے پانچ صحابی قیدی ہو گئے تھے تمام
صحابہ کو بڑا رنج ہوا خصوصاً ابو عبیدہ بہت ہی درد سے روتے اور بارگاہ الٰہی میں کمال عجز سے دعا کرتے تھے اور
ان قیدیوں کا قصہ یہ ہے کہ جب ان کو باہان کے پاس لے گئے اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اسکے لوگوں نے کہا
کہ یہ پانچ شخص اس جماعت سے ہیں جو ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے بعضے تو
انسے مارے گئے اور یہ ہمارے قید میں آئے۔ اور جو بچ گئے انہیں سے ہے وہ جوان مرد بھی کہ جس نے تدمر اور
(یعنی جناب خالد بن ولید ۱۲)
حوران اور بصرے اور دمشق کو فتح کر لیا۔ اور لشکر اجنادین کو توڑ دیا اور توما اور ہربیس کا پیچھا مرج الدیباج
تک کرکے ان دونوں کو مار ڈالا اور ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو پکڑ لیا۔ باہان یہ سنکر بیقرار ہوا اور کہا کہ اب مجھے ضرور ہوا کہ کچھ
مکر و حیلہ کرکے اس مرد کو یہاں تک بلواؤں اور یہ پانچ قیدیوں کے ساتھ اس کو بھی قتل کر دوں۔ پس دوسرے روز ایک
سردار رومی کو کہ جسکا نام جرجہ تھا اور بڑا دانا اور زبان عرب میں فصیح تھا اپنا ایلچی بنا کے روانہ کیا اور اسکو بڑی تاکید کی کہ تو
جا کے سردار عرب سے بول کہ ایک ایلچی کو یہاں تک روانہ کرے تا صورت مصالحہ کی ٹھہرے۔ اور تو ایسی کچھ تدبیر کر کہ خالد بن
ولید ہی انکا ایلچی بن کے آوے۔ جرجہ نے ابو عبیدہ کے حضور میں حاضر ہو کے یہ پیام پہنچایا اسکی طلب کے آگے جناب خالد نے
کہنے لگے کہ میں ایلچی بن کے جاتا ہوں ابو عبیدہ نے فرمایا اچھا تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمکو سلامت رکھے شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہاری
وساطت سے ان کو اسلام کی توفیق دے یا مصالحہ کی صورت بن آوے خالد تنہا ارادہ کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے مناسب
سمجھا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ ایک سو سوار کو لیجاو۔ تب خالد نے صحابہ مہاجر و انصار سے ایک سو دلاوروں کو چن لیا ایک ایک
فرد ان میں ایسا تھا کہ ایک لشکر کے مقابل ہو سکتا تھا جب یہ جماعت سوار ہو کے نکلی ابو عبیدہ ان کے حق میں دعا
کرتے تھے اور ان کے آنکھوں سے اشک جاری تھے نصر بن سالم نے لکھا ہے کہ میں نے کہا ای سردار کس لئے روتے ہو
فرمایا کہ واللہ یہ لوگ مدد دینے والے اسلام اور دین متین کے ہیں اگر ان کو کچھ مصیبت پہنچے اللہ کے نزدیک ابو عبیدہ کی سرداری کا
کیا عذر باقی رہیگا۔ جناب خالد نے اپنے غلام ہمام کو حکم کیا کہ اپنا قبہ سرخ کہ جسکا ذکر آگے گذرا ہے لیجا کر باہان کے خیمہ
کے نزدیک کھڑا کریں پس وہ جماعت تکبیر کہتی ہوئی روانہ ہوئی جب خیمہ باہان کے نزدیک جا پہنچے اپنے گھوڑوں سے اترے
اور اس کے حجاب اور بطارقہ نے جو تلوار کھینچی ہوئے کھڑے تھے انکا کچھ پروا نہ کیا بلکہ انکی صفیں چیرتے ہوئے اور تکبیریں
کہتے ہوئے اس کے خیمے میں چلے گئے یہاں تک کہ ان کے دیبای مسندوں اور تکیوں تک جا پہنچے باہان اپنے تخت پر

بیٹھا ہوا تھا حکم کیا کہ صحابہ کے واسطے کرسیان بچھادین الکن ان بزرگوارون نے نہ کرسیون پر بیٹھے نہ انکی مسندون پر
بلکہ ان کی مسندین اٹھادین اور زمین پر بیٹھے باہان جب اسکا سبب پوچھا تو جناب خالد نے فرمایا کہ تمہارے بچھونے سے
اللہ تعالیٰ کا بچھونا پاک ہی اور یہہ آیت پڑہی منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى
یعنے اسی سے پیدا کیا ہم نے تمکو اور اسی مین پھیر دینگے ہم نے تمکو اور اسی سے باہر لادینگے تمکو دوبارہ پھر خالد نے
تھوڑا وقت خموشی لی اور سب صحابہ نہایت بے پروائی سے کمال وقار سے بیٹھے ہوے تھے اور دشمنونکی زیب و زینت
کیطرف گوشۂ چشم سے بھی نہین دیکھتے تھے - باہان ان کی یہہ حالت دیکھ کے حیران ہوگیا اور جناب خالد سے کہنے لگا کہ مین
کلام مین اقدام کرنا مگر وہ جانتا ہون - خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہی سو بول مین جواب باصواب دونگا تب باہان نے کلام
آغاز کیا - اور کہا تعریف ہی اس اللہ کی جس نے کیا ہمارے مسیح کو بزرگترین انبیا کا اور کیا ہمارے بادشاہ کو بزرگترین بادشاہونکا
اور ہماری امت کو بہترین امت جب باہان نے اس قدر کہا خالد نے اسکے کلام کو کاٹ ڈالا - اور آپ حمد الٰہی آغاز کی کہ
سب تعریف ثابت ہی اس اللہ کو جس نے ہمکو ایمان کی توفیق دی سو ہم ایمان لائے اپنے نبی پر اور تمہارے نبی پر اور سب
انبیا پر اور گردانا اس نے ہمارے سردار کو کہ جس کے سپرد کیا ہی ہمنے اپنے کاروبار ہمارے ایک مرد کے مانند - اگر ہمارے
سردار محض آرزو سرداری کی کرین ہم ان کو ادبر کی حکومت سے معزول کرتے ہین اور ہم اسکو بزرگ نہین مانتے مگر اس
حال مین کہ وہ ہمارے سے دین مین زیادہ ہو - اور زیادہ اللہ سے ڈرتا ہو - اور مقرر اللہ تعالیٰ ہماری گروہ کو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے پابند کیا ہی - اور ہم اپنے گناہونکا اقرار کرتے ہین اور اس سے مغفرت مانگتے ہین - اور ہم اس اللہ واحد کی
عبادت کرتے ہین کہ جس کا کوئی شریک نہین - باہان نے جب یہ باتین سنی اسکا رنگ زرد ہوگیا اور دیر تک خاموش رہا پھر دو
مین کلام نہایت طول ہوا - وردان نے خالد کی فصاحت و بلاغت اور عقل و فراست اور شجاعت و صلابت پر نظر کرکے
متحیر اور نقش دیوار ہوگیا - آخر خالد نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور فرمایا کہ تو کہہ لا اله الا الله وحده
لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله یا جزیہ دو ورنہ تمہارے ہمارے درمیان تلوار ہی - باہان
نے کہا ایا کلمہ طیبہ پڑہنے کے بعد اور کوئی چیز بھی مجہہ پر لازم ہوگی - جناب خالد نے فرمایا اسکے بعد پانچ وقت کی نماز پڑہے
اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ ادا کرے اور کافرون کے ساتھ جہاد کرے اور احکام
شریعت کا حکم کرے اور منہیات شرعیہ سے بالغ ہووے اور اللہ کے کام مین آپس مین دوستی رکھے اور خدا کے دشمنون
کے ساتھ دشمنی سے پیش آوے یہی باتین لازم ہین تجھکو اور تیری قوم کو - اگر تم اس سے انکار کرین تمہارے ہمارے درمیان
جنگ متحقق ہی اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا اپنی زمین کا مالک اور وارث ٹھہرائیگا - باہان نے کہنے لگا کہ جو تم کو منظور ہو کرو

ہم نے اپنے دین سے منہ پایا ہے گے اور جزیہ بھی نہ دیوینگے - اور تم نے جو کہا کہ اللہ تعالی جس کو چاہیگا اپنی زمین کا مالک کریگا یہہ تو سچ ہے اب تم جنگ پر آمادہ ہو جاو - خالد نے کہا واللہ کہ ہم تمہارے سے زیادہ جنگ کے خواہشمند ہین اور گویا مین تمہارے لشکر کو ایسا دیکھتا ہون کہ شکست کھایا ہوا اور غلبہ ہم کو ہے اور تو خوار و ذلیل ہوا ہے اور تیری گردن مین رسی ہے اور تجھے حضور مین امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے لے آئے ہین اور انکے حکم سے تیری گردن مارتے ہین - باہان نے یہہ باتین سنتے ہی سخت غضبناک ہوا اور اسکے حجاب اور بطارقہ جو کھڑے تھے خالد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن باہان کے حکم کا انتظار کرتے تھے - باہان نے کہا اے خالد میرے دل مین اب تک تمہارے نسبت مہربانی تھی اب جاتی رہی قسم ہے حق مسیح کی کہ اب تمہارے واسطے پانچو قیدیونکو بلوا کے مار ڈالونگا خالد نے فرمایا قسم ہے اللہ واحد کی اگر تو انکو مار یگا مین بھی تجھکو مار ڈالونگا اور میرے ساتھیون سے ہر ایک جوان مرد تمہارے ایک ایک شخص کو قتل کریگا - یہہ کہکے جناب خالد نے جلد اٹھے اور نیام سے تلوار کھینچی اور انکے ساتھی لوگ بھی تلوارین کھینچ لین اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا رسول اللہ یہہ حال دیکھ کے باہان بہت گھبرایا اور کہا اے خالد جلدی نہ کرو تم ایلچی ہو ایلچی کو ماریگا دستور نہین مین نے یہہ بات آزمائش کے لیے کہی اب ان قیدیوں کو اپنے ساتھ لے کے جاو اور جنگ کا تہیہ کرو اللہ تعالی جسکو چاہیگا غلبہ دیگا - جناب خالد نے جب یہہ کلام سنا اپنی تلوار نیام کی اور خوش ہوے - ایک روایت مین آیا ہے کہ خالد کا وہ خیمہ سرخ کہ جس کا ذکر اوپر گذرا باہان نے اس مقام مین چاہا - یعنے جناب خالد نے جب وہان سے نکلنے کا ارادہ کیا تب باہان کہنے لگا کہ تمہارے سے ایک چیز کا سوال کرتا ہون خالد نے فرمایا وہ کیا ہے باہان کہا کہ تمہارا وہ قبہ سرخ مجھکو عجیب معلوم ہوتا ہے وہ مجھکو دیجئے اور ہمارے چیزون سے جو تم کو پسند ہو لیجئے خالد نے فرمایا کہ تو ہم کو خوش کیا مین نے بھی اپنی خوشی سے وہ قبہ تجھکو دیا ہے اور اس کا عوض لینا مجھے ضرور نہین - باہان بہت خوش ہوا اور کہا تم اللہ والے لوگ ہو - پس خالد ان پانچون قیدیون کو ہمراہ لئے ہوئے سوار ہوے - اور باہان کے حکم سے اس کے حجاب اور بطارقہ سرحد لشکر تک انہین لا پہنچایا جب لشکر اسلام مین آئے قیدیون کی رہائی پر سب مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے - اور حضرت ابو عبیدہ نے سب ماجرا سنکے فرمایا کہ باہان مرد دانشمند ہے لاکن اسکی عقل پر شیطان غالب آیا ہے نعوذ باللہ منہا - جب سویرا ہوا آیا حضرت ابو عبیدہ نے سب غازیون کو ہمراہ لے کے نماز صبح اول وقت ادا کی اور میدان مین آ کے لشکر کی صفین آراستہ کرنیکا حکم کیا جناب خالد نے آفتاب بلند ہونیکے آگے صفین آراستہ کردین - اور باہان بھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور مسلمانون کے مقابل ہو کے اپنے لشکر کی صفین باندھین تو بیس صف ہوئین - تمام لشکر اسلام اسکے لشکر کی ایک صف کے برابر معلوم ہوتا تھا - پس لشکر کفار مین ایک بطریق جو بڑا جسیم اور قوی تھا نکلا اور لڑائی طلب کی وقعتہً لشکر اسلام سے ایک سوار میدان پر آیا جناب خالد نے اپنے غلام

ہمام کو حکم کیا کہ یہہ سوار کون ہی دریافت کرکے آ ہمام نے جاکر پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ مین روماس بصرے کا حاکم ہون ہمام نے پلٹ کے آکر خبر دی خالد نے اسکے حق مین دعا کی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْهِ وَزِدْهُ فِیْ نِیَّتِهٖ پس جب روماس اس بطریق کے روبرو ہوا اس نے روماس کو پہچان کے پوچھا کہ تم نے کسلئے اپنا دین چھوڑ دیکے دین اسلام کی طرف میل کیا - روماس کہنے لگے کہ دین اسلام ہی دین حق ہی جس نے اسکا تابع ہوا راہ راست پائی اور جس نے اسکی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا - پھر وہ بطریق اور روماس ہر دو ایک گھڑی تک ایک دوسرے پر ایسے حملے کئے کہ ہر دو لشکر کے لوگ ان کو دیکھ کے تعجب کرتے تھے آخر بطریق کافر نے روماس کو زخمی کیا روماس لشکر اسلام کی طرف لوٹ آئے انکے منھہ سے خون جاری تھا مسلمانون نے انکے حق مین دعا کی اور زخم پر پٹی باندہی - پھر مسلمانون سے کئی شخص اس بطریق کے جنگ پر نکلنا چاہا پر وہ لوگ اسکے برابر جسیم اور قوی نہونے سے جناب خالد نے انکو منع کیا آخر قیس بن ہبیرہ نے قصد کیا خالد نے ان کو رخصت دی اور فرمایا کہ تم البتہ اسکا مقابلہ کروگے اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت کریگا - پس قیس نے گھوڑا کدا کے میدان مین آئے اور اس بطریق پر تلوار چلائی اسنے ڈہال پر اوڑلیا سو اسکی ڈہال کٹ گئی اور تلوار اسکے خود مین دہس گئی قیس نے ہر چند کوشش کی پر خود سے نہ نکلی جب وہ نہتے ہتھیار ہوگئے اس ملعون نے ان پر ایک وار کیا قیس اس سے دور ہو کے کھڑا رہے مارے غصے کے گوشۂ چشم سے اسکی طرف دیکھہ رہے تھے اور اپنی کمر سے خنجر نکالی خالد نے یہہ حال دیکھہ کے فرمایا کہ کون ہی کہ تلوار قیس کو لیجا کر دیوے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے کہا مین جاتا ہون پس تلوار لیکے چلدئے کافرون نے سمجہا کہ شاید قیس کی مدد کے لئے آتے ہین تب ان کے لشکر سے دو شخص نکلے عبدالرحمن نے وہ تلوار قیس کو پہنچا کے کہا کہ تم مشقت اٹھائے ہو تھوڑا وقت ٹھہرو مین ان ہر دو کا مقابلہ کرتا ہون پھر ایک ہی حملے مین ایک کو قتل کیا دوسرے حملے مین دوسرے کو - اسکے بعد قیس بھی اس بطریق پر حملہ کرکے مار ڈالا - رومیون نے جب یہہ حال دیکہا متحیر ہوکے ایکدوسرے سے کہنے لگا نہین ہین یہہ گروہ مگر شیطان - ایسے مین ایک بطریق نے باہان کے پاس جاکر کہنے لگا ای بادشاہ مسلمانونکو ہی غلبہ ہوگا کیونکہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا ہی کہ سوارون کی ایک فوج سبز اور ابلق گھوڑون پر چڑہے ہوے آسمان سے زمین پر اُتری ہکو اور ان عرب کو گھیر لیا اور ہم ان کے سامنے کھڑے تھے ہمارے سے جو نکلتا تھا اس کو وے قتل کرتے تھے اکثر لوگ ہمارے مارے گئے پس باہان کہنے لگا کہ تم لوگ گناہ کرتے ہو اور مسلمان عبادت کرتے ہین اسواسطے انکو ہی غلبہ ہوتا ہی ایسا بول کے اس کو دفع کیا - غرض قیس اور عبدالرحمن جب ان تینون بطریق کو مار ڈالا ان کے گھوڑے اور اسباب لئے ہوے اپنے لشکر مین آئے قیس تو اپنے مقام پر ٹھہرے اور عبدالرحمن پھیر برسر میدان آکے لشکر روم کے میمنہ پر ایک حملہ کرکے دو سوار کو مار ڈالا پھر قلب لشکر اور اسکے میسرہ پر حملہ کرکے اور دو سوار کو قتل کیا جناب خالد نے انکی شفقت اور بہادری دیکھہ کے انکے حق مین دعا کی اور انکو قسم دیکے معرکے سے پھیرا - پھر دوسرے

چلا عمرو بھی ایسا ہی ایک ایک نخل کے جنگ کیا۔ ایسا ہی غروب آفتاب تک جنگ جاری رہا جب رات آئی ہر دو فریق اپنا
اپنی جگہ پر پھر سے مسلمانوں کی بی بیاں اپنے شوہروں کے آگے آکر انکے چہروں سے گرد و غبار پونچھتی اور کہتی تھیں کہ بشارت
ہو تم کو بہشت کی ای دوست اللہ کے۔ پھر سب مسلمان ذکر و عبادت میں رات گزرانی۔ اس روز مسلمانوں سے دس آدمی شہید
ہوئے تھے حضر موت کے دو شخص ایک کا نام مازن دوسرے کا نام قادم تھا۔ اور قوم غسان سے تین شخص ایک رافع
دوسرے مخلی تیسرے عبار هم اور انصار سے ایک شخص جسکا نام عبد الرحمن ابن الاخزم اور قوم بجیلہ سے تین شخص اور قیس
مین ہبیرہ کے ایک بھتیجے۔ کہتے ہیں کہ قیس نے اپنے بھتیجے نظر نہ آنے سے سمجھا کہ وہ شہید ہوئے پس انکی نعش ڈھونڈھنے
لئے مشعلیں سلگھا کے اور اپنی قوم سے چھ شخص کو ہمراہ لئے ہوئے نکلے اور معرکے میں آکر بہت ڈھونڈھا تو انکی نعش کا
پتا نہ لگا ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ رومیوں کے لشکر سے بھی ایک جماعت روشنی کئی ہوئی نکلی ہے انکا ایک بڑا بطریق جو مارا
گیا تھا انکو بھی اسکی نعش کی تلاش تھی سو انکو دیکھتے ہی قیس نے اپنے لوگوں کو فرمایا کہ تم مشعلیں بجھا دو واللہ میں اپنے بھتیجے
کا بدلہ لونگا وے کفار با ہتھیار ایک سو آدمی تھے اور قیس کے ساتھی سات شخص جب رومیوں نے اپنے بطریق کی نعش
ڈھونڈھ کر نکالی اور اپنے کندھوں پر لیکے اپنے لشکر کی طرف چلدئے۔ قیس نے بلند آواز سے انکو پکارا رومیوں نے بارے
گھبراہٹ کے اس نعش کو زمین پر ڈال دیا پھر مسلمانوں نے انکا پیچھا کر کے مارنا شروع کیا قیس جب کسیکو قتل کرتا افسوس
کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کے طرف سے ہے یہاں تک کہ سولہ کافر کو مار ڈالا اور ان کے ساتھی لوگ بھی بہتونکو قتل کیا اور
باقی بھاگ نکلے۔ قیس انکے قتل سے فارغ ہو کے پلٹ گئے پھر اپنے بھتیجے کی نعش کی تلاش کرنے لگے۔ ایسے میں ایک
آواز نالہ آئی دیکھتے کیا ہیں کہ وہ قیس کے بھتیجے ہیں۔ قیس انکو دیکھ کے رو دئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے
کہا ای چچا میں نے ایک کافر کا پیچھا کیا تھا ناگاہ اس قوم سے ایک شخص میرے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اسکی نوک میری پشت سے
نکل گئی اور میں اسکے سبب سے ایک عجیب معاملہ دیکھ رہا ہوں کہ بہشتی خوبصورت عورتیں میرے اطراف بیٹھی ہیں اور میری روح
نکلنے کی انتظار میں ہیں۔ قیس بہت رونے لگے پھر ان کے بھتیجے نے کہا کہ مجھ کو یہاں سے اٹھا کے مسلمانوں میں لے چلو تب
قیس نے انکو اپنی پشت پر لے کے آئے۔ جناب ابو عبیدہ نے ان کے سرانے آکے سلام کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔
انھوں نے جواب دیا کہ میرا حال اچھا ہی اللہ تعالی ہمارے طرف سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزاے نیک عطا فرمائے
وہ اپنے قول میں سچے تھے اور راست ارشاد فرمایا یہی باتیں کرتی تھیں کہ انکی روح پاک انکے تن سے پرواز کی پس ان پر
نماز پڑھکے دفن کیا۔ منقول ہے کہ باہان اس شب آزردگی کے سبب سے کھانا نہ کھایا اور بیخواب رہا بلکہ راویوں نے کہا ہے
کہ سات دن تک لڑائی کا قصد نہ کیا اسکا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو غفلت میں ڈال کے یکبیک ان پر جا گرے پس آٹھویں

شب اپنے لشکر پر حکم کیا کہ جنگ کا ساز و سامان مہیا کر لین اور علی الصباح جب مسلمان بے ہتھیار اپنے کاروبار مین
مین وفعتہ ان پر تاخت لادین اسید بن علقمہؓ سے روایت ہی کہ ہم کو باہان کے قصد سے خبر نہین تھی جب رات
گذر گئی حضرت ابو عبیدہ سب مسلمانونکو ساتھ لے کے نماز مین قایم ہوے پہلی رکعت مین سورہ والفجر پڑہی جب اس آیت
پر پہنچے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادْ ہاتف غیب سے یہہ آواز آئی ظَفِرْتُمْ بِالْقَوْمِ وَمَا يُغْنِيْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَمَا
اَجْرَى اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى لِسَانِ اَمِيْنِكُمْ اِلَّا بِشَارَةً لَكُمْ پھر دوسری رکعت مین سورہ
والشمس تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا
پھر ہاتف غیبی نے کہا تَمَّ الْمِقَالُ وَصَحَّ الزَّجْرُ هٰذِهِ عَلَامَةُ النُّصْرَةِ ابو عبیدہ جب نماز سے فارغ ہوے
لوگون سے پوچھا کیا تم نے سنا کہ ہاتف غیبی نے کیا ندا کی کہے ہان ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہمکو نصرت دیگا۔ اور
مین نے ایک خواب دیکہا ہی وہ بھی ہماری نصرت پر دلالت کرتا ہی وہ خواب یہہ ہی کہ مین دشمنون کے روبرو کھڑا ہون وفعتہ
مجھکو ایسے لوگون نے آ کے گھیر لیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے اور ان کے ماتھے ... کسیکو نہ دیکھا تھا اور انکے نور کی
چمک بینائی کو ڈھانپ لیتی تھی اور انکے سرون پر سبز عمامے اور ہاتون میں زرد
تھے۔ جب انہون نے میرے اطراف صف باندہی مجھکو کہا کہ تم اپنے دشمنون پر
مدد کریگا۔ پھر انہون نے تمہارے چند لوگونکو بلایا اور انکے ہاتون مین شراب پاک کے جو پیالے تھے انکو پلائی۔ پھر
نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ روم مین داخل ہو گیا۔ اور رومیون نے ہمکو دیکھ کے بھاگ نکلے۔ سب مسلمان یہہ خواب سنکے
بہت خوش ہوے۔ اور قوم خولان سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھی ایک خواب دیکہا ہی کہ ہم دشمنون سے لڑتے
ہین ایسے مین آسمان سے سفید پرندے اترے ان کے پر سبز اور انکی چنگل گرگس کیسی تھے وے اپنی چنگل سے دشمنون
کو توڑتے تھے انسے ایک شخص نے تیزی کی تو ایسا چنگل مارا کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مجاہدون نے یہہ سنکے بہت
ہی خوشی کی کہ اللہ تعالی فرشتون سے ہماری تائید کریگا جیسا غزوہ بدر مین کی تھی سعید بن رفاعہ نے خبر دی ہے کہ
ہم اسی قیل وقال مین تھے کہ ناگاہ لشکر روم کی آواز آنے لگی دیکھتے کیا ہین کہ دشمن کا لشکر ہمارے طرف جلد یا آتا ہے ایسے
مین سعید بن ... عمرو بن طفیل العدوی جو اس رات مین لشکر اسلام کے نگہبان تھے وہ دوڑتے آئے اور کہا کہ باہان نے
دیر تک لڑائی سے بازرہ کے ہمارے سے فریب کیا ہی اب اپنا لشکر لیکے نکلا ہے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا ہی کہ ای غازیو
تم بھی آمادہ ہو جاؤ۔ پس مسلمان جلد ہتھیار پہن لین اور گھوڑون پر سوار ہوے۔ جناب خالد بھی پانسو
سوار کو ہمراہ لیکے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون سے تیس ہزار آدمی جو بڑے سپاہی تھے دس دس شخص نے ایک زنجیر سے اپنے

پیر باندھ لئے ہیں تاکوئی بھاگنے نہ پاوے اور خندقین کھدواکے ان مین اترے ہین اور مسیح بن مریم اور صلیب اعظم
اور قسون اور راہبون اور حبارون کنیسون کی قسم کھائی تھی کہ معرکے سے نہ بھاگین - اور باہان نے اپنے لشکر سے
شجیع اور دانشمندون سے ایک لاکھ آدمی کو ثابت قدمی کے لئے لشکر کے آگے رکھا تھا - ورقہ بن حلیل التنوخی جو
ابو عبیدہ کے نشان بردار تھے کہتے ہین کہ لشکر اسلام سے پہلے جو نکلا ایک شخص کم سن قوم ازد سے تھا - اسنے
ابو عبیدہ کی خدمت مین آن کے کہنے لگا کہ ای سردار مین میدان پر جاتا ہون اور چہتا ہون کہ جہاد دین کو شمشیر بجا لاؤن
اور راہ خدا مین اپنی جان نثار کرون اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب فیض مآب مین اپنا کوئی پیام ہو تو آپ
کیجئے - جناب ابو عبیدہ یہہ سنکے رونے لگے اور کہا اِقْرَأْ مُحَمَّدًا مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ إِنَّا وَجَدْنَا
مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا یعنے حضرت کے جناب عالی مین میرے طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے کہ مقرر پایا ہم نے وہ
جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق اور راست - پس وہ مرد ازدی نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا
اور اسکے مقابل ایک رومی بڑے قد و قامت والا نکلا - ازدی نے اسکو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا اور اسکا گھوڑا
اور اسباب لے کے اپنی قوم کے ایک مرد کے سپرد کیا - پھر میدان پر آیا دوسرا رومی اسکے مقابلے کو نکلا وہ ازدی نے اسکو بھی مار ڈالا
ایسا ہی چہار کافر کو قتل کیا - پھر پانچوان رومی نکلا اور اس ازدی کو شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ - ازدی کو قوم والون نے
جب دیکھا کہ اپنا ساتھی مار گیا غصے مین آئے اور لشکر روم کے نزدیک ہوے اور انکا لشکر بھی لشکر اسلام کے میمنہ کے قریب
ہو گیا - جب ابو عبیدہ نے دیکھا کہ دشمنان خدا بہت ہی نزدیک آچکے اور حملے پر آمادہ ہو گئے ہین آواز بلند سے فرمایا
ای مسلمانو صبر کرو اور ثابت قدم رہو اللہ تعالے تمہارے ساتھ ہے - اور گوشۂ چشم سے آسمان کی طرف دیکھ کے دعا کر رہے تھے
کہ ایسے مین رومیون نے لشکر اسلام کے میمنہ پر حملہ کیا میمنہ پر قوم اَزد اور مذحج اور حضرموت اور حمیر
اور خولان تھے ان مسلمانون نے ثابت قدم رہے اور اچھی لڑائی کی کافرون کے لشکر جو متعدد تھے ہر حاکم ایک لشکر پر
مقرر تھا - جب انکا ایک لشکر تھک گیا پھر دوسرا لشکر حملہ کیا اہل اسلام نے اسکو دفع کر دیا - پھر تیسرا لشکر حملہ کیا تب
اہل اسلام سے میمنہ کی ایک جماعت یعنے قوم زبید مین تزلزل آیا سو پیچھے ہٹی اور دوسری گروہ ثابت قدم رہے
سخت لڑائی کی قوم زبید کے سردار جاہلیت اور اسلام مین عمرو بن معدیکرب تھے تب ان کی عمر ایکسو دس برس کی تھی
سو اپنی قوم کو پکارا اور جنگ پر ترغیب دی - تب قوم زبید اور حمیر اور حضرموت اور خولان نے سب بالاتفاق ہو کے
ایسا حملہ کیا کہ اپنی جگہہ پر آگئے اور رومیون کو ہٹا دیا - پھر ابو ہریرہ جو قوم دوس کے سردار اور نشان بردار تھے
اپنے نشان کو جنبش دیکے اپنی قوم کو لئے ہوے ہلے گئے تب رومیون کا دوسرا لشکر مدد پر آیا اور مسلمانون پر سخت حملہ کیا

سو مسلمانون کے گھوڑے منھ پھیرنے لگے اور اپنے مقام سے ہٹ گئے لشکر اسلام کی عورتین جب انکی شکست دیکھین انکو سخت غیرت دامنگیر ہوئی۔ عاصم خولان کی بیٹی سعیدہ نے بیان کیا ہی کہ مین سب بی بیون کے ساتھ مقام پر موا تھی ایک ٹیلے پر تھی۔ جب لشکر عرب کے میمنہ والون نے اپنی جگہہ کو چھوڑ دیا۔ تب غفار کی بیٹی غفیرہ نے کہنے لگین کہ ای عوارت عرب تم اپنے بچون کو گود مین اٹھا لو۔ اور اپنے مردون کے آگے جا کر انکو لڑائی کی ترغیب دو۔ جب دوسری عورتین یہہ بات سنی آگے بڑہین معرکے سامنے مردون کے گھوڑے منھ پھیرے تھے وہ عوارت ان گھوڑون کے منھ پر پتھر مارتے اور پکارتے کہتی تھین کہ اللہ تعالی ویسے مرد کا منھ برا کرے جو اپنی عورت کو دشمن کے حوالے کر کے بھاگے۔ اور اپنے شوہرون کی طرف خطاب کر کے کہتی تھین کہ تم اگر ہمکو ترسایون سے نہ بچاوگے تو تم ہمارے شوہر نہین عیاض بن سہیل بن سعید الطائی نے بیان کیا ہی کہ آذر کی بیٹی خولہ اور مالک بن عاصم کی بیٹی کعوب اور ہاشم کی بیٹی سلمی اور ثعلبہ کی بیٹی خولہ انصاریہ اور قباب لخم اور عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند اور الحریر کی بیٹی لبنی سب عوارت کے آگے تھین اور دف بجا کر اشعار نصیحت آمیز پڑہتی تھین انکی ترغیب دلاتے سے پھرے ہوے لوگ پھر معرکے مین آکے جنگ کرنے لگے ہند ابن عتبہ نے ایک گروہ کو منہزم دیکھا اور کہا کہ تم اللہ تعالی سے اور اسکی بہشت سے کہان بھاگتے ہو وہ تمہارے سامنے ہی اور سبکو دیکھ رہا ہی اور ہند نے اپنے شوہر ابوسفیان کو پھرے ہوے دیکھ کے خیمے کی چوب سے ان کے گھوڑے کے منھ پر مارا اور بولی کہان جاوگے تم ای بیٹے صخر کے تم لڑائی کی طرف پھرو اور اپنی جان کو راہ خدا مین خرچ کرو تا زمانہ جاہلیت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارا جو معاملہ گذرا ہی اللہ تعالی ان چیزون سے تم کو پاک کر دے جب ابوسفیان نے یہہ کلام سنا معرکے کی طرف پھرے اور ان کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی لڑائی پر دلیر ہوی راوی کہتا ہی کہ مین نے دیکھا کہ عوارت بھی ابوسفیان کے ہمراہ ہوکر جنگ کرنے لگین۔ یہان تک کہ عورتین مردون پر سبقت کرتی تھین اور ایک عورت نے ایک سوار سے مقابلہ کیا تھا دیر تک اس سے جدا نہوی یہان تک کہ اسکو گھوڑے سے اوندھا گرا کے مار ڈالا اور بولی کہ یہہ مدد اللہ کی ہی اور ازد کی قوم والون نے ابوہریرہ کے ہمراہ ہوکر سخت حملے کئے اور اکثر انہین سے شہید ہوے سعید بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہی کہ لشکر اسلام کے میمنہ مین سخت لڑائی ہوی تھی کبھی ہمکو غلبہ تھا اور کبھی کفار کو ایسے مین جناب خالد کی نظر جب میمنہ پر پڑی اپنے ہمراہی غازیون کو پکارا اور انکو لئے ہوے جلد آپہنچے اور تکبیر کہتے ہوے چھ ہزار کفار کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمنون کو میمنہ سے ہٹا دیے ان کے قلب لشکر تک پہنچے پھر ایسا مارنے لگے کہ لشکر روم اپنی جگہہ سے ہٹ گیا آخر رومیون نے تاب نہ لاکے بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کر کے قتل کرتے تھے یہان تک کہ دریجان جو انکا ایک سردار تھا اور جس مقام مین وہ کھڑا تھا وہان تک پہنچ گئے۔ کہتے ہین کہ دریجان اس روز اپنی قوم کی شکست دیکھ نہ سکھ کر ریشمی کپڑا اپنے منہ پر

لپیٹ لیتا تھا غرض جب اس کے نزدیک آئے اپنے نیزے سے اس کو گرا کر مار ڈالا واقدی رح سے منقول ہے کہ اس دن قتادہ رض نے ایسی سخت لڑائی کی کہ ان کے ہاتھ میں تین نیزے اور دو تلواریں ٹوٹ گئیں جب لشکر روم اپنی جگہہ سے ہٹ گیا باہان نے مضطر ہوا اور اپنے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی تب اس کے لشکر سے ایک بطریق نکلا وہ بڑا قوی ہیکل اور سخت تھا۔ تب قوم ازد سے ایک مسلمان میدان پر آکے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت جنگ کرکے شہید ہوا پھر اس بطریق نے دوسرے کو بلایا۔ تب معاذ ابن جبل رض نے نکلنا چاہا پر ابو عبیدہ نے انکو منع کیا معاذ کہنے لگے اے مسلمانو تمہارے سے کون ہے کہ یہہ میری ہتھیار لے اور یہہ میرے گھوڑے پر سوار ہوکے اس دشمن خدا سے جنگ کرے تب ان کے فرزند عبد الرحمن جو نوجوان تھے کہنے لگے میں جاتا ہوں پس اپنے والد کے گھوڑے پر سوار اور انہیں کی ہتھیار ہاتھ میں لئے اور کہنے لگے ای میرے باپ اب میں اس دشمن خدا کی طرف جاتا ہوں اگر اللہ تعالی چاہیگا اس پر مجھکو غلبہ دیگا۔ اگر مجھکو شہادت نصیب ہو آپکو یہہ میرا اخیر سلام ہے اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں آپکی کچھ عرض ہے تو وصیت کیجئے۔ معاذ نے کہا ای فرزند میرے طرف سے حضرت کی جناب میں سلام پہنچا اور عرض کر کہ اللہ تعالی تمام امت کی طرف سے آپکو جزاے خیر دیوے۔ پس عبد الرحمن بن معاذ شعلہ آتش کے مانند میدان میں آکے اس بطریق پر حملہ کیا اور اسپر تلوار چلائی لاکن تلوار اچھل آئی اور کارگر نہوئی۔ پھر بطریق نے ان پر تلوار ماری سو انکا عمامہ کٹ جاکے سر زخمی ہوا۔ بطریق نے سمجھا کہ وہ مارے گئے یہہ سمجھکے اس نے پھرا۔ معاذ نے جب یہہ حال دیکھا جلد آکے انکے زخم کو پٹی باندھی۔ باذن اللہ انکا زخم اسیوقت درست ہوگیا۔ پھر اس ملعون نے کمال تکبر سے تین حملے کئے لاکن قوم ازد کے اس نے چار آدمیوں کو مار ڈالے۔ ابو عبیدہ نے فرمایا ای مسلمانو کون ہے تم سے جو اس ملعون کا مقابلہ کرے تب عامر بن الطفیل الدوسی جو اصحاب الرایات سے تھے اور یمامہ میں خالد بن ولید کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے جنگ میں حاضر تھے میدان پر آئے۔ کہتے ہیں کہ یمامہ کے جنگ میں ایک شب انہوں نے یہہ خواب دیکھا کہ ایک عورت نے انکے لئے اپنی فرج کو کھولدیا عامر اس میں داخل ہوے پھر انکے بیٹے بھی دیکھ کے آپ بھی اس میں داخل ہونے کے لئے دوڑے ایسے میں عامر بیدار ہوے اور یہہ خواب مسلمانوں سے بیان کیا کوی اسکی تعبیر نہیں جانا۔ عامر نے آپ ہی یہہ تعبیر کہی کہ وہ عورت زمین ہے اسکی فرج میں جو میں نے داخل ہوا اس سے مراد یہہ کہ میں جنگ میں مقتول ہوکے زمین میں مدفون ہونگا اور میرے بیٹے کو زخم لگیگا اور قریب ہے کہ وہ پیچھے سے آملیگا۔ پس عامر جنگ یمامہ میں تو سلامت رہے لاکن ان کے خواب کی تعبیر کا ظہور جنگ یرموک میں تھا۔ القصہ جب عامر نے میدان پر آیا ایک حملہ ایسا کیا کہ لشکر روم کے میمنہ کو میسرہ پر الٹ دیا پھر اس بطریق کے طرف باگ پھیری سو عقاب کے مانند اس کے نزدیک ہوگیا اور اسپر نیزہ چلایا تو وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ اسی نیزے سے

جندب بن عامر کی بہادری

انہون نے عرب کے مرتدون سے لڑائی کی تھی - اور جنگ یمامہ مین بھی انکے ہاتھہ مین تھا - غرض جب وہ نیزہ ٹوٹ
گیا عامر نے اس کو اپنے ہاتھہ سے ڈال دیکے تلوار کھینچ لیا اور ابن عطریف کے شانے پر ایسا ضرب کیا کہ تلوار اسکے
انتڑیان تک پہنچ گئی اس دشمن خدا نے اپنے گھوڑے سے اوندہا ہوکے گر پڑا - عامر نے اسکا گھوڑا اور ہتھیار لیکے اپنے
بیٹے کے سپرد کر دیا پھر لشکر روم کی طرف گھوڑا اٹھایا اور پے در پے تین حملے کئے ایک میمنہ پر دوسرا میسرہ پر تیسرا قلب لشکر پر
اور اپنے حملے مین عرب منتصرہ کو ملایا اور انسے ایکسو سوار کو مار ڈالا تب جبلہ نے انکے مقابلے کے لئے نکلا وہ ایک زرہ ریشمی
طلائی کام کیا ہوا پہنا تھا اور اسکے سر پر ایک ایسا خود تھا کہ شعاع آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اسکی سواری کا گھوڑا عاد کے
گھوڑون کی نسل سے تھا پس جناب عامر اور جبلہ ہر دو ایک دوسرے پر حملے کئے لاکن عامر نے جو اس پر وار کیا وہ وار بیکار رہا -
اور جبلہ کا وار کارگر ہوا سوان کے گیسو سے شانے تک کٹ گیا عامر شہید ہوے رضی اللہ عنہ - پھر عامر کے بیٹے جندب
نے میدان پر آیا اور پکار کر کہا کہ ای قاتل تو ٹھہر مین اپنے باپ کا بدلہ لونگا - جبلہ نے کہا کہ مین تمہارا قتل نہین چاہتا ہون کیونکہ تم
کم سن ہو تم پلٹ جاؤ میرے مقابلے کے لئے اور کوئی آوے - جندب نے کہا کہ مین کس طرح پھر جاؤن حالانکہ مین غم دیدہ
ہون واللہ مین نہین پھرونگا اپنے باپ کا بدلہ لونگا یا انسے جا ملونگا - پھر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے جندب کی ایسی بہادری
ظاہر ہوئی کہ لوگون کو بڑی حیرت ہاتھہ دی - ابو عبیدہ بھی دیکھکے بہت خوش ہوے اور کہے کہ ایسی ہی لوگ ہوتے ہین جو
اپنی جان کو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین پھر انکے حق مین دعا کی جابر بن عبداللہ انصاری لکھتے ہین کہ مین یرموک مین
حاضر تھا جندب نے کسی جان کو تشریف تر نہ دیکھا لاکن جب موت آ پہنچی نہ شدت نفع دیتی ہے نہ ہتھیارون کی کثرت آخر صورت
یہہ ہوئی کہ جندب نے جبلہ پر تلوار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ اسکو سست کر دیا پھر جبلہ نے وار کیا تو جندب بھی شہید ہو گئے
اور عامر کا خواب راست آیا - اور جبلہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا اور اپنی دلیری پر بہت نازان تھا اور باہان اسکا شکریہ کہلا
بھیجا اور مسلمان ان باپ بیٹے کے مارے جانے سے غمگین ہوے دوس کی قوم والون نے پکار کر کہنے لگے الجنۃ

الجنۃ خذوا بثار سیدکم عامر و ولدہ من اعداء اللہ

یعنے بہشت روبرو ہی بہشت روبرو ہی تم بدلا لو اپنے سردار عامر اور انکے فرزند فاخر کا خدا کے دشمنون سے یہہ سنتے ہی
دوس کی قوم جنگ کے لئے آگے بڑھی اور قوم ازد جو انکی ہم سوگند تھی وہ بھی انکے ہمراہ ہوئی پس پھر دو قوم مل کر
قوم غسان اور لخم اور جذام پر حملے کئے یہانتک کہ ان کے صفون کو پھاڑ کے انکی صلیب تک پہنچ گئی - قوم غسان سے
ایک شخص جو صلیب اٹھایا تھا ایک مسلمان اسکو نیزے سے مار کے اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور اسکی صلیب الٹ کے
گر پڑی اور بہت سے کافر مارے گئے - اسدن بڑا سخت جنگ ہوا وہ تیسرا دن یرموک کا بڑا سخت تھا یہان تک کہ مسلمانون

شکست آئی تھی پھر انشب نے ان کو ادہر فتح دلا مرتبہ دی یہان تک جنگ ہوا کہ رات کی تاریکی آگئی بہتسے سے
مشرکین قتل ہوئے اور بعضوں سے مسلمان شہید ہو بشہادت انکو نصیب گئی ابن جریر کی صحیح روایت سے ثابت
ہوا ہے کہ اس روز سات ہزار کی جمیعت اکتالیس ہزار کی تھی۔ غرض جب رات آئی فریقین اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے ابوعبیدہ
نے مسلمانوں کو ساتھ لیکر دو نمازیں جمع کرکے ادا کیا۔ اس کے بعد جناب خالد بن ولید پھرتے ہوئے مسلمانون کے ہر
خیمہ میں تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے زخموں کو پٹی باندھتے اور انکو تسکین دیتے اور ثواب آخرت کے
امیدوار کرتے تھے صبح تک یہی حال رہا جب صبح ہوئی ابوعبیدہ نے خوف کی نماز پڑھائی۔ اور ماہان اپنے لشکر کی
شکست دیکھ کے جو ملول تھا۔ اپنے لوگون کو بہت جھڑکی دی وے سب معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے ہم ہیں جو بہت تیغ ہین
اب تک بیٹھے لڑتے ہین کل ہم اچھی لڑائی لڑینگے۔ غرض وہ شب کافرون پر تو درد و حسرت سے اور مسلمانون پر شکر و فرحت
سے گذری۔ جب اہل اسلام نماز صبح سے فارغ ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون نے اپنے لشکر کے صلیب ظاہر کئے
ہین۔ پس ابوعبیدہ بھی اپنا لشکر لیکے میدان پر آیا یرموک کے مقام پر وہ پہونچے تھے رک گئے تھا ماہان نے اپنا تخت ایک
ٹیلے پر دلوایا تھا تا ہر دو لشکر کا حال معاینہ کرے۔ غرض جب ہر دو لشکر مقابل ہوئے ابوعبیدہ نے اپنے لشکر کے
سوار اور پیدل کی صفین آراستہ کین میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر کے سردار اور نشان بردار مقرر کئے اور تیر اندازون
اور نیزہ بازون اور شمشیر زنون کے ٹکڑیان جدا جدا مقرر کرکے آپ درمیان کھڑے رہے اور جہاد کی فضیلتین اور شہادت
کے ثوابین اور تدبیرین بیان کین۔ پھر ابوسفیان نے اپنے فرزند یزید کے نشان کے پاس آئے اور انکو اپنے
ساتھیونکو لئے ہوئے حملہ کرنیکا ارادہ کیا تھا سو اپنے فرزند کو جہاد مین ثابت قدم رہنے اور دین اسلام کی مدد کرنے
پر وصیت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور ثواب آخرت یاد دلوائی پس یزید بن ابوسفیان نے تیغ ہمشیر
قلب لشکر پر حملہ کیا اور انکی ٹکڑی بھی ان کے ساتھ تھی ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ لوگون نے ان کا نیزے کا جہاد دیکھکے
تعجب کرنے لگے۔ ایسے مین لشکر روم سے ایک بطریق نکلا بڑا قوی ہیکل اور شدید تھا اس کے ہاتھ مین ایک نیزہ تھا
جس مین سونے کی صلیب جڑی تھی اور دس ہزار رومی سوار اسکو گھیرے ہوئے تھے۔ وے سب کے سب لشکر اسلام
کے میمنہ کی طرف باگین پھیرین عمرو بن العاص جو میمنہ پر تھے ان پر شکست رومی سو اپنی جگہ سے پیچھے ہٹے یہان
تک رومیون نے مسلمانون کے اوایل لشکر مین داخل ہوگئے عمرو بن العاص ٹکڑی پر حملہ کرتے کرتے اس ٹیلے تک
ہٹا دے کہ جس پر مسلمانونکی عورتین تھین۔ اور رومیون نے اس ٹیلے کو بھی گھیر لیا۔ تب ایک عورت انصاریہ نے
آواز کی کہ کہان ہین دین کو مدد دینے والے کہان ہین اسلام کی حمایت کرنے والے راوی کہتا ہے کہ اس وقت

[illegible]

زبیر بن العوام کی آنکھ آشوب کیئین تھیں سو انکی بی بی اسما بنت ابی بکر صدیق انکا علاج کر رہی تھیں سو اپنی بی بی سے
پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ ہے جو عورت نے آواز دی - تب بی بی عفیرہ بنت عفار نے کہا کہ ای رسول خدا کے پھوپی کے فرزند
لشکر اسلام کے میمنہ پر شکست ہو رہی ہے یہان تک کہ دشمنون نے میمنہ والون کو ہمارے تک ہٹا دیا اور ہمکو بھی گھیر لیا - زبیر نے
کہا واللہ مین دین کے مددگارون سے ہون پس اپنی آنکھ سے کپڑے کو نکال دیا - اور اپنا چھوٹا نیزہ اٹھا لیکے گھوڑے
پر سوار ہوا - اور تن تنہا دو ہزار سوار پر ایسے حملے کئے اور بہادری کے ایسے کرشمے تبلائے کہ کسی کی آنکھین نا دیکھین
ہون اور حملہ کرنیکے وقت پکار کے کہتے تھے کہ مین زبیر بن العوام ہون مین رسول اللہ کی پھوپی کا بیٹا ہون - یہان تک
نیزہ بازی کی کہ لشکر روم کو پھیر دیا ان کے گھوڑے منھہ پھیرنے لگے لیث بن ہبایر کہتا ہے کہ مین نے آنکھون سے دیکھا ہے
کہ زبیر اپنی ذات سے دو ہزار سوار کو پھیر دیا اور انکے ساتھہ کوئی شخص نہین تھا پس عمرو بن العاص اور انکے ہمراہی لوگ
بھی ان پر حملے کئے یہان تک کہ ان کافرونکو شکست ہوگئی واقدی رح سے منقول ہے کہ حمیر امینی نے تین ہزار
کی جمعیت سے شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا شرجیل کی ٹکڑی والون کے قدم
پھسل گئے شرجیل مع چند شخص اپنی جگہہ نچھوڑے بہت ثابت قدم رہے اور ایسی تیر اندازی کی کہ قوم ارمن کو ہزیمت ہوئی
پھر جب شرجیل انکا پیچھا کرکے اپنی جگہہ پر لوٹ آئے ان کی قوم کے سب لوگ آکر انکو گھیر لئے - تب شرجیل ان پر غصہ ہوا
اور کہنے لگا کہ تمہین کیا صدمہ پہنچا تھا جو تم نے اپنی جگہہ چھوڑ دی - اور ان سبلے فتنہ عجمی کافرون سے شکست اٹھائی حالانکہ
تم لوگ دین کے حامی اور فرمان بردار اور اہل قرآن اور بندگان رحمان ہو - آیا تم نے نہین سنا کہ اللہ تعالے اپنی کتاب مجید
مین فرماتا ہے وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ
بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ آیا نہین سنا ہے تم نے یہہ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ آیا تم موت سے بھاگتے ہو اور بہشت سے گریز کرتے ہو - انھون نے کہا یا صحابی رسول اللہ
یہہ لغزش شیطان کی طرف سے تھی جیسے احد اور حنین مین ہوئی - اب ہم تمہارے ساتھ ہین تم حملہ کرو ہم بھی تمہارے
ساتھ حملہ کرتے ہین - شرجیل نے یہہ سنکے ان کی حق مین دعا کی - اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے نزدیک اپنے مقام
پر قیام کیا تا نگہبان رہے - جب قیس بن ہبیرہ نے دیکھا کہ شرجیل کی ٹکڑی اپنی جگہہ پر ٹھہری ہے آپ اپنی قوم کو ساتھ
لیکے رومیون پر میمنہ کی طرف حملہ کیا - اور جناب خالد نے میسرہ کی طرف سے حملہ لایا - پھر زبیر بن العوام اور ہاشم نے
بھی ایسے سخت حملے کئے اور کافرون کو مارتے مارتے یہان تک بڑھے کہ باہان کے خیمے تک پہنچ گئے - جب باہان نے یہہ حال
دیکھا اپنے تخت سے اتر کر بھاگا - اور اپنے لوگون کو بڑی شدت سے سرزنش کی - تب رومی پھر معرکے کی طرف پھرے - اور ابو عبیدہ

بھی سعید بن زید کو پکارتے تب المنصور ستے اپنی ٹکڑی کو لئے ہوئے سخت حملہ کیا اور مجاہدین کہتے تھے لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ بارگاہ الٰہی سے مسلمانوں کو مدد ہوئی - اور لڑائی ہو رہی تھی کہ ایسے میں ابو سفیان نے اپنے
بیٹے یزید کے نشان کے نیچے کھڑا رہکے آواز کی اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی مسلمانوں کے سرداروں نے جو آنکے
قریب تھے جب ان کی آواز سنی بڑی شدت سے لڑنے لگے - رومیوں سے بھی لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے جو اپنے
پیروں کو زنجیروں سے باندھ لئے تھے وے تیراندازی میں بڑا کمال رکھتے تھے جو انکی طرف قصد کرتا اس پر تیر چلا کے
پھیر دیتے تھے وے ایک لاکھ شخص تک تھے انکی تیروں کا بڑا صدمہ تھا اگر اعانت الٰہی شامل حال نہ ہوتی مسلمان ہلاک ہو جاتے
غرض اہل اسلام اس حملے میں مظفر و منصور ہوئے اور مشرکوں سے بہت لوگ ہلاک ہو گئے - راوی نے بیان کیا ہے
کہ رومیوں سے ایک کافر نکلا قد و قامت اور ڈیل ڈول میں ایک بھاری درخت کے مانند تھا اور اس کے بدن پر
ایک سنہری زرہ اور اس کے سر پر ایک خود طلائی کام کا تھا جس میں ایک صلیب سونے کی جڑاو کی لگی تھی اور اُسکے
ہاتھ میں ایک نیزہ تھا اس نے میدان میں آکے لڑائی طلب کی - تب ذو الکلاع حمیری کا ایک غلام سیاہ رنگ اس
سے لڑنے نکلا - لیکن جب وہ پیدل تھا اور اس پر زرہ نہیں تھی اسواسطے اسکے ہلاک سے ڈرکے اسکو پھیر دیکے آپ مقابلے کو
آیا تھوڑا وقت ہر دو میں خوب نیزہ بازی ہوئی جب ہر دو تھک گئے - اپنی تلواریں کھینچیں حمیری اس رومی پر
وار کیا سو اسکی ڈھال کٹ گئی اور وہ رومی جب وار کیا حمیری کا ہاتھ زخمی ہو گیا - جب ہاتھ بیکار ہوا حمیری نے
اپنی جگہ پر لوٹ آیا انکے ہاتھ سے خون جوش کر رہا تھا - انکی قوم نے اُنکے زخم کو پٹی باندھی - پس حمیری نے اپنی قوم
کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ کون ہے جو میرا بدلہ اس کافر سے لے - تب قوم میں سے ایک شہسوار نکلا مانند شعلہ آتش کے
نکلا اور ایک دلیرانہ حملہ کیا اور نیزہ سے اسکے سینے پر ایسا سخت ضرب کیا کہ پیٹھ پر سے نکلا وہ مر گیا اور گر کے زمین پر
جب وہ شہسوار نے اس مقتول کا اسباب نکالنا چاہا تب رومیوں کی ایک ٹکڑی آکے اس کو گھیر لی - وہ شہسوار اپنے
کمال دلاوری سے انکو پھیر دیا اور اسکا اسباب نکال لیا اور حمیری کے پاس لے آیا انہوں نے اسی کو دے دیا اس نے
اپنی قوم کے حوالے کر دیکے پھر میدان پر آیا - لشکر روم سے ایک بطریق نکلا وہ شہسوار نے اس کو بھی قتل کیا - پھر تیسرا
آیا اسکو بھی مار ڈالا پھر چوتھا نکلا سو اس شہسوار حمیری کو شہید کیا وہ ملعون اس شہید کا اسباب نکالنا چاہتا تھا کہ ایسے
میں ایک انصاری نے اسکے سینہ پر مارا وہ کافر زمین پر گرا اور مر گیا - یہ بطریق رومیوں میں بڑے مرتبے والا تھا
جب وہ مارا گیا رومیوں کو بڑی گھبراہٹ ہوئی - باہان نے انکو تسکین دی - تب لان کا بادشاہ مرویس نکلا اور وہ شاہانہ
زرہ پہنے تھا اور اسکا لباس ایسا تھا کہ اس کو جواہر لگے تھے - اور اسکے کمر میں جڑاو کا پٹکہ تھا میدان میں آکے کہنے لگا کہ میں بادشاہ

لالان کا ہون پس ویرپسے مقابلے کے لئے کوئی سردار ہی نکلا چاہیئے - تب شرجیل بن حسنہ نکلے ان کے بدن پر زرہ
آہنی اور کمر بند پوست کا تھا اور شہرے گھوڑے پر سوار تھے شرجیل اشعار رجز پڑھتے - مریوس کچھ زبان عربی
جانتا تھا - وہ پوچھا کہ کیا کہتے ہو شرجیل نے کہا کہ عرب کا معمول ہے کہ جنگ مین ایسے اشعار پڑھتے ہین کہ جس سے
شجاعت حاصل ہوتی ہے پھر کہا کہ ہمین دین کے تذکرون مین جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے ہین
پوچھا کہ وہ کیا ہے - شرجیل نے کہا کہ ... ہمکو وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے ہمارے واسطے لکھ
اور عطر مین ... فتح کریگا - اور ہم شام اور عراق یا خراسان کے مالک ہوجاوینگے - اور خزانے اور
سے ہم ... اور اللہ تعالی ... ہم غالب ہوجاوینگے - اس ملعون نے کہا اللہ تعالی ظالم کو مدد نہین دیتا
تم ظلم کرتے ہو تم سے وہ چیز مانگتے ہو جس کے تم مستحق نہین - شرجیل نے کہا کہ ہم وہ قوم ہین کہ اللہ تعالی نے ہمکو اسکا
حکم دیا ہے - اور زمین کا مالک اللہ تعالی ہے جسکو چاہتا ہے اسکو وارث کرتا ہے اور عاقبت کی خوبیان پرہیزگارون کے واسطے
ہے - اور مین پاتا ہون کہ تو بعض لغت عربی جانتا ہے - پس اگر تو صلیب کی عبادت چھوڑدیگا اور دین اسلام مین داخل
ہوگا تو اہل بہشت سے ہوجاویگا - اس شقی نے کہا کہ مین اپنے قول سے پھرنے والا نہین اور اپنی گردن سے ایک
صلیب نکالی اور اس کو بوسہ دیا اور اپنے آنکھون پر رکھا اور اس سے مدد طلب کی - یہ دیکھتے ہی شرجیل خشمناک
ہوئے اور فرمایا کہ سختی ہو تجھ پر اور تیرے ساتھیون پر اور ان لوگون پر کہ جنکا قول تیرے قول کے ساتھ ہے پھر
ہر ایک جنگ پر آمادہ ہوئے ایک گھڑی تک ہر دو گرداوت ... جب شرجیل نے اس دشمن خدا کی تیزی
دیکھی اسکو اپنے قابو مین لینے کے واسطے اسکو پیٹھ دی اس مشرک نے انکا پیچھا کیا شرجیل نے قصدا اپنے
گھوڑے کو دوڑانے مین کمی کی جب تھوڑی راہ طے ہوئی اور وہ نزدیک پہنچ گیا - شرجیل اپنے گھوڑے کی باگ
پھیری اور اس پر نیزہ مارا لیکن وہ وار خالی ہوگیا پھر ہر دو اپنی تلوارین کھینچ لے کر یہان تک لڑے کہ ہر دو
تلوارین ٹوٹ گئین اور ہر دو ایکدوسرے کو سخت لپٹ گئے - وہ ملعون قد وقامت مین بڑا اور مضبوط اور بھاری تھا اور
شرجیل نحیف اور لاغر تھے کیونکہ وہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے جب وہ مشرک نے بہت زور سے انکو دبایا
قریب تھا کہ انکو اٹھا لے ایسے مین ضرار نے یہ حال دیکھکے بیقرار ہوا اور پیدل انکی طرف ایسا دوڑا جیسے ہرن
اور ان کے ہاتھ مین خنجر تھا جب نزدیک پہنچا اس ملعون کی پشت مین ایسا سخت مارا کہ اسکے دل تک پہنچ گیا پس
وہ مردہ ہوکے گر پڑا - جب ضرار نے بادشاہ لالان کو مارڈالا رومی بہت خشمناک ہوئے تب انہون نے ایک سوار بڑا بہادر
نکلا اور لڑنے والے کو طلب کیا - تب زبیر بن العوام نکلے اور اس سوار کو مارڈالا - پھر دوسرا سوار نکلا - زبیر نے اسکو

عام طور سے تی تھین وے مجاہدین کو پانی پلایا کرتین اور انکی زخمون کو علاج کیا کرتین تھین مین کسی قریش عورت
کو جنگ کرتی ہوئی نہین دیکھا نہ حضرت کے ہمراہ رکاب نہ خالد کے ساتھ جنگ یمامہ مین - حضرت عمر کی خلافت مین
ایسے بہادر عورتین نکلین کہ بسا مردون پر انکو سبقت تھی خصوصاً یرموک کے جنگ مین عورتون نے عجب عجب شجاعت
کی داد دین رومیون پر جب حملہ لاتین اپنے قوم و قبیلے کا نام ظاہر کرتین اور کہتین کہ مین فلان کی بیٹی ہون اور
بعض عورتین مشرکون سے لڑین اور بعض ان مسلمانون پر حملہ کرتین کہ جنکے گھوڑے معرکے سے پھر گئے ہین -
یہان تک کہ وے مسلمان پھر میدان کی طرف رخ کئے ان بی بیون سے خولہ بنت الازور بن طارق اور ام حکیم بنت
حرث اور لبنی بنت سالم اور سلمی بنت لوی بن عاصم نے چوبون سے انکے منھ اور سر پر مارتے اور انکو غیرت دلاکے
معرکے کی طرف پھیرتے تھے - ام حکیم نے کمال بہادری سے لشکر کے آگے ہوکے تلوار سے جنگ کرتین اور مشرکون کو
پھیر دیتی تھین - واقدی ابن ابی عون نے بیان کیا ہے کہ مین نے ہند بنت عتبہ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ مین ہندی تلوار
تھی اور مشرکون کو قتل کرتین اور پکارتے تھی تھین کہ ای گروہ عرب ان بے ختان کافرون کو کاٹ ڈالو - اور اسوقت
ابوسفیان کی آواز کے سواے اور کسی کی آواز نہین آتی تھی اور وہ باواز بلند نصیحت کرتے تھے کہ ای مسلمانو یہہ آزمایش
کا ایکدن ہے تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرو - اور اسما بنت ابی بکر صدیق کا یہہ حال تھا کہ وہ اپنی باگ کو اپنے شوہر
زبیر بن العوام کی باگ کے ساتھ ملا دیا تھا - جیسا زبیر تلوار مارتے اسما بھی ویسا ہی وار کرتی تھین - ابن جابر لکھتا ہے کہ
ضرار کی بہن خولہ نے ایک کافر کا مقابلہ کیا اور وہ کافر نے اس کے آگے ہمارے پر حملہ کیا تھا خولہ نے اس پر تلوار کا
ایک ایسا وار کیا کہ انکی تلوار اڑ گئی - جب وہ بے تلوار ہوگئین اس ملعون نے ان پر تلوار چلائی اس بی بی کے سر پر
سخت زخم لگا سو خون جاری ہوا اور وہ زمین پر گر پڑین - جب بی بی عفیرہ نے یہہ حال دیکھا اس کافر پر حملہ کرکے
تلوار سے ایسا مارا کہ اس کے سر کو جدا کر دیا پس خولہ کے پاس آکے انکو اٹھایا تو ان کے سر کے بال خون سے رنگین
ہوگئے تھے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے خولہ نے کہا الحمد للہ مین بخیر ہون لاکن میرا گمان یہہ ہے کہ مین بالضرور مرجاؤنگی
پھر خولہ نے دریافت کی کہ میرے بھائی ضرار کا کیا حال ہے تم کو کچھ معلوم ہے - عفیرہ نے کہا کہ مین انکو نہین دیکھا - خولہ نے
یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِدَاءً لِأَخِيْ وَلَا تَفْجَعْ بِهِ الْإِسْلَامَ یعنے یا اللہ مجھکو عوض کر میرے بھائی کا
اور نہ غمگین کر اسکے سبب سے اسلام کو - بی بی عفیرہ نے بیان کیا ہے کہ مین نے خولہ کو اٹھانے مین بہت کوشش کی تھی
تب وہ اٹھ کھڑی نہ سکین - پھر اللہ نے انکو جلد صحت عطا کی کہ ہنوز رات نہ آئی تھی کہ انہون نے لشکر اسلام مین پھرتین
اور پانی پلاتی تھین - گویا ان کو کچھ اذیت ہی نہ پہنچی - اور ان کے بھائی ضرار نے انکے سر کا زخم دیکھ کے پوچھا کہ ای بہن

تمہارا کیا حال ہے - خولہ نے کہا کہ ایک کافر نے تلوار کا ضرب کیا تھا اسی وقت عفیرہ نے اسکو
مار ڈالا - ضرار نے کہا ای بہن ای بہن تم خوش ہو کہ ایک زخم کے عوض مین نے بے شمار کفار کو قتل
کیا ہی واقدی رح نے صفوان بن راشد سے روایت کی ہے کہ [illegible] جب ماہان کی
شکست ہوی تب نجم بن مفرج کا کلام اہل اسلام کو بڑا قوت دیتا تھا نجم بن مفرج [illegible]
سے تھے بڑے حاضر جواب اور خوش بیانی اور فصاحت لسانی مین سب فصحا سے ممتاز اور بلند آواز
تھے اور انکا کوی کلام سجع اور قافیہ سے خالی نہین ہوتا تھا جنگ یرموک کے دن انہون نے جو
مین وعظ فرمایا بعضے لوگون نے اسکو یاد کرلیا [illegible] اسکا وعظ سنتے ہی نمازیون کی
شجاعت اور جرات زیادہ ہوی - آتش قتال شعلہ مارنے لگی - کہتے ہین کہ [illegible] اس روز
سر پر لوح سرخ باندھا تھا - اور ایک بطریق سے مقابل ہوے کہ جسکا نام نسطور اتھا اور وہ ریشمی لباس
پہنا تھا بڑا سخت اور جوان تھا ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے دفعتہ خالد کا گھوڑا زانو پر بیٹھ گیا
ہوا تب خالد اسکے سر کی طرف جھکے اس عدو نے خالد کی پشت پر تلوار چلائی لاکن اسکی تلوار
بیکار کام نہ کی - اور گھوڑا جو سر کے اٹھا لاکن خالد کا تاج انکے سر سے زمین پر گر پڑا - خالد نے پکارا
کہ تاج اٹھا کر دو - تب بنی مخزوم سے ایک شخص دوڑا اور تاج کو اٹھا کر دیا - اور پوچھا کہ ای سردار ایسی سخت
لڑائی مین اس تاج کے واسطے آپ کس لئے مضطر ہوے - فرمایا کہ حجۃ الوداع مین جب حضرت نے اپنا
سر مبارک منڈوایا اور موے شریف تقسیم کئے تھے مجھے بھی پیشانی کے چند موے مبارک عنایت ہوے
تھے مین نے بڑی خوشی سے لئے - تب حضرت نے پوچھا کہ تم انکو کیا کروگے مین نے عرض کی کہ اسکو تبرک
کے طور پر رکھونگا - اور کافرون کے جنگ مین اسکا وسیلہ لا کے بارگاہ الٰہی سے اعانت طلب کیا
کرونگا - حضرت نے فرمایا کہ جب تک یہ بال تمہارے پاس رہینگے تم دشمنون پر فتحیاب ہوگے پس
مین نے اسکو اس تاج مین رکھا ہون اسی کی برکت سے ہر جنگ مین کافرون پر فتح پاتا ہون غرضکہ

خالد نے اس تاج کو اپنے سر پر رکھا اور سر بند سرخ سے مضبوط باندھ لیا۔ اور اس بطریق پر حملہ کر کے اسکے شانے پر
ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دوسرے شانے تک کٹ گیا۔ دوسرے وار کا ارادہ کیا تھا کہ ایسے مین اسکے ساتھیون نے
اس کو کھینچ لیا اور وہ بطریق اسی وقت مر گیا۔ یہہ حال دیکھتے ہی لشکر روم مین جو لوگ باقی تھے ان کی ہمتین پست ہو گئین
اور پیش قدمی کرنے کی کسی کو طاقت نرہی۔ خالد بار بار انکو میدان پر بلاتے تھے پر انکے مقابلے کے لئے کوئی نہین نکلتا تھا
اس روز خالد سے ایسی کوششین ظاہر ہوئی کہ انکے ہاتھ سے نون تلوارین ٹوٹ گئین۔ جیسے حضرت کے وقت جنگ موتہ مین
نون تلوارین ٹوٹین تھین۔ یہان تک لکھے ہین کہ اس روز خالد کی لڑائی ایک سو بہادر شہسوار کی لڑائی کی سی تھی۔ القصہ اس
روز شام تک بڑی شدت سے لڑائی ہوئی جب آفتاب زرد ہوا کفار بھی زرد رو ہو کے پیٹھ پھیری اور بے اختیار بھاگنے
لگے۔ اور لشکر اسلام جو انکا پیچھا کیا تھا انکے لشکر کا ایسا رگیلا ہوا کہ اہل روم سے جو لوگ اپنے پیرون مین زنجیرین باندھی تھین
لشکر اسلام کے رگیلے مین آ کے پامال ہو گئے۔ اس روز کفار جو تہ تیغ ہوے انکا شمار دشوار تھا۔ یرموک کا بیابان مقتولون
کی کثرت سے بھر گیا اور لعشون کا ہی فرش ہو گیا۔ اور جا بجا خون بہہ رہا تھا اگرچہ ہر دو طرف لوگ زخمی ہوے لاکن رومیون
سے بہت زخمی ستھے۔ جب آفتاب غروب ہوا اہل اسلام مظفر و منصور اور خورم و مسرور اپنے لشکرگاہ کی طرف پھرے
عورتین غازیون کی زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوین۔ اور عبیدہ نے مسلمانون کی نگھبانی کے لئے ایک سردار کو مقرر
فرمایا اور آپ سوار ہو کے لشکر مین گشت کر رہے تھے۔ ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ اور دو سوار گشت کر رہے ہین ابو عبیدہ
نے انکو دیکھ کے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ان سوارون نے جواب دیا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ وے ہر دو سوار ایک زبیر
بن العوام تھے۔ دوسری انکی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق۔ ابو عبیدہ نے انکو سلام کیا اور پوچھا کہ ای ابن عمہ رسول اللہ
کس لئے تم نکلے ہو۔ کہا کہ میری بی بی اسما نے کہا کہ آج کی شب سب بے تماندے ہین بہتر ہے کہ ہم انکی نگھبانی کے لئے نکلین
ابو عبیدہ نے ان کے حق مین دعا کی اور شکریہ بجا لایا اور کہا کہ تم تصدیع نہ اٹھاؤ اب اپنے خیمہ مین جا کے آرام پاؤ لاکن وے
نہ پھرے تمام شب گشت کرتے رہے۔ طرفہ یہہ ہے کہ اسی شب کافرون کے لشکر پر ایک معاملہ عجیب گذرا وہ یہہ ہے کہ حمص کے
سردارون سے ایک شخص کہ جسکا نام ابو الجعید تھا۔ یرموک کے قریب اپنا مسکن ٹھہرایا تھا رومی لوگ مسلمانون سے جنگ
کرنیکے ارادے سے جب نکلے اور ابو الجعید کے کھیتون مین اترے۔ اسنے انکی مہمانی کی اور اکرام کیا۔ رومیون کی ایک ٹکڑی
ابو الجعید کی عورت پر نظر بد کر کے اس سے بدفعلی چاہی اس نے انکو منع کیا جب نہین مانے انہین گالیان دین اور اس کی عورت
بھی کنارہ لیا آخر ان ظالمون نے بجبر اس سے زنا کیا اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا۔ پس ابو الجعید اور اسکی عورت ان کے سردار کے
پاس فریاد لیگئے اسنے التفات نہ کیا اور ان کی دادرسی نہ کی ابو الجعید اسبات کا بڑا کینہ رکھتا تھا۔ جنگ یرموک مین جس روز

قسم دیکے پھیرا - باہان جب دیکھا کہ اپنے لشکر کا ایک بڑا رکن مارا گیا یہہ معاملہ اس پر بہت ہی سخت گذرا اور بہت ہی ملول اور فکر مند ہوا - پھر اسکے لشکر سے جرجیس جو نصارا مین بڑا عابد تھا اور جرجیر سے اسکو قرابت تھی میدان پر آیا تب ضرار بن الازور تنہا آگے - کے مانند اس کے طرف نکلے جب اسکی بھاری ڈیل ڈول کو دیکھا خیمے مین گئے اپنا لباس اتار کے فقط ازار باقی رکھی ڈہال اور کمان لئے ہوے باہر نکلے - اس عرصے مین مالک نخعی سرجیس سے مقابلہ کر رہے تھے اور اس کو اس لفظ سے خطاب کرتے تھے تَقَدَّمْ یَا عِبَادَ الصَّلِیْبِ اِلَی الرَّجُلِ النَّجِیْبِ نَاصِرِ مُحَمَّدٍ نِ الْحَبِیْبِ اسنے مارے خوف کے جواب نہ دیا مالک نخعی نے چاہا کہ اسپر نیزہ چلاوے لاکن اسنے زرہ ایسا پہنا تھا کہ سارا بدن اسی مین ڈہب گیا تھا کہین نیزہ مارنے کی جگہہ نپائی آخر اسکے گھوڑے کے سرین پر ایسا سخت نیزہ مارا کہ دوسرے جانب مین نکل گیا - مالک نے ہر چند چاہا کہ نیزہ کھینچ لے لاکن وہ ایسا درآیا تھا کہ نہین نکلا بلکہ ٹوٹ گیا - گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ شعون نے جبتے زنجیرون سے آپکو زین سے باندھ لیا تھا گھوڑے کی پشت سے اتر نہ سکا - ضرار نے جب یہہ حال دیکھا جلد اسکے طرف دوڑے اور اس کے سر پر ایسی شمشیر زنی کی کہ سر کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اسکا اسباب لے لیا تب مالک نخعی سنہان کے روبرو آکے کہا کہ یہہ کیا ہی اے ضرار کہ تم شریک ہوے میرے شکار مین - ضرار نے کہا کہ مین شریک نہین بلکہ مین مالک ہون - مالک نے کہا کہ اسکے گھوڑے کو تو مین نے مارا ہی تم کیسا مالک ہوگئے ضرار نے کہا رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ آکِلٍ غَیْرَ حَامِدٍ مالک ہنسے اور کہا کہ لو تم اپنے شکار کو گوارا کرے اللہ تعالی یہہ شکار تم کو - ضرار نے کہا کہ مین نے یہہ بات بطور مزاح کے کہی تھی لو تم اسکو واللہ مین اس سے کوئی چیز نہین لونگا - یہہ بول کر اسکا اسباب اپنے کندھے پر اٹھا لیکے چلدئے مالک سوار تھے اور ضرار پیادہ اور اسباب گران بار ہونے سے انسے پسینہ ٹپکتا تھا جب اپنی لشکر مین پہنچے وہ اسباب مالک کے خیمے مین ڈال دیا ہر چند مالک بجد ہوے کہ لیوے پر ضرار نہین لیا - ابو عبیدہ نے یہہ حال دیکھ کے فرمایا قسم ہے اللہ تعالی کی یہہ قوم اپنی جانون کو اللہ ہی کے لئے ہبہ کر دیا ہے - اور دنیا نہین چاہتی ہی - **واقدی** سے منقول ہی کہ جب جرجیس مارا گیا باہان کے بازو ٹوٹ گئے بہت ہی غمگین اور اپنے جینے سے بے امید ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہنے لگا کہ تم ہرقل بادشاہ کو یہہ میرا پیام پہنچا دو کہ مین نے اپنے دین کی حمایت مین اور جنگ مین بہت ہی کوشش کی لاکن کچھہ فائدہ نہ ہوئی - عرب کی تائید آسمان کے پروردگار سے آرہی ہی اور انکو بار بار ہم پر غلبہ ہو رہا ہے اور ہم شکست ہی اٹھا رہے ہین پس مین بادشاہ کے پاس کیا منہہ لیکر جاؤن - بہتر ہے کہ مر جاؤن - اسواسطے چاہتا ہون کہ اب لڑائی کے لئے خود مین ہی جاؤن - اگر مارا جاؤنگا تو ننگ و عار سے

اور بادشاہ کی سرزنش سے بچ جاوےگا اور اگر غلبہ نصیب ہوگا مسلمانون سے بدلہ لونگا - اسپر سبکے لوگون نے کہا کہ ہم دشمنان
جبتک ہم زندہ رہین تو لڑائی کا خیال نہ کر جب ہم سب مارے جاوینگے تب تجھے اختیار ہے - باہان نے [illegible] اور چارون [illegible]
قسم لا لی کہ کوئی اس سے سبقت کرکے جنگ پر نجاوے - [illegible] باہان نے بلا تمدد [illegible]
پس اپنا جنگی سامان پہن لیا وہ سب زیور کا تھا اسکی قیمت تخمیناً ساٹھ ہزار [illegible] کی تھی جب وہ میدان پر آیا اور لڑنے [illegible] اسکو
بلایا اول اسکو خالد نے پہچان کر کہا کہ یہ سردار فوج باہان ہے - واللہ [illegible]
جوان اسکے مقابلے کے لئے آیا اور کہا کہ مین بہشت کا مشتاق ہوا [illegible]
کا مقابلہ ہوا باہان نے وہ عمود ایسی شدت سے مارا کہ [illegible] شہید ہوا [illegible] وہ جوان
گھوڑے سے گرا اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا مین نے سمجھا کہ اس نے بہشتی حورون کو دیکھا ہے باہان نے [illegible] جوان
کی نعش کے اطراف پھرا اور اسکا دل قوی ہوا - پھر مالک اشتر میدان پر آئے اور کہا کہ اس جوان نے [illegible] ارشاد [illegible] درست کر
یہ جوان بہشت کا مشتاق تھا ہمارے مین کا ہر شخص ایسا ہی مشتاق ہے - باہان نے پوچھا کیا تم خالد ہو - جواب دیا [illegible] مین مالک
شخص صحابی رسول ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پھر [illegible] حملہ کیا اور [illegible] سے انکے [illegible] سے ایسا
دھنس گیا کہ آنکی آنکھ کی ہڈی پھر گئی اور اس سے خون جاری ہوا اسدن سے [illegible] مالک اشتر ہوا - اور [illegible] دشمن خدا نے سمجھا
کہ مین نے انکو مار ڈالا کوئی دم مین وہ گھوڑے سے گرینگے - ایسے مین مالک اشتر نے اللہ تعالی سے مدد طلب کی اور حضرت پر درود
بھیجا - اور سد ہر کر باہان پر ایک وار کیا وہ ملعون زخمی ہوکے اپنے لشکر کی طرف بھاگا [illegible] باہان کو بھاگتا ہوا دیکھکے
اپنے لشکر مین ندا کی کہ ای مجاہدو [illegible] رومیون پر خوف غالب ہوا ہے یہی وقت ہے حملہ کرینگا پس اول آپ ہی اپنی فوج کو ہمراہ
لئے ہوے حملہ کیا پس انکی تبعیت کرکے ہر سردار اپنی ٹکڑی سلے کے حملہ کیا - [illegible] مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوے تلوار چلاتے
تھے بڑی سخت لڑائی ہوی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی رومیونکو شکست فاحش
ہوی سو اپنی جگہ چھوڑ دیکے بھاگنے لگے - اہل اسلام انکا پیچھا کرکے قتل کرتے تھے اور ان مین سے بعضے پہاڑون پر چڑھنے لگے
اور جنگلون مین چھپنے لگے مسلمان انکو قید کرکے لاتے تھے جب تھوڑی رات گذر گئی جناب ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ [illegible]
انکو چھوڑ دو تب مسلمان مال غنایم لئے ہوے پھرے - اور ابوعبیدہ کے حکم سے سب مال غنیمت ایک جگہہ کیا سب مسلمان
بڑی خوشی سے وہ رات شکر الہی مین گذاری جب صبح ہوی جناب ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ مقتولون کا حساب کرین بڑی
محنت سے حساب ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پانچہزار کفار مارے گئے تھے اور چالیس ہزار قیدی ہوے اور بہت
سے کافر ندی مین گرکے موے انکا تعداد معلوم نہوا اور مسلمانون سے چار ہزار سے کچھہ زیادہ شہید ہوے اور بعضے

سر نظر آتے لاکن پہچانے نہین جاتے تھے کہ وے عرب مستفرہ سے ہین یا مسلمانون سے پس جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ سبکو غسل دین پھر ان پر نماز پڑھکے دفن کروایا۔ رومیون سے جو لوگ باقی رہگئے تھے ان کی کچھ خبر معلوم نہوئی اہل اسلام انکی تلاش مین نکلے۔ جنگل مین ایک چرواہا ملا اس سے پوچھے کہ رومیونکی کسی گروہ کو تونے دیکھا ہی کہا کہ ہان مین نے ایک بطریق کو دیکھا کہ اسکے ساتھ چالیس ہزار آدمی کے قریب جاتے تھے وہ بطریق باہان دمشقی تھا۔ جناب خالد نے یہہ خبر سنی لشکر زحف کو اپنے ساتھ لیکے انکی جستجو مین چلدئے آخر انکو دمشق کے پاس پایا اور ان پر حملہ کیا بہت سے مشرک مارے گئے۔ باہان نے گھبر کے اپنی جان بچانے کے لئے پاپیادہ ہوگیا تھا ایک مسلمان کی تلوار سے مارا گیا اختلاف ہی کہ اس کے قاتل نعمان بن ازدی ہین یا عاصم بن خولی یربوعی۔ جب باہان ملعون مارا گیا اور مسلمانون کو فتح و نصرت حاصل ہوی۔ اہل دمشق پر اور بھی رعب ہوا سب کے سب جناب خالد کی حضور مین حاضر ہوے اور کہا کہ ہم نے اسی عہد پر ثابت ہین جو تم سے کیا ہی پھر خالد وہان سے رومیون کی تلاش مین آگے بڑے جسکو پاتے وہین قتل کردیتے ایسا ہی ثنیۃ العقاب تک جا پہنچے اور وہان ایکدن اقامت کرکے پھرے۔ اور لشکر اسلام کے دوسرے سردار بھی بلاد شام مین کفار کے چو طرف منتشر ہوگئے تھے جنکو قتل کرکے واپس آئے۔ پس سب جمع ہوکے دمشق کے طرف روانہ ہوے اور وہین مقیم ہوے اور مال غنایم جمع کرواکے ابو عبیدہ نے خمس نکالا۔ اور فتح یرموک کی بشارت مین ایک نامہ لکھکے حذیفہ بن الیمان کے ہاتھ دس سوار کو دیکے مع فتحنامہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا

واقدی رح سے منقول ہی کہ ابو عبیدہ کا خط پہنچنے کے آگے ایکشب عمر فاروق نے یہہ خواب دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مقدسہ مین بیٹھے ہین اور ابو بکر صدیق بھی حاضر جناب ہین۔ عمر فاروق نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا دل مسلمانون کے واسطے متعلق ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ ان کے دشمنون کے معاملے مین اللہ تعالے ان کے ساتھ کیا کیا مین نے سنا ہی کہ رومی انکے مقابلے مین آٹھ لاکھ تک آئے ہین۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عمر خوش رہو مقرر اللہ تعالی نے مسلمانونکو ہی فتح دی اور انکے دشمنونکو شکست ہوی۔ پھر حضرت نے یہہ آیت تلاوت کی تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ پھر جب صبح ہوی حضرت عمر نے لوگونکو نماز صبح پڑہوائی اور اپنا خواب بیان کیا سب مسلمان بہت خوش ہوے ایسے مین حذیفہ بھی دس مجاہدین کو ہمراہ لئے ہوے آپہنچے اور ابو عبیدہ کا خط پہنچایا جب اس خط کا مضمون حضرت کے ارشاد کے مطابق تھا حضرت عمر نے سجدہ شکر بجالا اور وہ نامہ فرحت شمامہ سب مسلمانونکو پڑھکے سنایا۔ سب کے سب بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجالایا حضرت

عمر نے پوچھا آیا ابو عبیدہ نے مال کی تقسیم کی یا نہ - حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ پانچوان حصہ جدا کیا ہے اور آپکے حکم کے منتظر
ہین - عمر فاروق نے اسیوقت ابو عبیدہ کے نام سے جواب لکھکے حذیفہ کے ہاتھہ سے روانہ فرمایا اسکا خلاصہ مضمون
یہی تھا کہ اللہ تعالی نے تمکو جو کافرون پر فتح دی مجھے اور سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے جو ہمنے سنا شکر ایزدی
بجالایا - جب تم کو یہ میرا خط پہنچے غنایم کی تقسیم کردو اور میرا حکم آنے تک تم دمشق مین ٹھہرے رہو - جب یہ حکم نامہ ابو عبیدہ
کو پہنچا انہون نے غنایم کی تقسیم کرکے دمشق مین ایک مہینا اقامت کی - اسکے بعد حضرت عمر کا حکم آیا کہ تم حلب کی طرف

حلب کی فتح

روانہ ہووین - واقدی رح سے منقول ہے کہ حضرت عمر نے حکم کیا کہ ابو عبیدہ بڑی فوج لیکر حلب اور
انطاکیہ کے طرف جاوے ان کے ساتھ بیس ہزار سوار تھے اور عمرو بن العاص مصر کے طرف کوچ کرے ان کے ہمراہ دس ہزار -
سوار تھے اور یزید بن ابی سفیان دریا شام کے کنارون کے طرف روانہ ہووین ان کے ہمراہ چھے ہزار سوار تھے جب
یزید بن ابی سفیان نے وہان جا پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل کا بیٹا قسطنطین جو قیساریہ کا حاکم تھا اسکے پاس اسی ہزار کا
لشکر جمع آیا ہے - یزید بن ابی سفیان وہین نزول کیا قسطنطین نے مسلمانونکا لشکر دیکھکے ہرقل سے مدد طلب کی ہرقل نے
اور بیس ہزار کی فوج روانہ کی - یزید بن ابی سفیان نے بھی حضرت عمر کی خدمت مین عریضہ لکھکے مدد طلب کی حضرت عمر نے
ابو عبیدہ کو لکھا کہ جس قدر ہو سکے مدد روانہ کرے تب ابو عبیدہ نے تین ہزار سوار ربیعہ بن عدی کے ہمراہ دیکے
روانہ فرمایا - اور قنسرین اور حاضر کے لوگ ابو عبیدہ سے مصالحہ کرلیا ابو عبیدہ اور خالد اور مسلمانون کے چند سردار داخل
شہر ہوکے مسجد کا خط کھینچا - حلب والون نے یہہ خبر سنکے گھبرایا اور حلب مین اس وقت دو برادر حقیقی تھے ایک کا نام
یوقنا اور دوسرے کا یوحنا بر سر حکومت تھے انکا باپ برسون تک حلب کا اور اسکے اطراف و جوانب کا حد فرات
تک حاکم تھا اور بکرو قریب مین گیا اور بوتیرت کو دیکھلانے مین بچا تھا - اسکے بعد اسکا بڑا بیٹا یوقنا حاکم ہوا اور دوسرا چھوٹا
بیٹا یوحنا ترک سلطنت کرکے راہب ہوگیا اور اپنے زمانے کا بڑا عالم تھا - اسنے عرب کے جنگ پر راضی نہوا بلکہ اپنے
بھائی کو منع کیا لاکن یوقنا نہ مانا - جب ابو عبیدہ نے قنسرین کو بلا جنگ فتح کیا کعب بن ضمرہ کے ساتھہ ایک ہزار
سوار دیکے حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ مین بھی تمہارے پیچھے پہنچتا ہون - اور یوقنا نے ابو عبیدہ کا قصد
حلب پر آنیکا سنکے جاسوسون کو رکھا تھا جب کعب کی فوج آنے کی خبر سنی دس ہزار سوار ہمراہ لیکے
نکلا اور پانچہزار سوار کو اپنے ساتھہ رکھا اور پانچہزار سوار کو حکم کیا کہ دوسرے راستہ سے جاکر لشکر کعب کی پشت پر جا قائم
تا اپنا لشکر ہر دو طرف سے ان کو احاطہ کرے غرضکہ جب یوقنا نکلا حلب سے چھے میل کے فاصلے پر لشکر اسلام سے مقابلہ
ہوا ہر دو طرف سے لڑائی شروع ہوی ایسے مین وے پانچہزار سوار مسلمانون کی پشت سے آکے گھیر لئے کعب نے

با وجود قلت لشکر کے بڑی جوانمردی کی اور ان کے ساتھی لوگ جو ایکہزار تھے دس ہزار کافر سے بڑی سخت جنگ کی
اور ایک سو ستر صحابی شہید ہوئے سعید بن مفاح کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے انمیں ہر ایک ایسا جوانمرد تھا کہ بہت سے
مشرکون کو قتل کیا تھا سعید بن مقلح ایک ایسے جوانمرد صحابی تھے کہ ان کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے کوئی زخم انکی
پشت پر نہین تھا۔ یہ سب اکابر صحابہ سے تھے جو حضرت کے ہمراہ غزوہ ذات السلاسل اور تبوک مین اور خالد کے
ہمراہ جنگ یمامہ مین حاضر تھے۔ اور مشرکون مین بددلی ظاہر ہوئی قریب تہا کہ بھاگ جاتے لیکن یوقنا انکو غیرت دلاتا تھا۔ اور
اہل اسلام منتظر اور چشم براہ تھے کہ ابو عبیدہ کی طرف سے مدد آوے۔ اور ابو عبیدہ کو تاخیر ہونیکا یہہ سبب تھا کہ یوقنا
جنگ کا ارادہ کرنے کے بعد حلب کے لوگ اتفاق کرکے دوسری راہ سے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے صلح کر لئے اسلئے انکو
تاخیر ہوئی تھی جب اہل صلح سے معلوم ہوا کہ یوقنا دس ہزار کے لشکر سے نکلا ہے ابو عبیدہ جو کعب کے ہمراہ ایکہزار کی فوج
دیکے بھیجے تھے اسپر بہت تاسف کرنے لگے پس بڑی جلدی سے اپنا لشکر ہمراہ لے کے حلب کی طرف کوچ کئے اور کعب بن ضمرہ تو
یوقنا کے ساتھ لڑائی مین سرگرم تھے ایسے مین حلب کے لوگ جو ابو عبیدہ سے مصالحہ کرکے پھرے اور داخل شہر ہوئے صلح کی خبر
مشہور ہوئی ایک بطریق نے شہر سے دوڑا اور معرکے مین جاکے یوقنا کو خبر دی اسنے یہہ خبر سنتے ہی جنگ موقوف کیا اور اپنے
لشکر کو لیکے حلب کی طرف پھر گیا۔ اور کعب بن ضمرہ حیران تھے کہ ناگاہ لشکر کفار میدان کارزار سے پھر جانیکا کیا سبب ہے۔ القصہ
سب مسلمان بھی اپنے لشکرگاہ کی طرف پھرے تمام ایک رات اور دوسرے صبح تک جو لڑائی مین مصروف تھے اور ایک لمحہ بھی آرام نہین لیا
تھکے تھے اسکی بڑی ماندگی تھی سو اس شب سو گئے اس شب ابو عبیدہ کا لشکر آپہنچا سب کے آگے خالد بن ولید تھے سو پکارا
النفیر النفیر یا انصار الدین (اے مددگاران دین کے چلو) یہہ ندا سنتے ہی سب مجاہدین خواب سے جاگ اٹھے اور بہت خوشی سے ملے ابو عبیدہ
لشکر کے پیچھے تھے آپہنچے جب کعب بن ضمرہ کو صحیح و سالم پایا شکر الہی بجالائے اور جنگ کے میدان پر آکے جب شہیدونکی نعشون
پر نظر کئے تو بہت مغموم ہوئے اور کہنے لگے کاش ابو عبیدہ مارا جاتا اور یہہ مارے نجاتے پس سب پر ایک ہی نماز پڑھے اور حکم کئے کہ انہین انکے
خون آلودہ کپڑون مین دفن کرین مین نے حضرت سے سنا ہے یَحْشُرُ اللّٰہُ تَعَالیٰ الشُّھَدَاءَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَدِمَاءُھُمْ عَلیٰ جُنُوْدِھِمْ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ
الْمِسْكِ وَالنُّوْرُ عَلَیْھِمْ یَتَلَأْلَأُ فَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور یوقنا جب معرکے سے پھر آکے قلعے مین داخل
ہوتے ہی جو لوگ صلح کرکے آئے تھے انکا قتل شروع کیا تھوڑے عرصہ مین تین سو آدمی کو مار ڈالا۔ تب یوحنا جو اسکا بھائی
تھا آکے یوقنا سے کہنے لگا کہ تو ناحق ان پر کیون ظلم کرتا ہے ان کے قتل سے ہاتھ رکھ یہہ بات سنتے ہی یوقنا اس پر برہم ہوا
اور کہا شاید کہ ان کو صلح کی ترغیب تو نے دی ہے مین تجھکو قتل کرونگا یہہ کہہ اپنی تلوار کھینچ لیا۔ تب یوحنا آسمان کی طرف سر اٹھا

کہا اللّٰھم اشھد علی انی مسلم الیک مخالف الذین ھولاء القوم اشھد ان محمدا
رسول اللہ وان مسیح نبی اللہ پھر یوقنا کی طرف متوجہ ہو کے کہا میں تو مسلمان ہو گیا اب تو جو کرنا چاہتا ہے
کر۔ اگر تو مجھے قتل کریگا مین بہشت کی طرف جاؤنگا۔ یوقنا بگڑ گیا اور اسیوقت یوحنا کو قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے
جب یہہ خبر لشکر اسلام مین پہنچی ابو عبیدہ اسیوقت اپنے اہل اسلام کی تائید کے لئے اپنا لشکر لیکے پہنچے خالد بن ولید لشکر
لئے ہوئے سب کے آگے تھے یوقنا کے لشکر پر آگرے اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اسکے لوگوں میں سے تین ہزار آدمی مارے گئے
یوقنا گھبرا کے بھاگا اور قلعے مین جاکے پناہ لیا۔ اور لشکر اسلام محاصرہ کیا تھا ایک شب یوقنا فریب کر کے کل فوج ہمراہ لیا اور
لشکر اسلام پر شبخون کیا سب مسلمانونکو بے اطمینانی حاصل تھا بیہوش تھے کہ ناگاہ شبخون پڑ گیا سب ہوشیار ہو کے ہتھیار
سوار ہوئے تلوار چلنے لگی مسلمانوں سے ساٹھ غازی شہید ہوئے اور پچاس آدمی کے قریب قیدی ہو گئے یوقنا شکست
کھا کے اور قلعے مین داخل ہو کے دروازہ بند کر لیا اسکے ہمراہی لوگ بھی قلعے کی طرف متوجہ ہوئے تھا خالد نے یہہ حال
دیکھکے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ ایک ہزار مارے گئے باقی قلعے مین داخل ہو گئے جب صبح ہوئی یوقنا ان پچاس مسلمان
کو جو قیدی ہوئے تھے قلعے پر ایسی جگہہ کھڑا کروایا کہ لشکر اسلام کے لوگ کو نظر آتے اور انکی آواز پہنچتے تھے اور ان
کو قتل کروایا اور وے کہتے تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہاں تک کہ سب کے سب شہید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔ پھر یوقنا دوسرے مکر و فریب کے تدبیر مین تھا اتنے مین اسکے ایک جاسوس نے آکر خبر دی کہ عرب کی ایک جماعت اذینہ
اور خیبر والوں پر حملہ اور غارت کرتی ہوئی فلاں جنگل سے آرہی ہے یوقنا نے یہہ سنتے ہی ایک ہزار سوار کو روانہ کیا تا اس
جماعت کو مار ڈالے اور انکا اسباب غارت کرے پس اسکی فوج پوشیدہ راہ سے شبا شب روانہ ہوئی اور
ان سے جا ملی۔ وہ عرب کی جماعت لشکر اسلام کے واسطے رسد لانیکے لئے اس جنگل کی طرف آئی تھی وے سب ایک سو
مسلمان تھے ان کے سردار مناوش بن ضحاک الطائی تھے جب ہر دو فریق سے لڑائی شروع ہوئی باوجود قلت کے ہر مجاہد نے
داد جوانمردی کی دی لیکن تیس شخص شہید ہوئے اور کفار انکا اسباب لوٹ لیکر انکو کوہستان کی راہ لئے اور ایک پہاڑ پر
جاکے پوشیدہ ہوئے تا لشکر اسلام سے کوئی بدلہ لینے کے واسطے نہ آوین۔ اور شب کے وقت اپنے قلعے مین داخل ہو جاوین۔ وہ عرب
کی جماعت جو شکست کھائی تھی انمین سے یعقوب بن الصباح الطائی جو مناوش کے بھتیجے تھے جلد لشکر اسلام مین جاکے یہہ خبر دی
جناب ابو عبیدہ نے یہہ سنکر بہت مضطر ہوئے اور خالد بن ولید کو فرمائے کہ انکا بدلہ تمہارے سے ہی ہوگا۔ خالد یہہ سنتے ہی آپ
ہی تنہا جانیکے لئے تیار ہوئے ابو عبیدہ بہت ہی بجد ہو کے ان کے ہمراہ چند سواروں کو دئے۔ جناب خالد نے یلغار ان پر
پہنچے اس ہزار سوار کا سردار ایک بطریق تھا خالد نے سمجھا کہ یوقنا بھی ہوگا پس تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے

پھر ایسا سخت قتال ہوا کہ کفار بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کر کے مارتے تھے آخر کوئی نہ بچا پانسو شخص سے زیادہ قید ہوئے
باقی سب مارے گئے سات سو سے کچھ کم مقتولوں کے سر ان تھے اور انکے جانور اور اسباب اور ہتھیار سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے
پس خالد ان سب کو لئے ہوئے تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے بہ مظفر و منصور بلشکر گاہ اسلام میں آئے سب اہل لشکر بھی تکبیر و تہلیل سے
جواب دیتے ہوئے انکے استقبال آئے بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجا لائے جناب ابو عبیدہ نے ان قیدیوں پر اسلام عرض
کیا وے لوگ قبول نہیں کئے اور کہتے کہ ہمارے اسباب ال کے چھوڑ دو خالد نے کہا جب یوقنا نے ہمارے لشکر سے پچاس شخص
کو جو قید کر کے لایا تو ان ایسا ہو کہ ان قیدیوں کو بھی مار ڈالنا بہتر ہے جناب ابو عبیدہ اس رائے کو پسند کئے اور انکے قتل کا حکم فرمایا
پس انکو قلعے کے روبرو کھڑا کر کے قتل کر دئے قلعے کے لوگ یہ حال دیکھ رہے تھے اس بات سے انکو بڑی دہشت ہوئی غرض
چار یا پانچ مہینے کے قریب مسلمان محاصرہ کئے تھے لاکن اہل قلعہ عاجز نہیں آتے تھے بلکہ مسلمانوں کو بڑی تصدیع تھی کیونکہ یوقنا
بر سر میدان آ کے جنگ نہیں کرتا تھا بلکہ راتوں میں جب غفلت کا وقت پاتا تب آ کے شبخون کرتا اس لئے مسلمان تنگ آ گئے تھے
آخر سراقہ بن مرداس کندی کے غلام کہ جنکا نام دامس اور انکی کنیت ابو الاہول تھی اپنے قبیلے کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے تھے
وہ بھی بڑے سخت پہلوان اور جوانمرد تھے اور لڑائی کے مکر و فریب سے خوب آگاہ تھے سو انہوں نے بھی پینتالیس دن تک
بڑی سعی و کوشش کی اور بہت مکر و فریب بھی پیش آیا لاکن کچھ فایدہ نہ دیا۔ آخر دامس نے ایک شب جناب ابو عبیدہ سے عرض کی
کہ میرے ہمراہ تیس جوانمردوں کو دیں تا کچھ تدبیر کروں امید ہے کہ اللہ تعالی فتح و نصرت کی صورت آئینہ مقصود میں دکھا دیگا
ابو عبیدہ نے قبول کر کے حکم فرمایا کہ تیس غازی ان کے ساتھ جاوے۔ پس دامس نے ایک بکرے کی پوستین پہن لیکے چل دیا اور
تیس جوانمرد اسکے پیچھے چلے تھے اندھیری میں انکو چھپائے ہوئے جاتے تھے کہیں کسی کی آواز پاویں تو دامس اپنے ہر دو ہاتھ
اور پاؤں پر چلتے تا لوگ جانور سمجھیں اور اثنائے راہ دو شخص کو واپس ابو عبیدہ کے پاس بھیجے تا انکو خبر دیں کہ علی الصباح
لشکر روانہ فرما دیں۔ پس دامس نے اٹھائیس جوانمرد کو ساتھ لئے ہوئے قلعے کے ایک برج کے پاس آئے اور اپنے رفیقوں
سے سات شخص کو جو بڑے سخت اور صاحب قوت تھے چن لئے اور ایک شخص کو اپنے کھندوں پر چڑھا لیکے کہے کہ بیٹھ جاؤ
بیٹھ گیا تیسرے کو کہے کہ اسکے کھندوں پر چڑھ کے بیٹھ جاوے اور ہر شخص قلعے کی دیوار کو مضبوط پکڑ لیوے ایسا ہی ساتوں
پہلوان ایک پر ایک چڑھ گئے۔ اور ساتھوین کو کہے کہ اٹھ کھڑا رہے ایسا ہی ایک کے بعد ایک ساتوں بھی استادہ ہوتے
ساتواں شخص دیوار کے کنگرے تک پہنچ گیا پھر دامس کہی موافق جست کر کے قلعے کے اندر جا اترا۔ اس برج کا چوکیدار شراب
پیکر مست پڑا تھا اس جوانمرد نے اسکو اٹھا کے قلعے کے اوپر سے ڈال دیا وہ مر گیا۔ اور دو نگہبان کو دیکھا تو وے
بھی بیہوش پڑے تھے ان ہر دو کو ذبح کر ڈالا۔ پھر اپنا عمامہ قلعے پر لٹکایا ساتوں شخص اسکو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے اسی طرح

ساتوں بھی پڑ گئے اور سب ساتھیوں کو بھی [illegible] لئے پھر واپس [illegible] پھرے اور لوگوں کا حال دریافت کرنے [illegible]
ایک [illegible] میں آواز ہوئی [illegible] مرہان [illegible] سب [illegible]
[illegible]
اور [illegible] کی قوم [illegible] پہنچ جانا [illegible]
[illegible]
ایک پتھر نکالا اور اس سوراخ سے [illegible] تین شخص [illegible] اس [illegible]
کہ اہل قلعہ یوقنا کو خبر ہوئے [illegible] چار ہزار سوار کو لیکے نکلا [illegible] مسلمان [illegible] آٹھ آدمی
شہید ہوئے اور [illegible] ساتھ لیکے [illegible] پیش آتے [illegible]
یا [illegible] قتال کر رہے تھے یہاں تک کہ کافروں کی ایک جماعت ماری گئی اور ایک جماعت [illegible] گئی [illegible] خالد بن ولید ایک
ہزار سوار کو ہمراہ لئے پہنچے انکو دیکھتے ہی کفار گھبرا [illegible] ابو عبیدہ [illegible] کا ایک لشکر لیکے
آپہنچے - قلعے والوں نے بہت ہی گھبرائے اور امان چاہنے لگے - ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ امان دو اور سب رومیوں کو جمع
کرو - جب مردوں اور عورتوں کو حاضر کئے ابو عبیدہ نے ان پر اسلام عرض کیا - اللہ تعالیٰ نے یوقنا کو توفیق دی سو اس نے
سب سے اول ایمان سے مشرف ہوا اور اسکی تبعیت کرکے اسکے تابعوں سے [illegible] اور سرداروں کی ایک جماعت بھی اسلام لائی
اہل اسلام جو انکا مال لوٹا تھا ابو عبیدہ نے انکو واپس دلوایا - پھر یوقنا نے ابو عبیدہ [illegible] زبان [illegible] کہا کہ اللہ تعالیٰ
نے تمہاری تائید کی بلا شک تمہارا دین حق ہے - اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں - یہ وہی نبی ہیں کہ مسیح نے انکی
بشارت دی تھی - انجیل میں آپکے یہ اوصاف مذکور ہیں کہ وہ خاتم الانبیا ہیں اور جدا کرنے والے ہیں حق و باطل کے اور وہ
یتیم ہونگے آپکے ماں باپ نہ رہیں گے دادا اور چچا انکی کفالت کرینگے - آیا یہ سب واقع ہوا - ابو عبیدہ نے کہا ہاں پھر پوچھا
اے یوقنا میں نے سنا ہے کہ تم عربی زبان نہیں جانتے ہو یہ زبان کس طرح آئی - یوقنا نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
میں نے کل کی شب تمہارے کاروبار میں فکر کی جو ہر جنگ میں فتحیاب ہوتے رہو اسی میں سو گیا اور خواب میں ایک حسین کو
دیکھا کہ جس کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن تھا میں نے دریافت کی کہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں - میں نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر برحق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ مجھے عربی زبان کی تعلیم ہو - تب حضرت نے دعا کی
میں نے جب بیدار ہوا تو عربی زبان سے آگاہ ہو گیا - اور اپنے بھائی یوحنا کے گھر گیا اور اسکا کتب خانہ کھول کے پیغمبر آخر الزمان
کے اوصاف دیکھا تو وہی اوصاف پایا جو میں نے تم سے دریافت کی - اور یہ بھی دیکھا کہ یہود آپکے بہت دشمن ہونگے آخر وہ

پیغمبران پر غلبہ دئے جاوینگے سو آیا یہہ بھی واقع ہوا - ابو عبیدہ نے کہا ہان کہ یہود بڑی دشمنی سے پیش آئے آخر اللہ تعالی نے
حضرت کو ان پر غلبہ دیا - اور ان کے فلان فلان شہر اور حصار حضرت کی تسخیر مین آگئے - پھر یوقنا کہا کہ مین نے ان کتابون
مین دیکھا ہی کہ اللہ تعالی نے اس پیغمبر کے اصحاب اور تابعون کو آپکی تائید کی وصیت کی ہی جب مین نے یہہ باتین دیکھا تو مین
ایمان کی طرف رغبت آگئی سو تمہارے روبرو ایمانکا اقرار کیا - غرض جب یوقنا اسلام لایا لشکر اسلام کے ہمراہ ہو کے کافرون
سے جنگ کرنے لگا اور بڑی دشمنی اور بڑا جوانمردی کی وادی انشاء اللہ تعالی اسکا بیان آگے آئیگا

متوجہ ہونا ابو عبیدہ کا ایلیہ کی طرف اور تشریف فرمائی حضرت عمر کی دیار شام کی طرف

- لکھتے ہین کہ جب
لشکر اسلام دمشق مین چند روز راحت پایا - جناب خلافت مآب کا فرمان واجب الاذعان ابو عبیدہ کے نام سے الیسا صادر
ہوا کہ یہہ نامہ ملاحظہ کرتے ہی بیت المقدس کی طرف روانہ ہووین - والسلام - اس کے آگے ارطیون جب فرار ہو کے بیت المقدس
مین جا کے پناہ لیا ابو عبیدہ نے عمرو بن عاص کے ساتھ ایک لشکر جرار دیکے روانہ کیا عمرو بن عاص نے بیت المقدس کی طرف
جا کے اس شہر کو محاصرہ کیا اس محاصرے کی ہی ایام مین علماے نصارا سے ایک شخص عمرو بن عاص کے پاس ایک قاصد کو بھیجکے
انکا نام دریافت کیا اس قاصد نے دریافت کر کے گیا اور اسکو خبر دی کہ اسکا نام عمرو ہی تب پھر اس قاصد نے عمرو کے پاس
پیام لے آیا کہ تم اس شہر کی تسخیر کا خیال نہ کرو اسکی فتح تمہارے ہاتھ پر نہوگی - کیونکہ ہم نے کتابون سے پایا ہی کہ یہہ شہر وہ دولتمند
کے ہاتھ پر مفتوح ہوویگا کہ جس کے نام مین تین حرف رہین تمہارا نام تو چہار حرفی ہی عُمَرْ اور عمرو مین ایک واو کا فرق ہی عمرو بن
عاص جب اس بات پر آگاہ ہوئے اسیوقت حضرت عمر کی خدمت مین ایک عریضہ روانہ کر کے اس بات سے اطلاع دی تھی ایسے مین ابو عبیدہ
نے جب ایک لشکر جرار لے کے نکلے اور شہر اردن مین جا کے نزول کیا وہین سے ایک مکتوب بیت المقدس کے بطارقہ کے نام سے بمضمون
کا روانہ فرمایا کہ تم اگر اسلام سے مشرف ہووین یا جزیہ دینا قبول کرین ہم تمہارے ساتھ تعرض نہ کرینگے والا ایسے جوان مردکو
تمپر روانہ کرتا ہون کہ تم جو گوشت خوک کھانے اور شراب پینے کو بہت عزیز رکھتے ہوان جوانمردون کے پاس راہ حق مین اپنی
جان دینی اس سے بھی زیادہ عزیز ہی - پھر ابو عبیدہ نے چند روز وہین توقف کیا پھر جب معلوم ہوا کہ بیت المقدس کے نصارا اپنی
سرکشی سے باز نہین آتے ہین وہان سے کوچ کر کے عمرو بن عاص کے لشکر کے ساتھ جا ملے - جب یہہ بات اس شہر والون کو
معلوم ہوئی ایک لشکر عظیم لیکے شہر سے نکلے اور سپاہ اسلام کے ساتھ مقابلہ کئے جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا ایک ساعت
مین کافرون سے بے نہایت لوگ مارے پڑے اور جو باقی رہے ہزیمت پاکے شہر کے دروازے کو بند کر دئے پھر غازیان اسلام
نے کمال شجاعت سے انکا محاصرہ کیا تب بیت المقدس کے سردارون نے بہت ہی عاجز آ کے ابو عبیدہ کی خدمت مین یہہ پیغام
بھیجا کہ ہم صلح کر کے شہر تمہارے تحویل کر دیتے ہین لاکن تمہارے قول پر چندان اعتماد نہین اگر امیر المومنین عمر بن الخطاب اس طرف

تشریف لاوین اور عہد و پیمان کرین ہم اطاعت کرنیکے واسطے حاضر ہین۔ تب ابو عبیدہ نے یہ حال امیر المومنین کی خدمت
مین لکھ بھیجے حضرت عمر نے اکابر مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا [illegible] خلافت [illegible]
اور حضرت علی نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ کو تشریف لیجانا بہتر ہے [illegible] حضرت عمر کو یہ بات پسند آئی اور حکم کیا کہ عباس بن
عبد المطلب مدینے کے [illegible] لشکرگاہ [illegible]
مین اپنی نیابت دیکے آپ شام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بیت المقدس کے نزدیک پہنچے [illegible] ابو عبیدہ نے چند
سرداروں کو اپنے ساتھ لیکے استقبال کیا اور ایک بہتر عربی گھوڑا اور سفید [illegible] اپنے ہمراہ لے آیا۔ لکھتے ہین کہ جب امیر المومنین
سے ملاقات ہوئی کیا دیکھتے ہین کہ حضرت عمر نے اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کر دیا اور مہار اپنے ہاتھ مین لیے ہوے تشریف
لاتے ہین ابو عبیدہ اور دوسرے امرا اور سپاہ جو اسکے ہمراہ تھے ان کی حالت دیکھ کے متعجب ہونے لگے اور سوال کیا کہ غلام کو
اونٹ پر سوار کر دیا اور آپ پیادہ تشریف لاتے کیا سبب ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ مجھ مین اور غلام کے درمیان یہ ٹھہرا ہے کہ اونٹ پر
ایک منزل مین وہ سوار ہوتا اور ایک منزل مین مین۔ سو آج اسکی سواری کی نوبت ہے۔ سبحان اللہ یہ کس قدر کا تواضع تھا۔
غرض ابو عبیدہ نے التماس کی کہ یہ لباس سفید پہن کے اس گھوڑے پر سوار ہوجئے حضرت عمر نے قبول کرکے وہ لباس
پہنا اور گھوڑے پر سوار ہوے پھر ایک لحظے کے بعد یک بیک گھوڑے سے اتر پڑے اور وہ پوشاک اپنے بدن سے نکال دیا
اور اپنا وہی لباس کہنہ پہن لیکے اونٹ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ اس لباس اور گھوڑے سے مین اپنے نفس مین ایک عجب
پایا سو سمجھا کہ یہ عمل شیطان سے ہے اسواسطے اس سے باز آیا۔ ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ اگر یہ کپڑے تمام
کے دوسرا لباس پہریے تو مسند خلافت کو سزاوار ہے کیونکہ شامیون نے لباس و پوشاک مین بڑا تجمل رکھتے ہین فرمایا کہ مین یہی لباس
سے ہمیشہ پانچوقت دربار الٰہی مین حاضر ہوتا ہون اور اسی لباس پر نماز پڑھتا ہون پھر شفقت و نصیحت سے چند باتین کرکے انکو
سمجھا دیا۔ پھر جب لشکرگاہ مین پہنچے اور نزول فرمایا اور تھوڑا سفر کی مشقت سے آرام پایا ابو عبیدہ نے ایک قاصد کو بیت المقدس والون
کے پاس بھیجکے حضرت عمر کی تشریف لانے سے اعلام کیا تب اس شہر کے لوگ ایک عرب کو کہ جس کی کنیت ابو الجعد تھی امیر المومنین
کی خدمت مین روانہ کئے تا عہد و پیمان کرکے جزیہ قبول کرے اس شرط کے ساتھ کہ ان سے کسی کو جلاوطن نہ کرین جب اس
عرب نے ان کی عرض کی۔ جناب فاروق اعظم نے بیت المقدس والون کی التماس قبول کرکے حکم فرمایا کہ اس باب مین ایک عہدنامہ لکھکے
ان کے تحویل کرین۔ جب حسب الحکم عہدنامہ لکھا گیا وہان کے نصارا نے شہر کے دروازے کھول دئے۔ اہل اسلام بڑی خوشی سے داخل شہر
ہوے جب نماز کا وقت پہنچا۔ عمر فاروق نے بلال موذن کو جو صدیق اکبر کے خلافت مین آکے شام مین سکونت کی تھی حکم کیا
تمہاری اذان ہم نے سنے ایک مدت مدید منقضی ہوئی اگر آج اس بقعہ شریف و مقام منیف مین اذان کہین تو بہت مناسب ہے۔ بلال نے کہا

کہ مین نے اپنے دل مین یہہ بات قرار دی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہرگز اذان نہ کہون لاکن جب خلیفے
کی اطاعت واجبات سے ہی سواے قبولیت کے چارہ نہین پس جب بلال نے اٹھکے اذان شروع کی اصحاب کرام کو یکبیک
سرور انبیا علیہ الصلواۃ والسلام کی مجلس مبارک یاد آئی بے اختیار آہ وزاری شروع کئے اس مجلس مین ایک شور قیامت
برپا ہوا انصمو حمدا ابو عبیدہ ابن الجراح اور معاذ بن جبل مانند مرغ نیم البسمل کے تڑپتے تھے جب بلال نے اذان سے فارغ ہوے اور
قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا حضرت عمر نے سب جماعت کو ساتھ لیکے نماز ادا کی اور نماز کے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا اور شکر و
سپاس بجا لاکے فرمانے لگے کہ شہر بیت المقدس جو ربع مسکون کے معظم مکانات سے ہی اللہ تعالی نے بے رنج و کلفت جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعون کو ارزانی فرمایا الحمد للہ ہم نے آج کے دن مسجد اقصی مین نماز ادا کی پس ملک
شام کے نظم ونسق سے جب فراغت حاصل ہوی ابو عبیدہ کو ولایت شام کے سب شہرون پر حکومت دیکے آپنے مدینہ
طیبہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور اسی سال دفتر اور دیوان مقرر ہوا اس کا قصہ یہہ ہے کہ خمس غنایم اور ملکونکا خراج اور اہل کتاب
کا جزیہ چہار طرف سے ایکہی وقت جناب خلافت مآب کے دربار مین جمع آیا سو وہ مال کثیر و مبلغ خطیر تھا۔ روایت ہی کہ اس سال
آٹھ لاکھ درہم داخل بیت المال ہوے جب امیر المومنین نے اسکے مقدار سے واقف ہوے اس شب مین فرش سے پہلو نہ لگا
نہایت بیقراری سے خواب نہ کیا ان کی بی بی نے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب کہ آج کی شب آپکو اس قدر اضطراب ہے کہ استراحت
نہین فرماتے ہو۔ فرمایا کہ عمر کو کس طرح خواب آویگا کہ چہار طرف سے اتنا مال وفور جو حق مسلمین ہے فراہم آیا ہی کہ کبھی نہ آیا تھا۔ اسلیے
ایسا ڈرتا ہون کہ کہین اسکو مصارف شرعیہ مین خرچ کرنیکے آگے میری موت آجاوے تو بارگاہ الٰہی عز شانہ مین ماخوذ ہونگا
القصہ اسی اضطراری مین شب گذر گئی جب نماز صبح سے فارغ ہوے۔ صحابہ کی طرف متوجہ ہوکے فرمانے لگے کہ یہہ مال کثیر
جو جمع آیا ہے اس بابمین ایکبات میری خاطر مین آئی ہے سو تم سے مشورت کرتا ہون تا معلوم ہو کہ اسباب مین تمہاری راے
کیا اقتضا کرتی ہی۔ میری راے یہی ہی کہ پیمانے سے ناپکے تقسیم کرین۔ یہہ بات سنکے صحابہ کہنے لگے کہ یا امیر المومنین تائید ایزدی
وعنایت سرمدی سے اہل اسلام روز بروز زیادہ ہورہے ہین۔ یہہ مال جو آپ آیا ہی انشاء اللہ تعالی دن بدن اس سے زیادہ آویگا
سو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک دفتر اور دیوان وضع کرین اور حکم فرماوین کہ مال مستحقون کو حساب وکتاب سے دیا کرین اور ہر ہر کو
جو دیتے ہین لکھا کرین۔ حضرت عمر کو یہہ راے بہت ہی پسند آئی پس حکم فرمایا کہ دیوان و دفتر کی ترتیب دین۔ اور لوگون کے طبقے
اور مرتبے قرار دئے۔ اور پہلے حضرت کے عم بزرگوار عباس بن عبد المطلب سے شروع کیا۔ حضرت کی قرابت کا اکرام پیش نظر
رکھکے ان کے نام سے سالیانہ بارہ ہزار دوسری ایک روایت سے بیس ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اسکے بعد سادات اہل بیت کو مقدم
کیا اور حضرت کے ازواج مطہرات سے ہر ایک کو دس ہزار درہم۔ اور اہل بدر سے ہر ایک کو پانچہزار درہم تعین فرمائے امیر المومنین

امام حسن و امام حسین و ابوذر و سلمان کو بدریون مین داخل کیا - اس کے بعد جنکو اسلام مین سبقت تھی اور مشاہد
مین حاضر تھے ان کے مراتب ٹھہرائے - ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنین اگر تھوڑا مال مسلمانون کے واسطے بیت المال
مین ذخیرہ کر رکھین بہتر ہے - فرمایا کہ ایسی بات مت کر کیونکہ میرے بعد جو مسلمانون کا والی ہوویگا یہ بات اسکے حق مین فتنہ
کا سبب ہوگی یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ مسلمانون کا ذخیرہ اطاعت خدا و اطاعت رسول ہے و بس

ع بجز امروز نقد ما حضر نیست * کہ دی بگذشت و از فردا خبر نیست * ز فردا و ز دی کس را نشان نیست * کہ دی رفت
است و فردا در میان نیست * یک امروز است ما را نقد ایام * بر ان ہم اعتمادی نیست تا شام

سولہوین سال کے وقایع - لائے ہین کہ سولھوین سال مین حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا
روانہ فرمایا کہ سب مجاہدون کے اہل و عیال کو قادسیہ مین چھوڑ کے اس شہر کی حراست و حفاظت کے لئے مقرر کرے
اور اپنے ساتھ لشکر اسلام کو لے کے مداین کی تسخیر کے واسطے روانہ ہووے - پس سعد بن ابی وقاص نے حسب الحکم ہجرت کے سولہوین
سال اواخر شوال مین جنگ کے ساز و سامان کو ترتیب دیکے لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے مداین کی طرف کوچ کیا اور اثنائے راہ
مین کئی شہر جنگ اور صلح سے ہاتھ آئے - ایک لشکر عجم مین تھا سخت جنگ و جدال کے بعد اس کے سپاہ متفرق ہو کے اہواز کی
طرف بھاگ نکلے - اور بعضون نے دجلے پر پل باندھ کے پار ہوئے پھر پل کو توڑ دیا تا اہل اسلام پیچھا نہ کرین اور بڑی
جلدی سے آپ کو مداین مین پہنچایا - اور سعد بن ابی وقاص نے ساباط تک پہنچ کے جب لشکر کی موجودات دیکھی تو ساٹھ ہزار
سوار حاضر تھے - جب سعد بن وقاص تشریف لانے کی خبر یزدجرد کو پہنچی اسنے اپنے لشکر کی امارت پر کسی کو مقرر کرنا چاہا تو
کوئی بھی قبول نہ کیا - آخر یہ بات ٹھہری کہ مداین کے درمیان جو دجلہ جاری تھا اس سے گذر جاوین ... اور جانب غربی جو
سواد کے ساتھ ملحق تھا عربون کے واسطے چھوڑ دین - اور جانب شرقی جو اکاسرہ کے ایوان اور خسروان عجم کی حویلیان اسی
مین تھین انکی حفاظت کرین پس اپنے زر و مال اور اہل و عیال کو ہمراہ لے کے لب دجلہ پر آئے اور پل تیار کر کے کشتیون
مین بیٹھ کے پار ہو گئے - پھر کشتیان نکال دین جب سعد نے دجلے کے کنارے پر پہنچ کے دیکھا تو نہ پل ہے نہ کشتی نہایت
متفکر ہو گئے - اور لشکر کے امیرون سے مشورت کی بعضون نے کہا کہ ہم کشتیان تیار کرین اور پل باندھکے دجلے سے پار
ہو دین سلمان فارسی نے کہا کہ یا ایہا الامیر ہم پل باندھے اور کشتیان بنانے تک اہل عجم اپنے خزینے اور دفینے
لے کے مداین سے نکل جاوینگے **نقل** ہے کہ سعد نے اسی شب اپنے خواب مین دیکھا کہ اپنے لشکر کے سوار دریا پیرتے ہوئے
سلامتی کے ساتھ پار ہو کے مداین مین جا پہنچے - صحابہ کے روبرو یہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے توکلا علی اللہ دریا
پیر کے جا کر ان کافرون سے جنگ کی کے سوائے گریز نہین یہ سنتے ہی سب کے سب کہہ اٹھے کہ اللہ تعالی ہم اور آپ کو رشد و قوت

کرامت فرماوے امید قوی ہی کہ جیسا اللہ سبحانہ وتعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہم کو اس خاک کے تختۂ نیلگون پر نگاہ رکھا کی
ویسا ہی اپنی رحمت فاضلہ سے اس پانی کو صفحہ نیلگون پر نگاہ رکھیگا ؎ کسی را کہ ایزد نگہدار اوست ؛ سعادت بہ بحر و
بہ بر یار اوست ؛ سعد کہنے لگے کہ ہمارے لشکر سے کون ہی کہ اول اس امر خطیر مین اقدام کرے اس کنارے سے دوسرے کنارے
پر ہماری حراست ومحافظت کرے تا لشکر عجم ہمارے عبور کے مانع نہووین - تب عاصم بن عمرو اور قعقاع اور ارباب
شجاعت وجلاوت سے چہہ سو دلاورون نے قریب اتفاق کرکے کمر باندہی سعد نے ان سب پر عاصم کو امیر بنا کے
عبور کا حکم کیا - کہتے ہین کہ اول قعقاع اللہ تعالی پر توکل کرکے اسی کا نام پاک لے کے اپنے گہوڑے کو دریا مین چلا یا
ایک ساعت مین بجلی کے مانند دوسرے کنارے تک جاکے پہر سلامتی سے لوٹ آیا - جب عاصم نے قعقاع کی یہہ حالت
ملاحظہ کی اس چہہ سو جوانمردون سے ساٹھہ شخص کو انتخاب کرکے اپنے گہوڑے اور اونٹ دریا مین اتارے جب دریا کے بیچون
بیچ پہنچے اس کنارے پر عجمیون کا لشکر آپہنچا تا مسلمانونکو آنے سے منع کرین - تب عاصم نے اپنے یارونکو ندا کی کہ اپنے
نیزے اٹھاؤ اور کافرون کی آنکہون پر نشان باندہکے نیزے چلاؤ - غازیون نے ویسا ہی کیا بعضے کافرون کو مار کے
دریاے عدم مین غوطہ دیا پہر سعد نے باقی لشکر کو دریا مین اترنے کا حکم کیا - اور فرمایا کہ یہہ دعا پڑہتے ہوے مرکبونکو
چلاؤ - نَسْتَعِينُ بِاللّٰهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ - القصہ وے ساٹھہ ہزار مرد بہی اپنے جانور اور سامان سمیت
جان ومال کی حفاظت کے ساتھہ ایسا پار ہوگئے کہ کسی کی کوئی چیز بہی نہ گئی - مگر مالک بن عامر کا ایک قدح اونٹ سے دریا
مین گر پڑا - مالک نے کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین اسکی رحمت سے امید رکہتا ہون کہ میرا قدح مجہکو پہر دیویگا بحکم حدیث صحیح
اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ کے جب سب کے سب پار ہوگئے ایک موج ایسی آئی کہ وہ
قدح کنارے پر لا ڈالی لشکر اسلام سے ایک شخص نے اسکو پہچان کے اٹھایا اور مالک کو پہنچا دیا ؎ اولیا را ہست قوت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؛ **نقل** ہی کہ یزدجرد نے پہاڑی پر بیٹہکے دور سے دیکہہ رہا تہا کہ غازیان اسلام بغیر پل اور
کشتیون کے دریا سے عبور کرکے آتے ہین اسکے دل پر ایسا رعب اور ہیبت غالب آئی کہ وہان دم لینے کی طاقت
نہی - بے اختیار کہنے لگا کہ ہم کو جنیون سے مقابلہ پڑا ہی - نہ آدمیون سے - فی الحال پہاڑی سے اترا اور اپنے خواص کو ہمراہ
لے کے حلوان کے طرف بہاگا اسکے آگے اپنے اہل وعیال کے ساتھہ تہوڑے خزانے اور اموال نفیس حلوان کی طرف
روانہ کیا تہا - اور باقی خزینے اور دفینے اور بہت سا مال ومتاع اور ظروف وجواہر کہ نہایت لطیف اور بیش قیمت تہے اور
بکرے اور گائیون کے مندسے جو وہین چہوڑتے تہے اتنی کثرت اتنی تہی کہ جسکا شمار دشوار تہا - القصہ سعد نے قعقاع بن
عمرو کو ایک فوج کی امارت دیکے یلغار یزدجرد کے پیچہے روانہ کیا اور آپ طالع سعد کے ساتھہ ایوان مین داخل ہو جب ان کی

نظر اس محل شاہی شیرین و نکہت سرشتہ و مزین پر پڑی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ منقوش دلربا ہیں اور کاوش کو دیکھ کر بے اختیار اپنی زبان مبارک سے آیۃ
کریمہ کی تلاوت فرمائی ۔ کَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ
نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ اور اپنا لشکر ایوان کسریٰ کی اطراف میں پہنچ
گئے تو اس حاسد کی ایک ... اپنے ہمراہ لئے ہوئے ایوان میں تشریف لائے ۔ کہتے ہیں کہ اسکا عرض ... اور طول
... تھا ۔ سیر و منظالم کی دریافت ہوتی اس ایوان میں ایک تخت لا کے رکھتے کسریٰ بڑی شان و تجمل سے اس تخت پر بیٹھ کے
انصاف کرتا تھا ۔ اور اس ایوان میں تصویریں کھنچی ہوئی تھیں سعد نے حکم کیا کہ ان صورتوں کے سر محو کر دیں صحابہ نے
اپنی قسمت سے سر شاد ہوئے ۔ جیسا حضرت نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت نماز سبک ادا کی تھیں ویسا ہی سعد نے بھی حضرت کا
اقتدا کر کے خفیف آٹھ رکعتیں ادا کیں پھر سب یاروں نے اس ایوان کی صفائی اور نقش رنگین کا ملاحظہ کیا پس سعد نے عمرو بن مقرن
مزنی کو غنایم پر امیر بنا کے منادی کو حکم کیا کہ ایسی ندا کر دیں کہ جس نے جہاں کہیں جو مال و متاع پایا ہو عمرو بن مقرن کے پاس حاضر
کریں اور مداین کے اوباش یزدجرد کی ہزیمت کے وقت جو ہاتھ تاراج میں دراز کر کے جو مال جمع کئے تھے مسلمانوں نے وے
سب ان سے نکال کے غنیمت کے ساتھ عمرو بن مقرن کے پاس لا کے حاضر کئے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو تقسیم غنایم پر تعین کیا ۔
کہتے ہیں کہ مجوسیوں نے طرح طرح کے لذیذ حلوے اور کھانے کی چیزیں زہر آمیز تیار کر کے اپنے مکانات میں چھوڑ کر چلا گئے تھے
تا عرب اسکو تناول کر کے ہلاک ہو دیں جب اہل اسلام انکے مکانوں میں داخل ہوئے بسم اللہ بول کے کھانے لگے اللہ تعالیٰ کے
فضل سے انمیں سے کسیکو کچھ ضرر نہ پہنچا ۔ اور خزانوں میں بہت سا روپا و اقسام کے قیمتی جواہرات اور دُر یتیم ملے تھے اور ظروف نقروی و
طلائی اور زر دوزی فروش خسروانی اور دوسرے نفیس چیزیں کہ جنکا حساب مشکل تھا اور مدت چہار ہزار سال سے عجم کے بادشاہوں
میں بطن در بطن چلی آئی تھیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور یزدجرد جو خزینے اور دفینے اور متاع نفیس اپنے ہمراہ لے کے مداین
سے فرار ہوا تھا قعقاع نے اسکا پیچھا کیا تھا وے سب مال و متاع اسکے سپاہ سے چھین کے پھیر لیا اور عمرو بن مقرن کے پاس
پہنچا دیا ۔ ملوک عجم کا وہ متاع نفیس جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اگرچہ اسکی تفصیل اور تعداد مشکل ہے لاکن بمضمون ما لا یدرک
کلہ لا یترک کلہ کے انمیں سے بعضے چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ از انجملہ ایک تاج ایسا تھا کہ جس کا وزن تین سو من کا تھا اس کو ایسے
یاقوت رمانی اور لعل بدخشانی اور زمرد سے مرصع کئے تھے کہ جسکی قیمت ہو نہیں سکتی تھی ۔ کہتے ہیں کہ اس تاج کو سنہری زنجیر
لگا کے کسریٰ کے طاق سے لگاتے اس کے سر پر اس طرح آویزاں رہتا کہ دیکھنے والے دور سے ایسا گمان کرتے کہ کسریٰ کے سر
پر ہے ۔ از انجملہ ایک درع مروارید آبدار سے مرصع اسکا ہر دانہ دو دینار کا موزون اور ہر دانے پر یاقوت سرخ کا ایک قبہ تھا اور سبز
زبرجد کے پھول اور لعل و فیروزہ کے شاخ و برگ اسپر نمودار تھے ۔ بادشاہان عجم جشن اور عید کے ایام میں فخر و مباہات کیلئے اسکو

چمکا کرتے تھے - ازانجملہ شمشیر کسریٰ و اور بکتر اور بہتر تلوارین جو بجلی کے مانند درخشان تھین - ازانجملہ ایک گھوڑا اور سوار جو ہر دو زر سرخ
سے بنے تھے ایک قول ہے سوار بہتر چاندی کا اور لباس زربفت جواہر سے مرصع پہنا ہوا اس گھوڑے پر سوار تھا - اور اسکی زین ہی سونے
روپے سے بنی ہوئی تھی اور اسکا دوسرا اسباب بھی جواہر سے مرصع تھا - ازانجملہ ایک ناقہ جو سیم خام سے اور اسکا ایک بچہ زر
خالص سے بنا ہوا تھا اور ایک جھول جواہر و یاقوت سے مکلل اس پر ڈالی ہوئی اور اسکا مہار بھی ویسی تھی اور اسکے پستان کا دایرہ
یاقوت رمانی سے اور سر پستان مروارید سے بنائے تھے - ازانجملہ ایک فرش ابریشمی کہ جسکی درازی تین سو گز اور چوڑائی ساٹھ
گز کی - اور اس کے اطراف زمرد سے بنے ہوئے تھے - اور اسکے دس ارش رنگ برنگ کے گوہر سے اور دس ارش زمرد سبز سے
اور دس ارش بلور سفید سے اور دس ارش یاقوت سرخ سے اور دس ارش یاقوت زرد سے بنے ہوئے اور اسکے درمیان
طرح طرح کے گوہر لگے ہوئے اور اس پر اقسام کے گل و ریاحین بنائے ہوئے تھے دور سے دیکھنے والے ایسا گمان کرتے
تھے ایک سبزہ زار ہے - اور اس پر بہت عمارتین منقش اور مزین اور اسکے احاطے مین ایک چمن اور مرغزار نقش کیا ہوا اور جدول
اور اشجار سونے روپے کے اور اسکے اوراق زمرد کے اور اسکے پھل جواہر آبدار سے بنے ہوئے تھے اسکا نام بہارستان رکھتے
تھے - ایک روایت ہے کہ اہل عجم اسکو زمستان گاہ رکھتے تھے کیونکہ سردی کے موسم مین اس پر بیٹھ کے شراب پیتے تھے ازانجملہ
ایک بساط زربفت شطرنجی نہایت تکلف و بیش قیمت ہاتھ آیا کہ جس مین حیوانات شطرنج کی شکلین نمودار تھین ایک مہرہ اسکا
یاقوت سرخ سے اور دوسرا لعل یاقوت کبود سے مرصع تھا - اور جب عطریات کے خزانے کھولے تو بہت سے خم عطر اور مشک
کافور و عنبر اور دوسری خوشبوئیان ہاتھ آئین - سعد اپنے یاروں سے کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کمال فضل و کرم سے ہمکو سرفراز
کیا اور بحساب غنیمتین عطا فرمائین یہ فرش زیبا اور بساط بے بہا کی تقسیم مجھ پر نہایت دشوار آئی ہے - بڑے بڑے جوہر شناس
اسکی قیمت ٹھہرانے مین متحیر ہین اور مشتریان کثیر الاساس اسکے خرید کرنے مین قاصر - مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اسکی تقسیم سے
گذر جاوین بلکہ اسکو امیر المومنین فاروق اعظم کی حضور معدلت گنجور مین بھیجدین تا جو مصلحت جانین کرین - سب صحابہ اس بات
پر راضی ہوئے - پس حکم کیا کہ غنیمت کا خمس جدا کرے جب خمس نکالے تو نو سو اونٹ کا بار ہوا سو بشیر کے ہمراہ بھیکے امیر المومنین
کی خدمت مین روانہ کیا - اور دوسری چیزین جیسے پوشاک و زیور اور تاج و کمر بند اور کسریٰ کی شمشیر وغیرہ جو ارسال کئے وہ خمس مین
داخل نہین تھے اور باقی مال ساٹھ ہزار مجاہدین پر تقسیم کر دیا تو ہر سوار کو بارہ ہزار درہم پہنچے اور اس لشکر مین سب سوار ہی تھے
جب فتح مداین کی بشارت مع خمس غنیمت حضرت عمر کی خدمت مین پہنچی حکم فرمایا کہ مسجد نبوی مین جمع کرین اور سب اشراف
اور مہاجر و انصار اور مدینے کے سب اخیار کو بلوا دے تا یہ مال خداداد ملاحظہ کرین - جب تمام اہل مدینہ نے دیکھے اس مال کی کثرت
و نفاست پر نظر کر کے حیران ہوئے اور زبان شکر و سپاس مین قادر منان جل سلطانہ کے کھولے اور جو مسلمین کہ قادسیہ مین

اقامت گزین تھے انکی امانت و دیانت کی اور سخاوت و شجاعت کی تعریف و توصیف کرنے لگے جناب خلافت مآب نے اسی مجمع
مین ان کی شان مین فرمایا اولئک اعیان العرب نقل ہی کہ حضرت عمر نے اس فرش بہستانی کی تقسیم کے باب مین صحابہ سے
مشورت کی کہ تمہاری کیا راے ہے سب خاموش رہے۔ ایک روایت ہی کہ بعضون نے کہا کہ اسکو خزانہ بیت المال مین ذخیرہ
کرین۔ اور ایک جماعت نے بابت امیر المومنین کی راے پر ہی تفویض کی۔ جناب مرتضی علی نے جو اہل مشورت سے تھے فرمایا کہ یا امیر المومنین
کس لئے اپنے علم کو جہل کے ساتھ اور اپنے یقین کو شک کے ساتھ مبدل کرتے ہو۔ انہ لَیسَ لکَ من الدنیا الا ما
اُعطیتَ فَامضیتَ اَو لَبستَ فَابلیتَ اَو اَکلتَ فَافنیتَ لیکے مال دنیا سے کچھ تیرا نہین مگر جو تصدق
کی راہ مین خرچ کرے اور اپنے آگے آخرت کی طرف بھیجے یا تو جو پہنے اور پرانا کرے یا جو کھاوے اور فانی کر دے
خور و پوش و بخشا سے رحمت رسان ٭ نگہ می چہ داری ز بہر کسان ٭ از ان نعمت آید کسے را بہ کار ٭ کہ دیوار عقبی کند
زر نگار ٭ بدنیا توانی کہ عقبی خری ٭ بخر جان من ورنہ حسرت بری ٭ گر رہ فردان طمع زن برند ٭ کہ تخمی بیفشاند و خرمن برند ٭
بران خورد سعدی کہ بیخی نشاند ٭ کہ گیتی بر و خرمن کہ تخمی فشاند ٭ امیر المومنین نے جب حضرت علی سے یہ بات سنی فرمایا کہ الحق آپ نے
سچ اور راست کہا پس حکم کیا کہ اس فرش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ پر تقسیم کرین۔ حضرت علی کے حصہ مین بھی ایک ہتھیلی کے مقدار
پر ایک ٹکڑا آیا تھا سو بیس ہزار درہم سے فروخت ہوا۔ **جلولا اور حلوان کی فتح** ۔ لاتے ہین کہ جب یزدجرد
نے مداین سے ہزیمت پا کے حلوان کی طرف گیا لشکر عجم کے بہت سے لوگ نہایت خستہ اور شکستہ ہوکے جلولا مین جمع ہوے
اور مہران رازی کو آپ پر امیر بنائے اور باہم دیگر عہد باندھا کہ عرب کے سامنے ہرگز نہ بھاگین۔ بھاگے ہوے لوگ جو چہار طرف منتشر ہو گئے تھے
یہ خبر سنتے ہی انہین کے پاس آکے جمع ہونے لگے۔ اور اس مقام مین ایک بڑی خندق کھود کے اسی کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائے
اور بعضے وہ جو بھاگے ہوے موصل مین جا کے فراہم آئے سوا اس نواح مین شہر تکریت مین عجم والونکو بڑی جمعیت ہاتھ لگی
تب سعد بن ابی وقاص نے یہ خبر حضرت عمر کی خدمت مین لکھی۔ جواب آیا کہ ہاشم بن عتبہ کے ساتھ بارہ ہزار غازیون کو
دیکے جلولا کے طرف بھیجے قعقاع بن عمرو کو مقدمۃ الجیش پر اور سعد بن مالک کو میمنہ پر اور عمرو بن مالک کو میسرہ پر مقرر
کیجئے۔ اور عبد اللہ بن المعتمر کے ساتھ پانچ سو سوار کو دیکے موصل اور تکریت کے طرف رخصت کیجئے۔ پس ہاشم بن عتبہ نے
بارہ ہزار غازیونکو ہمراہ لے کے روانہ ہوے جب اس مقام مین کافرون پر محاصرہ کیا چھ مہینے محاصرے مین گذر گئے۔ اس مدت
مین ہر دو فریق کے درمیان اسی بار جنگ ہوا چھ مہینے کے بعد جو اخیر جنگ ہوا اس مین غازیان اسلام ایسی شجاعت
کی داد دئے کہ جسکا بیان حیطہ تحریر سے خارج ہی آخر الامر فتح و ظفر کی ہوا لشکر اسلام پر بہنے لگی اور لشکر کفار مین شکست
فاحش ہوی۔ جب وے کفار اشرار نہ اسلام قبول کرتے نہ اہل اسلام کے تابع ہو کے جزیہ دینے پر راضی ہوتے بار بار جنگ پر آتے تھے

ستو جب قہر ہوے سو قہار قدیر جل قدرتہ نے کافرون کے لشکر مین ایک باد تند ایسا بھیجا کہ ان کی فوج مین ایک
تزلزل پڑ گیا اور اہل فارس کی آنکھین ایسی خیرہ ہوگئین کہ اپنے بلاد و امصار فراموش کئین جو خندق کہ وے کھودے
اسی مین گر کے مرنے لگے یہانتک کہ فارسیون سے ایک لاکھ شخص جو بڑے پہلوان تھے مہران کے ساتھ مارے گئے زمین
پر انکی ناپاک نعشون کی ڈھیگین ہوگئین اور وے ڈھیگین پہاڑون سے باتین کرتی تھین اور راہین بند ہوگئین اسواسطے
اسکا نام جلولا ہوا لِاَنَّہَا جُلِّلَتْ بِالْقَتْلٰی اور ان کفار ظالم کی سزا کما ینبغی پہنچی کما قال تعالی وَکَذٰلِکَ اَخْذُ
رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ۔ ای کہ تو از ظلم چاہی مسکنی
از برای خویش وا مسکنی تو / اور اس جنگ مین اس قدر غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی کہ لشکر اسلام کے فقرا کثرت مال و مواشی
اور نقد و جنس سے توانگر ہوگئے۔ کہتے ہین کہ ہر مجاہد کے حصہ مین ساتھ ہزار درہم اور نو نو جانور آئے تھے **نقل** ہے کہ
[illegible] دیون کے خیمون سے ایک خیمے مین داخل ہوئے تو ایک ناقہ زرین کی تصویر جو در و یاقوت
سے مرصع کی گئی نظر آئی اور اسکے نیچے ایک مرد کی تصویر جو طلا احمر سے بنی تھی دہری تھی یہہ ہر دو صورتین انکے ہاتھ
آئین۔ الغرض اور بہت سے چیزین تھین کہ مسلمانون کے ہاتھ آئین اہل اسلام بہت خوش ہوئے اور اسکا نام فتح الفتوح
رکھے۔ جب یہہ خبر یزدجرد کو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور جلوان مین ٹھہر نہ سکا اپنے ایک امیر کے ساتھ تھوڑی ایک فوج
دیکے جلوان مین رکھا اور آپ بڑی جلدی سے شہر ری کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس امیر کو یہہ تاکید کی کہ اگر عرب کا لشکر
میرا پیچھا کرے تو مقابلہ کرکے اتنی دیر تک مشغول کردے کہ مین شہر ری تک پہنچ جاون۔ جب یہہ خبر ہاشم بن عتبہ کو پہنچی انہون
نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک مکتوب لکھا اور بڑی جلدی سے ایک پیک پاپا کے ہمراہ دیکے مداین کی طرف روانہ
کیا۔ انکی خدمت مین وہ نامہ پہنچتے ہی انہون نے ایسا جواب روانہ فرمایا کہ تم یہہ رقیمہ دیکھتے ہی اپنا لشکر ہمراہ لے کے جلوان
کی طرف کوچ کیجئے اور مخالف سے مقابلہ کرکے بتائید ربانی جلوان کو اپنے قبضہ تصرف مین لیجئے پھر اس قاصد کے پیچھے قعقاع
کے ساتھ چہار ہزار سوار جلادت شعار ہاشم کی مدد پر روانہ کئے۔ اثناء راہ مین ہاشم اور قعقاع ملاقی ہوئے پھر ہر دو لشکر
بالاتفاق قطع منازل کرنے لگے جلوان کا امیر یہہ خبر سنکر اپنا لشکر لیکے نکلا اس شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہر دو
فریق ملے اور جنگ عظیم ہوا اللہ تعالی مسلمانونکو فتح و ظفر دیا جلوان کا شہر ہاتھ آیا فارسیون کی شان و شوکت بالکل
ٹوٹ گئی کیخسرو اور کیقباد کی بادشاہی برباد ہوئی۔ **تکریت اور موصل وغیرہ کی فتح**۔ لاتے ہین کہ اندنون موصل
رومیونکی قبضے مین تھا۔ ہرقل کے طرف سے انطاق اس نواح کا حاکم تھا۔ فارسیون سے ہزیمت پاے ہوئے بعضے لوگ جا کے
اسکے پاس ملحق ہوئے تب وہ ایک بڑا لشکر جمع کرکے تکریت کی طرف آیا اور اس نواح کے قلعون کی تعمیر مین مشغول ہوا۔ اتنے مین

قبائل عرب سے بہونچایا اور بنی تغلب جو نصرانی تھے وے بھی جا کے اُن سے متفق ہوئے۔ سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین
کی خدمت مین یہ خبر لکھ بھیجی۔ جناب خلافت پناہ نے عبداللہ بن معتمر کے ساتھ چھ ہزار غازیونکو دے کے اسکے جنگ پر روانہ
کیا اللہ تعالی نے عبداللہ بن معتمر کو اس پر فتح و نصرت بخشا اتفاقاً مارا گیا۔ اور اسی سال مین سنبلان اور شروان جو حلوان کے
تین گاؤن حضرت ضرار بن خطاب کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے۔ اور اکثر کے قول سے سترہوین سال امیر المومنین نے سعد بن ابی وقاص کے
نام سے نامہ لکھا کہ اسلام کی فوجین اطراف بلاد مین روانہ کرین۔ تب انہون نے حسب الحکم عیاض بن غنم اور ابوموسی اشعری اور
قرظہ عمر کے ساتھ فوجین بھیجکر جزیرے کی طرف روانہ کیا جب ان امیرون کے ہاتھ ان شہرون کی تسخیر ہوئی عیاض نے وہین اقامت
کی اور ابوموسی اشعری شہر نصیبین کی طرف اور عمیر بن سعد راس العین کی طرف روانہ ہوئے وہان کے لوگ بالرام راس العین سے صلح پر منقاد
ہو گئے۔ مگر بنی تغلب سرکشی کر کے روم کی طرف روانہ ہوئے جب یہ خبر حضرت کو پہنچی ہرقل کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ
فرمایا اور اس مین قسم دی کہ بنی تغلب کے نصاریٰ کو جلد واپس بھیجیگا تو بہتر ورنہ حکم کرونگا کہ ممالک اسلامیہ مین جہان جہان نصرانی لوگ
متوطن ہین انکو نہایت برے طور سے اخراج کر دین جب یہ نامہ ہرقل کو پہنچا ترسان و لرزان ہوا اسی وقت حکم کیا کہ بنی تغلب
کو فوراً روم سے نکال کے حضرت عمر کے حضور مین روانہ کرین۔ جب وے لوگ دار الخلافت مین حاضر ہوئے عاجز آ کے جزیہ
قبول کیا کہ ہر سال ہم دونا بھیجا کرینگے تا خزانہ بیت المال مین داخل کرین لیکن چاہئے کہ اس کا نام جزیہ نہ کہین امیر المومنین نے
فرمایا کہ تم جو دیا کرینگے وہ تمہارا جزیہ ہی ہے تم اسکا کچھ بھی نام رکھین اور اسی سال حلوان کے سرحد مین جتنے شہر تھے وے سب
قعقاع کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے اور اسی سال اور بعضون کے قول سے سترہوین سال بصرے کی امارت ابوموسی اشعری کے نام قرار
پائی۔ اور چند حصار و دیار مفتوح ہوئے کہ جنکی تفصیل نہایت تطویل چاہتی ہے اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین۔

ہجرت سے سترہوین سال کے وقایع اور شہر کوفے کی بنا ۔ جب ہجرت سے سترہوان سال شروع
ہوا ماہ محرم مین شہر کوفہ کی بنا واقع ہوئی۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ مداین کی آب و ہوا اہل اسلام کی مزاج کو موافق نہوئی اکثر لوگ
ورمے کی تپ سے بیمار ہوئے اسلئے سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کی خدمت مین یہ احوال ظاہر کئے۔ ایک روایت یہ ہے
کہ سعد نے فتح مداین کی خمس غنایم کے ساتھ ایک جماعت کو مدینہ کی طرف روانہ کیا تھا حضرت عمر کی نظر جب اس جماعت پر پڑی تو انکے
چہرون کے رنگ متغیر اور انکے بدن نہایت ناتوان اور لاغر نظر آئے اسکا سبب دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کی
کہ مداین کی آب و ہوا موافق نہین ہے امیر المومنین نے سعد کے نام سے نامہ لکھ کے استفسار فرمایا تو ویسا ہی جواب آیا
تب جناب خلافت مآب نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ عرب کی اقامت کو کوئی جگہ ایسی ہو کہ وسیع
اور کشادہ رہے اور سبزہ زار و مرغزار اور آب دار ہووے اور وہان کی آب و ہوا مزاج عرب کے موافق پڑے اور اس مقام مین کوئی پل اور دریا

نزہی جست وجو کرکے لشکر اسلام کا مسکن و ماوا ٹھہراوین - اور دارالہجرت اسکا نام رکھین - جب یہہ حکم نامہ شرف صدور پایا سعد
بن ابی وقاص نے عثمان بن حنیف کو ایک قول سے سلیمان بن ربیعہ اور حذیفہ بن محص کو روانہ کیا تا ویسے مقام کی تلاش
کرین کہتے ہین وے ہر دو شخص کو اس مہم کے لئے جو خاص کیا سبب یہہ تھا کہ حضرت عمر نے اسکام کے لئے انہین کو مقرر
فرمایا پس وے ہر دو بزرگ جب نکلے سلیمان نے فرات کے جانب غربی سے اور حذیفہ جانب شرقی سے سیر کرنے گئے -
ایسی ایک زمین ریگستان پر پہنچے کہ اسکی بالو کنکر آمیز تھی عرب ویسی زمین کو کوفہ کہتے ہین سلیمان اور ربیعہ کو اس مقام کی
آب وہوا نہایت پسند آئی اور مرغوب طبع ہوی - وہان ہر دو بزرگ اپنے مرکبون سے اترے اور دو رکعت نماز ادا کرکے
دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بکمال تضرع وزاری سے درگاہ باری جلشانہ مین دعا کئے کہ خداوند اس مقام کو ہمارا ملجا و ماوا
اور برکت کی جگہہ کیجئے - جب دعا سے فارغ ہوے اپنے لشکرگاہ مین آکے خبر دئے - تب سعد بن ابی وقاص نے سنکے
جب وہان تشریف لیجا کے ملاحظہ فرمایا تو انکو بھی وہ جگہہ پسند آئی - پس اسیکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرا کے امیرالمومنین کی خدمت
مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ آپکے حکم کے موافق ہم نے جگہہ کی تلاش کی کوفے کی جگہہ جو منزل بری وبحری ہی اور زمین
صالح اور کثیر النباتات ہی اور چارہ وغیرہ ہوا کرتا ہے اور وہان کی ہوا نہایت لطیف ہی نظر آئی - پس ہم نے اسیکو اپنی
منزل ٹھہرایا - اور سب مسلمانونکو مین نے اختیار دیا کہ جو چاہین مداین مین رہین اور جو چاہین اس منزل مین - بعضے
کو ہی اختیار کئے اور بعضے اس منزل کو بہ مصلحت کے لئے انکو وہین چھوڑ دیا - کہتے ہین کہ جنہون نے مداین کی
سکونت اختیار کی جب ایک مدت بسر لے گئے وہانکی آب وہوا انکو موافق ہوی ان کے رنگ وقوی حالت اصلی پر آگئے
تب امیرالمومنین سے اجازت چاہی کہ عمارتین بنا کرین - جناب خلافت مآب نے اجازت دی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اینٹ اور
چونے سے بنا نہ کرین بلکہ بانس اور لکڑی کے بے تکلف مکانات بنالین بصرے والون پر بھی یہی حکم صادر ہوا چند روز کے
بعد ناگاہ ایک، ان ہر دو جگہہ آتش لگ گئی سو دسے کا ہی مکانات اور اسباب جل گئے - تب امیرالمومنین کی خدمت مین
لکھ کے خشت وگل سے عمارتین بنا کرنے کی رخصت حاصل کئے - سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ بصرے اور مداین مین
جو معمار ہین حاضر ہوکے شہر کوفہ بنا کرین - تب عرب کے اشراف واکابر محکم اور لایق مکانات بناے - جناب خلافت پناہ سے
سعد کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا آیا کہ کوئی شخص تین گھر سے زیادہ نہ بناوے اور عمارت سازی مین شان
وتجمل اور تکلف کی راہ نہ لیوے - سنہ ۵ باسنت احمدی بنا بہ بے سنت احمدی تھا بہ ایک روایت ہی کہ امیرالمومنین
کا حکم ہوا کہ اس شہر کی بنا عدل پر ہو کیونکہ جس شہر کی بنا عدل پر ہوگی وہ استوار اور پایدار رہیگا - بعضون نے کہا ہی کہ عدل
سے مراد یہہ ہے کہ نہ بہت بلند رہے نہ زیادہ پست ایسی بنا محکم اور پایدار ہوتی ہی - القصہ اول جو بنا کئے وہ مسجد کی

پاتھا تھا کہ اکاسرہ یعنی سلاطین عجم کے جو بڑے مکانات اور بلند عمارات واقع تھے انکو توڑ کے اُنکے سنگ مرمر تمام اُٹھا کے نکالکے
لے آئے اور بہت مقدار اینٹوں کی اور اُنکے مکانات کا جو اسباب نہایت عمدہ تھا وہ سب مسجد کے کام میں لگائے اور سعد بن
ابی وقاص نے یہ حکم دیا کہ مسجد کے مقابل ایک قصر عظیم بنا کریں معماروں نے انکی خواہش کے موافق ایک قصر عالیشان
نہایت بلند ایسا بنایا وہ ایسی بنا کی کہ قصر مداین کے برابر بلکہ اُنسے بہتر تعمیر پائی جب اُسکا کام تمام ہوا مداین کے
قصر شاہی کا دروازہ نکال کے لا کر اسکو لگا دیے اور اکثر اہل اسلام نے بھی مداین کی عمارتوں کا جو سامان لا کے اپنے مکانات
میں صرف کئے۔ جب سعد بن ابی وقاص کے اس قصر عظیم الشان کی خبر حضرت عمر کو پہنچی نہایت برہم ہوئے
محمد بن مسلمہ کو بلوا کے ایک نامہ سعد کے نام سے لکھ کے اُنکے ہاتھ دیا اور حکم کیا کہ کوفے تک جاؤ اور سعد سے ہمکلام ہو
اور یہ حکم کرے کہ لکڑیاں جمع کرکے پھر اس قصر کے کلف کو جلا دیوے پھر اُنسے بات نہ کرے بلا توقف مراجعت کرے۔ محمد بن مسلمہ
اسی وقت کوفے کی طرف روانہ ہوا امیر المؤمنین کا جو حکم ہوا تھا بجا لایا اور نامہ سعد کو پہنچایا اور اُنسے بات نکر کے مراجعت کی
سعد نے ہر چند التماس کی تا اقامت کرے تا آپ سے [illegible] اجابت نہ کی۔ اور بہت کثیر انعام و ہدیہ
کے جلو میں بھیجا اسکو بھی قبول نکیا۔ جب سعد نے امیر المؤمنین کا نامہ کھول کے ملاحظہ کیا تو یہ رقم تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے ایک قصر عالی
مانند قصور ملوک عجم بنائی ہے اور کوشک کسری کا دروازہ لا کے اپنے کوشک کو لگایا ہے شاید کہ تم نے یہ کام اسواسطے اختیار کیا ہے تا
حاجبوں اور دربانوں کو اسپر بٹھلا دے اور حاجتمندوں کو اس کوشک میں داخل ہونے سے منع کریں۔ جیسے سلاطین عجم کے حاجب اور
دربان کیا کرتے تھے یہ صورت ایسی ہو کہ مسلمانوں کی مہمات معطل ہو جاوینگے اور اُنکے تقاضائے حاجات میں خلل پڑ جاویگا معلوم ہوا
کہ تم نے [illegible] اکاسرہ کی سیرت اختیار کی اور سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہے اے سعد یہ بات تم سے
نہایت ناپسند واقع ہوئی [illegible] اسلام خلائق اللہ اور بند و بست ملک میں مشغول رہے اور یہ کام تو اُس سے پوری مخالفت
رکھتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اکاسرہ کو ایسے مکانات و قصور سے قبور کی طرف اور تمہارے پیغمبر جلیل القدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اس خاکدان فانی سے طرف بہشت جاودانی کے پہنچایا ہے [illegible] ایک شعر کو کہا ہوں کہ تمہارا قصر امیرانہ و کوشک
شاہانہ ہلا دیوے تا تمہیں اُس سے دل بستگی نہو۔ مصرعہ این سرائیست که البته خلل خواهد بود ٭ خنک آن قوم که در بند سرای دگرند
[illegible] بر یک مشتی خاک ٭ الحق انصاف توان داد که صاحب نظرند ٭ عمارتهای [illegible] بقا و وفا نکند ٭ گر همه ملک جهان است
بهیچش نخرند ٭ مصرعہ بر آستان وفا دل منه که جای دگر ٭ برای عشرت تو برکشیده اند قصور ٭ ترا ساخت [illegible]
[illegible] مصرعہ بهرام که گور میگرفتی همه سال ٭ امروز نادره بین که گور بهرام گرفت ٭ مصرعہ
کی آن فریدون و ضحاک و جم ٭ شهان عرب خسروان عجم ٭ همه خاک دارند بالین و خشت ٭ خنک آنکه جز تخم نیکی نکشت

پردہ دار و دربان ۱۲

القصہ سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق ایک ایسے مکان کی بنا کی کہ جس میں دو خانے تھے ایک اپنی سکونت کے لئے دوسرا خزانہ بیت المال کے لئے اور وہ کوشک کہ جس کو آگ دے معاویہ کے زمانے تک ویسی ہی ویران پڑی تھی جب انہوں نے اپنی حکومت میں زیاد بن امیہ کو عراق کی سرداری دیکے بھیجا - زیاد نے از سر نو اسکی تعمیر کر کے اسکا نام قصر الامارت رکھا - اور اسی سال امیر المومنین نے نماز پنجگانہ کے اوقات مقرر کر کے جو ممالک کہ قبضہ اسلام میں آئے تھے ان سب ملکوں میں حکم روانہ کیا - اور اسی سال مدینہ طیبہ میں ایک مکان علحدہ لیکے دار الضیافت ٹھہرایا - دغن اور کھجور اور ستو وغیرہ اس میں رکھ کے فقرا اور مساکین اور مسافروں کی مہمانی کرنے لگے - اور اسی سال تاریخ ہجری لکھنا مقرر ہوا اسکا سبب شعبی سے ایسا منقول ہے کہ جب ابو موسی اشعری نے امیر المومنین کی طرف سے بصرے کی حکومت پر مقرر ہوے اور جناب خلافت مآب کی طرف سے ان کے نام پر حکم نامے شرف صدور پانے لگے - انہوں نے یہ بات سوچی کہ بعضے پچھلے رقایم بعضے اگلوں کے ناسخ ہیں سو جب تک وضع تاریخ ہنو معرفت اگلے اور پچھلے کی حاصل ہنوگی - اسلئے حضرت عمر کی خدمت میں گذارش کی کہ وضع تاریخ فرماویں - تب فاروق اعظم نے صحابہ کو جمع کر کے اسباب میں مشورت کی بعضوں نے کہا کہ حضرت کی ولادت شریف کی تاریخ ٹھہراویں اور بعضوں نے چاہا کہ بعثت کی تاریخ قرار دیں - مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تاریخ ہجرت مقرر کریں کیونکہ حق و باطل کا فرق اور اسلام کا ظہور اور احکام شرعیہ کا نزول اور دین متین کا غلبہ زمان ہجرت سے شروع ہوا - سب صحابہ نے یہ رائے پسند کر کے اسی پر اتفاق کیا - اور ابتدا سال محرم سے کئے **ف** مخفی نرہے کہ تاریخ ہجری مقرر کرنے کے آگے لوگوں میں تواریخ مختلف کا معمول تھا - چنانچہ حضرت آدم کے فرزند ولبند حضرت نوح کی بعثت تک حضرت آدم کی تاریخ رحلت کا شمار کرتے تھے - پھر حضرت نوح کی تاریخ بعثت لکھنے لگے سو طوفان تک وہی معمول تھا پھر طوفان نوح کی تاریخ ٹھہرا کے حضرت ابراہیم کے زمانے تک بھی بات جاری تھی - جب حضرت ابراہیم آتش نمرود میں مبتلا ہوے اور اللہ تعالی نے انکو نجات بخشی انکی اولاد نے تاریخ نجات کا اعتبار کیا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے کعبہ کی بنا ہونے تک اسی تاریخ کا رواج تھا - یہاں تک کہ حضرت اسمعیل کی اولاد مکہ معظمہ سے نکل کے اطراف واکناف میں منتشر ہوی ہر قوم جو تہامہ کی زمین سے نکلتی ان کے خروج کی تاریخ لکھا کرتے - کعب بن لوی کی موت تک یہی عادت رہی - پھر رحلت کعب کی تاریخ لکھنے لگے - واقعہ اصحاب فیل تک اسیکا معمول تھا پھر تاریخ عام الفیل کا رواج ہوا سو حضرت عمر کے زمانے تک اسیکی عادت تھی - جناب فاروق اعظم نے حضرت علی کی رائے سے تاریخ ہجری مقرر کی اور عرب کو آگے سوا اسکے اور بھی تاریخیں تھیں جیسے حبش والوں کا غلبہ ملک یمن پر اور عجم کا غلبہ عرب پر - اور قوم جرہم کی نصرت عمالقہ پر اور بنو بکر کا جنگ - اور عبس کا جنگ جو ظہور اسلام کے آگے ساٹھ سال کے ہوا - اور عجم والوں کے بھی مختلف تاریخیں تھیں جیسے بعضے عہد ذو القرنین کی تاریخ لکھا کرتے اور بعضے ہر بادشاہ کی جلوس کی تاریخ جو الضحاک مشہور ہوتا اعتبار کرتے اور

قبطیون مین اس تاریخ کا رواج تھا جو بخت نصر کا غلبہ ملکون پر ہوا اور یہود و نصارا نے بعضے انبیا کی مولد و بعثت کی تاریخ اور ایک جماعت نے تعمیر بیت المقدس کی تاریخ ٹھہرائی تھی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ حمص کا جنگ دوسری بار

لا سببت یہ تھا کہ جب ہرقل نے دیکھا کہ لشکر اسلام کو عراق و شام پر پورا غلبہ و تسلط ہو گیا سو خوف کھایا کہ جب یہ ان ہر دو ممالک کے بندوبست سے فارغ البال ہو وینگے۔ روم کی مملکت کی طرف بھی طمع کرینگے۔ اور بعضے جزایر کے رہنے والے جو ظاہر مین مسلمان کہلاتے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ اس آیت شریف کے مطابق وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اور اس حدیث منیف کے موافق مَثَلُ الْمُنَافِقِ کَالشَّاۃِ الْعَائِرَۃِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ تَعِیْرُ اِلٰی هٰذِهٖ مَرَّۃً وَاِلٰی هٰذِهٖ مَرَّۃً رومیون کے ساتھ پیام رکھتے تھے کہ ہم حسب مقدور سپاہ و ہتھیار سے تمہاری مدد کرینگے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالنِّفَاقِ القصہ رومیون نے اہل اسلام اپنے ملک کا قصد کرنیکے اندیشہ سے ان کے آگے آپ ہی سپاہ و حشم اور اسباب جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوئے۔ جب ایک لاکھ نفر کے قریب مرد کاری فراہم آئے شام کی طرف کوچ کرکے اول شہر حمص کا قصد کیا کیونکہ ابو عبیدہ کی مستقر حکومت وہین تھی جب ابو عبیدہ کو خبر پہنچی انہون نے جلد جناب خلافت مآب کی خدمت مین اطلاع دی اور شام کے اطراف و نواحی مین اسلام کی فوجین جو منتشر تھین ان سب کو خطوط روانہ کئے کہ سب تیار ہو کے آوین۔ اور ابو عبیدہ کا عریضہ جب حضرت عمر کی حضور مین پہنچا اسیوقت سب شہرون اور قبیلون مین جو اہل اسلام کے تحت و تصرف تھے حکم نامے روانہ کروئے کہ ہر نواح کے مجاہدین سامان جنگی آمادہ کرلیکے نکلین اور بڑی جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچین۔ اور سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کئے کہ قعقاع بن مقرن کے ساتھ چہار ہزار غازی کو دیکے ابو عبیدہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کرین اور سہیل بن عدی کے ساتھ چہار ہزار سوار دیکے جزایر کی طرف بھیجے تا رومیون اور جزایر والون کے درمیان حایل رہین۔ اور امیر المومنین خود بنفس نفیس مدینہ طیبہ سے نکل کے موضع جابیہ تک تشریف لے گئے اور اس جگہہ مدد پہنچنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ روانہ فرمایا کہ مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد سے پہنچے تک تم حمص کا دروازہ بند کرکے اسی شہر مین ساکن رہو۔ کہتے ہین کہ فوج شام کے امیران سے جیسے معاویہ اور شرحبیل بن حسنہ وغیرہا جو ابو عبیدہ کے ساتھ ملحق ہوتے تھے انکو بھی تحریص دیتے تھے کہ مدد کی فوجین آئے تک آپ حمص کے قلعے مین ہی مقیم رہین جنگ کیلئے باہر نکلنے کا قصد نکرین۔ مگر خالد بن ولید حمص کو پہنچتے ہی ابو عبیدہ کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی جب اس باب مین انکا الحاح و مبالغہ حد سے گذر گیا آخر ابو عبیدہ نے اپنا لشکر لیکے حصار سے باہر آکے رومیون کے ساتھ مقابلہ کیا بڑا ہی جنگ ہوا آخر الامر کافرون کو شکست فاحش ہوئی بحکم کریمہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ کے اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی۔ نصارا کے لشکر سے ہزار نفر کی ٹکری جگہہ کے

امن طلب کی اور بہت سے اسیر ہوے اور چہار ہزار شخص مارے پڑے اور جو باقی رہی ہزار محنت و مشقت سے افتان و خیزان اپنی جان بچا لے کے بہاگ نکلے پھر بار دیگر شہر حمص اور اسکے توابع و لواحق کے بلاد مین ان کا فرونکو گذر نہوا - اور وہ سرزمین پھر انکے فساد سے ملوث نہوئی ابو عبیدہؓ نے فارغ البال ہوکے دولت و اقبال کی ترئیب و زینت دی

کریمہ فَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ کا مضمون اس واقعے مین ظاہر ہوا اس قدر رسبایا اور غنایم ہاتھ آئے کہ جس کا شمار و شوار تھا مدد کی فوجین پہنچنے کے آگے ہی اللہ تعالی نے خالد بن ولید کی شجاعت و شہامت سے یہہ فتح و نصرت عنایت کی - دوسرے روز ایک قول سے تین دن کے بعد قعقاع نے لشکر عراق لے کے پہنچا - رومیون کے لشکر سے وہان کسی کو نہ دیکھا - ابو عبیدہؓ نے خمس غنیمت مع فتح نامہ امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا حضرت عمرؓ نے اس نوید بشاشت جاوید کے سننے سے نہایت مسرور ہو کے شکر الٰہی بجا لایا - اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ قعقاع کا لشکر جو تمہاری مدد کی نیت سے آیا انکو بھی غنیمت کے حصہ مین شریک کرنا نہایت ضرور ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالی کی نظر نیت پر ہی سو تم بھی بحکم تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ حصہ غنیمت دینے سے دریغ نکرنا مستحسن ہوگا جب یہہ نامہ ابو عبیدہ کو پہنچا انہون نے حسب الحکم قعقاع کے لشکر والون کو حصہ غنیمت مین داخل کیا - تقسیم کے بعد سب فوجون کے امراؤن نے فوجین ہمراہ لیکے اپنی اپنی جگہہ کی طرف مراجعت کی - اعزاز کی فتح کہتے ہین کہ حلب کی فتح کے بعد ابو عبیدہ کا قصد انطاکیہ کے طرف جانیکا تھا سو یوقنا سے مشورت کی یوقنا نے کہا کہ اے سردار اعزاز کا حاکم جس کا نام داریس ہے میرے چچا کا بیٹا ہی وہ بڑا سخت ہی اور اسکے قلعے مین سامان جنگی خوب مہیا ہی اگر اسکا ملک تمہارے ہاتھ آئیگا تو تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہونے کے بعد وہ تاخت و تاراج کریگا حلب اور قنسرین اور اطراف عواصم وغیرہ چھین لیگا - ابو عبیدہ نے پوچھا پھر اسکی کیا تدبیر کیا جائے - یوقنا نے کہا کہ مین ایک فریب کرنا چاہتا ہون میرے ساتھ ایک سو سوار کو دیجئے وے سب رومی لباس پہنے رہین اور میرے پیچھے ایک فرسخ کے فاصلے پر ایک ہزار سوار رہین گویا مین انسے بھاگتا ہون اور وے میرا پیچھا کئے ہین حاکم اعزاز جب میرے روبرو آویگا تو کہونگا کہ مین مکر کی راہ سے مسلمان ہوا تھا پس وہ مجھے قلعے مین لیجائیگا جب آدھی رات گذریگی ہم دشمنون سے جنگ آغاز کرینگے صبح تک وے ہزار سوار بھی آ پہنچینگے پس یوقنا یہہ تدبیر دکھلا کے ایک سو سوار کو ہمراہ لئے ہوے روانہ ہوے - اور ابو عبیدہ نے مالک اشتر کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے ان کے پیچھے روانہ کئے - ناگاہ حاکم اعزار کا ایک جاسوس اوسوقت حلب مین حاضر تھا جب یوقنا نے ابو عبیدہ سے وہ تدبیر کی اسیوقت اسنے ایک خط لکھہ کے ایک کبوتر کی دم سے باندھ کے اڑا دیا وہ کبوتر تعلیم یافتہ تھا اسکو اعزاز سے ہی لایا تھا - لاکن اس خط مین مالک اشتر ہزار سوار سے آتے ہین سو خبر لکھنے سے

تب بھی مین سنے پوچھا کہ ای باپ تو کیا لکھتا ہی مسلمانون کے نبی کے باب مین اس لئے کہا اے بیٹے میرے ہماری کتابون مین لکھا ہی کہ اللہ تعالی ایک نبی کو حجاز سے بھیجیگا اور مسیح نے اس نبی کی بشارت دی ہے مین نہین جانتا ہون کہ یہ نبی ہے یا نہین - تب مین نے سمجھا کہ یہ راہب اپنے ظاہر ہونے کے خوف سے اس امر کو چھپاتا ہے - اور مین بھی گذشتہ تک اس کو پوشیدہ رکھا - پس جب یوقنا اور اسکے ساتھی قیدیون کو دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ وہی یوقنا ہین جنہون نے اپنے بہائی کو مارڈالا اور عرب سے سخت لڑائی کی پھر جب ایسا شخص دین عرب کی طرف رجوع کیا تو یہی دین حق ہے پس مین نے چاہا کہ اپنے باپ کو مارڈالون اور قیدیون کو چھوڑدون میرے باپ نے شراب پی کے بیہوش پڑا تھا سو اوسکو مارڈالا اور قیدیون کو چھوڑنے کے لئے آیا تو میرے بھائی نے ان کو چھوڑدیا تھا اب مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مالک اشتر بہت خوش ہوے پس سعید بن عمر العنوی کو قلعے کی حکومت دی اور ایک سو مسلمان جو یوقنا کے ساتھ آئے تھے ان کو وہین رہنے کا حکم کیا اور اعزاز کی غنیمت کا مال اور قیدیون کو ساتھ لے کے حلب کی طرف روانہ ہوا لکھتے ہین کہ وے قیدی ایک ہزار مرد جوان رومیون سے تھے - اور دو سو سینتالیس مرد بوڑھے راہب تھے اور ایکہزار عورتین اور کنواری لڑکیان تھین اور ایک سو اسی بوڑھیان تھین - اور راستے مین مالک اشتر نے ایک بوڑھے راہب کو دیکھا جو بہت خوشنما اور صاحب وقار تھا - مالک نے سوچا کہ یوقنا نے جس کا ذکر کیا تھا شاید کہ یہ راہب وہی ہوگا - پس اس سے کہا کہ جب تو نصاری کے علما سے ہے پھر کس لئے امر حق کو چھپاتا ہے اس نے کہا واللہ مین نے نہین چھپایا اس کو اس کے مستحق سے لاکن مین ومیون سے ڈرتا تھا کہ وے مجھ کو مارڈالین گے کیونکہ امر حق کا قبول کرنا بہت گران ہے مالک اشتر نے کہا کیا تو ہمارے دین کی طرف پھرے گا راہب نے کہا ہان پھرون گا مگر میرے چند سوال ہین جو مین نے لوقا کی انجیل مین پایا ہی مالک نے کہا وہ کیا ہے اس نے بیان کرنا چاہتا تھا کہ ایسے مین فضل بن عباس اپنی ایک فوج لئے ہوے آپہنچے کہ جناب ابو عبیدہ نے ان کو منبج اور اس کے پل کو اور براعہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے بھیجے تھے جب ہر دو لشکر اسلام ملے تکبیر و تہلیل کی آوازین بلند ہوئین اور ایک دوسرے کو سلام کئے مالک اشتر نے اعزاز کی فتح اور اس راہب کا احوال بیان کیا - تب فضل بن عباس نے

اس راہب کیطرف متوجہ ہوکے کہا تو جو پوچھنا چاہتا ہو پوچھ۔ راہب نے چند سوال کیا فضل بن عباس نے اسکے جوابات شافی دئے راہب نے اسیوقت ایمان لایا اور اعزاز کے لوگ۔ جب یہ دیکھتے کہ ایسا بزرگ آدمی اسلام قبول کیا اسنے اکثر لوگ داخل اسلام ہوے اور تھوڑے سے باقی رہگئے ہیں فضل بن عباس اور مالک اشتر حلب کی طرف روانہ ہوے۔ اور یوقنا نے کہا کہ مین انطاکیہ کیطرف ہرقل کے پاس جاتا ہون کچھ تدبیر کرونگا شاید اللہ تعالی مسلمانونکی فتحمندی کی کچھ صورت کردے۔ ~~روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ~~

روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ کے طرف

نقل ہے کہ یوقنا کے قرابتی ایک جماعت لوگوں سے دو سو آدمی جو ہمراہ تھے یوقنا نے انسے چالیس یا پچاس شخص کو جنکو اپنے ساتھ لیا باقی لوگون سے کہا کہ تم عم اور ارتاح کی راہ سے چلو تب پر کہ گویا عرب کے لوگون سے بھاگتے اور مین ان پچاس شخص کو ساتھ لیکے حارم کی راہ سے روانہ ہوتا ہون۔ انشاءاللہ تعالی تم ہم انطاکیہ مین ملینگے۔ پس ایسا ہی وانہ ہوئے جب یوقنا نے انطاکیہ مین داخل ہوا اور ہرقل سے ملاقات کی ہرقل نے کہا مین نے سنا تھا کہ تم نے عرب کا دین اختیار کیا۔ یوقنا نے کہا ای بادشاہ مین نے مکر سے اس دین مین داخل ہوا تھا اور انکو فریب دیکے ایکہزار اور ایک سو سوار کو ساتھ لیکے اعزاز کی طرف گیا تا ان سب کو اعزاز کے قلعے مین قید کرون اور اسکے بعد ان قید یونکو تیرے پاس بھیجدون لاکن حاکم اعزاز نے میرے مطلب کو نہ پاکر جلدی کی اور جو ہونہار تھا ہوا اگر مجھے نصرانیت سے محبت نہوتی مین اپنے بھائی یوحنا کو کسلئے قتل کیا ہوتا۔ یوقنا یہہ کلام سنکے ہرقل کی مجلس مین جو بطارقہ اور ملوک حاضر تھے اسکی تصدیق وتحسین مین زبان کھولے اور ہر ایک نے اسکی سفارش کی ہرقل نے بہت خوش ہوکے اپنا لباس بادشاہی اور تاج وپٹکا اسکو دیا۔ اور کہا کہ اگر حلب تمہارے ہاتھ سے جاتا رہی مین تمکو انطاکیہ کا سردار بناؤنگا۔ یوقنا نے اسکی تکریم بجالاکے دعا کی۔ اور ہرقل نے یوقنا کو بڑے

اکرام سے ایک علحدے مکان مین اُتارا - اورانکو بہت چاہتا تھا - ایسے مین ہرقل کی چھوٹی بیٹی زیتون کے طرف سے مقام مرعش سے
چند قاصد آئے کہ مین انطاکیہ کو آنا چاہتی ہون میری حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کرین - زیتون کا سردمعاقل کا حاکم تھا اسکا نام
لسطورس تھا سو جنگ یرموک مین مارا گیا تھا - غرض جب زیتون کے قاصدون نے یہ پیام لایا ہرقل نے یوقنا کے ساتھ دو ہزار
سوار کو دیکے روانہ کیا - یوقنا نے مرعش تک جاکے زیتون کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کے طرف مراجعت کی اور یوقنا چاہتے تھے
کہ کاش کہین راہ مین مسلمانون کا کوئی جاسوس یا کوئی ذمّی ملجاوے تو مین اپنا عزم ابوعبیدہ کی خدمت مین کھلا بھیجون اور
لشکر ہلاک کیجان - جب مرج الدیباج کے مقام پر پہنچے وہان جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر ملا وہ مامون نے دوسو مسلمانونکو قید کرکے
لاتا تھا انمین ضرار بن الازور بھی داخل تھے انکا قصہ یہ ہے کہ جب فضل بن عباس اور مالک اشتر حلب مین جا پہنچے اور فتح
اعزاز کا سب ماجرا اور یوقنا کی روانگی انطاکیہ کی طرف ظاہر کئے ابوعبیدہ بہت خوش ہوے اور فرمائے کہ مجھے امید ہے کہ
اللہ تعالی یوقنا کو فتح دیگا پس ضرار بن الازور کے ساتھ دوسو سوار کو دیکے ملک شام کے اطراف و نواحی مین تاخت و تاراج
کرنیکے لئے روانہ کئے - ضرار جب مرج وابق تک پہنچ کے نزول کئی شب کے وقت سب سوتے تھے ایسے مین جبلہ بن ایہم غسانی ایک
لشکر لیکے غزہ کے طرف سے یوآتا تھا ان پر گذرا جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان اترے ہین یکبیک ان پر جاگرا پھر وے مجاہدین
بیدار ہوکے جنگ پر قیام کئے ایک ایک مومن کئی کافر قتل کیا ضرار بڑی بہادری سے جنگ کررہے تھے جبلہ نے انکی دلیری دیکھکے حیران
ہوگیا آخر حکم کیا کہ اسکے گھوڑے کو زخمی کرو جب انکا گھوڑا گرا ضرار پیدل ہوگئے کفار انکو گھیر کے پکڑ لئے ایساہی دوسرے مجاہدین بھی اسیر ہوگئے
ان سب کے مشکیان باندہکے انطاکیہ کی طرف لیچلے تھے سو مرج دیباج کے پاس یوقنا اور جبلہ کے ہر دو لشکر ملاقی ہوے جبلہ نے یوقنا
سے دل کے سب احوال ظاہر کیا یوقنا دل مین بہت غمگین ہوے لاکن بظاہر اس سے خوشی کے ساتھ گفتگو کی پس یہ ہر دو لشکر انطاکیہ
کی طرف چلدئے آگے ایک شخص جاکے ہرقل کو یہ خوشخبری دی کہ دوسو قیدی اور تیری بیٹی آتی ہے ہرقل بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر
استقبال بھیجا اور حکم کیا کہ کنیسہ آراستہ کرین اور لباس فاخرہ پہن کے حاضر ہووین پس آپ بھی کنیسہ مین جابیٹھا اور مجمع عام کیا
پس جبلہ اور یوقنا مع لشکر ہرقل کے پاس آئے اسنے اُن ہر دو کو خلعتین دئین اور اسکی بیٹی اپنے باپ کے قصر مین داخل ہوی - اور وے
دوسو قیدیون کے مشکیان باندہے ہوے ہرقل کے پاس لے آئے اسکے مصاحبون اور خادمون نے چلانے لگے شاہی ادب بجالاؤ بادشاہ
کے روبرو زمین بوسی کرو ضرار نے کہا کہ مخلوق کے روبرو سجدہ کرنا جائز نہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرمائے ہین - ہرقل نے
چاہا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احوال شریف بلا واسطہ مترجم آپ ہی پوچھے تا اپنے سب بطارقہ اور مصاحبون کو معلوم
ہووے - کیونکہ ہجرت سے چھٹوین سال حضرت کا منشور فیض گنجور جب اسکے نام سے پہنچا اور اس مین دعوت اسلام مرقوم تھی ہرقل نے
اسکو دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہی نبی ہین کہ مسیح نے جنکی بشارت ہمکو دی تھی اس پیغمبر کا دین مشرق و مغرب مین پھیلیگا اور وہ حاکم وقت

ہونگے قریب ہے کہ یہ ممالک بھی انہیں ملینگے بہتر ہے کہ تم تابع ہو جاؤ یہ بات سنتے ہی رومیوں نے ہرقل کو مار ڈالنا چاہا یہ تا سنتے ہی
ہرقل نے اپنے قول کی سچائی بتلانا چاہا اور صحابہ سے سوال کیا کہ تم سے کون ہے کہ میرے سوالات کا جواب دے تو صحابہ کرام نے قیس بن
عامر انصاری کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ سب سے عمر اور حضرت کے حالات معجزات سے خوب آگاہ تھے پس ہرقل نے ابتدائے زمانہ نبی کا
سوال کیا تب قیس نے وحی نازل ہونے کے آگے پیچھے مہینے حضرت کے رویاء صادقہ کا دیکھنا اور جیسا خواب میں دیکھتے ہیں ویسا ہی
بیداری میں پانا اور حضرت کا دونوں خلق سے کنارہ لینا اور غار حرا میں خلوت کرنی اور شروع سورۂ اقرأ کی پانچ آیتوں کا نزول
پھر سورہ مدثر کا نزول بتفصیل بیان کیا - اسکے بعد معجزات سے سوال کیا تو قیس نے چند معجزات بینات کا بیان فرمایا پھر ہرقل نے کہا
ہم اپنے کتابوں میں پاتے ہیں کہ ان کا امتی اگر ایک گناہ کیا تو ایک ہی لکھا جائیگا اور اگر ایک نیکی کی تو دس نیکیاں لکھے جائینگے -
قیس نے کہا کہ ہاں کہ یہ بات ہمارے نبی کی امت کی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا پھر ہرقل نے کہا وہ نبی کہ مسیح نے
جنکی بشارت دی ہے وہ دنیا و آخرت میں لوگوں پر گواہ ہونگے قیس نے کہا ہاں وہ ہمارے نبی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّا
أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا
اور آخرت کی گواہی کے باب میں فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا اور آخرت میں حضرت کی امت جو دوسرے
امتوں پر گواہ ہوگی اسکے باب میں فرمایا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ہرقل نے کہا آیا حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر درود
بھیجنے کا ان کی حالت حیات اور بعد ممات کے قیس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - ہرقل نے کہا وہ نبی کہ جنکا ذکر مسیح نے
کیا ہے وہ آسمان پر جاوینگے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہونگے قیس نے کہا ہاں یہ منصب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل
ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا قیس بن عامر سے منقول ہے کہ
ایک بطریق جو حاضر تھا ہمارا کلام سنکے کہا اے بادشاہ تونے جس نبی کا ذکر کیا وہ آپ ہی مبعوث ہو گئے - یہ بات سنتے ہی ضرار بن الازور
نے غصے ہوکے اس بطریق سے کہا کہ جھوٹی ہے یہ تیری داڑھی ناپاک اسے ریزہ کرتے - بلاشک یہ وہی نبی عربی ہیں کہ جنکے
صفات توریت و انجیل اور زبور اور قرآن میں مذکور ہیں مگر پردہ کفر تمہارے آنکھوں کو ڈھانپ لیا ہے اسلئے تم انہیں پہچان سکتے ہو
ہرقل نے کہا کہ تم نے ہمارے بطریق سے بڑی بے ادبی کی ہے تم کون ہو - قیس نے کہا - یہ ضرار بن الازور بن طارق الحجازی صحابی حضرت کے
ہاں سے مشہور ہیں ہرقل نے کہا کیا یہ وہی ہیں کہ جنکا حال میں یوں سنا ہے کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہیں اور کبھی سوار اور کبھی برہنہ
لڑتے ہیں اور کبھی صاحب لباس قیس نے کہا ہاں - لکھتے ہیں کہ ضرار نے جب اس بطریق کے ساتھ درشتی کی سبب بطارقہ نہایت غصہ ہوئے

انکا حال دیکھ کے ہرقل نے اپنی ہلاکت کا خوف کیا اور لشکے کہا کہ تم اپنی تلواروں سے ضرار کو کاٹ ڈالو پس ان ناکسوں نے
تلواروں سے چند وار کیا لاکن جب اللہ تعالی نے انکو بچایا چاہا کسی کی تلوار بھی کارگر نہوئی۔ تب ابن البطریق ملعون نے کہا کہ اسکی زبان
کاٹ ڈالو۔ یہہ بات سنتے ہی یوقنا اٹھے اور زمین کو بوسہ دیکے کہنے لگے کہ اے بادشاہ یہہ بات مناسب نہیں بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس
جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دیں اگر یہہ آج کی رات زندہ رہے تو کل علی الصباح اسکو شہر کے دروازے پر گردن ماریں۔ یوقنا کا مطلب
یہہ تھا کہ ضرار بالفعل بچ جاوے اور ان ظالموں کا غصہ بھی ختم جاوے۔ غرض بادشاہ کو یوقنا کی رائے پسند آئی انہیں کو حکم کیا کہ تم
تمہارا بیٹا ہر دو مل کر آجکی رات اس جوان کو اپنے پاس نگاہ رکھو۔ پس یوقنا انکو اپنے گھر لیگئے اور انکا بیٹا ہر دو ملکر ان کی غمخواری کی
ان کے زخموں کو دیکھا تو عنایت الٰہی سے انکی کوئی رگ اور پٹھا نہیں کٹا تھا پس انکی زخم بندی کیکے کھانا کھلایا اور پانی پلایا تب ضرار
کو ہوش آئی اپنی آنکھیں کھول کے دیکھے یوقنا کی تدبیر سے وہ آگاہ نہیں تھے بلکہ یہہ سمجھے تھے کہ وہ مرتد ہوگیا۔ اسلیئے ان سے
کہا کہ اگر تم مرد کافر ہو پس بتحقیق اللہ نے فرمان بردار کیا ہی تمکو میرے واسطے اور اگر تم دونو مسلمان ہو پس شتابی اور مبارکی ہو
تمکو۔ میری ایک بہن ہمارے لشکر میں ہی ان پر میرا حال پوشیدہ ہی اگر ممکن ہو تو ان کو میرا اسلام پہنچاؤ اور میرے حال سے آگاہ
کردو اور میری بہن میری ماں کو لکھ بھیجیگی میری ماں حجاز میں ہی وہ میرے حق میں دعا کریگی۔ یوقنا نے قبول کیا تب ضرار نے چند
درد انگیز بیتیں لکھا اسے۔ تب یوقنا ایک ایلچی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا واقدی رح نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی انہوں نے کہا
کہ میں ابو عبیدہ کے لشکر کے ساتھ زمین بلاط پر تھا اسوقت ایک رومی نے آیا اور کہا کہ میں ایلچی ہوں ضرار کا خط لے آیا ہوں
جب ابو عبیدہ نے اس خط کو کھول کے ضرار کے اشعار پڑھے سب مسلمان بے اختیار رو دیئے اور سب سے زیادہ خالد بن ولید روئے
اور ضرار کی بہن خولہ بھی یہہ خبر سنکے ابو عبیدہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میرے بھائی کے اشعار سناؤ۔ تب وہ بیتیں پڑھنے لگے
ابھی تمام نہیں کئے تھے کہ خولہ آئیہ انا للہ پڑہیں اور کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ
لا اخذن بثاری پس ابو عبیدہ نے اپنا لشکر لے کے انطاکیہ کی طرف نکلے اور اثنا سے راہ حازم اور راوندان اور عم اور ارتاح
اور سوائے اس کے کئی شہر اور قلعے ازروی صلح کے فتح کیا۔ اور جب لوہے کی پل تک پہنچے ہرقل کو یہہ خبر ہوئی بہت گھبرایا اور اپنے
بطارقہ کو حکم کیا کہ لشکر آمادہ کریں اور اپنے خیمے لوہے کے پل کے قریب لگاویں اور خزانہ اپنے ہتھیاروں کا کھول کے لوگوں میں
تقسیم کیا اور یوقنا کو خلعت دی اور کہا کہ یہہ سب لشکر پر تم کو حاکم کیا پھر سب بطارقہ اور ملوک اور حجاب اور سپاہیوں کو لیا ہوا کنیسہ
قسیسین میں آیا اور حکم کیا کہ ان مسلمان قیدیوں کو لے آویں تا انکی قربانی کریں پس جب صحابہ کو لے آئے یوقنا نے اٹھا اور ہرقل کے
ہاتھ کو بوسہ دیکے کہنے لگا ای بادشاہ عرب نے پھر قصد کیا ہی معلوم نہیں کہ غلبہ کس کے لئے ہی اگر تو ان قیدیوں کو مار ڈالیگا بڑا اندیشہ
اسبات کا ہی کہ ہمارے لشکر سے بھی کوئی پکڑ جاوے تو وے بھی اسکو مار ڈالینگے بہتر ہے کہ آج ان کے حال پر چھوڑ دیں اور

دیکھین کہ معاملہ کس جانب رجوع کرتا ہے یہہ بات سنتے ہی سب ارکان دولت نے کہا کہ ای بادشاہ یہی مناسب ہے - اور ایک بطریق نے کہا کہ ای بادشاہ آج یہہ کنیسہ بہت آراستہ ہے جوان خوبصورت عورتین اور لڑکیان بہت جمع آئے ہین اب اُن قیدیون کو یہان لانیکا حکم کیجئے شاید ان عورتون کا حسن وجمال اور انکا زرق وبرق دیکھنے اور انکی خوشبوئی کی مہکار سونگنے سے ان قیدیونکا دل ہمارے دین کی طرف مائل ہو اور انکو نصرانیت کی طرف دعوت بھی کیجئے پس بادشاہ نے حکم کیا کہ قیدیون کو لے آوین جب صحابہ کو لے آئے نصارا کے قسیسون نے انجیل پڑہنے لگے اور آوازون کو بلند کرنے - اور خوشبودار چیزین جلانے لگے - صحابہ انکو دیکھتے ہی تکبیر وتہلیل اور درود وسلام سے آواز بلند کئے اور کہا انہون نے - كَذَبَ العَادِلُونَ بِاللّٰهِ وَضَلُّوا

ضَلَالًا بَعِيدًا وَخَسِرُوا خُسْرَانًا مُبِينًا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰه

اور صحابہ مین رفاعہ بن زہیر جو یمن کے علما اور فصحاے مشاہیر سے تھے اور کتب حمیریہ سے آگاہ تھے جب انہون نے دیکھا کہ نصارانے صلیبون کی بڑی تکریم بجالاتے اور تصویرونکو سجدہ کرتے ہین بہت ہی غضب مین آئے اور کمال فصاحت سے اللہ تعالی کی بڑائی وحدانیت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اس طرح پر ظاہر کئے کہ کنیسہ جنبش مین آیا اور سب لوگ جو عصاؤن کو لئے ہوئے کھڑے تھے جھک گئے - ہرقل نے کہا ای برادر عربی تمہارا کیا نام ہے - رفاعہ نے کہا ای بادشاہ تو میرے نام سے کیا چاہتا ہے مین تمہارے جنس سے نہین ہون یہہ بات سنکے ایک بطریق نے چڑھ گیا اور کہنے لگا ای بادشاہ یہہ شخص سچ کہتا ہے کہ ہمارے جنس سے نہین کیونکہ وہ علم ومسایل حکمت سے آگاہ نہین تاہم اس سے پوچھین بلکہ وہ بدوی ہے جنگلون کی سکونت اور بدون کی صحبت کے سوائے کچھ نہین جانتا ہے - فن حکمت جوش مارتا ہے یونانیون سے اور بھر لیا اسکو سریانیون کے سینون نے - پس کہان ہے عرب مین علم حکمت اس طرح کے بزرگیان ہمارے عالمون مین ہے اور عدالت ہمارے بادشاہون مین - اور ہماری ہی قوم سے ہوئے ہین اسکندر اور بطلیموس اور ارشمدس اور جرجس اور ارسطاطالیس اور فیثاغورس توحیدی جس نے الطاکیہ کو بنایا تھا - اور ارمیون جو نبی اور بادشاہ تھے اور رطاطاغورس جو رہا اور منبج کو بنایا تھا اور اطنیس جو کاہن تھا اور اس نے بادشاہ عہد کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ اپنے پروردگار سے کلام کریگا اور ایک حال اور ایک مرتبہ بزرگ رکھیگا اور فیلاطون یعنے فرعون اسکے ہاتھ پر ہلاک کیا جائیگا - اور سنا فیطش حکیم کہ معنی اس لفظ کا دریاے علوم ہے - اور ارمینو ہماری ہی قوم سے ہے جس نے رومۃ الکبری بنایا اور وہ اسیکے نام سے منسوب ہوا - اور سیطانوس جس نے پہلی کتاب لکھی جس مین زمین کی صورتین اور پہاڑون اور دریاؤن اور جانورون اور درختون کی شکلین ہین اور اس مین ہر اقلیم کا اور اسکے رنگون کا حال اور ہر اقلیم کے معدنیات کا بیان کیا ہے اور زمین کے شہرون اور انکے نامونکا اور اسکے عجائبات کا بیان کیا ہے - **واقدی** رح سے منقول ہے کہ جب رفاعہ نے اس بطریق کا کلام سنا ہنسا اور کہا کہ ای بترک تونے ایسی قوم کی تعریف کی کہ ان کے لئے کچھ بزرگی نہین اور ان مین نہ کوئی فاضل ہوا نہ کوئی اللہ تعالی کی توحید کا قائل

پس ایسون کا کیا حساب - ہان بزرگی ہی تو اولاد اسمعیل ابن خلیل علیہما السلام کو ہو اور ہم انہین ہیں سے ہین - اور انہین کے لئے بیت الحرام اور زمزم او مقام اور مشعر الحرام ہی - اور انہین سے ہین تابعہ اور اقیال اور حیاۃ اور اسمال جو عرض و طول زمین کے مالک ہوئے - اور انہین سے ہی ایک الصعب ذو مراثد اسکندر جو دنیا کے مالک ہوے اور ظلمات مین گئے تھے - اور آفتاب کے طلوع و غروب تک پہنچے اور سب زمین کے اور انکے سلاطین انکے مطیع و منقاد ہوئے - اور اللہ تعالی نے انکا نام ذو القرنین رکھا - اور انہین سے ہوے شداد بن عاد اور شدید بن عاد اور ذو ملثار اور لقمان بن عاد اور ہاد اور عمرو ذو الالو حارث و ذو اربن کا ہازیل بن عیان کہ جس نے حکمت کا کلام کرتا تھا - اور ہم سے ہی ہے سبا پسر یشجب کہ جس نے پہلے تاج پہنا - پھر انکے بعد انکے بیٹے حمیر والی ہوا پھر انکے بعد تبع کہ وہ بھی صاحب تاج تھا پھر مالک بن حمیر پھر عاد بن حمیر ہوئے - پھر ہم سے ہی ہوے نبی اللہ حنظلہ بن صفوان پھر ہم سے ہی ہوے نفیلہ بن عبد المدان بن خشرم جو پانسو سال زندہ رہے اور انہین نے بنایا مضبوط قلعے اور نکالا انہون نے خراسانیون کو اور تابع کیا تھا بہت سے لشکرون کو - اور انکو اللہ تعالی نے نبی حنظلہ بن صفوان کے علم کا وارث کیا اور جب اللہ تعالی نے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری قوم سے مبعوث کیا ہماری بزرگی کو ختم کی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا - پس ہم لوگ رئیس ہین اور تم غلام - رفاعہ نے جب اس طرح اس تبرک کو الزام دیا اور کمال فصاحت و بلاغت سے کلام کیا - ہرقل سنکے و کیکے کے نقش دیوار بن گیا - اور اسکے کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہی کہ تمہارے خلیفے کا لباس مرقع ہے حالانکہ انکو ہمارا مال اور خزانہ اسقدر پہنچا ہی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہے پس کس چیز نے مانع ہے کہ وہ لباس شاہانہ نہ پہنین - رفاعہ نے کہا کہ خوف خدا اور عالم آخرت ان کو شان و تجمل اور زنانہ لباس سے باز رکھا ہی - ہرقل نے کہا کہ انکے دار الامارے کا کیا حال ہی - رفاعہ نے کہا کہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہی - ہرقل نے کہا کہ انکے مصاحب اور دربان کون ہین - رفاعہ نے کہا انکے دربان محتاج اور غریب مساکین ہین - ہرقل نے کہا کہ انکا فرش کیا ہی - رفاعہ نے کہا کہ ان کا فرش عدالت اور تمکین ہے - ہرقل نے کہا کہ انکا تخت کیسا ہی - رفاعہ نے کہا کہ انکا تخت یقین اور پاکدامنی ہی - ہرقل نے کہا کہ خزانہ انکا کیا ہی - رفاعہ نے کہا پروردگار عالم کے ساتھ اعتماد ہی - ہرقل نے کہا کہ انکا لشکر کون ہی - رفاعہ نے کہا کہ انکا لشکر دلیران موحدین و شہسواران مسلمین ہین - آیا نہین جانا اور نہین سنا تو نے ای بادشاہ کہ ایک جماعت نے انسے کہا تھا کہ یا عمر تم نے سلاطین عجم کے خزانون کے مالک اور بطارقہ اور اکاسرہ کو ذلیل کیا پس کسلئے اچھا لباس نہین پہنتے ہو - حضرت نے فرمایا تم لوگ دنیا کی آرائش اور تکلفات کو چاہتے ہو اور مین دنیا و آخرت کے پروردگار کی رضامندی چاہتا ہون - سبحان اللہ حضرت عمر اس آیت قرآنی کے مصداق ہین الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ہرقل نے یہ احوال سنکے حیران ہوگیا - پس اٹھا اور حکم کیا مسلمانون کو قید خانے مین لیجاوین - اور آپ کنیسے سے لشکر کی طرف نکلا بطارقہ کے خیمے کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سامنے لکڑی کے کنیسے تھے جن پر سونے کا کام ہوا تھا جو سفر مین ساتھ رہتے

ہرقل نے لشکر میں گشت کر رہا تھا کہ ایسے میں چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور خبر دے کہ عرب کا لشکر لوٹتے ہوئے
بطنان تک آپہنچا۔ یہ خبر سنتے ہی ہرقل کو اپنی زوال مملکت کا یقین ہو چکا سو مضطر ہو گیا لشکر اسلام کی ٹکڑیاں ایک ایک کے پیچھے
نشان اٹھائے ہوئے اور تکبیریں کہتے ہوئے نمودار ہوئے۔ سب کے پیچھے عورتوں کی جماعت تھی خولہ بنت الازور اپنے بھائی کے
غم میں درد آمیز اشعار پڑھتے تھے جب لشکر اسلام نے نزول کیا ہرقل نے قسطنطین کے کنیسہ میں گیا اور سب بطارقہ اور ملوک کو جمع
کر کے درمیان کھڑا رہا اور کہا کہ میں سنتے آگے ہی تم کو ان باتوں سے خبر دی تھی تم نے میرا کہا نہ مانا بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا
اب دیکھو عرب یہاں تک پہنچ گئے اور ملک شام کے بہت سے قلعے ان کے ہاتھ آئے تمہارے عورتوں اور لڑکوں کو اپنی باندی غلام بنا لیا
پس تم اب بزدلی نہ کرو اور مردانہ جنگ کرو۔ القصہ دوسرے روز ہرقل کا لشکر آمادہ ہو کے میدان پر آیا جبلہ ملعون نے جو عرب متنصرہ
کا سردار تھا اپنی فوج لیا ہوا ہمراہ تھا جناب ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے میدان پر آئے۔ سب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کا شور مچاتے تھے جسکے سنتے ہی انصارا کے دلوں میں لرزہ پڑ گیا۔ ربیعہ بن عمر بڑے شاعر اور فصیح اور بلند آواز تھے ابو عبیدہ نے
انکو حکم کیا کہ تم اسوقت وعظ کرو غازیوں کو ترغیب جہاد کی دو۔ تب انہوں نے ایسا وعظ فرمایا کہ جس کے سننے سے مجاہدوں کے دلوں
کو تحریک ہوئی اور انکی شجاعت بڑھ گئی۔ ایسے میں لشکر روم سے بسطورس جو ان میں بڑا بہادر تھا میدان پر آیا لشکر اسلام سے
اسکے مقابلے کے لئے دامس جو حلب کے قلعے کو فتح کئے تھے نکلے ایک نے دوسرے پر حملہ کیا ناگاہ دامس کا گھوڑا ٹھوکر کھایا سو دامس
گھوڑے سے جدا ہوئے۔ بسطورس نے قابو پا کر بڑی جلدی سے انکو پکڑ لیا اور کھینچتا ہوا اپنے خیمے کے پاس لے گیا اور اپنے لوگوں کے
سپرد کر کے پھر آیا تب ضحاک بن حسان طائی جو خالد بن ولید کے مشابہ تھے اسکے مقابلے کے واسطے نکلے رومیوں نے سمجھا کہ یہ
خالد ہیں ان کے دیکھنے کے لئے رومیوں کا ایسا ہجوم ہوا کہ بسطورس کے خیمے کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور خیمہ گر پڑا فراشوں نے گھبرایا
کہ کہیں بسطورس ہم کو سزا دے اور فراش تین ہی شخص تھے اور خیمہ اٹھانے کے لئے انکی اعانت کرنیوالا بھی کوئی نہ تھا کیونکہ لشکر روم
کا ہر شخص جنگ کے مقام پر جا کے بسطورس اور اسکے خصم کی لڑائی دیکھنے میں مشغول تھا۔ اسواسطے ان فراشوں نے دامس سے
کہا کہ ہم تمہارے مشکیں کھول دیتے ہیں اس شرط پر کہ خیمہ اٹھانے میں ہماری اعانت کریں پھر اسکے بعد ویسا ہی تم کو باندھ دیوینگے
اور بسطورس آیا بعد تمہاری سفارش کریں گے البتہ وہ تمہیں چھوڑ دیویگا۔ جب دامس کے بند کھول دئے انہوں نے قابو پاسکے
ایک فراش کو دائیں ہاتھ میں اور دوسرے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا اور ہر دو کو ایسی ٹکر دی کہ ہر دو مر گئے اور تیسرے کو بھی پٹکے مار ڈالا۔
اور خیمے میں کئی صندوق تھے ایک کو کھولا تو اس میں بسطورس کے کپڑے تھے اسکو پہن لے اور بسطورس کے گھوڑوں سے ایک تیز گھوڑے
پر سوار ہو کے عرب متنصرہ کے لشکر میں جا ملا حازم بن عبد یغوث غسانی جو جبلہ کا بھتیجا تھا جبلہ نے اسکو لشکر کا پیش رو سردار بنا کے
آپ اپنے بیٹے اور چند سرداروں کے ساتھ لشکر کے بائیں جانب میں تھا دامس نے حازم کے پاس جا کر کھڑا رہا۔ اور بسطورس جو ضحاک کے

ساتھ مقابل ہوا تھا ہر دو مین بہت سے حملے ہوے لاکن ایک دوسرے پر غالب ہوا آخر بسطورس تھک کے جا کے آرام پانے کیلئے اپنے خیمے کی طرف آیا یہان تو گل دیگر شگفتہ تھا یعنے اسکا خیمہ تو سر زمین اور بچھونے فرش اور قیدی اور اسکا خاص گھوڑا گم تھین یہہ حال دیکھ بسطورس نے آتش پر کباب کے مانند پیچ کھایا اور مضطر اور بیچواس ہرقل کے پاس دوڑا اور کہا ای بادشاہ نہین ہین عرب مگر شیطان پھر قیدی کا قصہ بیان کیا یہہ حادثہ سنتے ہی سب لشکر روم جنبش مین آیا اور اکثر لوگ کہنے لگے کہ غالباً یہہ قیدی عرب متنصرہ کی فوج کی طرف ہی گیا ہوگا کیونکہ وہ انکا ہمجنس ہے۔ غرض جب لشکر روم مین جنبش ہوئی داسن نے سمجھا کہ یہہ شور وغل میرے ہی سبب سے ہو گا پس حملہ وہ تلوار جو بسطورس کے خیمے مین لیا تھا کھینچا اور حازم پر ایک وار ایسا کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے اگرچہ قوم غسان اسکا قصد کئے لاکن اللہ تعالی ان کے شر سے اس کو بچایا پس گھوڑے کو تیز کر کے لشکر اسلام مین آملا مسلمانون نے انکو دیکھکے تکبیر وتہلیل سے اپنی آوازین بلند کین۔ اور داسن ابو عبیدہ کے سامنے آکے سلام کئے اور اپنا ماجرا بیان کئے ابو عبیدہ بہت خوش ہو کے انکے حق مین دعا کئے۔ کہتے ہین کہ جبلہ نے جب اپنے بھتیجے حازم کا مارا جانا سنا بہت ہی خشمناک ہو ہرقل کے روبرو آکے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا کہ ای بادشاہ یہہ عرب حد سے تجاوز کئے ہین اب مجھے صبر کی طاقت نہین ہمارے لشکر کو اجازت دیجیے تا سب ملکر ان پر حملہ کرین ہرقل اجازت دینی چاہتا تھا کہ ایسے مین چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے ہرقل نے پوچھا کہ کیا خبر ہی انہون نے کہا کہ ای بادشاہ رومۃ الکبری کا حاکم فلیطانوس تیری کمک کیلئے آیا ہی

رومۃ الکبری کے طلسم کا بیان

لکھتے ہین فلیطانوس کے دادا کے نام پر رومۃ الکبری کا شہر بنالیا گیا تھا۔ اور اس شہر مین ترسایون کا ایک مکان تھا اس کا نام ابو شوقیا کہا گیا تھا۔ اور تانبے کی ایک تصویر بنائی گئی تھی اس پر سونے روپے کا کام ہوا تھا۔ اور اس مکان کو سونے کے سات دروازے لگے تھے اور ہر دروازے پر ایک بنا تھی اس کے سر پر ایک مرد تھا وہ گردش کر رہا تھا اور اس مرد کے ہاتھ مین سونے کے سات تختیان تھین ہر سال مین وہ مرد ایک تختی کو اس بنا پر آفتاب کی طرف کرتا تھا اور ہر چیز کو اس بنا سے ثابت ہوتی تھی اس تختی مین دیکھتا تھا اور اس اقلیم مین جو چیز واقع ہوتی جو اس تختی سے خاص در متعلق تھی اسکو وہ مرد معلوم کر لیتا تھا ہر بنا کا یہی حال تھا پس جو چیز عالم مین واقع ہوتی تھی۔ رومۃ الکبری کے لوگ اس طلسم کے ذریعے سے معلوم کر لیتے۔ یہہ بات ان کے اگلے حکیمون کے علوم کے سبب سے ہاتھ آئی تھی۔ اور ان مکانون کے درمیان ایک گنبد ہشت پہلو تانبے کے ستونون پر تھی جس پر سونے کا کام تھا اور اسکو ایک دیوار گھیری تھی اور اس دیوار کو اس قبے پر ایک بڑا قسان پھراتا تھا اور اسکے سر پر پتھر کی ایک صورت تھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا تھی بلکہ وہ ایک سیاہ پتھر سپیدی کے ساتھ پیوند کیا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جب مشرق ومغرب کی زمین مین زیتون کے اعتدال ایام کا موسم آتا تھا لوگ اس قسان سے ایک ایسی آواز مہیب سنتے تھے کہ انکی عقل مین فتور آنیکا خوف ہوتا۔ جب دوسرا دن آتا ایک قسم پرندے کے جنکو زاوزیر کہتے ہین۔ اس قسان کی طرف آتے انکے پاؤن مین زیتون رہتے وے اسکے سر پر ڈالدیتے یہان تک کہ زیتون

نقصان جو دیوار کو پہونچتا عظیم ہو جاتا۔ پس لوگ آکے ان بتون سے روغن نچوڑ لیتے وہی روغن اس شہر والون کو ایک سال تک کفایت کرتا تھا۔ اور اس مکان بلند کے اندر ایک گھر مقفل تھا جب سے کہ شہر رومۃ الکبری کی بنا ہوی تھی اسکو کوئی نہین کھولا تھا جب فلیطانوس نے ہرقل کی مدد کے لئے نکلنا چاہا اسکو خرچ لشکر کے واسطے مال کی ضرورت ہوی تب اس مقفل گھر کے پاس آیا اور اس کو کھولنے کا قصد کیا عطیاوس نامی ایک شخص جو اس مکان کا مہتمم تھا کہنے لگا ای بادشاہ اس گھر کو جو قفل لگا ہے سات سو سال گذرے ہین عیسی مسیح کے آگے اکیسو ستر برس سے ایسا ہی بند ہے۔ اور اس زمانے سے ابتک جو اس مکان کا مہتمم ہوتا اس نے اپنے بعد دوسرے کو بھی وصیت کرتا آیا کہ اس کو نہ کھولے اگلے حکیمون نے اسکو بنایا تھا اس وقت تیرا دادا ارسطوی اس شہر کی بنا کی اور ان مکانات کو مضبوط کیا اور تین سو سال بادشاہ رہا اور اس گھر کو بند ہی رکھنے کی وصیت کی۔ پھر تیرا باپ لقیطانیوس نے تین سو ستر سال سلطنت کی اس نے بھی وہی وصیت کی تھی اور تو بھی ایک سو برس سے اس ملک کا حاکم ہے۔ پس اس حکمت اور طلسمون کو جو اگلون نے بنایا باقی رکھ۔ لاکن فلیطانوس نے ہرگز نہ مانا اور کھولنے پر ہی اصرار کیا۔ جب کھولا تو اس مین کچھ مال و زر نہین پایا ہان اسکے اندر ایک گھر تھا اس مین کئی تصویرین تھین۔ بیت المقدس اور بلاد شام کی صورت اور ملک شام کے ملک کا شمار اور صفت اور تاریخین ہرقل کی صورت تھی اور اس کے روبرو ایک تختی تھی گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہے۔ اور اس تختی پر یونانی زبان سے یہ مضمون لکھا تھا کہ اے ڈھونڈھنے والے علم کے تجھ کو لازم ہے کہ علم بہت پڑھے اسواسطے کہ جب اچھی اور باریک باتین بار بار کانون مین گذرین گے اور کان انکو سنینگے تو یہ امر قوت علم کہ مضبوط اور محکم کریگا۔ اور علم کی درست اندازی کے واسطے حکم کرنیوالا ہوگا۔ کیونکہ سب علوم عقل سے ہی نکالے گئے ہین اور اندازہ کرنا ہو سکتا نہین مگر بسبب کثرت کوشش اور محنت کے جو علم مین ہو۔ اور علم زیرکی اور دانائی پایا کار دیکھنے کی ہے۔ اور پایان کار دیکھنے کی جگہ اور محل علم کا ہے۔ اور علم جگہ عقل کی ہے۔ اور عقل پوری کرنیوالی علم کی صورتون کی ہے اور ہم نے دیکھا ہے حکمت اور اسرار پوشیدہ مین یہ امر کہ ابر کوری کا اور سایہ گمرہی کا جب صفحہ زمین پر چھا جائیگا تو زمین تہامہ سے ایک ہدایت کا چراغ نکلیگا۔ جہل کی اندھیری کو جو حس و ادراک کو تاریکی کرنی والی ہے دور کریگا۔ اور وہ صاحب چراغ ہدایت لوگونکو اپنے دین کی طرف بلادین گے جس سے حق تعالی کی توحید ٹھیک ہو۔ اور وہ صاحب شتر کبود چشم ہونگے۔ اور وہ دینون کو نسخ کرین گے اور زمین نرم اور پہاڑ انکی اطاعت کرین گے۔ پھر جب اس نور کی پاکی ہر سوٹی اور زبون چیز پر بلند ہوگی اور انکی روح معظم روحانی عالم کی طرف جادین گی۔ تو انکے بعد ایکمرد لاغر جسم کہ جسکا دل نور راستی کے ساتھ روشن ہوگا حاکم ہونگے اور ان کے دین و شریعت کو مضبوط اور محکم کرین گے ایک مرد سیاہ جو ملک قیصر سے دور کرنیوالے ہوگے انسے ملک شام پر سختی آویگی اور عیدیہ اور حملہ اس مرد کا سخت اور زبردست ہوگا اور انکی صورت کشادہ اور فراخ ہوگی اور عدالت انکی صفت اور پابندی حق کی انکا ہمشیرہ ہوگا۔ اور انکا مرقع انکو آرایش دیویگا اور انکی تلوار انکا درّہ ہوگا۔ اور انکے زمانے مین دولتین دور کئے جائینگے اور دل

جاوینگے۔ اور انکا سر و نیست و نابود ہو جاوینگے۔ اور وہ رکئے جاوینگے اور یہ معاملہ اسوقت ہوگا کہ جب یہ گھر کھولا جاویگا
جس پایہ سے ہین حکمت کی گھیر ہوا سے لغمت سے کے ہین۔ پس پاکی اور خوشی اس شخص کو کہ جس کے دل مین عکمت نے یہ مضبوطی قیام کیا
اور چراغ حکمت سے اسکی عقل خالص مین روشن ہوے ہین اور اسنے حق کی پیروی کی ہی اور راس کو پہچانا ہی اور باطل سے الگ
لیا اور اسکا خلاف کیا ہی انتہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب فلیطانوس نے اس مضمون سے آگاہ ہوا بہت تعجب کیا اور اس
مکان کے مہتمم سطناوس سے کہا کہ ای پدر مہربان تو اس حکمت کے باب مین کیا کہتا ہی اس نے کہا ای بادشاہ بہ تحقیق مین جانتا
ہون کہ ہرقل کی دولت گذر گئی اور اسکی عزت کے ستون گر پڑے اور زمین سوریہ سے اسکے ملک کا قبضہ کھو دیا گیا اور روم کا
ملک اس زمین سے استنبول یعنے قسطنطنیہ کی طرف اسیطرح مہرابن حکیم نے اپنی تصنیف اسلاروس یعنے جواہر الحکمت مین
خبر دی ہے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا ہی کہ جب یتیم کا نور پاک فاران یعنے مکہ معظمہ کے پہاڑون پر ظاہر ہوگا تو اس نور کی حکمت سے اذہان
تاریک روشن ہو جاوینگے۔ اور آسمان ناداستگی کی جمنے والی اندہیری اس صاحب نور کے عزم و قوت کے سبب سے روشن ہوگی
اور وہ لوگون کو اللہ تعالی کی طرف اچھی طرح سے اور نرمی سے بلاوینگے۔ اور نیکی اور نرمی کے مہارون سے انکو اپنے طرف
کھینچینگے۔ اور وہ آسمان پر جاوینگے اور انکی صحابی اور انکے ساتھی لوگ جو ہیبت کے حمایل سے آراستہ رہینگے ان کے
دبدبہ سے زمین اپنا پر سختی آوینگی اور وہ زمین کے مالک فتوحات اور سلاطین کے ذلیل کرنیوالے ہونگے انکا تراز و عدل اور تقوی
انکا لباس ہوگا اور انکے زمانے مین صلیب اوندہا ہو جاویگی اور ترسایون کے گھر اور انکے تصویرین ویران ہو جاوینگے اور انکے
قربانی کی جگہین ناپدید ہوینگے اور معمور کیے لوگ ذلیل ہوینگے۔ پس انکے حملے اور دبدبے سے نجات ہوگی مگر ان کے کتاب
اور سردار کے شریعت کی پیروی کرنے سے۔ راوی کہتا ہی کہ جب فلیطانوس نے یہ احوال سنا اس نے اپنے حال کو اپنے دل مین
پوشیدہ رکھا اور ظاہر مین کہا کہ عرب کو دیکھنا اور ہرقل کو مدد دینا مجھے ضرور ہے۔ پس اپنے بیٹے اسقیلوس کو اپنا قایم مقام
کیا۔ اور بیت الحکمہ سے اسکندر یونانی کا نشان نکالا جس کو سیم و زر اور جواہر سے آراستہ کئے تھے۔ اور اسی نشان کو اسکندر نے
فتح راحات کے دن بلند کیا تھا فلیطانوس نے اس نشان کو اور تیس ہزار سوار کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہرقل نے اسکے
استقبال کے واسطے نکلا ہر دو کے خیمے استادہ ہوئے اور ہرقل کے لشکر مین گھنٹے بجانے اور ناقوس پھونکنے لگے۔ بڑا ہی شور و
غل ہوا۔ جب ابو عبیدہ اس حال سے آگاہ ہوے بارگاہ الٰہی مین اپنے ہر دو ہاتھ اٹھا کے یہ دعا کئے اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ
شَمْلَھُمْ وَفَرِّقْ کَلِمَتَھُمْ وَدَمِّرْ جُیُوْشَھُمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاجْعَلْ کَلِمَتَنَا
الْعُلْیَا وَکَلِمَتَھُمُ السُّفْلٰی وَانْصُرْنَا کَنَصْرِکَ لِنَبِیِّکَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ
اَللّٰھُمَّ رُدَّ کَیْدَھُمْ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ اور سب مسلمانون نے آمین کہا۔ واقدی رح منقول ہی کہ

جب ہرقل لشکر کی آمادگی کا حکم کیا اور آپ سوار ہو کے لشکرگاہ کے پاس آیا اطراف و جوانب کے لوگ بھی سوار ہو کے اس کے پاس آئے وے سب بارہ بادشاہ تھے جب غلبہ عرب اور تباہی اہل روم کا ذکر آیا ۔ فلیطانوس نے ہرقل کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ یہہ شامت تمہارے اعمال کی ہے خلاف حق کی تبعیت اور رعایا پر ظلم و جفا اور کثرت زنا اور ایسے ہی [illegible] کے سبب سے تم کو مدد نہین ہوتی ہے ۔ فلیطانوس کی یہہ گفتگو سنتے ہی ہرقل کا ایک حاجب نے اسپر ہانک ماری اور کہا کہ ای سردار یہ بادشاہ کے دل پر ایسی گفتار سے بار انداز ہو سکتے ہین کہ ان بادشاہون کے روبرو اس حاجب کا زجر کرنا اور ہرقل خموشی رکھے اس کو منع نکرنا فلیطانوس کی خاطر پر دشوار گذرا آگے تو بعثت پیغمبر آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور حضرت کے دین متین کی حقانیت کا مضمون اس تختی پر دیکھا تھا اور وہ بات اس کے دل مین جا گئی تھی پھر اس حاجب کی حرکت اور ہرقل کا سکوت اس کو مکدر کیا یہہ سب اسکی ہدایت کا اسباب ہوا ۔ پھر اسی شب اپنی قوم کو ان باتون سے آگاہ کر کے دین اسلام کی طرف ترغیب دی ۔ آخر یہہ تدبیر ٹھہری کہ شباشب اپنا لشکر لے کے نکلے اور لشکر اسلام مین داخل ہووے ۔ اور ابو عبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لاوے ۔ یہہ تدبیرین ہی کہ اور بھی ہدایت کا سامان یہہ ہوا کہ اسیوقت یوقنا بھی ہرقل کی طرف سے کچھ پیام لے آئے ۔ فلیطانوس نے اسنے کہنے لگا کہ مین سنا تھا کہ تم اسلام قبول کئے پھر اس سے بدلنے کا کیا سبب ہے یوقنا نے اپنے مقصود کو پوشیدہ کر کے کہا کہ نصرانیت کی محبت اور اپنے خویشون کی پاس قرابت مجھے اس سے پھیری پھر فلیطانوس نے اسلام اور مسلمانون کا حال دریافت کی تو یوقنا نے اسلام کی خوبی اور مسلمانون کی راستی اور کثرت عبادت و صداقت کا بیان کیا فلیطانوس بھی اس تختی کا جو مضمون تھا ظاہر کر دیا آخر ہوتے ہوتے ہر ایک نے اپنا اصل مدعا کہدیا اور ہر دو ہمراز و ہمساز ہو گئے پھر یوقنا نے کہا کہ اب تم لشکر اسلام کی طرف جانیکا قصد نکرو دو سو صحابی قید مین آئے ہین سو میرے ہی ذمے مین ہین علی الصباح مین انکو چھوڑ دونگا ادہر سے لشکر اسلام حملہ کریگا ادہر سے تم حملہ کرو اور شہر مین وے دو سو صحابی جو ہزار دانا پر بھاری ہین جنگ شروع کرینگے انشاء اللہ تعالی ہمکو فتح نصیب ہوگی اور لشکر اسلام کے جاسوس ذمیون سے میری ٹکڑی مین ہین مین انسے ابھی کسیکو ابو عبیدہ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور ہمارے ارادے سے ان کو اطلاع دیتا ہون یہی گفتگو تھی کہ اتنے مین عمرو بن امیۃ الضمیری جو ایک معمر صحابی تھے ابو عبیدہ کی طرف سے آئے اور یوقنا کو سلام کئے اور کہا کہ سردار عرب ابو عبیدہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی تم کو جزاے خیر دیوے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضرت نے انہین خبر دی کہ حاکم روم نے اسلام سے مشرف ہونیکا قصد کیا ہے اور اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینے کے لئے ایسی باتین کہین مین بشارت ہو مجھکو اسے ابو عبیدہ کہ انشاء اللہ تعالی شہر انطاکیہ کل فتح ہو جائیگا ۔ اور رومی اس سے دور ہو جاینگے کہتے ہین کہ فلیطانوس نے جب یہہ حال سنا تھرتھرانے لگا اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ وہ سچے پیغمبر ہین اور بھی

دین اسلام دین حق ہے۔ القصہ اسی شب ہرقل ایک وحشتناک خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا اور اس کے تخت کو الٹ دیا اور اس کا تاج اس کے سر سے اڑ گیا۔ اور اس شخص نے کہا کہ تیری مملکت کا زوال نہایت قریب ہوا۔ اس کے بعد اس شخص نے ہرقل کے لشکر میں پھونک سے آگ سلگھا دیا۔ ہرقل نے جب اس خواب سے جاگا بہت ہی گھبرایا اور اپنی زوال مملکت کا یقین کیا۔ اسکا ایک خاص غلام بالینس نام ہرقل کے ساتھ بہت مشابہ تھا سو ہرقل نے اپنا لباس اسکو پہنایا اور کہا کہ میں شبا شب نکل جاتا ہوں کیونکہ عرب کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہوں تو میری جگہ پر ٹھہر پس ہرقل نے اپنا مال و زر اور اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر پوشیدہ نکل گیا اور کشتیوں میں سوار ہو کے روانہ ہوا جب صبح ہوئی لشکر اسلام جنگ پر آمادہ ہو کے نکلا اور لشکر کفار بھی بڑے ساز و سامان سے نکلکے مقابل ہوا لشکر اسلام میں خالد بن ولید اپنی ٹکڑی سلئے ہوئے سب سے آگے تھے اور دوسرے سرداران کے پیچھے تھے۔ پھر فلیطانوس اپنا لشکر لئے ہوئے نکلے۔ اور یوقنا بھی وے دو سو صحابی کو قید سے چھوڑوئے چو طرف سے اہل اسلام لشکر کفار کو گھیر لیا۔ بڑا ہی جنگ ہوا ضرار اس جنگ میں عجب بہادری کے کرشمے دکھلا رہے تھے ناگاہ عین جنگ میں ان کے بہن خولہ ملاقی ہوئیں۔ اور سلام کیا کلام کرنا چاہا تو ضرار نے کہا کہ ای بہن تم کلام کرنے کا فروں کے قتال میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ راوی نے خبر دی ہے کہ ضرار جب اپنی بہن سے کلام کر رہے تھے اسی وقت یوقنا نے ایک ایسا حملہ کیا کہ بالینس غلام پر قابض ہو گیا ایک شخص پکار کے کہہ دیا کہ یوقنا حاکم روم نے ہرقل کو پکڑا پھر آتش قتال بہت ہی زور و قوت سے شعلہ زن ہوئی۔ رومیوں نے اسکا تاب نلا کے پیٹھ پھیری اور بھاگنے لگے اتنے کافر مارے گئے کہ سوائے اجنادین اور یرموک کے اور کسی لڑائی میں اس قدر مقتول نہیں ہوئے تھے۔ عرب متنصرہ سے بارہ ہزار نفر کے قریب تہ تیغ ہوئے جبلہ اور اسکا بیٹا ہر دو فرار ہو گئے بعد ان کے پلید نشین ملعین نہ ان کا نشان کسی کو ملا انہیں کے ساتھ پانسو آدمی جو اس کے قدیم رئیسوں سے تھے بھاگے اور کشتیوں میں سوار ہو کے ہرقل سے جا ملے۔ انہیں سے ہی عرفطہ بن عصمہ اور عروہ بن واثق اور سیف بن واقد اور ہجام بن سالم اور سوائے ان کے اور لوگ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ افرانج انہیں کی نسل سے ہیں۔ پھر رومیوں کے خیمے اور کپڑے اور گھوڑے اور ساز و سامان کہ جس کا شمار اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور رومیوں سے بیس ہزار آدمی قیدی ہوئے اور ستر ہزار مارے گئے اور جو بھاگے ان سے بعضے رومی اور متنصرہ انطاکیہ کی طرف اور بعضے قیساریہ کے طرف قسطنطین ابن ہرقل کے پاس اور بعضے دریا کے کنارے کے طرف گئے۔ جب غنیمت کا مال و اسباب اور قیدیوں کو حضرت ابو عبیدہ کے روبرو لے آئے انہوں نے شکریہ سجدہ ادا کیا اور ضرار ان کے ساتھی دو سو اصحاب کیا رجو مقید ہو گئے تھے مع یوقنا اور ان کے تابعدار بھی آئے انکو دیکھتے ہی ابو عبیدہ اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور انکی رہائی پر شکر الٰہی بجا لائے اور فلیطانوس جب اپنی قوم کو

لئے ہوئے آئے - ابو عبیدہ ان کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے اور ان کا استقبال کیا اور تمام صحابہ کرام ان کی تعظیم کے لئے اٹھے اور بڑے بڑے صحابہ ان کا اکرام کرکے آگے بڑھے - فلیطانوس نے انکی یہہ تواضع دیکھ کے متحیر ہوا اور کہا قسم ہے اللہ تعالی کی یہہ وہی قوم ہے کہ مسیح نے جن کی بشارت دی تھی - پس ابو عبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس کی قوم بھی مسلمان ہوئی - اور بالیس غلام کو یوقنا جو اسیر کر لائے تھے ابو عبیدہ کے حضور میں لے آئے انہوں نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس ملعون نے انکار کیا تب ابو عبیدہ کے حکم سے اس کو قتل کر دئے - اور جناب ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی مضبوطی طرف نظر کی آپنے ہاتھ اٹھا کے یہہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلًا وَافْتَحْ لَنَا فَتْحًا مُبِیْنًا لکھتے ہیں کہ اس وقت انطاکیہ میں بادشاہ کے طرف سے صلیب بن قطس حاکم تھا اس نے ارادہ کیا کہ شہر پناہ کی دیوار پر سے لڑے لاکن دوسرے رئیس لوگ اس کو منع کئے اس نے تین لاکھ دینار دیکے صلح کی - پھر ابو عبیدہ انطاکیہ میں تشریف لے گئے ان کے روبرو وہی نشان تھا جو صدیق اکبر نے ان کو عنایت کی تھی ان کے دائیں طرف خالد بن ولید تھے اور بائیں جانب میسرہ بن مسروق اور قاری سورہ فتح خوش الحانی سے پڑھتا تھا - باب الخان پر آپ پہچے اپنے گھوڑوں سے اترے اور اسجگھہ ایک مسجد کی بنا کئے ابتک وہ مسجد موجود ہے - میسرہ سے منقول ہے کہ جب شہر انطاکیہ بہت پاک اور صاف تھا اور اس میں ہر طرف پانی کی نہریں جاری اور اچھے چیزیں میسر تھیں ہم سب اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ کاش ایک مہینہ وہیں ٹھہریں اور آرام پاویں لاکن حضرت ابو عبیدہ نے تین روز سے زیادہ وہاں کی اقامت کا حکم ندیا - اور اس فتح دلفرت کی بشارت میں ایکنامہ حضرت عمر کی خدمت میں زید بن وہب کے ہاتھ سے روانہ کرکے آپ انطاکیہ سے کوچ کیا - زید سے منقول ہے کہ جب میں نے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت عمر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمراہ لئے ہوئے حج بیت اللہ کے واسطے نکلے ہیں - اور ان بی بیوں کی عماریاں آگے ہیں ان کے دائیں جانب حضرت علی ہیں اور بائیں جانب حضرت عباس - اور حضرت عمر عماریوں کے پیچھے پا پیادہ چلے تھے اور ان کے غلام کو کہ جسکا نام برقا تھا آپ کی اونٹ کی مہار لئے ہوئے ان کے پیچھے چلتے تھے اور اسکو گلیم قطوانیہ سے آراستہ کیا تھا اور انکا توشہ اور کاسہ بھی اسی پر تھا میں نے جلد اپنی اونٹنی سے اترا اور حضرت عمر کے روبرو آکر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ کون ہے میں نے کہا یا امیر المومنین میں زید بن وہب ہوں - جناب ابو عبیدہ کے پاس سے خوشخبری لے آیا ہوں کہ اللہ تعالی نے شہر انطاکیہ پر انکو فتح دی حضرت عمر یہہ بات سنتے ہی سجدے میں گر پڑے اور اپنے منہ کو خاک پر رکڑتے تھے دیر کے بعد سر سجدہ سے اٹھائے تو انکا چہرہ اور داڑہی خاک آلودہ تھی اور کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ عَلٰی نِعْمَتِکَ السَّابِغَۃِ میں نے ابو عبیدہ کا نامہ دیا اسکو پڑہے اور کمال خوشی سے رو دئے - پس وہ نامہ حضرت علی کے ہاتھ دئے انہوں نے پڑہکر سب کو سنایا

پس حضرت عمر اسی جگہ کاغذ اور دوات اور قلم منگاکے اور اسکا جواب لکھ کے میرے ہاتھ دئے اور ایک توشہ سے ایک ساع خرما اور ایک ساع ستو عنایت کئے اور فرمائے کہ مجھے معذور رکھو کیونکہ ان کے مکان میں اسیقدر تھا پس میری پیشانی پر بوسہ لیا میں نے رو دیا اور کہا کہ یا امیر المومنین میں اس حد کو نہیں پہنچا ہون کہ آپ میرے سر کو بوسہ دین حالانکہ آپ مسلمانون کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور متمم الاربعین ہین حضرت عمر یہ بات سنکے رونے لگے اور فرمائے کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری گواہی کے سبب سے عمر بخشا جاویگا - زید بن وہب لکھتے ہین کہ جب مین نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوا حضرت عمر نے یہ دعا کی اللّٰھم احملہ علیہا واطو لہ البعید وسہل لہ القریب انک علی کل شیء قدیر مین نے بہت خوش ہوا کیونکہ حضرت عمر کی دعا رد نہین ہوتی تھی - پس مین چلنے لگا تو زمین لپیٹی جاتی تھی تیرہ دن مین ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا - انہون اسوقت حازم مین آکے اترے تھے اور وہانسے خالد بن ولید کو دریاے فرات کی طرف روانہ کئے تھے انہون نے منبج اور براعہ اور نابلس فتح کیا تھا اور بہت سے غنایم اور مال کثیر ان کے ہاتھ آیا تھا - پھر منبج کے لوگون نے ڈیڑھ لاکھ دینار دیکے مصالحہ کیا خالد نے ان کے غنایم اور مال پھیر دیا اور اپنے طرف سے منبج پر عبادہ بن رافع لخمی کو اور پل پر منجم بن مفرج النہری کو اور براعہ پر قیس بن خالد ربعی کو اور نابلس پر یاور ابن عون الحمیری کو حاکم ٹھہراکے جسدن زید بن وہب حازم کو پہنچے تھے اسی روز خالد بھی مع مال کثیر وہان آ پہنچے سو مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوئی شکر الہی بجالائے

مرج القبایل کی فتح

کہتے ہین کہ ہرقل جب انطاکیہ سے بھاگا قسطنطنیہ مین جاکے ٹھہرا اور عرب کا لشکر وہان بھی آسکنے کے اندیشہ سے پہاڑون کے درون پر تیس ہزار سوار کو مقرر کیا تا انکو راہ ندین حضرت عمر کے حکم سے ابو عبیدہ نے چہار ہزار سوار میسرہ بن مسروق کو سرداری دیکے روانہ کیا انہون نے پانچ روز بڑی مشقت اور رنج اٹھاکے اس کوہستان کے تنگ راہ مین پار ہوسکے جب مرج القبایل مین پہنچے ہر دو لشکر ایک جگہ ملے پھر جنگ شروع ہوا لشکر روم کی تین صفین تھین ہر صف مین تین ہزار سوار تھے اور لشکر اسلام مین چہار ہزار سوار پہلے دن بڑی لڑائی ہوی - ابو الہول دامس نے بڑی جوانمردی ظاہر کی بہت سے کفار مارے گئے اور مسلمانون سے دس شخص اسیر ہوگئے - ان مین دامس بھی داخل تھے میسرہ کو انکا بڑا ہی درد ہوا - جب رات آئی لڑائی موقوف ہوی پھر دوسرے دن جب جنگ شروع ہوا اہل اسلام ایسی شدت سے قتال کرنے لگے کہ تلوارین ٹوٹ گئین اور میسرہ کا نشان خون سے رنگین ہوگیا اثناے جنگ مین دیکھتے کیا ہین کہ دامس بھی ایک طرف سے کافرون کو قتل کر رہے ہین - عطیہ بن ثابت نے انکو دیکھ کے میسرہ کے پاس دوڑا اور دامس کے آنے کی خوشخبری دی - انہون نے سنکے بہت خوشی کی اور شکر الہی بجالایا - اس روز کفار سے تین ہزار شخص مارے گئے اور مسلمانون سے دو کم پچاس شخص شہید ہوے جب لڑائی موقوف ہوئی اور دامس نزدیک ہوئے میسرہ ان کو دیکھتے ہی اپنے گھوڑے سے اترنا چاہے دامس نے انکو قسم دیکے پیادہ ہونے سے منع کیا - پھر میسرہ نے انسے مصافحہ کیا اور انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور انکا حال دریافت

کیا واس نے کہا اے سردار کافرون نے جب ہمکو اسیر کیا اور ہمارے پیرون مین بیڑیان ڈالے اور سخت قید کئے تھے
جب رات آئی مین نے سو گیا اور عالم رؤیا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوا کمال مرحمت سے ارشاد
فرمائے لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا پھر اپنے دست مبارک سے
میری بیڑیونکو کھینچ لئے میرے طوق و زنجیر کھل گئے ایسا ہی میرے ساتھیوں کے بیڑیان بھی کھل گئین پھر حضرت نے فرمایا
اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰهِ فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہہ خواب سنتے ہی سب مسلمان تکبیر و تہلیل کا غل مچائے اور حضرت پر
درود و سلام بھیجے۔ جب کفار کو اس و شکست فاحش ہوئی اطراف و نواحی کے دیہات سے مدد طلب کئے دو دن کے عرصے مین
رومی اور اربن بتیس ہزار تک جمع آئے مسلمانون نے انکا کچھ پروانہ کیا لاکن بعضے صحابہ کی مشورت سے میسرہ بھی سب احوال ابو عبیدہ
کی خدمت مین لکھ کے اپنے مدد طلب کئے سو انھون نے خالد بن ولید کو روانہ کیا خالد نے یلغار ان پر جا پہنچا۔ جب خالد کی آمد
کی خبر لشکر کفار مین شایع ہوی وے گھبرا کے اسی شب فرار ہوے لاکن جس روز خالد کا آنا ہوا اس روز کی لڑائی مین عبد اللہ
بن حذافہ جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے ایک بطریق کو مار ڈالے دوسرے بطریق کو اسکا بڑا غم ہوا اور اسکا بدلہ لینے نکلا
جب ہر دو مقابل ہوے اس ملعون نے فریب سے ایک جست کر کے عبد اللہ بن حذافہ کو اسیر کر لیا اور اسیوقت انکو ٹاپالی گھوڑون
پر ہرقل کے پاس روانہ کر دیا۔ ایسے معظم صحابی کا اسیر ہونا اور کفار کا شبا شب بھاگ جانا خالد بن ولید کو بہت ملول کیا آخر کفار
کا مال و منال ہر اور لئے ہوے ابو عبیدہ کی خدمت مین لوٹ آئے اور سب ماجرا ظاہر کئے انہون نے اسیوقت یہہ احوال حضرت
عمر کی خدمت مین لکھ بھیجا عبد اللہ بن حذافہ کا قید جناب خلافت مآب کو بھی غمگین کیا سو فرمائے کہ مین ہرقل کو خط لکھونگا
اگر وہ عبد اللہ کو بھیجدیوے بہتر و الا مین فوجین روانہ کرونگا پس بڑی تہدید سے اسکو خط لکھے ہرقل نے گھبرایا اور عبد اللہ کو
چھوڑ دیا۔ اور ایک بڑا عمدہ موتی حضرت عمر کو ہدیہ کے طور پر پہنچانے کے لئے عبد اللہ کے سپرد کیا اور اپنے لوگون کی ایک جماعت کو
ان کے ہمراہ دیکے تاکید کی کہ ان کو کوہستان سے پار کر دین۔ پس عبد اللہ جب ابو عبیدہ کی خدمت مین حاضر ہوے سب
مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے اور ابو عبیدہ نے انکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب حضرت عمر نے ان کو
دیکھا سجدۂ شکر بجا لایا سب اہل مدینہ خوش ہوے اور انکی سلامتی پر مبارکباد دئے اور وہ موتی جو بہت عمدہ اور بے بہا تھا
حضرت عمر نہین لئے بلکہ اس کی قیمت سب مسلمانون کے لئے بیت المال مین داخل کئے۔ **واقدی** رح نے بیان کیا ہے
کہ ہرقل جب انطاکیہ سے نکلا بھاگا زمین سوریہ کی جدائی کا اس کو بڑا ہی درد لاحق ہوا انہین دنون اسی درد مین مر گیا۔ اور عبد اللہ
بن حذافہ کے ساتھ یہہ معاملہ جو کیا وہ ہرقل کا بیٹا قسطنطین تھا اس کے باپ کے بعد اسکا لقب بھی ہرقل ہی رکھا گیا تھا۔ **واقدی**
رح سے ہی منقول ہے کہ ہرقل ہنین نکلا انطاکیہ سے مگر یہہ کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا سبب یہہ تھا کہ اس نے اپنی قوم سے پوشیدہ

حضرت عمر کی خدمت مین لکھا تھا کہ میرے سر مین ہمیشہ درد رہتا ہے۔ تب حضرت عمر نے ایک کلاہ روانہ کی جب ہرقل نے اسکو اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر جب سر سے اتار دی درد لاحق ہوا اسکو بڑا تعجب ہوا اسکو کھلوا کے دیکھا تو اس مین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہرقل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہے یہہ دین کہ شفا دی ہمکو اللہ تعالی نے ایک آیت سے انتہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے چھٹوین سال اس کو دعوت اسلام کا نامہ روانہ فرمائے ہرقل نے اسیوقت حضرت کے حالات سے واقف ہوکے آپکی نبوت کا اقرار کیا لاکن اپنی قوم بدل جانیکے خوف سے اسلام ظاہر کرنیسے محروم رہا اور حضرت کے بعد آپکے صحابہ سے جنگ کا سامان کیا اسنے اسلام قبول کرنے مین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ رکھتا تھا افسوس ہے کہ اسکی نظر خلق پر تھی نہ حق پر پس اسکا اسلام لانا متردد ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **قیساریہ کا جنگ**

عمر بن سالم سے روایت ہے کہ فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب مین اقامت کئے اور ان کو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص پانچہزار کے لشکر سے جو قیساریہ کے طرف ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوئے ہین انکا معاملہ کیا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ پر جاکے نزول کئے قسطنطین نے بیس ہزار سوار کو لیکے نکلا اور عمرو بن العاص بھی پانچہزار کا لشکر جرار لئے ہوئے چلے مجاہدون نے تکبیر تہلیل اور درود وسلام بلند آواز سے پڑھنے لگے اللہ تعالی اسنے ایسی تاثیر ظاہر کی کہ اس بیابان کے سنگ وشجر اور ریگ وکنکر ڈھیلے اور پہاڑ انکی تکبیر وتہلیل کا جواب دینے لگے یہہ حالت دیکھتے ہی کفار وحشتناک ہوے اگرچہ انکی بہ نسبت مسلمانون کی جماعت قلیل تھی قدرت الہی سے ان کو کثیر نظر آئی۔ یہانتک کہ ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ مین نے پہلے جاسوسون سے خبر منگایا اور بچشم خود نظر کی تو مسلمان پانچہزار سے زیادہ نہین تھے اب دیکھتا ہون تو تعداد مین کہین بڑھ گئے ہین شک نہین کہ اللہ تعالی نے انکو ملائک کے ساتھہ مدد دی ہے اور میرا باپ ان عرب کے حال سے خوب واقف تھا اور میرا لشکر باہان کے لشکر سے زیادہ نہین کہ وہ دس لاکھ سے زیادہ تھا ایسا لشکر مقام یرموک مین لشکر عرب پر غالب نہ آیا پس مین نے اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا۔ مین نے قریب ان عرب کے ساتھہ ایک مکر وفریب کی فکر کرونگا۔ یہہ بول کے قیساریہ کے ایک قس کو جو نصارا مین بڑے مرتبہ والا تھا بلواکے عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا تا صلح کا پیام کرے اور ان کے ملاقات کی خواہش کی۔ پس عمرو بن العاص تشریف لے گئے قسطنطین مجلس کو بہت آراستہ کرکے اپنے بطارقہ کو لیا ہوا بیٹھا تھا اور فرش تکلف بچھایا تھا جب عمرو بن عاص نزدیک آئے قسطنطین کشادہ رو ہوا اور کہا مرحبا ای سردار عرب تخت پر آکے بیٹھئے۔ عمرو بن عاص نے اس کے فرش سے انکار کیا اور کہا کہ یہہ زمین فرش رب العالمین ہے اللہ نے اسکو ہمارے لئے بچھونا بنایا اور ہمارے حق مین اس کو مباح ٹھہرایا یہہ اللہ تعالی کا فرش تیرے فرش سے پاک ہے مین اسی پر بیٹھونگا یہہ فرماکے زمین پر چہار زانو بیٹھ گئے اور اپنے نیزے کو اپنے آگے اور تلوار اپنے زانو پر رکھے قسطنطین نے پوچھا کہ

ای سردار تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ میرا نام عمرو ہے مین عرب معظم اور ارباب بیت الحرام سے ہون کہ خلق جس کی تعظیم کرتے ہین قسطنطین نے کہا تم عرب ہو ہم روم سے ہین تم اور ہم نسب مین ملتے ہین پس جب نسب مین ملے تو نچاہئے کہ ایک دوسرے کی خون ریزی کرین - عمرو بن عاص نے کہا ہمارا بڑا النسب دین اسلام ہے جب دین مین ایک بھائی دوسرے بھائی سے جدا ہوا تو اس کو مار ڈالنا حلال ہے - اور نسب منقطع ہو جاتا ہے - اور تو نے جو کہا تیرا اور ہمارا النسب ملتا ہے یہ کیونکر ہوگا حالانکہ ہم قریش بزرگ سے ہین اور تم روم سے قسطنطین نے کہا آیا نہین ہین باپ ہمارے آدم پھر ابراہیم اور عرب نسل اسمعیل سے ہین اور روم اولاد روم بن عیص بن اسحق سے اور وے ہر دو اولاد ابراہیم سے ہین - پس ایک بھائی دوسرے بھائی پر ظلم کرنے کو دوست نہین رکھتا ہے اسباب مین جو ان کے باپون نے انکے درمیان تقسیم کر دیا ہو - عمرو بن العاص نے کہا کہ تو اس کلام مین سچا ہے کہ عیص اسحق کے بیٹے ہین اور اسمعیل عیص کے چچا ہین - اور ہم ایک باپ کے اولاد ہین ہمارے باپ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اگرچہ نوح اپنی اولاد پر زمین کو تقسیم کئے تھے لاکن وہ تقسیم اس وقت جب انکی اولاد حد سے گذرے اور نوح اپنے بیٹے حام پر غصے ہوے تھے - اور ان کی اولاد اس تقسیم پر ایکمدت تک راضی نہین ہوئی تھی اور انکے بعض بعض غالب ہوگئے اور یہ زمین جس مین تم رہتے ہو تمہاری نہین بلکہ عمالقہ کی ہے جو تم سے پیشتر تھے کیونکہ نوح علیہ السّلام نے اپنے تین فرزندون یعنے سام اور حام اور یافث پر زمین کو تقسیم کیا تھا - اسطرح پر کہ شام کا ملک اور اسکا چوگرد سام کو - یمن اور حضر موت سے عمان اور بحرین تک اور سب عرب سام کی اولاد سے ہین - اور وہ قحطان اور طلسم اور جدیس اور عملاق ابو العمالیق جو یہان کہین تھے اور یہ وہی جبابرہ ہین جو شام مین تھے - پس یہ عرب اور نوح علیہ السلام نے عرب اور سواحل کی زمین حام کو دی تھی اور یافث اس زمین پر نازل کئے جو مشرق و مغرب کے تھی - اور زمین تو واقع مین اللہ ہی کی ملک خاص ہے - اپنے بندون سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور عاقبت کی خوبیان پرہیزگارون کے واسطے ہے - غرض جب ملک شام سام کا ہے اور عرب اولاد سام سے ہین ہم چاہتے ہین کہ تو یہ تقسیم پھیر دیوے - قسطنطین نے یہ تقریر سنکے حیرت سے ایک تصویر بن گیا اور سمجھا کہ یہ مرد بزرگ عالم ہے پس کہا ای سردار عرب تم اپنے کلام مین سچے ہو - پھر اپنی قوم سے کہا کہ یہ عربی سچے ہین - تب عمرو بن العاص نے کہا کہ ای اہل روم اگر تم چاہتے ہو کہ یہ ملک تمہارے تصرف مین رہے تو اسلام قبول کرو - قسطنطین نے کہا کہ جب ہمارے باپ دادے ہماری ہی دین پر گئے ہین ہم اس کو چھوڑ سکتے نہین - عمرو بن العاص نے فرمایا اگر اسلام نہین لاتے ہین تو ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ گذارو - قسطنطین نے کہا کہ اہل روم اسباب مین میری اطاعت نکرینگے - کیونکہ میرے باپ نے اسنے یہ امر چاہا تھا تو وے اس کو مار ڈالنا چاہا - عمرو بن العاص نے کہا جب جزیہ نہین دیتے ہو تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار حاکم ہے - اب جانو تم کہ جہان تک کہنا تھا مین نے تم سے کہدیا اور جس باب مین تمہاری

نجات تھی اس طرف بلایا لاکن تم نے نافرانی کی جیسے تمہارے باپ عیص نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے اپنے بھائی یعقوب کے آگے اپنی قرابت سے نکل گئے - اور اگرچہ تم انسب میں قریب تر ہو لاکن جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ نافرمانی اور کفر کرتے ہو ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے طرف تمہاری قرابت سے دوری اور بیزاری ظاہر کرتے ہیں - اور تم اسحق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہم اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور انکو عربی کلام فصیح سکھلایا - اور اسحق علیہ السلام کو ان کے باپ کی زبان پر رکھا - اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہیں اللہ نے عرب کو سب خلق سے بہتر کیا اور عرب سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے عبد المطلب کو اور بنی عبد مطلب سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا اور وحی کے ساتھ آپکے جبرئیل کو بھیجا اور انکو نبوت و رسالت دیکے سب خلق کی طرف مبعوث کیا - اور جبرئیل نے کہا کہ یا محمد میں مشرق سے مغرب میں پھرا آپ سے زیادہ کسی کو معظم و مکرم نہیں پایا - عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب میں نے اسطرح حضرت کے ذکر تک پہنچا سب لقضا اسکے بدن پر بال کھڑے رہے اور ان کے اعضا فروتنی کئے اور اسکے دل جنبش میں آئے اور قسطنطین کے دل میں خوف تمام غالب ہوا - عمرو بن العاص سے کہا کہ تم اپنے کلام میں سچے ہو انبیا ایسے ہی بزرگ خاندان سے بھیجے جاتے ہیں پس عمرو بن العاص اس مجلس سے اُٹھے اور اپنے لشکر میں آئے قسطنطین نے اپنی قوم سے مشورہ کیا وہ جزیہ دینے پر راضی نہیں ہوئے - آخر جنگ ہی مقرر ہوا - ہر دو لشکر میدان پر آئے بڑی سختی سے لڑائی شروع کئے کئی دن قتال ہوا کہتے ہیں کہ ہرقل نے اپنے بیٹے قسطنطین کو جب قیساریہ کی طرف بھیجا اسکے ساتھ ایک بطریق کو جسکا نام [illegible] تھا اور وہ بادشاہ کا ماموں تھا روانہ کیا تھا وہ بڑا قوی ہیکل اور بدبخت تھا جب وہ میدان پر آیا اس کے مقابلے کے لئے شرجیل بن حسنہ نکلے وہ کثرت صوم و صلوات و مجاہدات سے لاغر تھے ہر دو میں شمشیر بازی ہوئی ایسے میں مینہ بڑی شدت سے برسنے لگا - میدان میں بہت کیچڑ ہو گیا تب ہر دو پیادہ ہو کے کشتی کرنے لگے ناگاہ وہ دشمن خدا نے شرجیل کی پیٹھ کی نرم جگہ پر مار کے زمین پر گرا دیا اور انکے سینے پر چڑھا انکو مار ڈالنا چاہتا تھا کہ شرجیل نے کہا یَا غِیَاثُ المستغیثین ابھی یہ فقرہ تمام نہوا تھا کہ لشکر کفار سے ہی ایک سوار آپہنچا وہ سنہری زرہ پہنا تھا اپنے گھوڑے سے جلد اُتر کے اس بطریق کو شرجیل کے سینے سے کھینچ لیا اور تلوار کا ایک وار کیا کہ اس بطریق کا سر جدا ہو گیا - پس شرجیل سے کہا کہ ای بندۂ خدا لے تو تم اس کے اسباب کو - شرجیل نے کہا واللہ میں نے تیرے کام سے کوئی معاملہ عجب تر نہیں دیکھا کہ تو لشکر مشرکین سے آیا اور مشرک کو قتل کیا پس کہہ دیجئے کہ تو کون ہے - اس نے ایک آہ سرد کھینچ کے کہا کہ میں وہی بدبخت رانده گیا - طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں جو حضرت کے بعد نبوت کا دعوی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تھا نعوذ باللہ منہا - شرجیل کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا کہ اللہ تعالیٰ

کی رحمت فراخ اور کشادہ ہے جس نے اپنے گناہ پر پشیمان ہووے اور توبہ نصوح کرے اللہ تعالی قبول کرتا ہے طلیحہ نے کہا کہ مین خالد بن ولید سے ڈرتا ہون کہ وہ مجھے مار ڈالین گے۔ مین نے کہا کہ خالد بن ولید ہمارے ساتھ نہین بلکہ یہہ لشکر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہے غرض مین نے تسکین دیکے اسکو اپنے لشکر مین لے گیا۔ جب عمرو بن العاص کے روبرو ہوا اسلام کیا انہون نے پوچھا کو یہہ کون ہے مین نے کہا یہہ طلیحہ ہے اور اپنے کئے سے باز آیا ہے اور تایب ہوا اور میرے ساتھ یہہ نیکی کی عمرو بن العاص نے خوش ہوا اور مرحبا کہا۔ طلیحہ کا قصہ یہہ ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت مین بعضے اشقیا جو نبوت کا دعوا کرتے تھے خالد بن ولید نے اُنسے بڑا ہی جنگ کیا مسیلمہ کذاب اور سجاع اور اسود عنسی کو مار ڈالا۔ تب طلیحہ نے شام کے طرف بھاگا چنانچہ یہہ ماجرا صدیق اکبر کی خلافت کے بیان مین بہ تفصیل مذکور ہے۔ غرض طلیحہ شام مین پناہ لیا تھا جب خالد بن ولید کے ہاتھ پر شام کے اکثر بلاد و حصار مفتوح ہوئے اور بہت سے کفار مارے گئے طلیحہ کو بڑا ڈر ہوا کہ کہین خالد بن ولید مار ڈالین گے اسلئے قیساریہ مین جا کے رہنے لگا جب قسطنطین مسلمانون پر جنگ کے لئے لشکر لیکے نکلا تب طلیحہ نے سوچا کہ مین بھی اس کے ساتھ نکلون اور لشکر کفار کو رنج مین ڈالون اور مسلمانونکی خیر خواہی کرون تو شاید کہ اللہ تعالی میری خطا بخشدے اور میرا توبہ قبول کرے اسی نیت سے شرجیل کے ساتھ وہ نیکی کی لاکن خالد بن ولید سے ایمن نہین تھا سو کہنے لگا کہ مجھکو ان کا بڑا خوف ہے کہ وہ مار ڈالین گے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ مین تجھکو ایک دستاویز مسلمانون کے گواہی کے ساتھ لکھدیتا ہون اور تیرے سے یہہ نیک کام جو ظہور مین آیا اس مین ظاہر کرتا ہون تو اس کو لیکے حضرت عمر کی خدمت مین جا اور انکے ہاتھ پر توبہ کر وہ قبول کرینگے اور پھر تجھے مشرکون کے جہاد پر روانہ کرینگے۔ پس طلیحہ نے وہ دستاویز لیکے مدینہ طیبہ کو گیا حضرت عمر وہان نہین تھے مکہ معظمہ کو گئے تھے پھر طلیحہ وہان جا پہنچا حضرت عمر کعبہ کا پردا پکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ طلیحہ بھی جا کے بیت اللہ کا پردا پکڑا اور کہا یا امیر المومنین مین توبہ کرتا ہون اور رجوع لاتا ہون اللہ جل جلالہ کے طرف۔ حضرت عمر پوچھے کہ تو کون ہے کہا مین طلیحہ بن خویلد اسدی ہون۔ امیر المومنین یہہ سنتے ہی کراہت سے پیچھے ہٹے اور کہے کہ تجھے تجھ پر مین تو معاف کردونگا لاکن عکاشہ محصن الاسدی کا خون جو تیرے سے واقع ہوا فردا سے قیامت حضرت رب العزت کے روبرو کیا جواب دیگا۔ طلیحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین عکاشہ ایک پاک مرد تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو میرے ہاتھ پر نیکبخت کیا اور مین ان کے خون کے سبب سے بدبخت ہوا۔ مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالی مجھے بخشدیوے اسکام کے سبب سے جو میرے سے ہوا پھر عمرو بن العاص کا خط پہنچایا حضرت عمر اوس کو پڑھکے خوش ہوئے اور کہے کہ تجھے خوشی ہو اللہ تعالی غفور و رحیم ہے پھر اسکو اپنے ساتھ رہنے کا حکم کئے۔ جب وہان سے مدینہ منورہ مین آپہنچے چند روز کے بعد طلیحہ کو ملک فارس کے جنگ پر روانہ فرمائے **واقدی** رح نے کہا کہ اب ہم اگلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے جب قیدمون بطریق طلیحہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شرجیل نے اسکو لیجا کے عمرو بن العاص سے ملوایا اسی روز بارش بڑی شدت سے ہونے لگی مسلمانون کو

بڑی بےقصد بےعقلی تھی کیونکہ بہتوں کو خیمے نہیں ملتے اسلئے جابیہ کی طرف جاکے پناہ لئے اور قسطنطین کی حالت یہہ ہوئی کہ اسکے دل میں بڑا ہی رعب چھا گیا سوا اپنی قوم کو جمع کرکے مشورت کی اور کہا کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر مقام یرموک میں عرب کے ساتھ مقابلہ کرسکا اور میرے باپ قسطنطنیہ کیطرف پھیر پھیر اعرب تو تمام ملک شام کے مالک ہوگئے سوائے اس ساحل کے باقی نرہا اب بہتر ہے کہ ہم یہاں سے نکل جاویں پس رات شب باش سب بھاگ گئے اور بارش پیہم تین دن تک ہورہی تھی چوتھے روز موقوف ہوئی لشکر اسلام لڑائی پر آمادہ ہوکے نکلا تو دیکھتے کیا ہیں کہ لشکر کفار فرار ہوگیا تب پس عمرو بن العاص نے اس مضمون کا نامہ حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا اور لکھا کہ میں آپکے جواب کا منتظر ہوں ابو عبیدہ نے اسکا جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا سب ماجرا معلوم ہوا مسلمانوں کی فتح و نصرت اور قسطنطین کی ہزیمت پر میں نے شکر الہی بجالایا جو میرا نامہ پہنچتے ہی تم قیساریہ پر جاکے نزول کرو میں بھی صور اور عکہ اور طرابلس کی طرف نکلنے والا ہوں کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ جب ساحل کا قصد کئے تب عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اے سردار مجھے ساحل پر آگے روانہ کرو ابو عبیدہ نے قبول کیا حلب کے لوگ جو یوقنا کے ساتھ اسلام لائے وے چار ہزار تھے اور ان کے سوا بطارقہ سے جو مسلمان ہوئے تھے وہ بھی تین ہزار سے زیادہ تھے یہ سب یوقنا کے ہمراہ ہوئے - اور قسطنطین نے جب شکست کھا کے بھاگا اور قیساریہ میں جا کے پناہ لی طرابلس والوں نے اس سے کمک طلب کی تا مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں اسلئے اسنے تین ہزار سوار بطارقہ کو روانہ کیا تھا اور انکا بہتر جو جرفاس تھا اسنے طرابلس کے نزدیک ایک چراگاہ میں اترکے گھوڑوں کو دانہ چارہ دینے کا حکم کیا تھا ایسے میں یوقنا بھی مع فوج جا پہنچے یوقنا اور ان کے ہمراہی ہنوز لباس رومی نہیں بدلے تھے جرفاس نے انکو دیکھتے ہی پیش قدمی کی اور سلام کیا اور مرحبا کہا اور انکا احوال پوچھا - یوقنا نے کہا کہ ہم وے لوگ ہیں جو عرب کی پناہ لئے تھے تا انکی بدی سے بچیں - پھر جب ہم نے قابو پایا تو اپنے دین کی طرف رجوع کیا اور اب ہم قسطنطین کے پاس جاتے ہیں پھر یوقنا نے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو - جرفاس نے کہا کہ قسطنطین نے ہم کو اہل طرابلس کی مدد پر بھیجا ہے یوقنا نے کہا کہ تم بہت ہوشیار رہو کیونکہ سردار عرب ابو عبیدہ کو ہمنے راہ میں چھوڑا ہے - جرفاس نے یوقنا سے امین ہونیکا اور بھی یہہ سبب ہوا کہ جب یوقنا نے وادی ابن اصمر کے پاس پہنچے تو وہاں حارث بن سلیم کو انکے بنی عمام سمیت پائے کہ وہاں اونٹوں کو چرارہے ہیں وہ مقام مسلمانوں کی صلح میں آیا تھا دو سو عرب وہاں موجود تھے یوقنا نے ان پر تاخت کی اور ان کی مشکیں باندھکے قید کرلیا اور انکا مال بھی لے لیا اور ان قیدیوں کو اپنے ہمراہ لیا جب شب آئی انسے پوشیدہ کہدیا کہ میں دین اسلام سے نہیں بدلا ہوں بلکہ اس مصلحت کے واسطے تمہیں قید کیا ہوں تا رومیوں کو یقین ہو کہ میں انہیں سے ہوں اور اس وسیلے سے اپنے مطلب کو پاؤں ان قیدیوں نے یہہ بات سنکے خوش ہوے اور انکے حق میں نصرت کی دعا کی - القصہ یوقنا اور جرفاس ہر دو اپنے اپنے لشکر کو لئے ہوئے وہاں سے کوچ کئے یوقنا نے قسطنطین کے پاس جانیکا ارادہ ظاہر کرکے روانہ ہوا اور جرفاس نے طرابلس کی راہ لی تھوڑی

طی کرکے یوقنا نے نزول کیا اور جرقاس بھی ایک مقام مناسب دیکھ کے اترا جب رات ہوئی یوقنا نے تیار ہو کے لشکر پر
جا گرا اور ان کو لڑائی کی فرصت نہ دی اور سب کے مشکیں باندھ کے قید کیا اور ان سب کو ہمراہ لیکے چلا جب طرابلس کے نزدیک پہنچا تو
ایک بیابان میں جرقاس کی فوج کو جو قید کیا پوشیدہ کر دیا کے تین ہزار سوار کو انکی نگہبانی پر مقرر کر گئے اور دو سو عربیا کو جو
قید میں آئے تھے ہمراہ لیا ہوا طرابلس کے طرف متوجہ ہوا۔ طرابلس والونکو قسطنطین لکھ چکا تھا کہ ہم نے جرقاس کو ہمراہ تین ہزار سوار
تمہاری مدد پر روانہ کیا ہوں یوقنا کے لشکر کو دیکھ کے اہل طرابلس یہ سمجھے کہ یہ جرقاس ہی کا لشکر ہو سو شہر کے اکابر بڑھ کے استقبال
آگے لیگئے یوقنا دار الامارہ میں داخل ہوے اور حکم کئے کہ شہر کے اکابر اور بطارقہ جو آئے ہیں ان کو قید کرو۔ تب یہ سب قیدی ہو اونے
سمجھے کہ یہ اہل اسلام ہیں۔ پس یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی بعضے مسلمان ہوگئے اور بعضے جزیہ دینے پر راضی ہوے اسکے بعد یوقنا
جرقاس کو اور اسکے لشکر کو جو پوشیدہ قید کر کے رکھائے تھے بلوا کے ان پر اسلام ظاہر کئے ان ملعونوں نے انکار کیا تب یوقنا
انکو قتل کروائے اور حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں یہ سب ماجرا لکھ بھیجے ابو عبیدہ بہت خوش ہوے اور دعا کئے۔ کہتے ہیں کہ اس کے
بعد ساحل طرابلس پر پچاس کشتیاں آئیں یوقنا نے حکم کیا کہ ان کو پکڑلو اور ان میں جو لوگ ہیں ان کو لے آؤ جب انکو حاضر کئے
یوقنا پوچھے کہ تم کون ہو اور کشتیوں میں کیا چیز ہے انھوں نے کہا کہ ہم جزیرۂ اقریطش سے آتے ہیں ہماری کشتیوں میں غلہ اور
ہتھیار ہیں بادشاہ قسطنطین کے پاس لیجاتے ہیں۔ یوقنا نے یہ سنکر ان پر بھی قبضہ کیا اور وے کشتیوں کا سب مال و اسباب لیکے
اور حارث بن سلیم کے بنی عم کو جو وادی احمر سے مصلحتاً قید کر کے لایا اور روبتہ الکبریٰ کا حاکم فلیطانوس بھی جو ہمراہ تھا طرابلس انہیں کے
سپرد کر کے وہی پچاس کشتیوں میں اپنا ضروری اسباب چڑھا کے یوقنا روانہ ہونے کے ہی تھے کہ ایسے میں خالد بن ولید کے
لشکر وہاں آپہنچے یوقنا نے سجدہ شکر بجا لایا اور سب سرگذشت ظاہر کیا اور شہر ان کے سپرد کر کے آپ شہر صور کی طرف روانہ
ہوا۔ شہر صور میں ایک بڑا دستہ رہتا تھا اور وہ لشکر قسطنطین کا پیش رو تھا اور اسکا نام ازمویل بن قسطہ تھا اسکے ساتھ
چہار ہزار سوار تھے جب یوقنا شہر صور پر جا پہنچے ازمویل نے ایک قاصد کو بھیج کے انکا احوال دریافت کیا یوقنا نے کہا کہ ہمارے
ساتھ غلہ اور ہتھیار ہیں ہم قیساریہ کی طرف بادشاہ قسطنطین کے پاس جاتے ہیں۔ ازمویل نے یہ خبر سنکے خوش ہوا اور انکی
ضیافت کی خلعتیں دیئیں یوقنا اپنے ہمراہ تین سو آدمی کو لا کے باقی لوگونکو کشتیوں میں چھوڑے تھے جب یوقنا اور انکے
ساتھی کھانے سے فارغ ہو کے سو رہے یوقنا کے بنی اعمام سے ایک شخص جو منافق تھا پوشیدہ ازمویل سے جا کے کہا کہ یوقنا کے
کلام پر اعتماد نہ کرو وہ مسلمان ہوگیا ہے اور عرب کی اعانت کر کے بادشاہ سے لڑا ہے طرابلس کو فتح کیا اور جرقاس کو اسیر کر لیا۔
ازمویل یہ بات سنتے ہی ہوشیار ہوگیا اور یوقنا کو اور ان کے رفقا کو قید کر دیا اور انکی حفاظت پر اپنے چچا کے بیٹے باسیل کو
مقرر کیا تا بادشاہ کے پاس انکو لیجا دے اور وہ جو چاہے کرے۔ ایسے میں یزید بن ابی سفیان دو ہزار سوار کے ساتھ جو قیساریہ سے

عمرو بن العاص نے بھیجا تھا آپہنچے - از مویل نے قیدیوں پر باسیل کو نگہبان ٹھہراکے ان کے جنگ کے واسطے نکلا - باسیل
بن منحائیل نے کتب گذشتہ اور اخبار ماضیہ سے آگاہ تھا - اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف جب بارہ برس
کی تھی اور ابو طالب کے قافلے کے ہمراہ شام کی طرف سفر کئے اور اثناے راہ بحیرا راہب کے صومعے پر آپکا گذر ہوا بحیرا نے جب دیکھا
کہ حضرت کے سر مبارک پر ابر سایہ گستر ہے اور سنگ وشجر آپکو سجدہ کرتے ہیں اور مبارک بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے - اور ایک
سوکھے جھاڑ کے نیچے تشریف رکھتے ہی وہ جھاڑ سرسبز ہوگیا بحیرا یہہ حالت دیکھتے ہی حضرت کی حضور میں آیا اور اسلام قبول
کیا اور پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھ کے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ مسیح نے پیغمبر آخر الزمان کی جو بشارت دی تھی آپ
ہی کی ہے بحیرا نے جب یہہ خبر دی اس وقت باسیل بھی حاضر تھا - اسی روز سے اپنے معاملے میں حیران تھا جب از مویل نے
اس کو یوقنا پر نگہبان مقرر کرکے چلا گیا اس کو توفیق رفیق ہوی مسلمان ہوا یوقنا کے پاس آکے انکا احوال پوچھا اور اپنا
احوال ظاہر کیا اور ان کو قید سے چھوڑ دیا - اور یہہ خبر یزید بن ابو سفیان کو اور کشتیوں میں تھے سو مسلمانوں کو بھی ہوگئی بھیر
سب مل کے بڑا ہی جنگ کی آخر از مویل اور اس کے چہار ہزار سوار فرار اختیار کئے مسلمان انکا پیچھا کرکے سب کو مار ڈالے اور
انکا مال ومتاع اور خیمے مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر یوقنا شہر صور کا دروازہ کھلوا دئے سب مجاہدین داخل شہر ہوئے - جو
لوگ شہر میں باقی تھے یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی اکثر مسلمان ہوگئے اور بعضے جزیہ گذار ہوے - عمرو بن العاص کا قصہ جو
باقی رہا یہہ ہے کہ جب قسطنطین ان کے مقابلے کی طاقت نہ رکھ سکے شباشب بھاگا اور قیساریہ میں جا کے پناہ لی عمرو بن العاص
نے یہہ ماجرا ابو عبیدہ کی خدمت میں لکھا انہوں نے یہہ جواب روانہ فرمایا کہ تم قیساریہ پر محاصرہ کرو - سو وے محاصرہ کئے ہوے
تھے قسطنطین تنگ آگیا تھا جب اسکو یہہ خبر پہنچی کہ شہر صور بھی اہل اسلام کے ہاتھ آگیا یہہ سنتے ہی بہت گھبرایا اور قابو ڈھونڈھ
رہا تھا جب فرصت ہاتھ دی وہاں سے قسطنطنیہ کے طرف بھاگا قیساریوں کے لوگوں نے عاجز آگئے آخر دو لاکھ درہم اور
قسطنطین کا چھوڑا ہوا مال ومتاع دیکے مصالحہ کر لئے - پس عمرو بن العاص نے باسیل بن عون بن مسلمہ کو جو ایک صحابی معمر تھے
اور حضرت کے ہمراہ برکاب غزوہ حنین اور بدر میں حاضر تھے شہر صور کی حکومت دینے کے روانہ کیا **واقدی** رح نے خبر
دی ہی کہ جب یہہ خبر اہل رملہ اور منبہ اور عکہ اور یافا اور غزہ اور عسقلان اور نابلس اور گھرکو اور اہل جبلہ اور بیروت اور لاذقیہ کو
پہنچی ایساہی ان مقامات کے لوگ سبقت کرکے آگئے اور مصالحہ کر لئے - اللہ تعالی نے مسلمانوں کو کل شام کے مالک کر دیا
بعونہ وبحرمت حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جناب خالد بن ولید کا عزل و وفات** لکھتے ہیں کہ جب جنگ حمص کی
فتح حضرت خالد بن ولید کی جلادت وشجاعت سے واقع ہوی تھی چہو طرف سے لوگ شہر قنسرین کی طرف خالد کی خدمت میں جاکے
تہنیت بجا لانے لگے - از انجملہ اشعث بن قیس کندی نے ایک قصیدہ غرا انکی مدح میں لکھ کے گذرانا جب اسکے لفظوں کی سلامت

اور معانی کی بلاغت بہت ہی پسند آئی خالد نے اسیوقت اس کے صلے مین دس ہزار درہم اسکو دیا تب بعض حاسدون نے
حضرت عمر کی خدمت مین ایسا لکھ بھیجا کہ خالد نے مسلمانون کے بیت المال مین جیسا چاہیئے ویسا تصرف کرتا ہے کبھی ایک
شاعر کو دس ہزار درہم دیتا ہے کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی کو نکاح مین لاتا ہے۔ اس سے آگے خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد
مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم کے مہر سے جو نکاح مین لایا تھا یہ بات تو حضرت عمر کی خاطر مین جاگی تھی۔ یہ خبر سنتے ہی بہت بیزار
ہوکے اسیوقت ابو عبیدہ کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ خالد بن ولید نے مسلمانون کے بیت المال
مین اسراف جایز رکھا ہے اور ان کے حقوق تلف کر رہا ہے سو تم یہ مکتوب ملاحظہ کرتے ہی اس کو تفتیش کے لئے
اسکے منصب سے معزول کر دین اور اسکا نصف مال لے لین اور اس کو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کرین جب یہ نامہ ابو عبیدہ
کو پہنچا انہون نے ویسا ہی انکو بلوا کے انکا نصف مال لے لیا یہان تک کہ ایک نعل آپ لی دوسری نعل ان کے لئے چھوڑ دی
اور خالد کو اسباب مین کچھہ آزردگی نہوی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ مین ان
لوگون سے نہین ہون کہ اپنے نفس کی متابعت کر کے امیر المومنین کی مخالفت جایز رکھون غرض جب ابو عبیدہ نے انکا آدھا مال
لیکے خزانہ بیت المال مین داخل کیا خالد حسب الحکم مدینہ منورہ کے طرف روانہ ہوے جب مدینہ آئے جناب خلافت مآب
مین حاضر ہوے حضرت عمر نے دریافت کی کہ تم نے اس قدر وسعت و ثروت کہان سے پائی اور یہ مال کس کی ملک سے تھا
جو ایک شاعر کو دس ہزار درہم دیا۔ خالد نے کہا کہ وہ میری ملک سے ہی جو قبضہ تلوار غنیمت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا انہین
کا حکم ہوا کہ خالد کے مال کا حساب کرین جب شمار کئے تو اسی ہزار درہم ہوے تب حکم کیا کہ ساٹھ ہزار درہم انہین کے لئے چھوڑ دین
بیس ہزار درہم داخل بیت المال کرین جب یہ خبر شام و عراق کے لشکر کے امیرون نے سنی نہایت محزون و ملول ہوا اور ملامت
مین زبان کھولی کہ یہ کام امیر المومنین سے مناسب اور واقع کے مطابق نہوا جب جناب خلافت مآب ان کے ملال و ملامت سے
واقف ہوے۔ خالد کو بلوا کے عذر خواہی کی اور دلداری سے پیش آئے۔ اور دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتب
لکھے کہ خالد کو ہم نے جو معزول کیا اسکا سبب کچھہ یہ نہین تھا کہ اس سے کچھہ خیانت ہوی یا ہم کو اس کے ساتھہ کچھہ ناخوشی اور
کراہت ہو۔ لاکن جب لوگون نے اسکی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ فتح و نصرت اسیکی قوت و بازو
سے ہوتی ہے۔ سو مین نے چاہا کہ وے اس پر فتنہ نہون اور نیک و بد کو اللہ ہی سے جانین ــــ۵ کلید گنج اقالیم
ہی اسیکے پاس ہے کوئی نہ قوت بازو سے اپنے کھولتا ہی حضرت عمر کی خلافت سے پانچوین سال خالد بن ولید مرض موت مین گرفتار
ہوے۔ کہتے ہین کہ اسوقت آہ وافسوس کرتے اور کہتے تھے کہ مین سالہا جنگ و جہاد مین مشغول رہا اور بہت کوششین
بجا لائین اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کرون اگرچہ بہت سے زخم تیر و تبر کے مجھے لگے پر وہ دولت میسر

الحمد لله تعالیٰ اب اپنی ایسی موت پر تاسف کرتا ہوں اور اس وقت وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتھیار مجاہدین کو
دے دیجئے کیونکہ میری یہ آرزو تھی کہ اعلائے کلمۃ اللہ سے کوئی چیز محبوب تر نہیں جب ان کے وفات کے بعد ان کے ترکہ
کا جائزہ لیا تو سوائے اس گھوڑے اور ہتھیار کے کوئی چیز نہ پائی جب یہ بات حضرت عمر پر ظاہر ہوئی کمال تاسف
کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابو سلیمان پر رحمت کرے کہ ہم نے اسکا حال برخلاف اس کے سنا تھا جو اب ظاہر ہوا۔ القصہ جب
خالد کا جنازہ اٹھا تو ان کی بہن فاطمہ بنت ولید بنت مغیرہ نے اپنے بھائی کو مفارقت میں بے اختیار آہ و زاری کی
تھی۔ حضرت عمر نے ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ سمجھتے تھے باوجود اس کے فاطمہ کے متعرض نہ ہوئے آپ بھی گریاں ہو
کر کے فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتوں کو پروا نہیں کہ خالد کے لئے اپنی آنکھوں سے پانی بہا دیں۔ جب پیرہن چاک نہ کریں اور اپنے
رخسار پر نہ ماریں کچھ مضائقہ نہیں۔ نقل ہے کہ ایک دن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی فرقت
میں ماتم میں پڑھ رہی ہے اور آنکھوں سے اشک بہا رہی ہے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے اور کس لئے روتی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن ولید
کی والدہ ہے اپنے فرزند ارجمند کے فراق میں رو رہی ہے فرمایا کہ میں کسی عورت کو نہ دیکھا کہ خالد سا بیٹا جنی ہو رضی اللہ عنہ۔ اسی سال
ماہ رجب میں حضرت عمر نے عمرہ کی نیت سے کعبہ کی زیارت کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں اکیس رات دن رہ کے بیت اللہ
کی تعمیر کی اور اسکو وسیع اور کشادہ کیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اور حکم کیا کہ حرمین شریفین کے درمیان جو منزلیں واقع ہیں
ان میں رباطات اور مکانات بنا کریں اور جن منزلوں میں پانی کی قلت ہو وہاں کنوئیں اور چشمے کھودیں تا مسافروں کو راحت و آرام کا
سبب ہو۔ اور اسی سال امیر المومنین نے حفص بن مغیرہ کی دختر کے ساتھ اپنی تزویج کی۔ لاکن معلوم ہوا کہ وہ عقیمہ ہے پس قبل دخول
کے آنکے اس کو طلاق دیا۔ اور اسی سال گوہر دریائے خاندان رسول اختر اوج دودمان بتول قرۃ العین علی مرتضیٰ جناب ام کلثوم
رضی اللہ عنہا کے ساتھ چالیس ہزار درہم کے مہر پر اپنی تزویج کی عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و حسن بن امام حسن و عقبہ بن
عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کئی بار جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حضور میں صاحبزادی ام کلثوم کی خواستگاری کا پیغام
بھیجا۔ تو حضرت علی نے صاحبزادی کی کم عمری کا عذر لایا۔ جناب فاروق اعظم نے گزارش کی کہ نکاح سے میرا وہ مطلب نہیں جو اوروں کا
ہو بلکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ فرماتے تھے کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ سو میں چاہتا ہوں کہ حضرت کی شرف صحبت کے ساتھ شرف قرابت بھی مجھے حاصل ہو
روایت ہے کہ حضرت علی نے کبھی یہ عذر کیا ہے کہ یہ دختر عبداللہ بن جعفر کے واسطے ہے۔ تب عمر فاروق نے یہ جواب دیا کہ یا ابو الحسن
اس دختر نیک اختر کا جیسا میں مشتاق ہوں ویسا کوئی مشتاق نہ ہوگا۔ اور جناب امیر نے کبھی ایسا فرمایا کہ میں اسباب میں حسنین
کریمین سے رائے لیتا ہوں سو ایک روز ہر دو صاحبزادوں کو فرمایا کہ عمر فاروق نے تمہاری ہمشیرہ کے ساتھ ازدواج چاہتے ہیں

امام حسن خاموش رہے امام حسین کہنے لگے کہ یا ابی اب عمر فاروق کے مانند دو سرا کون ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے انہوں ہمیشہ آپکی ملازمت اور فیض صحبت میں رہے اور کبھی حضور نبوی سے جدا نہوے - اور جب حضرت نے وفات فرمایا تب انسے راضی رہے - اور جب انہوں نے مسند خلافت کو زینت دی تو عدل و انصاف مین بے نظیر ہوے حضرت علی نے بیہ باتیں سنکے فرمایا کہ ای لڑکے تم نے سچ کہا لاکن مین نے بیہ بات نہین چاہی کہ تمہارے بلا مشورت اس کام مین اقدام کرون غرض جب صاحبزادون کی رضامندی اور خوشنودی سے یہ نسبت مقرر ہوی اور اکابر صحابہ کی حضور مین نکاح منعقد ہوا حضرت عمر کو بڑی خوشی حاصل ہوی - سو حضار محفل کو فرمایا کہ میرے ساتھ امر اہ مسنت انکی تہنیت کیجیے کیونکہ مین نے حضرت سے یہ حدیث سنی ہے پس اسی حدیث کی روایت کی جو اوپر گذری - او عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار عمر فاروق نے منبر پر سوار ہوکے فرمانے لگے کہ لوگو واللہ اس امر نکاح مین مجھے اس قدر عجز و الحاح جناب مرتضی علی کے ساتھ ضرور نہین تھا - لاکن مین نے حضرت جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ حدیث سماعت کی ہے پس اسی حدیث پر بجہ کور ہوی - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ اس باب مین مین نے اسقدر جو جد و جہد کیا اس سے میرا مقصود یہی تھا کہ حضرت کا ایک عضو مبارک میرے پاس ہے - کہتے ہین کہ ام کلثوم کے بطن سے ایک فرزند ارجمند کہ جسکا نام زید ہے متولد ہوا اور حد جوانی کو پہنچ کے رحلت کی رضی اللہ عنہ وعن ابیہ وامہ - اور اسی سال مین ملک اہواز سے بعضے بلاد مفتوح ہوے ازانجملہ شہر نصیبین ہے وہانکے لوگ بڑے سخت تھے شہر کا دروازہ بند کر دئے - اسیلئے اہل اسلام کو آٹھ مہینے تک اسکے دروازے پر توقف واقع ہوا - اس شہر کے کفار نہ جنگ و پیکار پر آتے نہ اسلام لاتے نہ شہر کا دروازہ کھولتے تھے جب غازیان اسلام بہت ہی تنگ ہوگئے - تب لشکر اسلام کے امیر نے حکم کیا کہ سیاہ بچھو جو اس نواح میں بہت تھے پکڑکے کوزون مین ڈالدین اور ان کے منہ بند کرکے منجنیق پر سے اس شہر مین پھینکدین مجاہدون نے اس شب مین ویساہی عمل کیا - جب کوزے مین پر گرکے پھوٹتا بچھو منتشر ہوتے اور جب بچھو کسی کو نیش مارتا وہ اسیوقت مرجاتا - اہل شہر مین ایک غل اٹھا اہل اسلام فرصت کو غنیمت جانکے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور دروازہ کو پارہ پارہ کرکے داخل شہر ہوے - اور وے بچھو کو جہان پاتے مارتے تھے جب اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ شہر ہاتھ آیا فصحاء عرب سے ایک شاعر نے اسکی فتح کے بیان مین ایک قصیدہ غرا انشا کیا اسکا مطلع یہی ہے ؎ شَہِدْتُ فُتُوحًا فِی بِلَادٍ کَثِیرَۃٍ ٭ فَلَمْ اَرَ فَتْحًا مِثْلَ فَتْحِ الْعَقَارِبِ

کہتے ہین کہ نوشیروان اپنے زمانے مین شہر نصیبین کو محاصرہ کیا تھا اسکو بھی فتح نہوی آخر عاجز آکے چلا گیا تھا آخر حضرت عمر کی خلافت مین مسلمانون کی تسخیر مین آیا واللہ اعلم - اس سال مین بلاد اہواز سے جو مفتوح ہوے ہرمز اور تستر ہے - اہواز کا حاکم نے امیر لشکر اسلام ابو موسیٰ سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ مجھے امیرالمومنین کی حضور مین بھیجدین انکی رائے مبارک مین جو

آنگی سو کرین۔ پس وہ جب جناب خلافتمآب کے دربار مین حاضر ہوا نصیحت فاروقی اسکو اثر کی اور کفر و شرک سے باز آکے
اسلام سے مشرف ہوا۔ **ہجرت سے اٹھارہوین سال کے وقایع** - اس سال مین ابو عبیدہ کا ایک مکتوب امیر المؤمنین
کی خدمت مین اس مضمون کا پہنچا کہ لشکر اسلام مین شامیون سے چند شخص جیسے ضرار اور ابو جندل وغیرہما شراب پینا شروع کئے
ہین جب ان کو منع کرین تو کہتے ہین کہ شراب کے پینے اور نہ پینے مین ہم کو اختیار ہے سو ہم نے شق اول اختیار کیا ہے اسبات سے انکا
مقصود اس آیت قرآنی کا استفہام تھا جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ - اپنی کج فہمی سے یہ گمان کئے تھے
کہ یہ استفہام اختیار پر محمول ہے - حضرت عمر نے ان کے جواب مین تحریر فرمایا کہ اس آیت مین استفہام انکاری ہے نہ اختیاری سو وہ
بہت اچھی وجہ سے نہی اور حرمت کا افادہ دیتی ہے تم کو چاہئے کہ ان لوگون کو مسلمانون کے مجمع مین حاضر کرین اور ان سے پوچھین
کہ شراب حلال ہے یا حرام اگر وے حرمت کا اقرار کرین ہر ایک کو اسی کوڑے مارین اگر اسکی حلیت کے قایل ہوین انکو قتل کر دین۔ ابو عبیدہ
نے ویسا ہی انکو حاضر کرکے دریافت کی تو انہون نے شراب کی حرمت کا اقرار کیا - ابو عبیدہ نے انکو حد مار کے یہ نصیحت کی کہ ای بھائیو
اللہ تعالی نے بہت سی نعمتین تم پر ارزانی فرمائین سو اسکا شکر بجا لانا تمہین لازم ہے تم نے اسکے برخلاف گناہون پر جو اقدام
کرتے ہو مین نہایت اندیشناک ہون کہ تمہارے فسق و فجور کی شامت سے کہین ایک حادثہ عام اہل اسلام مین پیدا نہو بدکارون کی
بدی کی شامت سے نیک لوگ بھی ہلاک ہو سکتے ہین سنت اللہ اسی طرح جاری ہوی ہے - آخر ویسا ہی ہوا جیسا وہ صاحب کمال انہون نے
گمان کیا تھا کہ اہل شام قضا سے طاعون مین اور اہل مدینہ بلاے قحط مین مبتلا ہوے قحط سال اس درجے کی تھی کہ آسمان سے
ایک پانی کا قطرہ نہین ٹپکتا تھا اور زمین سے کوئی سوڑ کا نہین اگتا تھا صحرائی وحوش و طیور شہر اور انسان سے انس لیتے اور انسان
صحرا کے طرف جاتے گھاس اور پتے پر اکتفا کرتے تھے - کہتے ہین کہ ان دنون ہندا چلتی گرد و غبار جو راکھ کی سی تھی لوگون کے
منہ پر پڑتی تھی اور جانور بھی بہت سے ہلاک ہوے اسیواسطے اس سال کا نام عام الرماد ہوا - **نقل** ہے کہ حضرت عمر نے
محتاجون اور مسکینون کو طعام دو وقتہ کھلواتے اور لوگون پر بہت شفقت فرماتے تھے اور غلہ فروشون کو تاکید اکید کرتے تھے
کہ احتکار نکرین یعنے اناج گران بیچنے کی نیت سے بند کرکے نہ رکھین - اور حدیث الْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ کے حکم کی تشہیر دیتے
تھے - اور آپنے اپنی ذات کے لئے یہ قرار دیا تھا کہ جبتک یہ قحط سالی دفع بخوبی نہو تب تک گوشت و روغن تناول نکرین اور
دودھ نوش نہ فرماوین اور اطراف و جوانب کے امیرون کو حکم روانہ کیا کہ جس قدر ہو سکے اناج مدینہ کیطرف بھیجا کرین یہ حکم پہنچتے ہی
اول جو غلہ روانہ کیا سو ابو عبیدہ تھے کہ چہار ہزار شتر بار اناج مدینے کو لے آیا - جناب خلافتمآب نے بہت خوش ہو کے مدینہ والون
اور اس کے نزدیک کے قریے والون پر تقسیم کی - اور عمرو بن عاص ایک سو کشتی اناج مصر سے دریا پر روانہ کیا جب وہ غلہ مدینہ مین
پہنچا ارزانی مین وہانکا نرخ مصر کے نرخ کے برابر ہوا - **نقل** ہے کہ اسی قحط سال کے ایام مین بلال بن حارث مزنی کے اہل و عیال

ایک روز بھوک کی شدت سے بڑی شکایت کئے اور چاہا کہ ایک بکرا ذبح کریں تا فاقہ کی آتش اس سے بجھا دیں - بلال نے
اپنے بکرون کی لاغری اور ناتوانی کا عذر لایا۔ جب وہان کے اہل وعیال [illegible] آخر بلال نے ناچار ایک بکرا ذبح کیا
جب [illegible] تو سوائے [illegible]
[illegible]
اور [illegible] کی بشارت دی اور فرمایا [illegible]
وفا نہین کرتا ہے [illegible] فالکیس الکیس یا بلال [illegible] عمر فاروق کی خدمت
مین آیا اور اپنا واقعہ کہا [illegible] خلافت [illegible] اصحاب کرام کو [illegible] سب متفق ہوئے کہ
کہ اس واقعہ کی تعبیر یہی ہے کہ سنت استسقا کے زندہ کرنے مین کیون سستی کرتا ہے - پس امیرالمومنین نے روزہ رکھا اور پرانے
کپڑے پہنے ہوے جماعت صحابہ وغیرہ اہل مدینہ کو ہمراہ لئے ہوے پیادہ بکمال عجز سے مدینے کے باہر عیدگاہ کی طرف تشریف لیگئے
عباس بن عبدالمطلب کا وسیلہ لا کے بارگاہ الٰہی جلشانہ مین اسطرح دعا کرنے لگے کہ خداوندا تیرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے زمانے مین جب ہم بلائے قحط مین مبتلا ہوتے تھے تیری بارگاہ مقدس مین حضرت کا توسل لا کے دعا کرتے تھے
تو نے اپنی کمال عنایت سے ہم بیچارون کی دعا قبول فرماتا اور بارش برساتا تھا - اب تو ہم اس وقت بے نصیب ہین پس حضرت
کے عم معظم عباس بن عبدالمطلب کو تیری درگاہ مین شفیع لاتے ہین اور دعا کرتے ہین ہماری دعا قبول کیجئے بارش بھیجئے اور
دعا مین بہت آہ وزاری اور تضرع کی - اسکے بعد حضرت عباس رض با دل دردآمیز وچشم اشکبار [illegible] دست التجا اٹھاکے
کمال تضرع وزاری سے دعا کرنے لگے کہ یا خداوندا تیرے بندگان با نیاز تیری درگاہ پاک مین مجھے شفیع لاکے بارش کے لئے التجا
کر رہے ہین الٰہی تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مجھے قرابت قریبہ ہے اسکی یمن وبرکت سے ان بیچارون کی
دعا قبول کیجئے اور بارش دیجئے - حضرت عباس رض جب یہ دعا کی ابھی زمین سے قدم نہین اٹھائے تھے کہ ابر کے اونٹون کی قطارین
کہ جن پر آب خوشگوار کے مشک لدے ہوے تھے آسمان سے نمودار ہوے اور رعد کا خطیب بلند آواز ہو کے منبر پر کھڑا ہو
آواز کرنے لگا - یعنی مینہ شروع ہوا کہ پیہم سات روز تک برستا ہی رہا ایک ہفتہ کے بعد موقوف جنگل اور بیابان سرسبز
وخندان ہوگیا باغ وبہار کا نظارہ دینے لگا اور ہر باغ وگلزار رنگ بہار لیا قحط سالی جاتی رہی - جب حضرت عباس کی دعا
سریع الاجابت ہوئی اور اسیوقت مینہ شروع ہوا - لوگ یہ کرامت دیکھتے ہی انکے بہت ہی معتقد ہو کے اپنے مصافحہ کرنے لگے
اور حسان بن ثابت اور ابن عباس اسبارہ مین چند بیتین بنائین - اور اسی سال شام مین جو طاعون عام واقع ہوئی وہی پہلی
طاعون تھی جو اہل اسلام مین حادث ہوئی - اور اسکو طاعون عمواس اسلئے کہتے ہین کہ عمواس ایک قریہ کا نام ہے جو سرحد شام مین واقع ہے

وہ طاعون اسی قریہ سے شروع ہوئی۔ نقل ہے کہ اس طاعون میں صحابہ وتابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے پچیس ہزار
شخص رحلت کر گئے۔ لکھتے ہیں کہ ان دنون ابو عبیدہ نے ایک خطبہ بلیغہ پڑھا اور اس میں حمد الٰہی وصلوات جناب رسالت پناہی
اور کلمۂ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت نے بارگاہ آلٰہی میں دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ طاعون کو اس امت کے صالحون کے
حق میں عین رحمت وشہادت کرے۔ اور ابو عبیدہ نے صدق نیت سے دعا کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرض طاعون سے اپنے
جسم کا بھی حصہ کرے اور اپنی روح کو طرف اعلائے علیین کے لیجاوے یہہ بول کے منبر سے اترے اور اسی روز طاعون میں
مبتلا ہو کے جنت ماویٰ کی طرف سدھارے۔ اپنی رحلت سے آگے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ ٹھہرایا تھا سو ان کے بعد معاذ اور انکے
فرزند عبد الرحمن بھی اسی طاعون کے صدمے سے رحلت کر گئے۔ معاذ نے اپنی موت کے وقت عمرو بن عاص کو امارت دی
عمرو بن عاص نے خطبہ پڑھا کہ اس مرض کے صدمات شعلہ ہاے آتش کے مانند پہنچ رہے ہیں سو چاہئے کہ لوگ پہاڑون پر چڑھیں
تا دفع حرارت اور حصول راحت کا سبب ہو۔ تب لوگون نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اسی طاعون میں معاویہ کے برادر
یزید بن ابی سفیان اور حارث بن ہشام اور سہل بن عمرو اور عتبہ بن سہیل اور ابو جندل اور عاص بن سہیل انتقال کر گئے جب ابو عبیدہ
ویزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر کدورت اثر حضرت عمر کو پہنچی بہت ہی مغموم ودلفگار ہوے اور بکمال رقت زار زار روے انا للہ وانا الیہ راجعون
پس لشکر شام کی امارت معاویہ بن ابی سفیان کو دیکے اس نواح میں ان کو عامل خراج ٹھہرایا اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی
حکومت دی۔ اور اسی سال عمر فاروق نے جہاد کی نیت سے شام کی طرف نکلے تھے بلاد شام سے یرموک کے قریب قریہ سرغ پر
پہنچے لوگون نے عرض کی کہ شام کے ملک میں بڑی وبا واقع ہے اکثر دیہات وامصار ویران ہو گئے ہیں اسطرف تشریف
لیجانا مناسب نہیں۔ تب حضرت عمر نے مہاجرین اولین کو جو ہمراہ رکاب تھے جمع کر کے اس باب میں مشورت کی کہ شام کی طرف
روانہ ہونا مناسب ہے یا مدینہ کی طرف مراجعت کریں۔ بعضون نے کہا کہ جب ہم جہاد کی نیت سے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ پر
توکل کر کے آپ آگے چلنا اور اس کام کو سرانجام کو پہنچانا بہتر ہے۔ اور ایک جماعت کہنے لگی کہ جب ملک شام میں وبا پھیلی ہے
بہتر ہے کہ ادہر نجاوین اور کریمۂ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کے موافق آپکو آپ ہلاکت میں نڈالین بلکہ مدینۂ طیبہ
کی طرف لوٹ جاوین۔ یہہ بات سنکے امیر المومنین نے حکم کیا کہ اس جماعت کو مجلس سے باہر روانہ کریں اور دوسرے مہاجرین کو کہ جنکی
ہجرت فتح مکہ کے بعد ہوئی تھی بلوا کے انسے بھی مشورت کی تو وے سب کے سب متفق ہو کے کہنے لگے کہ وطن کی طرف پھر جانا ہی
انسب ہے۔ عبد الرحمن بن عوف نے جناب خلافت مآب میں آکے ایک حدیث کی روایت کی کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ جس شہر میں
وبا پیدا ہوئی ہو وہان کے جانے میں اقدام نکرو۔ اور تم جس شہر میں رہین اگر وہان وبا ظاہر ہوئی ہو اس بلا سے بھاگنے کی نیت سے
اس شہر سے مت نکلجاو۔ پس حضرت عمر نے حکم کیا کہ لشکر میں ندا کردین کہ علی الصباح اس منزل سے کوچ کر کے مدینہ کی طرف سدھارینگے

پس مع لشکر وہان سے کوچ کرکے داخل مدینہ ہوے - اور اسی سال امیر المومنین نے حج کے لئے مدینہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوے حج کے مناسک سے فارغ ہو کے مقام ابراہیم جو کعبہ کی دیوار سے لگا تھا اب جس جگہ واقع ہے مقرر کیا - اور اسی سال کوفے کی قضاوت شریح بن حارث کندی کو - اور بصرے کی قضاوت کعب بن سوار کو دی - اور اسی سال حضرت علی کو مدینے مین خلیفہ ٹھہرا کے آپ شام کی طرف روانہ ہوے تا جو لوگ طاعون عمواس مین موے ہین انکا مال ان کے وارثون پر تقسیم کرین اور لشکر اسلام کے امیرون اور ملک کے رعیتون پر تفقد فرماوین جب بلاد شام سے شہر رملہ پر پہنچے لشکریون کے واسطے تابستان اور زمستان کی غذا معین کی اور ممالک کے سرحدین بھی مقرر فرمائین اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن کی امارت سے معزول کرکے عمرو بن عبسہ کو انکی جاے پر نصب کیا - پھر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ شرحبیل بن حسنہ کو جو مین نے معزول کیا اسکا یہ سبب نہین تھا کہ اس سے کچھ قصور ظہور مین آیا ہو بلکہ مین نے چاہا کہ ایک مرد شرحبیل سے قوی تر اس سرحد مین رہے اور ابو موسی اشعری کو سواحل پر امیر ٹھہرایا اور بلاد شام مین جا بجا امرا اور حکام مقرر کر دئے - اور طاعون مین جو لوگ موے تھے بڑی تحقیق اور تفحص کے بعد جسکے ورثہ باقی تھے - متروکہ ان کے تسلیم کیا اور جن کے وارث نہین تھے حکم کیا کہ انکا متروکہ بیت المال مین داخل کرکے مسلمانون پر تقسیم کرین - جب ان مہمات سے فراغت حاصل ہوی مدینہ منورہ کی طرف معاودت فرمائی -

ہجرت سے انیسوین سال کے وقائع

- ہجرت کے انیسوین سال حضرت عمر نے جب مسجد نبوی کو جو لوگون کی کثرت سے تنگ ہوتی تھی کشادہ کیا حضرت عباس کا اور مروان کا گھر خرید کرکے داخل مسجد فرمایا - اور اسی سال مسلمانون نے جو بلدہ رملہ مین تھے کوہ لبنان مین ایک غار پر اطلاع پائی کہ اس غار مین ایک تخت زرین نصب کئے تھے اور ایک مرد جو موا تھا اس تخت پر تکیہ لگایا ہوا تھا اور اس کے ایک جانب پر ایک لوح زرین رکھے تھے اور اس پر لغت رومی سے چند سطرین لکھی تھین - ان سطور کا مضمون یہی تھا کہ میرا نام سبا ہے اور مین نواس کا بیٹا ہون مین نے عیص بن اسحق بن ابراہیم علیہما السلام کی شرف خدمت و ملازمت سے مشرف ہوا ہون اس کے بعد بحکم سَنِ خدم خدم کے ایک مدت دراز تک مین نے بادشاہی کی ہے اور بہت کچھ خدم و حشم رکھتا تھا اور بہت سے عجائب و غرائب جیسے برق اور تگرگ اور دجلہ کی طغیانی کئی بار مین نے دیکھے اگر تم بھی ایسی چیزین دیکھو گے تو تعجب نہ کیجیے بلکہ ان باتون سے زیادہ عجب یہہ ہے کہ آدمی اپنے باپ دادون اور آشنا دوستون کے قبور دیکھا کرتا ہے اور اپنی موت سے غافل رہتا ہے اور اپنے گلستان زندگی سے ایسے پھول نہین چنتا ہے جو اسکو آخرت مین کام آوے اور اسکی خوشبو اسکی دماغ کو معطر کرے اور اس سے زیادہ حساب آخرت کا دغدغہ اور اس سے زیادہ روز قیامت کا خطرہ ہے اور مجھے یہہ بات بھی یقین ہے کہ ایک قوم باوجود خداوند تعالی کی ربوبیت پر اقرار کرنے کے مال و زر کی طمع کرکے مجھے اس غار سے نکالینگے اور اس تخت سے جدا کرکے اس کو اپنا مال سمجھین گے - جب ایسی حالت ظاہر ہو وے گی تو زمانہ متغیر اور فاسد - اور بازار [illegible]

اور امانت کا سبب رونق اور کاسد ہوویگا - اور سنتے ہننئے حادثے اور بلائین نزول کرینگے اور لوگ اس سے بہت ہی محزون دملول ہووینگے تہمتین اور بہتان اور جہوٹھ او رافتر سے زیادہ ہوینگے جب کبھی ویسا زمانہ پاویگا بہت زبود ہوگا اور اسکا عیش اس پر تلخ اور ناگوار ہوجائیگا - پہر جو کچہہ واقع ہونا ہے ہوویگا ہردوجہان کی سعادت اور خاتمہ کی خیریت اور حسن عاقبت انہین کے نصیب ہوگی جو صالح اور متقی ہین۔ ہجرت سے بیسوین سال کے وقائع

جب ہجرت سے بیسوان سال آیا مصر کی فتح عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوئی - ایک قول سے سولہوین سال اور ایک ستر ہوین سال ہی فتح ہاتھ ولی اور قول اٹہارہ اور اٹہارہ ہی راجح ہے - کہ فتح مصر عام الرمادسے آگے ہے کیونکہ اسکے آگے واضح ہوچکا کہ عمرو بن عاص نے عام الرماد مین مصر سے سو کشتی اناج مدینہ معظمہ کی طرف روانہ کیا غرض فتح مصر کا سبب یہ ہوا کہ جناب خلافت مآب کو یہہ خبر پہنچی کہ ارطبون ایک لشکر جمع کرکے جنگی سامان کے تہیہ مین مشغول ہی سو لوگ شام سے دوڑکے اس کے لشکر مین داخل ہورہے ہین - یہہ بات سنتے ہی جناب فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو حکم لکہا کہ ارطبون پر لشکر کشی کرین - پس عمرو بن عاص نے حکم کے موافق اس پر لشکر کشی کی فریقین مین بڑا جنگ ہوا آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح ونصرت دی ملک مصر ہاتھ آیا عمرو بن عاص نے مسند شاہی کو رونق دیکے اس مملکت کے ضبط ونسق پر کمر باندہی اور مصر والون کو بڑی تسلی دیکے یہہ بشارت پہنچائی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو حکم فرماتے ہین کہ جب ملک مصر تمہارے ہاتھ آئیگا تب وہان کے لوگون سے نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ - حضرت یہہ حکم فرمانیکا وجہ یہ ہے کہ حضرت اسمعیل جو جد عرب ہین ان کی والدہ ماجدہ ملوک مصر کے دخترون سے ہے - مصر والون نے یہہ بشارت سنتے ہی نہایت شادان وفرحان ہوے اور بکمال طوع ورغبت سے دین اسلام قبول کیا - کہتے ہین کہ عمرو بن عاص کے ایام حکومت مین ایکبار دریاے نیل کا پانی کم ہوگیا - تب مصریون نے متفق ہوکے عمرو بن عاص کی خدمت مین آکے عرض کی کہ ہمارے یہان رسم قدیم چلا آیا ہے کہ جب نیل کا پانی کم ہوتا ہے تب ایک جوان لڑکی جو جمیلہ اور شکیلہ ہو تلاش کرین اور اس کے مان باپ کو مبلغ خطیر دیکے خرید کرلین - پہر اس لڑکی کو زیور عمدہ اور لباس فاخرہ سے آراستہ کرکے اس کو نیل مین ڈالدین عمرو بن عاص نے یہ سنکے فرمایا کہ یہہ جاہلیت کا رسم شنیعہ ہے - دین اسلام تو سب جاہلیت کے رسوم اٹھا دیا ہے - اور شریعت محمدی ایسے بدعات کو منع کرتی ہے اہل مصر یہہ سنکے مغموم وملول ہوکے پہر گئے - دوسرے روز سب متفق ہوکر آکے کہنے لگے کہ ایہا الامیر اس ہمارے رسم قدیم کو جاری کیجئے یا ہم کو جلاے وطن ہونے کی اجازت دیجئے - تب عمرو بن عاص نے جناب خلافت مآب مین ایک عریضہ بڑی جلدی سے بہیجا اور سب احوال کماینبغی ظاہر کیا - جناب فاروق اعظم نے اسکا جواب اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم نے وہ رسم جاہلیت جو منع کیا بہت اچہا کیا - اب مین دریاے نیل کو ایک رقعہ لکہا ہون سب اہل مصر کو

اپنے ہمراہ لیکے دریاے نیل پر جائے اور وہ شقہ اس مین ڈالدیجیئے اس شقہ کی عبارت یہی تھی کہ من عبداللہ عمر

امیرالمومنین اما بعد یا ایہا النیل ان کنت تجری من قبلک فلا تجر وان کان اللہ

الواحد القہار یجریک فاسئل اللہ الواحد القہار ان یجریک یہ شقہ طرف عبداللہ عمر کے ہے جو امیر

مومنون کا ہے اما بعد اے رود نیل اگر تو خود بخود جاری ہوتی تھی تو بہت ہے اور اگر تجھے اللہ واحد قہار جاری کرتا تھا اللہ تعالیٰ سے

سوال کر کہ اپنی قدرت کاملہ سے تجھے جاری کر دے انتہی - جب یہ نامہ عمرو بن عاص کو پہنچا انہون نے اسیوقت مصر کے

اکابر و اشراف اور عوام کو جمع کیا اور اپنے ہمراہ لے کے رود نیل پر آیا اور وہ شقہ اس مین ڈالدیا - اسیوقت رود نیل جوش

کرنے لگی یہان تک اس کو طغیانی ہوی کہ سولا گز پانی بلند ہوا - یہ کرامت دیکھنے سے مصر والون کے ایمان کو بڑا قوت ہوا

اس روز سے وہ جاہلیت کا رسم بدا اٹھ گیا - اور اسی سال اسکندریہ کی فتح صلح کی راہ سے عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع

ہوی - اور اسی سال کوفے کی ایک ایک جماعت سعد بن ابی وقاص کی شکایتین لکھ کے جناب خلافت پناہ کی حضور مین بھیجین

تب امیرالمومنین ان کو بلوا کے دریافت کی تو ان کا کوئی ایسا قصور ثبوت کو نہ پہنچا کہ وہ عزل کے لایق ہو - لاکن جب رعایا

بعیل ہوے تھے اور رعیتون کی رعایت انتظام مملکت کا سبب ہے مصلحت وقت اسی مین سوچ کے جناب فاروق اعظم

نے کوفے کی امارت سے ان کو معزول کیا انشاء اللہ تعالیٰ اس اجمال کی تفصیل سعد بن ابی وقاص کے احوال مین آویگی

اور کوفے کی امارت عمار بن یاسر کو عنایت کی - اور مساحت جریب اور خراج کے عمل پر عثمان بن حنیف کو اور خزانہ بیت المال

کی حفاظت پر عبداللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا - اور اسی سال خیبر اور وادی القری اور اس کے توابع ولواحق کے بلاد مین

اور نجران مین جو یہود متوطن تھے حضرت عمر نے ان سب کو جلا کا حکم کیا اور کوفے کی طرف بھیجدیا - اور اسی سال ابو بحر نے روم

کے غزا پر روانہ ہوا مسلمانون سے اول جو داخل روم ہوا وہی تھا - ایک قول سے پہلے جو روم مین قدم رکھا میسرہ بن مسروق

عبسی تھا - پس سالم و غانم لوٹ آیا - اور اسی سال قیصر روم ہرقل موا اور اسکا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا ہجرت نبوی سے

اکیسوین سال کا احوال اور نہاوند کی فتح

- جب ہجرت سے اکیسوان سال آیا محرم الحرام کا ہلال

افق غربی پر نمایان ہوا اکثی وقائع رو دئے - از انجملہ نہاوند کی فتح ہے - لکھتے ہین کہ جب جلولا کا جنگ ہوا یزدجرد نے اس مقام

مین توقف کرنے کی طاقت نہ پائی - اپنے خواص اور مقربون کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کے غازیان اسلام کے شمشیر کے

اندیشے سے گریزان ہوا - قطع مسافت کر کے شہر ری تک جا پہنچا - اور چندے اس شہر مین آرام پایا - ایسے مین ابو موسی

اشعری نے فاروق اعظم کے حکم کے موافق ایک لشکر لیکے خوزستان پر پہنچا اور اس بلاد کو وجود مشرکون کی نجاست سے پاک کیا

اور ہرمز کو جو اس دیار کا والی تھا اسیر کر کے مدینے کی طرف روانہ کر دیا جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی نہایت ملول ہوا اور سمجھا کہ عرب

کرامت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

اپنا دست تصرف سب ممالک عجم کی طرف دراز کرینگے - اسی فکر مین تھا کہ ایسے مین سعد بن ابی وقاص کے عزل کی خبر
سنی سو بہت ہی خوش ہوگیا - اسیوقت اصفہان اور قم اور کاشان اور طبرستان اور قومس اور دامغان اور دوسرے بلاد کے
حاکمون کو جو اس کے زیر حکم تھے خطوط لکھکے بڑی جلدی سے روانہ کیا کہ عرب اپنا دست تصرف ہمارے ملکون تک آکر دراز
کرکے ہمارے آبا و اجداد کے تخت گاہ چھین لیکے ہم کو اخراج کردئے - اور یہی عزم رکھتے ہین کہ باقی ممالک بھی ہاتھ لاوین
سو تم کو چاہیے کہ انکو دفع کرسکے - اب مین کمر ہمت باندھ کر ہر حاکم ایک ایک لشکر جمع کرکے فیروزان کے پاس جو
کوہستان کا بادشاہ ہی جا پہنچین مین نے اسکو خراسان اور عراق کے سب افواج وعساکر پر سردار بنایا ہے - یہہ مضمون پہنچتے ہی
ان حاکمون نے یزدجرد کے حسب الحکم جنگی اسباب اور بڑی بڑی فوجین فراہم کرکے نہاوند کے طرف کوچ کیا تھوڑے عرصے
مین ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ اور سوار فیروزان کے پاس جمع آگئے - فیروزان جوانمردی و دانائی مین بہت مشہور تھا جب اسکے
پاس ایسا بڑا لشکر جمع آنے کی خبر اطراف و نواحی مین شہرت پائی - عمار بن یاسر نے جو سعد بن ابی وقاص کے عزل کے
بعد کوفے کی مسند امارت پر مقرر تھے یہہ خبر سنی - اسیوقت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکھکے ایک قاصد
کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا - جب اس نے حضرت عمر کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا پوچھے کہ تیرا کیا نام ہے
اس نے عرض کی کہ قریب بن ظفر ہے - جناب امیر المومنین یہہ سنکے خوش ہوے - اور اس سے فال نیک لیکے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالی فتح و ظفر قریب ہے - ایک روایت ہی کہ سعد بن ابی وقاص کی اقامت ہنوز انہی کوفے مین تھی کہ فیروزان
کے پاس ایسا لشکر انبوہ فراہم آنے کی خبر ان کے گوش گذار ہوی - جب انہون نے جناب خلافت مآب کی مجلس مین
داخل ہوے - اول جو عرض جناب کی سو یہی خبر تھی - اسکے بعد عمار بن یاسر کا مکتوب بھی یہی مضمون کا پہنچا - ایک روایت
ہی کہ وہ عریضہ عبد اللہ بن عتبان نے جو سعد بن ابی وقاص نے مدینہ کی طرف آتے وقت اپنی نیابت دی تھی لکھا تھا
قصہ کوتاہ امیر المومنین جب وہ نامہ ملاحظہ فرمایا منبر نبوی کی طرف تشریف لائی اور منادی کی حکم کیا کہ مدینہ مین ندا کردے
کہ تمام اصحاب کرام حاضر ہووین - جب منادی نے ندا کی اور سب صحابہ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوکے حمد الہی اور نعت و
درود جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ ای معشر عرب اللہ تعالی نے تم کو دولت اسلام سے مشرف
اور معزز کیا پھر اپنے دین کے دشمنون پر تم کو غلبہ دیا اب عمار کے خط سے ظاہر ہوا کہ عجمیون نے ایک لشکر عظیم جمع کرکے
مسلمانون سے جنگ و جدال کا قصد رکھتے ہین - بالفعل کوفے اور بصرے کا ارادہ رکھتے ہین - عجب ہی کہ ہر تقدیر وہ
ان کے تصرف مین آوین پھر حرمین شریفین کی طرف بھی آوینگے سو مین اس باب مین تم سے مشورہ چاہتا ہون لازم ہی
ہر ایک کی رائے مین جو بات آوے بیان کرے - یہہ بات سنکے اول جو اٹھے سو طلحہ بن عبد اللہ تھے اور کہنے لگے

کہ یا امیر المومنین آپ کو امور عالم مین بڑا تجربہ ہوا ہے بہت سے وقایع ظاہر ہوے ہین - آپکی راے مبارک مین جو بات آوے گی ہم سمجھتے ہین کہ اسی مین صلاح و فلاح ہوگی - آپ جس طرف کہ حکم کرین ہم جانیکے لئے بسر و چشم حاضر ہین اگر آپ ہی بنفس نفیس تشریف لے جاوین ہم ہمراہ رکاب ہونگے اور اپنی خوشی سے جان نثاری کرین گے حضرت عمر نے یہ سنکے پھر آفرین و تحسین کی - جب طلحہ بیٹھ گئے جناب خلافت مآب نے پھر مشورت طلب کی - تب عثمان ذوالنورین اٹھے اور کہے کہ میری راے مین یہ بات آتی ہے کہ آپ اہل شام اور اہل یمن کو لکھین کہ اپنی نواح کی فوجین لیکے کوشش اون کی مدد پر روانہ ہو دینا - اور حرمین شریفین کے غازیان اسلام جو بارگاہ خلافت مین حاضر ہین ان کو آپ ہمراہ لے کے کوفے اور بصرے کی طرف توجہ لاوین - مین امید رکھتا ہون کہ دوست دشمن کو سعز نیاد و غالب نظر آوین گے - اور ختم کلام امیر المومنین کی مدح و ثنا پر کیا اور بیٹھ گئے تب جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اٹھے اور کہنے لگے کہ یا امیر المومنین اگر آپ یمن اور شام کی فوجون کو بلاوین اس مین یہ قباحت ہے کہ جب اہل روم ان ملکون کو خالی دیکھین گے اس قابو کو غنیمت جان کے مسلمانون کے اہل و عیال کا قصد کرینگے اور انکو بندی پکڑینگے اور انکا مال لوٹ لیوین گے جو ممالک کہ مجاہدونکی بڑی سعی و کوشش اور بڑی جوانمردی سے مسلمانون کے ہاتھ آئے ہیں سے جاتے رہین گے اور اگر آپ اہل یمن کو لکھو گے کہ اپنی فوجین لیکے آجاؤ - جب اہل حبش یمن کو خالی دیکھین گے تو رومیون نے شامیون کے ساتھ جس بدی سے پیش آینگے اہل حبش بھی یمنیون کے ساتھ وہی بدی سے پیش آوینگے - اور اگر آپ غازیان اسلام کی ایک فوج ہمراہ لے کے نکلو گے حرمین شریفین کے اطراف و نواحی جو اعراب سکونت پذیر ہین اس فرصت کو غنیمت جانکے وے سر اٹھا وین گے اور مدینہ کی تاراجی پر کمر باندھینگے - اور آپ بنفس نفیس جب دشمنون کی طرف متوجہ ہووین گے جن لوگون کی نظر زیب و زینت اور شان و تجمل پر منحصر ہے - اور انکی ظاہری نظر جب حقایق باطنی کا ادراک نہین کر سکتی ہے - جب آپ کو اس بے تکلفی کے ساتھ دیکھین گے آپکی صلابت اور مہابت جو غائبانہ سنتے تھے اور بڑا خوف رکھتے تھے انکو دیکھتے ہی وہ مہابت انکے دل سے جاتی رہیگی بلکہ جنگ مین انکو جرات اور دلیری آجائیگی - اور اہل عجم یہ سمجھینگے کہ ہم بادشاہ عرب کو قتل کر دیوین تو اپنے ہر دغدغہ سے چھوٹ جاینگے - خدا نخواستہ جب آپکو مضرت پہنچیگی تو کسی وجہ سے اسکا تدارک نہو سکیگا اور آپنے جو فرمایا کہ انکا لشکر نہایت کثرت کو پہنچا ہے - اب جاننا چاہئے کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے سے ابتک جو کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرتے اور فتح پاتے آئے وہ فتح و نصرت کچھ کثرت لشکر پر موقوف نہین تھی بلکہ فضل ربانی و تائید آسمانی سے تھی - اب بھی جب غازیان اسلام فضل الٰہی پر تکیہ کرکے اسی سنت سنیہ کی پیروی بجا لاینگے اور جنگ و جہاد مین کوشش کرکے ید بیضا دکھلاینگے وہی تائید الٰہی دستگیر ہوگی اسباب مین میری راے یہی ہے کہ یمن اور شام اور دوسرے بلاد اسلام کے فوجون کو آپ حکم لکھین کہ ہر لشکر کے تین ثلث کرین - ایک ثلث اپنی جگہ مین رہ کے مسلمانون کے اہل و عیال کی حفاظت

کرین - دوسرا فرقہ ذمیون مین سکونت کرکے دیکھتے رہین کہ وے اپنے عہد پر قایم رہتے ہین یا نہ - اور تیسری گروہ کوفیون کی مدد کے لئے روانہ ہووین - اور ان پر ایسے شخص کو امارت دین کہ زیور فراست اور لباس شجاعت سے آراستہ ہو - اور جنگ و قتال مین بڑا ہوشیار اور تجربہ کار ہووے - اگر فتح و ظفر کی صورت آئینہ مطلوب مین جلوہ گر ہو بہتر والا جب آپ سریر صحت پر بسلامت رہین اسکا تدارک ممکن ہے کہ دوسرا لشکر بھیجکے بدلہ لے سکتی ہین - جب جناب خلافت مآب نے حضرت علی سے یہہ کلام فراست انجام سنا نہایت خوشی سے تکبیر کہی اور فرمانے لگے کہ یا ابو الحسن آپنے جو فرمایا ہے راست بات اور ٹھیک تدبیر ہے واللہ میری خاطر مین بھی یہی بات گذری تھی اور مین چاہتا تھا کہ پہلا مشورت تو کرلون الحمد للہ آپ کی راے مین بھی وہی تدبیر آئی - اور عباس بن عبد المطلب بھی جو بڑے مدبر تھے حضرت علی کی راے ہی پسند کی - پھر امیر المومنین نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس لشکر کی امارت کے لئے آپ کس کو سزاوار جانتے - فرمایا کہ نعمان بن مقرن اس کام کے لائق ہے پس سب مہاجر و انصار بھی اسبات کو پسند کیا - پس اسی مجلس مین کوفے کے لشکر کی امارت نعمان بن مقرن کے نام پر مقرر ہوئی انہون شجیعان و دانشمندان صحابہ سے تھے اور اس لشکر کے غنایم کی حفاظت اور قسمت پر سائب بن اقرع کو مقرر کیا اور کوفے والون کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ سلام علیکم - اما بعد ای اہل کوفہ تمکو معلوم ہو کہ مین نے لشکر اسلام کی امارت نعمان بن مقرن کو دی ہے اور اس کو تمہاری طرف روانہ کیا ہون تا ان کافرون سے جو سرحد نہاوند مین جمع آئے ہین جنگ کرے - اگر نعمان شہادت پاوے حذیفہ بن الیمانی امیر ہے اگر وہ بھی شہید ہووے ابو موسی اشعری امیر ہے - اگر وہ بھی شربت شہادت نوش کرے - جریر بن عبد اللہ بجلی امیر ہے - اگر وہ بھی خلعت شہادت پہنے مغیرہ بن شعبہ امیر ہے - اگر اسکو بھی درجہ شہادت نصیب ہو - اشعث بن قیس کندی امیر ہے - پس نعمان کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا - پھر نعمان کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ لشکر عراق مین دو مرد بڑے نامور ہین اور جنگی امور مین بڑی مہارت رکھتے ہین ایک عمرو بن معدی کرب مذحجی ہے دوسرا طلیحہ بن خویلد اسدی سو تمکو چاہئے کہ ان ہر دو کو مہمات جنگی اور کاروبار بادشاہی مین اپنے صاحب مشورت ٹھہراوے اور ان کو دوسرے کام پر مامور نکرے کہ لِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ - اور وہ نامہ سائب بن اقرع کے ہاتھ دیکے کوفے کی طرف روانہ کیا اور بعضے تواریخ مین لائے ہین کہ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے فرزند ارجمند عبد اللہ کے ساتھ پانچہزار سوار دیکے انکی مدد پر مدینہ طیبہ سے روانہ فرمایا - جب عبد اللہ بن عمر حلوان کے سرحد مین پہنچے اور اطراف و نواحی سے دس ہزار مرد جمع آئے پس بڑی جلدی سے قطع منازل کرنے لگے - لکھتے ہین کہ جب امیر المومنین کا نامہ نعمان کو پہنچا انہون نے اسیوقت جنگی اسباب کے تہیے مین مشغول ہوے - جب مدینہ اور بصرے سے مدد کی فوجین آپہنچین موجودات کی تو تیس ہزار مرد جان باز شمار مین آئے پس نعمان نے جب یہہ لشکر انبوہ کمال شان و شکوہ سے ہمراہ لے کے کوچ کیا لوگون کی کثرت سے بیابان اور کوہستان تنگ ہوگیا

جب فیروزان نے لشکر اسلام آنیکی خبر سنی خندق کھدوائے اور قلعے اور برجون کے استوار کرنے مین مشغول ہوا جب لشکر اسلام
سرحد نہاوند مین پہنچا لشکر عجم سے آدہے فرسنگ کی مسافت پر نزول کیا - دو مہینے تک طرفین سے تیر نہ چلے رہین عقین نہ کوئی اِدہر سے
اُدہر گیا نہ اُدہر سے اِدہر آیا آخر فیروزان تنگ آکے نعمان کے پاس ایلچی قاصد کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ مسلمانون سے کسی کو بھیجے
تا وہ اپنا مافی الضمیر اس سے بیان کرے تب نعمان نے مغیرہ بن شعبہ کو جو بڑا شجاعت اور جسامت اور فصاحت رکھتے تھے
در کریمہ زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے مصداق تھے اور بڑے جری اور رستم کی مجلس مین جنہون نے کلام کیا تھا روانہ کیا جب مغیرہ
اسکی مجلس مین داخل ہوئے فیروزان کہنے لگا کہ روی زمین پر کوئی طائفہ عرب سے زیادہ بدبخت اور زیادہ بھوکے نہین تم نے
اس ملک کا قصد کیا اب جا کے اپنے امیر اور یارون سے کہدیجیو اگر تم طعام و لباس کی تنگی کے سبب ادہر آئے ہون تو کھانے
پہننے کی چیزین اسقدر دلواؤنگا کہ تمہارے سب لشکر کو کفایت کرین اور سب کے سب خوش ہوجاوین - اور زراعت کے لئے اتنی زمین
بخشدونگا کہ سب آرام سے گذر کرین - یہہ سنکے مغیرہ نے کہنے لگے کہ سچ ہے کہ ہم اس سے آگے فقیر تھے لاکن اللہ تعالی اپنے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے ہمکو اغنیا کردیا - اور ہم ناتوان و ذلیل تھے لاکن ملت اسلام کے قبول
کرنے سے ہمکو قوی و عزیز بنادیا - اب تم جانیو کہ خسرو جو تمہارا بادشاہ تھا جب رسول خدا علیہ الصلواۃ والسلام کا نامہ
عنبر شمامہ چاک کیا - دولت و ریاست بنی ساسان کے خاندان سے کنارہ لی - جب قادر علی الاطلاق کا ارادہ ہوا دین محمدی ع کے
بلند کرنے پر آوے - کسکو کیا امکان کہ مخالفت پر کمر باندہین - جب دولت اسلام کا آفتاب صدق و حق کی بلندی پر طلوع
کرے - آتش پرستون کا ستارہ کب درخشان رہیگا - عجب ہے کہ تم پچھلے جنگون مین بارہا اہل اسلام کو آزما کے شکست
فاحش کہائے ہو - یا این اپنی ضد و نفسانیت پر آتے ہو - اب بہتر یہی ہے کہ تم دین اسلام قبول کرین تا دین و دنیا کی سعادت
نصیب ہو - اگر اسلام نہین قبول کرتے ہو ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا پڑیگا - جزیہ دینے پر راضی نہین ہوتے ہین تو
جنگ پر تیار ہوجاو - مغیرہ نے یہہ بول کے اٹھے اور اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی - جب یہہ سرگذشت نعمان کی خدمت مین ظاہر
کی انہون نے صحابہ سے مشورت کی - تب طلیحہ بن خویلد وغیرہ نے عرض کی کہ بمقتضا الحرب خدعۃ کے مناسب ہے کہ ہم
یہان سے کوچ کرین تا اہل عجم کو گمان ہو کہ مغیرہ کی خبر سے لشکر عرب کو خوف ہوا - واسطے یہان سے فرار ہوئے - تب کفار
ہمارا پیچھا کرینگے - نعمان کو یہہ رائے بہت پسند آئی سو حکم کیا کہ کوچ کرین جب لشکر اسلام یہان سے کوچ کرکے ایک منزل پر جا اترا کافرون
نے سمجھا کہ یہہ گھبرا کے فرار ہوئے ہین پس اسباب کو غنیمت جان کے انکا پیچھا کیا یہہ بات نہین سوچی کہ شیران بیشہ شجاعت
و دلیران عرصہ شہامت کمین گاہ مین منتظر ہین غرض شب کا وقت تھا کہ ان کے منزل مین جا پہنچے اور لشکر عرب کے مقابلے
مین اترے وہ شب جو ہول قیامت سے خبر دیتی تھی سپاہ عجم کو اندیشہ جان اور مجاہدان عرب کو آرزوے شہادت اور دخول جنت

ہرگز نیند نہ آئی جب رات گذر گئی چہارشنبہ کے دن علی الصباح نکلے [illegible] سوار خود مین تلوار اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنا
میمنہ ام مین تاختہ کیا ہر دو لشکر میدان مین آ کے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے نعمان نے اپنے برادر نعیم بن مقرن کو مقدمۃ الجیش پر
اور [illegible] اپنے دوسرے برادر سوید بن مقرن کو میسرہ پر مقرر کیا قیس بن ہبیرہ مرادی کو کمین گاہ مین رکھا
اور نقارہ جنگ کا بجا ہر دو لشکر مانند بحر اخضر کے [illegible] جوش مین آئے قتال وجدال شروع ہوا اس دن شام تک جنگ کی
جنگ گرم [illegible] ہاتھی [illegible] جب کہ آفتاب بظلمت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ مین [illegible]
کیا ہر دو لشکر جنگ سے ہاتھ رکھے اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف چلے گئے - اہل اسلام تمام شب تسبیح وتہلیل اور قرأت قرآن مین مشغول
رہے اور تضرع وزاری سے جناب باری عز اسمہ مین دعا کرتے تھے - اور کافرون نے شراب وکباب اور چنگ ورباب مین
رات بسر لے گئے - جب سواد شب ناپدید ہوا اور طاؤس خورشید انبار کھینچا یعنے صبح ہوئی وہ پنجشنبہ کا دن تھا ہر دو لشکر مین مقاتلہ
شروع ہوا شام تک ہاتھ نہ رکھے اس دن کا جنگ پہلے روز کے جنگ سے زیادہ تھا بعضے جوانمردون عجم ہاتھیون پر تیر چلاتے
اور انکے سونڈہون پر شمشیر زنی کر کے بہت سے ہاتھیون کو گرا دیا اور بہت سے عجمیون کو زخمی کر دیا - تیسرے روز جو روز جمعہ تھا [illegible]
نعمان بن مقرن سفید لباس پہنے ہوئے اور سفید طاقیہ سر پر رکھے ہوئے ایک ترکی ابلق گھوڑے پر سوار ہو کے میدان مین
آئے اور اپنی شہادت کے لئے کمال تضرع سے بارگاہ الٰہی مین دعا کی پھر لشکر کی صفین درست کر کے لوگونکو جہاد کی ترغیب
وتحریص دی - اور فرمایا کہ مین نے آج کے دن تین بار لواے اسلام کو حرکت دونگا سو تم کو چاہئے کہ پہلے گھوڑون کی زین
اور تنگ درست کرین اور دوسرے بار اپنے نیزونکو برابر دشمنون کے سینے کے مقابل کرین - اور تلوارون کو نیام سے کھینچین جب
تیسرے بار تکبیر کہونگا سب کے سب ایکبار کفار پر حملہ کرین یہہ بات سنکے غازیون نے کہا کہ ہم نے آپکی وصیت قبول کی لاکن آپ
کونسی ساعت مین یہہ کام کروگے - فرمائے کہ مین اس ساعت کا انتظار کرتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدا
جہاد کے لئے جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - وہ نماز ظہر کا وقت ہے اور فرماتے تھے کہ وہ وقت نزول رحمت ربانی وحصول
تائید آسمانی کا ہے - پس جب آفتاب زوال پایا نعمان نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی - سب غازیون نے اپنے گھوڑون
کی زین اور تنگ اور لگام درست کئے اور ہر مسلمان نے ایک دوگانہ نماز ادا کی جب دوسرے بار جھنڈے کو جنبش دی ہر غازی اپنے
گھوڑے پر سوار ہوا بعضون نے اپنے نیزونکو گھوڑون کے ہر دو کان کے درمیان راست کیا - اور بعضے تلوارونکو کھینچ کے
داہنے ہاتون مین اور ڈہالین بائین ہاتون مین لئے اور ہر سوار پیادے کو جو سوار کے آگے رہتا یہہ ندا کرتا تھا کہ ای فلان دور
ہو جا تا کہین گھوڑے کا پامال نہو - اور مین تو نہ پھرونگا جب تک کہ مارا جاؤن یا اللہ تعالی مسلمانون کو فتح ونصرت بخشے
جب نعمان تیسرے بار جھنڈے کو حرکت دی سب دلاور قرار دئے کہ سب کے سب ایکبار حملہ کرین - جب نعمان نے تکبیر کہی اللہ تعالی نے

سے اس تکبیر کی آواز کا خوف اور رعب کافرون کے دلون مین ایسا ڈالا کہ ان کے بدن مین لرزہ پڑ گیا - اور میدان مین
ان کے پیر ثابت نہ رہے اور ان کے ہاتھ اور بازوؤن مین اسقدر قوت نہ رہا کہ ہتھیارون کو زور کرین - کہتے ہین کہ نعمان ہمیشہ روز
اپنی شہادت کے لئے دعا کی تھی اتنا سے جنگ مین بارہا ان کی خاطر مبارک مین آیا تھا کہ میری دعا قبول ہوئی ہے گی انشاء اللہ
آج شربت شہادت نوش کرونگا اور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے حضور فیض گنجور مین پہنچونگا سو وصیت کی کہ
حذیفہ الیمانی میرے بعد امیر ہے - ان کے بعد جریر بن عبداللہ البجلی اور انکے بعد مغیرہ بن شعبہ - القصہ جب نعمان کی تکبیر کی آواز
سب نمازیون کے کان مین پڑی سب کے سب تکبیر کہتے ہوئے ایکبار حملہ کئے جنگ نہایت گرم ہوا - ایسے مین ایک تیر نعمان کے
سر پر لگی سو شہادت پائی - تب انکے برادر سوید بن مقرن نے نعمان کی نعش کو خیمہ مین لے گیا اور انکا پوشاک پہن لیا اور
ان کی تلوار حمائل کرکے انہین کے گھوڑے پر سوار ہو کے معرکے مین آیا لوگون نے سمجھا کہ یہی نعمان ہے سوید بن مقرن کی
اس حسن تدبیر سے لشکر اسلام مین نعمان کی شہادت سے کسی طرح کا خلل نہ آیا - کہتے ہین کہ لشکر عجم کے سردارون سے ایک شخص
کہ جسکا نام نوشجان تھا ایک ہاتی کو بہت ہی آراستہ کرکے اس پر سوار ہو کے آیا - تب عمرو بن معدیکرب نے اس ہاتی کا قصد کرکے
اپنے چچیرے بھائیون سے کہا کہ مین ہاتی پر حملہ کرتا ہون اگر میری شمشیر سے اسکی [illegible] کٹ جاوے تو بہتر ورنہ اگر مخالفین میرا
جنگ پر آوین تم میری مدد کرو عمرو یہ وصیت کرکے اس ہاتی کے طرف متوجہ ہوئے - نوشجان تیر چلانے لگا سو عمرو زخمی
ہوئے - تب ان کے چچیرے بھائیون نے انکی [illegible] وہ بکر بادین نوشجان کے تابعدارون نے انکا مقابلہ کیا - عمرو نے اس فرصت
کو غنیمت جانکے اس ہاتی پر تلوار چلائی سو اسکی سونڈ کٹ گئی وہ ہاتی منھ کے بل گرا اور نوشجان [illegible] گر پڑا اور اسی وقت ہلاک
ہوا - تب مسلمانون نے نوشجان کو قتل کرکے جہنم کی طرف روانہ کیا جریر بن عبداللہ بجلی اور طلیحہ بن خویلد اسدی نمازیون کو
جنگ پر ترغیب دینے لگے یہان تک کہ قتال کی آتش نہایت شعلہ زن ہوئی - اس اثنا مین عمرو بن معدیکرب نے اپنے یارون
سے کہا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین آج شہادت پاؤنگا اور مسلمانونکو فتح واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنی جان
عزیز نثار کرتا ہون ان باتون سے سب دوستون کو بڑی رقت ہوئی پس عمرو نے اپنے گھوڑے سے اتر کے تنگ اور
زین درست کرکے سوار ہوئے اور تلوار کو علم کرکے گھوڑے کو حرکت دی اور ایک جست کرکے میدان مین آئے اور ایک شعر
پڑھ کے تکبیر کہتے ہوئے دشمنون پر حملہ کیا قبیلہ بنی مذحج کے لوگ ان کے موافق ہوئے لشکر کفار سے بہت سے لوگ مارے
پڑے - ایسے مین عمرو بن معدیکرب کا گھوڑا ٹھوکر کھا کے سر بزمین ہوا عمرو پیادہ ہوئے اور گھوڑا چھوڑ کے بھاگا کافرون نے
اس فرصت کو غنیمت جان کے ان کو گھیر لئے تب عمرو نے انکی طرف متوجہ ہو کے یہان تک جوانمردی کی داد دی کہ تلوار
ٹوٹ گئی - ان کے پاس دوسری ایک تلوار بھی تھی اسکا نام ذی النون تھا اسوقت نیام انتقام سے کھینچ کے یہان تک

تیغ رانی کی کہ وہ ٹوٹ گئی۔ آخر بہرام نے اپنی شمشیر چلائی عمرو نے اسی کے ضرب سے شربت شہادت نوش کیا۔ اسکے
بعد غازیان اسلام ایسے کچھ جان توڑ کے لڑے کہ لشکر کفار میں بڑا ہی تزلزل آگیا اہل عجم سے ایک لاکھ شخص مقتول ہو کے واصل
جہنم ہوئے اور فیروزان نے اپنے ساتھ چار ہزار شخص کو لے کے ایک پہاڑ کی طرف جا کے پناہ لی تب قعقاع بن عمرو نے
ایک ہزار مجاہد کو اپنے ہمراہ لے کے اسکا پیچھا کر کے فیروزان کو اور اس کے سب تابعوں کو قتل کیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ
آئی۔ کہتے ہیں کہ جب سائب بن اقرع غنایم کے جمع کرنے میں مشغول تھے عجم کے دہقانوں سے ایک شخص نے آنکے پاس
آکے کہنے لگا کہ مجھے اور میرے گھر والوں کو جان و مال کی امان دیوے تو میں تمکو ایک گنج عظیم سے نشان دیتا ہوں کہ جس
میں بہت سا مال نقدین اور جواہر اور بیش قیمتی پارچے ایسے موجود ہیں کہ جوہریان بصیر انکی قیمت سے عاجز اور قاصر ہیں
سائب بن اقرع نے اسکی التماس قبول کر کے فرمایا کہ میں امان دیتا ہوں اس شخص نے اسی وقت آکے دکھلا دیا اسکے وہ گنج نکلوایا جب اسکو
کھلوائے تو ایسے زر و زیور اور پارچے بیقرار اور جواہر زواہر نکلے کہ ستاروں کے مانند درخشاں تھے سائب بن اقرع
اس گنج عظیم کے سوائے جو غنایم جمع کئے تھے اس سے خمس نکال لے کے بعد سب مجاہدوں پر جو چالیس ہزار [illegible]
تقسیم کئے تو ہر سوار کو چھ ہزار درہم اور پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے۔ اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اس سے خمس نکالے
حذیفہ بن الیمانی کی صوابدید سے بجنسہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا سائب بن اقرع نے وہ خزانہ لیکے وارد مدینہ ہوا ادھر تو
لشکر نہاوند کی خبر کچھ معلوم نہونے سے حضرت عمر کی خاطر مبارک متعلق تھی امیر المومنین کی نظر سائب پر پڑتے ہی آنکھ میں
پانی لا کے پوچھنے لگے کہ ای سائب جلد خبر دیجئے کہ لشکر کا کیا حال ہے۔ سائب نے عرض کیا کہ اللہ مطلع لکم بشرکم
بشرٰی لکم یا امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکون کو شکست و ہزیمت اور مسلمانوں کو فتح و نصرت
عنایت کی جناب خلافت مآب نے نعمان بن مقرن کی خبر دریافت کی تو عرض کی کہ وہ شہید ہوئے یہ سنتے ہی حضرت عمر کو بڑی
رقت ہوئی سو آپکے آنکھوں سے اشک رواں ہوئیں نعمان کے حق میں دعا کر کے پھر پوچھنے لگے اور کون کون شہادت پائے
سائب نے شہیدوں کے نام بتلائے اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسکا قصہ ظاہر کر کے وے جواہر وغیرہ پیشکش کئے امیر المومنین
اسکو ملاحظہ فرما کے حضرت علی مرتضیٰ اور عبد الرحمن بن عوف اور اکابر صحابہ کو بلوایا۔ راوی نے کہتا ہے کہ سب وے اصحاب کرام
حاضر ہوئے اور مشورت ہوئی میں نے اس مجلس سے باہر آیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کے بڑی جلدی سے روانہ ہوا
اور قطع منازل کر کے کوفے تک جا پہنچا واللہ ہنوز میرے اونٹ کا پسینہ خشک نہیں ہوا تھا کہ امیر المومنین کا قاصد آیا
اور انکا نامہ میرے ہاتھ دیا اس میں مرقوم تھا کہ ای سائب میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو بیٹھا ہے تو
دوسرے کام کے واسطے نہ اٹھے مگر میرے طرف آوے۔ اور کھڑا ہے تو نہ بیٹھے بلکہ اسیوقت اپنے مرکب پر سوار

ہوکے جلد آکے میرے سینے ملے۔ پس میں نے حسب الحکم اسیوقت سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف راہی ہوا اور قطع منازل
کرکے جناب خلافت مآب کی حضور میں جا پہنچا۔ جب امیر المومنین کی نظر تھیلہ پر پڑی اور میں نے سارا حال کہا تب رونے
فرمانے لگے کہ ای سائب جس دن تو اس شہر سے پیدا ہوا اسی شب مجھے عالم رویا میں بتلاتے کہ ملائکہ کرام کی ایک جماعت
آسمان سے اتری اور میرے سینہ پر وہ گنج جو تو نے لا دیا تھا میرے اوپر پھینکتے ہیں اور وہ آتش کے چنگاریوں سے منقلب
ہوکے میرے جسم میں آکے لگتی ہیں میں نے یہ حالت دیکھ کے نہایت مضطر ہوا اور اسیوقت اللہ تعالی سے عہد کیا کہ
وہ گنج میرے ہاتھ آیا جب اسکو لشکر کی طرف روانہ کرونگا تاکہ انہیں پر تقسیم کیا جاوے۔ پس میں نے اسکو اپنے ہمراہ
لے کے نکلا جب کوفے کی مسجد میں داخل ہوا حذیفہ بن الیمانی کی مشورت سے اس کو فروخت کرنا چاہا تب عمرو بن حریث
مخزومی نے وہ لاکھ درہم سے خرید کیا اور انہوں نے اسکو اپنا سرمایہ ٹھہراکے دیار عجم کے طرف لیجاکے چہار لاکھ درہم سے
بیچا۔ **نقل** ہے کہ جب نہاوند کے سبایا کو مدینہ طیبہ کی طرف لائے مغیرہ کا غلام ابولولو نام ان سبایا کو دیکھ کے بہت
غمگین اور مضطر ہوا خصوص کم عمر بچوں اور یتیموں کو اپنے گلے سے لگاکے رونے لگا۔ اور حضرت عمر سے کہتا تھا کہ امیر المومنین
ان کے دیکھنے سے میرا جگر کباب ہوا۔ لکھتے ہیں کہ اسکا اصل بھی نہاوند سے ہی تھا۔ قیصر کے لشکریوں نے اس کو قید کرکے
شام کے طرف لایا اور وہاں مسلمانوں کے قید میں سے پڑا سو مدینہ کی طرف آیا تھا۔ قصہ کوتاہ فتح نہاوند اعظم فتوحات
سے ہے اہل اسلام اسکا نام فتح الفتوح رکھے کیونکہ اسکے بعد اہل فارس کو پھر ایسی جمعیت ہاتھ نہ آئی بلکہ ان کے دیار
و امصار مسلمانوں کے تصرف میں آئے۔ لکھتے ہیں کہ جب یزدجرد نے فیروزان کی ہلاکت اور اسکے لشکر کی تباہی کی خبر سنی
نہایت سراسیمہ وحیران ہوگیا عرب کے دلاوروں اور لشکر اسلام کے بہادروں کا خوف اس پر ایسا غالب ہوا کہ شہر ری میں
ٹھہر نہ سکا اور عراق عجم کا قصد کیا بڑی جلدی سے خراسان کی طرف جانا چاہتا تھا ایسے میں طبرستان کا حاکم بہت
تحفے اور ہدیئے لیکے اسکے پاس آکے کہنے لگا کہ میں جس ملک میں رہتا ہوں اس میں بہت سے قلعے اور حصار اور بہت
سے جنگی لوگ حاضر ہیں اگر ادہر کا قصد کرے تو ہم نے لائق خدمتیں بجالاینگے اور حتی الامکان مدد کرینگے۔ یزدجرد اسکی
بات پر خیال نہ کرکے ملک نیمروز کی طرف متوجہ ہوا ایکمدت دراز سجستان میں سکونت کی پھر وہانسے طوس کی طرف جاکے قلعہ
میں رہا پھر وہاں سے شہر مرو کی طرف گیا وہیں اسکا کام تمام ہوا انشاء اللہ تعالی اسکا قصہ حضرت عثمان کی خلافت
میں آویگا۔ **نقل** ہے کہ اسی سال حضرت عمر نے عمرہ بجالانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے۔ اور اسی سال دیار اسلام
میں درہم و دینار پر اللہ تعالی کے نام کا سکہ جاری کیا اور بعضوں پر نقش تھا لا الہ الا اللہ اور بعضوں پر الحمد للہ
کا نقش تھا اور ایک روایت ہے کہ بعضے دینار اور درہم پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد منقوش تھا اور انکا نام دنانیر و دراہم اعلا

رکھے - اور ایک قول آیا ہی کہ اللہ تعالی کے نام مبارک کے نیچے عمر فاروق کا نام کندہ کئے تھے - اس کے آگے کسری کے
نام کا سکہ تھا - اور اسی سال مین عمرو بن عاص کے ہاتھ پر صلح کی طور پر برقہ اور طرابلس کی فتح ہوی - اور عقبہ بن رافع
فہری کو روانہ کیا تا مصالحت کی راہ سے زویلہ کی فتح کرے - کہتے ہین کہ اہل برقہ زر سرخ کے بارا ہزار دینار صلح کے
بدل قبول کئے - اور اسی سال حضرت عمر نے زید بن ثابت کو مدینہ مین اپنا خلیفہ ٹھہرا کے آپ حج کعبۃ اللہ کی نیت سے
روانہ ہوے حج کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی - اور اسی سال عبداللہ بن عثمان کے ساتھ ایک
لشکر عظیم دیکے اصفہان کی طرف روانہ فرمایا - انہون نے اصفہان کی تسخیر کی اور حاکم اصفہان پر جزیہ ٹھہرایا - اور
اسی سال حکیم بن عمیر تغلبی کو مکران کی طرف اور سہل بن عدی کو کرمان کی طرف اور عاصم بن عمرو کو سیستان کی طرف
روانہ کیا - اور تھوڑے مورخون نے لکھا ہے کہ ان امیرون کو ہجرت سے اٹھارہوین سال روانہ فرمایا تھا ہر دو قول کی تطبیق
یہہ ہی کہ ان امیرون کو فوجین ان ملکون کی طرف روانہ کرنا اٹھارہوین سال مین ٹھہرائے ہون اور وے اسباب سفر اور
سامان جنگی کا تہیہ کر کے نکلنے لاکن انکا وصول اس دیار مین اس سال ہوا واللہ اعلم - اور اسی سال کوفے والون نے امیر المومنین
کی جناب مین عمار بن یاسر کی شکایت لائی کہ وہ نماز اچھی طرح سے ادا نہین کرتے ہین نماز کے سنن و آداب جیسا چاہئے
ویسا نہین بجا لاتے - عمار بن یاسر کو اس بات کا نہایت عار ہوا مانند کباب کے پیچ کھایا سوا امارت سے دست بردار ہو سکے حکومت
سے استعفا چاہا امیر المومنین انکی ملتمس قبول کر کے اپنے دلمین یہہ بات ٹھہرائی کہ جبیر بن مطعم کو انکی جگہہ پر روانہ کرین اور
خلوت مین اسنے فرمایا کہ تمہین کوفے کی امارت پر بھیجنا چاہتا ہون تم سامان سفر کا تہیہ کیجئے اور کوفے کو پہنچنے تک
یہہ بات کسی سے نہ بولئے جبیر نے اپنی زوجہ سے یہہ بات ظاہر کی اور اسنے مغیرہ بن شعبہ کی بی بی سے کہی مغیرہ کو اس سے
آگہی ہوی بفحوائے کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الْاِثْنَیْنِ شَاعَ کے یہہ خبر شائع ہوگئی - جب مغیرہ کی وساطت سے یہہ بات امیر المومنین
تک پہنچی جبیر سے رنجیدہ ہوے اور انہون کشف راز کرنے سے ان کو سرداری سے محروم رکھ کے مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی
امارت پر روانہ فرمایا - اور اسی سال معاویہ بن ابی سفیان نے سرحد روم مین جا کے بعضے دیہات و امصار کی تسخیر کی —

ہجرت سے بائیسوین سال کے وقایع - اس سال مین مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر آذربائجان کی فتح
مصالحت کی طور پر واقع ہوی - اس شہر کے لوگ صلح کے بدلے مین آٹھ ہزار درہم تسلیم کئے - اور اسی سال مین امیر المومنین
کو معلوم ہوا کہ ہمدان کے لوگ حذیفہ بن الیمانی سے عہد توڑ کے تمردی اختیار کی - سو نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک لشکر
دیکے انپر روانہ کیا انہون نے جا کے ہمدان کے سردار کو قتل کیا پھر وہ ملک مسلمانون کی تسخیر مین آیا اور لشکر عجم کے
تھوڑے لوگ جو ہمدان کے سرحد مین رہتے تھے ہزیمت پا کے رَی کی راہ لئے اور رے کو جائے پناہ مقرر کئے نعیم ان کا

پیچھا کرکے اس ملک کے نزدیک پہنچے اس شہر کے ساکنون سے ایک بقال نے اُنسے متفق ہو کے انکے لشکر کی ایک ٹکڑی
کو راہ بتلا کے شہر رَی مین لے گیا۔ پس وہ شہر اہل اسلام کے تصرف مین آیا پھر قومس اور دامغان بھی آسانی کی راہ سے
مفتوح ہوے۔ اور اسی سال مین احنف بن قیس نے امیر المومنین کے حکم سے ایک بڑا لشکر ہمراہ لے کے خراسان کی طرف آیا
یزدجرد یہہ خبر سنکے اسکی ہیبت سے بھاگا۔ خاقان کو اس پر بڑا رحم آیا سو ایک بڑا لشکر جمع کرکے یزدجرد کے ہمراہ خراسان
مین آیا۔ احنف نے بصرے اور کوفے وغیرہا کے لشکر سے بیس ہزار مرد کو فراہم کرکے مرو مین اقامت کی تھی۔ خاقان اور
یزدجرد کے آنے کی خبر سنکر جنگ کے ارادہ سے نکلے اثناے راہ مین لشکر خاقان کے قراول کے تین سوار ملے وے تینون
مسلمانون کے ضرب شمشیر سے داخل جہنم ہوے۔ جب خاقان کو یہہ خبر پہنچی بہت ہی گھبرا کے اسیوقت ماوراء النہر کی طرف
بھاگا۔ یزدجرد بھی نادم اور ترسان اسی کے ساتھ چلا اور طبرستان مصالحت کے طور پر مسلمانون کے تصرف مین آیا۔ وہان کے
لوگ صلح کے بدلے مین پانچ لاکھ درہم پیشکش کئے۔ اور اسی سال ابوموسی اشعری نے شہر تستر فتح کی الحمد للہ علی ذالک

ہجرت سے تیئسوین سال کے وقایع - اس سال مین عسقلان کی فتح مصالحت کے طور پر معاویہ کے
ہاتھ پر ہوی اور روم کے بعضے بلاد جیسے عموریہ وغیرہ ان کے تصرف مین آئے۔ اور کرمان سہیل بن عدی کے ہاتھ عبد اللہ
بن عتبان کی مدد سے۔ اور سیستان عاصم بن عمرو تمیمی کے ہاتھ پر۔ اور مکران حکم بن عمر ثعلبی کے ہاتھ پر مفتوح ہوے
اور ایسے مین مدینہ طیبہ کو یہہ خبر پہنچی کہ حاکم فارس نے سرحد فارس مین اہواز کی طرف شہر کے مین بہت سے فارسیون کو جمع
کرکے اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا ہے۔ تب امیر المومنین نے بہت سی فوجین آراستہ کرکے فارس کی اطراف روانہ کین ملک فارس کے
ہر ہر شہر پر اپنے لشکر کے ہر ہر امیر کو حکومت دی۔ اور فرمایا تم جب اس نواح مین جا پہنچین لشکرگاہ شہر کے کو معطل چھوڑ دیجیے
بلکہ اُس کے طرف التفات نہ کرکے اس ملک کے شہرونکی تسخیر پر کمر باندہیے۔ پس جب لشکر اسلام اس نواح مین جا پہنچا
حسب الحکم مجاشع بن مسعود نے توج کی تسخیر کی اور عثمان بن ابی العاص نے شیراز کی تسخیر کے بعد اصطخر کے قلعے کو جو سلیمان
پیغمبر علیہ السلام کا دار الملک تھا اپنے حیطۂ تصرف مین لایا۔ اور اسی سال مین امیر المومنین نے ساریہ بن زنیم کو فسا اور
دارابجرد کی طرف روانہ کیا۔ انہون نے بڑی جلدی سے وہان جا پہنچے اس ملک کے کافرون کو مقابلہ کی طاقت نہ ہوی سبب
شہر کا دروازہ بند کر دیا اہل اسلام دو مہینے تک انکا محاصرہ کئے تھے آخر وے کافرون نے فارسیون سے مدد طلب کی جب
اہل فارس کا لشکر ان کی مدد پر آیا وے قلعے سے باہر آئے اور طرفین سے جنگ شروع ہوا بہت مسلمان شہید ہوے
اتفاقاً وہ جمعے کا روز تھا۔ بہت سے کفار اشرار کمین گاہ مین چھپے ہوے قابو طلب تھے کہ لشکر اسلام کے پیچھے سے آ کے
دغا کرین اور چوطرف سے تنگ کر دئے تھے اس روز حضرت عمرؓ نے مدینہ کے درمیان مسجد نبوی مین منبر مصطفوی پر جو

خطبہ کے لئے قیام کیا تھا سو اللہ تعالی نے وے ہر دو لشکر کا حال ان پر کشف کیا سو ناگاہ بالای منبر ندا کی کہ یا ساریۃ
بن الدستم الجبل الجبل یعنے ای ساریہ بن رستم پہاڑ کا آسرا لے پہاڑ کا آسرا لے اللہ تعالی انے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت
عمر کی وہ ندا اس لشکر کے غازیون کو جو دو مہینون کی مسافت پر تھے اسیوقت پہنچا دی - ساریہ معرکے مین جو ایک
بڑا پہاڑ تھا اس کو اپنی پیٹھ پیچھے کر کے لشکر کفار کے مقابل ہوے - امیر المومنین کی آواز سننے سے مجاہدونکو بڑا قوت حاصل
ہوا سو بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگے بہت سے کفار مارے پڑے باقی گھبرا کے فرار ہوے اللہ تعالی اپنے
لطف وکرم سے مسلمانونکو فتح ونصرت دی - اور اسی سال امیر المومنین نے حج کے ارادے سے نکلے اور حکم کیا کہ حضرت کائنات کا سید
علیہ الصلواۃ والتسلیمات کے ازواج مطہرات بھی ہمراہ ہین - اور انکا سامان سفر اور اخراجات خزانہ بیت المال سے
دین - اور اس سفر مین حضرت نے بی بیون کا بڑا اکرام واحترام بجالاتے تھے اور بی بیونکے عماریونکے اونٹون کی جو قطار چلتی
تھی اسکے شروع مین عبد الرحمن بن عوف کو اور آخر مین عثمان کو متعین فرمایا تھا جب کہ معظمہ پہنچے اور حج کے مناسک
ادا کرکے کعبۃ اللہ کے پردے کو پکڑ کر کمال عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے یہہ دعا کی اللہم قد کبر سنی ورق
عظمی وضعف قوتی وکثرت رعیتی وانا اخشی وانا اعجز عنہم اللہم فاقبضنی الیک قبل
ان آدی فی ہذہ الامۃ ما اکرہ بہ یعنے ای بار خدایا میری عمر بڑی ہوی اور میرے بدن کے ہاڑ نرم ہو گئے
اور میرے قوے ضعیف ہوے اور میرے رعایا زیادہ ہوے سو مین ڈرتا ہون کہ انکی حفاظت اور ادای حقوق مین میرے سے
کچھہ قصور وفتور واقع ہو آخر جس چیز سے مین کراہت رکھتا ہون اس امت مین ظاہر ہونے لگے آگے میری روح کو اپنے جوار
رحمت کی طرف قبض کیجئے - ہر چند یہہ امر بحسب ظاہر امیر المومنین سے حدیث صحیح کے مخالف واقع ہوا جو حضرت نے
فرمایا ہے لا یتمنین احدکم الموت بضر نزل یعنے چاہیے کہ تمہارے بیچ کوی موت کی تمنا نکرے کسی ضرر کے اترنے سے لیکن
بحسب حقیقت مخالفت نہین کیونکہ وہ حدیث ضرر دینوی پر محمول ہے - امیر المومنین کو جس ضرر کا اندیشہ تھا وہ ضرر دینی
تھا واللہ اعلم - **امیر المومنین عمر فاروق کی شہادت** - **نقل** ہے کہ حضرت عمر جب حج کعبۃ اللہ
سے فارغ ہوے ایک روز مدینہ طیبہ مین مسجد نبوی کے درمیان خطبہ پڑھتے تھے اثنای خطبے مین فرمایا کہ مین نے خواب
مین دیکھا کہ گویا ایک مرغ دو بار یا تین بار مجھے ٹھونگ مارا مجھے اسکی تعبیر کا گمان یہی آتا ہے کہ میری اجل نزدیک آن پہنچی ہے - اور
ایک روایت ہے کہ فرمایا اگر میری موت جلدی کرے امر خلافت چھے مرد قریشی پر مشترک ہے - عثمان وعلی وسعد وطلحہ
وزبیر وعبد الرحمن بن عوف - ایک روایت ہے کہ فرمایا لوگو مین نے تمہارے واسطے فرایض اور وظایف کی تعیین وتدوین
اور شہرون کا تقرر اور سنن واحکام کی تبئین ستھری کی - اب تم کو ایسے طریقہ واضحہ اور حجت لائحہ پر چھوڑ جاتا ہون کہ

م [illegible] عمر بن خطاب [illegible] لشکر کا حال منکشف ہوا -

جس سے زیادہ متصور نہین چاہیئے کہ میرے بعد کوئی نہ لکھے کہ مین نے کتاب اللہ مین دو حدین نہین پائین - ایک حد
شراب دوسری سنگسار کرنا - مین نے حضرت کی مجلس اقدس مین حاضر تھا اپنے نظر سے دیکھا کہ حضرت نے حد جاری فرمائی - اور ایک
بھی ایکبار حضور پرنور مین ماجرا پیش تھا کہ ایک زانی کو رجم کیا سو اس کے بعد ہم بھی رجم کرتے اگرچہ اندیشہ تھا کہ لوگ کہین کہ عمر کتاب
مین کوئی چیز زیادہ کیا - ہم کو حکم کرتا کہ آیت رجم قرآن مجید مین لکھین - مقرر ہم نے حضرت کے مبارک زمانے مین آیت الشیخ
والشیخة اذا زنیا فارجموهما نکالاً من الله پڑھتے تھے لاکن اب اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اسکا
حکم باقی ہے - ایک روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ مین اپنا واقعہ اسما بنت عمیس سے بیان کیا انہون نے تعبیر
کہی کہ اہل عجم سے ایک شخص تمہین قتل کریگا **نقل** ہے کہ حضرت عمر نے جب مکہ معظمہ سے مراجعت کی ایکروز مدینہ کے بازار مین
عبد اللہ بن زبیر پر تکیہ کئے ہوئے تھے اس وقت مغیرہ بن شعبہ کا غلام جس کی کنیت ابولولو اور فیروز نام تھا اور وہ
مجوسی اور ایک روایت سے نصرانی تھا آکے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا آقا مغیرہ نے میرے لیے ہر روز دو درم اور ایک روایت
سے چار درم طلب کرتا ہے مین اسقدر ادا کرنے سے عاجز ہون مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اسے کچھ کم کرا دین [illegible]
امیر المومنین یہ سنکے پوچھے کہ تو کیا ہنر جانتا ہے - اسنے کہنے لگا کہ نجاری و حدادی اور نقاشی جانتا ہون - جناب خلافت مآب
نے فرمایا کہ باوجود اتنے صنعتین جاننے کے تو کمی چاہتا ہے تیرے آقا نے جو یومیہ مقرر کیا ہے ان صنعتون پر نظر کرتے
نہایت اعتدال و انصاف سے پایا جاتا ہے - اس باطل پرست کو حضرت عمر کی یہ حق بات بہت گران آئی سو دہین دشمن جانی
و عدو نہانی بن گیا - کعب الاحبار جو کعبہ اسرار و محرم اخبار اخیار تھے خفیہ امیر المومنین کی خدمت مین گذارش کی کہ
اس جہان مین جس کام کا بندوبست آپکے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اسکا بندوبست جلد کیجئے کیونکہ توریت سے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کی عمر شریف تین دن سے زیادہ باقی نہین رہی ہے - جب حضرت عمر کے جسم مبارک مین کوئی علت نہین
تھی اس بات سے استبعاد کیا القصہ وہ غلام بد انجام نے ایک ہتھیار کو جو دو سر تھے اور اسکا دستہ درمیان تھا زہر آب
پلایا اور بہت تیز کرکے رکھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا - ایکدن جناب خلافت مآب نے نماز صبح کے لئے مسجد مین تشریف
لائی - صحابہ کبار و مجاہدان نامدار دشمن غدار کے جنگ پر کہ جس کو لسان شرع مین جہاد اکبر کہتے ہین تیار ہوئے اور نماز
کے واسطے صفین باندہکے کھڑے رہے - امیر المومنین کا دستور یہ تھا کہ اول وقت نماز پڑھتے اور صفون مین کجی
ہو تو درست کرتے - غرض جب محراب مین تشریف لائی جماعت پر حکم کیا کہ اِسْتَوُوا پس تکبیر تحریمہ کہکے قرأت
مین مشغول ہوئے سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یوسف آغاز کی وہ غلام نابکار نے وہی ہتھیار لیا ہوا صف اول مین
کھڑا تھا یک بیک آگے بڑہکے جناب خلافت مآب پر تین ضرب کیا ایک مونڈھے پر دوسرا پہلو پر تیسرا پشت پر ایک روایت

ہی کہ پیچھے ضرب کیا پشت مبارک پر جو ضرب کیا تھا وہ ناف تک پہنچا موت کا سبب بھی وہی ہوا - تب حضرت عمر کی
زبان پر یہ آیت جاری تھی وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا اس حالت میں بیٹھ گئے اور کمال صبر و ثبات سے عبد الرحمن
بن عوف کو نماز میں خلیفہ کیا لکھتے ہیں کہ انہوں نے نماز خفیف کیا ایک روایت ہے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ والعصر اور
دوسری رکعت میں سورۂ کوثر پڑھی - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ زخموں سے خون بہت جاری ہے اور اسی
کے سبب آپ کو غشی آگئی ہے تب اٹھا کے گھر لے آئے - اور اس غلام شقی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس پر گذرتا وہ مردود
اسی ہتھیار سے اس کو زخمی کرتا ایسا ہی اٹھارہ مرد کو زخمی کیا آخر ایک مرد عراقی نے ایک بڑی طاقیہ جو اپنے سر پر رکھتا
تھا اسکو نکال کے اس شقی کے منہ پر ایسی سختی سے پھینکا کہ وہ زمین پر گر پڑا تب وہ مرد عراقی نے جلد اسکے سینہ پر چڑھ کے
ایسی قوت سے دبایا کہ اس کو چھوڑانے کی طاقت نہ رہی - اس ملعون نے جب دیکھا کہ بہت بری طور سے اسکو مارینگے ناچار وہی
ہتھیار اپنے حلق ناپاک پر رکھ کے دبایا اور اسیوقت داخل جہنم ہوا - اور بعضے مورخوں نے لایا ہے کہ جب اس ملعون سے وہ حرکت
ناپسندیدہ سرزد ہوئی مسجد سے نکل کے بھاگنے لگا عبد اللہ بن عمر نے اسکا پیچھا کیا بقیع کے پاس پکڑ کے قتل کیے - نقل ہے کہ جناب
خلافت مآب اخیر وقت تک بیہوش تھے آخر نماز کے واسطے ہوشیار کئے - جب ہوش میں آئے اور یاروں پر نظر پڑی پہلی بات یہ
تھی کہ آپکے زبان پر گذری کہ کیا لوگ نماز ادا کئے حاضرین نے کہا ہاں - یہ سنکے فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِسْلَامَ لِمَنْ تَرَكَ
الصَّلوٰۃ تب وضو فرمایا اور نماز پڑھی پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ عصر اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون
پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے ابن عباس سے پوچھے کیا تم نے پوچھا کہ کس شخص نے یہ کام کیا انہوں نے کہا کہ مغیرہ کا
غلام ابولولو فرمایا کہ میں نے جو اس کے ساتھ امر معروف اور نہی منکر سے پیش آیا اسیواسطے اس نے یہ کام کیا - نقل ہے کہ جب
عبد الرحمن بن عوف جناب خلافت مآب کے گھر آئے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم نے خوش آیا میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں
کی خلافت اور امارت تمہارے قبضہ اقتدار و اختیار میں دوں - عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ واللہ میں اس بار گران
کا حامل نہیں ہوسکتا ہوں - تب فرمایا کہ ایک ساعت میرے ساتھ خلوت کیجئے تا ان لوگوں کے باب میں تمہارے
مشورت کردن جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جن سے راضی تھے یہاں تک کہ رحلت کی - پھر فرمایا کہ عثمان بن
عفان و علی مرتضی و زبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص کو بلواؤ - اور ان دنوں طلحہ بن عبید اللہ اپنے بعضے کاموں کے
لئے کسی جگہ گئے تھے - جب وے بزرگان حاضر ہوئے حضرت عمر نے انکی طرف خطاب کرکے فرمانے لگے کہ میں نے مسلمانوں
کے کام میں نظر کی اور بہت تامل کیا تو تم کو ہی لوگوں کے سردار و پیشوا پایا - اب سزاوار یہی ہے کہ امر خلافت تمہارے
اہتمام کے سوائے دوسرے کی طرف نجاوے چاہئے کہ میرے وفات کے بعد تین روز تک طلحہ کا انتظار کرو اگر آجاوے بہتر

والا خلیفہ مقرر کرنے مین مشغول ہو - جماعت مذکورہ کی رائے جس کی خلافت پر اتفاق کرے وہ میرا خلیفہ ہے
ایک روایت ہی کہ میرا گمان یہ ہے کہ مسلمانون کا والی نہو ویگا مگر ان ہر دو مرد سے ایک عثمان ذوالنورین یا علی مرتضیٰ
اگر عثمان خلیفہ ہووے اس مین لینت اور نرمی ہی - اگر خلافت علی پر قرار پاوے اس مین رعایت اور مطایبہ ہے
سب لوگون مین وہ خلافت کے لئے زیادہ تر سزاوار ہے وے امر خلافت کو اچھی طرح سے سرانجام دیوینگے
ایک روایت ہی کہ فرمایا کہ اگر سعد بن ابی وقاص کو خلیفہ ٹھہراؤن وہ اسکا اہل اور لایق ہے والا ہر شخص کہ مسند
خلافت پر بیٹھے کفار و مشرکین کی استیصال مین اس سے استعانت اور استغاثہ کرین اسباب مین اس نے جو کہ مجھے
بجان و دل قبول کرے اور اسکو کوفے کی حکومت دے مین نے جو اسکو معزول کیا تھا وہ اس سے کوئی خیانت
صادر ہونیکا سبب نہین تھا - تب حاضرون نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر ایسا ہی تو کس لئے انہین کو خلیفہ نہین ٹھہرا لیتے ہوتا
نزاع و خلاف درمیان سے اٹھ جاوے - فرمایا کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ حالت حیات اور ممات مین اس بار گران
کا حامل ہوؤن - ایک روایت ہی کہ جب انہنے چاہی کہ کسی کو خلیفہ ٹھہرادے تو فرمایا اگر ابو عبیدہ زندہ رہتے مین خلافت
انہین کی تفویض کرتا اگر حقتعالی میرے سے سوال کرتا کہ ان کے ساتھ تخصیص خلافت کا کیا سبب تھا مین عرض کیا ہوتا
کہ حضرت نے فرمائے ہین کہ امین هذه الامة ابو عبیدۃؓ اور اگر سالم مولاے ابو حذیفہ زندہ رہتے ہین اسکو خلیفہ ٹھہرایا ہوتا
اگر پروردگار میرے سے سوال کرتا مین عرض کیا ہوتا کہ مین نے حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ ان سالما شدید الحب
فی اللہ یعنے مقرر سالم سخت محبت رکھنے والا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ - تب حاضرون سے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا
امیر المومنین کس لئے اپنے فرزند ارجمند عبد اللہ کو خلیفہ نہین ٹھہراتے ہو حالانکہ لوگ ان کو خلافت کے واسطے بہت
لایق اور سزاوار جانتے ہین فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ آل عمر سے کوی حامل اس بار گران کا ہووے - پھر اسنے اس بابمین
مبالغہ کیا تو فرمایا کہ نہ بخشے عبد اللہ پر رحمت ہی نہ امت پر شفقت ہین - اسلام کی مہمات کس طرح اس شخص کے تفویض
کرون کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دینے کا مسئلہ نجانتا ہو کس طرح اس کو مسلمانون کا والی ٹھہراؤن - یہ بات اسواسطے
کہی کہ عبد اللہ بن عمر نے حضرت کے زمانے مین اپنی زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دی تھی تب حضرت نے فرمایا کہ رجوع
کرے اور حالت طہر مین طلاق دیوے - پھر فرمایا کہ وے چھے شخص مذکور ہوے حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی
ہے - وے خلافت کے لئے لایق ہین ان چھے سے پانچ شخص جسکی خلافت پر اتفاق کرین اس کو خلیفہ جانئے اگر کوی
مخالفت کرے اسکو قتل کیجیے اگر انسے بعضے بعضون کے مخالف ہووین اکثر کو حکم کل کا دیجیے اگر تین شخص ایک طرف
اور تین شخص دوسرے طرف ہووین - اگر عبد اللہ بن عمر کے حکم پر راضی ہووین اسکو حکم ٹھہرائے والا عبد الرحمن بن عوف

جس جانب مین رہی اسی جانب کو راجح اور معتبر جانئے پھر ان چھے صحابہ کرام سے ہر ہر کی طرف خطاب کرکے امر خلافت
کو اچھی طرح سے سرانجام دینے کے باب مین وصیت کی - اور ابوطلحہ انصاری کو فرمایا کہ میرے بعد اصحاب شوریٰ کو ایک گھر
مین جمع کرکے امر خلافت کو ایک پر قرار دو - اور میرا فرزند عبداللہ بھی اس مجلس مین حاضر رہے لاکن خلافت کے باب مین اوسکو
کچھہ دخل نہین - اور مقداد بن اسود کندی اور ابوطلحہ کو محصل کیا تا بلا علت و بلا تاخیر امر مذکور کو سرانجام دیوین - ایک روایت
ہی کہ اکابر صحابہ سے ایک جماعت عرض کی کہ امیر المومنین جس کو مناسب جانئے اسکو خلیفہ ٹھہرا دے تو نہایت انسب ہے
فرمایا کہ اگر امر خلافت کسی پر مقرر نہ کرون اور مبہم چھوڑ دون تو مین نے حضرت کی پیروی کی کہ آپنے کسی کو متعین نہ فرمایا اور
اگر کسی کو متعین کرون تو ابوبکر صدیق کا پیرو ہوا کہ وہ میرے سے بہتر تھے - لاکن اس امر خطیر کے باب مین متفکر ہے خواہ حالت
حیات مین ہو یا حالت ممات مین - تم آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے اب بلاد کثیر اسلام کی تسخیر مین آچکے اور دواوین
کی تدوین اور وظائف کی تعیین ٹھہرائی گئی - اور حق سبحانہ تعالیٰ شانہ کی توفیق سے ایمان کی بنا اور ارکان اسلام کا پایہ بلند اور
استوار ہوا کہ مین اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہون کہ اس مین تزلزل نہین آئیگا - تم پر اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے تم کو معلوم ہے
کہ طریقہ واضحہ اور سنت لائحہ پر تم کو چھوڑ جاتا ہون مجھے وہ شخص کا خوف ہے ایک وہ شخص کہ اس کو یہہ گمان ہو کہ خلافت
کے واسطے مین احق ہون اسواسطے وہ خلیفہ بحق کے ساتھہ مخالفت کرتا ہے - دوسرا وہ شخص کہ اپنی مدعا کے واسطے تاویل
حقیقی اور معنی مراد کے سوائے کتاب اللہ کی تاویل کرتا ہے لیس اکاغذ اور دوات و قلم منگا کے یہہ وصیت نامہ لکھے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فمن عبداللہ عمر الی الخلیفۃ بعدہ سلام علیکم انی احمد الیک اللہ

الذی لا الٰہ الا ھو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقوی کرنے اور مہاجرین اولین اور انصار باوقار کی تعظیم و تکریم
بجالانے اور بندگان خدا کے مہمات مین عدل و انصاف کی رعایت اور اپنی رحم و شفقت مبذول رکھنے پر وصیت کی
اور بہت سے مواعظ و نصایح اس صحیفے مین رقم کروائے - ایک روایت ہی کہ صحابہ انکی عیادت کے لئے آتے تھے - اول مدینہ
کے لوگ اسکے بعد اہل شام اس کے بعد اہل عراق - ہر قوم جو انکی خدمت مین آتی عیادت کے بعد انکی مدح و ثنا زبان پر لاتی
اور انکی جدائی پر آہ و زاری کرتی تھی - حضرت عمر نے جو وصیتین کین - ازانجملہ یہہ وصیت بھی تھی کہ جو خلیفہ کہ میرے بعد مسند
خلافت پر بیٹھے چاہیئے کہ ایکسال تک عاملون کو انکی جگھون پر برقرار رکھے اور تغیر نہ کرے - اور اپنے فرزند ارجمند عبداللہ
کو یہہ وصیت کی کہ تجھہ کو لازم اور ضرور ہے کہ خصال ایمان پر مداومت کرے - انہون نے پوچھا کہ یا امیر المومنین خصال
ایمان کیا ہے - فرمائے کہ حرارت کے ایام مین روزہ رکھنا اور دین کے دشمنون کے ساتھہ نیزے اور شمشیر سے جنگ کرنا -
اور رنج و مصیبت مین صبر کرنا - اور سرمے کے موسم مین پورا وضو کرنا کہ سب اعضا کو پانی پہنچے - اور نماز اول وقت ادا کرنا -

ایک روایت ہی کہ اپنے فرزند ارجمند کو یہہ وصیت کی کہ میرا حق پدری جو تیرے پر ثابت ہی تیرے تو یہہ ہے کہ
کہ لوگوں کا قرض جو مجھ پر ہے تو ادا کرے - ایک روایت ہی کہ امیر المومنین نے اسی ہزار درم بیت المال سے قرض لیا تھا
ادا کرنے کے لئے عبد اللہ کو وصیت کی - عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم بیت المال سے ادا کرتے ہیں کہ
آپ نے اس مال کو فقرا و مساکین اور مہمان و مسافر پر خرچ کیا ہی حضرت عمر نے نہیں قبول کیا اسکے ادا کرنے کے لئے
فرزند کو ہی مامور فرمایا یہہ وصیت ان کے فرزند ارجمند نے قبول کی اصحاب شوریٰ اور اکابر صحابہ کی ایک جماعت کو
گواہ ٹھہرایا پس عبد اللہ بن عمر نے امیر المومنین کی وفات کے بعد جب ایک ہفتہ گذرا وہ سب مبلغ جو دائنوں کو دینا
اور بیت المال مین پہنچانا تھا حضرت عثمان کے دربار خلافت مین لیگیا اور سب کا قرض ادا کیا - اور عدول اصحاب
عالیجناب کی ایک جماعت کو وہ مال پہنچانے اور برات حاصل کرنے پر شاہد رکھا **نقل** ہی کہ اپنے خلف الصدق عبد اللہ
کو ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین بھیجا اور حکم کیا کہ ایسا بولئے کہ عمر نے آپ کو سلام کہا ہے
لفظ امیر المومنین زبان پر نہ لا کیونکہ میری امارت اب انقطاع کا حکم رکھتی ہے اور بی بی کو یہہ پیام پہنچا کہ اپنے حجرے کے در
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار شریف مین صدیق اکبر کے پہلو پر مجھے دفن کرنے کے لئے اجازت دیجئے کہ
مین یہہ تمنا رکھتا ہون کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھون تو حضرت کے سایہ عاطفت وظل رافت مین رہون بی بی
انکی التماس قبول فرمائی اور کہنے لگین کہ میرے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو مین ایک قبر کی جگہہ جو باقی
مین نے اسکو اپنی قبر کیلئے ذخیرہ کی تھی اب عمر فاروق کو آپ پر ایثار کی جب عبد اللہ بی بی کے دولت سرا سے لوٹ آئے
اور یہہ بات ظاہر کی - حضرت عمر نہایت خوش ہوے اور شکر وثناے الٰہی بجا لایا اور فرمایا کہ کوئی مہم میرے پاس اس سے
زیادہ نہین تھی - لاکن عبد اللہ کو پھر فرمایا کہ جب میرے غسل اور تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئین میرا جنازہ تابوت میں
حجرہ شریف کے دروازے پر لیجاو - اور بی بی سے پھر اذن جدید چاہو اگر رخصت دیوین حجرہ مین دفن کرو ورنہ مسلمانون
کے مقبرہ مین مدفون کرو - کہتے ہین کہ انصار کرام سے ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر المومنین خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
آپنے اوایل اسلام مین اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت ملازمت وصحبت
حضرت کی رحلت تک پائی - پھر مسند خلافت کو رونق دیا اور عدالت اور ایالت کا حق بجا لایا اور اب رتبہ شہادت سے
مشرف ہوا - حضرت عمر نے یہہ بات سنکے فرمایا کہ ای میرے بھتیجے تو امر خلافت سے میری توصیف کرتا ہی حالانکہ یہ
تمہاری امارت جسکی اس کا اس قدر مجھے ڈر ہے کہ اتنا خطر اور کسی امر مین نہین ہان یہہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
شرف اسلام اور صحبت حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف کیا - اور حضرت میرے سے خوشنود رہے اور

خوشنودی کی حالت مین اس عالم فانی سے طرف عالم باقی کے رونق افزا ہوے اور اسکے بعد حضرت کے یار غار ورفیق باوفا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت مین رہا اور انکی اطاعت اور متابعت کی وہ بھی اپنی رحلت تک میرے سے راضی رہے الحمد للہ علی ذلک
روایت ہے کہ جب ایسے ضروری وصیتین کر چکین ان پر رقت غالب ہوی سو رونے لگے صحابہ نے پوچھا کیا چیز آپ کو درد و رقت
پر لائی کہنے لگے کہ مین اسلئے رو رہا ہون کہ کہین میرا قدم نہ پھسلا ہو کہ کوی کام میرے سے مہمل جان سکے کیا او رو اللہ تعالی کے
پاس گناہ عظیم ہو۔ نقل ہے کہ صحابہ نے کہا کہ ہم ایک طبیب کو بلاوین تا دیکھے کہ یہہ زخم علاج پذیر ہے یا نہ۔ پس ایک طبیب کو لے آیا
اس نے ایک شربت پلایا تو وہ شربت پیپ سے مخلوط ہوکے اس جراحت سے نکلا اس کو مدعا اچھی طرح سے معلوم نہوا طبیب نے کہا یا
امیر المومنین کچھہ پاس نہین۔ فرمایا اگر قتل موجب یاس ہے مین خود مقتول ہون اور اس سے خرسند اور خوشنود ہون۔ کیونکہ یہہ زخم
موجب شہادت و باعث سعادت ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ دوسرے طبیب کو لایا اس نے تھوڑا دودھ پلوایا تو وہی دودھ زخم
سے نکلا۔ طبیب نے کہا یا امیر المومنین جو وصیت کرنی ضرور ہو کرلو کہ آپ کی موت مین دو روز سے زیادہ تاخیر ہوگی۔ ایک روایت ہے
کہ کہا جلد وصیت کیجیے کیونکہ میرا گمان ہے کہ آپ آج کی شام کو نہ پاؤگے۔ فرمایا کہ مین نے اس جہان کے سب کاروبار سے
فارغ ہوا ہون اور عالم آخرت کی طرف توجہ لایا ہون۔ ایک روایت ہے کہ حضرت علی کی دختر جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو
حضرت عمر کی بی بی تھین اس طبیب کی بات سنتے ہی بے اختیار آواز بلند کی کہ وا عمراہ ان کے ساتھہ جو عورتین بیٹھی تھین
سب کے سب ایکبار رونا شروع کیا۔ امیر المومنین وہ سنکر ناخوشی سے منھہ پھیر لیا اور کہا کہ روی زمین پر جتنا مال ہے اور
وہ سب میری ملک ہو اور وہ سب کو فدا کرون اس روز کے ہول کو کفایت نکریگا۔ ابن عباس نے کہا کہ یا امیر المومنین قسم ہے اللہ تعالے
کی کہ مین امید رکھتا ہون کہ آپ دوزخ کو نہ دیکھوگے مگر اس مقدار جو اس آیت مین وارد ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا
کیونکہ آپ امیر المومنین اور مسلمانون کے مقتدا ہوا اور کتاب اللہ کے موافق حکم کرتے آئے اور غنایم کی تقسیم کمال راستی سے
کرتے تھے۔ اور آپکا اسلام دین کی عزت اور مسلمانون کی نصرت کا سبب اور آپکی خلافت بلاد و امصار کی فتح کا موجب ہوا
اور آپکی امارت تمام روے زمین مین عدل بھردی۔ کوئی دو شخص لڑتے ہوے آپکے پاس نہین آئے مگر ہر دو آپکے حکم پر
راضی ہوے۔ جب جناب خلافت مآب نے ابن عباس سے یہہ باتین سنی فرمایا کہ مجھے سیدھا بٹھلاؤ۔ جب سیدھا بیٹھے
کہنے لگا کہ یہہ تیرا کلام میرے جراحت کا مرہم ہے کیا ہوگا کہ پھر اسکی تکرار کرے۔ تب ابن عباس نے حکم کے موافق اپنے کلام کا
اعادہ کیا امیر المومنین پوچھے کیا فرداے قیامت بارگاہ رب العزت جل مجدہ مین تو نے اس بات کی گواہی دیگا۔ ابن عباس
نے قبول کیا امیر المومنین نہایت شادان و فرحان ہوے اور اپنا ہاتھہ ابن عباس کے کھاندے پر رکھہ کے دعاے خیر کی۔ روایت ہے
کہ اس وقت حضرت مرتضی علی بھی حاضر تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین فرداے قیامت بارگاہ ایزدی جل شانہ مین اسباکی ہین

بھی گواہی دونگا۔ جناب خلافت مآب بہت ہی خوش ہوئے کہ دوات اور قلم اونکا تمہ لکھا۔ اور حضرت علی سے التماس کی کہ یہ ہر دو تہا وت اپنے دست مبارک سے ... لکھ ... کفن میں رکھ دینا ... ... تمکو ... حضرت عمر نے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو اسکو میرے ساتھ قبر میں دفن کرو تا فردا بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی نجات کے لئے وسیلہ لاؤں۔ لکھتے ہیں کہ نزاع کی حالت میں حضرت عمر کا سر مبارک ان کے فرزند ارجمند عبداللہ کے گود میں تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھو عبداللہ نے کہا کہ میرا گود اور زمین برابر ہیں ای امیرالمومنین پھر فرمایا کہ ہیں میرا سر زمین پر رکھو عبداللہ موافق حکم کے انکا سر مبارک زمین پر رکھا تب حضرت عمر نے کمال تضرع وزاری سے بارگاہ الٰہی میں التجا کئے

ظَلُومٌ لِنَفْسِي غَيْرَ اَنِّي مُسْلِمٌ ٭ اُصَلِّي صَلٰوتِي كُلَّهَا وَاَصُومُ ایک روایت ہے کہ تین بار کہے وَيْلٌ لِاُمِّي اِنْ لَا يَغْفِرِ اللّٰهُ لِي مقدم ابن سعد کریب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر کی موت قریب ہوئی ان کی دختر ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا نے ندبہ اور زاری شروع کی کہ ای پدر صاحب صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وای امیر مومنین وای مقتدای مسلمین وغیرہ اسی طرح آپکے فضایل ومناقب کا ذکر کرنے لگیں تب حضرت عمر نے عبداللہ سے کہا کہ مجھے سیدہا بٹھلاؤ کیونکہ جو سنتا ہوں اسپر صبر نہیں رکھتا ہوں۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ تب میں نے اپنی پدر بزرگوار کو اپنی سینہ پر لیا جناب حفصہ سے کہنے لگے کہ ای جان پدر جو حق تیرے پر رکھتا ہوں اسکی نظر کرتے بار دیگر مجھ پر ایسا ندبہ ونوحہ کیجیو اور زنہار زنہار میرے بعد جزع وفزع اور گریبان چاک کریگی اور نہ سر پیٹیو اور اس مصیبت میں صبر وشکیبائی کا جو اجر وثواب مستحق ہی اسکو ہاتھ سے نہ دیجیو ایک روایت یہی فرمایا کہ جو امر کہ شریعت مطہر محمدیہ کے مخالف ہو تو فعلا تیرے سے صادر ہووے تا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب نہو لاکن میں تیری آنکھوں کا مالک نہیں ہوں یعنے تجھے رونے سے منع نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ بات آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں

کہ صہیب رومی نے آیا اور امیرالمومنین کو سکرات میں پایا بے اختیار زار زار ہوا اور کہنے لگا وا اخاہ وا صفیاہ واخلیلاہ اور ان کے خصال حمیدہ وافعال پسندیدہ بیان کرتا اور ان کی فوت پر حسرت کھاتا تھا۔ جناب خلافت مآب نے کہا کہ یا اخی برادری کا حق اب یہی اقتضا کرتا ہی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب وعقاب میں نہ ڈالے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ یعنے مقرر میت زندوں کے بعضے غم سے عذاب پاتی ہے نقل ہے کہ اپنے فرزند عبداللہ کو حکم کیا کہ جب میرا دم آخر ہو مجھے قبلہ کی طرف چت لٹا دے اور اپنے ہر دو زانو کو میری پیٹھ پر محکم کیجئے اور اپنا داہنا ہاتھ میری پسلی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھڈی پر رکھئے۔ اور جب روح قبض ہووے میری تکفین میں اختصار پر کفایت کیجئے۔ اگر مجھے بارگاہ الٰہی میں کچھ منزلت ہوا اس سے بہتر کفن پہنائیگا۔ اگر میرا حال اس کے برخلاف ہو یقین جان لیا چاہئے کہ وہ کفن بھی میرے سے چھین لیویں گے اور قبر کے کھودنے میں بھی یہی بات پیش نظر رکھا چاہئے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے قرب حاصل ہو میرے مد بصر کے مقدار میری قبر کو وسیع کرینگے والا میری گور کو ایسی تنگ کر دینگے

حاشیہ: ... ... بہ اختیار ... ... رونا ... ... عذاب ... ...

کہ میرے پہلو کے استخوان باہم دیگر ملجائینگے - اور جب میرا تابوت اٹھاوین کوئی عورت ہمراہ نرہے اور جو صفت میری نہ ہو
مین نہ ڈالن ... میری تو بہت ... کیونکہ میرا احوال دوسرے شخص سے میرا پروردگار بہت اچھا جانتا ہے - الغرض وہ کہتے تھے کہ بابا
کسی میت کی ذات مین نہین ہے سو چیز سے کوئی زندہ تدبہ نہین کرتا ہے مگر یہہ کہ آسمان کے ملایک اس پر لعنت کرتے ہین اور
میرا جنازہ بھی جلد جلد لیچلو کیونکہ اللہ تعالی کے پاس اگر مجھے کچھ قرب وعزت ہو جلد مجھ اسکی درگاہ مین پہنچانا بہتر ہے اگر میرا
حال اس کے برعکس ہو ایک بری چیز جو اپنے کندہون پر اٹھائے ہون اسکو جلد اتار دینا بہتر ہے - کعب الاحبار سے منقول
ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا مین جب اسکے اوصاف وشمایل یاد کرتا عمر فاروق کا خیال گذرتا - اور جب عمر فاروق کے
اوصاف وشمایل دیکھتا ایک بیک وہ بادشاہ یاد آتا - یعنے سب اخلاق وافعال مین اور عدالت واوصاف مین ہر دو کے درمیان
پوری مشابہت حاصل تھی - اور اس بادشاہ کے وقت ایک پیغمبر صاحب وحی بھی تھا ایکبار اللہ تعالی نے اس پیغمبر پر وحی کی کہ
اس بادشاہ کو آگاہ کر دیجئے کہ اسکی عمر سے تین روز سے زیادہ باقی نہین ہے جو وصیت کہ رکھتا ہے جلد بجالادے - تو وہ پیغمبر نے
موافق حکم ربانی و وحی آسمانی کے اسکو تنبیہ کی جب وعدے کا وقت قریب آیا وہ بادشاہ اپنے تخت سے جو ہمیشہ بیٹھا
کرتا تھا اترا کمال تضرع وزاری سے اپنا منہ زمین پر رکھا اور عجز ونیاز کے ہاتھ بارگاہ الہی مین اٹھا کے عرض کرنے لگا کہ
خداوندا تو جاننے والا اسرار کا ہے تیرے علم قدیم پر پوشیدہ نہین کہ مین نے تیرے بندون مین عدل وانصاف پیش آیا
رعایا کے ساتھ راستی کا پیشہ لیا اور ہر کام مین تیری رضا اور خوشنودی پیش نظر رکھی اب تیرے کرم قدیم اور لطف عمیم سے
یہہ امید رکھتا ہون کہ اور ایک مدت میری عمر مین مہلت ارزانی فرما دے تا میرے اطفال حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہو وین
اللہ تعالے نے اسکی دعا قبول کی اور اس پیغمبر پر وحی بھیجی کہ اس بادشاہ نے ہماری درگاہ مین تضرع وزاری سے
چند باتین عرض کین ہم نے ان باتون مین اس کو سچا پایا سو اس کی دعا قبول کی اور اس کی عمر مین پندرا
سال بڑہا دئے تا اس کے لڑکے حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہووین - جب حضرت عمر زخمی ہوے
کعب الاحبار نے گذارش کی کہ بارگاہ ایزدی جل شانہ مین عرض کرین تا آپ کی عمر مین کچھ ترقی عنایت
فرما دے - لاکن امیر المومنین نے یہہ بات قبول نہ کی بلکہ یہہ دعا کی کہ بار خدایا مین عاجز اور ملول
ہونے کے آگے میری روح کو جلد اپنے روح ورحمت کی طرف قبض کیجئے - لاتے ہین کہ جب
ان کی روح پاک کو قبض کر کے بالائے افلاک لے گئے اور غسل وتجہیز وتکفین سے
فراغت حاصل ہوی ان کا جنازہ اٹھا کے مسجد نبوی مین لے آئے حضرت
کی قبر شریف اور منبر منیف کے درمیان جو اس بقعۂ مبارک کی فضیلت مین حدیث

صحیح مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ - وار دہی رکھے - حضرت عثمان اور
حضرت علی ہر دو باہم ہاتھ پکڑے ہوے نماز پڑہنے کے لئے آئے اور عبدالرحمن بن عوف کی طرف
اشارہ کئے تا نماز پڑہے - انہون نے کہا کہ یہہ کام نہ تمہارے سے علاقہ رکھتا ہی نہ میرے سے بلکہ اس کام کے
لئے دوسرا شخص انہین کے طرف سے معین ہوا ہی - ایک روایت ہی کہ جب انکا جنازہ نماز پڑہنے کے لئے
آگے کئے ایک شخص نے کہا کہ جناب خلافت مآب نماز ادا کرنے کے لئے صہیب رومی کو وصیت کی ہے
پس ان بزرگون نے انہین کی طرف خطاب کیا کہ ای ابویحیی آگے آے اور وصیت بجا لائے - تب صہیب
رومی نماز پر قیام کیا اور بلا کم وزیاد چہار تکبیرین کہین - روایت ہی کہ عبداللہ بن سلام جو اکابر اصحاب اور
فضلاے اہل کتاب سے تھے نماز ادا کئے بعد آئے اور کہنے لگے کہ واللہ تم نے اگرچہ نماز مین مجہہ پر
سبقت کی لاکن ان کی مدح وثنا مین سبقت نہ کروگے - پس انکے جنازے کے نزدیک آکے
کہڑے رہے اور کہنے لگے کہ ای عمر تم نیک برادر تھے اہل اسلام کے - اور جواد تھے حق کے لئے - اور بخیل تھے
باطل کے لئے - اور جس وقت غصہ کرنا تھا آپ غصہ کرتے اور جب شفقت کرنا تھا اس وقت لطف ورافت
کے دروازے لوگون پر کہولتے تھے اور عفیف الطرف لطیف العرف تھے - اور مدح وثنا کی کثرت
اور مسلمانون کی غیبت سے اجتناب رکھتے تھے - اور ابن عباس سے مروی ہی کہ جب انکو غسل دینے
کے لئے تختہ پر سلائے - ایک روایت ہی کہ نماز کے بعد جب جنازہ اٹھانے کے لئے صحابہ جمع آئے
مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ای عمر اللہ تعالی کے سحاب موہبت سے ابر رحمت تم پر برسے تم نے
اپنے بعد کسیکو نہ چھوڑا کہ وہ تم سے زیادہ دوست ہو میرے پاس - سبحان اللہ تمہین یہہ دولت نصیب ہوئی
کہ اپنے صاحبین معظمین یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلو مین

مدفون ہوے - اور کتاب موافقۃ الصحابہ مین مذکور ہی کہ حضرت عمر کی رحلت کے بعد اور غسل کے آگے حضرت علی نے
ان کے گھر تشریف لائی اور انکی نعش کے پاس کھڑا رہکے کہنے لگے ای عمر اللہ تعالی تم پر رحمت کرے مین تمہارے سوا کسیکو
نہ دیکھا کہ اسکا صحیفۂ اعمال اس کے ہمدیدۂ افعال کے برابر ہو مین تمنا رکھتا ہون کہ اللہ تعالی کے ساتھ میری ملاقات ایسی ہو
جیسی تمہاری ملاقات ہوگی - میرا ظن یہہ ہی کہ اللہ تعالی تمکو اپنے حبیب یعنے حضرت سے اور اپنے خلیل یعنے ابو بکر صدیق سے
جدا نہ کرے کیونکہ مین نے حضرت سے بہت سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ مین اور ابو بکر او عمر ایسا کئے اور ایسا گئے اور تم
ہمیشہ ذکر مین ان کے ثالث تھے تم کو اللہ تعالی بخشدے ای پسر خطاب تم اللہ تعالی کے آیات بینات کے عالم تھے اور
اللہ تعالی کے سوا کسی کا خوف نہین رکھتے تھے اور اللہ تعالی کا امر آپکے پاس نہایت عظیم تھا اور اسکا حکم جاری کرنے
مین کسیکا پروا نہین رکھتے تھے اور دنیا مین فقیر تھے اور آخرت کے غنی لائے ہین کہ جب انکا جنازہ جناب عائیشۂ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر لے آئے اور وصیت کے موافق پھر اجازت چاہے بی بی نے فرمایا کہ مین اپنی
بخشش سے نہ پھرون گی اور اپنے انگلیون کو مشبک کرکے اپنے ہر دو ہاتھ سر پر رکھے اور فریاد کی کہ وا محمداہ وا ابو بکراہ
تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کے لئے آیا ہی اور باریابی کی رخصت چاہتا ہی - بی بی سے یہہ بات سنتے ہی سب حاضرون کو
رقت غالب ہوی ایسی آہ وزاری کرنے لگے کہ سب مدینے مین زلزلہ پڑگیا پس بی بی نے اجازت دی جب جنازہ قبر کے
کنارے پر رکھے ان کے فرزند ارجمند عبد اللہ اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان رومی اور ایک روایت سے
عثمان ذوالنورین اور علی مرتضی وعبد الرحمن بن عوف وسعد وعبد اللہ بن عمر قبر مین اترکے انکو صدیق اکبر کی پہلو مین دفن کیے
قبور ثلثہ کی صورت اسطرح پر ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حسان بن ثابت ان قبور ثلاثہ فضیلت اثاثہ کی تعریف مین یہہ شعر کہا ہے ؎ ثَلٰثَۃٌ بَرَزُوا بِفَضْلِهِمْ * اَکْرَمَهُمْ
رَبُّنَا وَقَدْ ذُكِرُوْا * عَاشُوْا بِلَا فُرْقَةٍ حَيٰوتَهُمْ * وَاجْتَمَعُوْا فِي الْمَمَاتِ اِذْ قُبِرُوْا * رَسُوْلُ
رَبِّ الْعُلٰى وَصَاحِبُهُ * صِدِّيْقُهُ ثُمَّ بَعْدَهُ عُمَرُ * مغیرہ بن شعبہ سے منقول ہے کہ جب عمر فاروق

کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ اپنے اپنے گھر گئے ۔ مین نے بلا توقف علی مرتضی کے مکان پر گیا ۔ تا عمر فاروق کے
نشان مین آپسے کیا کلمہ صادر ہوتا ہے سنون ۔ حضرت علی نے گھر سے باہر تشریف لائی اور اس وقت غسل فرمایا تھا اپنے
سر مبارک کے اور ریش مبارک کے بال سے پانی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالی فرزند خطاب پر رحم کرے
کہ اپنی خلافت مین امانت اور عدالت کی داد دی ۔ اور امور خلافت کو کمال خوبی سے سرانجام دیا ۔ اللہ تعالی نے اس کو
ہر شر اور بدی سے نجات بخشی ۔ کہتے ہین کہ جنات ان کی رحلت سے غمگین ہوکے ندبہ عمر کا کئے بی بی عایشہ صدیقہ نے
ان کے اشعار کی آوازین سنکے حکم کیا کہ یہ اشعار کون پڑھتے ہین دریافت کرین ۔ لوگون نے ہر چند تلاش کی پرکہین
قایل کا سراغ نہ لگا ۔ ابوطلحہ انصاری سے مروی ہے کہ عرب کا کوی گھر خواہ شہری کا ہو یا بدوی کا ایسا نہین تھا کہ جس مین
حضرت عمر کی رحلت سے ایک نقصان وضرر نہ پہنچا ہو ۔ کہتے ہین کہ جس روز ان کی شہادت ہوی کعبہ معظمہ کے در و دیوار
سے گریہ وزاری کی ندا مسموع ہوی ۔ ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر فاروق کی عمر
آخر ہوگی اسلام ضعیف ہو جائیگا جس وقت کہ وہ زندگون مین نرہے مین نہین چاہتا ہون کہ زندہ رہون لوگون نے
اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اگر تب تک تم زندہ رہوگے اور عمر فاروق کی موت دیکھوگے تو میری بات کی صداقت تم پر ظاہر ہوگی
ان کے بعد جو تمہارا والی ہوگا اگر اسیکی سیرت کا اقتدا کریگا اور عمر فاروق جن باتون مین لوگون سے مواخذہ کرتے ہین نہین ان
امور مین ویساہی مواخذہ کریگا لوگ اسکی اطاعت نہ کرین گے ۔ اور اس بار کے حامل ہونگے کیونکہ فاروق اعظم کمال حقانیت
اور مہابت وعدالت سے اجرای احکام کرتے ہین اور لوگ جان ودل سے قبول کرلیتے ہین ۔ اور اگر تمہارا والی نرمی اور ضعف
سے پیش آویگا کما ینبغی عہدہ خلافت وحکومت سے باہر نہ آسکیگا ۔ آخر اسکو قتل کردینگے تب مسلمانون مین بڑا اختلال
اور فتنہ رو دیویگا پس جیسا کہ اس امین امت نے کہا تھا ویساہی واقع ہوا ۔ لکھتے ہین کہ جب حضرت عمر مقتول ہوئے
مدینہ مین اس قدر تاریکی پڑگئی کہ لوگ حیران اور سرگردان ہوگئے نہ گھر مین رہنے کی طاقت تھی نہ باہر آنیکا مجال سب امیر
وفقیر گریان ونالان تھے اور تمام صغیر وکبیر سیس باندہ وحیران ۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی رحلت سے سب مہاجر وانصار کے دل پر جو زخم لگا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ
تازہ ہوا بلکہ اس خلیفۂ زمان کی موت سے سب جہان وجہانیان کے امور مین اختلال عظیم رو دیا اور یہ درد والم ایک عالم کو
گھیر لیا ۔ ایک روایت ہے کہ مدینے مین اس روز جو اندھیری اور ظلمت چھاگئی تھی ۔ لڑکے نہایت گھبرا کے پوچھنے لگتے کہ کیا
قیامت قایم ہوی ہے الحق کہ جب ایسے خلیفہ عادل وجانشین پیغمبر کی موت اس امت پر قیامت سے کم نہین ہے انا للہ
وانا الیہ راجعون ۔ حضرت عمر کی تاریخ ولادت ورحلت ومقدار عمر اور اسکے

حاجب و کاتب اور عاملون کا عدد - جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہین کہ حضرت عمر واقعہ فیل کے تیرا سال
آگے پیدا ہوے - اور بعثت کے چھٹوین سال ایمان سے مشرف ہوے چہار شنبہ کے دن ذیحجہ کی تئیسوین یا چھبیسوین
ایک روایت سے شب یکشنبہ اول ماہ محرم سنہ تئیس ۲۳ ہجری مین آپنے رحلت کی - ان کی وفات کے بعد تیسرے یا چوتھے
روز جو ذیحجہ کا سلخ تھا حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت واقع ہوئی - اور ان کی مقدار عمر مین مختلف روایتین آئے ہین
ایک قول سے چوپن سال ایک قول سے اٹھاون سال کی عمر تھی الا لیکن جمہور اس پر ہین کہ سن شریف ترسٹھ سال کی
تھی واللہ اعلم اور انکا عامل مکہ معظمہ پر اول عتاب بن اسید اور اسکے بعد نافع بن عبد الحارث - اور یمن پر یعلی بن امیہ
اور بحرین پر عثمان بن ابی العاص - اور عمان پر حذیفہ بن محصن - اور طائف پر سفیان بن عبد ثقفی اور دمشق پر اوائل مین
ابو عبیدہ اور اثنا مین یزید بن ابی سفیان اور آخر مین ان کے برادر معاویہ - اور حمص پر عمیر بن سعد - اور اردن پر اوائل
مین شرجیل بن حسنہ - اور اواخر مین عمرو بن عاص - اور کوفے پر اول سعد بن ابی وقاص - اور انکے بعد عمار بن یاسر - اور
ان کے بعد مغیرہ بن شعبہ - اور بصرے پر اوائل مین مغیرہ - اور اواخر مین ابو موسی اشعری - اور انکا حاجب انہین کا مولا یرفا
اور انکا کاتب زید بن ثابت - اور مکتے مین ربیعہ بن مخزوم تھا - اور انکا نقش نگین کفی بالموت واعظا یا عمر تھا اور حضرت
عمر کی خلافت مین ممالک عرب و عجم سے یہانتک مسلمانون کی تسخیر مین آئے کہ مشرق کی طرف سے سد سکندر تک اور نواح
مغرب سے مصر اور اسکندریہ اور سرحد روم تک اور جانب جنوب سے سرحد ہند و سند تک انکا حکم جاری اور اسلام کے جھنڈے
برپا ہوے - القصہ اس جناب کا احوال کرامت اشتمال جو اس قدر بین التفصیل والاجمال ہے مرقوم ہوا الا لیکن اسکی
تشریح و تفصیل جو نہایت تطویل چاہتی ہے اسکے عرصہ تحریر مین شبدیز خامہ لنگ ہے اور میدان نامہ تنگ - حضرت عمر کے
ازواج و اولاد کا ذکر جو یہہ فقیر روضۃ الابرار مین لایا ہے وہی بیتین یہان نقل کئے جاتے ہین ۵

تھے لڑکے اسکے نو اور چار لڑکیان
ہی عبداللہ اکبر عبدرحمان
جو ام المومنین حفصہ ہی جانو
ہی مادر انکی زینب بنت مظعون

بھی عبداللہ و زید اصغر انجم
ہی ان دونو کی مادر ام کلثوم
بھی جو تھی فاطمہ ایک اسکی دختر
سمجھ ام حکیم ہی اسکی مادر

تھی وہ ام حکیم حارث کی بیٹی
وہ زوجہ تھی بیقین حضرت عمر کی
تھے زید الاکبر و رقیہ جو موسوم
سیے دو کی والدہ تھی ام کلثوم

نواسی تھی وہ خاص مصطفی کی
وہ دختر فاطمہ اور مرتضی کی
بھی زینب عبدرحمن جو تھا اصغر
ملکیہ تھی سمجھ دونو کی مادر

بھی اوسط عبدرحمن جسکی کنیت
ابو شحمہ سے جو پائی ہے شہرت
تھی مادر اسکی لہیا ہی خردمند
عیاض ایک تھا عمر کا جو کہ فرزند

مقرر عائکہ ہے اس کی مادر
کہ زید ابن عمر کی تھی وہ دختر
جو عبداللہ پسر تھا اسکا پہلا
ہوا ہی آگے وہ بعثت کے پیدا

ہی دسر قول بعثت بعد سہ سال
ہوا پیدا وہ با اکرام و اجلال
بھی ہمراہ والد ماجد کے مسلمان
ہوا ہی فخر ایمان سے سرافراز

جو گذرے سال تیرہ ہجرت — کیا ہے مکہ اشرف مین رحلت
تھی اسکی عمر تب اسّی اوپر چار — ستّے آسی لکھے ہین بعضنے ای یار
ابو قحافہ بھی در عہد پیمبر — ہوا بید الیقین از بخت یاور
یہودی ایک طبیب اسنے دغا کر — پلایا تھا خمر اسکو دوا کر
عمر جب حد کیا ہے اسپہ قائم — غشی اسکو ہوئی ای ذوالمکارم
ولیکن مشتہر ہے بات یہ جو — کہ دُرّون سے موا ہے ضرب سے او
غلط ہے یہ غلط ہے یہ غلط ہے — یہ اثنا عشریہ اسہی غلط ہے
جناب حضرت فاروق برہان — روافض کا مقرر ہے یہ بہتان
برس چھبیسوان تھا جب زہجرت — ہے پایا جنگ صفین مین شہادت
بھی پایا جبکہ اصغر نے ولادت — بعہد اشرف شاہ رسالت
سن ہجری تھا جب ستر اوپر تین — کیا رحلت سمجھ وہ حامئ دین

ہوا ہے فوت طوسی مین دفن اپن — مہاجر کا تھا اس شہر مقبرہ جو
بھی جو تھا عبدرحمن یعنے کہ اکبر — مشرف ہے زدید ابن پیمبر
عمر بن عاص عامل مصر کا تھا — اسے مارا تھا بیشک حد خمر کا
مدینے کو وہ پہنچا جب بسبب — پدر بھی اس کو مارا حد تادیب
وہ بعد یک ماہ کے بیمار ہوکر — سدھارا دار باقی کو سفر در
بھی جو باقی رہے درّے مقرر — عمر مارا ہے اس کی قبر اوپر
نہین یہ بات مشروع ای برادر — کہ مارین مرد کسیکی قبر اوپر
بھی عبد اللہ در عہد پیمبر — ہوا بید الفضل رب اکبر
بھی پایا آہ رحلت زید اکبر — گئی جس روز رحلت اسکی مادر
بوقت رحلت سالار عالم — اتھی دو سال اسکی عمر اکرم
رہی ان سب سے راضی حقتعالے — کرے جنت مین ان کا رتبہ بالا

مطاعن عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عمر پر شیعہ جو کئی طعن کرتے ہین ان مین بڑا طعن یہ ہے کہ حضرت نے اپنے وفات سے چہار دن آگے پنجشنبے کے روز اپنے حجرے مین جو صحابہ کے حاضر تھے ان کو خطاب کرکے فرمایا کہ کاغذ اور دوات و قلم لے آؤ تا تمہارے واسطے ایک وصیت نامہ لکھ دون کہ میرے بعد تم گمراہ نہو وین - یہ سنکے حاضرین نے کاغذ لانے نہ لانے مین اختلاف کیا تب عمر فاروق نے کہا کہ ہم کو قرآن مجید بس ہے اس وقت مین حضرت کو تو درد نہایت شدت سے ہے - جب حاضرون مین اختلاف آیا اسلئے مجلس مین شور و شغب زیادہ ہوا ایسے مین کسی نے یہ بھی کہا کہ آیا اسوقت حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام ہو دیا ہے - اسلئے بعضون نے حضرت سے پھر اس کلام کا اعادہ چاہا - آپنے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک سے اٹھو کہ پیغمبرون کے پاس تنازع اور شور و شغب لائق نہین ہے پس اس کاغذ کی تحریر اسی لئے موقوف رہگئی - پس عمر بن الخطاب جو وصیت کے لکھنے کا مانع ہوا امت کی حق تلفی کی - اگر وہ وصیت لکھی جاتی امت گمرہی سے محفوظ رہتی - اور انہون نے پیغمبر کا رد قول کیا - بدلیل کریمہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے حضرت کا قول تو وحی ہے اور رد وحی کفر ہے - اور کہا کہ حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام ہو دیا ہے حالانکہ انبیا ایسے باتون سے معصوم ہین - اور حضرت کی حضور مین رفع صوت اور تنازع کی - حالانکہ بحکم کریمہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کے آپکے حضور مین آواز بلند کرنی کبیرہ ہے -

جواب قرطاس کی خبر جو صحیحین میں آئی ہے جسکی روایت سعید بن جبیر نے ابن عباس سے کی ترجیحی ہے لَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِکَتِفٍ اَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا یَنْبَغِیْ عِنْدَ النَّبِیِّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَانُہٗ اَھَجَرَ اِسْتَفْہِمُوْہُ فَذَھَبُوْا یَرُدُّوْنَ عَلَیْہِ فَقَالَ دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْہِ خَیْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ وَاَوْصَاھُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْ قَالَ نَسِیْتُھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَفِی الْبَیْتِ رِجَالٌ مِّنْھُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ غَلَبَ عَلَیْہِ الْوَجَعُ وَعِنْدَکُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ

اس روایت سے صاف مستفاد ہوا کہ حضرت عمر کا ام کرنے کے آگے حاضرون نے تنازع کیا اور جو کچھ لکھنا تھا کہا اور دوسرے بار حضرت سے پوچھے تو آپ نے کاغذ اور دوات وقلم منگانے سے سکوت فرمایا اگر وہ امر ضروری اور موافق وحی کے ہوتا حضرت سکوت نفرماتے کیونکہ حکم وحی کا جاری نہ کرنا عصمت کا منافی ہے اور وہ آپ سے محال ہے اور حضرت اس قصے کے بعد شیعہ کے اقرار سے بھی پانچ چھے روز زندہ رہے پھر کے دن رفیق ملاء اعلی سے ہوئے تبلیغ وحی کی تو فرصت اس مدت مین بہت تھی - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جو تحریر چاہی امور دین سے کچھ لکھنا منظور نہین تھا بلکہ سیاست مدنی و مصالح ملکی و تدبیرات دنیوی منظور تھی چنانچہ حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اُن چیزونکی وصیت فرمائی - اور تیسری چیز جو اس روایت مین فراموش ہو گئی وہ لشکر اسامہ کی تیاری تھی کہ دوسری روایت سے ثابت ہے - اور اس مدعا کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب دوسرے صحابہ نے کاغذ اور دوات وقلم لانے کی بات پوچھی تو حضرت نے جواب مین فرمایا کہ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْہِ خَیْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ - یعنے تم چاہتے ہو کہ وصیت نامہ لکھون اور مین تو اللہ تعالی کے قرب و شہود اور مناجات مین مشغول باطن ہون - اور اگر امور دینیہ کا لکھنا یا وحی کا پہنچانا منظور ہوتا تو خیریت کا معنا درست نہوتا - کیونکہ اجماع سے انبیا کے حق مین وحی کی تبلیغ اور احکام دینی کی ترویج سے کوئی عبادت بہتر نہین ہے - اور یہ بھی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جب حضرت نے دوسرے بار اس عالم سے بے تعلقی اور وارستگی کا جواب ارشاد فرمایا حاضرون کو بی آہ ی اور حسرت امن گیر حال ہوی - تب عمر بن الخطاب نے ان کی تسلی کے لئے یہ عبارت رکھی کہ حضرت نے تم کو جو یہ جواب ترش فرمایا کچھ عتاب اور غضب کی راہ سے نہین ہے بلکہ درد کی شدت اور مزاج کی تنگی کا موجب ہے - اور اس عالم سے حضرت کی وارستگی جو قریب معلوم ہوتی ہے تم اس سے مایوس مت ہو جاو کیونکہ تمہاری تربیت اور تمہارے دین و ایمان کی حفاظت کے واسطے کتاب اللہ کافی و شافی ہے - اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کلام اس گفتہ و شنید کے بعد

صحابہ کی تسلی کے مقام مین واقع ہوا - نہ تحریر وصیت کی ممانعت کے مقام مین اور مقطع کلام کا اس مقام مین یہہ ہی
کہ جناب امیر بھی اس قصے مین حاضر تھے - اور طرفین کے اجماع اہل سیر سے اصلا یہہ بات ثابت نہ ہوی کہ کبھی جناب
امیر نے عمر فاروق پر یا دوسرے حاضرون پر جو مانع کتابت ہوے تھے انکار کیا ہو - نہ انکے حین حیات نہ انکے بعد وفات
جو حضرت امیر کے خلافت کا زمانہ تھا - یہہ بات نہ شیعہ کی روایت سے منقول ہے نہ اہل سنت کی روایت سے پس اگر
اس کام مین عمر بن الخطاب خاطی ہین تو حضرت امیر بھی اس کام کے مجوز ہین یعنی کس لئے آپ کاغذ حاضر نہ کیا - اور ابن عباس
کے سوا جو اس زمانے مین کم عمر تھے اور کسی سے اس قصے پر حسرت و افسوس منقول نہ ہوا - اگر اسباب مین کسی امر ضروری
کا فوت ہونا ہو دیتا کبراے صحابہ خصوصاً حضرت امیر اسکو مذکور فرماتے اور حسرت کرتے اور اس ممانعت کی شکایت اپنی
زبان پر لائے ہوتے - اگر اس جگہہ کسیکی خاطر مین گذرے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے مین مہمات دین سے کوئی مہم
حضرت کے منظور نظر مقصود تو یہہ فقرہ کس لئے فرماتے کہ لَن تَضِلُّوا بَعدِی کیونکہ یہہ لفظ صریح دلالت کرتا ہے کہ اس وصیت
نامے کے لکھنے سے تم گمراہ نہوگے اور گمراہی کے معنے یہ ہین کہ دین مین کچھہ خلل پڑے - جواب اس شبہے کا یہہ
ہے کہ ضلال عرب کی لغت مین جیسا دین مین گمراہی کے معنے مین آتا ہے ویسا ہی دنیوی مقدمات مین سوء تدبیری مین
بھی اکثر مستعمل ہوتا ہے - یہہ بات بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوسف کے برادرون کا قول حضرت یعقوب
علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق مین جو سورہ یوسف مین مذکور ہے - قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ
أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اور اسی سورے مین دوسری جگہہ آیا ہے کہ إِنَّكَ لَفِي
ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ظاہر ہے کہ حضرت یوسف کے برادران کافر نہین تھے کہ اپنے پدر بزرگوار کو جو پیغمبر عالی مرتبہ تھے دین
مین گمراہ جانتے معاذ اللہ من ہذا الظن الفاسد - بلکہ انکی مراد دنیا کی بے تدبیری سے تھی کہ اپنے بڑے فرزندون کو
جو کار آمدنی ہین اور خدمت بجالانے پر حاضر ہین چندان دوست نہین رکھتے ہین اور چھوٹے فرزندون کو جو عمر و سال
اور کم محنت اور قاصر الخدمت ہین ایسا دوست رکھتے ہین کہ عشق کی نوبت پہنچی ہے - پس اس جگہہ بھی جو حضرت نے
لَن تَضِلُّوا فرمایا اس سے تدبیر ملکی کی خطا مراد ہے نہ دین مین گمراہی کی - اور اس ارادے پر دلیل قطعی یہہ ہے
کہ تیئیس سال کی مدت مین جو نزول وحی کا زمانہ تھا قرآن کریم اور اکثر احادیث کی تبلیغ جب ہدایت کے لئے کافی اور
رفع گمراہی کے لئے وافی نہ ہوی ہو اس وصیت کے دو تین سطر کی تحریر مین کیا ہو سکیگا - اور بھی اس جگہہ بعضون
کی خاطر مین آتا ہے شاید کہ حضرت کو امر خلافت مین کچھہ لکھنا منظور تھا سو حضرت عمر کی ممانعت سے یہہ امر ضروری
موقوف رہگیا اس کا جواب یہہ ہے کہ خلافت کی بابت لکھنی منظور ہوتی تو دو حال سے خالی نہین یا خلافت

ابوبکر صدیق کی ہوگی یا جناب امیر کی۔ تقدیر اول مین حضرت کی اسی بیماری مین دوسرے بار اپنی خاطر سے کیسوا مین یہہ بات لاکے خود بخود موقوف کی۔ نہ عمر بن الخطاب نے منع کیا تھا نہ دوسرے اصحاب بلکہ حضرت نے اللہ تعالی پر اور اجماع مومنین پر حوالہ فرمایا اور سمجھے کہ یہہ مقدمہ ہو لئے والا ہی لکھنے کی حاجت نہین۔ چنانچہ صحیح مسلم مین موجود ہے کہ حضرت نے اسی مرض مین جناب عایشہ صدیقہ کو فرمایا کہ اُدْعِی اَبَاكِ وَاَخَاكِ اَكْتُبُ لَهُمَا كِتَابًا فَاِنِّي اَخَافُ اَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَيَاْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ یعنے بلا اپنے باپ اور بھائی کو تا مین ایک وصیت نامہ لکھوان کیونکہ مجھے اسبات کا اندیشہ ہے کہ آرزو کرنیوالا آرزو کریگا اور کہنے والا کہیگا کہ مین ہون اور دوسرا نہین۔ اللہ تعالی اور سب مسلمان سوا ابوبکر کے دوسرے کو قبول نکرین گے۔ اس جگہہ عمر فاروق کہان تھے۔ کہ وصیت نامے کی تحریر سے ممانعت کی ہو۔ اور تقدیر ثانی پر بھی لکھنے کی حاجت نہین تھی کیونکہ حضرت نے اس واقعے سے آگے ہزارون شخص کے روبرو غدیر خم کے میدان مین جناب امیر کی ولایت کا خطبہ پڑہا اور ان کو ہر مومن اور مومنہ کا مولا ٹھہرایا۔ اور وہ قصہ مشہور آفاق اور زبان زد خلایق ہو چکا تھا۔ اگر باوصف تقیید و تاکید اور تشہیر و تواتر کے اسکے موافق عمل نہ کرین۔ اس تحریر خانگی سے کہ جہان چند شخص سے زیادہ حاضر نہین تھے کیا ہوتا حاصل کلام اس تحریر کی ممانعت سے کسی صورت سے بیچارہ امت کی حق تلفی نبوی اور دینی مہمات پر وہ اختفا مین نرہے۔ یہہ خیال باطل بعینہ اس خیال کے مانند ہے جو کہتے ہین کہ امام مہدی غایب ہین ایسے خیالات وسواس کے سوا اور کچھ نہین مرض وسواس کا کیا علاج۔ اور حضرت کے قول کو رد کرنے کی نسبت جو عمر فاروق کی طرف کرتے ہین خلاف واقع ہے انہون نے رد قول کہان کیا۔ بلکہ حضرت کی راحت و آرام ان کو منظور تھی سو اس معاملے کو بالعکس و حکم پیغمبر سمجھنا کمال التعصب عناد ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنے بیمار عزیز کو محنت اٹھانے اور رنج کھینچنے سے منع کرتا ہے۔ اگر جہانتک وہ بیمار حاضرون کے فایدے اور مصلحت کے لئے محنت اٹھانا چاہے حضار بھی لطیف حیلون سے مانع آتے ہین اور وہ بیمار مشقت اٹھا کے جو کام کرنا چاہے اس کام سے استغنا اور عدم احتیاج اور عدم ضرورت بیان کرتے ہین خصوصاً ایسا معاملہ بزرگون کے بہ نسبت زیادہ مروج و معمول ہے۔ پس جب جناب فاروق نے دیکھا کہ حضرت نے اپنے صحابہ اور امت کے فایدے کے لئے چاہتے ہین کہ ایسی مرض کی شدت مین وصیت نامہ لکھنے کا بار اٹھاوین اور رنج کھینچین یہہ حرکت قولی و فعلی ایسی حالت مین کمال حرج و مشقت کا سبب ہوگا اور یہہ تصدیع گوارا نفرمانے کی بات بھی بکمال ادب سے حضرت کی طرف خطاب کر سکے نہ کہی بلکہ حضرت کو چھوڑ

حرج دینے سے جو استغنا حاصل ہو یہہ بات آپکے فرانے سے ثابت ہے کہ حاضرین سے بیان کی تا حضرت بھی سنین اور جان لین
کہ اس حالت مین مشقت کھینچنے کی چندان ضرورت نہین - فی الواقع اس سند سے مین قائلون کے پاس حضرت عمر کی وقت نظر
پر سو آفرین اور ہزار تحسین ہے کیونکہ اس واقعہ سے تین مہینے آگے کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ
اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا نازل ہوئی تھی اور دین مین نسخ و تبدیل اور زیادت و نقصان
کے دروازے بند کر دیئے اس پر مہم ختم کر چکی تھی فاروق اعظم نے اسی کے آیت کی طرف اشارہ کیا کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ
یعنے حضرت اس حالت مین کوئی نئی بات جو کتاب و شریعت مین نہ آئی ہو تحریر نکرواینگے - پس آپکا مقصد اس وقت مین نہین
مگر تاکید انہین احکام کی جو آگے قرار پائی - تاکید آلہی تو ہمارے واسطے وحی منزل مین آچکی ہے پس ایسے وقت مین کیا ضرور کہ حضرت
مشقت زاید کہ چندان درکار نہین اپنی ذات پر گوارا فرماوین - بہتر ہے کہ آرام و راحت مین گذارین - اور یہہ لفظ کہ اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ صریح اس قصد پر گواہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس قصے مین رد حکم
پیغمبر کی نسبت حضرت عمر کی طرف کرنی کمال غلط فہمی و عنادانی یا کمال بغض و عناد کا سبب ہے اس قسم کی مصالح اور مشورت
کرنی حضرت کا معمول صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا معمول حضرت کے ساتھ جاری تھا علی الخصوص عمر فاروق کو اس باب مین بڑی
خصوصیت اور جرات حاصل تھی - جیسے منافق کے جنازے پر نماز پڑہنے اور ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے اور غزوہ
بدر کے قیدیون کو قتل کر دینے اور مقام ابراہیم کو مصلے لینے کے باب مین اور ایسے ہی مقدمات مین انہین کی راے کے
موافق وحی آئی تھی اور انکی صوابدید اکثر مقدمات مین مقبول رسول بلکہ مقبول آلہی ہوتی تھی - اگر اس قسم کی عرض مصلحت کو
رد وحی اور رد حکم پیغمبر کہا جاوے تو حضرت امیر بھی کئی جگہہ فاروق اعظم کے شریک ہوتے ہین - اول یہہ کہ صحیح بخاری مین
جو اصح الکتب اہل سنت ہے طرق متعددہ پر مروی ہے کہ حضرت نے شب کے وقت جناب امیر اور حضرت زہرا کے
گہر تشریف ارزانی فرمائی - اور ان کو خوابگاہ سے اٹھا کے نماز تہجد ادا کرنے کے لئے بڑی تاکید کی اور فرمایا قُوْمَا
فَصَلِّيَا یعنے تم ہر دو اٹھو اور نماز پڑہو جناب امیر نے کہا وَاللّٰهِ لَا نُصَلِّيْ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا یعنے قسم ہے اللہ تعالی
کی ہم نماز پڑہینگے مگر اتنی نمازین جو اللہ تعالی ہمارے واسطے مقدر کین وَاِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ یعنے ہمارے دل اللہ ہی
کے ہاتھ مین ہین اگر وہ نماز تہجد کی توفیق دیوے پڑہینگے تب حضرت نے انکے گہر سے مراجعت کی اور اپنے زانون کو
مارتے اور فرماتے تھے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا پس اس قصے مین پیغمبر خدا کے ساتھ مجادلہ اور دینی مقدمے
مین اپنی مجبوری جو شرع مین مسموع نہین جناب امیر سے واقع ہوئی لاکن جب قرینہ حالیہ جو ان کی صدق و راستی اور قصد
نیک پر گواہ تھا حضرت نے ملامت نکی - دوسری یہہ روایت بھی صحیح بخاری مین موجود ہے کہ جب غزوہ حدیبیہ مین حضرت کو

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشورت سے
نو بار مراجعت کی اور عرض کی کہ الٰہی میری امت اس حکم کی حامل نہو سکیگی ذکر کیا ابن بابویہ نے کتاب المعراج
میں - اگر معاذ اللہ یہ بات رد وحی ہوتی پیغمبروں سے ظہور میں نہ آتی - اس کو رد وحی ملحد و زندیق کے سوا
کون کہیگا اور حضرت موسیٰ کی مراجعت بھی اپنے پروردگار کے ساتھ بلاواسطہ حکم ہوا کہ بعد قرآن مجید میں صریح
مذکور ہے قولہ تعالیٰ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ
قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ
اور بھی شیعہ کے وصول میں انہی کے مقررات سے ہے کہ حکم رسول بلکہ حکم الٰہی بلاواسطہ بھی محتمل ندب کا ہے مقتضی وجوب کا
نہیں مراجعت کیا چاہیئے تا واضح ہو کہ مراد اس سے امر وجوب ہے یا مندوب ذکر کیا اسکو شریف مرتضیٰ نے کتاب غرر و غرر وغیرہ
میں جب بات ایسی ہو عمر فاروق کو اس مراجعت میں باوجود تمسک آیت قرآنی کے تحمل مشقت سے استغنا کے
باب میں جو صاف اس امر کی مندوبیت پر دلالت کرتی ہے کیا تقصیر اور کونسا گناہ - اور وہ لکھتے ہیں کہ عمر فاروق نے
ہذیان اور اختلاط کلام کی نسبت جناب پیغمبر کی طرف کی اس کا جواب یہ ہے کہ اول یہ کہاں سے ثابت ہوا
کہ یہ لفظ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ حضرت عمر کی زبان سے صادر ہوا بلکہ اکثر روایات میں قالوا واقع ہے احتمال ہے کہ یہ لفظ
اور قلم لانے کے مجوزین اس کلمے سے اپنے قول کو تقویت دیے ہوں وہ استفہام انکاری تھا یعنے ہجر اور ہذیان
تو کبھی پیغمبر کی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتا ہے پس جو فرماتے ہیں اسکا اچھا اہتمام کرو اور ان کے لکھنے کا ارشاد ہوتا
ہے خوب دریافت کرو اور پوچھو کہ کیا ارادہ رکھتے ہیں - اور محتمل ہے کہ اس تحریر کے مانعین بھی استفہام انکاری کے
ہی طور پر کہے ہوں کہ آخر پیغمبر سے ہذیان ظاہر نہیں ہوتا ہے - اور بظاہر اس کلام کا ہمارے فہم میں نہیں آتا ہے سو پوچھیے
کہ نامہ کا لکھنا حقیقۃً مراد ہے یا اور کچھ ارشاد اور اس کلمے کو فہم نکرنے کا سبب صریح اور ظاہر تھا کیونکہ حضرت کی
عادت شریف یہ تھی کہ احکام الٰہی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے اور اس جگہ نہیں فرمایا کہ اِنَّ اللہَ اَمَرَنِی
اَنْ اَکْتُبَ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِی مانعین کو توہم پیدا ہوا کہ البتہ خلاف عادت نہ فرماتے ہوں یعنی
سبب کہ ہم فہم نہ کئے اسلئے خوب تحقیق کیا چاہیئے اور قطعاً یہ بات بھی جانتے تھے کہ حضرت تو لکھتے نہیں بلکہ اصلا یہ
صفت آپ سے صادر نہیں ہوتی ہے اور اس پر نص قرآنی شاہد ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ
بِيَمِينِكَ اور آپ نے اس عبارت میں لکھنے کی نسبت اپنی ذات مبارک کے طرف کی ہے جو فرمایا اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا

اسکا کیا معنی ہین اسکو استفہام کیا چاہئے کہ آخر پیغمبر کا کلام ہذیان نہوگا اور حضرت کی یہہ بھی عادت شریفہ تھی کہ قرآن
کریم کے سواے اور کچھ نہین لکھاتے تھے - ایکبار عمر فاروق نے توریت کا ایک نسخہ لاکے پڑھ رہے تھے حضرت نے
دیکھ کے منع فرمایا پس اسوقت عادت مقرری کے برخلاف قرآن مجید کے سواے اپنے مبارک ہاتھ سے جو لکھنا
چاہے حاضرین کو کمال تعجب رو دیا اور کچھ نہ سمجھے اسلئے ہذیان کا ذکر استفہام انکاری یا استفہام تعجبی کی راہ سے
بعضے صحابہ کی زبان پر گذرا - اگر انکا غرض حضرت پہ ہذیان ثابت کرنیکا ہوتا ایسا نہ کہے ہوتے کہ پھر پوچھو - بلکہ اس طرح
کہتے کہ چھوڑ دیجئے کہ کلام ہذیان کو اعتبار نہین ہے - اور رفع صوت کے باب مین جو طعن کرتے ہین یہہ بھی سراسر
غلط فہمی یا حق سے چشم پوشی ہے کیونکہ حضرت کی آواز پر اپنی آواز بلند کی بلاشک ممنوع ہے اور یہہ بات اس قصے مین
کسی سے بھی واقع نہوئی نہ عمر فاروق سے نہ انکے غیر سے اور حضرت کی حضور مین مناظرات و مشاجرات کی تقریب سے
آپس مین آوازین بلند کرنے کی عادت ہمیشہ جاری تھی اصلاً اسکو منع نہ فرماتے مین بلکہ قرآن مجید کا اشارہ اس کے
جواز پر آیا ہے دو جہت سے پہلی یہہ کہ لفظ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ارشاد کیا اور یہہ نہ فرمایا
لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ بَيْنَكُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ دوسرے كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ پس صاف معلوم ہوا کہ جہر بعضون کا بعضون
کے لئے جایز ہے اور یہ کہان سے ثابت ہوا کہ اول عمر بن الخطاب نے رفع صوت کرکے تنازع کا باعث ہوا - اس حجرہ
شریف مین تو ایک جماعت کثیر حاضر تھی اور مجمع کثیر مین تو آوازین بلند ہوا کرتی ہین یہہ تو ضروری بات ہے اور حضرت نے جو
فرمایا لَا يَنْبَغِي عِنْدِي تَنَازُعٌ یہہ بھی اسی مدعا پر شاہد ہے کیونکہ لا ینبغی ترک اولا کو کہا کرتے ہین نہ حرام و کبیرہ کو اور لفظ
قُومُوا عَنِّي جو فرمایا حالت مرض مین تنگ مزاجی کے باب سے ہے کیونکہ زیادہ گفت و شنید سے بیمار تنگ دل ہوتا ہے بیماری
کے حالت مین بسبب تنگ مزاجی کے جو وقوع مین آوے کسی کے حق مین بھی ہو وہ محل طعن نہین ہے علی الخصوص یہہ
خطاب تو سب حاضرون کے ساتھ تھا خواہ طاعنین ہون یا مجوزین ایسی تنگ مزاجی جو مرض کے سبب سے لاحق ہوتی ہے آپس
اسلا کچھ نقصان نہین انبیا کو اسکے معصوم اعتقاد کیا چاہئے جیسے ضعف بدن جو بیماری مین لاحق ہوتا ہے اس
جوابات مین صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے جو تطویل و تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہے خوف طوالت کے سبب سے اسکے ملخصات
پر اکتفا کیا گیا - **دوسرا طعن** یہ کہ عمر فاروق نے حضرت کی موت کا انکار کیا اور قسم کھائی کہ آپنے رحلت
نہ فرمائی یہان تک کہ ابوبکر صدیق نے ان کے پاس آکے یہہ آیت پڑہی إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ **جواب**
یہہ تو طرفہ طعن ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت اور اس جناب کی مفارقت سے اور آپکی
مرض کی شدت دیکھنے سے اسقدر مدہوش اور ذاہل ہو کہ اپنی عقل سے گذرے اور اپنا اور اپنے باپ کا نام بھولے

کہ انکو ظواہر شریعت پر بھی علم نہین تہا - پس امامت کی لیاقت کس طرح حاصل ہوئی جو امامیہ ان [illegible]
کہ شیعہ نے ان قصون کے نقل کرنے مین خیانت کی ہے کہ کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا [illegible]
قصے کا شکل گیا تا اپنا مطلب صورت پکڑے [illegible] متعصبین اور معاندین کا خاصہ ہے [illegible]
وَنَحْنُ اَغْنِيَاءُ نعوذ باللہ منہا - اب سننا چاہیے کہ [illegible] یہ ہے کہ حضرت [illegible]
اور حمل ایسی چیز نہین کہ دیکھتے ہی معلوم ہو جاوے کہ یہ عورت حاملہ ہے - ہان حمل کی مدت تمام ہو یا تمام ہونے کو
رہے جب حضرت امیر نے آگے سے اس عورت کے حال کی خبر سنی تھی سو انکو اطلاع دی پس عمر فاروق نے اس خبر
وحشت پر ممنون ہوکے اور اسے شکر کے مقام مین وہ کلمہ کہا یعنی اگر حد جاری کرتے اور وہ حاملہ اور اسکا بچہ مرجانے کے بعد
مجھے معلوم ہوتا کہ وہ عورت حاملہ تھی اور اس پر حسرت اور تاسف کرتا تو وہ حضرت میرے موجب ہلاکت کے مقام مین ہوتی
اگر جناب امیر اس وقت مجھے خبر نہ دیتے مین اس ورطہ وشم سے ہلاک ہوتا - شیعہ اور سنی کے اجماع سے جب
عورت زانیہ اپنے زنا کا اقرار کرے یا اوس کے زنا پر گواہ رہین پہر امام کو لازم نہین کہ اس عورت سے پوچھے کہ تو حاملہ
ہے یا نہین - بلکہ اس عورت کو چاہیے کہ حمل رکہتی ہو تو ظاہر کر دے اور حقیقت حال پر اطلاع نہونے کے سبب جو حکم
صادر ہووے اور واقع مین حقیقت دوسری ہے کہ اس حکم کو نہ چاہتی ہو اس صورت مین اس حکم کو جہل و نادانی نہین
کہتے مین بلکہ حقیقت حال پر اطلاع نہونیکا سبب ہے ایسا حکم کرنے سے امامت مین بلکہ نبوت مین بھی کچھ قصور نہ آتا کیونکہ
حضرت موسیٰ نے محض بے اطلاعی کے سبب اپنے بڑے برادر حضرت ہارون کی ریش پکڑی اور ان کے سر کے بال پکڑ کے
کہینچا اور اہانت کی حالانکہ حضرت موسیٰ پیغمبر کی یا بڑے برادر کی تعظیم کے مسائل سے جاہل نہین تھے اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام بھی بار بار فرماتے تھے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ
فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ اور جامع ترمذی مین وائل ابن [illegible]
کندی سے صحیح روایت آئی ہے کہ حضرت کے زمانے مین ایک عورت نے نماز کی جماعت پانیکے لئے اپنے گھر سے نکلی راہ مین ایک
شخص نے گلی مین اس کو ملایا اور زبردستی سے اسکو گرا کے اس سے بدفعلی کی اور اس عورت نے رونا چلانا شروع کیا اور وہ شخص
وہان سے بہاگ گیا قضارا دوسرا ایک شخص نے جو راستے سے جاتا تھا اس عورت نے اسکو زانی سمجھکے لوگون کو بتلا دیا تب
لوگون نے اسکو پکڑ کے حضرت کی حضور مین لے آئے حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کو سنگسار کرین جب رجم شروع کرنا چاہتے تھے
ایسے مین وہ مرد زانی اٹہا اور اقرار کیا کہ یا رسول اللہ یہ برا کام میرے سے ہوا ہے حقیقت مین یہ مرد بے گناہ ہے تب حضرت نے
اس مرد بے گناہ سے معذرت کی اور اس زانی کو حکم رجم کا فرمایا اور یہ حدیث متفق علیہ مین جو امامیہ اور اہل سنت کے ہر دو کتب مین

مو یہ وسے ہے آیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر علیًا باقامة الحد علی امراة حدثت بنفاس

فاتقیہ علیہا انہ خشیة ان تموت فذکر ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

احسنت اترکہا حتی ینقطع دمہا یعنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نفاس والی عورت پر حد جاری کرنیکے لئے حضرت علی کو حکم فرمایا حضرت علی نے اس کی موت کے اندیشے سے اس پر حد قایم کی اور بحضرت کو حضور مین یہ حال ظاہر کیا تب آپنے فرمایا کہ تو اچھا کیا اور چھوڑ دے یہانتک کہ اسکا خون بند ہوجاوے - اور لوا عنے [illegible] حضرت علی کی [illegible] مین لاسکتے ہین کہ آپنے [illegible] کوڑے مارنے اور رجم کرنیکا حکم کیا [illegible]

[illegible] حضرت سے [illegible] تھا اور قتل کا بھی خلاف ہی کیونکہ جب رجم جو اشد عقوبات سے ہی جب اسپر جاری ہوا کوڑے مارنا جب اسکا [illegible] کس لیے جاری کیا - اہل سنت جواب مین اس گمراہ فرقے کے بھی یہ کہتے ہین کہ حضرت امیر کو اول معلوم نہین تھا کہ وہ عورت محصنہ ہے اسلیئے کوڑے لگا نیکا حکم فرمایا جب کوڑے مارنے کے بعد آپکو اطلاع ہوئی کہ وہ محصنہ ہو رجم کا حکم فرمایا تب ہر دو حد کو [illegible] اس جنابت [illegible] حقیقت مین واقع نہوا - بالجملہ حقیقت حال سے بے اطلاع رہنا اور بعض مسئلہ شرعی کا نجاننا اور اگر کسی [illegible] باتون مین فرق نہ کرے وہ قابل خطاب نہین پس اس عورت مجنونہ کے رجم کا قصہ بھی اسی پر قیاس کیا چاہیے - کہ حضرت عمر کو اس کے جنون سے اطلاع نہین تھی - چنانچہ امام احمد نے عطا بن سایب کی روایت سے [illegible] ابی ظبیان جہنی سے نقل کیا ہی کہ ایک عورت کو زنا کے مرتکب ہونیکے سبب حضرت عمر کے نزدیک لائے آپنے حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کرین تب لوگون نے اسکو کھینچ کے لیجا - تیر تھے ناگاہ راہ مین حضرت علی سے [illegible] کی کہ اس عورت کو کہان لیجاتے ہو لوگون نے عرض کی کہ اسپر زنا ثابت ہو چکی ہے خلیفے نے رجم کا حکم فرمایا ہی حضرت علی نے اس عورت کو ان لوگون کے ہاتھ سے چھڑا کے حضرت عمر کی خدمت مین لے آیا اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے اور یہ فلانے قبیلے [illegible] مین اسکو خوب جانتا ہون اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مجنونہ پر قلم تکلیف جاری نہین تب حضرت عمر نے رجم کو موقوف کیا پس معلوم ہوا کہ مجنونہ کو رجم نکرنیکا مسئلہ معلوم تھا ان وہ عورت جو مجنونہ تھی یہ بات نہین جانتے تھے اور ظاہر ہے کہ صاحب جنون سے جب تک بے ربط حرکات اصوات صادر نہوین اسکا جنون کسی حس و عقل سے معلوم نہین ہو سکتا ہی کیونکہ مجنون کی صورت عاقل کی صورت سے ممتاز نہین ہو سکتی ہی اور امور حسیہ اور عقلیہ کا نجاننا نبوت مین کچھ نقصان نہین کرتا ہی امامت مین تو کہان - امامت کی شرط یہی ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت ہو نہ حسیات خفیہ یا قیاسات جزئیہ کی معرفت اور بالفعل جمیع احکام شرعیہ کی معرفت نہ شرط نبوت ہی نہ شرط امامت ہان احکام شرعیہ پیغمبر کو

آگے سو ... اور شرح میں بھی اسکی تصریح کی گئی ہے تو طعن کی جگہ نہیں ہوتی ہے کہ اِنَّ الْعِلْمَ تَابِعٌ لِلْمَعْلُوْمِ اور
شراب خواری کی حد حضرت کے زمانے میں معین نہیں تھی بے تعین چند مار ہاتھ سے اور بٹی ہوئی چادر سے اور جوتیوں
سے اور ہاتھوں میں کپڑے لپیٹنے کی چھڑیوں سے مارتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق کے وقت صحابہ سے چند شخص اس حد کا
اندازہ کر گئے تو چالیس عدد کو پہنچی جب حضرت عمر کی خلافت میں شراب خواری زیادہ ہوئی تو آپنے تمام صحابہ کو جمع کرکے
مشورت کی تب حضرت امیر اور ایک روایت سے عبد الرحمن بن عوف بھی جناب امیر کے ساتھ شریک ہو کے کہنے لگے کہ
اس حد کو گالی کی حد کے مانند اسی تازیانے مقرر کیا چاہیئے کیونکہ جب آدمی شراب پیتا ہے مست اور بے عقل ہو جاتا ہے جب
بے عقل ہوا ہذیان کہتا ہے اور ہذیان میں گالی بھی دیتا ہے۔ پس تمام صحابہ اس استنباط لطیف کو پسند کرکے اسی پر اجماع
کر گئے پس اسجگہ معلوم ہوا کہ حد خمر کے بانی مبانی عمر بن الخطاب ہیں۔ حد خمر کا علم اگر نہیں تھا کہنا بڑی بے عقلی اور نادانی ہے
اور امامیہ کے پاس بھی یہہ قصہ اسیطرح سے ثابت ہے چنانچہ شیخ ابن مطہر حلی نے منہج الکرامت میں لایا ہے۔ اور اسی جگہ سے
دوسرے طعن کا جواب بھی معلوم ہوا جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنی عقل سے حد خمر کے عدد کو زیادہ کیا حالانکہ حضرت کے
زمانے میں چالیس تازیانے تھے وبس۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت عمر نے زیادہ کیا تو جناب امیر اور اجماع صحابہ سے کیا
پس فقط حضرت عمر کا جناب محل طعن نہوگا۔ اور شیعہ کے بعض کتابوں میں یہہ طعن دوسرے طور سے مذکور ہے کہتے ہیں
کہ حضرت عمر نے ایکبار شراب کی حد اسی تازیانے سے زیادہ مارنیکا حکم کیا۔ اس طعن کا جواب یہہ ہے کہ اول ...
صحیح نہیں اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو حضرت امیر بھی شراب کی حد سو تازیانے مارتے ہیں تو اسی پر اور بیس تازیانے زیادہ کئے
چنانچہ محمد ابن بابویہ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں روایت کی ہے کہ نجاشی حارثی جو شاعر تھا اور ماہ رمضان میں
شراب پیا جب اسکو پکڑ لائے حضرت امیر نے اسکو سو تازیانے مارنیکا حکم کیا رمضان کی حرمت سے بیس تازیانے زیادہ کئے
اور اہل سنت کا جواب ان ہر دو واقعوں میں ایک ہی بات ہے کہ امام کو پہنچتا ہے کہ سیاست کی طور پر یا خیانت کی سختی پر جرم
شرعی کے مقدار سے زیادہ کرے اسکی دلیل جناب امیر کا ہی فعل ہے۔ پس حضرت عمر پر طعن کی جگہ نہ رہی چوتھا طعن
یہہ کہ حضرت عمر نے حد قایم کرنے میں سو تازیانے کی جگہ پر سو شاخ درخت کا حکم کیا یہہ بات شریعت کی مخالف ہے کیونکہ
اللہ تعالی فرماتا ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ جواب اس طعن کا یہہ
ہے کہ عمر فاروق کا یہہ فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے موافق ہے چنانچہ مشکواۃ اور شرح سنہ میں
سعید بن سعد بن عبادہ کی روایت آئی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک مرد بیمار ناقص الخلقت کو پکڑ کے حضرت کی حضور میں
لے آیا اور عرض کی کہ اس نے محلے کے کنیزوں سے ایک کنیز کے ساتھ زنا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسی بڑی شاخ لے آؤ

کہ جس میں چھوٹی سنٹی شاخیں ہوں اور اس سے ایکبار اُس کو مارو۔ اور ابن ماجہ نے بھی ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے اور جس بیمار کی تندرستی
کی امید ہو اسکو حد مار سکتے ہیں علمائے اہل سنت کا یہی مذہب ہے قال فی الفتاوی العالمگیریہ المریض اذا وجب
عَلَیْہِ الحدُّ اِنْ کَانَ الحدُّ رجماً یُقامُ عَلَیْہِ الحالَ وَاِنْ کَانَ جلداً لَا یُقامُ عَلَیْہِ حتّٰی یبرأَ ویصحّ اِلّا
اِذَا کَانَ مریضاً وقعَ الیاسُ عن برئہٖ فحینئذٍ یُقامُ علیہ کذا فی النہایۃ ولو کان المرض لا یرجی زوالہ او کان مخدجاً
ضعیفَ الخلقۃ فعندنا یضرب باثکالٍ فیہ مائۃ شمراخ فیضرب دفعۃً ولا بد من وصول کل شمراخ الی بدنہ کذا فی فتح
اور جس پر سعد بن عبادہ نے حد قایم کی وہ مرد ضعیف الخلقۃ تھا اور قرآن مجید میں بھی ایسے حد شرعیہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں رعایت حد کے
احوال کی رعایت اور حدود الٰہی کی محافظت بھی رہتی ہے قولہ تعالی وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث **پانچواں طعن**
یہ کہ عمر بن الخطاب نے دین متین میں اسلام کا احداث کیا جو اس میں نہیں تھا یعنے تراویح کی نماز اسکی جماعت کا قیام جو انہیں کے اعتراف سے بدعت ہے اور حضرت صلعم فرماتے ہیں
کہ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اور کل بدعۃ ضلالۃ **جواب** اس طعن سے اہل سنت کو الزام دینا نہ ہو سکیگا کیونکہ انکی
سب کتب حدیث میں یہ بات بشہرت اور تواتر کو پہنچی ہے کہ حضرت نے رمضان کی تین شب میں تراویح جماعت کے ساتھ ادا کی اور دوسرے نوافل کے مانند اس کو
تنہا ادا نہ فرمایا اور اس پر مواظبت نہ کرنے کا عذر بھی بیان کیا کہ انی خشیت ان تفرض علیکم یعنے میں اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے
جب حضرت کی وفات کے بعد یہ عذر زائل ہو گیا حضرت عمر نے سنت نبوی کو زندہ کیا اصحاب کا قاعدہ شرعیہ وسنت نبویہ مقرر ہے کہ جب حکم نص شارع کی علت
کے ساتھ معلل ہو تو اس علت کے ارتفاع کے سبب سے وہ بھی مرتفع ہوتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ تراویح انہیں کے اقرار سے بدعت ہے کیونکہ انہوں نے خود ہی کہا ہے
نعمت البدعۃ ہذہ پس اس کے یہ معنے ہیں کہ جماعت کے ساتھ اس پر مواظبت کرنی ایک نو پیدا چیز ہے کہ حضرت کے زمانے میں نہیں تھی اور بہت چیزیں ہیں کہ
خلفاء راشدین اور ائمہ اطہار اور اجماع امت سے ثابت ہیں ان کو بدعت نہیں کہتے ہیں اگر بدعت کہیں بدعت حسنہ کہتے ہیں نہ بدعت سیئہ لیس حدیث مذکور ان چیزوں
کے ساتھ مخصوص ہے کہ شرع میں کچھ اصل نہ رکھتی ہوں اور نہ خلفاء وائمہ سے اجماع امت سے ثبوت کو پہنچی ہوں اور یہ شیعہ عید غدیر اور نوروز کی تعظیم و توقیر اور حضرت عمر
کی شہادت کے دن کی نماز شکر جو ربیع الاول کی نویں میں پڑھتے ہیں اور تحلیل فروج جواری و بعض اولاد کو [illegible] رسم کرتے ہیں ان چیزوں کی
بابت میں کیا کہینگے کیسے چیزیں حضرت کے مبارک زمانے میں نہیں تھیں اور شیعہ رسم کرتے ہیں ان چیزوں کو ائمہ حادث کہتے ہیں جب اہل سنت کے پاس خلفاء
راشدین بھی ائمہ کا حکم رکھتے ہیں بحکم حدیث مشہور ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ تو حضرت عمر کی احداث کو دیگر ائمہ کے احداث کے مانند بدعت نہیں جانتے ہیں اگر بدعت ثابت ہوا اسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّکَ الْکَرِیْمِ۔ وَاٰلِہٖ
الطَّاہِرِیْنَ ذَوِی الْحَظِّ الْجَسِیْمِ وَاَصْحَابِہِ الْمُہْتَدِیْنَ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

بیستر اگلزار تابہ سیوم جامع القرآن کامل الحیاء والایمان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہہ گلزار تازہ بہار چہار خیابان - اور دو روش - اور چہار شاخ - اور چہار گل اور دو گلدستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت عثمان کے نام و کنیت کے بیان مین

انکا نسب تواریخ و انساب کے کتب مین ایسا لکھا ہے کہ ھُوَ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی عبد مناف انکا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے - کہتے ہین کہ جاہلیت مین انکی کنیت ابو عمرو تھی اسلام مین جب بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک فرزند ارجمند کی ولادت ہوی انکا نام عبد اللہ رکھے تب سے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہوی - اور حضرت عثمان کے والدہ کا نام اَروی تھا بنت ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف - ابن عباس سے مروی ہے کہ اروی نانا نے بھی اسلام سے شرف پائی -

دوسری خیابان حضرت عثمان کے حلیہ و شمایل کے بیان مین -

انکا قد مبارک اونچا اور رنگ گورا تھا - سر کے بال گرد اور سیاہ اور ریش مبارک کچھہ دراز تھی - اور ان کے بدن کا پوست نرم اور ہاڑ بڑے سخت تھے - ہر دو کندھے کے درمیان چوڑائی تھی - اور چہرۂ مبارک مین بڑی وجاہت اور رنگ ایسا براق تھا کہ شمع کے مانند اس مین چمک تھی اور ہر دو رخسار پر تھوڑے چیچک کے داغ تھے اور انکا حسن جمال اس درجے مین تھا کہ ایکبار جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ چاہین کہ ایسے شخص کو دیکھین کہ اس کا حسن خداداد یوسف علیہ السلام کے مشابہ ہو تو عثمان بن عفان پر نظر کرین - اسامہ سے مروی ہے کہ ایکبار حضرت نے میرے ہاتھ گوشت کا ایک ظرف دیکے بی بی رقیہ کی خدمت مین بھیجا جب مین نے انکے گھر گیا تو دیکھا کہ عثمان ذوالنورین اور جناب رقیہ ہر دو تشریف رکھے تھے مین نے کسی مرد و عورت کو ایسے احسن و اجمل اور زیبا نہین دیکھا - اور ابن لبید سے منقول ہے کہ ایکروز مین نے عثمان ذوالنورین کو دیکھا کہ خچر پر سوار اور ہر دو گیسو چھوڑے ہوے اور دو جامہ زرد پہنے ہوے تھے - ان سے زیادہ جمیل نظر نہ آیا -

تیسری خیابان حضرت عثمان شرف ایمان سے مشرف ہونے کے بیان مین

- زید بن رومان سے

منقول ہے کہ جب حضرت مبعوث ہوے اور خلق کو دین اسلام کی طرف دعوت کرنے لگے عثمان بن عفان و طلحہ بن عبید اللہ
تجارت کی تقریب سے شام کی طرف گئے تھے۔ جب مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آئے ابوبکر صدیق کی دلالت سے حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوے۔ حضرت نے انکو دین اسلام کے شرف و عزت کی اور قرآن مجید کی آیتین تلاوت فرمائین سب بوقت ہر دو ایمان
ایمان سے کامیاب ہوے۔ عثمان بن عفان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب مین نے شام سے مراجعت کی ایک منزل مین جو زرقا
اور معان کے درمیان واقع ہے سو یا تھا اس حال مین مین نے سنا کہ ہاتف کہتا تھا۔ ایہا النیام ہبوا فان محمداً
خرج من مکۃ یدعوا الی الاسلام و الی دار السلام مین نے جب وارد مکہ ہوا اور یہ خبر سنی کہ آپ نبوت کا
دعوا کرتے ہین اسیوقت اس ہاتف کے کلام کو گواہ عدل جانا اور حاضر حضور ہو کے دولت اسلام حاصل کی۔ کہتے ہین کہ انکا چچا حکم
بن العاص نے جب ان کے اسلام سے آگاہ ہوا ان کو مقید کیا اور ادنی اعلی کو جمع کر کے ان کو ملامت کرنے لگا کہ تجھے کیا سزاوار
ہے کہ اپنے آبا و اجداد کے دین سے پھر جاوے۔ شاید کہ تجارت شام سے ہمارے لئے یہی تحفہ لے آیا۔ یہ بہت کچھ تہدید کی اور
کہنے لگا کہ تو دین محمدی سے تبرا نہ کریگا تو ہمیشہ یہی قید و زنجیر مین رہیگا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ واللہ جب تک زندہ رہونگا
دین محمدی سے سر نہ پھیرونگا بلکہ حضرت کی اطاعت مین جان و دل قربان کرونگا جب حکم نے [illegible] تو ناچار ہو کر
ہے کے انکو قید سے چھوڑ دیا پھر ان کا متعرض نہ ہوا۔ چوتھی خیابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذو النورین لقب سے
ملقب ہونے کے بیان مین مشہور یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نو ابین تھے یعنی بی بی رقیہ
و بی بی ام کلثوم ایک کے بعد دوسرے جب انکے نکاح مین آئین ان کو ذو النورین کہنے لگے۔ کہتے ہین کہ زمان آدم سے
خاتم تک کسی امت مین کسی شخص کو یہ فضیلت نہ ملی اور کوئی کسی پیغمبر کے دو دختر کا شوہر نہ ہوا۔ روایت ہے کہ جب بی بی
ام کلثوم کی رحلت ہوئی حضرت نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کسی دختر کے ساتھ عثمان کا نکاح کر دیجیے اسکو بہ جنت نہ بھیجے
ستر اگر مجھے چالیس دختر ہوتے ایک کے بعد ایک عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا ہوتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب حضرت عثمان کا
وجود جانا یہ اور اسلام مین جود و سخاوت اور مہمانون کی ضیافت سے منور تھا اس لیے ان کا لقب ذو النورین ہوا۔ تیسرا قول یہ ہے
کہ اکثرون مین روزہ دار اور شب مین نماز گزار تھے۔ جب ان ہر دو عبادات کے انوار انسے جلوہ گر تھے انکو ذو النورین کہتے تھے
چوتھا قول یہ کہ ان کے قول و فعل ہر دو انوار راستی سے منور تھے اسواسطے ذو النورین سے ملقب ہوے۔ پانچوان قول
یہ کہ حضرت عثمان جب فردائے قیامت بہشت مین ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف رونق افزا ہوین گے تو برق نورانی
ان کے ہر دو جانب ایسے درخشان ہوین گے کہ جس سے بہشت کی سب منزلین پر نور ہو جاوین گے۔ صاحب روضۃ الاحباب
لکھتا ہے کہ انکو ذو النورین اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت کے ساتھ انکو قرابت پدری و مادری حاصل تھی ہو سکے۔ کیونکہ ان کی والدہ

حضرت کی پھوپھی بیضا کی دختر تھی کہ حضرت کے والد عبداللہ کے توام تھے واللہ اعلم۔ **پہلی روش ان آیتوں کی تفسیر میں جو حضرت عثمان کی شان میں نازل ہوئیں۔ پہلی آیت** جو سورۂ بقر میں

آئی ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی پھر خرچ کرکے فقیر پر احسان نہیں رکھتے ہیں اور ایذا انہیں دیتے ہیں۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ کلبی مفسر نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب نزول یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم حضرت کی جناب میں حاضر کئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے ان سے چار ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے اور چار ہزار اللہ تعالےٰ کے واسطے لے آئے۔ تب حضرت نے ان کے حق میں دعا کی بَارَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَمْسَکْتَ لَکَ وَفِیْمَا اَعْطَیْتَ یعنے برکت دیوے اللہ تعالیٰ اس چیز میں جو تو نے رکھی اور اس چیز میں جو تو نے لا دی۔ اور عثمان ذو النورین نے جیش تبوک میں ہزار اونٹ ان کے جھولوں اور پالانوں سمیت حاضر کئے۔ اور ہزار دینار لا کے حضرت کے گود میں ڈال دئے۔ عبدالرحمن بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کی طرف نظر کی کہ کمال فرحت سے وے دینار اپنے مبارک ہاتھ سے منقلب کرتے اور فرماتے تھے کہ مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنے نہیں ضرر کریگا ابن عفان کو جو عمل کریگا آج کے بعد تب یہ آیت شریف نازل ہوئی اور اُسی معالم التنزیل میں لایا ہے کہ منت وہ ہے کہ فقیر پر اپنی عطا سے منت رکھے اور کہے کہ میں نے تجھے ایسی چیز دی۔ اور ایذا دینی وہ ہے کہ محتاج کو شرمندہ کرے اور کہے کہ تو کب تک سوال کریگا اور مجھے ایذا دیگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایذا وہ ہے کہ اپنی بخشش سے جس کو اطلاع دینی ضرور نہو اس کو معلوم کروانا کہ فلاں سائل کو میں نے یہ دیا سفیان نے کہا ہے کہ منت و ایذا کے یہ معنے ہیں کہ سائل سے کہے کہ میں نے تجھکو دیا اور تو اسکی قدر نہ کی عبدالرحمن بن زید اسلم نے کہتا ہے کہ میرے باپ نے کہتا تھا کہ اے لڑکے تو نے جب کسیکو کوئی چیز دی اور دیکھے کہ سائل نے تیرے سلام کو گراں جانتا ہے تو اس کو سلام نہ کیجئے تا وہ تیرے سلام سے شرمندہ نہو۔ غرض جو لوگ اپنا مال خرچ کرکے احسان نہیں رکھتے اور ایذا انہیں دیتے ہیں لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ انہی کو ہے ثواب انکا اپنے رب کے یہاں وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غم کھاوینگے تم اسکے فوت ہونے سے۔ **دوسری آیت** جو سورۂ بقر میں آئی

ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا یعنے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ربا سے۔ صاحب معالم التنزیل نے کہا کہ عطا اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عباس بن عبدالمطلب و عثمان بن عفان کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک شخص کھجور کے باب میں ان ہر دو بزرگوں کا مقروض تھا

جب اس کے باغ میں فصل آئی اس سے کہنے لگا کہ اگر تم ہر دو اپنا حق لے لوگے جو باقی رہیگا وہ میرے عیال کے
کے لئے کفایت نہیں کرتا ہے اگر اب تم آدھا لوگے اور نصف باقی رہ سکے مجھے مہلت دوگے تو تمہارا حق
دونا دونگا پس جب وعدے کے ایام منقضی ہوئے ان ہر دو نے اپنا قرض دونا طلب کیا۔ اور یہ بات حضرت کی خدمت
میں پہنچی حضرت نے انکو بلوا کے منع فرمایا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ان ہر دو نے حکم سنا اور اپنا راس المال
ہی لے کے وہ زیادتی چھوڑ دی۔ اور تیسری آیت جو سورۂ نساء میں آئی ہے و من یطع اللہ یعنی جس نے
اطاعت کی اللہ کی اس کے اوامر و نواہی میں والرسول اور اطاعت کی رسول کی دین کے احکام میں فاولئک
مع الذین انعم اللہ علیہم پس وے لوگ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ رہیں گے کہ انعام کیا اللہ تعالیٰ
نے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں سے
معالم میں لایا ہے کہ نبیین سے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور صدیقین سے ابوبکر صدیق کی طرف اشارہ
شہداء سے عمر فاروق و عثمان ذو النورین اور علی مرتضیٰ کی طرف اور صالحین سے سب صحابہ کی طرف اشارہ ہے
چوتھی آیت جو سورۂ نحل میں ہے ضرب اللہ مثلا رجلین احدہما ابکم یعنی بتلائی اللہ نے ایک مثال کہ دو مرد
ہیں ایک ان سے گونگا ہے جو گونگا مادرزاد ہو وہ بہرا بھی ہوتا ہے لا یقدر علی شیء ایسا شخص نہیں قدرت رکھتا
کسی چیز پر یعنے نہ بات کر سکتا ہے نہ کسی کا کلام سمجھ سکتا وھو کل علی مولاہ باوجود ان باتوں کے وہ گران ہے یعنے
بوجھ ہے اپنے صاحب پر کہ اس کے آقا نے اس کی رعایت حال میں درماندہ اور عاجز ہے اینما یوجھہ لا یأت
بخیر جس جگہ کہ اسکو بھیجے ایک کام کے لئے وہ بھلا کر آوے اور نہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے نہ کسی کا جواب سمجھ سکتا ہے
ھل یستوی ھو ومن یأمر بالعدل کیا برابر ہوئیں ایسا گونگا اور وہ شخص جو دانا اور فہیم ہو اور حکم کرتا ہو عدل کا
عدل ایسی صفت ہے کہ وہ سب فضائل اور مکارم کی جامع ہے۔ وھو علی صراط مستقیم اور وہ سیدھی راہ پر ہے
جس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے جلد اپنے مقصود کو پہنچتا ہے پس جس طرح ایسا گونگا ویسا دانا اور عاقل کے برابر نہیں
ہو سکتا پس بت جو ہیں عاجز و بے قدرت ہیں پروردگار باعظمت کے برابر کیونکر ہو وینگے۔ صاحب معالم نے کہا کہ
کلبی نے کہتا ہے کہ یأمر بالعدل یعنے وہ دکھانیوالا ہے صراط مستقیم سو وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ حکم کرتے
تھے عدل کا اور صراط مستقیم پر تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ عطیہ نے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ یہ دو مثالیں مومن اور
کافر کے واسطے ہیں۔ عطا نے کہتا ہے کہ ابکم سے مراد ابی بن خلف ہے اور یأمر بالعدل سے مراد حمزہ و عثمان بن عفان
و عثمان بن مظعون ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت عثمان ذو النورین اور ان کے غلام اسید بن العیص کے باب میں

[illegible] کہ جناب ذوالنورین نے اس کو اسلام کی طرف دعوت کی اور وہ اسلام قبول کرنے کو مکروہ رکھتا اور انکو
[illegible] کرنے سے منع کرتا تھا - پانچوین آیت جو سورۂ انعام مین آئی ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ یعنی اور جب آوین تیرے پاس وے لوگ جو ایمان لاتے ہین ہماری آیتون پر
تو کہہ سلام علیکم - مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت ان فقرا صحابہ کی شان مین نازل ہوئی کہ انہین سے کفار چاہتے کہ جب
آپ [illegible] تب ان فقرا کو جدا دیوین وے شریک مجلس نہین - اللہ تعالی نے ان کافرونکا کہنا
قبول نہ کیا اور [illegible] فقرا کو جدا دینے سے منع فرمایا سو اس آیت مین حکم کرتا ہے کہ جب وے آوین ان کو سلام کہیے اسواسطے
حضرت کا [illegible] کہ جب [illegible] حضور ہوتے ابتدا سلام مین اقدام فرماتے - اور عطا نے کہا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذوالنورین و علی مرتضی و بلال و سالم و ابو عبیدہ و مصعب بن عمیر و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و عمار بن یاسر
و ارقم بن ابی ارقم و ابی سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان مین نازل ہوئی - چھٹی آیت جو سورۂ فتح
مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ امام حسن بصری نے کہا کہ
رحماء بینہم سے مراد عثمان ذوالنورین ہین - اس آیت کی تفسیر آخر [illegible] تک اوپر گذری ہے اسواسطے یہان اسی پر اکتفا کیا گیا
ساتوین آیت جو سورۂ زمر مین آئی ہے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ یعنے یا وہ شخص جو فرمان بردار ہے اور عبادت
[illegible] ساعات رات کے وقتون مین سَاجِدًا وَّقَآئِمًا سجدہ کرنے والا پروردگار کو اور کھڑا رہنے والا نماز مین يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ
اور ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ اور اس مین امیدوار ہے اپنی پروردگار کی رحمت کا یعنی باوجود ادای التزام
طاعات عبادات کے [illegible] متردد رہتا ہے کیا ایسا شخص اور جو نہین ہے ایسے اوصاف سے متصف نہو ہر دو برابر
ہین یعنے برابر نہین - [illegible] ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کی شان مین نازل ہوئی
اور ضحاک سے [illegible] کی شان مین - اور ابن عمر نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کی شان مین - اور کلبی نے
کہا کہ ابن مسعود اور عمار بن یاسر اور سلمان کی شان مین نازل ہوئی - یہ سب صحابہ ان صفتون سے متصف تھے - اور
[illegible] مین [illegible] کہ اشہر یہی ہے کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین کی شان مین شرف نزول پائی - آٹھوین آیت
جو سورۂ حدید مین آئی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ یعنے اور جو لوگ ایمان لائے
اللہ تعالی پر اور اس کے رسولون پر [illegible] صدق والے راستی والے - معالم مین لایا ہے کہ مجاہد نے کہا کہ جس نے اللہ و رسول
پر ایمان لایا سو وہ صدیق ہے اور یہ آیت پڑھی - اور ضحاک [illegible] نے کہا کہ وے اس امت سے آٹھ شخص ہین کہ خدا و رسول
کی تصدیق کرنے مین سب اہل زمین سے سبقت لے گئے وے یہ ہین ابوبکر صدیق و علی مرتضی و زید و عثمان و طلحہ و زبیر و

وحمزہ اور ان کے نزدیک عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالی عنہم والشہداء عند ربہم اور گواہ اپنے پروردگار کے نزدیک یعنی قیامت کے دن اگلے پیغمبروں اور امتوں کے باب میں شہادت دیویں گے۔ بعضی نے کہا کہ وے شہدا صدیقین ہیں کہ جن کے نام مذکور ہوے۔ اور مجاہد نے کہا کہ ہر مومن صدیق و شہید ہے لہم اجرہم ونورہم ان کے واسطے ہے انکا اجر و ثواب کہ ہم نے جس کا وعدہ کیا اور ان کی روشنی جو صراط پر ہوگی

دوسری روش ان حدیثوں کے بیان میں جو حضرت عثمان کی فضیلت و اخبار شہادت میں آئے ہیں

پہلی حدیث جو صحیح ترمذی میں آئی ہے عن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکۃ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے حدیبیہ میں جب اصحاب کو بیعت رضوان کا حکم دیا تب حضرت نے عثمان ذوالنورین کو اپنی وکالت دیکے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا تھا فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ ورسولہ پس بیعت کی لوگوں نے حضرت نے فرمایا کہ مقرر عثمان تو اب اللہ و رسول کے کام میں ہے فضرب باحدی یدیہ علی الاخری تب حضرت نے اپنا ایک دست مبارک اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کے عثمان ذوالنورین کی طرف سے بیعت لی۔ یعنی اپنے ایک ہاتھ کو عثمان ذی النورین کے ہاتھ کا نائب ٹھہرا کے بیعت سے فراغت حاصل کی۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کا وہ داہنا ہاتھ تھا اور بعضوں نے کہا کہ بایاں ہاتھ تھا۔ منقول ہے کہ حضرت عثمان فرماتے تھے کہ حضرت کا بایاں ہاتھ میرے داہنے ہاتھ سے بہتر ہے۔ فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیہم لانفسہم پس حضرت کا ہاتھ عثمان کے لئے ان دوسرے صحابہ کے ہاتھوں سے ان کے تئیں بہتر تھا۔ دوسری حدیث جو صحیح ترمذی و ابن ماجہ میں آئی ہے۔ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا عثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لہم بی بی عائشہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اے عثمان شاید کہ اللہ تعالی نے تجھے ایک پیراہن پہناویگا مراد خلافت ہے پس اگر لوگ چاہیں کہ وہ پیراہن تیرے بدن سے نکالیں پس انکے جبر پر وہ پیرہن اپنے بدن سے نہ نکالیو یعنے تجھے خلافت سے معزول کرنا چاہیں تو ہرگز تو معزول مت ہو۔ تیسری حدیث وعن ابی سہلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر ابی سہلہ سین کے زبر اور ہا کے سکون سے ہے وہ حضرت عثمان کا غلام تھا سو روایت کرتا ہے کہ حضرت نے ایک بار

جناب عثمان سے پوشیدہ راز کہتے تھے اس وقت عثمان کا رنگ متغیر ہوتا تھا فلما کان یوم الدار قلنا الا تقاتل
پس جب یوم الدار کا واقعہ رو دیا یعنے مصریوں نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا ہم نے کہا کیا ہم جنگ نکریں آپکے ساتھ
قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر علیہ۔ حضرت عثمان نے کہا
کہ نہیں یعنے جنگ نکرو کیونکہ حضرت نے میرے سے عہد لیا اور وصیت کی ہی ایک کام کی سو میں صبر کرنے والا ہوں چوتھی حدیث
عن ابن عساکر عن اسامۃ بن زید قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی منزل عثمان
بصحفۃ فیہا لحم فدخلت فاذا رقیۃ جالسۃ فجعلت مرۃ انظر الی رقیۃ ومرۃ الی وجہ عثمان
یعنے ابن عساکر نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت نے میرے ہاتھ ایک ظرف دیکے عثمان
کے گھر کی طرف بھیجا اس میں گوشت تھا جب میں نے ان کے مکان میں داخل ہوا بی بی رقیہ نے تشریف
رکھی تھی ایکبار میں نے بی بی کے طرف اور ایکبار جناب ذوالنورین کیطرف نظر کی فلما رجعت سال النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لی دخلت علیہما قلت نعم پھر جب میں نے لوٹ آیا حضرت نے
میرے سے پوچھے کہ کیا تو ان دونوں کی خدمت میں گیا تھا میں نے کہا ہاں قال فہل رأیت زوجا احسن منہما
قلت لا یا رسول اللہ پھر فرمایا کیا تو اس سے بہتر کوئی جوڑا دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ
پانچویں حدیث وعن ابی عدی وابن عساکر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا
نشبہ عثمان بابینا ابراہیم ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تشبیہ
دیتے ہیں عثمان کی ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ چھٹویں حدیث وابن عدی عن عایشۃ قالت لما زوج
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابنتہ ام کلثوم بعثمان قال لہا ان بعلک اشبہ الناس بجدک ابراہیم
و ابیک۔ اور ابن عدی نے بی بی عایشہ سے روایت کی ہی کہ بی بی نے فرمایا کہ جب حضرت نے اپنی دختر ام کلثوم
کو عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا اور ان کو فرمایا کہ مقرر تیرا شوہر بڑی شباعت رکھتا ہی تیرے جد ابراہیم اور تیرے
باپ محمد کے ساتھ۔ یہ تینوں حدیثیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفا سے نقل کی گئیں
ساتویں حدیث ہو صحیح ترمذی وابن ماجہ میں آئی ہی عن ثمامۃ ابن حزن قشیری یہ تابعین سے
ہیں کہ زمانہ آنحضرت پایا لاکن اسکو حضرت کی رویت میسر نہوی قال شہدت الدار حین اشرف علیہم عثمان کہتا ہی کہ
جب حضرت عثمان کے مکان کو محاصرہ کئے تھے میں حاضر ہوا انہوں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ فقال انشدکم اللہ
والاسلام پھر کہنے لگا کہ میں تمکو یاد دلاتا ہوں اللہ تعالی اور دین اسلام کا۔ ہل تعلمون ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم المدینۃ ولیس بہا ماء یستعذب غیر بیر رومہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے جب مدینہ کی طرف تشریف لائے اور مدینہ میں بیر رومہ کے سوا کے آب شیرین نہیں تھا تو فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع دلاء المسلمین پس حضرت نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کا کنوا خریدیگا اور اپنے ڈول کو دوسرے مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ برابر کریگا یعنے اسکو اپنی ملک سے نکال کے وقف کر دیگا بخیر لہ منہا فی الجنۃ بہتر ہے اس کے واسطے اس سے جنت میں فاشتریتہا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر تو میں نے اسکو اپنے خالص مال سے خرید کیا اور تم نے آج مجھے اسکا پانی پینے سے منع کرتے ہو یہان تک کہ میں آب دریا پیتے کھارا پانی پیتا ہون فقالوا اللہم نعم پس ان لوگون نے کہا کہ الٰہی ہان ہم یہہ بات جانتے ہین اس بات مین ان کی تصدیق کی فقال انشدکم باللہ والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ پھر بھی قسم دیکے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ کی مسجد اپنے لوگون پر تنگ ہوئی تھی حضرت نے فرمایا کہ کون ہے تم سے کہ فلان شخص کے اولاد کی زمین جو مسجد کے ہمسایہ مین تھی اسکا خرید کے مسجد کو زیادہ کرے سو اسکے واسطے اس سے بہتر ہے جنت مین۔ فاشتریتہا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیہا رکعتین پس مین نے میرے خالص مال سے خرید کیا سو تم آج مجھے منع کرتے ہو کہ مین دو رکعت نماز پڑھون فقالوا اللہم نعم پس ان لوگون نے کہا کہ الٰہی ہان یہہ بات ہم جانتے ہین قال انشدکم باللہ والاسلام هل تعلمون انی جہزت جیش العسرۃ من مالی پھر بھی قسم دیکے پوچھے کہ لوگو تم جانتے ہو کہ مین میرے مال سے جیش عسرت کا ساز وسامان کر دیا قالوا اللہم نعم ان لوگون نے کہا الٰہی ہان ہم جانتے ہین قال انشدکم باللہ والاسلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض پھر بھی سوگند دیکے پوچھے کہ آیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے مکہ معظمہ کے کوہ ثبیر پر کھڑے تھے ثبیر نے کے زبر اور بے کے زیر اور یے کے سکون سے ہے اور حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور مین حاضر تھے سو وہ پہاڑ جنبش مین آیا یہان تک کہ اس کے پتھر نیچے گرے اسکے ہلنے کا سبب بعضے شارحون نے ایسا لکھا ہے شاید کہ اللہ تعالی کے بعضے صفات قہریہ تجلی کی ہون یا نبوت کی سطوت وعظمت ظہور کی۔ فقیر کہتا ہے کہ یہہ بات بھی ہو سکے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب اس پر قیام فرمایا کمال خوشی سے اسکو وجد وطرب ہوا سو جنبش مین آیا جیسے سعد بن معاذ کی روح سے عرش معلی

کو اہتزاز ہوا واللہ اعلم۔ قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہید حضرت نے فرمایا کہ ساکن رہ اور
آہستہ ہولے اے ثبیر پس نہیں ہیں تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور شہید اللھم نعم انہوں نے کہا کہ الٰہی ہاں ایسا ہی
ہے قال اللہ اکبر شہدوا ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا عثمان ذوالنورین نے کہا اللہ اکبر
تم شاہد ہو قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی کہ میں شہید ہوں روایت کی اس حدیث کی ترمذی و نسائی و دارقطنی نے۔

آٹھویں حدیث عن طلحۃ بن عبید اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل
نبی رفیق ورفیقی فی الجنۃ عثمان طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں
عثمان ہے۔ روایت کی اس حدیث کی ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ انکے سوا اور بھی حدیثیں آئی ہیں۔ جیسا روضۃ الاحباب
اور خلاصۃ السیر اور دوسرے تصانیف میں مذکور ہیں خوف طوالت سے یہاں اس قدر پر اکتفا کیا۔ پہلی شاخ
حضرت عثمان کے اخلاق و عبادات و عجیب اعتقاد و کثرت خیرات و صدقات و انفاق
مال فی سبیل اللہ کے بیان میں۔ روایات کثیرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان نے کئی راتیں مقام ابراہیم
میں آکے یہاں تک نماز و نیاز میں قیام کرتے کہ صبح ہو جاتی ایک دوگانہ میں ختم قرآن کرتے پھر نماز صباح کے بعد قرآن مجید
دیکھ کے تلاوت فرماتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تمام شب از بر ختم قرآن کرتے ہو پھر دن میں مصحف دیکھ کے جو پڑھتے ہو
اس میں کیا حکمت ہے۔ جواب دیا کہ قرآن کریم میرے پروردگار کا منشور ہے جو میری طرف آیا ہے۔ جب کسی امیر کا منشور کسی رعیت
کی طرف آوے تو اس کو لازم ہے کہ ہر روز ایکبار اس کو کھول کے نظر کرے اور احتیاط کرے کہ کس چیز کا حکم کیا ہے اور کس چیز
سے منع فرمایا ہے۔ پس البتہ بندے کو لازم ہے کہ ہر روز منشور ربانی دیکھے اور اوامر و نواہی میں غور کرے۔ لکھتے ہیں کہ
ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے اور باوجود اس احتیاط کے ان سے منقول ہے کہ میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ مگر اس نماز
میں جو قصور میرے سے صادر ہوا ہو اس سے استغفار کیا۔ ان کے روزے کا بیان یہ ہے کہ اکثر اوقات روزہ
رکھتے اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ سال بھر صائم رہتے غرض کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور ان کے حج و عمرے کا
بیان یہ ہے کہ ان کے حج و عمرے کا تعداد عشرہ کاملہ کو پہنچا تھا۔ اگر فی سبیل اللہ ان کے مال خرچ کرنے
کا بیان یہ ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا من جہز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ یعنے جس نے جیش عسرت کا تہیہ
کیا اس کے واسطے جنت ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمان نے یہ حدیث سنی پیچھے سو پچاس اونٹ ایک روایت
سے نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے حاضر کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور ساٹھ
روپے کے اوقیہ مجاہدین کو نقد دیا۔ عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے اس روز دیکھا کہ حضرت تشریف لاتے جاتے اور

یہہ دعا کرتے تھے کہ اللّٰھم اغفر لعثمان ما اقبل وما ادبر وما اخفی وما اعلن وما اسرہ وما اجہرہا
لاتے ہین کہ جب مہاجرین کی جماعت دار مدینہ ہوی ان پر پانی کی بڑی تنگی ہوئی کیونکہ مدینہ طیبہ مین کنوین کھاری
پانی کے تھین اور آب شیرین بہت دور تھا ان کو اس قدر قوت نہین تھا کہ آب شیرین دور سے منگا وے۔ اور
ان کے پاس اونٹ بھی نہین تھے اور اونٹ رکھنے کی طاقت بھی نہین تھی بنی نجار کے قبیلہ سے ایک یہودی کے
ملک مین آب شیرین کا ایک کنوا تھا اس کو بیر رومہ کہتے تھے اسکا پانی گران قیمت سے بیچتا تھا ایک مُد اناج لیکے
ایک مشک پانی دیتا تھا مالداروں کے سواے کوئی خرید نہین سکتا تھا۔ حضرت نے اس یہودی کو بلوا کے دعوت
اسلام کی اور فرمایا کہ اگر اس کنوے کو آج رضاے الٰہی کے لئے سبیل کر دیگا مین ضامن ہوتا ہون کہ فرداے قیامت
جنت مین آپ خوشگوار کا ایک چشمہ تجھے عنایت ہو۔ اس یہودی نے خدمت یقین سے اس کنوے کو وقف کرنے
پر راضی ہوا چشمہ آب جاودانی پر اس چاہ فانی کو ترجیح دی اور کہنے لگا کہ میرے اہل کی معیشت اسی کنوے پر
موقوف ہی۔ حضرت عثمان نے وہ کنوا اس سے خرید کرنا چاہا جب قیمت دریافت کی تو اس نے پینتیس ہزار درہم
پر راضی ہوا پس اس قیمت سے خرید کر کے للّٰہ وقف کر دیا اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللّٰہ کہ وہ چشمہ جنت
مجھے عنایت ہو نیکے لئے آپ ضامن ہو۔ فرماتے کہ ہان۔ اور یہہ روایت ہی کہ اس یہودی نے نصف چشمہ بیچنے
پر راضی ہوا اور آپس مین ایسا اقرار ہوے کہ ایکدن حضرت عثمان کا قرار رہے دوسرے دن اس یہودی کا جس دن
حضرت عثمان کی نوبت پہنچی جب پانی بلا قیمت ملتا مدینے والون کا اس قدر ہجوم ہوتا اور اتنا پانی کھینچتے کہ دو روز
کفایت کرے۔ یہودی کی نوبت کے دن کوئی اس کی خریدی کی طرف التفات نہین کرتا۔ یہودی تنگ آگیا آخر نابچار
وہ آدھا بھی بیچ دیا۔ حضرت عثمان نے بڑی خوشی سے خرید کر کے اسکو وقف کیا۔ اس کام سے سب اہل مدینہ
نہایت خوش ہوے اور حضرت عثمان کی رفعت شان کا سبب ہوا۔ تنبیہہ صحاح ستہ مین یہہ حدیث مروی ہے
کہ حضرت نے فرمایا مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَۃَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ یعنے جس نے رومہ کا کنوا کھودا اس کے واسطے جنت ہے
راوی کہتا ہی فَحَفَرَھَا عُثْمَانُ یعنے پس اسکو کھودا عثمان نے۔ اگرچہ یہہ حدیث پہلی روایت کی مخالف ہی۔ لاکن ہر دو کی تطبیق
یہی ہے کہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین حفر سے مراد اس کو خرید کرنے کے بعد اسکی تجدید و تعمیر ہے۔ اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جب
اسکا پانی کم ہوا اسی کے نزدیک دوسرا کنوا کھودا گیا اسکا نام بیر رومہ ہے واللّٰہ اعلم۔ اور مروی ہی کہ حضرت عثمان کی خلافت مین
لوگون کی کثرت سے جب مسجد نبوی تنگ ہوی لوگون نے انکے پاس شکایت لائی تب انہون نے مسجد کے ہمسایے مین جو
مکانات واقع تھے قیمت کثیر سے خرید کر کے داخل مسجد کئے اور اسکی تعمیر مین بڑا تکلف کیا اور اسکی دیوارین سفید گچ سے بنائین

لکھتے ہین کہ گچ اس نواح مین میسر نہین آتی تھی سو بطن نخلہ سے جو مدینے سے کئی میل کی مسافت تھی لاتے تھے اور زر سے مخلوط کر کے چڑاسے اور ان کے ستون تراشے ہوے سنگ منقوش سے اور اسکا سقف چوب ساج سے بنوایا اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھوایا اور اسکا فرش رصاص کا بنوایا اور ان کے دروازے جیسے حضرت کے زمانے مین ستہ من تھے اسی کو بحال رکھا - اور حضرت عثمان خود بنفس نفیس راحلہ پر سوار ہو کے مسجد کی طرف ہر روز تشریف لے جاتے اور معماروں کی دلداری اور انعام و اکرام کا وعدہ کرتے اور اس کے استحکام و آرائش مین جہد بلیغ کرنے کے لئے ترغیب دیتے اور کبھی وہین قیلولہ فرماتے اور کبھی اسکے اہتمام مین عشا کے بعد وہین شب گذارتے یہان تک کہ اس خلیفہ عالیشان کی حسن سعی سے مسجد کا کام حسن انصرام کو پہنچا اور عمارت نہایت مستحکم اور رشین ہوی سب خواص و عوام ان کے لئے دعا کئے - روایت ہے کہ انکی خلافت مین سبب بڑا قحط ہوا اہل مدینہ تصدیع کھینچ رہے تھے ایسے مین حضرت عثمان کے توابع اور خدام ہزار بار شتر گیہون تجارت کے لیے لائے - مدینے کے تاجرون نے آکے خریدنا چاہا - آپنے پوچھا کہ ایک قفیز تم کس قیمت سے لوگے ایک جماعت نے کہا کہ ایک دینار زر سرخ سے - اور بعضے دو دینار اور بعضے تین دینار مانگے - حضرت عثمان نے پھر سوال کیا کہ تم سے کوئی ایسا ہے کہ اسکی قیمت بڑھاوے - کوئی زیادہ نہین کہا - آپنے فرمایا کہ تم تین دینار سے نہین بڑھا سکتے ہو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

دیکھئے کہ حق تعالیٰ نے ایک کے بدل دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے زیادہ کا وعدہ فرمایا ہے پس حکم کیا کہ وہ سب گیہون مدینہ طیبہ کے فقرا و مساکین پر تصدق کر دیوین سو اسیوقت خیرات کر دئے - **دوسری شاخ حضرت عثمان کے زہد و تواضع اور حیا و بکا و خوف و خشیت کے بیان مین** - لائے ہین کہ حضرت عثمان اپنی خلافت مین اکثر اوقات مسجد نبوی مین روے زمین پر قیلولہ فرماتے جب بیدار ہوتے آپ کے مبارک بدن پر سنگریزون کا نشان ظاہر رہتا - عبداللہ بن شداد سے منقول ہے کہ عثمان ذوالنورین کو انکی خلافت مین دیکھا ہون کہ حضرت کے منبر پر خطبہ پڑھنے مین مشغول تھے ان پر ایک ایسی موٹی چادر عدنی تھی کہ اسکی قیمت پانچ درہم سے زیادہ نہو - لکھتے مین کہ اپنی خلافت مین لوگون کو الوان نعمت سے سیر کرواتے اور آپ سرکہ و نان پر قناعت فرماتے - اور خچر پر سوار ہوتے اور اپنے غلام کو ردیف بناتے **ان کی کثرت حیا کا بیان** یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی شان مین فرماتے ہین کہ احیاھم عثمان اور عبداللہ بن عمر نے حضرت سے روایت کی ہے کہ فرمایا اَحْیَاھُمْ عُثْمَانُ اور انہین سے منقول ہے کہ قریش سے تین مرد ایسے ہین کہ اصبحھم وجوھا و احسنھم اخلاقا و اشدھم حیاءً وے صدیق اور عمر و ذوالنورین

وابو عبیدہ ہیں آنحضرت ہیں ۔ اور حسن بصری سے مروی ہے کہ عثمان ذو النورین کی شدت حیا اس مرتبے میں تھی کہ جب غسل
کرتے تو حمام کے دروازے پر قفل ڈلواتے اور پیرہن بدن سے نہیں نکالتے اسی پر غسل کرتے ۔ اور اللہ تعالی کا خوف آپ پر
یہاں تک غالب تھا کہ ایکبار قبر کے پاس کھڑے تھے اور بسیار روتے تھے کہ ریش مبارک تر ہوئی تھی رفیقوں نے سوال کیا
کہ بہشت و دوزخ کے بیان میں آپکا یہ حال نہیں ہوتا جیسا قبر سے ہوتا ہے کہ بہر گریہ اس قدر روتے ہو فرمایا کہ میں نے حضرت
سے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل قبر ہے جس نے اس منزل سے سالم نکلا اور نجات پائی تو اسکے بعد جو منزلیں ہیں
انسے بھی آسانی کے ساتھ گذر جائیگا اور اگر اس منزل سے سالم نہ گذرا تو دوسرے منزلوں میں زیادہ سختی دیکھیگا اللہ کی
پناہ ۔ **پہلا گگل عثمان ذو النورین کے خصوصیات کا بیان** ۔ پہلا خصوصیہ یہ ہے کہ حضرت کی دو
دختر نیک اختر کے وہ شوہر ہیں ۔ یہ فضیلت زمان آدم سے خاتم تک کسی امت میں کسی کو نصیب نہوئی ۔ اور وہ
جامع قرآن ہیں اس ترتیب پر جو لوح محفوظ پر ہے ۔ اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں دس خصلتیں ذخیرہ کی
پہلی یہ کہ سابقین اسلام سے میں چوتھا مومن ہوا ہوں ۔ دوسری تغیر نہیں کیا ہوں ۔ تیسری کبھی جھوٹ نہیں کہا ہوں ۔
چوتھی یہ کہ جس وقت سے کہ میں نے اپنا ہاتھ بیعت اسلام کے لئے حضرت کے ہاتھ دیا تب سے کبھی وہ ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ
کو نہ لگایا ۔ پانچویں جب سے کہ اسلام لایا تب سے کوئی ہفتہ ایسا نہیں کہ جس میں ایک غلام کو آزاد کیا مگر جب میری ملک میں
کچھ نہ تھا میں اقرار کیے اسکا تدارک کیا ہوں ۔ چھٹویں یہ کہ کبھی اپنی عمر میں زنا کا مرتکب نہوا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں
ساتویں شراب کی قباحت سمجھ کر کبھی نہیں پیا ہوں ۔ اور تین خصلتیں کہ میں کتب حدیث وسیر و تواریخ میں نظر سے آئیں
ایک مسجد نبوی کا زیادہ کرنا ۔ اور جیش عسرت کا ساز و سامان مہیا کر دینا ۔ اور بیر رومہ کا خرید کرنا ان تینوں خصلتوں
سے دس کامل ہوتے ہیں واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور عبد الرحمن بن مہدی جو لقاء علماء حدیث سے ہے
کہتا ہے کہ عثمان ذو النورین میں دو فضیلتیں ایسی ہیں کہ شیخین میں نہیں ۔ پہلی فضیلت یہ کہ متعدد قرآن صحف
میں لکھا کے آفاق میں منتشر کئے جس سے قرآن کریم کے اختلافات کا سد باب ہوا ۔ دوسرے یہ کہ ظالموں کے فتنہ و فساد
میں صبر کیا اور اپنی جان عزیز راہ حق میں قربان کی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا ۔ **دوسرا گگل عثمان ذو النورین
کے تعداد مرویات کے بیان میں** ۔ ایک سو چالیس پر چھے حدیث انسے مروی ہیں ۔ انسے صحیحین
میں متفق علیہ تین حدیث ہیں ۔ اور فرد بخاری آٹھ ہیں ۔ اور فرد مسلم پانچ ہیں ۔ باقی دوسرے کتابوں میں
آئی ہیں ۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر جیسے زید بن خالد جہنی و ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و سائب بن یزید و ابو
قتادہ انصاری و ابو ہریرہ دوسی و انس بن مالک و عبد اللہ بن مسعود و زید بن ثابت و مغیرہ بن شعبہ و عبد اللہ بن

وسلمہ بن الاکوع - وعمران بن حصین - وابوامامہ وطارق بن اشیم وعبداللہ بن الحارث وابن نوفل ومروان بن الحکم
ومحمد بن لبید الانصاری - وعبداللہ بن عدی بن الخیار وسعد بن العاص اور تابعین سے ایک بڑی جماعت جیسے ابان
وعمر وسعید وزید بن دارہ وحمران وسعید بن المسیب واحنف بن قیس وطارق بن شہاب وثمامہ بن حزن قشیری
وابو رجا وغیرہم رضی اللہ عنہم حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں - الغرض جو حدیثیں مروی ہیں از انجملہ یہہ حدیث
جو انہوں نے کہی کہ میں نے سنا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جہاد میں ایک شب کی
حراست کرےگا ہزار راتیں عبادت میں قیام کرنے اور ہزار دن روزہ رکھنے سے افضل ہے از انجملہ یہہ حدیث ہے
کہ کہی کہ میں نے حضرت سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہے ایسا ہے کہ آدہی
رات نماز میں قیام کیا - اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پاوے ایسا ہے کہ تمام شب نماز میں گذارا از انجملہ
یہہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
از انجملہ یہہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ از انجملہ یہہ حدیث ہے من مات وهو يعلم
انه لا اله الا الله دخل الجنة

بیسر اگل حضرت عثمان کے بعضے مواعظ وآثار کے بیان میں

- از انجملہ یہہ قول ہے تاجروا اللہ تربحوا یعنے تجارت کرو اللہ تعالی کے ساتھ تا فائدہ پاو - یعنے
قرآن مجید کی تلاوت کرو اور نیک کاموں میں مال خرچ کیا کرو تا آخرت کے فائدے تمہارے نصیب ہوں اس قول پر اس
آیہ کریمہ کا مضمون دال ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ　از انجملہ یہہ قول ہے يكفيك من الحاسد ان
يغتم وقت سرورك یعنے تیرے حاسد سے تجھے اس قدر بس ہے کہ تیری خوشی کے وقت وہ غمگین ہوتا ہے - از انجملہ
یہہ قول ہے العبودية محافظة الحدود والوفاء بالعهود والرضى بالورود والصبر عن المقصود
یعنے عبودیت نگاہ رکھنا ہے حدوں کا اور وفا کرنا عہدوں کا اور راضی رہنا وارد ہونے پر قضا کے اور صبر کرنا مقصود سے
یعنے مقاصد بر آنے میں تاخیر ہو تو صبر کرنا - از انجملہ یہہ قول ہے بَادِرُوْا اٰجَالَكُمْ بِخَيْرِ مَا تَقْدِرُوْنَ عَلَيْهِ
یعنے جلدی کرو تم تمہاری موت کے لئے اُن نیکیوں کے ساتھ کہ جن پر تم قدرت رکھتے ہو - از انجملہ یہہ قول ہے
اِنَّمَا الدُّنْيَا طُوِيَتْ عَلَى الْغُرُوْرِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا یعنے مقرر دنیا لپیٹی گئی ہے کر دفریب پر پس تم کو فریب نہ دیوے
دنیا اور تم کو دہوکا نہ دیوے اللہ تعالی کے ساتھ دہوکا - از انجملہ یہہ قول ہے هم الدنيا ظلمة في القلب وهم الآخرة
نور فيه یعنے غم دنیا کا دل کی تاریکی کا سبب ہے اور آخرت کا غم دل کی روشنی کا موجب - از انجملہ یہہ قول ہے

خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب اللہ یعنی سب لوگون سے بہتر وہ شخص ہے کہ گناہون سے پاک ہوا اور قرآن کریم کے احکام اور آداب و اخلاق کو دست آویز کرے - از انجملہ یہہ قول ہے من علامات العارف

ان یکون مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضا یعنی علامات سے عارف کے یہہ ہے کہ وہ ہووے ساتھ خوف و رجا کے اور ہووے اس کی زبان پر حمد و ثنا اور آنکھون مین اس کے حیا و بکا اور ارادہ اس کا ترک و رضا - از انجملہ یہہ قول ہے ومن علامات

المتقی انہ یری الناس قد نجوا ویری نفسہ قد ھلکہ یعنی متقی کے علامات سے یہہ ہے کہ دیکھے لوگون کو وے نجات پاوے اور دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ ہلاک ہوا ومن کان الدنیا سجنہ فالقبر لہ جنۃ یعنی جو شخص کہ دنیا اسکا بندیخانہ ہو پس قبر اسکی راحت کی جگہہ ہوگی - از انجملہ یہہ قول ہے کہ لو طہرت قلوبکم ما شبعت

من کلام اللہ یعنی اگر تمہارے دل گناہون سے پاک ہووے قرآن مجید کی تلاوت سے سیر نہو گے - چونکہ

ذکر حضرت عثمان کی اولیات کے بیان مین

- منقول ہے کثرت سے صحابہ جمعہ کے دن دو سری اذان حضرت عثمان ہی نے ٹھہرائی - اور ہر دو خطبون کے درمیان جلسہ انہین نے [illegible] بیٹھنا [illegible] کبھی انہین سے ہے [illegible] اور مسجد مین اول [illegible] - چراغ روشن کرنا بھی انہین نے [illegible] کچھ ایسا لگا [illegible]

حضرت عثمان اپنی خلافت مین قرآن مجید جمع کرنے اور دور دور کے ملکون مین روانہ فرمانے کے بیان مین

- حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ [illegible] خلافت مین جہاد کے لئے جو شام کی طرف گیا فتح آرمینیہ و آذربایجان کی ایام مین بعضے صحابہ کو دیکھا کہ قرات قرآن مین جھگڑتے ہین بعضے ابو درداء اور مقداد کو استاد جانتے اور بعضے ابو موسی اشعری و عبد اللہ بن مسعود کو پیشوا جانتے ہین اور ہفت لغت پر قرآن پڑھتے ہین ایک نے کہتا ہے کہ میری قرات بہتر ہے اور دوسرے سے بولتا ہے کہ میری قرات بہتر ہے مین نے یہہ حال دیکھکے نہایت تنگدل اور ہراسان ہوا امیر المومنین عثمان بن عفان کی خدمت مین آکے انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ اس امت مین اختلاف پڑنے کے آگے جلدی کیجئے قرآن مجید کو جمع کرنے اور یہہ اختلاف اٹھا دینے کے باب مین بجمیع ہمت مصروف ہوا چاہئے تا اس امت مین ویسا اختلاف نہ پڑے جیسا توراۃ و انجیل مین یہود و نصارا کے درمیان پڑا - تب جناب خلافت مآب نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کرکے مشورت کی - اور فرمایا کہ میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے کہ حضرت کے سال وفات تک جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو قرآن مجید جس لغت پر سنایا اسی لغت پر جمع کرین - سب صحابہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا - تب ابو بکر صدیق نے

جو قرآن جمع کئے گئے تھے وہ انہیں کے پاس تھا ان کے بعد عمر فاروق کے پاس ان کے بعد انکے دختر ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا سو حضرت عثمان نے اس کو اور دوسرے صحابہ سے جو کچھ کہ لکھے تھے سب منگوا کر منگایا - اور صحابہ سے زید بن ثابت انصاری و عبداللہ بن زبیر و سعید بن العاص و عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو بلوا کے اور اس کام کے لئے ایک مکان علیحدہ مقرر کرکے حکم کیا کہ سب لغات کو متروک کرکے لغت قریش پر لکھیں سو سات نسخے قرآن مجید لکھے گئے پس جناب خلافت مآب نے ایک قرآن کریم مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور دوسرا مدینہ طیبہ میں رکھا تیسرا کوفہ کو چوتھا بصرے کو پانچواں یمن کو چھٹا شام کو ساتواں بحرین کو روانہ کیا انہیں سات قرآن کو امام کہتے ہیں کہ قرأت اور کتابت میں وہی پیشوا ٹھہرے لوگ اسی لغت پر تلاوت کرنے اور انہیں سے نقل لینے لگے اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہیں کی نقول ساری جہان میں پھیل گئے - اور دوسرے قرآن جو مختلف اللغات تھے ان سب کو جلا دیا بعضے لوگوں نے اس کام پر اعتراض کیا - حضرت علی نے انکو جواب دیا کہ عثمان ذوالنورین نہ جلاتے ہوتے تو میں جلایا ہوتا تا کہ فتنہ نہ ہو ... الحمد حضرت عثمان کے ہاتھ سے یہ بڑا کام ظہور میں آیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ - ذکر دوسرا

حضرت عثمان ذوالنورین کے بعضے اوصاف و اخلاق و فتوحات کے بیان کا

حضرت عثمان مشاہیر قریش سے تھے جاہلیت اور اسلام میں عفیف و شریف معظم و مکرم تھے - اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف خصوصاً جود و سخا اور حلم و حیا میں مشہور و معروف تھے - اور صاحب [illegible] اور رنج و بلا میں بڑے صابر اور [illegible] میں مشارکت تھے - اور مناسب الٰہی میں مال کثیر خرچ کرنے والے اور [illegible] اور ریاضت بجا لانے والے - اور رفق و ملائمت اور حلم و تقویٰ میں ان کو بڑی شہرت تھی - اور اکثر راتیں [illegible] شب میں قیام کرتے تھے - اور حضرت کے ساتھ سب مشاہد میں حاضر مگر غزوہ بدر میں [illegible] اور بیعت الرضوان کے وقت [illegible] حکم سے بعضے مکیوں کے پاس پیغام لے گئے تھے - حضرت نے انکو [illegible] شمار کیا - اور حضرت انکی تعظیم و تکریم کرتے اور امانت و حیا کی صفت سے ان کی تعریف فرماتے انکی ایام خلافت میں بہت سے ملک [illegible] اسلام میں آئے چنانچہ ہمدان و آذربائیجان و افریقیہ و اسکندریہ و قبرس و اندلس [illegible] و سیستان [illegible] و نیشاپور و طوس و بادغیس و ہرات و بلخ [illegible] و قسطنطنیہ [illegible] - کہتے ہیں کہ انکے زمانے میں نقد جواہر و غنایم کی کثرت سے حلے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی - [illegible] ایک جماعت ثقہ سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ عثمان ذوالنورین کے ایام خلافت عدالت میں عمر فاروق کے ایام کے مانند تھے بلکہ رفق و ملائمت اور لوگوں کے ساتھ مواسات میں بڑھ گئے تھے یہاں تک کہ فتنہ ظہور میں آیا اور غوغا سے عام ہوا -

قرار پانا خلافت کا عثمان ذوالنورین پر مشورت سے

اصحاب شوریٰ جمع ہو گئے۔ آنحضرت نے ذکر فرمایا کہ جب امیر المومنین عمر فاروق اعظم زخمی ہوئے امر خلافت مہاجرین میں سے
چھ اصحاب پر منحصر کر گئے اور شوریٰ پر حکم فرمایا وہ چھ اصحاب یہ تھے عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن
ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ... کو وصیت کر گئے وقت طلحہ حاضر نہ تھے ... پھر حضرت عمر کے دفن
کے بعد ... اور شوریٰ ... الغرض ... فاروق اعظم کی ... سے فارغ ہوے
وقت چھ اصحاب ... عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ ... اصحاب تم آگاہ ہو کہ مجھے
تمہارے ساتھ کچھ منازعت نہیں اور خلافت ... کی طرف مجھے رغبت نہیں تم چاہتے ہو تو مجھکو اختیار دو تاکہ تمہارے
واسطے خلیفہ مقرر کردوں ... سب راضی ہوئے۔ پھر اصحاب شوریٰ کی طرف متوجہ ہوا کے کہا کہ تم اپنا اختیار تین شخص کو دو
زبیر نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی مرتضیٰ کو دیا طلحہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمان ذوالنورین کو بخشا سعد بن ابی وقاص
نے کہا کہ میں نے اپنے کام کا متولی عبدالرحمن بن عوف کو ٹھیرایا عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنی گردن اور زبیر اور
سعد کی گردن ربقۂ خلافت سے خالی کیا پس تمام اصحاب کرام عبدالرحمن بن عوف کی صوابدید پر راضی ہوکے اپنے مکانات کی
طرف سدھارے عبدالرحمن نے ایک معتمد کے زبانی حضرت کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ اگر میں آپ سے بیعت نکروں تو آپکی
مرضی کس کی خلافت پر ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ عثمان ذوالنورین کی خلافت پر۔ پھر حضرت عثمان کے پاس پیغام
بھیجا کہ میں آپ سے بیعت نہ کروں تو آپ کس کی خلافت پر راضی ہو۔ جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ کی خلافت پر
پھر زبیر و طلحہ کو بلواکے پوچھا کہ خلعت خلافت تم کو نہ ملی تو خلافت کے لئے تم کس کو سزاوار جانتے ہو زبیر نے حضرت علی کا
نام لیا اور طلحہ نے حضرت عثمان کا نام۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اب امر خلافت ختنین یعنے علی مرتضیٰ و عثمان ذوالنورین میں دایر
ہے۔ روایت ہے کہ عبدالرحمن نے تین روز تک سب مہاجرین و انصار سے ملکر ہر ہر سے بصلحت و مشورت کی طور پر استمزاج
کی کہ اب امر خلافت ختنین میں دایر ہے تم کس کو سزاوار جانتے ہو اکثر لوگ حضرت عثمان کی حلم و حیا اور جود و سخا اور ورع و تقا
اور حسن معاش و مدارا اور تحمل گیری و محمل انگاری پر نظر کرتے انہیں کی خلافت کی طرف مائل ہوئے اور ایک جماعت
حضرت علی سے وفور علم و کیاست اور فہم و فراست و غایت شجاعت و جلادت و نہایت زہد و قناعت و کرم و مروت و
جوانمردی و فتوت اور کمال عدالت و صلابت و مہابت و نجابت پر نظر کرتے آپ کی ہی خلافت پر راغب ہوئی مسور
بن مخرمہ جو عبدالرحمن بن عوف کا خواہرزادہ ہے روایت کرتا ہے کہ اس شب میں جس کے علی الصباح عثمان ذوالنورین کے ہاتھ
پر بیعت واقع ہوئی میرے ماموں عبدالرحمن نے میرے گھر آیا اس وقت میں نے خواب میں تھا سو بیدار کیا اور کہنے لگا کہ تین
شب سے میں خواب نہیں کیا ہوں اب تو جاکے زبیر اور سعد کو بلا لائے میں نے جاکے ان ہر دو کو بلواکے لایا۔ ان ہر دو نے مشورت

کی شوریٰ پر کلام کر سکے انہیں نصیحت دی - ایک بار [illegible] کہ [illegible] [illegible]
اچھے ہے تو انسب ہے کیونکہ انہوں نے علم و حلم [illegible] [illegible]
علم قضا اور قطع و فصل [illegible] اور بیعت [illegible] [illegible] حضرت کی قرابت [illegible]
ہے - القصہ راوی لکھتا ہے کہ جب [illegible] [illegible]
بلا لے آ - میں نے پوچھا کہ پہلے کس کے یہاں جاؤں - تو فرمایا تو جس کو چاہے [illegible] - پھر میں [illegible] کو بلا [illegible]
با ہم ہر دو کو - کہا کہ ہر دو کو باہم بلا لے آ - جب میری خاطر جناب امیر کی طرف زیادہ مائل [illegible] انہیں کو [illegible]
وہ نماز میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے میں نے اپنے ماموں کا پیغام پہنچایا - میرے پیچھے آ [illegible] کی کہ [illegible] کو
طلب کیا ہے میں نے کہا ہاں عثمان ذو النورین کو بھی بلوایا ہے پوچھا ہم ہر دو میں سے آگے کس کو بلوایا ہے میں نے کہا کہ [illegible] تمہیں مجھکو
اختیار دیا پھر پوچھے کیا ہم ہر دو ملکر چلیں یا جدا جدا میں نے کہا کہ آپ چلیں میں جلدی [illegible] کو بھی بلا لیکے
آتا ہوں - پھر میں نے جلدی سے جناب ذو النورین کے یہاں گیا جو سوال و جواب کہ جناب امیر کے ساتھ واقع ہوئے تھے
ان کے ساتھ بھی وقوع میں آئے پھر ہم دونو جلد نکلے اثنائے راہ میں جناب امیر کے ساتھ ملحق ہوئے جب ہم تینوں میرے
ماموں کے پاس جا پہنچے - انہوں نے جناب امیر کے ساتھ بہت سی باتیں کر کے سوال کیا کہ یا ابو الحسن اگر خلافت آپ کے نام پر
قرار پا دے کیا آپ کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کروگے - جناب امیر نے جواب دیا [illegible] [illegible]
کرونگا - پھر عثمان ذو النورین سے بھی وہی بات پوچھی تو انہوں نے [illegible] [illegible] کو قبول کیا - تب میرے ماموں نے
ان ہر دو کو رخصت دی - راوی نے لکھا ہے کہ اسی میں صبح کی اذان ہوئی مجھکو گمان بھی تھا کہ عبد الرحمن جناب امیر کے ہاتھ پر
بیعت کریں گے ان کے قراین سے بھی بات پائی جاتی تھی - غرض جب نماز صبح کے لئے مسجد کی طرف گئے اور سب
مہاجرین و انصار اور تابعین کبار جمع آئے اور نماز سے فراغت حاصل ہوئی عبد الرحمن نے حضرت کے منبر مطہر پر سوار ہو کے
حمد و ثنائے الٰہی اور درود و سلام جناب رسالت پناہی کے بعد سوال کیا کہ اے اہل شوریٰ کیا خلیفہ ٹھہرانیکا کام میری رائے پر
مفوض ہے انہ سب نے کہا کہ ہاں پھر جناب امیر سے کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنے کے باب میں وہی سوال کیا
جو آگے کیا تھا آپ نے وہی جواب دیا جو آگے دیا تھا پھر جناب امیر کا ہاتھ پکڑنے کے کہنے لگا کہ یا ابو الحسن اللہ تعالیٰ آپکا
رقیب ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرب قرابت اور اسلام میں تقدم اور سبقت آپ کو ثابت ہے اگر
خلافت کے لئے آپکو اختیار کروں البتہ عدل و انصاف سے آپ عدول نکروگے - اگر عثمان ذو النورین کو خلیفہ ٹھہراؤں
آپ مخالفت کی راہ نہ لوگے - پھر کہنے لگا کہ لوگو باوجود فاضل کے مفضول کو خلیفہ نہیں ٹھہرانے کے باب میں میں نے ہر چند

کوشش کی۔ اور تیجان کو بلا استیغ سارا حوال کیا لاکن اکثر لوگون کی رغبت عثمان بن عفان کی طرف پائی۔ پس مین نے علی ابن
... مسجد میں لے گئے آگے
اور مین نے حضرت علی سے سوال کیا کہ اگر میں آپ کو خلافت کے لیے اختیار کرون کیا آپ کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت
پر عمل کرینگے ... فرمایا کہ ... نہیں لاکن میری طاقت کے مطابق عمل کرونگا عبدالرحمن نے تین بار
اس سوال کو ... کیا۔ پھر حضرت عثمان سے بھی سوال کیا انہون نے بلا توقف و بلا قید قبول کیا۔ تب پھر عبدالرحمن
... تلوار باندھ کر مسجد میں آیا اور منبر پر سوار ہوکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کی اور حضرت پر درود
سلام بھیجا اور کہنے لگا کہ یا علی مین نے اصلاح مسلمین میں نظر عمیق اور بہت کوشش کی تو اکثر لوگون کا میلان عثمان بن عفان
کی طرف پایا سوا اسکے چارا نہیں کہ انکے ہاتھ پر بیعت کرون۔ خدایا تو گواہ رہ کہ مین عثمان کو خلیفہ ٹھہرایا اور اسکے ہاتھ
ہاتھ دیکے بیعت کی پھر لوگ حرکت میں آئے اور بڑا اژدہام ہوا سب نے سب بیعت کئے اور سب کے بعد حضرت علی اور ابن عباس
بھی بیعت کر چکے۔ ابو وائل شقیق ابن سلمہ جو اکابر تابعین سے ہے روایت کرتا ہے کہ مین نے عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا
کہ تم نے حضرت علی کو چھوڑ کے حضرت عثمان سے بیعت کیا اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ اول میرا قصد جناب امیر سے ہی
بیعت پر تھا ہرگز عثمان کی بیعت کا عزم نہ تھا لاکن جب مین نے کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنیکے باب مین
ان سے سوال کیا تو فرمایا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ اور جب عثمان سے بھی سوال کیا تو بلا قید قبول کیا

ان وقائع کا بیان جو حضرت عثمان کی خلافت مین ظاہر ہوے۔

حضرت عثمان کی خلافت
مین اول جو قضیہ رو دیا عبداللہ بن عمر کا ہے کہ ان کو دربار خلافت مین لاکے ان سے قصاص طلب کئے اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت
عمر کے زمانے مین ہرمزان جو اہواز اور خوزستان کا حاکم تھا۔ اور کسریٰ کی طرف سے اسکو تاج و تخت کی رخصت تھی اہل اسلام
اس کے ساتھ بہت سے جنگ و جدال کئے کے بعد اس کو اسیر کرکے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ جب اس نے حضرت عمر کے
حضور مین حاضر ہوا آپ کی زبان فیض ترجمان سے چند باتین سنی اسلام لایا اور مدینہ طیبہ مین اقامت کی بنی ہاشم کی ظل
رعایت مین آرام لے کے بیت المال سے جو تھوڑا کچھ اسکو دیتے تھے اسی پر گذران کرتا تھا۔ اور ابولولو اور جہینہ نصارا
کے ساتھ دوستی و اختلاط رکھتا تھا جب ابولولو نے حضرت عمر پر خنجر چلائی اور مسلمانون کی ایک جماعت کو زخمی کرکے
مسجد سے بھاگا بنو تمیم سے ایک شخص نے پیچھا کرکے اس کو قتل کیا اور خنجر دوسرا اس کے ہاتھ سے چھین لے کے عبدالرحمن
بن ابوبکر صدیق کے تحویل کی۔ انہون نے وہ خنجر عبداللہ بن عمر کے ہاتھ دیکے کہا کہ مین نے ایک روز دیکھا کہ ابولولو یہی
خنجر لیا ہوا ہرمزان کے گھر گیا ہرمزان اور جہینہ نصارا اور ابولولو یہ تینون مل کے خفیہ باتین کرتے تھے مجھ کو دیکھتے ہی

متفرق ہو گئے یہ سنتے ہی عبد اللہ بن عمر کو گمان غالب ہوا کہ وے سب اپنے والد ماجد کے قتل میں شریک تھے اور ابو لؤلؤ
کو بھی گمان نہیں تھا کہ عبد اللہ بن عمر صحابہ کے بلا مشورت ان کے قتل میں جلدی کرینگے غرض عبد اللہ ننگی خنجر لیکے
ہرمزان کے گھر گئے اور اسکو قتل کیا اور جھینیہ نصرانی جو دوست تھا اسکو بھی مار ڈالا اور یہ عزم رکھتا تھا کہ تمام ان کے شریکوں کو
پکڑ کے سب کو مار ڈالے جب مہاجرین و انصار ان کے ارادے سے واقف ہوئے بلا توقف ان کے پاس جاکے منع کی
راہ کرتے زجر و توبیخ میں زبان کھولی اور تہدید کی عبد اللہ نے کہا کہ جب امیر المومنین کا قتل ابو لؤلؤ کے ہاتھ سے ہوا اور جو لوگ
اس کے ساتھ اسکی مشورت میں شریک رہیں ہیں ان سب کو قتل کرونگا جب عبد اللہ دیکھتے ہیں ۔ یہ بات کہی سعد بن ابی
وقاص نے ان کے جواب میں آیا ہر دو میں بڑی سختی سے کلام ہوا یہاں تک کہ حضار مجلس نے ہر دو کو جدا کیا جب عثمان ذو النورین
مسند خلافت پر بیٹھے صہیب نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کر کے سوال کیا کہ عبد اللہ بن عمر کے باب میں تم کیا کہتے ہو ایک
جماعت کہی کہ اس نے دین محمدی میں ایک قتل احداث کیا ۔ اور اس امت پر جو یہ فتنہ کا دروازہ کھولا ایک ہرمزان نمازی کو اور ایک
شخص کو جو ذمے میں خدا اور رسول کے تھا اور ایک لڑکی جو حد بلوغ کو نہیں پہنچی تھی بے جرم اور بے دلیل فقط گمان سے قتل
کیا سو اب اس کو بھی ان کے قصاص میں مار ڈالا چاہئے ۔ اور ایک جماعت کثیر جو عبد اللہ بن عمر کے طرف تھی جھینیہ نصرانی
و ہرمزان کو بدی سے یاد کر کے کہنے لگے کہ تم چاہتے ہو کہ عبد اللہ کو ان کے والد کے پیچھے دنیا سے عقبیٰ کی طرف روانہ کریں
پھر مجلس میں طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں ۔ جب عمرو بن عاص نے دیکھا کہ فتنہ کی آتش شعلہ مار رہی ہے چاہا اس کے بجھانے میں
کوشش کرے جناب ذو النورین سے کہنے لگا کہ یہ امر آپ کی خلافت کے آگے واقع ہوا مناسب یہی ہے کہ اس سے زیادہ آئین
تفحص نکریں بلکہ اس سے اعراض اور اغماض کر جاویں ۔ اور بعضے صحابہ نے کہا کہ لوگ کہینگے کہ کل خلیفہ رسول کو قتل کئے
اور آج ان کے فرزند کو مار ڈالے بہتر یہی ہے کہ اس قصاص سے گذر جاویں ۔ تب عثمان ذو النورین نے اسیکو مستحسن جان کے
مقتولوں کا خون بہا خاص اپنے مال سے دیکے عبد اللہ بن عمر کو مطلق العنان کر دیا ۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی امارت
سے معزول کر کے ان کی جاے پر پھر سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا ۔ اور فرمایا کہ مجھے عمر فاروق نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد
جو میرے خلیفہ ہو ویگا اسکو چاہئے کہ پھر سعد کو کوفے کی امارت پر نصب کرے اور اسکی دلجوئی سے پیش آوے کیونکہ میں نے
جو اسکو معزول کیا وہ کچھ خیانت کا سبب نہیں تھا ۔ اور اسی سال مدینہ طیبہ میں اور اس کے اطراف و نواحی میں رعاف کی
بیماری بھی پیدا ہوئی ہر شخص کی ناک سے خون جاری ہوا ۔ اور کوئی اس بیماری سے نہیں چھوٹا ۔ وہ مرض مسلسل تین مہینے تک جاری
رہا اسیواسطے اس سال کو سن رعاف لکھتے ہیں ۔ اور حضرت عمر کی شہادت سے جب چھے مہینے گذرے ہمدان والوں نے
جو مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا تھا عہد شکنی کر کے باغی ہوے ۔ بعونہ تعالی شانہ اس شہر کی فتح پھر مغیرہ بن شعبہ کے

ہاتھ پر واقع ہوئی - اور شہر رے والے بھی ہمدان والوں کی سی شیوہ اختیار کیا - سو ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب اور قرظہ
بن کعب کی سعی و اہتمام سے پھر مسلمانوں کے ہاتھ آیا - اور ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ذوالنورین نے سعید بن العاص کو ... کی طرف روانہ کیا
تا جہاں تک ہو سکے قائم کریں - اور ایک روایت آئی ہے کہ آپ بھی مکہ معظمہ کی طرف تشریف لیگئے اور منا میں حج ادا کیا آپکے بہت نقارے و خیمے
کو کھڑا کیا اور خیرات کی - **ہجرت سے چھبیسویں سال کے وقائع اور اسکندریہ کی فتح** اس سال
میں اسکندریہ والوں نے اہل اسلام سے اول جو عہد کیا تھا توڑ دیا - تب حضرت عثمان کے حکم سے عمرو بن عاص ایک لشکر جرار
کے ساتھ ان اشرار پر جا پہنچے اور جنگ و جہاد میں بڑی داد دی - اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہیں کے ہاتھ پر وہاں کی فتح میسر ہوئی
اور اسی سال عبداللہ بن مسعود کو جو بیت المال کی حکومت پر مقرر تھے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ ناخوشی رو دی اسلئے جناب
ذوالنورین سعد کو کوفے کی حکومت سے معزول کرکے اپنے برادر مادری ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو ان کی جا سے بر نصب کیا
حضرت عمر کے زمانے سے اس وقت تک جزیرے کا عامل تھا سو حضرت عثمان کے حکم پر کوفے کی طرف متوجہ ہوا کوفیوں کو اسکی
حکومت نا ملایم اور ناگوار ہوئی کیونکہ سعد بن ابی وقاص مرد دانا و عاقل و فہیم اور شجیع و کریم تھے اور زہد و صلاح و تقویٰ سے موصوف اور
خیر و فلاح سے معروف تھے - اور ولید کا فسق و فجور کوفیوں سے پوشیدہ نہیں تھا - لیکن اس نے جب کوفے کی امارت
پر تمکن ہوا اپنے فسق و فجور سے باز آکے اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ اختیار کئے پانچ سال جو کوفے کی حکومت کی ایسے مکان
میں رہتا تھا کہ جس کو دروازہ نہیں تھا تا حاجتمند لوگ جب چاہیں آیا کریں کوئی مانع و مزاحم نہ ہے اور ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ
کمال شفقت اور ملایمت سے پیش آتا تھا سب لوگ اس سے خوش تھے یہانتک کہ اس سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی
کہ لوگ کے دل میں اس سے کراہت پیدا ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان آگے آویگا **فتح آذربائجان کی - بعد اسکے
کہ وہاں کے لوگوں سے عہد شکنی واقع ہوئی - اور صلح ارمینہ والوں کے ساتھ اور روانہ
کرنا سلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر - اور فتح بانا رم کے بعضے شہروں پر**
لائے ہیں کہ جب حضرت عثمان نے ولید بن عتبہ کو کوفے کی حکومت دی - اور عتبہ بن فرقد کو آذربائجان کی حکومت سے
معزول کیا - اس ملک کے لوگوں نے عہد شکنی کرکے بغاوت کی راہ لی - تب ولید کو حکم لکھا کہ ان سے جنگ کریں - اس نے تھوڑے عرصے
میں ایک بڑا لشکر اور سامان جنگی مہیا کرکے کوفے سے کوچ کیا - اثنائے راہ میں جس قوم کو پایا کہ وہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہو
اسکو غارت کرتا ایسا ہی کئی قلعے اور بلاد مسخر ہوئے سبایا اور غنایم ہاتھ آئے - جب آذربائجان پر جا پہنچے اس ملک کے لوگوں
نے لشکر اسلام کو دیکھ کے گھبرائے جب مقابلے کی طاقت نہیں تھی جیسا آگے حذیفہ بن الیمان کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا
ویسا ہی آٹھ لاکھ درہم دیکے صلح کی - پھر ولید نے اطراف و نواحی میں فوجیں روانہ کیں سلمان بن ربیعہ باہلی کے ساتھ بارہ ہزار جوان

[illegible] اور انکا ارادہ ہے کہ زیادہ [illegible]

[illegible] اور ولید نے [illegible] مظفر و منصور سالم

مراجعت کر کے [illegible] تب پہنچا امیر المومنین عثمان کی طرف سے ایک نامہ اس مضمون کا
پہنچا کہ معاویہ بن ابی سفیان نے لکھا ہے [illegible] ہے کہ اہل روم سرحد شام مین ایک بڑا لشکر جمع کر کے اہل اسلام سے
جنگ کرنیکے ارادے مین ہین مسلمانون کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیجئے - اسواسطے میری راے اسبات پر آئی ہے
کہ کوفے کے لشکر سے انکی مدد روانہ کرین - اسلئے لکھا جاتا ہے کہ لشکر عراق کے سردارون مین جو شخص کہ شجاعت و قتال
مین مشہور ہو اس کے ساتھ آٹھ ہزار یا نو ہزار یا دس ہزار جوانمرد کو دیکے معاویہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کیا جاے
والسلام - جب یہ نامہ ولید کو پہنچا اسیوقت سب اعیان و اکابر کو جمع کر کے اس نامے کا مضمون سنایا اور رومیون
کے جنگ پر ترغیب و تحریص دی - اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ آٹھ ہزار مرد کو دیکے روانہ کیا - جب یہ لشکر معاویہ
کے لشکر کے ساتھ جا ملا انہون نے لشکر شام سے بارہ ہزار تیغ زن ہمراہ لے کے نواح روم کی طرف توجہ لائی بہت سے
بلاد و حصار تسخیر مین آئے حصول مقصود کے بعد پھر شام کی طرف مراجعت کی - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ حضرت
عثمان کے حکم سے معاویہ نے اپنے لشکر سے حبیب ابن مسلمہ فہری کے ساتھ چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کو دیکے
ارمینیہ کی طرف بھیجا حبیب نے اثناے راہ مین جب شہر شمیساط پر پہنچا یہ خبر سنی کہ روم کے سردارون سے ایک شخص کہ
جس کا نام مزربان تھا اسی ہزار کا لشکر لیکے ادہر آنیکا قصد رکھتا ہے حبیب نے یہ خبر سنتے ہی معاویہ کو لکھا اور معاویہ نے امیر المومنین
عثمان کی خدمت مین ایک عرضیہ روانہ کیا تب حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو حکم لکھا کہ کوفے کے لشکر سے اور اسکی
اطراف و نواحی کی فوجون سے دس ہزار دلاور کو انتخاب کرے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو انپر سردار ٹھہرا کے حبیب بن مسلمہ کی
مدد پر بھیجے - جب یہ فرمان ولید کو پہنچا حکم کے موافق ویسے ہی دس ہزار مردان جنگی کو چن لے کے سلمان کو ان پر
امیر ٹھہرا کے شمیساط کی طرف روانہ کیا جب یہ خبر لشکر شام مین پہنچی شامیون نے آپس مین یہ کہنے لگا کہ سلمان کی فوج
ہمارے سے ملحق ہوئی پر اگر ہمارا لشکر قتال آغاز کرے اور فتح و ظفر میسر ہووے وے کہین گے کہ ہماری اعانت سے
فتح و نصرت نصیب ہوئی تب ہمارا کام شوکت نہ پاویگا بہتر یہی ہے کہ وے یہان آنے کے آگے ہی لشکر روم پر ہم
شبخون کرین انشاء اللہ تعالی چہرۂ مقصود اس آئینہ تدبیر مین نظر آویگا - پس اسی تدبیر کے موافق ایک شب ناگاہ دشمنون
کے لشکر پر جا گرے بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی ہزیمت کھائی اسلام کے جھنڈے کمال شان و شوکت سے
بلند کئے - رومیون کا مال و متاع جو غنیمت مین آیا دوسرے روز چاہتے تھے کہ تقسیم کرین ایسے مین یک بیک کوفے کا

لشکر بھیج اور پہنچا اگر غنیمت ملے بیان کیا اس غنیمت کے حصے مین آپ بھی شریک کرین اور کہنے لگا کہ ہماری ہی محنت سے دشمن شکست ہوے
رومیون کو قوت نہ رہا اور تم لوگ بھی بہت زیادہ ہوا اسی فتح و نصرت حاصل ہوئی اب غنیمت مین ہمکو بھی شریک کیجیے حبیب ابن مسلمہ نے کہا
کہ کیونکر اس آیۂ کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے اس مین تم کو کچھ حصہ نہیں — ہر دو لشکر مین بحث و جدل زیادہ ہوا آخر
جنگ کی نوبت پہنچی ایک دوسرے پر تلوار کھینچا اور دو طرف بہت سے لوگ تلف ہوے جب کوفے کا لشکر عدد مین
زیادہ اور قوی تھا تغلیب پایا پھر بھی عداوت ہی بیشتر درمیان اور کوفیون نے دہا دہ تھا ہی — اسکے بعد حبیب ابن مسلمہ نے عاجز
ہو کے صلح کرنے پر آیا اور ایک قاصد کی زبانی سلمان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ بحکم اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ہم تم آپس مین
بھائی ہین ایک دوسرے کی رعایت کیا چاہیے اب تو ہم دین کے دشمنون کے کام مین دنیا سے ملی کو نام فانی
کے لئے اپکو بدنام اور زبون کرنا کب سزاوار ہے اب مصلحت اسی مین ہو کہ ہم اپنا معاملہ امیر المومنین عثمان ذو النورین کی طرف
رجوع کرین دربار خلافت سے جیسا حکم صادر ہوتا ہو اس پر عمل پیرا ہووین سلمان نے قبول کیا ہر دو لشکر تلوار سے
ہاتھ رکھا — جب یہ واقعہ حضرت عثمان کی خدمت مین ظاہر ہوا حبیب بن مسلمہ کو لکھا کہ جب کوفے کا لشکر تمہاری امداد کے لیے
نکلا اور جنگل بیابان قطع کیا اور سفر کا رنج و تعب کھینچا مروت یہی تقاضا کرتی ہو کہ مال غنیمت مین انکو بھی شریک کرین کیونکہ
پہنچتے ہی حبیب بن مسلمہ نے کوفے کے لشکر والون کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ معہ لشکر اسی نواح مین اقامت کی اور سلمان
بن ربیعہ کو جناب خلافت مآب کا حکم آیا کہ جو لشکر کوفے سے لے آیا تھا اسی کو ہمراہ لیکے ارمینہ کی طرف کوچ کرے اور اس
ملک کی تسخیر پر کمر باندھے **جنگ آفریقیہ کا ابتدا** اسی سال مین حضرت عثمان کا حکم حاکم مصر عمرو بن العاص کے نام
شرف صدور پایا کہ عبداللہ بن سعود کے ہمراہ ایک لشکر دیکے آفریقیہ کی اطراف و نواحی مین روانہ کرین عمرو بن العاص نے حکم کے
مطابق ایک لشکر روانہ کیا لاکن دشمنون کی کثرت سے لشکر اسلام انسے زیادہ تعرض نکر سکا آخر مع الخیر لوٹ آیا **ہجرت کے**
چھبیسوین سال کے وقایع اس سال مین حضرت عثمان نے عمرے کی نیت سے مکہ معظمہ کا قصد کیا شب کے
وقت مسجد الحرام مین داخل ہو کے طواف اور سعی بجا لائی — اور طلوع صبح صادق کے آگے حلال ہو کے عمرے سے
فارغ ہوے — اور مسجد حرام کو کشادہ کرنیکا حکم کیا اور مسجد کے ہمسایہ مین چند مکان واقع تھے انکو خرید کرنا چاہا تو بعضے لوگ
اپنی خوشی سے فروخت کئے اور ایک جماعت بیچنے پر راضی نہوی — جناب ذو النورین نے ان پر غصہ ہو کے حکم کیا کہ مکانات
انسے چھین لیکے گرادین اور ان کو قید کرین — اور فرمایا کہ عمر فاروق کے زمانے مین جب ایسا ہی مسجد کو کشادہ کرنیکا کام
پڑا تب کیسا راضی ہو کے فروخت کئے اب کسلئے نہین بیچتے ہین — آخر عبداللہ بن خالد کی سفارش سے انکو قید سے
رہائی بخشی — اور اسی سال عثمان بن العاص کو حکم کیا کہ شابور الجنود کو فتح کرنے کے لئے جاوے — جب انہون نے وہان

جا پہنچے وہان کے لوگون نے تین ہزار تین سو مثقال روپا دیکے صلح کی - اور قلعہ سجرہ جو اس دیار مین واقع ہے [illegible]
تھا اور اسکو بڑے مضبوط پتھر لگے تھے اور سب قلعون مین بہت ہی بلند تھا عثمان بن ابی العاص [illegible]
تھے پروانہ کیا - جب اہل اسلام کی فوج اس قلعے کے پاس جا اُتری وہ قلعے والون نے اطراف سے [illegible] جنگ شروع کیا [illegible]
اسلام کے دلاوران نے مقابلہ کر کے ایسی سخت لڑائی کی کہ اللہ تعالی کی تائید سے وہ قلعہ ہاتھ آیا - اور اسی سال حضرت
عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ان کی جا پر منصوب کیا [illegible]
فوجون کی امارت بدستور سابق عمرو بن العاص پر ہی بحال تھی - لاکن جب دو شمشیر ایک نیام مین [illegible] دو امیر ایک مقام مین رہ
نہین سکتے ہین - عمرو بن العاص اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان مخالفت ہوا اور منازعت اُٹھی سو اکثر امور مین
[illegible] واقع ہوتے [illegible] ایکدوسرے کا گلہ حضرت عثمان کی خدمت مین لکھ بھیجا - آخر جناب ذوالنورین نے عمرو بن العاص
کو بالکل حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد کو تمام مصر اور اسکندریہ پر مطلق العنان کر دیا - تب عمرو بن العاص نے مصر
[illegible] مدینہ طیبہ [illegible] اقامت ڈالی حضرت عثمان کے ساتھ جو نقاض آگیا تھا روز بروز زیادہ ہونے لگا جناب ذوالنورین
کی [illegible] عمرو بن العاص کے نکاح مین تھی انہون نے اسی سبب سے اسکو طلاق دیا انشاء اللہ تعالی باقی احوال اپنے
[illegible] آئیگا - اور اسی سال افریقہ کی فتح ہوئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ سال گذشتہ مین عمرو بن العاص نے جناب خلافت مآب کے حکم سے عبداللہ
بن سعد کے ساتھ ایک لشکر دیکے افریقہ پر بھیجا تھا اس کے بعد عبداللہ بن نافع بن عبد القیس و عبداللہ بن الحارث کو [illegible]
پر امارت دیکے حکم کیا کہ جلد جا کے عبداللہ بن سعد کے ساتھ ملحق ہووین - تب یہ تینون سردار جب افریقہ کی سرحد مین جا پہنچے
دشمنون کے لشکر کی کثرت اور ان کے حکام کی شوکت پر نظر کر کے مقابلہ کرنا مناسب نہ جان کے واپس آ رہے تھے - جب اس سال
بن عبداللہ بن سعد نے مسند حکومت پر متمکن ہوا حضرت عثمان کے حضور مین ایک عریضہ بھیج کے افریقہ پر لشکر کشی کرنیکے
باب مین پروانگی چاہی اور دشمنون کی کثرت ظاہر کر کے مدد طلب کی - حضرت عثمان نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کر کے
اس باب مین مشورت کی اکثر صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عبداللہ بن سعد کو افریقہ کے جنگ پر اجازت دیجیے - اور
یہان سے مدد بھی روانہ کیجئے - تب جناب خلافت مآب نے ایک بڑا لشکر جمع کر کے عبداللہ کی مدد پر مصر کی طرف روانہ
فرمایا - اس لشکر مین اشراف صحابہ جیسے عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمرو وغیرہما داخل تھے جب یہ لشکر مصر پہنچا عبداللہ نے
اپنی فوج کے ساتھ یہ لشکر انبوہ لیا ہوا افریقہ کی طرف کوچ کیا - اور عقبہ بن نافع بھی جو اہل اسلام کی ایک ٹکڑی کے ساتھ
اسی نواح مین اقامت کی تھی وہ بھی اپنی فوج سمیت عبداللہ کے لشکر سے ملحق ہوا - جب یہ فوجین شہر طرابلس تک
جو مغرب کی سرحد مین واقع ہے آئین تو وہان لشکر روم کی ایک ٹکڑی جو رہتی تھی اسکو غارت کر کے افریقہ تک جا پہنچین اور

اطراف ونواحی مین فوجین روانہ کین۔ اور اندنون اُس ملک مین قیصر روم کے طرف سے جرجر نام ایک حاکم تھا طرابلس سے حدود
طنجہ تک اسکی حکومت تھی اس نے اس ملک کا خراج بادشاہ روم کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ جب لشکر اسلام کی آمد اسنے سنی اسی وقت
اپنا لشکر جمع کرنے مین مشغول ہوا تھوڑے عرصہ مین ایک لاکھ بیس ہزار مرد فراہم آگئے۔ پس جرجر نے وہ لشکر ہمراہ لے کے لشکر
اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا شہر شندطلہ سے ایک روز کی مسافت پر ایک جگہہ ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا ہر دو لشکر نزول
کئے۔ عبداللہ بن سعد نے جرجر کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا تا اُس کو اسلام کی طرف دعوت کرے اگر اسلام لاوے فہو المراد والا جزیہ
دیا کرے اگر جزیہ بھی قبول نکرے جنگ پر تیار ہو جاوے۔ قاصد نے اسکے پاس جاکے دعوت کی وہ بدبخت نہ اسلام لایا نہ جزیہ قبول
کیا آخر جنگ وقتال ہی قرار پایا باہم چالیس دن تک ہر روز مقابلہ ہوا ہر دو لشکر جب سست ہوتے اپنے لشکر گاہ مین آکے
آرام پاتے عرصہ دراز تک لشکر اسلام کی خبر جناب خلافت مآب مین نہین پہنچی اسلئے عبداللہ بن زبیر کے ہمراہ ایک جماعت
کثیر دیکے اس لشکر کی مدد پر روانہ کی۔ عبداللہ بن زبیر بڑی جلدی سے قطع منازل کرنے لگے تھوڑے عرصے مین عبداللہ
بن سعد کی لشکر گاہ تک جا پہنچے اتفاقاً اُس وقت لشکر اسلام جنگ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ جب مسلمانون کی نظر عبداللہ بن زبیر کی
فوج پر پڑی نہایت مسرور ہوے اور جرجر تنگدل ہوا عبداللہ بن زبیر نے لشکرگاہ مین دیکھا تو عبداللہ بن سعد کہین نظر نہ آئے
دریافت کی تو لوگون نے کہا کہ جرجر نے اپنے لشکر مین منادی کروائی ہے کہ جس نے عبداللہ بن سعد کا سر کاٹ کے اسکے پاس
لاوے تو زر سرخ کے لاکھ دینار اسکو انعام دونگا اور اپنی دختر کو اس کے ساتھ نکاح بھی کردونگا اسلئے اس نے مخفی رہنا ہے
تب عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے جا ملے اور دلداری کی اور کہا کہ تم بھی اسکا تدارک کیا چاہئے یعنی بر سر میدان
منادی کروایئے کہ جس نے جرجر کا سر کاٹ کے میرے پاس لائیگا اُس کو مال غنیمت سے لاکھ دینار بخشونگا اور اسکی دختر کو بھی
بندی کرکے اسکو دونگا۔ اور اسکے ملک کی حکومت اسیکے تحویل کردونگا۔ عبداللہ بن سعد اور سب حواشی یہہ بات بہت ہی
پسند کی ویسا ہی ندا کروائی جب وہ آواز جرجر کے کان مین پڑی بہت ہی گھبرایا بڑا ہی خوف وخطر اس پر غالب ہوا اس لئے
قتال کے وقت لشکر کے پیچھے بہت دور رہتا تا اپنے لشکر کو شکست ہو جاوے تو آپ فرار کرے۔ پھر عبداللہ نے بحکم
حدیث الحَرْبُ خَدْعَةٌ کے ایک تدبیر سوچی۔ اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ تم اپنے ملک سے دور پڑے ہو اور سفر کی تصدیع
کھینچ رہے ہو۔ اور مخالفین اپنے ملک مین فارغ البال اور مرفہ الحال بیٹھے ہین ہر روز ان کو تازی مدد پہنچتی ہے اسلئے دلیر ہوتے
ہین اور ہم اپنے بھائی مسلمانون سے دور پڑے ہین ہم کو انسے مدد دیر سے پہنچتی ہے مین نے مصلحت اس تدبیر مین دیکھتا ہون
کہ تم ہمارے لشکر کے جوانمردون کی ایک جماعت کو حکم کرین کہ با ہتھیار ہو کے جنگ کے واسطے اپنے خیمون مین ہی تیار رہین
اور ہم دوسرے غازیون کے ساتھ کافرون کے جنگ مین قیام کرین۔ جب فریقین تھک جاکے جدال سے ہاتھ رکھین اور اپنی اپنی جگہہ

آکے ہتھیار اتار کے آرام پاوین - ایسے مین ہماری ایک جماعت جو خیمون مین تیار ہے جلد سوار ہو کے یکبیک لشکر کفار پر جا گرے
شاید کہ یہہ تدبیر موافق تقدیر کے ہو بفضل ربانی و تائید آسمانی سے فتح دشمنان حاصل ہو - عبداللہ بن سعد نے جب یہہ تدبیر سنی
سب اکابر صحابہ کو جمع کر کے اسباب مین مشورت کی سبھون نے اس تدبیر کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیر کی رای کے موافق ہو کر
پس اپنے لشکر کے اکثر شجیع اور جوانمرد کو حکم کیا کہ با ہتھیار ہو کے اپنے خیمون مین جنگ پر آمادہ رہین - اور اپنے گھوڑون
کو بھی زین کر کے خیمون کے دروازون پر کھڑا کرین - اور آپ باقی لشکر کے ساتھ جنگ مین مشغول ہوے - کہتے ہین کہ اس روز
عبداللہ بن سعد قلب لشکر مین تھے اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر اور میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن عباس
تھے - صبح سے زوال آفتاب تک بڑی سخت جنگ ہوا جب لشکر اسلام کے موذن نے اذان کہی اور جنگ سے پھر جانیکا نقارہ بجا
ہر دو لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف مراجعت کی کفار اپنی ہتھیارین کھول کے تھکے ماندے اپنے بچھاونون پر پڑے سو رہے تھے
کہ ایسے مین لشکر اسلام کے شجیعون نے جو اپنے خیمون مین تیار تھے گھوڑون پر سوار ہو کے یکبیک کافرون پر جا گرے کفار
کو اپنی ہتھیار باندھنے کی فرصت نہ رہی سو بے اختیار بھاگنے لگے - اہل اسلام پیچھا کر کے جو ملتا اسکو قتل کرتے تھے جرجیر
انکا سردار تھا عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا پڑا عبداللہ بن سعد نے شہر سبطلہ کے
دروازے پر اتر کے اس شہر کو محاصرہ کیا تھا جب وہ شہر مفتوح ہوا اتنا مال و زر ہاتھ آیا کہ ملک روم کے فتوحات سے کہین اسقدر
مال و متاع نہین ملا تھا اور غنایم کی کثرت اس وجہ کو پہنچی کہ ایک سوار کو تین ہزار اور پیادے کو ایک ہزار دینار زر سرخ حصے
مین آئین - اور آفریقہ کے لوگ عاجز ہو کے مصالحت پر آ کے پانچ لاکھ دو ہزار دینار دیکے صلح کی - عبداللہ بن سعد نے وعدے
کے مطابق جرجیر کی دختر کو عبداللہ بن زبیر کے تحویل کیا اور غنیمت کا خمس اونٹون پر لادوا کے مع فتحنامہ امیرالمومنین عثمان ذوالنورین
کی خدمت مین روانہ کیا - اہل مدینہ بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لایا - عبداللہ بن سعد نے ایکسال تین مہینے تک آفریقہ مین اقامت
کی تھی پھر جناب خلافت مآب کے حکم سے آفریقہ کی حکومت عبداللہ بن نافع کو دیکے آپ مصر کے طرف معاودت کی - **ہجرت
سے ستائیسوین سال کے وقایع** لائے ہین کہ جب آفریقہ کا ملک مسلمانون کی تصرف مین آیا
امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو حکم لکھا کہ مغرب کی طرف لشکر کشی کرے انہون نے حکم
کے موافق جب جنگ کا تہیہ کیا تو دس ہزار سوار جمع آئے سو اس لشکر کو لیکے دریا کی راہ سے کوچ کیا جب شہر بربر پہنچا
وہان کے لوگون کے اتفاق سے اندلس ہو جا کے جنگ آغاز کیا کئی دن تک قتال جاری تھا بہت سے کفار مارے پڑے
آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی جب اندلس کا ملک اہل اسلام کی تسخیر مین آیا مسلمانونکی شوکت زیادہ ہوئی
بہت سا مال و متاع اور سبایا ہاتھ لگے ملک مغرب مین جا بجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوے غنیمت کا خمس مع فتحنامہ

مدینہ طیبہ کے طرف روانہ کیا اہل مدینہ بہت خوش ہوکے شکر الٰہی بجالایا امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو عنایت کی۔ **ہجرت سے اٹھائیسوین سال کے وقایع** ۔ اس سال مین اور ایک قول ہے تینتیسوین سال مین معاویہ کے ہاتھ پر قبرس کی فتح میسر ہوی۔ لکھتے ہین کہ معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ دریاے روم کے سواحل پر بہت سے قریے اور شہر واقع ہین اور اس ملک مین داخل ہونا دریا کی راہ سے ممکن ہے اجازت ہو تو ہم دریا کی راہ سے کوچ کرتے ہین۔ جناب فاروق اعظم کے زمانے مین بھی معاویہ نے اس بات کی رخصت طلب کی تھی لاکن سبب دریا کے سفر مین جانا خطر ہے حضرت عمر نے اجازت نہ دی۔ عثمان ذوالنورین نے بہت ہی غور و تامل کے بعد معاویہ کو لکھا کہ اس سفر مین لیجانے کے لیے لوگون کو حکم نہ کیجیے اور قرعہ نہ ڈالا جاے بلکہ انکو اختیار دیجیے کہ جس نے اپنی خوشی و رغبت سے راضی ہو اسکو اختیار کرے۔ غرض جب معاویہ نے ماذون ہوا ایک لشکر گران ہمراہ لیکے کمال ثروت و شوکت سے روم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابوذر غفاری و عبادہ بن الصامت اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان انصاریہ اور دوسرے صحابہ کبار ہمراہ تھے ام حرام نے اپنے خچر سے گرکے شہادت پائی حضرت نے اس بی بی کو اس لشکر سے خبر دی تھی جب وہ خواہشمند ہوی آپنے اسکے حق مین دعا کی کہ اسکو اس لشکر مین داخل کرے سو ویساہی ہوا پس وہ قبرس مین مدفون ہوی غرض اس لشکر کے غازی بسم اللہ تعالیٰ کا نام لیکے دریا مین روان ہوے وسط دریا مین کئی کشتیون مین اقسام کے ہدئے اور تحفے اور ظروف اور مال نفیس بھرے ہوے جزیرۂ قبرس کے حاکم کی طرف سے ہرقل کے پاس قسطنطنیہ کے طرف لیجاتے تھے معاویہ نے حکم کیا کہ انکو پکڑلین القصہ مسلمانونکو رومیون کے ساتھ بحر و بر مین پچاس جنگ واقع ہوے بہت اسے سبایا ہاتھ آئے ہر سال مبلغ کثیر دینے پر راضی ہوکے رومیون نے صلح کی۔ معاویہ نے ایک جماعت کو اس ملک مین ہر طرف روانہ کیا تا مسجدین بنا کرین۔ جب مسلم و غانم اس ملک سے مراجعت کی سبایا اور غنیمت کا حساب کیجیے تو غلام اور کنیزک آٹھ ہزار سے زیادہ تھے انمین اکثر براحسن و جمال رکھتے تھے انمین سات سو کنواریان تھین۔ جزیرہ قبرس مفتوح ہونے کے بعد جزیرۂ ذودوس کی فتح ہوی۔ اس جزیرے کے سبایا اور غنایم اگلے جزیرے غنایم اور سبایا کے ساتھ مساوات کا دم مارتے تھے خمس غنیمت جدا کرکے سب غازیون پر تقسیم کی بعد خمس معہ فتحنامہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا جناب خلافت مآب اور مدینہ طیبہ کے سب اصحاب نہایت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجالایا۔ اور اس سال مین حضرت عثمان نے مکہ معظمہ کے طرف جاکے مناسک حج ادا کرکے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ **ہجرت سے انتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین بصرے کے لوگ ابوموسیٰ اشعری کی شکایت جب دارالخلافت مین لے آئے حضرت عثمان نے عبداللہ بن عامر کو جو ان کے خالہ کا فرزند تھا اور اسکی عمر پچیس سال کی تھی ابوموسیٰ اشعری کی جاپر روانہ فرمایا اور

بعضون کے قول سے یہہ عزل و نصب چوبیسوین سال مین واقع ہوا واللہ اعلم اور اسی سال حضرت عثمان کا حکم ہوا کہ ابو موسی اشعری کے اور عثمان بن ابی العاص ثقفی کے ہر دو لشکر جو عمان اور بحرین مین رہتے تھے عبد اللہ بن عامر کے محکوم رہین - اور اسی سال مدینہ مین یہہ خبر پہنچی کہ فارسیون نے مسلمانون سے جو عہد و پیمان کیا تھا اسکو توڑ کے عبد اللہ بن معمر پر جو والی فارس تھے خروج کر کے اسکو قتل کیا اور اسلام کی فوجین جو فارس کے نواح مین تھین فرار کی ہین - اور فارس کا لشکر اصطخر کے پاس آقامت کیا ہی یہہ خبر سنتے ہی جناب ذو النورین نے عبد اللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ بصرے اور عمان کے لشکر کو ہمراہ لے کے جلد فارس کا قصد کرے - تب عبد اللہ نے حکم کے موافق ہر دو لشکر لیکے نکلا جب اصطخر کے پاس پہنچا ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا جب جنگ شروع ہوا صبح سے دو پہر تک ہر دو طرف سے تلوار چلی اور بڑی خونریزی ہوی آخر اللہ تعالی اپنے فضل سے مسلمانونکو غلبہ دیا اور لشکر فارس کو ہزیمت ہوی اکثر کفار مارے گئے اور جو باقی رہے مقید ہوے اصطخر کا قلعہ مفتوح ہوا پھر عبد اللہ بن عامر نے وہان سے کمال شوکت و مکنت کے ساتھ دار بجر کی طرف کوچ کیا کیونکہ وہانکے لوگ بھی عہد شکنی کر کے بغاوت اختیار کی تھی سو آسانی کے ساتھ اس ملک کی فتح بھی حاصل ہوی پھر وہانسے شہر جور کی طرف کہ شیراز کا فیروز آباد ہے توجہ لائی - ایسے مین یہہ خبر پہنچی کہ اصطخر والون نے پھر عہد شکنی کر کے تمرد اختیار کیا ہی چونکہ جور کے سرحد مین پہنچ گیا تھا مراجعت نہ کر سکا جب اللہ تعالی کی تائید سے ملک جور کی فتح حاصل ہوی جلد اصطخر کی طرف لوٹ آکے اس شہر کا محاصرہ کیا - اور منجنیقین کھڑا کر کے جنگ کی بنا ڈالی بڑا ہی جدال و قتال رو دیا اللہ سبحانہ و تعالی پھر فتح و نصرت نصیب کی - فارس کے بڑے بڑے سردار جو شرارت اور بغاوت پر کمر باندہی تھی تیغ سیاست سے مارے پڑے اور فارس کے اکثر حصار و دیار طوعاً و کرہاً مسلمانون کے تصرف مین آئے اور کفار بہت خوار و ذلیل ہوسے پس ان فتوحات کی بشارت مع خمس غنیمت مدینہ کے طرف روانہ کی - سب اہل مدینہ کو بڑی خوشی کا سبب ہوا شکر الہی بجالائے پھر جناب خلافت مآب نے عبد اللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ حرم بن حیان و خریت بن راشد و ترجمان بن حجمی کو ملا و فارس مین عامل ٹھہراوین - اور اسی سال حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو کشادہ کر کے بنوائی سنگ منقوش سے اسکی بنا کی اور پتھر کے کھام لگائے اور اسکا سقف اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھا - اور اسی سال کعبہ اللہ کے حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوا اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی ہمراہ ہوی - جب منا مین نزول کیا حکم فرمایا کہ ایک سراپردہ نصب کرین اور حجاج کو اس مین جمع کر کے ضیافت کرین اور فقرا و مساکین کو صدقات و خیرات سے سرفراز کیا - لاکن اسکام کو لوگون نے پسند نہ کیا کیونکہ یہہ طریقہ ایام جاہلیت کا تھا - اور زمان بعثت سے کوی آپ اقدام نہ کیا تھا - اور صحابہ اسباب مین حضرت سے رخصت چاہی تھی کہ آپکے لئے کیا ہم خیمہ نصب کرین تو آپنے اجازت

نذر دی تھی۔ اور اسی سال قبیلہ جہنیہ سے ایک عورت کو حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر کرکے کہے کہ اس عورت نے
اپنے عقد نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد جب چھے مہینے گذرے ایک فرزند جنی ہے۔ حضرت عثمان نے اس کو رجم کرنیکا حکم
فرمایا۔ جب یہہ بات حضرت علی کے خدمت مین پہنچی دار الخلافت مین آکے فرمایا کہ اسباب مین تاخیر کرتے تو بہتر تھا
کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا سو آیت مسوق ہے مدت حمل اور مدت فصال
کے بیان مین اور حمل وفصال کی اقل مدت موافق آیہ کریمہ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ کے دو سال ہین پس حمل کی اقل مدت چھے مہینے ہوے اور اس عورت پر زنا یقین کی راہ سے ثابت
نہین ہوتا ہے جب حضرت عثمان سے یہہ تقریر سنی جلد ایک شخص کو دوڑایا کہ اس عورت کے رجم مین جلدی نکرین
لاکن وہ شخص جائے پہنچنے کے آگے کام ہاتھ سے جاتا رہا اس کو رجم کر چکے تھے۔ جناب خلافت مآب نے اس تاسف
کیا۔ ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع۔ اس سال مین عثمان ذو النورین نے ولید بن عتبہ کو
کوفے کی حکومت سے معزول کرکے سعید بن العاص کو اسکی جائے پر نصب کیا۔ اس کی معزولی کا سبب یہہ
تھا کہ لوگون مین اس بات کی شہرت ہوی کہ اس نے شراب پی ہے تب کوفے سے دو شخص حضرت عثمان کے حضور مین
حاضر ہو کے یہہ احوال ظاہر کیا۔ جناب خلافت مآب نے ولید کو حکم لکھا کہ بہت جلدی سے حاضر ہووے جب
ولید نے مدینہ پہنچا اور آپنے دریافت کی تو یہہ بات مظنون ٹھہری اسلئے حد جاری کرنے مین توقف کیا تا درجہ
یقین کو پہنچے۔ پر لوگون نے اس توقف کو سہل انگاری پر حمل کرکے حضرت عثمان کے طعن مین زبان کھولی آخر جناب
ذو النورین ان ہر دو شخص کو بلوا کے استفسار کیا کہ ولید کی شراب خواری کیا تم نے اپنے آنکھونسے دیکھی ہے انہون
نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نے اپنی آنکھون سے نہین دیکھی لاکن اس نے بے شعور پڑا تھا اور انگور کا پانی اسکی داڑھی
بالون سے ٹپکتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے حضرت عثمان نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا کہ اجرای
حد فرمائے امیر المومنین حضرت امام حسن بھی اس مجلس مین حاضر تھے جناب امیر نے انکی طرف اشارہ کیا شاہزادے
نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کی وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا جناب ولایت مآب نے عبد اللہ بن جعفر کو
فرمایا کہ ولید کو چالیس کوڑے مارے اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ ولید نے ایک شب شراب پی تھی مستی
کی حالت مین جب صبح کی نماز کے لئے داخل مسجد ہوا اور امامت پر قیام کیا فرض چہار رکعت پڑھا یہہ بات کوفے والون
پر نہایت شاق گذری۔ سو ایک جماعت حضرت عثمان کی خدمت مین آکے اسکی شکایت کی امیر المومنین عثمان
ذو النورین نے یہہ سنتے ہی بہت ہی ملول اور برہم ہو کر ولید کو کوفے سے بلوایا جب شہ گاہ یہہ گناہ اس سے ثابت ہوا

حد جاری کرکے اسکو معزول کر دیا اور سعد بن العاص کو کوفے کی حکومت ارزانی فرمائی - اور اسی سال مین سعد بن العاص
نے ایک بڑا لشکر ہمراہ لیکے طبرستان کی طرف روانہ ہوا - اس لشکر مین امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و عبداللہ
بن عمر عاص و حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ حاضر تھے جب جرجان پر جا پہنچے وہان کے لوگ دو لاکھ دینار دیکے صلح کی
اور صحابہ مذکورین کی حسن تدبیر اور بہادری اقدام سے دوسرے بلاد بھی مفتوح ہوے - اور اسی سال کریمہ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ کے معنے مین ابوذر غفاری اور معاویہ کے
درمیان مخالفت آئی - اس اجمال کی تفصیل انشاءاللہ تعالی عنقریب مطاعن عثمان کے جواب مین آئیگی - اور اسی سال
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری مبارک گم جانیکا حادثہ عظیم واقع ہوا - اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت کے
بعد آپ کی مبارک انگوٹھی جناب عایشہ صدیقہ کے پاس تھی جب صدیق اکبر خلیفہ ہوے بحکم کریمہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ
تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا کے بی بی نے اس انگشتری کو اپنے پدر بزرگوار کے تسلیم کیا تا یمن و برکت کے لئے مکاتیب
پر اسی سے مہر کیا کرین - ابوبکر صدیق کے بعد وہ خاتم عمر فاروق کو پہنچی سو انہون بھی پروانون کو اسی سے مزین کیا کرتے
تھے - جب حضرت عمر نے امر خلافت کو اصحاب شوریٰ مین مشترک رکھا وہ نگین معظم ام المومنین جناب حفصہ کے سپرد کی تا
جو شخص کہ مسند خلافت پر بیٹھے اسکو پہنچا دے جب عثمان ذوالنورین خلیفہ ہوے بی بی حفصہ نے وہ خاتم ان کے تحویل
کی سو اتفاقاً حضرت عثمان کے یا انکے مولی معیقیب کے ہاتھ سے وہ انگشتری ایک کنوے مین کہ جس کو بیر اریس کہتے ہین اور
وہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے چھوٹ پڑی - ہرچند اسکا سب پانی کھینچ دیا اور بہت جستجو کی پر اسکا سراغ نہ ملا -
حضرت عثمان کو بڑا تاسف ہوا بہت ہی محزون و ملول ہوے اسیوقت سے ان پر فتنے کے دروازے مفتوح اور محنت
مواد سے رو دئے - جب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم اس عالم سے غیب ہوی اور اسکے نہ ملنے سے مایوسی
ہو چکی تب ذوالنورین نے دوسری انگشتری اسی مقدار و شکل اور نقش پر بنوائی - لاکن وہ فقط بہت صوری و صورت
نما تھی کچھ فایدہ نہ دی - اور اسی سال مدینے مین جمعہ کے دن جب لوگون کی کثرت حد سے گذری اور اذان کی آواز سبکو
نہین پہنچ سکتی تھی جناب خلافت پناہ نے حکم کیا کہ موذن مقام زورا پر کہ بہت اونچا اور بلند ہے چڑھکے اذان کہے آجتک
طریقہ مستحسن باقی ہے -

ہجرت سے اکتیسوین سال کے وقایع

اس سال مین عبداللہ بن عامر نے
ملک خراسان کی طرف آیا انکا قصہ یہ ہے کہ جب ابو عامر نے ملک فارس کو فتح کیا حبیب بن مسلمہ نے انکے پاس جاکے کہنے لگا
کہ اے امیر خراسان کے لوگون نے امیرالمومنین فاروق اعظم کی بعد عہد شکنی کرکے غدر کا شیوہ اختیار کیا ہے - اگر تم اس
طرف کوچ کرین امید ہے کہ تائید الٰہی سے سہل و آسان فتح و نصرت ہاتھ دیگی - تب عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمان سے

اسباب مین اجازت چاہی - جب خراسان کے سفر پر مامور ہوا ایک بڑا لشکر مہیا کرکے کرمان کی راہ سے عازم خراسان ہوا - جب کرمان تک جا پہنچا وہان کے لوگ بھی عہد شکنی کی تھی اسواسطے مجاشع بن مسعود کے ساتھ ہزار سوار جرار کو دیکے وہین چھوڑا اور اس نواح کی حکومت اسیکو دیکے حکم کیا کہ کرمان کا محاصرہ کیجیئے فتح ہوی تک نہ چھوڑئے - اور ربیع بن زیاد حارثی کو ملک سجستان کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہان کے لوگ بھی عہد شکن ہوے تھے اور آپ خراسان کی طرف متوجہ ہوا راستے مین دو قلعے ہاتھ آئے پھر قہستان کی طرف قصد کرکے وہان کے لوگ سے جنگ کیا وے عاجز آکے صلح پر راضی ہوئے اور اپنے جبال و حصار سے نشان دیا اور چھے لاکھ دینار دیکے صلح کی - پھر عبداللہ بن عامر کئی فوجین خراسان کی اطراف و نواحی مین روانہ کین بعضے بلاد صلح سے اور بعضے جنگ سے مسلمانون کی تسخیر مین آئے اور مرزبان طوسی جلدی کرکے عبداللہ بن عامر کے پاس آیا اور سب طوسیون کی وکالت سے چھ لاکھ درہم دیکے صلح کی - پھر عبداللہ نے نیشاپور کی طرف جاکے اس شہر کے متعلقات کو دو مہینے تک محاصرہ کیا - اور مرزبان طوسی نے اس شہر مین داخل ہونے کے راہین بتلائین - نیشاپور کے اطراف تین فرسنگ تک زمین کے نیچے شیش پہر کے محکم کئے ہین اور شہر مین داخل ہونیکا راستہ بھی زمین کے نیچے سے تھا - عبداللہ نے اس شہر والون پر پانی بند کر دیا تب سب نہایت تنگ آئے اور ناچار امان چاہی لاکھ درہم دیکے صلح کی - ایک قول ہے کہ عبداللہ نے اس صلح پر راضی نہ ہوا بلکہ جنگ و جدال کرکے شہر نیشاپور فتح کیا - اور اس شہر کے بڑے بڑے سردارونکو تیغ سیاست سے قتل کیا - آخرالامر مرزبان طوسی کی سفارش سے انکے انتقام سے درگذر کرکے لطف و شفقت سے پیش آیا - جب نیشاپور کی آب و ہوا نہایت معتدل اور لطیف تھی وہین اقامت کی اور ایک بڑا لشکر تیار کرکے سرخس کی طرف روانہ کیا - سرخس والون نے جب جنگ مین عاجز ہوے ناچار صلح کی - پھر عبداللہ بن عامر ایک لشکر جرار ہمراہ لیکے آپ ہی ہرات کی طرف متوجہ ہوا اس شہر والون نے اول تو میدان جدال مین قدم رکھا - جب مقابلے کا مجال نپایا آخر لاکھ درہم دیکے صلح کی اور ہرات کے پرگنے بہت سے بطور صلح اہل اسلام کے تصرف مین آئے - جب اللہ تعالی نے عبداللہ بن کو بلاد مذکورہ پر غلبہ دیا اسکی شجاعت و مہابت کی بڑی شہرت ہوی اکثر حاکمون کو بڑی گھبراہٹ ہوی - ابن اذرجہ مرو کا مرزبان (راجہ و حاکم) تھا سبقت کرکے ایک قاصد کو عبداللہ عامر کی خدمت مین بھیجکے امان چاہی اور دو لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال تین لاکھ درہم بیت المال مین داخل کردینکے لئے روانہ کیا کردونگا - پھر عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے طخارستان کی طرف بھیجا سواس نے وہان پر جاکے جوزجان طالقان و فاریاب فتح کئے - پھر بلخ کی طرف متوجہ ہوا اس شہر کے لوگ چہار لاکھ درہم دیکے صلح کی - اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال لاکھ درہم اور ایک مقدار معین غلہ مسلمانونکو پہنچایا کرین - پھر بلخ سے

خوارزم کی طرف متوجہ ہوکے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہین ہوی اسلئے بالفعل مراجعت مین مصلحت جان کے عبداللہ بن عامر کے پاس لوٹ آیا۔ کہتے ہین کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ہاتھ پر واقع ہوی۔ لوگ اس کی آفرین و تحسین پر زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجالانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس عرصہ قلیل مین اتنے فتوحات کثیرہ کسی کو میسر نہوین۔ غرض عبداللہ بن عامر نے قیس بن ہیثم کو نیشاپور اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور و غرجستان پر اپنے نائب ٹھہرا کے آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھکے مکہ معظمہ کے طرف راہی ہوا عمرہ سے فارغ ہوکے مدینہ طیبہ کے طرف آیا اور امیر المومنین عثمان ذوالنورین سے ملاقات کی۔ اور اسی سال یزدجرد جو اولاد دارا سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا۔ اسکی ایام سلطنت بیس سال تھے اسنے چہار سال رفاہیت اور عیش و عشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولا برس مسلمانون کے جنگ مین گرفتار اور بے آرام و قرار رہا۔ آخر ولایت مرو مین ایک آسیابان کے گھر مین مارا گیا۔ اولاد دارا کی آتش سلطنت جو دو سو پچاس سال اور ایک قول سے چہار سو سال کی مدت سے سلگھی ہوی تھی اور روز بروز اس کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور وے لوگ آتش پرستی چھوڑ کے حق پرستی اختیار نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی آب تیغ آبدار سے انکی آتش کفر منطفی ہو گئی اور ان کی دولت و ابہت کی نشانی بے نام و نشان ہوی الحمد للہ علی ذلک۔ یزدجرد کی ہلاکت کا قصہ مورخون نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ نہاوند سے فرار کرکے خراسان گیا اور وہین طرح اقامت ڈالی عجم والون سے چہار ہزار شخص جنہو نے شکست کھائی تھی اس کے پاس آن کے جمع ہوئے یزدجرد نے شراب و رباب اور اقسام کے مزامیر اور لہو و لعب اور فسق و فجور آغاز کئے عیش و عشرت اور بیجا خرچ حد سے بڑھا دیا اسکا اسراف اس درجے کو پہنچا کہ اس کے ملک کا محصول اس کے خرچ کے لئے کفایت نہین کرتا تھا ماہویہ جو حکام کفار اور یزدجرد کے تابعون سے تھا اور خراسان کی ایالت اسکے سپرد تھی۔ یزدجرد نے کئی سال کے حساب مین اسکو تنگ کیا حالانکہ یزدجرد آنیکے آگے ہی ماہویہ نے اس سے پر دل ہوکے خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور ماہویہ اسکا داماد بھی تھا۔ خاقان کو ایسا لکھا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزدجرد کے شر کو لوگون سے دفع کرتا ہون یہہ خط پہنچتے ہی اسنے سات ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہہ خبر یزدجرد کو پہنچی ماہویہ سے استفسار کیا کہ یہہ لشکر آنیکا کیا سبب ہے۔ اسنے کہنے لگا کہ غالباً خاقان سنا ہوگا کہ عرب تیرے ساتھ جنگ و قتال کا قصد رکھتے ہین اسلئے یہہ لشکر تیری مدد کے لئے بھیجا ہوگا۔ یزدجرد نے اس کلمہ فریب آمیز پر مغرور ہوکے پھر عیش و طرب مین زیادتی کی ایک شب ماہویہ کے اشارے سے خاقان کا لشکر یکبیک تیار ہوکے اور یزدجرد کے دار الامارے کے

خراسان و کرمان و سجستان کی فتح

یزدجرد کا مارا جانا

دروازون کو بند کرکے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے سے بھی اسکو نکلنا ممکن نہین تھا جب یزدجرد نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ بہر صورت آپکو مہاڑی سے اتار دیوین تب اس کے خادمون نے کمند لگا کے اسکو مہاڑی کے پیچھے زمین پر اتار اسو خفیہ شہر سے نکل گیا دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قریے مین ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر مین جا کے پناہ لی - تلوار کا کمر بند کہ جس کی قیمت ایک اقلیم کا خراج تھا اپنی کمر پر باندہا ہوا اور بیش قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان نے اسکی طمع کی جب یزدجرد جو سو رہا آسیابان نے اسکو قتل کرکے وہ کمر بند اور پوشاک نکال لیا اور اسکی نعش پانی مین ڈال دی اور شہر مرو مین خاقان کا لشکر یزدجرد کی حویلی کو جو محاصرہ کیا جب صبح ہوی مرو کے سپاہی اور رعیت جمع ہو کے اس پر ہجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہو کے بیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا - پھر جب لوگ یزدجرد کی جستجو مین نکلے اس کی نعش کو پانی مین اور اسکا پوشاک آسیابان کے پاس پایا اس آسیابان کو پکڑ کے بہت بری طور سے قتل کیا - ماہویہ نے چاہا کہ تخت خراسان پر آرام و راحت سے گذرانے - لاکن منتقم جبار جل عظمتہ نے اسکے غدر اور بیوفائی کو جو اپنے منعم کے ساتھ کی تھی پسند نہ کی سو اس نے خراسان کی مملکت سے کچھہ فایدہ اٹھانے نہ پایا کہ احنف بن قیس لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لیکے مرو پر آپہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پاکے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت نہ کی - وہان سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے مین مسافرت مین ہلاک ہوا - اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسوین یا چوبیسوین سال مین علی اختلاف الاقوال روم کی نواح مین غزوہ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب مسلمانون کو افریقیہ کی فتح ہاتھہ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوے - اور ایک جماعت کثیر اسیر ہوی قسطنطین جو ہرقل کا بیٹا تھا ایک بڑا لشکر جمع کرکے بڑی شوکت کے ساتھہ اپنے ملک سے نکلا چھہ سو کشتی مین اپنے لوگون کو سوار کرا کے دریا کی راہ سے اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اس کو یہہ داعیہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور اندلس اور آفریقیہ جو اس کے ہاتھہ سے جاتے رہے تھے مسلمانون کی طرف سے نکال لیوے - جب یہہ خبر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ سے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے اپنے ہمراہ لیا ہوا اور چالیس کشتیون مین سوار ہو کے روان ہوے دریا مین ایک مقام پر کہ جس کو ذات الصور کہتے ہین جا پہنچے وہان ہر دو فریق ملے عبد اللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی ہے - ایسے مین ایک ہوا سے تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیون کو لنگر دیا جب شام ہوی سب مجاہدین اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار و ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال تضرع و زاری سے نماز اور دعا مین مشغول رہے جب صبح ہوی اور آفتاب بلند ہوا - غازیون نے بمقتضاے کریمہ فَلْيَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ کے اللہ تعالی پر توکل کرکے کافرون پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیان یہان تک نزدیک ہو گئین کہ تیر اور نیزے سے بات گذر کے تلوار سے جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے جیب و گریبان تک ہاتھہ پہنچنے لگا

ایسا جنگ عظیم ہوا کہ طرفین کے مقتولون کا لہو دریا کے کنارے تک پہنچا اور دریا کے موجین انکی نعشین کنارے ڈالنے لگین
بہت سے کفار آب دریا سے آتش دوزخ مین داخل ہوے - اور مسلمانون کی ایک جماعت خلعت شہادت پہن کے دریاے
رحمت ایزدی دگلزار جنت ابدی کی طرف خرامان ہوئی - آخرالامر دولت کفار کی کشتی ورطۂ نکبت و شکست مین غوطے کھانے
لگی - اور مواہب رحمت الٰہی سے فتح و نصرت کی ہوا موحدان اسلام و محمدیان ذوی الاحترام کے سفینے پر چلنے لگی - اور رومیون
سے بہت سے لوگ مارے پڑے اور بعضے قید مین آئے قسطنطین لعین ہزیمت پا کے روم کی طرف منھ کالا کیا اور وہ
داخل روم ہوکے بعد اس کے اور جماعت نصارا کی درمیان ایک خلاف واقع ہوا سو اسی جماعت نے اس کو مار ڈالی - بالغرض
اہل اسلام اس غزوے مین غنیمت اور سبایا ہاتھ لگے اپنے منازل کی طرف مراجعت کی - کہتے ہین کہ اس غزوے مین عبداللہ
بن سعد کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر اور ان کے اتباع سختی سے کلام کرنیکا اتفاق پڑا آخر ہوتے ہوتے عثمان
ذوالنورین پر طعن تک نوبت پہنچی چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ کہنے لگے کہ ابن عفان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور
شیخین کریمین کی سیرت کے برخلاف عمل کرتا ہے دیکھئے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایسا شخص ہے کہ حضرت کو اس سے یہان تک
رنج وکدورت پہنچی تھی کہ آپنے اس کا خون مباح کیا تھا - اور قرآن اس کے کفر پر نزول پایا سو عثمان نے ایسے شخص کو ممالک اسلام
کا والی ٹھہرایا - اور بنی امیہ کو جابجا بلاد اسلام مین حکومتین دین - ہرچند ان سے ظلم وستم واقع ہوا پر انکو معزول نہین کرتا ہے
اور مال غنیمت سے یہان تک ان پر انعام کیا کہ وہ ان کے مرتبہ سے زیادہ ہے اور جس قوم کو حضرت نے مردود و مطرود فرمایا تھا اس
قوم والونکو اپنے کاروبار مین مطلق العنان کر دیا اسکا ضرر اسیکی طرف عاید ہوگا - جب یے باتین عبداللہ بن سعد کو پہنچین بہت غصے
ہوا اور ان پر تہدید کی اور انکو اپنی کشتی سے نکال دیا **ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع** اس سال
مین قارن نے جو عجم کے سردارون سے تھا جب دیکھا کہ شجیعان اسلام کی ایک جماعت کثیر عبداللہ بن عامر کے ہمراہ ارکان
حج بیت اللہ کے واسطے روانہ ہوی - ملک خراسان کا میدان خالی ہے سو اس نابکار کو حکومت خراسان کی ہوس پیدا ہوی
ہرات اور بادغیس و قہستان وغیرہا بلاد سے لوگونکو جمع کیا اور چالیس ہزار نفر کے ساتھ مسلمانون سے جنگ کرنے کے لئے
نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت عبداللہ بن عامر کے طرف سے نیشاپور کا حاکم قیس بن ہاشم سلمی تھا - جب اسکو یہ خبر پہنچی عبداللہ
بن حازم سے جو خراسان کے سردارون سے تھا مشورت کی کہ اسباب مین مصلحت کیا ہے - ابن حازم نے کہا کہ دشمن کی کثرت و
شوکت پر نظر کرتے ہم کو تو مقابلے کی طاقت نہین ہے - مین مناسب یہی جانتا ہون کہ تم عبداللہ بن عامر کے پاس جلد جاوے
اور لشکر دشمن کی کثرت ظاہر کرکے اس سے مدد طلب کرے - اور مدد کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے یہان جلد آوے اور مجھے اپنا نائب
ٹھہرا کے یہان چھوڑ دیجیے تم آنے تک مین یہان کی نگہبانی کرتا ہون - قیس کو یہ تدبیر پسند آئی سو اس پر عمل کرکے بعد سے

قیدی لونڈی ۱۲

کی طرف متوجہ ہوا جب عبداللہ بن عامر کے پاس جا کے سب احوال ظاہر کیا ابن عامر نے حکومت خراسان کی سند عبداللہ بن حازم کے نام سے روانہ کی سب رعایا اسکے مطیع و منقاد ہوے پھر اسنے چہار ہزار مرد جرار کا لشکر تیار کر کے حکم کیا کہ بہت سی چربی جمع کر کے اونٹون پر لادین پس ابن حازم نے وہ لشکر ہمراہ لیکے نکلا قارن کا لشکر جو آرہا تھا اسکی طرف توجہ لائی جب لشکر قارن کے نزدیک پہنچا اپنے لشکر کے سپاہ کو حکم کیا کہ اپنے نیزون کو کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر اسکو چربی لگا دین پھر شام کے قریب اپنا لشکر لیکے کوچ کیا جب رات آئی چھ سو نیزہ دار و نکو مقدمۃ الجیش ٹھہرا کے حکم کیا کہ نیزے سے چربی لگائے ہوے سلگا دین اور قارن کے لشکر پر جا گرین اور باقی فوج کو لے کے آپ پیچھے رہا جب مقدمۃ الجیش کے سوار جا پہنچے قارن کے لشکر کو غافل پایا سو بلا تاخیر تیغ چلانے لگے اور ان کے پیچھے ابن حازم بھی باقی لشکر کے ساتھ آپہنچا قارن کے لشکری جب خواب غفلت سے بیدار ہوے متحیر ہو گئے نہ فرار کی فرصت تھی نہ جنگ کرنیکی طاقت غرض لشکر اسلام ان کافرون کو چو طرف سے گھیر لیکے قتل کرنے لگا۔ بہت سے کافر مارے پڑے اور باقی اسیر ہوے اور تھوڑے بھاگ نکلے سو ناپدید ہوے انکا جنگی سامان اور جانور اور بہت سا مال و متاع اور ہتھیار وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آے پس ابن حازم نے خمس غنیمت فتح نامے کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس روانہ کیا پس امیر المومنین عثمان ذوالنورین کے حکم سے خراسان کی حکومت عبداللہ بن حازم پر بے قرار پائی۔ اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے زیارت بیت اللہ کے قصد سے نکلا عجمیون سے جو باقی رہے تھے اس قابو کو غنیمت جانکے بلخ اور جورجان اور طالقان اور جبال اور غرجستان سے تیس ہزار شخص جمع ہوے بلاد خراسان مین اسلام کی فوجین جو متفرق تھین انسے جنگ کرنیکے ارادے سے نکلین جب یہہ خبر احنف بن قیس کو پہنچی وہ بھی ایک لشکر فراہم کر کے ان کے مقابلے کے لئے نکلا ایک بیابان مین ہر دو لشکر نے نزول کیا۔ احنف بن قیس نے متفکر اپنے لشکر کے اطراف پھرنے اور سپاہ کا احوال دریافت کرتے تھے اتفاقاً اسکا گذر ایک خیمے پر ہوا۔ ایک غلام نے اپنے آقا سے کہتا تھا کہ اس لشکر کی امارت مجھے ہوتی تو مین اس میدان مین ایسی جگہہ لشکر گاہ ٹھہراتا کہ ایک طرف پانی اور دوسرے طرف پہاڑ رہے تا لشکر اسلام کی پشت پہاڑ کی طرف ہو اور دشمن کی تعرض سے محفوظ رہے۔ جب احنف نے یہہ بات سنی اس کو نہایت پسند آئی جب شب گذر گئی اور صبح ہوئی حکم کیا کہ لشکر اپنے فرودگاہ سے نقل کرے اور دوسرے مقام پر جا کے پہاڑ کو پیٹھ سے لیکے اترے لشکریون نے اسیوقت نقل مکان کیا۔ غرض جب لشکر کفار تیس ہزار مرد جرار کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہو کے نکلا اور احنف کے لشکر والے انکی کثرت کو دیکھ کے فکرمند ہوے قریب تہا کہ اس کے لشکر مین تزلزل آوے پس احنف نے اپنی لشکریونکو دلدہی اور طمانیت دی اور اللہ تعالے پر توکل کرنے اور جہاد مین ثابت قدم رہنے پر نصیحت کر کے کفار پر حملہ کیا ایک ہی

حملے مین کافرون کے پیر اُکھڑ گئے تیس ہزار کافر چہار ہزار مومن سے بہاگنے لگے عرب کے دلاورون نے عربی گہوڑون کے سموں اُن کفار اشرار کا پیچہا کیا بہت سے کافر مارے پڑے اللہ تعالی نے مسلمانونکو فتح و نصرت عنایت کی بہت سا مال و متاع ہاتھ آیا اور اس ملک مین جابجا اسلام کے جہنڈے برپا ہوے احنف بن قیس کی کوشش سے اس ملک مین اسلام کا چرچا ہوا والحمد للہ علی ذلک

ہجرت سے تیتیسوین سال کے وقایع

اس سال مین بعضے کوفے کے رہنے والے جیسے مالک بن حارث نخعی جو مالک اشتر سے مشہور ہے اور ثابت بن قیس المقنع اور صعصعہ بن صوحان عدی اور اس کا برادر زید بن صوحان اور عروہ بن جعد و عمرو بن الحموع حراقی اور عامر بن قیس اور کمیل بن زیاد اور عمیر بن صافی وغیرہم۔ جب سعید بن العاص کی شان مین طعن کی زبان کھولی اور کمال درشتی سے اسکے ساتھ متعرض ہونے لگے بلکہ امیر المومنین عثمان ذو النورین کی خدمت مین اپنے حد سے باتین کرنے لگے سعید بن العاص اور کوفے کے بعضے اکابر و اشراف حضرت عثمان کی خدمت مین عرایض لکھکے یہہ احوال ظاہر کیا کہ اس فتنے کی آتش بجہانے مین زیادہ کوشش کیا چاہیئے اور التفات کلی فرمانے والا کام ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ حضرت عثمان کا یہہ دستور تھا کہ جو لوگ انکی دایرۂ اطاعت سے قدم باہر رکھتے ان کو جلا وطن کا حکم فرماتے۔ پس ان کے باب مین یہی حکم لکہا کہ انکو کوفے سے شام کی طرف معاویہ کے پاس بھیجدین۔ اور ان کا روزمرہ کوفے کے دفتر سے نکال کے دفتر شام مین داخل کیا اور معاویہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ کوفے کی ایک جماعت جو فتنہ و فساد آغاز کی تھی اوس کو تمہارے پاس روانہ کیا ہون اگر تمہاری نصیحت سے ان کے سینے سے کینہ کا زنگ دور ہووے فبہا والا اطلاع دیجیئے تا ان کے باب مین دوسری فکر کیجائے۔ جب وہ گروہ دمشق کو پہنچی معاویہ نے انکی تعظیم و تکریم کی اور انہین ایک مناسب مکان مین اُتارا اور بہت سا انعام دیا اور اکثر اوقات طعام دو وقتہ انہین کے ساتھ کہایا کرتے پھر رفتہ رفتہ انکو نصیحت کی لاکن کچھہ فایدہ نہ دی اور بھی ان کا انکار زیادہ ہوا معاویہ کے ساتھ بھی خشونت کی راہ لے کے اس کے حق مین بھی عیب و طعن کی زبان درازی کی۔ تب معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ یہہ جماعت جو میرے پاس آئی ہے عقل و فراست سے عاری ہے امام کی متابعت سے بیزار بلکہ مخالفت و انکار کے درپی ہے۔ کسی وجہ سے بھی حق کے تابع ہوتی نہین فتنہ و فساد پر کمر باندہی ہے۔ جب یہہ نامہ حضرت عثمان کو پہنچا انہون نے معاویہ کے جواب مین لکھا کہ ان کو حمص کے طرف عبد الرحمن بن خالد کے پاس روانہ کیجیئے کہ اس نے عدم التفات اور سختی و درشتی سے پیش آیگا پس معاویہ نے حکم کے موافق اس جماعت کو حمص کے طرف بھیجدیا جب وہ گروہ داخل حمص ہوی عبد الرحمن نے ایک مدت تک بار نہ دیا

جب پروانگی دی اور وے مجلس مین آسے تو بیٹھنے کی رخصت نہ دی پھر اسکے بعد بھی جب وے مجلس مین آتے انکو نہین بٹھلاتا اور جب سوار ہوتا انکو پیادہ اپنی سواری کے ساتھہ رکھتا چند روز مین وے تنگ آگئے آخر کی سبب درمیان لاکے کوفے کی طرف مراجعت کرنیکی رخصت لی - اور ایک روایت آئی کہ جب سعید بن العاص مدینے کی طرف روانہ ہوا کوفے کے اشراف و عمایدکی ایک جماعت مالک اشتر کے نام پر ایک مکتوب اس مضمونکا روانہ کیا کہ کوفے کے تیرے یار و برادر تیری ملاقات کے نہایت آرزومند اور تیرے مقدم کے بہت ہی منتظر ہین چاہئیے کہ مساعدت کو سب چیزون پر مقدم رکھہ کے اس طرف جلد آوے تا سعید بن العاص مدینے سے مراجعت کرنیکے آگے تو یہان آپہنچے کیونکہ یہان کے لوگ اسکے ظلم سے بہت ہی تنگ آئے ہین پھر اسکو کوفے مین داخل ہونیسے منع کرنا چاہتے ہین - جب یہہ نامہ مالک اشتر کو پہنچا اسیوقت کوفے کی طرف روانہ ہوے - جب سعید بن العاص نے جانیکے وقت اپنا سب مال متاع کوفے مین ہی چھوڑ گیا تھا سو کوفے والون نے مالک اشتر کے اشارے سے اسکو غارت کیا جب اس نے حضرت عثمان سے رخصت لیکے نکلا کوفے کی ایک جماعت آگے جاکے اس کو داخل شہر ہونے سے منع کیا تب سعید نے ناچار مدینہ کی طرف مراجعت کی اور جناب خلافت مآب حضور مین سب ماجرا ظاہر کیا - جناب ذوالنورین بہت ہی تامل اور تدبیر کے بعد ابوموسی اشعری کو سعید کی جائے پر نصب کرکے کوفے کی طرف روانہ کیا اور وہانکے لوگون کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ لوگون کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ تمہارا مقصود سعید کی معزولی اور ابوموسی اشعری کی بحالی تھا سو ہم نے ویسا ہی کیا ہے اب تمکو چاہئے کہ ابوموسی کو اپنا امیر جانین اور اس کے دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین - غرض جب ابوموسی اشعری کے قدوم کی خبر کوفے والون کو پہنچی بہت خوش ہوکے ان کے استقبال گئے اور تعظیم و تکریم کی شرایط بجا لائین - جب ابوموسی اشعری داخل کوفہ ہوے اول مسجد جامع مین جاکے برسر منبر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ امام بحق کی اطاعت واجب ہے جس نے اس کا خلاف کریگا اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالنا چاہیگا بحکم حدیث شریف اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ اَیْقَظَهَا کے اللہ تعالی کی لعنت اور غضب کا مستحق ہوگا - سب اہل کوفہ نے یہ باتین سنکے بجان و دل قبول کین اور کہا کہ ہم سب امام بحق عثمان ذوالنورین کے مطیع و منقاد اور تمہاری سرداری پر شاد ہین پس ابوموسی اشعری منبر سے اترکے دارالخلافت مین نزول کیا - کوفیون کی اطاعت اور رضامندی کی اطلاع مین ایک نامہ لکھ کے حضرت عثمان کی خدمت مین روانہ کیا -

حضرت عثمان کی ابتداے قتل کا بیان

اسی سال مین بعضے صحابہ مدینہ مین جمع ہوکے حضرت عثمان کی طعن مین زبان کھولی کہ انہون نے بلاد اسلام پر ایسے لوگون کو عامل

لفتنہ نائمہ لعن اللہ من ایقظہا

بنا کے بھیجا ہی کہ انسے انواع کا ظلم وستم جاری ہی اور وے بڑا فتنہ وفساد کرتے ہین اسلئے لوگ اُنسے تنگ
آ گئیے ہین آخر سبھون نے متفق ہو کے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہا کہ آپ جناب ذوالنورین کے پاس جا کے
نصیحت کیجیے کہ انکی خیرخواہی اسی مین ہی تا آپ کی نصیحت سے وہ ہوشیار ہو جاوین سستی اور تغافل سے باز آوین
تب حضرت علی نے انکے گھر تشریف شریف ارزانی فرما کے کہنے لگے کہ تمہارے عاملون کے ظلم وستم سے جابجا
لوگ بہت تنگ آ گئیے ہین اسی لئے تمہاری شکایت نقل ہر مجلس ہو رہی ہی۔ اور لوگ کہتے ہین کہ بار بار ہم نے دربار
خلافت مین استغاثہ کیا امیر المؤمنین نے اس طرف التفات نہ فرمائی۔ اور اُن عاملون سے دفع ظلم وجفا نہ کیا۔ اسلئے آپ سے
کہا جاتا ہی کہ اس جماعت کو کیا آپ دوست سمجھتے ہین یا نہ اگر اپنی دوست جانتے ہین انکی نصیحت کو غنیمت جانئے۔ اور اگر انکو دشمن سمجھتے ہین تو
ملاحظہ فرمائے کہ جو کہتے ہین واقعی ہے یا خلاف واقع۔ اگر خلاف واقع ہوا سکا کچھہ پروانہ کیجیے اگر مطابق واقع
کے ہی انسب یہی ہی کہ ان کی منت جان کے اُن امور کو جو بمقتضائے[۵] کُنْ فِي الْحِرْصِ عَلَى عُيُوبِكَ لِعَدُوِّكَ
کے جو اپنے نقصان وعیب کا موجب ہو بدل وین اور اُن عاملون کو معزول کرین۔ الحمد للہ آپکو تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت اور قرب قرابت حاصل ہی اور حضرت کا کلام خجستہ فرجام آپ سُنے ہو۔ آپ سے
آگے دو خلیفے جو گذرے جو وے جانتے تھے آپ بھی جانتے ہو انہین جو کچھہ شرف اور فضیلتین تھین آپ ان کے
جامع ہو بلکہ حضرت کی رشتہ دامادی جو آپ کو حاصل ہی انکو نہین تھی آپ جانتے ہو کہ بندگون مین افضل بادشاہ
عادل ہی جس سے اماتت بدعت واحیاء سنت ظہور مین آوے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس شر الناس بادشاہ
ظالم ہے جو احیاء بدعت واماتت سنت کرے اور محدثات کے دروازے خلق پر کھولدے۔ غرض جناب
امیر نے عدل واحسان کی تحریص وترغیب اور ظالمونکی اعانت کی تحذیر وترہیب اور رعایا پروری وشفقت گستری
کے باب مین ایسی ہی تقریر دلپذیر کی۔ جب جناب ولایت مآب کا کلام تمام ہوا۔ جناب ذوالنورین نے آغاز
کلام کیا اور کہا کہ یا علی آپنے جو فرمایا سب صحیح اور راست ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ عز شانہ کی کہ اگر آپ میری جاگے
پر ہوتے اپنے خویش واقارب کے ساتھہ صلہ رحمی اور محتاج ومساکین کے ساتھہ سلوک واحسان سے پیش
آتے مین ہرگز آپ پر عتاب نہ کیا ہوتا اور مین سوگند دیتا ہون آپ کو کیا آپ نہین جانتے ہو کہ میرے عاملون
سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہی کہ اسکی سیرت اچھی نہین حالانکہ عمر فاروق نے اسکو حکومت دی تھی باوجودیکہ اس نے
ایک برے کام سے متہم ہوا پھر بھی اوسکو کوفے کی امارت دیکے روانہ کیا کسی نے انکو ملامت انکی پھر مجھے
کسلئے ملامت کرتے ہو اور عبد اللہ بن عامر وغیرہ کو صلہ رحمی اور احسان کی رو سے کہ شریعت مطہرہ محمدیہ

[۵] یعنی اپنے عیبون پر اپنے دشمن سے زیادہ حریص رہ

مین جسکی تاکید اکید آئی ہی اگر مین امارت دون محل اعتراض کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ہرچند عمر فاروق
نے بعضونکو امارت دی تہی حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین امارت کے لئے اینسے اولی
واحق موجود تہے لاکن اپنے عاملون پر تہدید شدید کرتے تہے کہ ظلم وجفا سے بہت پرہیز کرین اور ان سے
اگر کسی نے ایک امر نالایق کا مرتکب ہوتا فی الحال اسکو بلوا کے دریافت کرتے اس پر جرم ثابت ہوے کے
بعد حد جاری کر کے اسکو اس مقام سے بدل دیتے تہے ۔ اور تم اس کے برخلاف حد جاری کرنے اور بدل
دینے مین سستی کرتے ہو اور اپنے اقربا کو عطیات ۔ انعامات سے مخصوص کر کے کبار صحابہ کو محروم چہوڑ دیتے ہو
جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا علی جو لوگ میرے اقربا سے ہین آپسے بہی قرابت رکہتے ہین ۔ جناب امیر نے
فرمایا کہ ہان اگرچہ میرے سے بہی قرابت رکہتے ہین لاکن بحکم کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اور
حدیث شریف مَنْ اَبْطَأَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ نَسَبُہٗ کے اولنئے دوسرے افضل ہین ۔ عثمان ذوالنورین نے کہا
یا علی کیا آپ نہین جانتے ہو کہ عمر فاروق معاویہ کو شام کی امارت دی تہی سو مین اسکو بحال رکہا ہون حضرت
علی نے جواب دیا کہ مین آپ کو سوگند دیتا ہون کیا آپ نہین جانتے ہو کہ رافع جو عمر فاروق کا غلام اور حاجب
تہا اوس کو عمر فاروق کا جس قدر خوف تہا معاویہ کو اس سے زیادہ تہا حضرت عثمان نے کہا کہ ہان مین
یہہ بات جانتا ہون پہر جناب امیر نے فرمایا کہ معاویہ نے عظایم امور مین دخل دیتا ہی اور افعال قبیحہ اس سے
ظہور مین آتے ہین ۔ اور لوگ پوچہین تو تمہاری حمایت ظاہر کرتا ہے اور تمکو تو یہہ بات معلوم ہی با این
تم اس سے اغماض کرتے ہو جناب ذوالنورین نے یہہ بات سنکے خموشی لی کچہہ جواب ندیا حضرت علی نے
اُٹہہ کے اپنے گہر کی طرف تشریف ارزانی فرمائی ۔ اور حضرت عثمان نے مسجد کی طرف آکے ایک خطبہ اس
مضمون کا پڑہا کہ لوگو عیب وطعن کی زبان بندکر و فتنہ وفسادمت مچاؤ جب عمر فاروق کی خلافت مین
زجر وتوبیخ اور درے کی تعزیر وتادیب جاری تہی فتنہ کا دروازہ بند تہا اور تم مطیع ومنقاد تہے اور مین
تمہارے ساتہہ نہایت نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہون اسلئے تمہارے سے رنج وکربت کہینچتا ہون جب
اپنے ہاتہہ اور زبان کو تم سے روکا ہون اسلئے تمہاری زبان میرے حق مین دراز ہورہی ہی اور تمنے گستاخی
پر کمر باندہی ہی دیکہئے کہ مین نے بیت المال سے ایکدام ودرہم اپنے خرچ مین نہین لایا ابوبکر صدیق اپنی
اور اپنے اہل وعیال کی وجہ معیشت بیت المال سے لیا کرتے تہے اگر کہوگے کہ مین نے عطیات وانعامات
کثیرہ بیت المال سے اپنے خویش واقارب کو دئیے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ امام کو پہنچتا ہی کہ بیت المال مین

اپنی راے کے موافق تصرف کرے اس سے زیادہ مجھے رنج وآزار نہ دو اور آپ شوریدہ حال ہوئے جب حضرت عثمان کا کام یہان تک پہنچا مروان شقی نے لوگون کے ساتھہ سخت باتین کرنے لگا جناب ذوالنورین نے زجر و توبیخ سے اسکو ساکت کیا۔ اور اس سال عادت معہود پر حج بیت اللہ کے لئے تشریف فرمائی اداے مناسک کے بعد بخیر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ ہجرت سے پینتیسوین سال کے وقایع۔ اوراد باش لوگ فتنہ کی بنا ڈالنی اور حضرت عثمان کو منصب خلافت سے عزل اور قتل کرنے کے درپے ہونا۔ اس سال مین مصر اور بصرے اور کوفے کے بعضے اشرار نے جو فتنہ و فساد انکا شعار تھا مدینہ کے طرف آنکے حضرت عثمان کو منصب خلافت سے معزول کرنے پر کمر باندہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ عبد اللہ بن سبا جو احبار یہود سے تھا تورات و انجیل اور انواع علوم حاصل کرکے کریمہ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا کا مصداق ہوا تھا حضرت عثمان کی خلافت مین دنیا کے اغراض پر ہاتھہ مارنیکے لئے صفا سے آکے اسلام لایا جب اسکا مطلب حاصل ہوا حضرت عثمان سے بغض و عداوت پیدا کی اور ملت اسلام مین خلل اندازی چاہی۔ جب حضرت عثمان نے اس حال سے واقف ہوے اس کو مدینے سے اخراج کا حکم کیا۔ اس شقی نے حجاز سے بصرہ اور بصرے سے کوفہ کوفے سے شام کی طرف اپنا منھہ کالا کیا جب اہل شام اس بدانجام کے فتنہ و فساد سے آگاہ ہوے اس کو شام سے بھی نکال دیا۔ جب اس ناہنجار کو معلوم تھا کہ حضرت عثمان کے مخالف مصر مین بہت ہین مصر کے طرف گیا اور منافقی سے اپنا علم و تقوی ظاہر کرکے وہان کے لوگ کو اپنے دام فریب مین جب وے لوگ اس کے معتقد ہوگئے فتنہ کی بنا ڈالی۔ کہ نصارا کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام آسمان سے دنیا مین نزول کرینگے یہہ بات تو واقع کے مطابق ہے۔ اور سب پر ظاہر ہے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسی علیہ السلام سے افضل ہین پس حضرت کی مراجعت بطریق اولی ہوگی اور اللہ تعالے نے حضرت کے ساتھہ اس بات کا وعدہ بھی کیا ہے چنانچہ قرآن مجید مین فرماتا ہے إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ غرض مصر کے احمقون نے اسکے فریب مین آگئے کہنے لگے کہ ہر پیغمبر کو ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے پس خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفے اور وصی حضرت علی ہین کہ علم و فتوی اور زہد و تقوی سے آراستہ اور کرم و شجاعت و امانت و دیانت سے پیراستہ ہین

لوگون نے بخلاف نص محمدی انکی حق تلفی کی منصب خلافت کا استحقاق جو انہین کو ثابت تھا دوسرے کو دیا
اب انکی نصرت ویاری سب لوگون پر واجب ہے مصر کے سفیہون نے ابن سبا کے یہ فسادی باتین سنتے ہی حضرت
عثمان سے بدل گئے اور قدم ان کے دایرۂ اطاعت سے باہر رکھا - اور کوفے مین بعضے اشرار جو حضرت عثمان
سے کینہ رکھتے تھے مصر والون کی یہہ حالت سنتے ہی وے بھی دلیر ہو گئے پس مخالفون کے فتنے کی آتش روز بروز
تیز ہونے لگی اور ان کا کام دوبالا ہوا - حضرت عثمان نے عمار بن یاسر کو مصر کے اور محمد بن مسلمہ کو کوفے کی طرف
روانہ کیا تا دریافت کرین کہ وے کون لوگ ہین کیا سفہا ہین یا عقلا عمار نے جب مصر پہنچا مصریون کے اغوی سے وہ بھی
سست ہو کے کچھہ نہ لکھا - اور محمد بن مسلمہ جب داخل کوفہ ہوا ان فتنہ گرون کی حالت دریافت کر کے حضرت
عثمان کی خدمت مین لکھہ بھیجا کہ چند عقلا بھی سفہا کے ساتھہ ملے ہین اسباب سے جناب خلافت مآب کی خاطر مکدر
ہوی - کہتے ہین کہ انہین دنون معاویہ نے کعب الاحبار سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے اسباب کا بڑا خطر ہے
کہ کہین گروہ باغیہ سے جناب ذوالنورین کو کچھہ مضرت پہنچے - کعب الاحبار نے کہا کہ یہہ حادثہ تو ناگزیر ہے معاویہ
نے کہا کاش مجھے معلوم ہو تا کہ عثمان ذوالنورین کے بعد مسلمانون کی حکومت کس کو پہنچتی ہے تا اسکی ملازمت پر
قیام کرون - کعب الاحبار نے کہا کہ حکومت آخر تمہارے طرف آویگی لاکن بہت سی خون ریزی کے بعد - معاویہ
کو اسبات سے حکومت کی تمنا غالب ہوی پھر مراجعت کے وقت حضرت عثمان سے عرض کی کہ دشمنون نے
چو طرف سے سر اوٹھایا ہے اور آپکی بدخواہی پر کمر باندہی ہین - بہتر ہے کہ آپ شام کا قصد کرین کہ اس ملک مین آپکے
یار و مددگار بہت ہین حضرت عثمان نے فرمایا کہ معاذ اللہ حضرت کے منبر اقدس و روضۂ مقدس کی مفارقت
اختیار کرون - معاویہ نے کہا کہ اجازت ہو تو ایک لشکر مدینہ کی حوالی مین رکھتا ہون تا آپ کی محافظت کرے
حضرت عثمان نے کہا کہ اکثر خمس اور غنیمتین جو ان پر مصروف ہوئین کیا اسیواسطے ہے کہ ہمسایگان رسول کو ملول
کرین معاویہ نے کہا کہ یا امیر المومنین دشمنون سے پرحذر رہا چاہئے کہ اس سرزمین کی اقامت آفات کا موجب معلوم
ہوتا ہے حضرت عثمان نے کہا کہ مین آفات و بلیات پر صبر کرونگا دولت باقی کو راحت فانی پر ترجیح دونگا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسایگی جو دولت بے عدیل ہے کبھی نچھوڑونگا - **کوفے کے**
فتنہ بازون کا آنا مدینہ کی طرف - کہتے ہین کہ سن پینتیس ہجری ربیع الاول کے مہینے مین ہر شہر
کی ایک چھوٹی فوج جو اپنے حاکم سے شکایت رکھتی تھی مدینہ منورہ کی طرف آئی - مدینہ والون نے ان لوگون سے دریافت کیا
کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہے - وے کہنے لگے کہ ہم عثمان ذوالنورین سے چاہتے ہین کہ حکام ظالم کا شر ہمارے سے

دور کرے یا امرائے عادل کو ہم پر مقرر کرے اور بھی سخت باتین کہین - جب حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی چاہا کہ مدینہ والون سے کوئی ان کے ساتھ متفق ہوئے ہین یا نہ معلوم کرین - تب اپنے دو شخص معتمد کو حکم کیا کہ ان جماعت کے اختلاط پیدا کر کے اسباب سے آگاہ ہووین انہون نے جا کر ان لوگون سے ملاپ کیا اور آکر خبر دی کہ سوا محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر و عمار بن رافع انصاری انکے ساتھ ملے ہین - تب حضرت عثمان نے حکم کیا کہ سب اکابر مہاجرین و انصار و تابعین عالی مقدار کو مسجد مین حاضر کرین جب سب فراہم آئے جناب خلافت مآب نے حمد و صلواۃ و سلام کے بعد کہنے لگے کہ ایک جماعت اطراف و نواحی سے یہان جمع آئی ہے انکا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ اگر عثمان خلافت سے معزول ہو جاوے تو بہتر ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے - صنادید مہاجر و انصار یہ کہنے لگے کہ وہی لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے لوگونکو اپنی طرف بلاوے اور امام زمان کی مخالفت پر کمر باندھے اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہو اس کو قتل کرو حضرت عثمان نے فرمایا کہ اب تو انکے خون سے ہاتھ دراز نہین کرتا ہوں آئندہ ان کی مخالفت جب درجہ تحقیق کو پہنچے تب ان کے ساتھ جو کیا چاہئے کیا جاویگا - اور فتنہ گرون نے جو ان پر تہمتین کی تھین جناب ذوالنورین نے ان سب کو دفع کیا - سب لوگون کو معلوم ہوا کہ جناب خلافت مآب ان بہتانون سے پاک ہین - پھر حضرت عثمان اس کے بعد اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے - اہل خروج آپس مین کہنے لگے کہ مدینہ مین عثمان کے دوست اور ہوا خواہون سے بہت ہین - اور ہم بے تہیہ اور بے استعداد آئے ہین اب مصلحت یہی ہے کہ ہم مراجعت کرین پھر شوکت اور قدرت کے ساتھ آوین تا ہمارا جو مطلوب ہے میسر ہو - مخالفین روانہ ہوئے پر بعضے خیر خواہون اور مخلصون نے ہر چند جد و جہد کیا کہ اپنے عاملون کو معزول کرین پر حضرت عثمان نے قبول نہ کیا اسلئے دوستونکی آزردگی کا سبب ہوا

مصر کے مخالفون اور فتنہ گرون کا آنا مدینہ کی طرف اور برپا کرنا فتنے کا

جب مصر کے اوباشون نے فتنے کے ارادے سے آکے مدینہ کے باہر اترے اور شب کے وقت ایک قاصد کو حضرت علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ کے پاس بھیجکے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا حضرت عثمان بھی جناب امیر کی خدمت مین آکے کہنے لگے مجھے آپ کے ساتھ قرابت قریبہ متحقق ہے اور بہت سے حقوق آپکے ذمے پر ثابت ہین اہل خروج جو مدینے کے باہر آکے اترے ہین اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہین آپکی قدر و عزت ان کے نزدیک ثابت ہے اب التماس یہی ہے کہ آپ انکو تسکین دین اور نہ چھوڑین کہ میرے مکان تک آوین تا اس سے دوسرے مفسدونکی جرأت کا سبب نہو - حضرت علی نے کہا کہ مین نے خیر خواہی کی راہ سے بار بار جو کہتا تھا کہا جس بات سے اس فتنے کی آتش بجھ سکتی تھی آپ کو جتا دی پر آپنے اسکی طرف التفات نہ کی اور اس پر عمل پیرا نہوے جناب ذوالنورین نے

کہا کہ یا ابو الحسن جو گذرا سو گذرا آیندہ اہل غرض کی باتون کی طرف التفات نکرونگا اور آپکی صوابدید سے باہر نہونگا - جناب ولایت مآب نے حضرت عثمان کی التماس قبول فرماکے اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوئے مصر کے عمائد کے پاس تشریف لیگئے اور ایسی دلکش تقریر کی کہ وے فتنے کے ارادے سے باز آئے تب حضرت علی جناب ذو النورین کے گہر تشریف فرماکے حقیقت حال ظاہر کی اور فرمایا کہ وے لوگ تو اب راہ پر آئے ہین انکی استمالت اور دلجوئی کیا چاہئے - حضرت عثمان نے خوش ہوکے حکم کیا کہ سب لوگون کو مسجد مین حاضر کرین - جب تمام لوگ حاضر ہوے حضرت عثمان نے منبر پر سوار ہوکے ایک خطبہ پڑہا اور اس مین خلق کی ایسی دلجوئی کی اور ایسا رفق آمیز کلام کیا کہ سب لوگون کو بڑی رقت ہوئی یہان تک رو دئے کہ انکی داڑہیان تر ہوئین حضرت عثمان کو بہی رقت ہوی حضرت علی نے لوگون سے فرمایا کہ عثمان ذو النورین کے نزدیک اس سے زیادہ کیا ہوگا - انہون نے جو ظاہر کیا اللہ تعالی انکو اس پر ثابت رہنے اور استقامت کرنیکی توفیق دے - پس جناب ذو النورین نے منبر سے اترکے اپنے گہر تشریف فرمائی اور لوگ از روے صدق و ارادت کے جمع ہوکے انکے دروازے پر گئے تا ملاقات کرکے ان کی شکر و تحسین مین زبان کہولین ایسے مین مروان شقی اور سعید بنی امیہ کی ایک جماعت جو خطبہ کے وقت حاضر نہین تہی حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوی - مروان نے مباورت کرکے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین بات کرون یا خاموش رہون - نائلہ بنت فرافصہ حضرت عثمان کی بی بی جو بڑی عاقلہ تہین پردے کے پیچہے سے کہنے لگین کہ اے مروان خاموش رہ کہ تو جو کہنا چاہتا ہے مین جانتی ہون شاید امیر المومنین کو آج کے خطبہ کے باب مین ملامت کرنا چاہتا ہے - یقین جانئے کہ آج کے دن جو خطبہ پڑہا گیا نہ پڑہے ہوتے تو امیر المومنین مقتول اور انکے بچے یتیم ہوجاتے واللہ انہون نے ایسا خطبہ پڑہا کہ اسکے سوا ے گزیر نہین تہا - مروان نے کہا اے نائلہ تجہے اسبات سے کیا سروکار قسم ہے اللہ تعالی کی کہ تیرے باپنے رحلت کی حالانکہ وہ ٹہیک وضو کرنا نہین جانتا تہا - نائلہ نے کہا اے مروان خاموش رہ اس عبارت کو موتے کے عیب و طعن کے مقام مین نہ لا تیرا باپ بہی میرے باپ پر کچہہ زیادتی نہین رکہتا تہا - اگر تیرے باپ کو امیر المومنین کے ساتہہ نسب کی قرابت نہوتی تجہے اسکی حقیقت حال سے مین خبر دئی ہوتی جب تو علم و عقل سے نہایت دور ہے تیرے سے احتراز اور دوری نہایت ضرور - جب اس بی بی کے جواب سے مروان عاجز ہوا اُن سے اعراض کرکے پہر اپنے کلام کا اعادہ کیا کہ یا امیر المومنین کیا بات کرون یا خاموش رہون

حضرت عثمان نے اسکو کلام کی رخصت دی تب اس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آج کے روز آپنے جو خطبہ پڑھا مناسب نہین تھا اس مین آپنے اپنی کسر حرمت کی ابو طالب کے فرزند کو یہہ بات مطلوب تھی کہ آپکو لوگون مین ذلیل کرین اور آپ کی زبان سے خطا کا اقرار کروادین سو وہ مطلب حاصل ہوا۔ اب مناسب بھی ہے کہ یہہ لوگ جو دروازے پر جمع آئے ہین انکو اندر آنے کی پروانگی نہ دین بلکہ انکو وہین سے پھیردین تا آپکے حضور مین کوی کلام گستاخانہ نکرے کہ موجب فتنہ کا ہو جناب ذو النورین نے کہا کہ تو ہی جا کے انکو پھیردے کیونکہ مین شرم رکھتا ہون کہ ان سے بات کرون تب مروان باہر آیا اور کہنے لگا کہ لوگو تم یہان کس لئے آئے ہو کیا لوٹنا چاہتے ہو یا ہمارے سے حکومت چھین لینے کا ارادہ رکھتے ہو۔ پھر کلام مین درشتی اور سختی شروع کی لوگ سنکر ناچار پھر گئے۔ انمین سے ایک جماعت حضرت علی کی خدمت مین جا کے یہہ ماجرا ظاہر کیا۔ جناب امیر سنکے بہت رنجیدہ اور ملول ہوے۔ اور اسی وقت عثمان ذو النورین کے پاس جا کے کہنے لگے کہ افسوس ہی کہ آپ سے ایسے حرکات سرزد ہوتے ہین مروان چاہتا ہی کہ آپ کو جادۂ عقل سے لغزش دیکے شتر کے مانند جدہر چاہے ادہر کھینچے۔ واللہ وہ تو ارباب دانش و تدبیر سے نہین ہی۔ مین سمجھتا ہون کہ تم کو ہلاکت مین ڈالیگا مَنْ يَمْشِي مَعَ الْغُرَابِ سَيَرْجِعُ إِلَى الْخَرَابِ تم نے مروان کی خاطر سے آپ کو مطعون کیا۔ اب مجھے معاف رکھو پھر مین تمہارے معاملہ مین دخل نہ دونگا اور تمہارے یہان آنا جانا بھی موقوف کرونگا بس یہہ کہہ کے مجلس سے اٹھے اور اپنے مکان کی طرف سدہارے۔ حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ یہہ حال دیکھہ کے نہایت مضطر ہوئین اور کہا کہ جناب امیر کی باتین مین نے سنی کمال صواب پر کلام کیا حق بجانب انہین کے ہی۔ انہون نے بڑی رنجیدگی کے ساتھ آپ کی مجلس سے تشریف لیگئے اب پھر انکا آنا بہت دشوار ہی۔ مروان کی خاطر سے اپنی معاملہ کو اس درجہ تک پہنچانا کیا ضرور تھا۔ جب حضرت علی کی یہہ حالت ہو سب اکابر آل و اصحاب بھی متغیر ہو جائینگے۔ حضرت عثمان نے کہا اب کیا تدبیر کرون۔ نائلہ نے کہا کہ اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کی اتباع کیا چاہئے اور ستمگر عاملون کو معزول کرنے مین ہرگز تاخیر نہ کیجئے۔ القصہ جب نائلہ نے نہایت باعث ہوئین حضرت عثمان نے جناب امیر کی خدمت مین جا کے بہت معذرت اور دلجوئی کی۔ حضرت عثمان نے غور و تامل کے بعد سمجھا کہ جناب امیر کی رائے نہایت صواب پر ہے۔ غرض حضرت علی نے پھر جناب ذو النورین

سکے گہر کی طرف قدم نہ رکہا یہان تک کہ مصر کے اوباشون اور فاجرون نے حضرت عثمان پر میٹھا پانی بند کیا تب حضرت علی نے بنفس نفیس انکے گہر کے دروازے پر آکر کہڑے رہے اور پانی کے چند مشک گھر مین روانہ کیے ایک روایت میں ہے کہ اندنون حضرت علی نے اپنے ایک کام کیلئے خیبر کی طرف رونق افروز ہوے تھے فتنہ گر اوباشون نے طلحہ بن عبید کے پاس جمع ہو کے اس کی استصواب سے فتنہ شروع کیا تھا۔ جناب ولایت مآب نے جب خیبر سے مراجعت کی حضرت عثمان نے انکے گھر جاکے کہنے لگے کہ آپ پر میری برادری کا حق اور حضرت کی مصاحبت و مصاہرت کا حق ثابت ہے۔ فرضاً یہہ کچہہ ہو تو بہی بنی عبد مناف کو اس بات کا نہایت ننگ و عار ہوگا کہ بنو تیم سے ایک شخص یعنے طلحہ انکا حق انسے چہین لے اور طلحہ کی بہت شکایت کی۔ جناب امیر نے انکو دلداری اور تسکین دیکے فرمایا کہ فکر نکرو خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالیٰ ابہی اب تم سنو گے کہ مین آپکی اعانت کس طرح کرونگا۔ پس اسیوقت اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ لیکے طلحہ کے گھر گئے دیکھتے کیا ہین کہ اوباشون اور غوغائیون سے انکا گھر معمور ہے یہہ حالت دیکھکے انکی ملامت مین زبان کھولی۔ طلحہ نے کہا کہ ای علی اب کام ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ جناب امیر نے سمجھا کہ اب نصیحت فایدہ ندیگی۔ وہانسے خزانہ بیت المال کی طرف تشریف لائی اور حکم کیا کہ دروازہ کھولین کیلی حاضر نہین تھی آخر دروازہ کی زنجیر تڑوا کے دروازہ کھولا اور روپیون کی تقسیم شروع کی جب یہہ خبر ان لوگون کو پہنچی جناب امیر کی خدمت مین دوان دوان آئے اور طلحہ کو اکیلا چھوڑ دیا جناب ذو النورین بہت مسرور اور حضرت علی کے ممنون و مشکور ہوے تب ناچار طلحہ نے حضرت عثمان کے پاس آکے معذرت شروع کی حضرت عثمان نے فرمایا کہ واللہ تو نے تایب اور نادم ہو کے نہ آیا بلکہ جب مغلوب و مخذول ہوا لاعلاج ہو کے آیا ہے اے طلحہ مین اللہ تعالیٰ پر سونپتا ہون تا تیری جزا دے اور محمد بن شہاب زہری سے منقول ہے کہ مین نے سعید بن المسیب سے سوال کیا کہ عثمان ذو النورین کس لئے مقتول ہوے اور صحابہ کس لئے ان کی تائید نہ کی۔ لوگ اُن پر خروج کرینکا کیا سبب ہے۔ سعید بن المسیب نے جواب دیا کہ عثمان ذو النورین نے مظلوم شہادت پائی اور قاتل انکا بلاشک ظالم ہے اور صحابہ کو انکی اعانت نہ کرنے مین ایک عذر صحیح ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امیر المؤمنین جناب ذو النورین نے جب سریر خلافت کو زینت دی اوایل کے چھے سال مین ایسی خوبی سے حکومت کی کہ اس ایام مین کسی نے اُن پر حرف نہ رکھ سکا اس کے بعد ان سے اوضاع و اطوار مین تغیر آیا مثل مشہور ہے کہ اِذَا تَغَیَّرَ السُّلْطَانُ تَغَیَّرَ الزَّمَانُ اپنے اقربا کے ساتھ جو بڑی محبت رکھتے تھے پاس قرابت کے سبب سے انہین کو حکومتین دینے لگے۔ معاویہ کو تو فتح آفریقہ کے بعد سب ملک شام پر امیر بنایا۔ اور بصرے کی امارت سے ابو موسی اشعری کو معزول کر کے ان کی جگہہ پر عبداللہ بن عامر کو

جسے جو رشتے میں ... زمانہ بدل جاتا ہے

بھیجا - کوفے کی امارت مغیرہ بن شعبہ سے نکال لیکے ولید بن عتبہ کو اور اس کے بعد سعید بن العاص کو دی - جب باوجود صحابہ کبار کے اسلام بلاد و امصار کی حکومتیں بنی امیہ کے جوانوں کو دیں اور اُن عاملوں سے ناشایستہ حرکتیں اور ان کے ظلم و ستم کی خبریں مدینہ کو پہنچنے لگیں صحابہ رسول نہایت محزون وملول ہوتے تھے آخر ان کو معزول کرنیکے باب میں صحابہ کی ایک جماعت ہر چند بہت کوشش کی پر کچھہ فایدہ نہوا - انہیں کے عاملوں سے عبداللہ بن ابی سرح جو مصر کا والی تھا لوگوں پر جب ظلم وستم شروع کیا مصر لوگوں کی ایک جماعت دار الخلافت میں اسکی شکایت لے آئی - اور اس کے آگے حضرت عثمان سے عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر کے ساتھہ بے اتفاقی ہوی تھی سو ابن مسعود کے واسطے ہزیل اور بنو زہرہ کی قوم اور عمار بن یاسر کے لئے بنی مخذوم کے قبیلے کے لوگ اور ابو ذر کی سبب سے بنو غفار کے قبیلے والے اور اُنکے حلیف بھی آزردہ تھے فی الجملہ جب جناب ذو النورین کو ابن ابی سرح کے حالات سے اطلاع ہوی اسیوقت اس کے نام سے ایک مکتوب کمال تہدید اور تاکید سے روانہ کیا کہ اپنی رعیتوں کو راضی کریں اور آیندہ ان کے ساتھہ حسن معاشرت سے پیش آویں - لاکن جب اسکے دل میں ایک سختی اور رعونت آگئی تھی وہ نصیحت کچھہ فایدہ نہ دی ابن ابی سرح نے جناب ذو النورین کے نصایح سے تجاہل اور تغافل کیا بلکہ اس جماعت کو جو دار الخلافت میں اپنی شکایت لیگئی تھی ضرب کر کے قید میں رکھا اور ان میں ایک شخص کو قتل کر ڈالا - تب مصر سے سات سو شخص نکل کے مدینہ آئے اور سب ماجرا اکابر مہاجرین و انصار کی خدمت میں ظاہر کیا - انکا مقصود ابن ابی سرح کی معزولی اور اس مقتول مظلوم کی قصاص طلبی تھا - پس مصریوں کی التماس سے حضرت علی نے جناب ذو النورین کے پاس جا کے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے جن لوگوں نے فریاد لائی ہے انکا معاملہ دریافت کریں اگر وے کسی پر حق ثابت کریں ان کی فریاد کو پہنچیں تا فی الجملہ فتنے کی آتش تسکین پاوے - طلحہ بن عبداللہ وام المومنین عایشہ صدیقہ بھی حضرت عثمان کے پاس ایسا ہی پیام بھیجا - اور دوسرے صحابہ نے بھی ایسا ہی کہا جناب ذو النورین نے فرمایا کہ مصر کی امارت کے لئے تم کسی شخص کو ٹھہراؤ تامیں حکومت کی سند اس کے نام سے لکھدوں - تب تمام صحابہ کرام کی رائے اسبات پر آئی کہ محمد بن ابی بکر جو حسب و نسب کے زیور سے آراستہ اور فطانت و شجاعت کے لباس سے پیراستہ ہیں سزاوار امارت کے ہیں - اہل مصر بھی انہیں کے خواہاں ہوئے - تب جناب ذو النورین نے حکومت کی سند ان کے نام سے لکھدی اور مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی انکے ہمراہ دیکے مصر کی طرف روانہ کیا

اور یہہ حکم فرمایا کہ عبداللہ بن ابی سرح اور اہل مصر کے درمیان جو خلاف روہ دیا ہی اسکو تحقیق کرکے حکم شرع
جاری کریں - جب محمد بن ابی بکر اس جماعت کو ہمراہ لیکے مصر کی طرف روانہ ہوے اور تین منزل طی کیں راستے
مین ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ اشتر تیز رفتار پر سوار ہوکے بڑی جلدی سے دوڑاتا ہوا مدینہ سے مصر کی طرف
چلا ہے - لوگون نے اسکو بلا کے دریافت کیا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اسنے کہا کہ مین امیر المومنین عثمان
ذوالنورین کا غلام ہون مجھے مصر کے عامل کے پاس بھیجا ہی - پھر جب اس سے دریافت کیا تو کہا کہ مین مروان کا
غلام ہون - حاضرون نے کہا کہ تو کہتا ہی کہ عامل مصر کے پاس جاتا ہون عامل مصر تو یہی ہی پس محمد بن ابی بکر
کے طرف اشارہ کیا - اس نے کہا کہ میرا مقصود عامل مصر سے ابن ابی سرح ہی یہہ بول کے اپنے اونٹ کو آگے بڑھایا
تب محمد بن ابو بکر کو خبر دی انہون یہہ سنتے ہی چند شخص کو اس غلام کے پیچھے دوڑایا تا اسکو پھیر لاوین جب اسکو
لوگون نے حاضر کیا تو آپ ہی اس سے استفسار کیا اس غلام نے وہی جواب دیا جو آگے اس جماعت کو دیا تھا
پھر محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہ کوی مکتوب تیرے ساتھ ہی اس نے کہا کہ نہین حکم کیا کہ اس کے اسباب کی جھڑتی لین
کہین سراغ نہ ملا مگر اس کی چھاگل مین کوی چیز ہلتی تھی ہرچند اس کو منقلب کیا اور اس سے نکالنا چاہا پر وہ چیز نہین
نکلی - آخر اس کو چیرے تو اس سے ایک مکتوب سر بمہر نکلا اسکے لفافہ پر لکھا تھا کہ مِنْ عُثْمَانَ اِلَی ابْنِ اَبِی سَرْحٍ
تب محمد بن ابی بکر نے ان مہاجرین و انصار کو جو اپنے رفیق تھے بلوا کے انکے روبرو وہ نامہ کھولا اس مین رقوم
تھا کہ جب محمد بن ابی بکر اور فلان فلان وہان آپہنچین ان کو قتل کر اور مصر والون نے جو تیرے ظلم سے شکایت
لائی تھی ان کو قید کر دے یہانتک کہ ہمارا دوسرا حکم پہنچے - ایک روایت ہی کہ اس مین یہہ لکھا تھا کہ یہہ لوگ
فتنہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کو آئے تھے پر انکا مدعا حاصل نہوا اب لاعلاج
اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہین تو انکو خوب جانتا ہی پس جو سزا کہ لایق ہو خواہ قتل سے یا ہاتھ پاؤن
کاٹنے سے پہنچایا چاہئے تا آیندہ کوی ایسی حرکت نکرے - جب محمد بن ابی بکر اور ان کے رفیق اس نامے
کے مضمون سے آگاہ ہوے نہایت ملول اور مضطر ہوگئے - محمد بن ابی بکر پھر اس مکتوب کو بند کرکے اپنے
رفیقون میں سے جو اکابر اور عمایدتھے اس پر انکی مہرین کردین اور ایک معتمد کے تحویل کرکے سب مدینہ منورہ
کی طرف مراجعت کی - جب داخل مدینہ ہوے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد و سعید کو جمع
کرکے وہ نامہ ان کے حضور مین کھولا - اور اس غلام کا قصہ بھی ظاہر کیا وہ نامہ دیکھتے ہی صحابہ رسول نہایت
متعجب اور ملول ہوے حضرت علی و طلحہ و زبیر و سعد و عمار اور صحابہ کی ایک جماعت جو سب اہل بدر تھے اس

اور غلام اور مکتوب کو ہمراہ لئے ہوئے جناب ذوالنورین کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہہ غلام اور اونٹ کیا آپکا
ہے کہا ہان - پھر پوچھا کہ یہہ مکتوب کیا آپ لکھا ہے کہا اس مکتوب کی مجھے خبر نہین نہ مین لکھا ہون نہ اس کے
لکھنے کا حکم کیا ہون نہ اس غلام کو مصر کے طرف بھیجا ہون - تب سوال کیا کہ یہہ کس طرح ہوگا کہ غلام اور اونٹ
آپکا ہو اور اس مکتوب پر آپکی مہر بھی چھپی ہو اور آپ کو اسکی خبر نہو تب حضرت عثمان نے اللہ تعالی کی قسم کھائی
کہ نہ اس خط کی مجھے خبر ہے نہ اس غلام کو مین روانہ کیا ہون اور صحابہ نے پہچانا کہ وہ خط مروان کا ہے سو اسکی
شکایت کی اور کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے تا ہم اس سے اس مکتوب کا قصہ دریافت کرین - اس وقت مروان
حضرت عثمان کے ہی گھر مین تھا لاکن انہون نے اسکے دینے سے ابا کیا اور فرمایا کہ اتنی ہی بات پر مین اسکو تمہارے
حوالہ کر نہین سکتا ہون کہ تم اسکو قتل کردین شاید کہ کسی نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع اس پر مہر
کرکے اس غلام کو فریب دیکے روانہ کیا ہو دشمنون اور فتنہ گرون مین تو ایسا کام ہوا کرتا ہے اگر ابن ابی سرح کو مین نامہ
لکھا ہوتا دریا کی راہ سے بھیجا ہوتا تا جلد پہنچے - حضرت عثمان مروان کو دینے سے ابا کرنا صحابہ کو ہرگز پسند نہ آیا اور بہت ہی ناگوار
ہوا سب کے سب آزردہ خاطر انکی مجلس سے اپنے مکانات کی طرف چلے گئے - مدینہ مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو
حضرت عثمان سے ناخوش اور دلگیر نہوا ہو - پر سب یہی کہتے تھے کہ حضرت عثمان سے ہرگز جھوٹی قسم نہوگی - لاکن
جب تک مروان کو ہمارے تحویل نکرین ہمارا دل صاف نہوگا تا مروان سے دریافت کرین کہ یہہ مکتوب کون لکھا ہے
اگر حقیقت مین عثمان لکھا یا ان کے حکم سے مروان لکھا ہو تو خلیفہ کو معزول کرین کہ کس لئے ناحق دو صحابی کا قتل
روا رکھا - اور اگر مروان ان کے بے اطلاع لکھا ہے تو ایسے فتنہ انگیز کو جناب خلافت مآب کس لئے اپنے کاروبار
مین مطلق العنان چھوڑا ہے وہ تو سزا دینے اور سریر گاہ خلافت سے دور رکھنے کے لایق ہے - القصہ جب اس
مقدمے کی خبر مشہور ہوی مدینہ مین کوی ایسا شخص نہین تھا کہ حضرت عثمان پر طعن نہ کیا ہو - اور جب یہہ خبر بصرے
اور کوفے کے فتنہ گرونکو پہنچی وے بھی قابو پاکے اپنے شہرون سے مراجعت کی بنو زہرہ اور بنو مخذوم اور ہذیل کے
قبیلے والے جو آگے سے رنجیدہ خاطر تھے ان کی دشمنی اور بھی زیادہ ہوی - اور محمد بن ابی بکر جب اپنی قوم یعنے
بنو تمیم سے نصرت چاہی تو انہین کے قبیلے سے ایک جماعت جو مدینے مین تھی انکی تائید پر کمر باندہی اور مصر کے اوباش
تو بہت تھے یہہ سب مل کے حضرت عثمان کے گھر پر چالیس روز یا دو مہینے آٹھ روز یا چھ مہینے تک علی
اختلاف الاقوال محاصرہ کیا ان کو نہین چھوڑتے تھے تا مسجد نبوی تک نماز کے لئے آوین اور میٹھا پانی بھی ان کے
گھر مین جانے نہین دیتے تھے تا تنگ آکے خلافت چھوڑ دین - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت

نہ چھوڑ سکنے باب مین ان کو وصیت کی تھی اسلئے خلافت نہین چھوڑ سکتے تھے۔ اور مروان پر بہت
رحم و شفقت بسند دل رکھنے کے سبب سے اسکو انکے تحویل بھی کر نہین سکتے تھے غرض جب ظالمون نے پانی
بند کر دیا۔ حضرت علی نے تشریف لاکے اُن فتنہ گرون سے کہنے لگے کہ تم نے جو کام اختیار کیا ہے نہ عادت
مسلمانون ہی نہ کافرون کی۔ کفار روم جب کسی کو اسیر کر کے قید مین رکھتے ہین تو اسکو آب و طعام دیا کرتے
ہین ہمو کا پیاسا رکھنا مروت نہین جانتے ہین۔ پس تم خلیفہ وقت کے ساتھ ایسے سلوک سے پیش آنا ہرگز
سزاوار نہین اسباب مین ہر چند مبالغہ کیا لاکن کچھہ فائدہ ندیا۔ ان ظالمون کے دلون مین نصیحت کچھہ کارگر
نہوی۔ کہتے ہین کہ محاصرے کے ایام مین جب موذن حضرت عثمان کے دروازے پر آتا اور کہتا اَلصَّلوٰۃُ
یا اَمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ تب جناب خلافت مآب تو باہر آ نہین سکتے تھے لاعلاج امر امامت کا حوالہ کبھی ابوہریرہ کبھی
ابن عباس پر فرماتے تھے آخر ان فتنہ گرون نے موذن کو زجر و توبیخ کی کہ انکو امیر المومنین نہ کہے تب موذن نے
فقط لفظ الصلواۃ الصلواۃ پر اکتفا کرنے لگا۔ آخر انکا ظلم اس درجہ کو پہنچا کہ ابن حرب جو مصر کے سردارون سے
تھا مسلمانون کی امامت کرنی شروع کی۔ منقول ہی کہ محاصرے کے ایام مین حضرت عثمان نے ایکدن اپنی
مہاڑی پر چڑہکے آپ کو ان ظالمون پر ظاہر کیا۔ وے ناعاقبت اندیشون نے آپس مین ایک دوسرے سے
کہنے لگا کہ اس سے بہتر قابو نہین کہ اب انکو مار ڈالین تاہم اس و غدغے سے نجات پاوین حضرت عثمان نے
سُنکے فرمایا کہ واللہ خدا و رسول نے میرا خون مباح نہین کیا ہی۔ ایک روایت ہی کہ جب آپکو اُن پر ظاہر کیا کہا
السلام علیکم کوی شخص جواب نہ دیا۔ تب آپنے پوچھا کہ تمہارے مین طلحہ بن عبداللہ ہی انہون نے کہا ہان
جناب ذوالنورین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن میں اسلام اس قوم پر واقع ہووے جو اسلام کا دعوی
کرتی ہے اور ان مین طلحہ بھی داخل رہی جو عشرۃ المبشرہ سے ہی اور میرے سلام کا جواب ندیوے یہہ بھی
ایک مصیبت ہی کہ جس پر استرجاع کیا جاوے۔ طلحہ نے سلام کا جواب دیکے کہا کہ سلام مین سنت یہی ہی
کہ آپکا سلام مین سنون اور میرا جواب آپ سنین۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا سلام طلحہ نے بار اول
نہ سنا یا طلحہ نے جواب دیا لاکن حضرت عثمان کو مسموع نہوا۔ القصہ جناب ذوالنورین کہنے لگے کہ ای طلحہ
مین قسم دیتا ہون اللہ تعالی کی کیا تم نے حضرت سے نہین سنا ہی کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہین مگر اس
شخص کا کہ تین کام مین سے ایک کیا ہو۔ پہلا یہہ کہ ایمان لائے بعد کافر ہوا ہو۔ دوسرا یہہ کہ احصان کے
بعد زنا کیا ہو۔ تیسرا یہہ کہ ناحق کسی مومن کو مار ڈالا ہو۔ الحمد للہ مین تو ان تین کامون سے کسی کام پر اقدام

نہین کیا ہون - پھر حضرت عثمان نے سب فتنہ گرون کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتا ہون
اللہ تعالیٰ کی اور حقوق اسلام کی سچ کہو انصاف سے نہ گذرو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مدینہ شریفہ کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی تب اس شہر مین میٹھا پانی نہین تھا مگر ایک کنوان کہ جسکو
بیر رومہ کہتے ہین وہ کنوان ایک یہودی کے ملک مین تہا وہ اسکا پانی گران قیمت سے دیتا تھا اسلیئے فقرائے
مہاجرین پانی کی شکایت حضرت کی حضور مین لائے - تب حضرت نے ارشاد کیا کہ جس نے اپنے خالص مال سے
وہ کنوان خرید کرے اور اپنے دلو کو دوسرے مسلمانون کے دلو کے ساتھ وقف کریگا اس کے واسطے اللہ تعالیٰ
بہشت مین ایک کنوان عنایت فرماویگا مین نے یہہ ارشاد سنتے ہی اپنے خالص مال سے وہ کنوان خرید کرکے
اس کو مسلمانون پر وقف کر دیا سو تم آج کے روز وہ پانی پینے سے مجھہ کو منع کرتے ہو اور مین ناچار کہارا
پانی پی رہا ہون - حاضرون نے یہہ بات سنکے اس کی تکذیب نہین کی اور انکو سچے جان کے خاموش رہے
پھر سوال کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خلق کی کثرت سے مسجد نبوی مین گنجایش نہین تھی حضرت نے فرمایا کہ تم سے کون ہے
کہ فلان کی زمین خرید کرکے داخل مسجد کرے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ایک جگہہ اسکو بہشت مین دیگا مین نے صرف
اپنے مال سے وہ زمین خرید کرکے مسجد کے ساتھ منضم کیا - تب مسجد کشادہ ہوئی اب تم مجھہ کو اس مسجد مین نماز پڑھنے
سے منع کرتے ہو - سب اسکی بھی تصدیق کرکے خاموش رہے - پھر فرمایا کہ ایکبار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور مین مکہ معظمہ کے کوہ ثبیر پر تھے یکبیک وہ پہاڑ اس قدر زلزلے مین آیا کہ اس کے
بعضے پتھر گر گئے - تب حضرت نے اپنا مبارک قدم اوس پہاڑ پر مار کے فرمایا کہ اُسْکُنْ یَا ثَبِیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ
نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ یعنے ساکن ہو اے کوہ ثبیر کہ نہین ہین تجھپر مگر نبی اور صدیق اور شہید تب وہ پہاڑ ساکن ہوا
جب ان لوگون نے یہہ سنا کہا ہان - حضرت عثمان نے کہا اللہ اکبر قسم ہے کعبے کے پروردگار کی تم نے میری
صداقت پر گواہی دی تین بار اس کلمہ کی تکرار کی - کہتے ہین کہ جناب ذوالنورین کے یہ باتین جب حضرت علی کی
خدمت مین پہنچین بہت درد و رقت کی اسیوقت آب شیرین سے تین مشک خدام کی ایک جماعت کے ساتھ دیکے
حضرت عثمان کے گھر روانہ کئے فتنہ گرون نے مانع ہوکے اندر جانے نہین دیتے تھے تب بنی ہاشم اور بنی اُمیہ
کی ایک جماعت نے تائید کرکے وہ پانی گھر کے اندر لے گئے امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لایا ہے
کہ امام احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے نقل کی ہے کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تہا مین نے انکے گھر مین داخل ہوا اور
کہا کہ تم مسلمانون کے امام ہو اب آپ پر ظالمون نے بڑا فتنہ مچایا اور نہایت تنگ کر دیا ہے ایسے وقت مین تین

کاموں سے ایک اختیار کیجئے - یا انکے جنگ پر آمادہ ہو جائیے کہ آپکو قوت اور تابعونکی کثرت حاصل ہے - اور آپ حق پر ہین اور وے باطل پر - یا آپکے دروازت پر جو اوباشون نے گھیرا ہے ہم اسکے سوا دوسرا دروازہ بنا دیتے ہین آپ بلا توقف اپنے مرکب پر سوار ہو کے مکہ معظمہ کا قصد کیجئے آپ جب حرم مین رہین کوئی آپکے خون کا ارادہ نہ کریگا یا شام کی طرف تشریف لیجاؤ کہ وہان معاویہ حاضر ہے - جب حضرت عثمان نے فرمایا کہ انکے قتال پر کمر باندھنی مین نہین چاہتا ہون کہ حضرت کے بعد آپ کے امت مین خونریزی میرے سبب سے شروع ہووے اور مکہ معظمہ کے طرف جانیکی بات جو تو نے کہی مین نے حضرت سے سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ قریش کے ایک شخص کے سبب سے مکے مین الحاد یعنے ظلم شروع ہوگا سو اوس پر عالم کا آدھا عذاب ہے پس مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہوئن - اور شام کی طرف جانا مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت کی اقامت اور روضہ نبوی کی قربت اور مجاورت ترک کرون - اور ابن عساکر نے ابی ثور الفہمی سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تھا مین انکی خدمت مین گیا فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے مجھے دس چیزین عنایت کین - مین سابقین اسلام مین چوتھا ہون[1] - اور حضرت نے اول اپنی دختر[2] کے ساتھ میری تزویج کردی جب اس بی بی کی رحلت ہوی پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کر دیا - اور جب سے[3] مین نے حضرت کے مبارک ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیکے شرف بیعت سے مشرف ہوا پھر اس ہاتھ سے اپنے زیر ناف کو مس نہ کیا - اور جب سے[4] مین نے اسلام لایا کوئی جمعہ مجھپر ایسا نہین آیا کہ جس مین مین نے ایک بردہ آزاد نکیا - اور اگر اس وقت غلام حاضر نرہتا تو اس کے بعد آزاد کر دیتا - اور کبھی مین[5] نے زنا نہین کیا ہون نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین - اور کبھی چوری[6] نہین کی مین نے نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین - اور مین نے قرآن مجید کو جمع کیا[7] تھا - جب محاصرے کے ایام منقضی ہوے مالک نے حضرت عثمان کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المومنین تین کامون سے ایک کام اختیار کیجئے پہلا یہہ کہ منصب خلافت چھوڑ دیجئے تا مخالفین جس کو چاہتے ہین اسکو مقرر کرلین - یا آپ اپنے قصاص کا حکم فرمادین - اگر آپ ان ہر دو کام سے ایک بھی قبول نکرین - جانئے کہ وے آپکو قتل کرین گے - جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس خلعت سے مجھے عزت دی ہے اسکو کس طرح نکالون حالانکہ وہ خلعت نہین نکالنے پر حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے اور تہدید شدید کی ہے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مجھپر ظلم و جفا کی تیغ بھی چلاوین تو مین اپنے قتل کو دوست رکھتا ہون اسبات سے کہ امت مرحومہ محمدیہ کی امامت سے ہاتھ اوٹھاون - اور تم نے قصاص کی بات جو کھی واللہ میرے سے ایسا کام نہوا کہ موجب قصاص کا ہو - اور میرے قتل کی بات جو کہی مین بھی معائنہ کرتا ہون کہ انکا مقصد وہی ہے - لاکن یقین جانئے کہ اگر وے میرے قتل پر اقدام کرین باہم ان مین بھی دوستی باقی نرہیگی بلکہ ان مین بڑا ہی اختلاف حادث ہوگا پھر ان کو دین محمدی کے دشمنون پر بطریق اجتماع جنگ و قتال میسر نہو ویگا پھر یہہ آیت تلاوت کی

وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ
پھر فرمایا کہ عنقریب ہم اور یہہ لوگ حشر میں معشر کے پاس جمع آئینگے ہمارے اور انکے درمیان خود اللہ تعالی حکم کریگا ہر فریق اپنی سزا و جزا پائیگی - اور قریب ہی کہ یہہ لوگ اس کے بعد دیکھین گے کہ ان پر کس قدر ضعف اور سختی رو دیویگی اور وے آرزو کرین گے کہ مین انہین زندہ رہا ہوتا - واللہ مین انکی امارت و حکومت کی رغبت نہین رکھتا ہون اگر حضرت کی یہہ وصیت نہوتی کہ اے عثمان اللہ تعالی تجھے ایک قمیص پہنوائیگا اور لوگ چاہین گے کہ اس کو تیرے سے نکال لین - زنہار اس پر رضا نہ دیجئے اور وہ پیرہن اپنے سے دور نہ کیجئے - اور جو مصائب کہ تجھے لاحق ہون ان پر صبر و شکیب کیجئے - اگر یہہ وصیت نہوتی البتہ یہہ امارت چھوڑ دیتے اپنے گھر بیٹھا ہوتا - واللہ اگر انکی تیغ جفا سے نہ مارا جاؤن تو بھی عنقریب مین مرجاونگا کیونکہ اب تو میری عمر نہایت کو پہنچی اور میرے اعضا ضعف ہوگئے جب مرنا یقین ہی فاجرون اور باغیون کے ہاتھ سے مارے جانا بہتر اور انکی تلوار سے شربت شہادت چاکنا نہایت خوشگوار اور خوش تر اور ایسی مظلومی اور بیچارگی سے شہادت پانے مین رضای الہی مضمر ہے - پھر دعا کی کہ خداوندا میرا حال تو اس درجے کو پہنچا ہی اور یہہ جماعت میرے قتل کا ارادہ رکھتی ہی انکا داعیہ انہین پر پھیر دے اور انکی جماعت کو پریشان اور متفرق کر دے اور میرا انتقام انسے لے - راوی کہتا ہی کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ جناب ذو النورین مظلوم کی دعا اکثر ان ظالمون کے حق مین مستجاب ہوی - نقل ہی کہ عبد اللہ بن عمر نے ان اوباشون کے پاس جاکے کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین عثمان ذو النورین سے جنگ احد مین ایک بڑا گناہ ہوا تھا اللہ تعالی اپنے کرم سے عفو کیا چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اب تم نے ایک صغیرہ پر چاہتے ہو کہ ان کو قتل کرین - روایت ہی کہ عبد اللہ بن سلام نے محاصرے کے ایام مین مدینہ والون سے کہنے لگے کہ اے مسلمانو زنہار عثمان ذو النورین کے قتل کو گوارا نکہو اور فتنہ کا دروازہ نہ کھولو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ تمہارے فتنے کی شمشیر خلاف شریعت مین ہی اور امام زمان کے قتل کا ارادہ خلاف طریقت ہی اور بحکم حدیث نبوی مدینہ کی راہون پر نگہبانی کے لئے فرشتے کھڑے ہین اس شہر مین فتنے کو داخل ہونے نہین دیتے ہین تم خلیفہ وقت کے قتل سے ان فرشتون کو آزار نہ دو اپنے برے فعلون کے بسبب انکو اپنے شہر سے مت چلاؤ اور فتنے کی تلوار کو غلاف سے مت نکالو اور جماعت مسلمین مین تفرقہ نڈالو - ایک روایت ہی کہ یہہ بھی فرمایا کہ اگلی امتون مین سنت اللہ ایسی جاری ہی کہ جس امت نے اپنے پیغمبر کو قتل کرتی اس کے بدلے مین ستر ہزار مرد مارے جاتے - اور جب کسی پیغمبر کے خلیفے کو قتل کرتی اس کے عوض مین تیس ہزار مرد مقتول ہوتے - پس تم خلیفہ بحق کے قتل پر اقدام نہ کرو کہ فتنے کے دروازے تم پر کھل جائینگے

اور تمہارے مین خونریزی جاری ہوجائیگی - واللہ تمہارے سے جس نے ان کی قتل مین شریک ہوویگا قیامت کے روز اپنا ہاتھ کٹا ہوا درگاہ الٰہی مین آویگا جانئے کہ اس شیخ یعنے امیرالمومنین عثمان ذوالنورین کے حقوق تمہارے ذمے پر ایسے ہین جیسے باپ کے حقوق فرزندون کے ذمے پر ہون تم اس کو عقوق سے بدل نہ کرو اور شریعت محمدیہ کی محافظت بجالاو - جب عبداللہ بن سلام کا یہہ کلام بنیض الیتام وے فجار بدانجام نے بھی سنا انکے ساتھ بے ادب ہوے اور سختی سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹھ کہتا ہی یہودیت اور نفاق رکھتا ہی - عبداللہ بن سلام نے جواب دیا کہ تم کذب اور بہتان کی راہ چلتے ہو معصیت اور مخالفت کے دروازے خلق پر کھولتے ہو امام بحق سے بغاوت کرتے ہو مین یہودی اور منافق نہین بلکہ موحد اور مومن مخلص اور محمدی ہون اسبات پر خدا اور رسول گواہ ہین اور ماہران قرآن بھی اسبات سے آگاہ ہین - اللہ تعالے نے کئی آیات قرآنی سے میری شان کو بلند فرمایا ہی چنانچہ ارشاد کیا قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ بِہٖ وَشَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَکْبَرْتُمْ جو لوگ تفسیر اور تاویل و تنزیل سے آگاہ ہین انسے دریافت کرو کہ اس آیت مین شاہد من بنی اسرائیل سے مراد کون ہی اس سے مین ہی مراد ہون اور دوسری آیت مین فرمایا قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ کبار صحابہ سے پوچھ لو کہ اس آیت مین ومن عندہ علم الکتاب سے مراد کون ہی القصہ یہہ نصایح شافیہ و مواعظ کافیہ اس گروہ باغیہ مین کچھہ تاثیر نہ کی - روایت ہی کہ مدینہ والون کی ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت مین پوشیدہ پیام بھیجا کہ ہم کو اذن دیجیے کہ آپ کی طرف سے اس قوم کے ساتھہ جنگ کرین - جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی - ایک روایت ہی کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت عثمان کے حضور مین حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ انصار کرام تحیہ سلام پہنچاتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ ہم کو اجازت ہو تو ان ظالمون سے قتال کرتے ہین اور دوسرے بار انصار اللہ ہوتے ہین - جناب ذوالنورین نے ان کے حق مین دعاے خیر کی اور یہہ جواب کھلا بھیجا کہ تمہاری تائید و نصرت کو مین نے بڑی نعمت اور منت سمجھتا ہون - لیکن جنگ و جدال مناسب نہین جانتا ہون کیونکہ مین نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے مسلمانون کی جان و مال تلف ہووے - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے مکان مین انکے ہمراہ سات سو مرد تک حاضر تھے امام ہمام امام حسن بن علی و عبداللہ بن زبیر اور مدینہ کے اصحاب و اشراف کی ایک جماعت ان کے ساتھہ اتفاق رکھتی تھی اگر جناب ذوالنورین سے جنگ و جدال کی رخصت ہوتی - انہون نے ان ظالمون اور فاجرون کو اسیوقت مدینہ کی سرحد سے

نکال دینے ہوتے - وے ہرچند اذن چاہی اور اس باب مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا لاکن حضرت عثمان نے ہرگز انکو رخصت نہ دی اور فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتاہون کہ میری طرف سے قتال نہ کرو بلکہ مجہہ کو میرے حال پر چھوڑدو واللہ تعالی میرے حق مین جو مقدر کیاہی ہرآینہ وہ ظہور مین آیگا ولله در من قال ۵ الحکم لله ان الامر لیس لنا ﴿ ومایفید سوی التسلیم للقدر - حبیبہ جو زوجہ بن عتبہ کی جدہ ہی روایت کرتی ہی کہ محاصرے کے ایام مین زبیر بن العوام نے مجھے حضرت عثمان کی خدمت مین روانہ کیا اس وقت امام حسن بن علی وابوہریرہ و عبداللہ بن عمر و صحابہ کرام کی ایک جماعت ان کے پاس بیٹھی تھی مین نے عرض کی کہ مجھے زبیر بن العوام نے آپکی خدمت مین بھیجاہی تحیہ سلام پہنچاتاہی اور کہتاہی کہ مین نے تمہاری محبت اور اطاعت مین ثابت قدم ہون اور آپکے ہاتہہ پر جو بیعت کی ہی اس مین تغیر وتبدل راہ نہین پایاہی - اگر فرماتے ہو آپکی خدمت مین حاضر ہوتاہون یاحکم دیتے ہو تو اسی جگہہ آپکی خدمت اور اعانت بجالانے پر کمر باندہتاہون بنو عمرو اور بنو عوف کے ہردو قبیلے والون نے میرے لیے وعدہ کیاہی کہ کل علی الصباح میرے دروازے پر حاضر ہوون اور مین جو حکم کرون بجالا وین - جب امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہہ پیام سنا نہایت خوشی سے تکبیر کہی اور کہنے لگے شکر وسپاس ہی اللہ عزوجل کا کہ میرے برادر کو عصمت کی جگہہ مین ثابت قدم رکھا اور یہہ قوم جو خلاف وشقاق مین گرفتار ہین اس سے اسکو بچایا - پھر قاصد سے کہنے لگے کہ میرے برادر زبیر کو میرا سلام پہنچاو اور کہدیجیے کہ بڑی خوشی اسی باب مین ہی کہ تم اپنے مقام مین مقیم رہین اور جو شخص کہ اسلام کا دعوا کرتاہو میرے واسطے اس پر تلوار نہ کھینچین مین اللہ تعالی سے یہہ امید رکھتاہون کہ اس بلاکو میرے لیے دفع کردے - ابوہریرہ جو اس جماعت مین حاضر تھے اٹھے اور کہنے لگے کہ یاد رکھیو مین تمہین اس بات سے خبر دون جو میرے کان جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہی حاضرون نے کہا کہ فرمائے - تب کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین نے حضرت سے سناہی جو فرماتے تھے کہ میرے بعد بہت سے فتنے اور منکرات اور بڑے حادثے میری امت مین پیدا ہوینگے تب صحابہ نے عرض کی کہ ان بلیات سے نجات کس طرح حاصل ہو - فرمایا کہ تمہارا مرجع اور مصیر یہہ مرد امین اور اس کے تابعین ہون - حاضرون نے جب یہہ حدیث سنی حضرت عثمان سے عرض کی کہ ابوہریرہ خبر دینے سے ہمکو تو حقیقت الامر اور آپکی حقانیت معاینہ ہوگئی اب اذن دیجیے تا اس گروہ سے مقاتلہ کرین - حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین تم کو سخت سوگند دیتاہون کہ ان لوگون کے ساتھ جنگ نہ کرو کہ جو اسلام کا دعوی کرین ان پر تیغ چلاؤن بلکہ اس بلا مین صبر کرنا حضرت کی وصیت بجالانا میرے

حق مین بہتر ہے - نقل ہے کہ محاصرے کے ایام مین سعید بن عاص نے جناب ذوالنورین کے پاس آکے کہنے لگا
کہ یا امیر المومنین میری راے مین یہہ بات آتی ہے کہ آپ حج بیت اللہ کا احرام باندہکے تکبیر کہتے ہوے گھر سے
باہر نکلین مین امید رکہتا ہون کہ جب آپ زیارت بیت اللہ کا قصد رکھتے ہین آپکو کچھہ آسیب نہ پہنچائنگے اور
جب آپ مکہ معظمہ کی سکونت اختیار فرماوین بحکم کریمہ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا آپ کو حرم محترم مین امن حاصل
ہوویگا اور کوئی شخص آپکے ساتھہ تعرض نہ کر سکیگا جب لوگ اس شہر مین آپکی ایذا رسانی پر کمر باندہین پہر یہانکی
اقامت مناسب نہین ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہہ بات عقل سے نہایت دور معلوم ہوتی ہے کہ یہہ قوم
دغاباز و فتنہ انداز جب میرے کو مباح جانین مجھے کعبۃ اللہ کے حدسے منع نکرین بلکہ کعبۃ اللہ کی زیارت
سے بھی منع کر دیوین گے اور سواے اسکے دار ہجرت کی اقامت اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہمسائگی کو چھوڑکے دوسری جگہہ کیسا اختیار کرون - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے غلامون نے کمر باندہی ہوئی
تلوارین کھینچے ہوے کھڑے تھے اور ارادہ یہہ رکھتے تھے کہ اس گروہ اوباش کے ساتھہ جنگ و پرخاش کرین
جناب ذوالنورین کی نظر جب ان پر پڑی فرمایا کہ تمہارے سے جس نے اپنی ہتھیار ڈالدے اور جنگ نہ کرے اسکو
مین للہ آزاد کیا ہون اور صحابہ کی ایک جماعت اور مدینے والون کی ایک گروہ باہتھیار ہوکے جنگ پر آمادہ ہوئی
حضرت عثمان نے انکو قسم دی اور بڑے مبالغہ سے فرمایا کہ ہتھیار آپسے دور کرو کیونکہ مسلمانونکی صلاح وفلاح
اسی مین ہے تب اوباشون کی ایک جماعت سنگساری شروع کی حضرت عثمان نے آواز کی کہ لوگو یہہ سنگ
اندازی کیا ہے - ان خارجیون سے ایک ظالم نے کہا کہ ہم پتھر نہین پھینکتے ہین لاکن حقتعالی اپنے غضب مین آپکے
پہہ پتھر برساتا ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ تم جھوٹھ کہتے ہو اللہ کی پناہ اگر خدا تعالی کا غضب میرے طرف
متوجہ ہوتا اور وہ پتھر برساتا یقین ہے کہ پہلا پتھر خطا نکیا ہوتا - حضرت عثمان کی حرم محترم نایلہ سے مروی ہے
کہ جب اوباشون نے محاصرہ کیا اندنون اکثر حضرت عثمان روزہ رکھتے تھے اور دسے ظالمون نے میٹھا پانی
اُن پر یہان تک بند کر دیا تھا کہ کسی کو طاقت نہین تھی کہ تھوڑا پانی روانہ کرے شہادت کے آگے ایک روز
اپنی عادت کے مطابق روزہ رکھا مین نے اُنکے افطار کے لئے ایک پیالہ میٹھا اُن بے مروتون سے مانگی پھر ہو
نے تمسخر اور استہزا کے طور پر کہا کہ تیرے مکان مین تو پانی کا کنوان موجود ہے حالانکہ اس کنوے کا پانی نہایت
کہارا تھا - غرض حضرت عثمان افطار نہ کرکے سو گئے اسلئے مین بیقرار تھی اور پانی کے لئے بہت داد دی کرتی
تھی آخر صبح کے قریب اپنی ہماڑی پر چڑہکے اپنے ہمسائگون سے ایک کے پاس پانی طلب کیا تو آب شیرین

کا ایک کوزہ میسر ہوا - تب مین نے حضرت عثمان کو بیدار کیا تا تھوڑا پانی نوش فرماوین تب انہون نے آسمان کی طرف نظر کرکے فرمایا کہ اب تو صبح ہوچکی اور مین نے روزے کی نیت کی ہے - بی بی نے کہا کہ جب آپنے کل کا روزہ افطار نکیا یہان تک کہ ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیا پھر آج کس طرح روزہ رکھوگے جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ اس گھر کے چھت کے اوپر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر ظاہر ہوے اور حضرت کے ساتھہ آب شیرین کا ایک ڈول تھا فرمایا کہ اِشْرَبْ یَاعُثْمَانُ مین نے اس کو نوش کیا تین بار ایساہی اسکو پانی کا حکم ہوتا تھا اور مین نوش کرتا تھا یہان تک کہ مین سیراب ہوا پھر اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے عثمان یے لوگ کل کے دن تجھپر ہجوم کرینگے اگر تو انکے ساتھہ قتال کریگا اللہ تعالی تجھکو ان پر فتح ونصرت دیویگا اگر تو جنگ نہ کرکے صبر کریگا کل کی شب ہمارے پاس آکے افطار کریگا اے نایلہ مین نے اس کو اختیار کیا ہون کہ اس دنیا سے فانی سے رخصت سفر باندہون اور حضور نبوی مین جاکے افطار کرون - پس اپنی بی بی کو وداع کیا دوسرے دن جو روز جمعہ تہا حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی کہ اوباشون نے آج کے روز حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی نہایت محزون وملول ہوے اور ان ظالمون کو بدکہا اور فرمایا کہ مروان کو طلب کرنا انہین پہنچتا ہے نہ قتل عثمان پس اسیوقت اپنے قرۃ العینین ریحانتین رسول الثقلین حضرت امام حسن وحضرت امام حسین کے ساتھہ اپنے غلام قنبر کو دیکے حکم کیا کہ تم اپنی شمشیرین حمایل کئے ہوے عثمان ذوالنورین کے دروازے پر جاکے کھڑے رہو اور ان ظالمون سے کسی کو گھر کے اندر جانے نہ دو ہان عثمان ذوالنورین سے اس قدر التماس کرو کہ مروان کو پکڑکے انکے تحویل کردین تا فتنے کی آتش بجھہ جاوے - طلحہ اور زبیر اور دوسرے صحابۂ کرام نے جب سنا کہ حضرت مرتضی علی نے اپنے جگر گوشون کو جناب ذوالنورین کی مدد پر روانہ کیا ہے آپ بھی انکا اقتدا کرکے اپنے فرزندون کو روانہ کیا تا ان شہزادگون کی ملازمت مین رہین جب ان ظالمون نے دیکھا کہ حضرت عثمان کی مدد پر شرفا کی ایک جماعت آکھڑی ہے بالکل گستاخ ہوکے تیر اندازی وسنگساری شروع کی یہان تک کہ حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد اور طلحہ بھی زخمی ہوے اور قنبر کا سر پھوٹ گیا جب اوباشون نے حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ دیکھا نہایت گھبرائے کہ کہین یہہ خبر سب بنی ہاشم کو نہ پہنچے اور وے سب کے سب متفق ہوکے انکی مدد پر آوین تو ہماری سعی باطل ہوجاویگی اسلئے ایک ساعت تیر او رپتھر سے ہاتھہ رکھا - اور ایک روایت ہے کہ حضرت عثمان کے دروازے پر سے آتش پھینکنی شروع کی تو لوگون نے دور ہونے لگے تب ال

(حاشیہ: یہ بیان اسے عثمان ...)

فرصت کو غنیمت جان کے دروازے پر سے چڑھکے اندر ہو گئے - اور لکھتے ہین کہ حضرت عثمان کے ہمسائے
مین ایک انصاری کا جو گھر تھا اس کی دیوار توڑ کے بلوئے اس راہ سے حضرت عثمان کی سرا مین داخل ہوئے
تب جناب ذوالنورین نماز مین مشغول تھے اور سورۂ طٰہٰ کی قراءت انکی زبان مبارک پر جاری تھی ایسا شور
وغوغا اور ازدحام ہوتے پر بھی آپ کی نماز مین خلل نہ آیا - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی قرآن مجید اٹھا
گود مین لیکے کھولتے ہی یہہ آیت شریف نکلی اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ
فَزَادَهُمْ اِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ غرض حضرت عثمان نے تلاوت قرآن مین مشغول ہو کے ایک
ظالم نے ایک اینٹ پھینک کے انکے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا - لکھتے ہین کہ محمد بن ابی بکر نے اول حضرت [illegible]
کے گھر مین داخل ہو کے اس جناب کی مبارک داڑھی پکڑی جناب ذوالنورین نے کمال [illegible]
ساتھ فرمایا کہ اے میرے بھائی کے فرزند داڑھی چھوڑ دیجئے قسم ہے اللہ تعالی کی اگر تیرے پدر بزرگوار زندہ
رہتے تو اس امر ناہنجار پر اقدام نفرماتے کیونکہ انہون نے میری داڑھی کا اکرام [illegible]
ہی محمد بن ابی بکر کے دل مین بڑی ہی رقت پیدا ہوئی اسی وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت نادم و شرمندہ
ہو کے پھر گئے - پھر اس کے بعد ایک شخص پست قد کا رنے آنکھ والا [illegible]
کھینچا ہوا نزدیک آیا اور کہا کہ اے نعثل تو کیا دین [illegible] جناب ذوالنورین نے [illegible]
بن عفان ہون ابراہیم خلیل کی ملت حنفی اور پیغمبر آخر الزمان محمد عربی کے دین متین پر ہون [illegible]
سے نہین ہون بلکہ موحدون اور مخلصون سے ہون - اس بدبخت نے کہا کہ تو دروغ کہتا ہے پھر اپنی شمشیر [illegible]
چلائی - اور ایک روایت ہی کہ سودان بن حمران اصبحی جب حضرت عثمان پر شمشیر چلائی تب انکی بی بی [illegible]
درمیان حایل ہو کے اپنا ہاتھ سپر کیا سو اس ضرب مین انکی انگلیان کٹ گئین اور حضرت عثمان نے شہادت
پائی اور انکا خون مبارک آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر ٹپکا قرآن مجید رنگین ہوا -
لکھتے ہین کہ اس حالت مین مصریون سے ایک مردود نے تلوار علم کیا ہوا گھر مین آیا اور چاہا کہ حضرت عثمان کو
مثلہ کرے انکی بی بی نامیہ نے اپنے شوہر اور اسکی شمشیر کے درمیان حایل ہوگئین اور بڑی شجاعت سے اسکو
روکنے لگین ایسے مین حضرت عثمان کا ایک غلام کہ جس کا نام رباح تھا جلد آ پہنچا اور اپنی تلوار سے اس مردود کا
سر جدا کیا - نقل ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نے اپنی ماڑی پر چڑھکے ندا کی کہ لوگو امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے
شہادت پائی اور آہ وزاری شروع کی یہہ خبر کدورت اثر سنتے ہی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور

اولاد صحابہ کی جو ایک جماعت حاضر تھی بے اختیار دوان دوان گھر کے اندر آئی اور جناب ذوالنورین کو مقتول
و مذبوح پایا دیکھتے ہی انا للہ پڑھی اور بہت ہی درد و رقت کی اور روتی ہوی باہر آئی۔ اور جب یہہ خبر حضرت
علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کو پہنچی وے بھی بے اختیار اپنے گھروں سے
دوان دوان نہایت جلدی سے حضرت عثمان کے گھر آئے خصوصاً حضرت علی نے جب جناب ذوالنورین کو اس
حالت پر دیکھا بہت افسوس کیا اور صاحبزادوں پر نہایت غصہ ہوکے فرمایا کہ یہہ بات کب سزاوار تھی کہ عثمان
ذوالنورین سا سردار اس طرح مقتول ہو وے اور تم اسکے دروازے پر حاضر رہیں اور اسکے قاتلوں کو اندر
جانے سے منع نکریں اور اس درد و الم سے اس قدر بیطاقت و بے اختیار ہوے کہ حضرت امام حسن کو ایک طمانچہ اور
حضرت امام حسین کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر پر بہت ہی غصہ ہوکے زجر و توبیخ کی
تب انہوں نے عرض کی کہ یا علی ہمکو اصلا خبر نہوی کیونکہ وے اوباش ہمسائے کی دیوار توڑ کے اندر داخل ہوے
جناب امیر نے پھر گھر میں تشریف لیجا کے حضرت عثمان کی بی بی سے دریافت کی کہ تمہارے شوہر کو کون قتل
کیا اسنے کہا یا ابو الحسن دو شخص اجنبی ایسے آئے کہ میں انکو پہچانتی نہیں ہوں اور انکے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی
تھے پر میں نہیں جانتی ہوں کہ کس نے قتل کیا جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلا کے استفسار کی تو انہوں نے
اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ یا علی میں نے ان کے قتل کے ہی ارادے سے نزدیک گیا جب حضرت عثمان نے میرے
والد کا نام لیا مجھے انکی رقت پیدا ہوئی سو پھر گیا میں توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف واللہ میں نے ان کو قتل نکیا
تب عثمان کی بی بی نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اپنے قول میں سچا ہے۔ القصہ حضرت علی نے انا للہ پڑھتے ہوے
اپنے گھر تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر کو یہہ گمان تھا کہ حضرت عثمان کے قتل میں طلحہ کی تائید و اعانت
ہوی ہو اسلئے اس نے حضرت امیر سے ملاقات کر کے کہنے لگا کہ یا ابو الحسن کس لئے آپ اس قدر قہر و غضب فرماتے
ہو اور حسنین کریمین کو بے تقصیر کس لئے آزردہ کیا جناب امیر نے فرمایا کہ کس لئے غصہ نکروں حالانکہ امیر المومنین
عثمان ذوالنورین جو حضرت کی شرف صحبت سے مشرف اور آپکی قرابت قریبہ اور دولت مصاہرت سے معزز
و مفتخر رہے اور بلا حجت شرعی ایسا مظلوم مارا جاوے۔ طلحہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین نے اگر مروان کو ان
لوگوں کے تحویل کر دیتے تو انکا مہم اس درجے کو نہ پہنچا ہوتا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مروان پر جرم ثابت
ہونے کے آگے کس طرح انکے تحویل کریں اور کس طرح اس کے قتل کو جائز رکھیں پس حضرت علی نے نہایت
ملول و محزون بکمال رقت سے آیہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھی اور بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع لا کے کہنے لگے

کہ بار خدایا جنہون نے عثمان ذو النورین کو قتل کیا اور جنہون نے اس باب مین سعی کی مین انسے بیزار
ہون اور ان کے قاتل کو تیرے قہر وغضب کا مستحق جانتا ہون غرض جب جناب امیر نے مغموم و دلگیر
اپنے مکان کی طرف مراجعت کی لوگون نے ان کی خدمت مین دوڑے اور کہنے لگے کہ آپکا ہاتھ دراز
کیجئے تاہم بیعت کرین کیونکہ مسلمانون کو سوا اسے امیر کے چارہ نہین حضرت علی نے فرمایا کہ کسی کو امیر بنانا
تمکو نہین پہنچتا ہی بلکہ یہہ بات اہل بدر کو سزاوار ہے کہ وے جس کو چاہین خلیفہ ٹہرائین پس اہل بدر سے
کوئی باقی نرہا مگر حضرت علی کی خدمت مین آکے یہی کہتا تھا کہ خلافت کے لئے آپکے سوائے کوئی احق
نہین ہے آپکا ہاتھ دراز کیجئے تاہم بیعت کرین تب حضرت علی نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین شرم
رکہتا ہون اس بات سے کہ جن لوگون نے عثمان ذو النورین کو قتل کیا ان سے بیعت لون۔ اور مین شرم
رکھتا ہون اللہ تعالی سے کہ مین لوگون سے بیعت لون حالانکہ عثمان ابھی مدفون نہو۔ منقول ہی کہ حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد ان اوباشون نے حضرت عثمان کا گھر لوٹنے پر کمر باندہی ابوہریرہ کا گھر اور
چند مکانات حضرت عثمان کے قرب جوار مین تھے ان کو بھی غارت اور تاراج کیا بلکہ خزانہ بیت المال کا دروازہ
توڑ کے لوٹ لیا دو خرجیان بھر درہم ان ظالمون کے ہاتھ آئے۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے گہر مین ایک
صندوق مقفل تہا اس کو دیکہ کے کہنے لگے کہ شاید بیت المال سے خیانت کیا ہوا مبلغ اس مین ہوگا جب
اس کو توڑ کے دیکہا تو ایک ڈبہ سربستہ اس مین موجود تھا اس کو دیکہہ کے یہہ گمان کیا کہ اس ڈبے مین ایسے
جواہر نفیس ہونگے کہ جس کی قیمت ایک مملکت کا خراج ہوا وس کو بھی کھول کر دیکھا تو ایک رقعہ تھا کہ
جس پر حضرت عثمان نے اپنے خط خاص سے لکھا ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان
محمدا عبدہ ورسولہ وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور علیہ احیی وعلیہ اموت
وے اوباش اوسکو دیکہ کے شرمندہ ہوے۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان کی نعش مبارک اس روز شام تک
ویسا ہی بے دفن دہری رہی تھی کسیکو مجال نہین تھا کہ ان کو اٹھا کے دفن کرے آخر حضرت علی کی سعی سے
لوگون نے شب کے وقت انکی تجہیز وتکفین کی اور جنازہ میسر نہ آنے سے حضرت عثمان کے گھر کا ایک دروازہ
نکال کے جسد مبارک کو اس پر لٹایا اور وے اوباش مانع ہونے اور غوغا کرنے کے اندیشے سے اندہیری
شب مین مغرب وعشا کے درمیان انکا جنازہ اٹھا کے بقیع کے طرف لیچلے تب بھی بعضے فتنہ انگیزون
نے انکا پیچھا کر کے سنگ اندازی شروع کی جبیر بن معطم نے روتے تھے اور یہہ کہتے تھے کہ یا امیر المومنین

اس قدر بیترحم اور ظلم جو آپسے صادر ہوا باوجود اسکے یہ لوگ کس لئے بیرحمی کرتے ہین - روایت ہیکہ جب بقیع غرقد کو پہنچے ہاتف غیب سے ایک آواز آئی کہ اسکو دفن کرو اور نماز نہ پڑھو اللہ تعالی نے اس پر نماز پڑھی ہو یعنے اس پر رحمت کی - اور ایک روایت ہیکہ حکیم بن خرام اور حویطب بن عبد العزی اور جبیر بن مطعم اور زبیر بن العوام نے ان پر نماز پڑھی - اور ایک روایت ہیکہ جناب ذوالنورین نے وصیت کی تھی کہ زبیر مجھپر نماز پڑہے غرض چاہتے تھے کہ آپکو مقبرے مین دفن کرین ایسے مین بنی مازن کا ایک شخص آکے مانع ہوا اور کہنے لگا اگر تم اس مقبرے مین دفن کرینگے مین اوباشون کی جماعت کو خبر دونگا تا قبر کھود کے نکال دین جب اس نامنہاد نے یہہ بات کہی ناچار وہان سے اٹھا کے اس مقام مین لے آئے کہ حش کوکب کہتے تھے اور اسی جگہہ دفن کیا اور وہ انکی بھلی تبرہے جو اس جگہہ ہوی - حضرت عثمان کی شہادت ہجرت کے پینتیسوین سال ایام تشریق کے اوسط مین واقع ہوی - ایک قول ہیکہ جمعے کا دن ذیحجہ کی تیرہوین یا اٹھارہوین تھی تب انکی عمر شریف اکیاسی یا بیاسی کی تھی اور انکی خلافت کے ایام دس روز کم بارا سال تھے لکھتے ہین کہ حضرت عثمان نے ایکمدت مدید اس واقعے کے آگے جب حش کوکب پر گذرتے فرماتے تھے کہ اس مقام مین ایک مرد نیکوکار کو دفن کرینگے - روایت ہیکہ حضرت عثمان کی روح مقدس جب اعلی علیین کی طرف پرواز کیا اس مکان کے اس مکان کے چہار جانب سے چار آوازین آئین - ایک طرفسے یہہ ندا ہوی کہ یَا ابْنَ عَفَّانَ اَبْشِرْ بِجَنَّاتٍ ذَاتِ اَلْوَانٍ دوسرے طرفسے یَا ابْنَ عَفَّانَ اَبْشِرْ بِرُوحٍ وَرَيْحَانٍ تیسرے طرفسے یَا ابْنَ عَفَّانَ اَبْشِرْ بِنَعِيْمِ الْجِنَانِ اور چوتھے طرفسے یَا ابْنَ عَفَّانَ اَبْشِرْ بِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اور جب یہہ خبر مکہ معظمہ مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین پہنچی بی بی نے نہایت غمگین اور بیقرار ہوکے اپنے گھرسے باہر تشریف لائی اور فرمانے لگی واحسرتا کہ عثمان ذوالنورین نے مارا گیا اور بہت حسرت و افسوس کھائی اور یہہ بیت پڑہی ؎ لَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا كَرِيْمٌ مُخَلَّدًا ❊ خَلَدْتَ وَلٰكِنْ لَيْسَ حَيٌّ بِخَالِدٍ یعنے اگر کوی کریم دنیا مین ہمیشہ رہتا تو تو بھی ہمیشگی پاتا لیکن کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہین امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفا مین لایا ہیکہ ابن عساکر نے حذیفہ سے نقل کی ہیکہ فتنۂ اول حضرت عثمان کا قتل ہے اور فتنہ آخر دجال کا خروج قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ مین میری جان ہے نہین مریگا وہ شخص کہ جس کے دل مین ایک رائی کے دانے برابر قتل عثمان کی محبت ہو مگر وہ تابع ہوگا دجال کا اگر اسکو پایا ہوگا اور اس کو نہ پایا ہو تو اپنی قبر مین اس پر ایمان لائیگا - اور ابن عباس سے

منقول ہی کہ فرمایا جس دن لوگون نے عثمان کا قتل چاہا وے لوگ اس بات کے مستحق ہوے کہ آسمان سے ان پر پتھر برسے - اور قیس بن عباد سے منقول ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا کہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ یعنے الٰہی مین جو قتل عثمان سے ناراضی اور بری ہون تیرے طرف ظاہر کرتا ہون - اور ابن عساکر نے ابی خلدۃ الحنفی سے نقل کی ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ بنی امیہ زعم کرتے ہین کہ مین قتل عثمان سے راضی تھا قسم ہے اس پروردگار کی جو یگانہ ہے مین انکے قتل سے راضی نہین تھا بلکہ مین نے منع کیا لاکن لوگون نے میری نافرمانی کی - اور سمرہ سے منقول ہی کہ کہا مقر اسلام ایک مضبوط قلعے مین تھا لاکن لوگون نے قتل عثمان سے اس مین سوراخ ڈالا سو وہ روزن قیامت تک بند ہوویگا خلافت تو مدینے والون مین تھی جب انہون نے اس کو نکالا پھر ان مین وہ عود نکی - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نایلہ نے ان کے خون آلودہ پیراہن کی آستین سے اپنے کٹے ہوے انگلیان باندہکے معاویہ کے پاس روانہ کین - معاویہ نے اس کو لیکے منبر پر چڑہے اور بہت رقت وزاری کے بعد شام کے اشراف اور عمایدکو سوگند دی کہ جب تک قاتلان عثمان سے قصاص نہ لین اپنے عورتون سے نزدیکی نہ کرین اور فرش راحت پر نہ سووین کہتے ہین کہ معاویہ اور ان کے اقران ایکسال تک اس پیرہن کو دیکھ کے ہمیشہ رویا کرتے تھے - اور مروی ہی کہ سعید بن زید جو عشرۃ المبشرہ سے ہے قاتلان عثمان کو بہت زجر و توبیخ کی اور کہا واللہ تم نے جو ذوالنورین کے ساتھ بدی سے پیش آے ہو اگر اس کے بدلے مین احد کا پہاڑ تمہارے سر پر گرے سزاوار ہی - اور ابوبکر سے مروی ہی کہ کہا واللہ اگر آسمان مجھہ پر گرے اور میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہووے مین اسبات کو دوست رکھتا ہون قتل عثمان مین شریک ہونے سے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ کہا اگر لوگ خون عثمان کا بدلہ نہ لینگے ہر آئنہ آسمان سے پتھر برسینگے - کہتے ہین کہ جسنے قتل عثمان مین سعی کی یا اس سے راضی تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی بلا نازل کی کہ بہت بری طور سے اسکا سر کٹا - یا اسکا ہاتھ خشک ہوا یا اس نے آتش مین جلا - یا دیوانہ ہوا - یا اور کسی بلاے عظیم مین مبتلا ہوا نعوذ باللہ منہا منقول ہی کہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت ان کے عاملون سے مکہ معظمہ مین عبداللہ بن حضرمی - اور طایف مین قاسم بن ربیعہ ثقفی - اور یمن پر یعلی بن امیہ - اور بصرے مین عبداللہ بن عامر - اور کوفے مین ابوموسی اشعری - اور شام مین معاویہ بن ابی سفیان - اور حمص

مین عبد الرحمن بن خالد - اور فلسطین مین علقمہ بن حکیم - اور خر قیسیہ مین جریر بن عبد اللہ بجلی - اور آذر
بایجان مین اشعث بن قیس کندی - اور اصفہان مین سائب بن اقرع - اور ہمدان مین بشیر بن
امیہ - اور رے مین سعید بن قیس - اور خراسان مین احنف بن قیس - اور قاضی مدینہ زید بن ثابت
تھے - روایت ہی کہ لوگون نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ عثمان کے باب مین تم کیا کہتے ہو اس نے
کہا وہ مظلوم مارا گیا اور اس کا قاتل بلاشک ظالم ہی اور جس نے انکے واسطے مقاتلہ نکیا وہ اشتباہ
احوال کے سبب سے معذور ہے - اور اللہ تعالی عثمان ذو النورین سے راضی تھا کیونکہ آپ خلیفہ حلیم و رحیم
اور بزرگ و کریم اور اہل عفت و صلاح کے پیشوا اور ارباب رشد و فلاح کے مقتدا تھے اور نیکون کے امیر
اور بدکارون کے قاتل تھے اور اللہ تعالی کی عبادت مین تمام شب بیدار رہتے اور ایک رکعت مین
ختم کلام اللہ کرتے تھے - اور اپنی جان سے جوانمردی کی - اور اپنے دوستونکو دشمنون پر جنگ کرنے
کی اجازت نہ دی تا مسلمانون کا خون بیٹا بنجاوے - انکی شہادت کے بعد فتنے کی تلوار بے غلاف
ہوی اور غزوات و فتوحات موقوف اور مال غنیمت کی تقسیم منقطع ہوی انا للہ و انا الیہ راجعون اور
مروی ہی کہ حضرت علی سے کسی نے سوال کیا کہ عثمان کے باب مین آپ کیا کہتے ہو جواب دیا کہ آیت ان الذین
سبقت لہم منا الحسنی جن لوگون کی شان مین وارد ہی عثمان ذو النورین انکا پیشوا ہی اور کریمہ الذین آمنوا و عملوا
الصالحات ثم اتقوا و احسنوا جن لوگون کا بیان کرتی ہے عثمان ذو النورین انکا مقتدا ہے - رضی اللہ تعالی عنہ عن جمیع الصحابہ

ذکر ازواج و اولاد و امجاد حضرت ذو النورین رضی اللہ تعالی عنہ پسر تھے اس کے
گیارہ پانچ دختر سب سے اول انمین عبد اللہ اکبر تھی رقیہ شاہزادی اسکی مادر رسول اللہ کی پاکیزہ دختر تھے
سب ازواج اس کے آٹھ اشہر نبی کے خاص انہین تھے دو دختر ہے رقیہ ایک دوسری ام کلثوم ہوا آگے
ہی انکا ذکر مرقوم یہہ خاتون اور عثمان باکرامت حبش کو جب گئے مکے سے ہجرت یہہ شاہزادہ وہین پیدا ہوا تھا
بھی جب وہ تین برسون کا ہوا ہی تب اسکی آنکھہ مین ایک مرغ ناگاہ ہی مارا ٹھونگ کھینچا رنج وہ آہ اسی زحمت
مین کی ہی اس نے رحلت سمجھہ وہ سال اول تھا ز ہجرت پسر دوسرا تھا عبد اللہ اصغر تھی بی بی بنت
غزوان اسکی مادر عمرو تیسرا بھی خالد چاروان ہی ابان فرزند اسکا پانچوان ہے عمرو سرا بھی مریم ایک دختر
تھی بنت از و یہ سبکی مادر ولید اسکا پسر ہے جان چھٹوان سعید اسکا پسر ہی ساتوان جان کہ تھی بنت
ولید ان دو کی مادر تھا دادا اسکا عبد الشمس شہر پسر عبد الملک تھا اسکا ہشتم تھی مان ام البنین اسکی سنو نہم

وہ بی بی تھی بلقیس عتبہ کی دختر ؛ تھا اس سے اور ایک فرزند دیگر ؛ تھی دختر عائشہ ام ابان بھی ؛ سمجھو ام عمرو دختر تھی اُسکی ؛ تھی بنت شیبہ ان دونوں کی مادر ؛ بھی مریم عنبسہ تھی اور دو دختر ؛ مقرر مائلہ دونوں کی تھی مان ؛ ہو اُن سب پر سدا مولا سے رضوان ؛ مطاعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ

پہلا طعن یہہ کہ عثمان بن عفان نے مسلمانوں پر ایسے لوگوں کو حکومت دی کہ جس نے ظلم و خیانت وقوع مین آئی اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوے جیسے ولید بن عقبہ نے شراب پی کے مستی کی حالت مین نماز کی امامت کی اور صبح کی نماز چہار رکعت پڑہی ۔ اور معاویہ کو شام کے چاروں صوبوں پر حاکم ٹھہرایا اور اس کو اس قدر مال و زر دیا کہ انہوں نے اسیکے قوت سے حضرت امیر کی عہد خلافت مین جو کچھ عمل مین لایا پوشیدہ نہین ہے اور عبداللہ بن سعد ابی سرح کو والی مصر ٹھہرایا اور اس نے وہان کے لوگوں پر بڑا ہی ظلم کیا آخر وے لوگ ناچار ہوکے مدینہ مین آکے بلوا کرنے لگے ۔ اور مروان کو اپنا وزیر اور منشی بنایا اس نے محمد بن ابی بکر کے حق مین صریح غدر کرکے اقبلوا کی جاے پر اقتلوا لکہا ۔ اور عثمان ذوالنورین نے اپنے عاملوں کے حال پر باوجود مطلع ہونیکے انسے سکوت فرمایا اور جلد انکو معزول نہ کیا یہان تک کہ لوگوں نے انسے بہت تنگ آکے عثمان بن عفان سے بڑی نفرت پیدا کی پھر انکو معزول کرنا کچھہ فایدہ ندیا آخر فساد اور انکے قتل کی نوبت پہنچی سو اسکا تدارک نہ کرسکے جس نے ایسا بُری تدبیر والا ہوا اور عادل کو ظالم سے جدا نکرے اور مردم شناس نہووے قابل امامت نہین **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ امام کو بھی چاہئیے کہ جس شخص کو ایک کام کے لائق جانے وہ کام اس کو سونپ دے علم غیب تو اہل سنت کے بلکہ جمیع طوایف مسلمین کے پاس شیعہ کے سواے شرط امامت نہین ۔ اور عثمان ذوالنورین نے جس کے ساتہہ حسن ظن رکہتے اور اسکو کام آنے والا سمجہتے تھے اور امین و عادل اور اپنا مطیع و منقاد رہیگا کرکے گمان کیا اس کو ریاست و امارت بخشی اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع حضرت عثمان کے عاملوں نے حضرت عثمان کی محبت و انقیاد اور فوج کشی اور دور دور کے فتح بلاد اور معرکہ آرائی اور چستی و چالاکی مین اور سستی اور آرام طلبی نکرنے مین نادرۂ روزگار تھے اسی جگہہ سے قیاس کیا چاہئیے کہ مغرب کی جانب اندلس کے قریب تک اور مشرق کی طرف کابل اور بلخ تک اسلام کا سرحد پہنچایا اور روم مین داخل ہوے اور بحر و بر مین رومیوں کے ساتہہ قتال کرکے غالب آئے ۔ اور خلیفۂ ثانی کے وقت عراق عجم اور خراسان مین جو ہمیشہ فتنہ و فساد ہوا کرتا تھا اس ملک کو ایسی جار دب دی اور غربال کیا کہ وہان کے لوگوں نے پھر سر اٹہانے اور فتنہ مچانے کی طاقت نہ پائی ۔ پس ایسے لوگوں سے ایسے کاموں مین حضرت

عثمان کے گمان کے برخلاف ظاہر ہوا تو حضرت عثمان کی کیا تقصیر غیب کی بات انکو کس طرح معلوم ہو اہنون نے اس پر بھی سکوت نکیا مگر اس قدر کہ بدگویون کی تہمت تحقیق کو پہنچے کیونکہ عاملون اور حاکمون کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین خصوصاً رعایا کی زبان بے صرفہ ان کے حق مین جاری ہوتی ہی عاملون اور کارکنون کو معزول کرنے مین جلدی کرنی ملک وسلطنت کی خرابی کا سبب ہی جب بعضون کی خیانت اور شناعت تحقیق کو پہنچی جیسے ولید سو اسیوقت اس کو معزول فرمایا اور معاویہ تو حضرت عثمان کے زمانے مین فساد اور بغاوت نہ کی تھی تا اس کو معزول کرین بلکہ غزوہ روم اور کئی فتوحات اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئین اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان کی شہادت کے کنارہ گزین ہوا اور اصلا ان جنگون مین جو جناب امیر کے مخالفون سے ہوے دخل ندیا اسی جگہہ سے اس کے حسن حال وصلاح مآل پر پے لیجا سکتے ہین - اور اسکی شکایتین جو مدینے مین پہنچی تہین وے سب عبد اللہ بن سبا کے اور اس کے یارون کے طوفان تھے اور محمد بن ابی بکر نے جب عبد اللہ بن سعد کو پکڑا حضرت عثمان بھی البتہ ابن سعد کی تذلیل و اہانت کی بالجملہ جناب ذو النورین کے ذمے پر جو بات واجب تھی انہون نے ادا کی - جب تقدیر انکی تدبیر کے موافق نہین تھی فتنہ وفساد کا دروازہ بند نہو سکا - ان کا حال قدم بقدم جناب امیر کے حال کا سا ہی کہ آپ بھی ہر چند ریاست وخلافت کے انتظام مین بڑی تدبیرین عمل مین لائین لاکن جب تقدیر مساعد نہوی وے تدابیر کرسی نشین نہوئین - اور عاملون کے باب مین بھی حضرت امیر اور حضرت عثمان کا حال ایکہی طور پر ہے - ہان اس قدر فرق ہے کہ حضرت عثمان کے عاملون نے انکے ساتھہ تسلیم وانقیاد اور محبت ووفا کے ساتھہ پیش آتے اور بڑے بڑے عمدہ کامونکا سرانجام دیتے تھے اور خمس وغنایم پی در پی دار الخلافت مین اس قدر روانہ کرتے تھے کہ سب اہل اسلام اسی مال وزر کے سبب مستغنی ہو کے عیش وتنعم کی داد دے رہے تھے آخر وہی ثروت ومالداری فساد وبغاوت کی سبب ہوی - اور حضرت امیر کے عاملون کی یہہ حالت تھی کہ ہرگز آپکے مطیع ومنقاد نہین تھے اور اکثر ہر طرف سے شکست کھاتے اور باوصف ظلم وخیانت کے دارین کی روسیاہی حاصل کر کے بہاگتے تھے جناب امیر کے اقارب اور بنی اعمام کا حال بھی یہی تھا دوسرون کا تو کیا ذکر - اگر یہہ بات باور نہو کتاب نہج البلاغت مین جو شیعہ کے پاس اصح الکتب ہی اور حضرت امیر کا نامہ جو اپنے ابن عم کو رقم فرمائے ہین دیکھا چاہئے اور یہہ نامہ حضرت امیر کے اشہر نامجات سے ہی اور امامیہ کے اکثر کتابون مین موجود ہے اس نامۂ کرامت شمامہ کی عبارت یہہ ہی أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي وَجَعَلْتُكَ

بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مین نے تجھکو میری امانت مین شریک کیا تھا اور تجھکو اپنا ...

اما بعد فانی اشرکتک فی امانتی وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن فی اھلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانۃ الیّ۔ اس عبارت میں تامل کیا چاہیے کہ جناب امیر کا حسن ظن اس روسیاہ کے حق میں کس مرتبہ میں تھا۔ فلما رأیت الزمان علی ابن عمک قد کلب والعدو قد حرب وامانۃ الناس قد خزیت وھذہ الامۃ قد فتکت وشغرت قلبت لابن عمک ظھر المجن ففارقتہ مع المفارقین وخذلتہ مع الخاذلین وخنتہ مع الخائنین فلا ابن عمک آسیت ولا الامانۃ ادیت وکان لم تکن اللہ ترید بجہادک وکان لم تکن علی بینۃ من ربک وکانک ھذہ الامۃ عن دنیاھم وتنوی غرتھم عن فیئھم فلما امکنتک الشدۃ فی خیانۃ الامۃ اسرعت الکرۃ وعاجلت الوثبۃ واختطفت ما قدرت علیہ من اموالھم المصونۃ لاراملھم وایتامھم اختطاف الذئب الازل دامیۃ المعزی الکسیرۃ فحملتہ الی الحجاز رحیب الصدر بحملہ غیر متأثم من اخذہ کانک لا ابا لغیرک احرزت الی اھلک تراثک من ابیک وامک فسبحان اللہ اوما تؤمن بالمعاد اوما تخاف من نقاش الحساب ایھا المعدود ممن کان عندنا من ذوی الالباب کیف تسیغ طعاما وشرابا وانت تعلم انک تاکل حراما وتشرب حراما وتبتاع الاماء وتنکح النساء من اموال الیتامی والمساکین والمؤمنین والمجاھدین الذین افاء اللہ علیھم ھذہ الاموال واحرزھم ھذہ البلاد فاتق اللہ واردد الی ھؤلاء القوم اموالھم فانک ان لم تفعل فامکننی اللہ منک لاعذرن الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی الذی ما ضربت بہ احدا الا دخل النار

اس نامے کے تمام مضمون میں تامل کیا چاہیے اس عامل روسیاہ کی خباثت وخیانت دیکھنا چاہیے کہ ہرگز خباثت وخیانت حضرت عثمان کے کسی عامل سے بھی منقول نہیں ہوئی خصوصاً مال لکھا جانا اور خلیفۂ وقت

ستے ہوئے بھاگ جانا - اور حضرت امیر کے عاملون سے منذر بن جارود عبدی بھی بڑا چور اور خاین نکلا اسکی خیانت ظاہر ہوئی پر جناب امیر نے اسکے نام سے بھی ایک پند نامہ رقم فرمایا وہ نامہ بھی اس جناب کے مشاہیر کتب سے ہے نہج البلاغت میں اور امامیہ کی دوسری کتابون میں مسطور ہے اس ارشاد نامے کی عبارت یہ ہے اما بعد

فصلاح ابیک غرنی منک وظننت انک تتبع هدیه و تسلک سبیله فاذا انت فیما نمی الی عنک لا تدع لهواک انقیادا ولا تبقی لاخرتک عتادا تعمر دنیاک بخراب اخرتک وتصل عشیرتک بقطیعة دینک الی الکتاب المکتوم حاصل کلام اہل سنت کے پاس اس باب میں حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان کچھ فرق نہین ہے کیونکہ ان ہر دو خلیفہ بحق کے ذمے پر جو بات واجب تھی انھون نے ادا کی اور اپنے حسن ظن سے ان لوگونکو عامل ٹھہرایا علم غیب تو خاصہ خدا تعالی ہے اور جو لوگ کہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین خراب اور نفاق پیشہ تھے جب تک وحی خدا نہ آئی انبیا بھی اسنے دھوکا کھاتے ہین قوله تعالی لیمحص الله الذین امنوا و قوله تعالی ما کان الله لیذر المومنین علی ما انتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب

ليمحص .... نہین ہے اللہ کہ چھوڑ دے مومنون کو جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کرے بد کو نیک سے ۱۲

اور امام کو حسن ظن ... نہیں ہے کہ حسن ظن مین خطا نکرے اور ہر شخص سے جو کچھ اس سے آیندہ صادر ہونیوالا ہے جان لے لیکن شیعہ کے پاس ایک فرق عظیم ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر تو خیانت ظاہر ہونے اور عمل پر مسلط کرنیکے آگے جانتے تھے کہ فلان خاین ہے اس سے خیانت ظاہر ہوویگی کیونکہ شیعہ کے پاس ائمہ کو ما کان وما یکون کا علم ہونا ضرور ہے اس مسئلہ پر انکا اجماع ہو رہا ہے اور محمد بن یعقوب کلینی اور اسکے دوسرے علماؤن نے روایات متنوعہ و طرق متعددہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے پس حضرت امیر نے شیعہ کے پاس دیدہ و دانستہ خاینون اور مفسدون کو مسلمانون کے والی بنایا آخر وے مال لیکر چلے گئے اور مسلمانون کے حقوق لیکے بھاگ گئے سوائے پند نامے کے اسکا تدارک نہو سکا بخلاف حضرت عثمان کے کہ انھون نے تو نادیدہ اور نادانستہ محض اپنے حسن ظن سے لوگونکو عامل کیا اور ان سے خیانتین ظاہر ہوئین اور حضرت عثمان ذو النورین نے اپنے کئے پر پشیمانی کھینچی اور زیاد ولد الزنا جو حضرت امیر کا عامل تھا آخر اس جناب سے اور حضرت کے صاحبزادون عالی القاب سے بڑی نمک حرامی کی اور اسیکا پور بدنہاد عبد اللہ بن زیاد جب یزید کے وقت کوفے کا حاکم ہوکے آیا صدمہ کربلا مین حضرت امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ پر کیا کیا ظلم وستم کیا مشہور آفاق ہے غرض اس زیاد ولد الزنا کا قصہ دراز ہے صاحب اثنا عشریہ نے اس مقام مین مفصل لکھا ہے اندیشہ طوالت سے یہان مذکور نہین جس کو مطلوب ہو اس مین دیکھ لے - **دوسرا طعن** یہ کہ مروان کا باپ حکم ابی العاص ایک تقصیر کرنیکے سبب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مدینہ سے اخراج کا حکم فرمایا تھا عثمان بن عفان نے اپنی خلافت

مین پھر اس کو مدینے مین بلوایا - جواب اس کا یہہ ہے حکم نے حضرت کے زمانے مین منافقون کے ساتھ
مسلمانون مین فتنہ انگیزی اور کافرون کی اعانت کرنیسے حضرت نے اس کو اخراج فرمایا تھا حضرت کی وفات
بعد شیخین کریمین کی خلافت مین اسلام کا غلبہ اور کفر کا زوال اور نفاق کا بطلان اس درجہ کو پہنچا کہ
کا نام ونشان عموما بلاد حجاز مین خصوصا مدینہ منورہ مین بعینہ شیطان سے بھی گمنام ہوگیا - اصول
ہو کہ الحکم المعلول بالعلۃ یرتفع عند ارتفاعہا پس حکم کے اخراج کا بھی مرتفع ہوا - اور شیخین
اپنی خلافت مین اسلئے اس کو مدینے مین آنے نہ دیا کہ ہنوز فتنہ وفساد کا احتمال قایم تھا کیونکہ حکم بنی امیہ سے
اور شیخین بعضے بنی تیم اور بنی عدی سے - کہین جاہلیت کی عداوت سے اسکا عرق حمیت جوش
اور مسلمانون مین موشک دوانی نکرے - عثمان بن عفان تو حکم کے بھتیجے تھے جب انکی خلافت کی نوبت پہنچی ان
اطمینان کلی ہاتھ دی اس لئے پھر اس کو مدینہ منورہ مین بلوایا اور صلہ رحمی کی اور خود عثمان ذوالنورین سے لوگون
نے سوال کیا کہ حکم کو آپ نے پھر مدینے مین کس لئے بلوایا - تب انہون نے ایسا جواب شافی دیا کہ مین نے
مدینہ منورہ مین بلوانیکے لئے حضرت کی مرض موت مین آپسے اجازت لی تھی - جب ابوبکر صدیق خلیفہ ہوے
بات انسے کہی تو انہون نے اس پر شاہد طلب کیا جب مین نے شاہد نہین رکہتا تھا خاموش رہا - جب عمر فاروق
مسند خلافت پر بیٹھے انکی خدمت مین بھی یہہ مقدمہ ظاہر کیا اس ارادے سے کہ شاید تھا میری بات قبول کرین
انہون نے بھی ویسا ہی گواہی چاہی مین نے سکوت کیا جب مین ہی خلیفہ ہوا اپنے علم یقینی پر عمل کیا
ذوالنورین کے اس مقولے کی شہادت صحیح روایت سے اہل سنت کے کتابون مین موجود ہے
کہ حضرت نے اپنے مرض موت مین فرمانے لگے کہ کاش اسوقت میرے پاس ایک مرد صالح آوے
کلام کرون تب ازواج مطہرات اور محل کے دوسرے خدام عرض کئے کہ یا رسول اللہ کیا صدیق اکبر کو بلایا جاوے
نہین پھر عرض کی کیا عمر فاروق کو حاضر کرین فرمایا نہین - پھر عرض کی کہ کیا علی مرتضی کو طلب کرین فرمایا نہین
عرض کی کہ کیا عثمان ذوالنورین کو بلواوین فرمایا ہان - جب عثمان ذوالنورین حاضر ہوے انسے خلوت کی اور
دیر تک انسے آہستہ باتین کین عجب نہین کہ اس سرگوشی مین جو لطف وکرم کا وقت تھا جناب ذوالنورین نے
اس گنہ گار کی سفارش کی ہو اور حضرت قبول فرمائے ہون اور دوسرا اس پر مطلع نہوا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ حکم
اپنی آخر عمر مین نفاق اور فساد سے توبہ کیا تھا چنانچہ اسکے بعد اس سے کوی بیجا حرکت وقوع مین نہ آئی - اور
وہ پیر فرتوت بھی ہوگیا تھا اسکے قوی بے قوت ہوگئے تھے سو فتنے کا خوف بھی باقی نرہا پس ایسے وقت مین

اسکو مدینہ مین بلوانا ایسا ہی ہے کہ جیسا اجنبیہ زال فرتوت دیو شکل پر نظر کرے کہ اصلا محل طعن کا نہین ہے تیسرا طعن
مروان بن عفان سے نے اپنے گھر والون اور قرابتدارون کو مال خطیر دیا اور اسراف حد سے گذرانا اور بیت المال کو خراب
کیا ۔ جب حکم بن العاص کو مدینہ مین بلوایا اس کو ایک لاکھ درہم دیا ۔ اور مدینہ کے بازار کا عشر اور محصول وغیرہ
اس کے بیٹے حارث بن الحکم کے تحویل کیا ۔ اور افریقیہ کا خمس مروان کو دیا ۔ اور عبد اللہ بن خالد بن اسید
بن ابی العاص بن امیہ جب مکہ معظمہ سے اسکے پاس آیا اسکو تین لاکھ درہم انعام دیئے اور اپنی ایک دختر کو ایسے
دو دانہ مروارید عنایت کئے کہ جنکی قیمت تاجرون اور جوہریون کے حساب سے گذرتی تھی اور دوسری دختر کو ایک
سنھیری مجمر جو یاقوت وجواہر سے مرصع تھی اور اسکی قیمت نہایت گران تھی بخشش کی ۔ اور اکثر بیت المال سے اپنی
عمارتین بنائے اور باغات اور زراعت کی زمین لینے مین صرف کیا ۔ عبد اللہ بن ارقم و معیقیب دوسی نے جو عمر
بن الخطاب کے زمانے سے بیت المال کی خدمت وانگی رکھتے تھے اس سے استعفا کر کے چھوڑ دی ۔ تب ناچار
ہو کے وہ خدمت زید بن ثابت کو دی ۔ اور ایک وز بیت المال کی تقسیم کے بعد جو باقی رہا وہ سب زید بن ثابت کو بخشا
وہ بھی لاکھ درہم سے زیادہ تھا ۔ ظاہر ہے کہ اپنے خاص مال مین اسراف و تبذیر کرنے والا شرع مین مطعون وملام ہے
پھر اسکا حال کیا پوچھئے کہ مسلمانون کے مال مین ایسی سرفی اور حق تلفی کرے **جواب** اس انفاق کثیر کو بیت المال
سے قرار دینا اور طعن کا محل ٹھہرانا صریح افترا اور بہتان ہے ۔ حضرت عثمان ثروت اور مالداری جو اپنی خلافت کے
پہلے رکھتے تھے سو مشہور ہے ۔ حضرت عمر کی اخیر خلافت مین جب ہر طرف سے بہت سی فتوح آ کے تقسیم پانے لگے
صحابہ کو بڑی ثروت اور وسعت ہاتھ دی چنانچہ بعضے فقراے مہاجرین جو حضرت کے زمانے مین نان شبینہ
کے محتاج تھے ایسے مالدار ہوئے کہ ایک ایک فرد کا زکوٰۃ اسی ہزار درہم نکلتا تھا ۔ اور حضرت امیر کو بھی وسعت تمام
ہاتھ دی تھی جب ہر ہر کو وسعت ہوئی ۔ سبکے سب عمارات اور زراعت وباغات پیدا کئے تھے یہ ایسی بات ہے
کہ کسی پر پوشیدہ نہین ۔ اور حضرت عثمان تو آگے ہی سے غنی تھے اور انکی بڑی تجارت جاری تھی پس اس وقت
بڑے مالدار ہوئے تھے اور انکا یہ خرچ و بخشش محض اپنے قبیلہ پر نہین تھی بلکہ انواع صدقات وخیرات مین بھی
صرف کرتے تھے چنانچہ ہر جمعہ کے دن ایک بردہ آزاد کرتے تھے اور ہر روز مہاجرین وانصار کی ضیافت بڑی تکلف
سے کرتے اور سب کو جمع کر کے طعام تکلف کھلواتے تھے ۔ چنانچہ امام حسن بصری سے منقول ہے کہ شَهِدْتُ
مُنَادِيْ عُثْمَانَ يُنَادِيْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اغْدُوْا عَلٰى عَطِيَّاتِكُمْ فَيَغْدُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَهَا وَافِرَةً
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اغْدُوْا عَلٰى أَرْزَاقِكُمْ فَيَغْدُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَهَا وَافِيَةً حَتّٰى وَاللّٰهِ

لَقَدْ سَمِعْتُهُ اِذْ نَادٰی یَقُوْلُ اِغْدُوْا عَلٰی کِسْوَتِکُمْ فَیَاخُذُوْنَ الْحُلَلَ وَاغْدُوْا عَلَی السَّمْنِ وَالْعَسَلِ
وَقَالَ الْحَسَنُ اَرْزَاقٌ دَارَّةٌ وَخَیْرٌ کَثِیْرٌ رَوَاہُ اَبُوْ عُمَرَ فِی الْاِسْتِیْعَابِ اور جناب ذوالنورین کے انفاقات
وعطیات اور جود وسخا کتب تواریخ سے دیکھا چاہئیے۔ جود وعطا وانفاق فی سبیل اللہ کسیقدر بھی اسراف نہیں
حدیث صحیح مین آیا ہی کہ لَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ ظاہر ہے کہ اپنے خویش واقارب پر خرچ کرنے دونا ثواب ہے صحیح حدیث
یعنے نیکی مین زیادہ خرچ کرنا اسراف نہین
مین آیا ہی کہ مسکین کو صدقہ دینے مین ایک ثواب اور اپنے قرابتدار ون کو دینے مین دو ثواب ہین صدقہ بھی ہے اور صلہ رحم بھی
اور قرآن مجید مین بھی اقارب کو دوسرے مصارف پر مقدم کئے ہین۔ قولہ تعالیٰ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی
الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اور امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہی کہ عثمان ذوالنورین نے
صحابہ کی ایک جماعت کو کہ جس مین عمار بن یاسر بھی تھے بلوایا اور فرمایا کہ تم سے سوال کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ کی قسم
دیتا ہون کہ راست کہو کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشش وعطا مین قریش کو دوسرے لوگون پر
تقدیم وترجیح دیتے تھے پھر بنی ہاشم کو دوسرے قریش پر سب اصحاب نے سکوت کیا پس جناب ذوالنورین نے کہا کہ
اگر میرے ہاتھ جنت کی کیلیان دیوین البتہ مین بنی امیہ کو دونگا تا انمے کوئی بھی باہر نرہے سب کے سب بہشت مین
داخل ہووین۔ اور حضرت عثمان کے ان سب انفاقات کو بیت المال سے سمجھنا محض تعصب وعناد ہی اور خود جناب
عثمان سے جب لوگون نے اس باب مین سوال کیا تو جواب دیا کہ خلافت کے آگے جومال میرے پاس تھا تم سے پوشیدہ
نہین اور میرا بذل وانفاق بھی تم جانتے ہو پس ایسے بیجا شبہے اور ظنے جو عدالت اور تقوی سے دور ہین کسلئے میرے
ساتھ کرتے ہو۔ اب ہم شرح ان قصون کی جو مذکور ہوے بیان کرتے ہین۔ مخفی نرہے کہ یہ قصے جو شیعہ نقل کرتے
ہین سراسر غلط وخبط سے خبر دیتے ہین قصہ کچھہ اور ہے وے روایت کرتے ہین کچھہ اور کسی قصے کی روایت مین
بھی بیت المال کا ذکر نہین آیا جو کہ مروی ہی سو یہی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے فرزند کا نکاح حارث بن حکم کی
دختر کے ساتھ کیا سو اپنے مال سے ایک لاکھ درہم رسم ساچق کی طور پر بھیجا۔ اور اپنی دختر کا ازدواج کہ جس کی کنیت
ام ابان تھی مروان بن حکم کے ساتھ کیا اس کے جہیز مین ایک لاکھہ درہم دیا۔ یہہ بھی خاص مال سے تھا نہ بیت المال سے
اور یہہ دینا صلہ رحم ہے جو خواص وعوام کے پاس محمود اور عند اللہ وعند الناس خوبی ونیکی کے ساتھ مشہور ہے اور
خمس افریقہ مروان کو دیا جو کہتے ہین یہ بھی غلط محض ہے اصل قصہ یہہ ہے کہ حضرت عثمان نے عبد اللہ بن سعد بن
ابی سرح کے ہمراہ سوار اور پیادون سے ایک لاکھہ سپاہ کا لشکر زمین مغرب کی فتح کے واسطے بھیجا شہر افریقہ کے
قریب جو مغرب کا پایۂ تخت ہی جب جنگ واقع ہوا اہل اسلام نے بڑی کشش وکوشش کے بعد فتح پائی اور غنیمت

غنیمتین ہاتھ لائین - عبداللہ بن سعد نے اس کا خمس جو نقد پانچ لاکھ اشرفی اس ملک کے رائج الوقت تھین
نکال سکے خلیفے کے حضور مین روانہ کین - اور اسی خمس کی بابت سے لباس و اثاث اور امتعہ و مواشی کی قسم سے
جو باقی رہا دار الخلافت کے بعد مسافت کے سبب سے جو کئی مہینون کی راہ تھی اور اس کی بار برداری کے لئے خرچ
کثیر کی ضرورت اور مشقت عظیم کی حاجت تھی بھیج نہ سکا اور ایک لاکھ درہم کی قیمت سے فروخت کرنا چاہا تو مروان
خرید کیا اور مروان سے اسکا اکثر مبلغ بھی وصول کرکے مدینہ کی طرف بھیجدیا اور اس اسباب کی قیمت سے تھوڑا
مبلغ جو مروان کے ذمے پر باقی تھا وصول نہوا اس اثنا مین مروان نے اس غنیمت کا خمس مذکور ہمراہ لیکے مدینہ
منورہ کا قصد کیا اور عبداللہ بن سعد سے اقرار کیا کہ مین داخل مدینہ ہوتے ہی اس اسباب کی قیمت جو میرے
ذمے پر باقی ہے خلیفے کے حضور مین پہنچا دیتا ہون - اور عبداللہ بن سعد کا لشکر جو مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا
جنگ کی صعوبت اور اس ملک کی بُعد مسافت اور مدت مدید منقضی ہونے اور راہین بند ہو جانے کے سبب سے مدینے
کے لوگ نہایت تپ و تاب مین تھے کیونکہ کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کسیکا شوہر یا دوسرا قرابتی اس لشکر مین داخل تھا
اور انکی کچھہ خبر بھی نہ رکھتے تھے ہان مجملا اتنی بات سنی تھی کہ غنیم پُر زور اور جنگ نہایت سخت ہے اور بہت سے
لوگ شہید ہوئے ہین اسلئے سب مدینے والون کی حواس پراگندہ اور بہت مضطر اور بے آرام تھے ایسے مین جب
مروان نے وہ مبلغ قطیر و متاع کثیر اپنے ہمراہ لیا ہوا وارد مدینہ ہوا اور اہل لشکر کے اخبار و خطوط اور بشارت
و تہنیت ہر ہر گھر کو پہنچائی - گویا سب مدینے والون کو ایک عید جدید و شادی مزید حاصل ہوئی تواریخ مین دیکھا
چاہئے کہ اس روز مروان کے حق مین مدینے والون نے کیا کیا دعائین کین اور کیا کیا اس نالایق کی تعریفین اپنی
زبان پر لائین - اور وہ نابکار تو ابھی کوئی فعل شنیع مصدر نہوا تھا تا اس کے ان کامون کو حبط کر دے - القصہ
مروان نے باوجود بعد مسافت و خطر راہ کے وہ مبلغ کثیر کمال حفاظت کے ساتھ لے آیا اور امانت کو بسلامت
پہنچایا اور سب مدینے والون کو خوش کیا اس کے بدلے مین خمس بابت کا جو مبلغ اس کے ذمے پر باقی تھا حضرت
عثمان نے اسکو بخش دیا - امام کو تو یہہ بات پہنچتی ہے کہ مبشرون اور جاسوسون اور دوسرے ایسے لوگون کو
کہ جنسے مجاہدون کے دلون کو تقویت اور پس ماندگون کے خاطر کو طمانیت حاصل ہو - بیت المال سے انعام
دیوے اور معہذا یہہ کام حضرت عثمان سے صحابہ کبار کے حضور مین اور سب مدینے والون کی خوشی کے موافق
واقع ہوا پس اصلا محل طعن نہین ہوتا ہے اور اس جگہہ یہہ دقیقہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ انعام و اعطا اور
بذل بخشش جس مال سے کہ وقوع مین آوے دیکھا چاہئے کہ اس کی نسبت اس بین کے ساتھہ کیسی

اگر کسی نے لاکھ روپیون سے ایک روپیہ یا لاکھ سے ایک سو یا ایکہزار روپیہ کسیکو دیوے اسکو اسراف نہین کہتے ہین کیونکہ لاکھ کے ساتھ ہزار کی نسبت ایسی ہے جیسے دس کی نسبت ہزار کے ساتھ اور سب امور عقلیہ وحسیہ مین نسبت کی رعایت کرنی مقتضا عقل کا بھی ہے اور حکم شرع کا بھی مثلاً اگر ایک معجون بھی دس چار چیز اور ایک سو یا دو چیزین ڈال کے ترکیب دین ہرگز اس معجون کو مفرط الحرارت نکہینگے اور شرع بھی اگر کسی جگہ لاکھون روپیون کا خراج ہو اس جگہ سے پچاس ہزار روپے لیوین توہین عدل والنصاف ہے اور اس کو ظلم وافراط کہنا حکم شرع کا خلاف اور علی ہذا القیاس زکوٰۃ کے مقدار مین اور دوسرے شرعی اندازون اور قسمت کو تقسیمون مین نسبت کی رعایت ملحوظ ہے کہ ایک مبلغ خطیر کے بہ نسبت وہ مبلغ جو اس سے نکالا گیا ہے ایک چیز بے قیمت کا حکم رکھتا ہے پس اگر حضرت عثمان کے انفاقات کو بہ نسبت اس کے جوانکے وقت مین بیت المال مین داخل ہوتا اور تقسیم پاتا تھا اگر ملاحظہ کرین ہرگز اسراف نکہین گے ہان اگر اس مال مجموع کی نسبت پیش نظر نہ رکھکے فقط ان کے اخراجات کو دیکھین تو اسراف معلوم ہوتا ہے لاکن جب تمامی امور عقلیہ وحسیہ وشرعیہ مین نسبت کا لحاظ نہ رکھکے حکم کرنا جب مردود نامقبول ہے اس جگہہ کس طرح مقبول ہویگا - اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اُسید کو تین لاکھ درہم انعام دئے یہہ بھی غلط ہے - تواریخ معتبرہ سے ثابت ہے کہ یہہ مبلغ اسکو بیت المال سے قرض دیکے اس کے ذمے پر لکھا تاکہ پھر لیوے چنانچہ جب مصریون نے جناب ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور یہہ مذکور درمیان آیا تو حضرت ذوالنورین نے انکو یہی جواب دیا - اور آخر عبد اللہ بن اسید نے وہ مبلغ بیت المال پہنچا دیا - اور وہ جو کہتے ہین کہ حارث بن حکم کو مدینے کے بازار پر مقرر کیا اسنے اسکا عشر اور محصول وغیرہ لیکے اپنے تصرف مین لایا یہہ بھی غلط ہے بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ حضرت عثمان نے حارث کو محتسبون کے طور پر مدینے کے بازار کا داروغہ ٹھہرایا تھا تا نرخ سے خبردار رہے اور دغا وخیانت اور غش وظلم وتعدی واقع ہونے اور بانٹ تول مین کمی وزیادتی کرنے نہ دیوے - اسنے دو تین روز اس خدمت پر قیام کیا تھا ایسے مین شہر والون نے بہت شکایت لائی کہ خرمے کے تخم اپنے ہی اونٹون کے لئے خرید کیا اورون کو خریدنے نہ دیا اسلئے دوسرون کے اونٹ بھوکے رہگئے حضرت عثمان نے یہہ سنتے ہی اس کو بہت زجر و توبیخ کرکے اس خدمت سے معزول کیا اور شہر والون کو تسلی دی اس مین حضرت عثمان کی طرف کونسا عیب عاید ہوتا ہے بلکہ یہہ ان کا کمال انصاف ہے کہ حارث کے ساتھ باوجود قرابت قریبہ رہنے کے اسکی شکایت سنتے ہی معزول کر دیا اور ابن ارقم اور معیقیب بیت المال کی کنجی سے دست بردار ہونیکے باب مین شیعہ جو طعن کرتے ہین اس مین بھی جھوٹ اور تلبیس داخل کی ہے صحیح یہہ بات

کہ وے ہر دو اپنے بڑھاپے کے سبب سے اس کام کی سربراہی ندے سکے اس خدمت سے استعفا چاہی
تب حضرت عثمان نے یہہ خطبہ پڑھا کہ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ اَرْقَمْ لَمْ یَزَلْ عَلٰی خَزَائِنِکُمْ
مُنْذُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَی الْیَوْمِ وَاِنَّہٗ قَدْ کَبُرَ وَضَعُفَ وَقَدْ وَلَّیْنَا اَمْرَہٗ زَیْدَ بْنَ الثَّابِتِ
اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بیت المال کا مبلغ اپنی زراعت اور باغات اور عمارات میں لگایا
یہہ بھی جھوٹ اور افترا ہے بلکہ حقیقت الامر یہہ ہے کہ حضرت عثمان کو مال کے بڑھانے میں جو علم دیا گیا تھا ان کے
بعد کسی کو یہہ بات میسر نہوی کہ وجہ حلال سے بے تعب و مشقت باعزت و حرمت اس قدر مال پیدا کیا ہو اور
اسکو اللہ تعالی کی مرضیات میں خیرات و مبرات میں صرف کیا ہو اور نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ کا مصداق
پڑا ہو کما لا یخفی۔ حضرت عثمان نے اپنی خلافت سے آگے بھی بہت سا مال پیدا کیا تھا اور اقسام کی تجارت کروائے
تھے اور خلافت کے بعد انکی خاطر مبارک میں یہہ تدبیر آئی کہ جس جگہہ افتادہ زمین دیکھتے خواہ سواد عراق میں
ہووے یا حجاز میں اسکو زراعت سے آباد کرنا چاہتے۔ اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو زراعت اسباب
و آلات دیکے اس جگہہ رکھتے تا اس زمین کو معمور کریں اور اسکے محصول سے اپنا قوت ٹھہراویں۔ اور باغات
تیار کرنے اور درخت میوہ دار لگانے اور کوین کھودنے اور نہرین جاری کرنے مین مشغول ہوویں۔ یہان تک کہ عرب
کی زمین جو ویران اور بے رونق تھی انکے زمانے مین ایسی سبز و شاداب ہوی کہ مازندران اور گوکن اور کشمیر کا حکم
رکھتی تھی کہ ہر جگہہ مصفا چشمے اور جاری نہرین اور میوہ دار درخت اور طرح طرح کی زراعتین نمایان ہوین اور
جا بجا ایسی آبادی ہو گئے اور ہر جنگل مین ان کے غلام اور موالی کے رہنے سے چوری اور رہزنی بالکل موقوف ہو گئی تھی
اور درندون کا خطر جیسے باگھ ریچھ وغیرہ کا معدوم ہو گیا تھا۔ اور مسافرون کے اترنے کی جگہہ اور چارہ پانی اور اناج
میسر آنیکا مقام جا بجا تیار ہوا تھا ان سببون سے مسافر اور تجار کمال امن اور خاطر جمعی سے آمد و شد کرتے تھے
اور متاع نفیس اور ہر ملک و ہر اقلیم کے تحفے کمال سہولت و آسانی سے لایا کرتے تھے اور ان ہر دو بات سے یعنے
امن اور رفاہیت میسر آنے اور ہر جگہہ آبادی و زراعت کے ہو جانے سے انکے مبارک زمانے مین بلاد عرب کے درمیان
خوارق عادات اور عجائب واقعات نظر آتے تھے۔ اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ
لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا اور عدی بن حاتم طائی کو فرمایا تھا کہ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَیٰوۃٌ
لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَةَ تُسَافِرُ مِنْ حِیْرَةِ النُّعْمَانِ اِلَی الْکَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ اور ذی النورین کے زمانے مین
خزانون کی زیادتی اور مال کی کثرت اور لوگون سے تکلفات و ثروت جو واقع ہووین گے حضرت نے بہت سے

حدیثون مین اوسکی بھی خبر دی ہے اور کمال خوشی و بشاشت سے اسکا ذکر فرمایا جب حضرت عثمان امیر المومنین
کی بانی ہوے اکثر صحابہ کبار نے بھی اس روش پسندیدہ کو اختیار کیا - از انجملہ حضرت امیر کی ...
اور دوسرے قریون مین - اور طلحہ کا ... اور اسکے نواح مین - اور زبیر ... اور ذی خشب اور ...
بھی عمل شروع کیا اور دوسرے صحابہ بھی علی ہذا القیاس - اور رفتہ رفتہ زمین حجاز مین ...
معمورہ مین بڑی آبادانی اور معموری ہوگئی اور کچھ کئی سال حضرت عثمان کا زمانہ دراز ہوتا زمین حجاز ...
شیراز کی رشک گلگشت اور گاذرگاہ اور ہرات کی لالہ زار ہو جاتی - مری ہوی زمین کو زراعت ...
اور جو زمین کہ کسی کی ملک سے نہو اسپر عمارتین باندہنی جب امام کے حکم سے ہر شخص کو جایز ہے ...
کیونکر جایز نہوگا اور اسکے محصول کو حلال جان کے کسلئے اس مین تصرف نہ کریگا - تواریخ معتبرہ ...
مصرحہ مذکور ہین کہ حضرت عثمان زمین کی آبادی اور باغات کی تیاری اور کنوؤن کا کھودنا ... جاری
کرنا اپنے خالص مال سے کرتے تھے اور بحکم المال یجر المال کے انکے مداخل ہر روز مضاعف اور زیادہ ہوتے تھے
مدینے والون سے ان کے زمانے مین کون ایسا تھا جو زراعت نہین کیا اور باغ نہ لگایا - اور ... کہ
بیت المال سے جو باقی رہا زید بن ثابت کو دیا - یہ بھی تلبیس اور سچ کے ساتھ جھوٹ مخلوط ہے - روایت صحیح
یہہ ہے کہ حضرت عثمان نے ایک روز مستحقون پر بیت المال کی تقسیم کا حکم فرمایا تقسیم کے بعد ایک ہزار درہم
باقی رہگئے اور مستحقین تمام ہوگئے تب وے ہزار درہم زید بن ثابت کے تحویل کئے تا اپنی صوابدید کے موافق
مصالح مسلمین مین خرچ کرے چنانچہ زید بن ثابت نے اس مبلغ کو مسجد نبوی کی مرمت مین صرف کیا ...
ذکر کیا ہے - محب طبری اور دوسرے مورخین اہل سنت نے اپنی تاریخون مین - غرض جس جگہ ... حضرت عثمان
نے اتنا مال اپنے قرابتدارونکو اور دوسرے مسلمانون کو دیا یا مسجد نبوی کی تعمیر مین اور دوسرے مواقع ...
صرف کیا تو اپنی بدگمانی سے یہہ حمل کرتے ہین کہ یہہ سب خرچ بیت المال سے کیا اور لوگون کے حقوق ...
اس بدگمانی اور نادانی کا علاج نہین ہے شیعہ کا یہہ کلام اس بات کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کہ ...
بادشاہ کے زمانے مین جب تورانی لوگ شہر دہلی مین آئے اور لوگون کے مال و متاع مین متصرف ہوے
جب بازار مین آتے طلائی مسجدین اور منقش عمارتین اور رباطات اور مدرسے جو اس شہر کے امرا سلاطین نے بنا
گئے تھے - دیکھتے تو بے اختیار ... و افسوس کے کلمات انکی زبان سے نکلتے اور بعضون کے ...
ہوتے - اور اہل شہر سے جب انسے کوی پوچھتا کہ تم کسلئے افسوس کرتے ہو تو جواب دیتے کہ ہماری ...

اس بات پر ہی کہ بادشاہ کا اس قدر مال کس لئے ضایع ہوا اگر کاش یہ مال ذخیرہ کر رکھتے بادشاہ کے کام آئے ہوتا چوتھا طعن یہہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو ان کی خدمتون سے معزول کیا جیسے ابوموسی اشعری کو بصرے کی حکومت سے معزول کر کے انکی جا ے پر عبداللہ بن عامر بن کریز کو نصب کیا اور عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے انکی جاے پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا وہ ایسا شخص تھا کہ حضرت کے زمانے مین مرتد ہو کے مشرکون کے ساتھ مل گیا تھا حضرت نے فتح مکہ کے دن اسکا خون مباح فرمایا تھا یہان تک کہ حضرت عثمان ذوالنورین نے اس کو حضرت کی حضور مقدس مین لاکے بڑی کوشش سے اسکی تقصیرین معاف کروائین اور اسنے بیعت اسلام کی۔ اور عمار بن یاسر کو اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی حکومت سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوفے کی قضا اور بیت المال کی داروغگی سے معزول کیا **جواب** اس طعن کا یہہ ہی کہ عاملونکا عزل و نصب خلفاء اور ائمہ کے ہاتھ رہا کرتا ہے اور لازم نہین ہے کہ سابق کے عاملون کو ہی بحال رکھین اگر خلفاء ائمہ کا نام نکرین البتہ مختر ہو وین گے ہان کسی عامل کو بے وجہ معزول نکیا چاہئیے۔ اور ان اشخاص کو معزول کرنے مین ایک ایک سبب تھا کہ تواریخ مین مفصل مذکور ہے۔ جب ان پر بسبب اطلاع ہاتھ دیوے حضرت عثمان کی بڑی حسن تدبیر معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع انکو معزول کرنا اور انکی جگہون پر دوسرون کو بھیجنا امور مملکت کے بڑے انتظام کا سبب اور بہت سے فتوحات کا موجب ہوا۔ اور خلافت ایک دوسرا رنگ لی۔ اسلام کی فوجین اور ولایت واقالیم اور قلمرو اور مملکت مین ایسا عرض و طول پیدا ہو کہ ہرگز اکاسرہ اور قیاصرہ کے زمانے مین خواب مین بھی نہین دیکھتے تھے۔ ولایت اسلام کا عرض قسطنطنیہ سے عدن تک اور اسکا طول اندلس سے بلخ اور کابل تک ہو گیا تھا اگر کاش جناب ذوالنورین کے قاتل اور دس بارہ سال تک صبر کئے ہوتے ہند و سند اور ترک و چین بھی ایران و خراسان کے مانند یا علی یا علی کا نعرہ مارتے ہوتے اور وے اشقیا نہ سمجھے کہ ہر چند حضرت عثمان نے بنی امیہ کو مسلط کیا اور ان ہی کے ہاتھ سے کام لیا لاکن آخر نام محمد و علی کا ہے اگرچہ خراسان کو عبداللہ بن عامر بن کریز نے فتح کیا لاکن مشہد اور سبزوار اور نیشاپور اور ہرات مین سواے نعرہ حیدری کے سنا نہین جاتا ہی۔ جب حضرت عثمان اور بنی امیہ ترک اور چین اور راجپوتانہ اور ہند و سند مین نہ آئے ان ملکون کے لوگون نے محمد اور علی کو نہ پہچانا دیکھئے کہ رام اور کشن اور گنگا اور جمنا کے سوا کوئی دوسرا پیر و مرشد نہین رکھتے ہین چین و خطا اور ترک مین اس قدر بھی نہین ہے کہ ان بزرگون کا نام نامی پہچانے اور انکی تعظیم و تکریم بجا لاوے اب ناچار اس مقام مین ان بزرگونکو

معزول کر دینے اور دوسرون کو نصب کرنے کے وجوہات اجمال کے طور پر بیان کئے جاتے ہین - ابن خطیبہ
اور ابن ہاشم کوفی اور سماطی جو شیعہ کے عمدہ مورخین سے ہین اس افسانہ سرائی پر شاہد لائے جاتے ہین تا
انکے پاس قابل اعتبار رہو - ابو موسی اشعری کا قصہ یہہ ہے کہ اگر جناب ذوالنورین انکو معزول نکرتے ایسا فساد
عظیم برپا ہوتا کہ اس کا تدارک ممکن نہین تھا کوفے اور بصرے کے ہر دو لشکر مین ایک اختلاف جو واقع ہوا تھا اسکے
بسبب وے ہر دو شہر خراب ہو جاتے - اسکی تفصیل یہہ ہے کہ حضرت عمر کی خلافت مین ابو موسی اشعری نے
جو والی بصرہ تھے فارس کے حدود نزدیک پڑنے اور وہانکے زمیندارون کی شوکت زیادہ رہنے سے جناب خلافت مآب
سے مدد چاہی تب جناب فاروق اعظم نے کوفے کے لشکر کو ابو موسی کی مدد پر متعین کرکے حکم لکھا ابھی کوفے کا لشکر
ابو موسی اشعری کے پاس نہین پہنچا تھا کہ اثناے راہ سے اسکو حکم لکھا کہ رامہرمز کے جنگ پر جاوے - وہ فارس
اور اہواز کے درمیان ایک بڑا شہر ہے پس کوفے کا لشکر اس طرف متوجہ ہو گیا اور اس شہر والون پر فتح و نصرت پاکے
غارت کیا اور اس شہر کو اپنے تصرف مین لایا اور قلعے کی بھی تسخیر کی اور بہت سا مال و متاع اور عورت بچون سمیت بہت سا
بندیان ہاتھ آئین جب یہہ خبر ابو موسی اشعری کو پہنچی تو چاہا کہ تنہا کوفے کے لشکر کو ان غنایم کے ساتھ مخصوص نکرے
بلکہ بصرے کے لشکر کو جو اس ملک کے جنگ مین بارہا مشقت کھینچی تھی محروم نکرے پس کوفے کے لشکر والون سے
کہا کہ یے مکانات جو تم نے غارت کئے ہین مین انکو چھے مہینے کا امن دیا تھا اور مہلت منظور رکھتا تھا معاملہ [illegible]
لون اور عہد شکنی بھی لازم نہ آوے - اور تمکو محض انکے خوف دلانیکے لئے منع نہین کیا تھا تمنے جلدی کی جب کوفے
کے لشکر والون نے یہہ بات سنی انکار کیا اور کہا کہ امان دینے کی بات محض افترا ہے اور ان کے درمیان بہت رد و بدل
واقع ہوا اور ہر دو لشکر کے فیمابین نزاع ٹھہرا رہا تب لوگون نے یہہ ماجرا خلیفے کے حضور مین لکھا حضرت عمر نے فرمایا
کہ لشکر ابو موسی کے صلحا اور کبراے صحابہ جو اس جگہہ حاضر ہین جیسے حذیفہ بن الیمان اور براء بن عازب و عمران بن
حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمر انصاری اور ایسے ہی اصحاب کرام اس مقدمے کی دریافت کرین اور
امان دینے کی ابو موسی اشعری کو قسم دیکے پوچھین پس دریافت کے بعد جو حقیقت واقعی ثبوت کو پہنچے لکھہ بھیجین
تا اس کے مطابق عمل کیا جاوے - پس ابو موسی اشعری نے امان دینی کی بات پر اعیان صحابہ کی حضور مین قسم
کھائی اور وے صحابہ جب یہہ حال خلیفے کے حضور مین لکھہ بھیجا تب جناب خلافت مآب کی طرف سے حکم آیا کہ وہ
مال اور بندی جو اس ملک والون سے لئے ہین پھر انہین واپس دین اور مدت معین تمام ہونے تک ان سے تعرض
نکرین اس قصے سے کوفے کے لشکر والون کا دل ابو موسی اشعری سے اور انکے لشکر کی ایک جماعت سے نہایت

آخر۔ جوہر اسود خلیفہ کے حضور مین پہنچکے انہون نے ظاہر کیا کہ اگر اس نے امان دیا ہوتا یہہ بات بصرے کے
لشکر مین البتہ بہت مشہور رہتی حالانکہ اب تک بصرے کے لشکر سے کسی نے بھی اسبات سے اطلاع
نہین رکھتا تھا پس ابو موسی اشعری نے جھوٹی قسم کھائی حضرت عمر نے یہہ بات سنکے ابو موسی اشعری کو اپنے
حضور مین بلوایا اور اس کے قسم سے سوال کیا اس نے کہا واللہ مین حق بات پر قسم کھائی ہی جناب خلافتمآب نے
فرمایا پھر تو کس لیے لشکر کو ان لوگون پر روانہ کیا یہان تک کہ جو کرنا تھا وے کر چکے تو نے جھوٹی قسم کھائی ہو تو
بھی ملک رانی کی مصلحت مین البتہ خطا کی اور فی الوقت ایسا شخص بھی میسر نہین ہی کہ اس کام کے قابل ہو اور
ہم اس کو تیری جگہ پر نصب کرین اب تو ہی بصرے کی صوبیداری پر جا اور وہان کے لشکر کی سرداری پہ
قیام کیجیو مین نے تجھے اور تیری قسم کو اللہ تعالی پر سونپ دیا اس وقت تک کہ دوسرا کوئی شخص جو قابل اس
کام کے ہو ہماری نظر مین آوے تب تجھکو معزول کرونگا پس اس اثنا مین حضرت عمر کی شہادت ہو چکی اور خلافت
کی نوبت حضرت عثمان کو پہنچی تب بصرے کے لشکر والے بھی ابو موسی اشعری کی شکایت جو داد و دہش مین تنگی
کرتے ہین خلیفہ وقت کے حضور مین بار بار لکھنے لگے اور کوفے کے لشکر والے تو آگے سے ہی پر دل تھے پس
حضرت عثمان نے سوچا کہ اگر اب مین اسکا تغیر نہ کرون ہر دو لشکر برہم ہو نگے۔ اور بڑے بڑے عمدہ کام جو ان
پر دل ندینگے اور ہر دو صوبے خراب ہو جاوینگے پس ناچار انکو معزول کرکے عبد اللہ بن عامر کریز کو انکی جائے پر
نصب کیا یہہ عبد اللہ قریش کے بڑے جوانمردون سے تھے اور انکو عالم طفلی مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
کے حضور مین لے آئے تھے حضرت نے لعاب مبارک ان کے حلق مین ٹپکایا تھا اسی کے بدولت شہامت
و نجابت کے آثار اور سرداری و ریاست کے لوازم و اطوار ان کی نوجوانی مین ان کے حرکات اور اقوال و افعال
سے ظاہر ہوتے تھے۔ وہ ان کو نصب کرنیسے اس ملک کے کمال انتظام کا سبب اور ہر دو لشکر کے اتفاق کا
موجب ہوا۔ احمد بن ابی سیار نے تاریخ مرو مین روایت کرتا ہی کہ لما فتح عبد اللہ بن عامر خراسان قال
لاجعلن شکری للہ ان اخرج من موضعی ہذا محرما فخرج من نیسابور و رواہ سعید بن منصور ایضا
اور عمرو بن عاص کو جو مصر سے معزول کیا اسکا سبب یہہ ہی کہ مصر والون نے ان کی بہت سی شکایتین دربار خلافت
مین لے آئی ہین اور اسکے آگے حضرت عمر کی خلافت مین بھی انکی بعض شکایتین خلیفے کے حضور مین معروض
ہونے سے معزول ہوے تھے۔ جب انہون نے توبہ کیا اور ان باتون سے باز آیا تب فاروق اعظم نے پھر انکو
بحال کیا تھا بالجملہ حضرت عثمان نے ابو موسی اشعری اور عمرو بن العاص کو معزول کرنیسے ان پر طعن کرنا شیعہ کو زیبا نہین

کیونکہ یے ہر دو شیعہ کے پاس تو واجب القتل ہین پس کیونکر جائز العزل نہو وینگے اور انکے پاس دوسرے ہر دو
اسلام کی قابلیت نہین رکھتے تھے ریاست اسلام تو کہان - اسیواسطے ظریفان اہل سنت اس طعن کو شیعہ کی
طرفسے درست رنگ پر تقریر کیا ہے کہ عثمان ذوالنورین نے ان ہر دو کے عزل پر اکتفا کرکے کسلئے انکو
قتل نکئے تا تحکیم کے واقعے مین انسے بدسگالی سبب امت از امام وقت کے ساتھ واقع نہوتی - اور بعضے ظریفون
نے اس طعن کا دوسرا جواب اس روش پر دیا ہے کہ حضرت عثمان نے جانا کہ ان ہر دو کو مین قتل کرون تو میری
امامت خاص و عام کے پاس ثابت ہو جائیگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہے اور شیعہ کو انکار کی جگہہ باقی
نرہیگی لاکن جب حضرت عثمان کے مزاج مین حیا غالب تھی شیعہ کی صریح تکذیب سے شرم کرکے فقط عزل پر اکتفا
کیا تا یہہ بات اشارہ ہو اپنی امامت کی صحت پر - اگر یہان شیعہ کہین کہ ابو موسی اشعری جائز العزل ہوتے تو
حضرت امیر انکو اپنے طرفسے کس لئے حکم ٹھہراتے تو ہم کہتے ہین کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ یہہ تحکیم ٹھہرانا بھی بجبر جماعت
سے تھا نہ اختیار سے اگر بالفرض اختیار سے بھی ہو جب ابو موسی اشعری نے اسکام مین خطا کی معلوم ہوا کہ البتہ
قابل عزل تھا - فائدہ جلیلہ اس جگہہ جاننا چاہئے کہ شیخین کے مطاعن شیعہ کے سواے کوی نہین تقریر
کرتے ہین اسواسطے اہل سنت کے کتابون مین یہہ مطاعن شیعہ کے کتب سے منقول ہین اسلئے اکثر شیعہ کے
اصول پر چسپان ہوتے ہین برخلاف مطاعن عثمان ذوالنورین کے کہ اکثر شیعہ کے اصول پر نہین بیٹھتے ہین
اور اس غیر انطباق کا سبب یہہ ہے کہ حضرت عثمان پر طعن کرنے والے دو فرقے ہین ایک شیعہ دوسرے خوارج پس
حضرت عثمان کے مطاعن بھی دو قسم پر ہین ایک قسم شیعہ کے اصول پر دوسری قسم خوارج کے اصول پر منطبق ہوتی
ہے اور اہل سنت کی کتابون مین ہر دو قسم کو مخلوط کرکے لاتے ہین بلکہ شیعہ بھی مطاعن کی زیادتی کے لئے اپنے کتابون
مین ان ہر دو قسم کو بے تمیز و تفرقہ ذکر کرتے ہین اسلئے حضرت عثمان کی بعض مطاعن جو اہل سنت و شیعہ کے
کتب مین موجود ہین شیعہ کے اصول و مذہب پر راست نہین آتے ہین سو ابو موسی اشعری کے عزل کا طعن بھی
اسی بات سے ہے واللہ اعلم - اور عمرو بن العاص کے عزل کا طعن نہ اصول شیعہ پر منطبق ہوتا ہے نہ اصول خوارج
پر کیونکہ یے ہر دو فریق انکی تکفیر کرتے ہین سو ان ہر دو فریق کے الزام کے لئے ہم کہتے ہین کہ جس وقت حضرت عثمان
نے انکو معزول کیا ہر چند انسے کچھ کفر کے حرکات و کلمات صادر نہوئین تھین لاکن شیعہ اور خوارج کے اعتقاد کے
موافق جب وے آخر کافر و مرتد ہونے والے تھے انکو معزول کرنا حضرت عثمان کے محض کرامات سے سمجھا جانا چاہئے
معاویہ کو معزول کر دینا تھا کرکے حضرت عثمان سے شیعہ جو خارقہ کہ چاہتے تھے انہون نے یہہ کرشمہ یہان تبلایا جو غیر

بن العاص کو معزول کیا - اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا - ہر چند ابن سعد
ابتدا سے اسلام میں مرتد ہوا تھا - لاکن جب دوبارہ اسلام لایا پھر اس سے کوئی امر شنیع واقع نہوا بلکہ اسکی
حسن تدبیر اور حسن نیت سے تمام مغرب کی زمین مفتوح ہوئی اور اس نے بہت سے خزانے حضور خلافت
میں بھیجے - اور ... ... بلاد کو دار الاسلام بنا دیا - یہان تک کہ مغرب کے جزیرون میں بھی کئی بار غارت
کی اور غنیمتین لائین - مورخون نے لکھا ہے کہ اسکے غنایم سے زرسرخ کے نقد پچیس لاکھ دینار تھے اور آئے تھے
اور اسباب و پوشاک اور زیور و مواشی اور اصناف کا مال اس قدر تھا کہ جس کا شمار نہین تھا - ان سب چیزون کا خمس
حضور خلافت میں روانہ کیا سو سب مسلمانون میں اسکی تقسیم ہوئی - اور خمس کے چہار حصے جو باقی رہے اپنے لشکر
مین بوجہ شرع تقسیم کئے - تب اس کے لشکر میں بہت سے صحابہ اولاد صحابہ حاضر تھے سب کے سب اسکی سیرت
سے بہت خوش ہوے کسی وجہ سے اس کے اوضاع و اطوار پر انکار نکیا انہین سے تھے عقبہ بن عامر جہنی و عبد الرحمن
بن ابی بکر صدیق - و عبد اللہ بن عمرو بن العاص - پھر جب حضرت عثمان کے قتل کا فتنہ وقوع مین آیا عبد اللہ
بن سعد بن ابی سرح نے کنارہ لیا اور کسی طرف بھی شریک نہوا اور کہا کہ مین اللہ تعالی سے عہد کیا ہون کہ قتال
کفار کے بعد مین ہرگز مسلمانون سے قتال نکرونگا پس اپنی آخر عمر ایسا ہی گذارا - لاکن عمار بن یاسر کی معزولی
کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کرنی خلاف واقع ہے بلکہ اکثر اہل کوفہ انکی شکایت کرتے تھے حضرت عمر نے انکو
معزول کیا تھا اور عزل کے بعد یہہ فرمائی تھی کہ مَنْ یَعْذِرُنِی مِنْ اَہْلِ الْکُوفَۃِ اِنِ اسْتَعْمَلْتُ عَلَیْہِمْ تَقِیًّا
اِسْتَضْعَفُوْہُ وَاِنِ اسْتَعْمَلْتُ عَلَیْہِمْ فَاجِرًا فَجَّرُوْہُ اور انکی جگہ پر مغیرہ بن شعبہ کو والی ٹھہرایا - جب حضرت عثمان کی خلافت
مین اہل کوفہ مغیرہ بن شعبہ کی بھی شکایتین لے آئین اور انکو رشوت کے ساتھ متہم کیا حالانکہ وہ سب افترا تھا چار برس عامل
کی بحالی کے لئے حضرت عثمان نے انکو بھی معزول کیا اور ابن مسعود کا احوال انشاء اللہ تعالی عنقریب دوسرے
طعن کے جواب مین آئیگا کہ انکو کوفے سے مدینے مین بلانے کا کیا سبب تھا ان سب وجوہات کے قطع نظر والی
امر کو عاملون کا عزل و نصب پہنچتا ہے یہہ کچھ طعن کی جگہ نہین - ایک صحابی کو بیوجہ اور بے تقصیر معزول کرنا اور
غیر صحابی کو اس کی جگہ پر نصب فرمانا حضرت امیر سے بارہا وقوع مین آیا ہے - ازانجملہ عمر بن ابی سلیمان ہی جو
ام المومنین ام سلمہ کے فرزند اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب ہین حضرت امیر کی جانب سے بحرین
کے صوبہ دار تھے سو انکو بے تقصیر اور بے وجہ معزول کیا چنانچہ یہہ بات خود حضرت امیر نے ان کے عزل نامے
مین تحریر فرمائی ہے اور اس نامے کی نقل نہج البلاغہ سے حضرت ابو بکر صدیق کے مطاعن مین گذری ہے اور

اسکی جگہ پر نعمان بن عجلان زرقی کو جو صحابی نہیں تھا اور علم و تقوی اور عدل و دیانت میں عمر بن ابی سلمہ
کے دسوین حصے کو نہیں پہنچتا تھا نصب فرمایا۔ اور قیس ابن سعد بن عبادہ کو جو حضرت کے نشان بردار اور
صحابی عمدہ اور صحابی زادہ تھے حضرت امیر نے مصر سے معزول فرمایا تھا اور ان کی جگہ پر مالک اشتر کو نصب
فرمایا حالانکہ مالک اشتر نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ فتنہ و فساد کا بانی اور یہہ وہ ہے کہ حضرت عثمان کو شہید
کیا۔ اور طلحہ و زبیر کو قتل کا اندیشہ بتلا کے بغاوت کا باعث ہوا۔ اور یہہ بات یقینا معلوم تھی کہ جب یہہ مصر میں
پہنچیگا معاویہ ہرگز خموشی نہ لیگا بلکہ مصر پر فوجیں روانہ کریگا تب فتنے برپا ہو جاوینگے اور ایسا ہی ہوا اور
بھی عزل و نصب حضرت امیر کے ہاتھ سے ہوا ہے لاکن جب عاملوں کے عزل و نصب میں امام کی صوابدید
معتبر ہے حضرت امیر پر بھی کچھ طعن کی جگہ نہیں **پانچواں طعن** عثمان بن عفان نے عبد اللہ بن مسعود
کا سالیانہ جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے مقرر تھا بند کر دیا۔ اور ابوذر کو مدینہ منورہ سے اخراج کر کے
قصبہ ربذہ کی طرف روانہ کیا۔ اور عبادہ بن صامت نے معاویہ کو ایک امر بد سے منع کیا تھا اس پر عتاب کیا
اور عبد الرحمن بن عوف کو منافق کہا اور عمار بن یاسر کو اس قدر مارا کہ فتق پیدا ہوا اور کعب بن عبدہ نہدی کو
ایک کلمۂ حق صادر ہونے سے اس کی اہانت و تضلیل کی یہ سب باتیں صحابہ کی اہانت اہل
کے پاس و دیانت سے بعید ہیں **تفصیل** ان قصوں کی یہ ہے کہ ابوذر غفاری شام میں تھے انہوں نے قاصد
نے حضرت عثمان کے بعضے کردار کو ناپسندیدہ بنا کے ان کو سنوایا تو انہوں نے ان باتوں کو یقین جانا
لیکے برملا کہنا اور ان کے کاموں پر انکار کرنا شروع کیا تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر نے آپکے
لوگوں کے نزدیک حقیر اور لوگوں کو آپ کی اطاعت سے باہر کرتے ہیں اس واسطے کا تدارک جلد کیجئے حضرت
عثمان نے معاویہ کو لکھا اَشْخِصْهُ اِلَیَّ عَلٰی مَرْکَبٍ وَعْرٍ سَایِقٍ عَنِیْفٍ معاویہ نے ابوذر کو مدینہ کی طرف روانہ
کیا۔ جب ابوذر دربار خلافت میں پہنچے جناب ذو النورین نے ان پر عتاب کیا کہ کس لئے لوگوں کو میرے
خیرہ کرتے ہو اور میری اطاعت سے نکالتے ہو ابوذر نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہے کہ جب حکم بن العاص کی اولاد تیس مرد کو پہنچیگی تو اللہ تعالی کے مال کو اپنی دولت ٹھہرائینگے اور
اللہ تعالی کے بندگون کو اپنے غلام باندی کہینگے اور اللہ تعالی کا دین حیلہ و تدبیر اور دغا سے کرینگے جب
ایسا کریں اللہ تعالی انپر غضب فرماوے اور اپنے بندگون کو انکی بدی سے بچاوے تب حضرت عثمان نے
صحابہ حاضرین سے دریافت کی کہ تمہارے کسی نے یہہ حدیث سنی ہے سبھوں نے کہا کہ نہیں پھر حضرت علی کو

بادا کسے پوچھا تب جناب امیر نے فرمایا کہ مین نے خود یہہ حدیث حضرت کی زبان سے نہین سنی ہو لاکن
یہہ دوسری حدیث حضرت کی زبان فیض ترجمان سے مین نے سنی ہے کہ مَا اَظَلَّتِ الخَضرَاءُ
وَلَا اَقَلَّتِ الغَبرَاءُ اَصدَقَ لَهجَةً مِن اَبِی ذَرٍّ پس حضرت عثمان غصہ ہوکے ابوذر کو فرمایا کہ تم اس
شہر سے چلا جاؤ تب ابوذر مقام ربذہ مین جا کے رہنے لگے اور اپنی آخر حیات تک وہین رہے۔ اور عبادہ
بن صامت بھی شام مین تھے ایکدن معاویہ کے لشکر مین دیکھا کہ اونٹون کی ایک قطار چلی ہے اور ان اونٹون
پر شراب کے خم لدے ہین عبادہ بن صامت نے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ یہ شراب ہے معاویہ
نے بیچنے کے لئے بھیجی ہے عبادہ نے اسیوقت ایک چھری اپنے ہاتھ مین لیکے اُٹھے اور ہر ہر اونٹ پر
جو جو پکھالین لدی تھین انکو پھاڑ دیا یہان تک کہ سب شراب ریزان ہوگئی پھر اہل شام سے حضرت عثمان اور معاویہ کی
بدی کہنے لگا۔ تب معاویہ نے یہہ سب ماجرا حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا اور یہہ بھی گذارش کی کہ عبادہ
کو جلد اپنے پاس بلوا لیجئے کیونکہ اگر یہان رہیگا تو لشکر کے فساد کا سبب ہوتا ہے حضرت عثمان نے عبادہ
کو اپنے پاس بلوا کے ان پر عتاب کیا کہ تو کس لئے مجھپر اور معاویہ پر انکار کرتا ہے اور اولی الامر کی اطاعت
واجب نہین جانتا ہے عبادہ نے کہا کہ مین نے حضرت سے سُنا ہون کہ لَا طَاعَةَ لِمَخلُوقٍ فِی مَعصِیَةِ الخَالِقِ
اور عبداللہ بن مسعود کو جو کوفے کی قضا اور خزانہ داری سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو انکی جا پر
والی ٹھہرایا تب ابن مسعود نے ولید کا ظلم دیکھکر برہم ہوئے اور لوگون کے روبرو اس کے عیوب بیان
کرنے لگا اور کوفے کی مسجد مین لوگون کو جمع کرکے حضرت عثمان کی بدعتین ظاہر کین اور فرمایا کہ لوگو اگر امر
معروف اور نہی منکر نکروگے اللہ تعالی اُن پر غضب فرمائیگا اور تم پر بدکارون کو مسلط کریگا اور نیکون کی دعا
مستجاب نہو گی اور جب ابوذر کے اخراج کی خبر ابن مسعود کو پہنچی محفل عام مین خطبہ پڑھا اور یہہ آیت حضرت
عثمان پر تعریض کی طور سے تلاوت کی ثُمَّ اَنتُم هٰؤُلَاءِ تَقتُلُونَ اَنفُسَكُم وَتُخرِجُونَ فَرِيقًا مِنْ دِيَارِكُم
ولید نے یہہ سب ماجرا جناب خلافت مآب مین لکھا تب حضرت عثمان نے انکو کوفے سے طلب کیا جب ابن مسعود
نے مسجد نبوی پر پہنچے حضرت عثمان نے اپنے غلام کو فرمایا کہ انکو مارے سو اس غلام نے انکو مار کے مسجد سے باہر کیا
اور انکا مصحف چھین لیکے جلا ڈالا اور انکے گھر کو ہی انکا قیدخانہ ٹھہرایا اور انکا سالیانہ چہار سال تک موقوف رکھا
یہان تک کہ ابن مسعود کی موت قریب ہوی تب انہون نے اپنے جنازے پر امامت کرنیکے لئے زبیر کو وصیت
کی اور فرمایا کہ عثمان میرے جنازے پر نماز نہ پڑھے جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انکی عیادت کے لئے آئے

اور کہا کہ اے ابن مسعود اللہ تعالی سے استغفار کیجئے ابن مسعود نے دعا کی کہ بارخدایا تو غفور ہے اور کریم
لیکن عثمان سے درگذر نکر جب تک میرا قصاص اس سے نہ لیوے اور جب سب صحابہ نے عثمان ذوالنورین
سے آزردہ ہوے اور عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان کی تولیت پر عتاب کیا عبدالرحمن نادم ہوے اور
کہا کہ مین نہین جانتا تھا کہ ایسا ہوویگا اب اختیار تمہارے ہاتھ ہے۔ جب یہہ مقولہ حضرت عثمان کو پہنچا کہنے
لگے کہ عبدالرحمن منافق ہے اپنے کہے کا کچھ پروا نہین رکھتا ہی۔ عبدالرحمن نے یہہ بات سنکے قسم کھائی کہ
مین جب تک زندہ رہون عثمان کے ساتھ بات نکرونگا پھر اپنی رحلت تک ایسا ہی رہا پس اگر عبدالرحمن منافق تھا
تو عثمان کے ساتھ اسکی بیعت صحیح نہوی اگر منافق نہین تھا تو عثمان اس پر نفاق کی تہمت کی سو فاسق ہوے اور
فاسق تو قابل امامت نہین۔ اور عمار بن یاسر کو مارنے کا قصہ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچاس شخص کے قریب جمع ہوکے
ایک نامے مین عثمان کے قبایح لکھے اور عمار سے کہا کہ یہہ نامہ عثمان کو پہنچاے تا شاید کہ وہ متنبہ ہووے اور ان
امور شنیعہ سے باز آوے اور اس نامے مین یہہ بھی مرقوم تھا کہ اگر تم ان بدعات سے باز نہ آوین تو ہم تمکو معزول
کرینگے اور تمہاری جاے پر دوسرے کو نصب کرینگے جب وہ نامہ حضرت عثمان نے پڑھا مارے غصے کے
زمین پر ڈالدیا عمار نے کہا کہ اس نامے کو حقیر نہ جانئے کہ اصحاب رسول نے اسکو لکھا ہی قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین
آپ کی نصیحت اور خیرخواہی کی راہ سے آیا ہون عثمان نے کہا كَذَبْتَ يَا ابْنَ سُمَيَّة اور اپنے غلامون کو فرمایا
کہ اسکو مارین انہون نے یہان تک ضرب کیا کہ وہ زمین پر گرے اور بیہوش ہوے پھر عثمان خود اٹھے اور ان کے
شکم اور انثیین کی جگہہ لات سے مارے یہان تک کہ اسکو فتق پیدا ہوا چہار وقت کی نماز تک بیہوش رہے افاقے کے
بعد وے نمازین قضا کین۔ اول جو فتق کے لئے تبنان پہنا وہی تھا۔ اور بنو مخزوم غصہ ہوکے کہنے لگے کہ اگر عمار
اس فتق سے مرے ہم اس کے عوض مین بنی امیہ کے ایک بڑے شیخ کو قتل کرینگے اور عمار اس کے بعد خانہ نشین
ہوے یہان تک کہ حضرت امیر خلیفہ ہوے اور کعب بن عبدہ نہدی کا قصہ یہہ ہے کہ سب کوفے والون نے جمع ہوکے
عثمان کے نام سے ایک نامہ لکھا اور انکی بدعتین اور قبایح اس مین درج کئے اگر تم ان بدعتون سے باز آوین فہو المراد
ہم آپکی اطاعت سے نکل جائینگے اور وہ نامہ اہل کاروان سے ایک شخص کے ہاتھ دیکے بھیجا اور کعب بن عبدہ نے ایک نامہ
علٰحدہ لکھا اور اس مین سخت کلام اور درشتی کی تھی وہ بھی اس قاصد کے تحویل کیا جب یہ دو نامے عثمان کے
ہدست ہوے مطالعہ کرتے ہی انہون نے غصے ہوے اور سعید بن ابی العاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفے سے
اخراج کرکے کوہستان کی طرف بھیج دیجئے تب سعید نے کعب کے گھر گیا اور کعب کو برہنہ کرکے بیس تازیانے مارے

اور کوفے سے کوہستان کے سمت چلا دیا - اور یہہ وہی سعید بن ابی العاص ہے کہ اشتر نخعی کی بھی اہانت اور ہتک حرمت کی تھی قصہ اسکا یہہ ہے کہ جب سعید مذکور کوفے کا صوبہ دار ہوا مسجد مین آکے سب لوگ کو جمع کیا - اور ذکر کوفے کا اور اس کے نواح کی خوبی کا درمیان آیا - اور عبد الرحمن بن خنیس جو سعید کا کتوال اور اسکے پیادون کا رسالہ دار تھا کہنے لگا کہ کاش سب کوفے کا ملک حضرت امیر کی جاگیر ہو جاوے - اشتر نخعی نے کہا کہ یہہ کیسا ہو کہ خدا تعالی اس ملک کو تو ہماری شمشیرون سے مفتوح کیا ہے اور ہمکو اس کا مالک بنایا - عبد الرحمن نے کہا کہ خاموش کہ اگر امیر چاہینگے سب ممالک کو ضبط کر لین گے - تب اشتر نے اس کے ساتھ سختی اور ترش روئی کی تمامی اہل کوفہ نے اشتر کی حمایت اور اپنی زمینون کی پاس سے عبد الرحمن پر اس قدر بلوہ کیا اور مارے کہ اپنی پہلو پر گر پڑا - سعید نے یہہ ماجرا عثمان کو لکھا - عثمان کی طرف سے یہہ جواب آیا کہ اشتر کو ان لوگون کے ساتھ جنھون نے اسکی اعانت کی ہے کوفے سے شام کی سمت نکالدین سو دسے لوگ قتل عثمان کے فتنے تک شام ہی مین رہے اور آخر سعید بن ابی العاص نے مدینے کی جانب بھاگ آیا اور کوفے کا بند و بست اس سے سرانجام نہ پایا کوفے کے لوگون نے اس پر بلوا کر کے نکالدیا اس وقت کوفے کے سردارون نے اشتر کو لکھا کہ تیرے سب مسلمان بھائیون نے ایک عہد اور ایک قسم ہوے ہین اور سعید کو کوفے سے نکال دیا اور اب عثمان پر خروج کرنیکا ارادہ رکھتے ہین پس اس وقت کو غنیمت جانئے اور جلد یہان تک آئیے تاہم سب باتفاق اس مہم کو سرانجام دین اشتر بہت جلدی سے وارد کوفہ ہوا نایب بن قیس کو جو شہر کا کوتوال تھا لوگون نے مار کے نکال دیا پس اشتر اور کوفے کے سب اہل لشکر جمع ہو کے سوگند کھائی کہ اس کے بعد عثمان کے عاملون کو کوفے مین آنے نہ دین آخر عثمان نے ناچار ہو کے انکے حسب فرمایش کوفے کی صوبہ داری پر ابو موسی اشعری کو روانہ کیا **جواب** اجمالی اس طعن کا یہہ ہے کہ اکثر اشخاص جو مذکور ہوے شیعہ کے پاس تو واجب القتل تھے کچھ بزرگی و حرمت نہین رکھتے تھے کیونکہ انہون نے نص پیغمبر کو چھپوایا اور ظالمون کی مدد کر کے اہل بیت کا حق تلف کیا اور سچی گواہی دینے سے سکوت کیا پس ان کو حضرت امیر سے جو سزا کہ پہنچنی تھی حضرت عثمان سے پہنچ چکی طعن کی کیا جگہہ ہے اور ابوذر و عمار ہرچند شیعہ کے پاس بحسب ظاہر اس گروہ سے مستثنیٰ ہین اور اخراج و اہانت کے قابل نہین لاکن بحکم خبر صحیح اَلتَّقِيَّةُ دِينِي وَدِينُ اٰبَائِي تقیہ جو اونکے ذمے پر واجب تھا انہون نے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور ترک واجب کیا اور حضرت امیر کی اقتدا اکی کیونکہ انہون نے تقیہ کی رعایت سے ان سب امور کو حضرت عثمان سے گوارا رکھ کے سکوت فرمایا تھا اور بھی بیوفائی ان دونو کی ثبوت کو پہنچی کہ اپنے نفسانیت سے کمال انکار کے ساتھ حضرت عثمان کے مقابلے پر اٹھے اور اخراج و اہانت انکے ہاتھ سے

یعنے تقیہ میرا دین ہے اور دین ہے میرے باپ دادا کا

قبول کی اور صدیق اکبر خلیفہ ہونیکے وقت حضرت امیر کی امامت کی نص جو ظاہر کرنا ضرور تھا ظاہر نکرکے دین محمدی اور
حضرت امیر کے حق واجبی مین خلل ڈالا اور بنیہ در وہان ہوکے بیٹھ گئے بہت خوب ہوا جو انکی سزا انکو پہنچی اسباب مین
حضرت عثمان پر اصلا طعن کی جگہ نہین کیونکہ انہون محض تقیہ چھوڑ دیجے مجاہرے کے مرتکب ہونیسے حضرت عثمان نے
یعنے ابوذر وعمار ۱۲
انکی تادیب وتعزیر کی **دوسرا جواب** یہہ کہ خلافت وامامت کا کام اس جنس کا نہین کہ اس امر عظیم کی حفاظت مین
اس قسم کی حرمتون کی رعایت ومساہلت کی جاوے دیکھئے کہ جناب امیر بھی حضرت کے حرم محترم ام المومنین کا پاس نرکھا
یعنے بی بی عائشہ ۱۲
اور طلحہ اور زبیر کے ساتھ جو قدیم الاسلام اور بہر دو حضرت کے حواری تھے خصوصًا زبیر جو حضرت کے پھپی زادے تھے قتال
کیا حالانکہ یہہ بات قطعًا معلوم تھی کہ طلحہ اور زبیر حضرت امیر کے جانی دشمن نہین تھے مگر یہہ کہ حضرت عثمان کے قاتلون
کو چاہتے تھے اور اس قدر فوج کثیر کا لشکر سے جدا ہونا خلافت اور مملکت کے کام مین خلل ڈالتا تھا اور خلیفے کا حکم
سستی قبول کرتا تھا سو اسی جہت سے حضرت امیر نے ان کے ساتھ جنگ کیا اور ہرگز قرابت اور مصاہرت اور
زوجیت وصحبت رسول کی رعایت نکی اور ابوموسی اشعری جب کوفے والونکو حضرت امیر کی رفاقت سے منع کرنے
لگا اس پر سیاست جاری کی اور اس کے گھر کا جلا دینا اور اسکا اسباب غارت کرنا مالک اشتر کے ہاتھ پر واقع ہوا اور
حضرت امیر نے ان سب کامون کو گوارا رکھا دیکھئے طرفین کے تواریخ موجود ہین کہ سرمو ان مقدمات مین تفاوت نہین
پس معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت سب مصالح مین عمدہ ہے اس کے مقابلے مین جزئی مصلحتین فوت ہونا چندان گران
نہین پس اگر حضرت عثمان بھی صحابۂ رسول سے چند شخص کی تخویف واہانت کی ہو کیا پروا کہ قتل سے کمتر ہے کہ حضرت
علی کے لشکر والون سے طلحہ وزبیر کا قتل ہوگیا اور جنگ جمل کے بعد ام المومنین کی جو اہانت ہوئی تاریخ والون پر پوشیدہ
نہین یہہ وہ جواب ہے کہ شیعہ کے مذاق پر تقریر کیا جاوے۔ اور وہ جو اہل سنت نے اس طعن کے جواب مین اپنی
صحیح روایتون سے تنقیح کی ہے وہ دوسرا جواب ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت عثمان کو لوگون
کے حضور مین اور تنہائی مین تقید فرمایا تھا کہ اللہ تعالی سنے تمہین ایک وقت خلافت کی خلعت پہنائیگا اگر منافق
لوگ چاہین کہ اسکو چھین لین ہرگز نہ دیجئے اور صبر کیجئے چنانچہ اہل سنت کے صحاح مین موجود ہے کہ حضرت سنے
ایک روز اپنے یارون مین فتنے کا ذکر کرتے تھے اور ایسا فرماتے تھے کہ وہ فتنہ بہت نزدیک ہی تب لوگون کو سراسیم
پایا اور عثمان ذوالنورین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہہ مرد اس روز ہدایت پر ہوگا۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر اس
قصے کی روایت کی ہے اور حضرت سنے اسی فتنے کے ذکر مین دوسرے وقت فرمایا ہے کہ جس نے اس فتنے مین بیٹھا
رہیگا وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کھڑا رہے۔ اور جو کھڑا ہو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو چلے۔ اور چلنے والا بہتر ہے

اس شخص سے جو دوڑے ۔ اور حضرت نے اپنے مرض موت مین ایکدن فرمایا لَیتَ عِندِی رَجُلاً اُکَلِّمہ اہل بیت عرض کرنے لگے کہ موانست کے لئے کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو بلُوا وین فرمایا نہین پھر عرض کی کیا مرتضیٰ علی کو طلب کرین فرمایا نہین ۔ پھر عرض کی کیا عثمان ذوالنورین کو حاضر کرین فرمایا ہان ۔ جب عثمان ذوالنورین حاضر خدمت ہوے حضرت نے انکے ساتھ دیر تک سرگوشی کی کئی باتین ارشاد کیئن ۔ اور اس وقت حضرت کو بیٹھنے کی طاقت نہین تھی جناب ذوالنورین کا سر اپنے سینے سے لگا کے چند وصیتین فرمائین تب جناب عثمان کا چہرہ متغیر ہوتا تھا اور بے اختیار بلند آواز سے انکی زبان سے نکلتا تھا اللہ المستعان اللہ المستعان ۔ ازواج مطہرات اور حضرت کے خدام خانگی جو اس وقت حاضر تھے یہ حدیث روایت کی ہین ۔ اور ابو موسی اشعری کو حضرت سے ارشاد ہوا کہ عثمان کو بہشت کی بشارت دیجئے اور آگاہ کیجئے کہ تجھ پر بلوہ عام ہو ویگا ۔ بالجملہ اس خاص مقدمے مین قطعی دلیلین اور تاکیدی وصیتین جناب رسالت مآب کی حضرت عثمان کی پاس محفوظ و موجود تھین سو حضرت عثمان نے ان وصیتون پر استقامت کی تھی جب دیکھا کہ بعضے صحابہ بھی اس خلعت کے چھین لینے مین منافقین کے ساتھ ہم صفیر اور ہم آواز ہوتے ہین چاہا کہ حتی الامکان اس فتنے کو بٹھاوین سو فی الجملہ ان صحابہ کو چشم نمائی کی تا انکی شرکت سے فتنہ قوت نہ پکڑے اور اوباش و منافقین انکی رفاقت سے دلاور نہووین ۔ اور اہل سنت کے پاس عصمت تو انبیا کا خاصہ ہے صحابہ کو معصوم نہین جانتے ہین ۔ اسیواسطے شیخین کرین اور جناب امیر نے بعضے صحابہ کو حد ماری ہے اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسطح بن اثاثہ پر جو اہل بدر سے تھا اور حسان بن ثابت پر حد قذف جاری کی ہے ۔ اور کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع وہلال بن امیہ جو ان سے دو شخص بدریون سے تھے غزوۂ تبوک سے تخلف کرنیسے اس کی سزا مین انکو پچاس روز تک مطرود و مغضوب چھوڑا اور ماعز اسلمی کو رجم فرمایا اور بہت سے لوگون پر تعزیر اور شراب کی حد جاری کی ہے جب ہر شخص کی تعزیر اسکے منصب و مرتبے کے موافق ہے حضرت عثمان بھی چند لوگ کو ان کے حال کے مطابق چشم نمائی کی تا اوباش و منافقین کے ساتھ نہ ملین اور بلوے مین شریک نہووین ۔ الحمد للہ ایسا ہی وقوع مین آیا کہ صحابۂ کرام سے کسی شخص کا دامن بھی قتل عثمان سے آلودہ نہوا محض فساق و منافق و اوباش لوگ اس حرکت کے مصدر ہوے اور اس وقت عثمان ذوالنورین نے جب حضرت کی زبان شریف سے سنی ہرگز مدافعت کی اور قتال پر کمر نہ باندہی بلکہ صبر عظیم کیا ۔ اور اسیواسطے اکثر ان لوگ کو اس گوشمالی اور چشم نمائی سے راضی کیا اور عذر چاہا ۔ اور اہل سنت کے پاس اسباب مین حضرت عثمان کا حال قدم بقدم حضرت

امیر کے حال کا سا ہی کہ حضرت نے جناب امیر کو بھی وصیت کی تھی کہ یا علی لا تجتمع الامۃ علیک بعدی
وانک تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین جس وقت کہ جناب امیر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خلافت راشدہ کی سریر آرا ہوے اپنی مقدور کے موافق فتنے کی آتش بجھانے اور مخالفین کے خلاف کو
اٹھانے مین جو طلحہ و زبیر و ام المومنین عایشہ صدیقہ و یعلی بن امیہ و ابو موسی اشعری اور دوسرے صحابہ کرام نے
بہت سعی و کوشش بجا لائی آخر ان کے ساتھ جنگ و جدال کرینکا بھی کچھ پروا نہین کیا ہر چند تقدیر مساعد نہوی اور
امور خلافت کے انتظام کی صورت ہاتھ نہ دی۔ پس جس صورت مین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم صریح
ان ہر دو بزرگوارون پر اسباب مین متحقق ہو۔ پھر صحبت اور قرابت کا ادب نگاہ رکھنا اور پیغمبر خدا کا حکم بجا لانے
مین سستی کرنا کس طرح ہوسکیگا مثل مشہور ہے الامر فوق الادب جب یہ جوابات اجمالی ذہن نشین
ہوے۔ اب جوابات تفصیلی بھی سن لیجیے۔ جاننا چاہیے کہ یہ قصے جس طرح پر کہ طعن مین منقول ہوے تمام شیعہ
کے اختراعات اور مفتریات سے ہین تواریخ معتبرہ مین اصلا انکا پتا نہین بلکہ معتبر تاریخون مین جو مذکور ہے سننا چاہیے
تا خود بخود جواب حاصل ہو۔ ابو ذر کے اخراج کا قصہ ابن سیرین اور دوسرے ثقات تابعین کی روایت سے جو ثبوت
کو پہنچا ہی یہہ ہے کہ ابو ذر کی اصل مزاج مین ایک خشونت اور زبان درازی تھی۔ چنانچہ بلال موذن کے ساتھ جو
اس جناب رسالت مآب کے خدمتگار خاص اور عاشق با اخلاص تھے اور ان کی بزرگی سب طوایف اہل اسلام کے
پاس ثابت ہی۔ ایکدن حضرت کے حضور فیض گنجور مین ہی، ابو ذر نے بلال کے ساتھ بڑی ہی درشتی کی اور انکی مان کا
نام لیا تب حضرت نے انکی زبان درازی پر توبیخ شدید کی اور فرمایا اعیرته بامه انک امرء فیک جاهلية
غرض جب شام کے لشکر مین ابو ذر کی اقامت ہوی اور حضرت عثمان کی عہد مین دولت و ثروت اور بہت سا مال و متاع
اہل اسلام کے ہاتھ آیا تمام مہاجرین و انصار لاکھون کے مالک ہو گئے۔ ابو ذر نے سب مالدارون کے طعن مین زبان
درازی کی ان معاویہ کے ساتھ کلام کیا اور یہہ آیت قرآنی دستاویز ٹھہرائی والذین یکنزون الذهب والفضة
ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ۰ اور اس آیت سے سب مال کا خرچ کر دینا
فرض ٹھہرایا۔ ہرچند معاویہ اور دوسرے صحابہ نے انکو سمجھایا کہ انفاق سے مراد قدر زکوۃ ہے نہ سب مال اور
اس بات پر میراث اور فرایض کی آیت شاہ عدل ہے۔ کیونکہ اگر سب مال کا خرچ کر دینا واجب ہو تا متروکہ مین تقسیم کا
حکم کب آتا۔ ابو ذر نے ہرگز نمانا اور اپنے معتقد پر ہی اصرار کیا۔ اور ہر شخص کے ساتھ خشونت اور سختی آغاز کی تب
لشکریون نے انکو جمہور کے مخالف جان کے انگشت نما کیا۔ جہان ابو ذر کا گذر ہوتا لوگ جوق جوق اور گروہ گروہ انکو گھیر لیتے

اور بلند آواز سے یہہ آیت پڑھتے - یہان تک کہ انہون نے جنون مین لڑائی شروع کرتے - جب یہہ حالت طنز و تمسخر کی درجے تک پہنچ گئی جو ان کی شان کے سزاوار نہین تھی - معاویہ نے یہہ ماجرا حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا - جناب ذوالنورین کا حکم آیا کہ انکو عزت کے ساتھ مدینے کی طرف بھیجدین سو ابوذر عزت و احترام کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہوئے نہ اس طرح جو شیعہ نے افترا کیا ہے کہ جناب عثمان نے مرکب عنف و سایق شدید پر روانہ کئے سا لکھا - جب مدینۂ منورہ مین داخل ہوئے مدینے والون نے انکا قصہ جو شام والون کے ساتھ ردوبدل ہوا تھا سُنا تھا مدینے مین بھی خوش طبع جوان اور ظریف لڑکے انکے پیچھے پڑے اور انسے اس آیہ کریمہ کا معنا پوچھنے لگے تا اس کو نقل ہر مجلس کرین - اور ایسے مین عبدالرحمن بن عوف جو قطعی بہشتی اور عشرۂ مبشرہ سے تھے رحلت کی اور انکا مال اس قدر تھا کہ انکا قرض ادا کرنے اور انکی وصیتین جاری کرنے کے بعد جب ان کے ترکے کی تقسیم ہوی اور انکے مال کا آٹھوان حصہ ان کی چہار عورتون پر منقسم ہوا تو ایک ایک عورت کو اسی ہزار درہم پہنچے اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت کو اپنے مرض موت مین طلاق دیا تھا سو اسکو پورا حصہ دیجے فقط اسی درہم پر صلح کئے - مدینے کے انہی ظریفون نے ابوذر سے جابجا عبدالرحمن بن عوف کا احوال بیان کرنے لگے - تو انہون نے وہ بات فراموش کی جو حضرت نے عبدالرحمن کو جنت کی بشارت دی تھی اور اسباب مین جو نہایت تشدد رکھتا تھا عبدالرحمن کو دوزخی کہہ بیٹھا - یہہ تو صاف نص نبوی کا خلاف ہوا کعب احبار نے جو علماے اہل کتاب سے تھے - اور عمر بن الخطاب کے زمانے مین ایمان سے بہرہ یاب ہوئے تھے انسے کہنے لگا کہ اے ابوذر یہہ بات اجماع سے ثابت ہی کہ ملت حنفیہ اسہل و اوسع الملل ہے - اور ملت یہود بہ جرانضیق الملل ہے اس مین بھی یہہ بات واجب نہین ہے ملت حنفیہ مین کس طرح واجب ہوگی سمجھہ کے کہو - ابوذر یہہ بات سنتے ہی اپنی مزاج کی حدت سے غصہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے یہودی تجھے ان مسئلون سے کیا کام وہین اپنا عصا اٹھایا تا کعب احبار کو مارے تب انھون نے بھاگنے لگے ابوذر نے انکا پیچھا کیا یہان تک کہ ہر دو حضرت عثمان کی مجلس مین پہنچے اور کعب احبار نے جناب ذوالنورین پیٹھہ سے آگے پناہ لی - ابوذر نے دیوانہ کے مانند کچھہ اندیشہ نکر کے اپنا عصا چلایا کہتے ہین کہ عصا کا ضرب حضرت عثمان کے پیر کو لگا - جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ ابوذر بیخود اور بیحواس ہو رہا دیکھین کعب احبار کو نہ مارے اور انکی قتل کا موجب نہووے اپنے غلامون کو حکم کیا کہ انکو کعب احبار سے باز رکھکے انکے گھر پہنچا دین - تب اسکے غلامون نے کمال آہستگی سے ان کے گھر پہنچایا - جب ابوذر کو

اس حالت سے افاقہ ہوا - پھر جناب ذوالنورین کی خدمت مین آکے کہنے لگے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ سب مال خرچ کر دینا واجب جانتا ہون - شام کے لوگ بلکہ اب مدینے کے لوگ بھی میرے اطراف جمع آتے ہین اور چاہتے ہین کہ مجھے دیوانہ اور مسخرہ ٹھہراوین - پس میرے حق مین صلاح وقت کیا ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ ہان فی الواقع ایسا ہی ہے جو لوگ تم پر جمع ہوتے ہین اگر تم چاہتے ہین کہ لوگون سے کنارہ لین اور مدینے کے قصبات سے کسی قصبے مین جا کر رہا کرے تو یہہ کام کیجئے - تب ابوذر نے قصبہ ربذہ کی طرف جو مدینہ منورہ سے تین میل پہ واقع ہی جانے کا قصد کیا - پس وہان جا کے اقامت کی - اسکے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور عثمان ذوالنورین کی ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے ان دونون ہرگز حضرت عثمان کی شکایت اُن سے منقول نہوی بلکہ انکے نہایت مطیع و منقاد تھے اس بات کی دلیل واضح سب مورخون نے لکھی ہے کہ جب قصبہ ربذہ مین ابوذر کا آنا ہوا اس قصبے کا حاکم حضرت عثمان کی طرف سے انکا ایک غلام تھا جو مسجد جامع مین نماز پنجگانہ کی امامت کرتا تھا - جب نماز کا وقت آپہنچا اس غلام نے ابوذر کی تقدیم چاہی اور کہنے لگا کہ تم میرے سے افضل اور بہتر ہو پس امامت آپ ہی کیجئے - ابوذر نے کہا کہ تو عثمان ذوالنورین کا نائب ہی اور جناب ذوالنورین میرے سے بہتر ہین اور نائب تو منیب کا حکم رکھتا ہے پس لازم یہی ہے کہ تو ہی امام ہووے آخر اسی غلام کو امام ٹھہرا کے اسکے پیچھے نماز پڑہی - ابوذر کا قصہ یہی ہے جو لکھا گیا ہے - عجب ہی کہ شیعہ اپنے بغض و عناد سے قصص واقعی کی تحریف کرکے ایک قصے کا سر دوسرے قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہین اور اس سے ایک تمثال خیالی اور ایک ضم موہوم جو بیجان ہو تراش کے اسکو اپنا معبود ٹھہراتے ہین تَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ بھی محض بہتان و افترا ہے نہ معاویہ نے انکی شکایت لکھی نہ عثمان ذوالنورین انکو مدینے کی طرف بلوایا یہہ بات کسی تاریخ مین بھی مذکور نہین بلکہ معتبر تاریخون مین ایسا لکھا ہے کہ جب معاویہ غزوۂ قبرس کے لئے روانہ ہوے عبادہ بن الصامت بھی ہمراہ تھے کیونکہ اس غزوہ کے فضایل اور اس سفر دریا کے غازیون کی مغفرت اور شہادت حضرت کی زبان مبارک سے عبادہ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان نے سنی تھی جب وہ جزیرہ مفتوح ہوا اور اوس کی غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین معاویہ نے انکا خمس جدا کرکے دار الخلافت مین روانہ کیا اور آپ ہی بیٹھ کے باقی لشکر مین تقسیم کرنے لگے تب صحابۂ کرام کی ایک جماعت علحدہ ایک جگہہ تشریف رکھی تا اس تقسیم کا طور ملاحظہ فرمادین کہ سنت نبوی کے مطابق ہے یا نہ از انجملہ عبادہ بن الصامت و شداد بن اوس فہری و واثلہ بن الاسقع و ابوامامہ باہلی و عبداللہ بن بسر مازنی تھے - اسی اثنا مین لشکریون سے دو شخص دو دراز گوش لیجاتے تھے عبادہ بن الصامت نے اس سے پوچھا کہ یہہ دراز گوش

کہان لیجاتے ہو انہون سنے کہا معاویہ سنے ہمین بخشا ہے تاہم اس کی سواری سے حج ادا کرین - عبادہ سنے
کہا کہ یہہ لینا نہ تم کو حلال ہے نہ دینا معاویہ کو حلال پس اُن لشکریون سنے دے ہر دو دراز گوش معاویہ کے
حضور مین واپس لے آئے اور کہا کہ عبادہ بن الصامت نے ایسا کہتا ہی - جب لینا ہمکو حلال نہین ہم کس طرح
لیوین اوران پر حج ادا کرین - معاویہ سنے عبادہ کو بلوا کے صورت مسئلہ اس سے پوچھی عبادہ نے کہا کہ سمعت
رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ غَزْوَةِ حُنَیْنٍ وَالنَّاسُ یُکَلِّمُوْنَهٗ فِی الْمَغَانِمِ فَاَخَذَ
بَرَّةً مِنْ بَعِیْرٍ وَقَالَ مَالِیْ مِمَّا اَفَاءَ اللهُ عَلَیْکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْغَنَایِمِ مِثْلُ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسَ
وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکُمْ فَاتَّقِ اللهَ یَا مُعَاوِیَةُ وَاقْسِمِ الْغَنَایِمَ عَلٰی وَجْهِهَا وَلَا تُعْطِ اَحَدًا مِنْهَا اَکْثَرَ مِنْ حَقِّهٖ
یہہ سنکے معاویہ نے کہا کہ اب غنایم کی قسمت تم ہی کیجئے اور مجھے سبکسار کر دیجئے کہ مین تمہاری منت اٹھاونگا
پس عبادہ تقسیم غنیمت کے داروغہ ہوے - ابو امامہ باہلی و ابو درداء بھی انکے ساتھ اس مہم مین شریک و رفیق
ہوے اور حضرت عثمان کی اخیر خلافت تک اسی اسلوب پر تھے اور عبادہ بن الصامت کی رحلت شام مین ہوئی
اور بیت المقدس مین مدفون ہوے - اور وہ جو کہتے ہین کہ انہون نے ہرگز معاویہ سے جدائی نہ لی اور مدینہ نہ
آئے سراسر غلط ہے - اور وہ جو عبدالله بن مسعود کی ناخوشی کا ذکر کرتے ہین وہ بھی غلط اور افترا ہے - صحیح
کتابون مین کہین اسکا پتا نہین - اس قدر صحیح ہے کہ جب حضرت عثمان نے قرأت قرآن مین لوگون کا اختلاف
یہان تک ملاحظہ کیا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ پڑہا کرتے ہین اور اختلاف قرأت کا بہانہ ڈہونڈہتے ہین - تب حذیفہ
بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ کی مشورت سے کہ حضرت امیر بھی ان مین داخل تھے چاہا کہ عرب و عجم
کے تمامی طوایف ایک ہی مصحف پر جمع آوین - اور اس کا خلاف نکرین پس ویسا ہی اور عبدالله بن مسعود
اور ابی بن کعب نے جو بعضے نادر قرأتین اپنے مصحفون کو موقوف کرنے پر راضی نہو سے - حالانکہ اُن مین
بعض ادعیۂ قنوت کی عبارتین اور بعض تفسیر کی عبارتین جو حضرت نے تلاوت قرآن کے وقت مین بیان
فرماتے تھے داخل تھین - اور ایسے مصحفون کو باقی رکھنے سے دین مین بڑا فتنہ برپا ہوتا تھا کہ نفس قرآن
مین اختلاف پڑجاتا - اور رفتہ رفتہ بہت سی قبایح کی طرف منجر ہوتا - سو حضرت عثمان کے غلامون نے
ابن مسعود سے انکا مصحف لینے مین البتہ خشونت کی - اور اس کش مکش مین ابن مسعود کو صدمۂ ضرب بھی
پہنچا - لیکن حضرت عثمان سنے کچھ اہانت کا حکم نکیا تھا - اور ابی بن کعب اپنا مصحف بلامزاحمت ان کے
سپرد کیا - اسلئے کچھ ایک جھگڑا درمیان نہ آیا اور کچھ سبب کدورت نہوا - باوجود اس کے حضرت عثمان نے مقدور

پھر ابن مسعود کی استرضا میں کوشش کی اور معذرت کی پس اگر ابن مسعود قبول نکرے اعتراض ابن مسعود پر
آتا ہے نہ حضرت عثمان پر اور جب ابن مسعود بیمار ہوے حضرت عثمان ان کے گھر آئے اور ان سے اپنی مغفرت
کی دعا چاہی - اور انکے واسطے کچھ ہدیہ بھی لایا - ابن مسعود نے کہا کہ مین تمہاری عطا نہین لیتا ہون - کیونکہ
جب مین محتاج تھا آپ نے کچھ نہ دیا - اب جو اس جہان سے جاتا ہون اور سفر آخرت کرتا ہون مجھکو ہدیہ دیتے ہو
حضرت عثمان نے کہا کہ اپنی دختروں کو دیجئے - ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی دختروں کو ہر شب مین سورۂ
واقعہ پڑھنے کیلئے تاکید کی ہے - اور مین نے حضرت سے سنا ہے کہ جس نے ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقے
مین مبتلا نہوگا - تب حضرت عثمان نے آنحضرت کے ام المومنین جناب ام حبیبہ کی خدمت مین آ کے گزارش کی کہ ابن
مسعود کو میرے سے راضی کر دیجئے - تب ام حبیبہ نے بہت بار کہلا بھیجا - حضرت عثمان پھر ابن مسعود کے پاس
آئے اور کہا کہ اسے عبداللہ جیسا یوسف نبی نے اپنے بھائیون سے کہا تھا تو بھی کس لئے ویسا نہین کہتا ہے
لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ابن مسعود نے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا پس حضرت
عثمان کی طرف سے استرضا اور استعفا مین تو کچھ قصور واقع نہوا اور درجہ نہایت تک اسباب مین کوشش کی
اور بری الذمہ ہوے - ابن مسعود کی یہہ حرکت حضرت عثمان کے ساتھ شکر رنجی کی قبیل سے ہے کہ باہم دوستون
اور برادرون مین ہوا کرتی ہے حاشا اس مین یہہ بات نہین تھی کہ حضرت عثمان کی خلافت کے منکر یا ان کی
عدم لیاقت کے معتقد ہون - شقیق بن سلمہ نے جو ابن مسعود کے اخص یارون سے تھے کہتے ہین کہ دخلت

علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی مرضہ الذی توفی فیہ وعندہ

قوم یذکرون عثمان فقال لہم مہلا فانکم ان تقتلوہ لا تصیبوا مثلہ بالجملہ ایسے مقدمات
سیاست ملک کے عالم مین کثیر الوقوع ہوا کرتے ہین اگر ایسی باتون کو مطاعن مین لاوین شیعہ پر دایرہ بہت
ہی تنگ ہوگا - حضرت امیر نے اپنے برادر حقیقی عقیل بن ابی طالب سے جو کنارہ لیا اور انکا روزمرہ اس قدر کم
کر دیا کہ انہون جنگ صفین سے پہرے کے بعد معاویہ کے پاس گئے - اور ابو ایوب انصاری کو جو اعاظم صحابہ
اور جناب امیر کے مخلص شیعہ سے تھے حضرت امیر نے معزول فرمایا اور خشونت کی اور اس سے کنارہ لیا اور انکا
روزمرہ بند کیا - یہان تک کہ ابو ایوب اس جناب سے جدا ہو کے معاویہ کے ساتھ ملحق ہوے - پس عقیل اور
ابو ایوب کیا کم ہین ابوذر اور ابن مسعود سے - اگر اسباب مین حضرت عثمان مورد طعن ہون حضرت امیر بھی
انکے شریک ہین کسی اہل ایمان کو کب سزاوار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامادون کو طعن سے

یاد کرے۔ یا یہ امر کہ تاریخ اسکی خاطر مین گذرے یہہ اور جیسے تعصب ہم کا سبب ہے کہ ایسے امور کو طعن کا موجب سمجھتے ہین معاذ اللہ من ذلک ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست اور عبد الرحمن بن عوف کے قصے کی بھی کچھ اصل نہین ہے۔ اگر عبد الرحمن حضرت عثمان کی تولیت پر نادم ہوتے تو کسی لئے صراحتہً نکہدیتے ہوتے ہان اتنی بات صحیح ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف اور عثمان ذو النورین میں رشتہ اخوت باندھا تھا اسلئے باہم ہر دو مین مباسطات اکثر ہوا کرتی تھی ایکدن حضرت عثمان ان کی کثرت مباسطات سے تنگ آئے اور متوحش ہوئے اور کہنے لگے کہ [۱] اِنِّیْ اَخَافُ یَا ابْنَ عَوْفٍ اَنْ تَبْسُطَ دَ [تشی] ایسے امور صحبت کے یارون اور برادرون مین بہت ہوا کرتے ہین اور اس سے کچھ کدورت دلون مین نہین رہتی ہے حضرت امیر سے بھی اس قسم کی مزاح اہانت لوگون کے ساتھ واقع ہوئی ہے چنانچہ دارقطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت کرتا ہے کہ [۲] کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَالْکُوْفَۃُ یَوْمَئِذٍ بِھَا خِصَاصٌ فَجَاءَہُ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ الصَّلٰوۃَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلْعَصْرِ فَقَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ ذٰلِکَ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھٰذَا الْکَلْبُ یُعَلِّمُنَا السُّنَّۃَ اور بھی دارقطنی نے اسی زیاد سے روایت کرتا ہے [۳] قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَسَاَلَہُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَقَالَ اَبْدَءُ بِالْیَمِیْنِ اَوِ الشِّمَالِ فَاَضْرَطَ عَلِیٌّ بِہٖ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَبَدَءَ بِالشِّمَالِ قَبْلَ الْیَمِیْنِ

اور عمار بن یاسر کا قصہ جس طرح پر کہ نقل کرتے ہین وہ بھی صحیح نہین ہے بلکہ انکا قصہ اہل سنت کی روایات کیموافق یہہ ہے کہ ایکروز عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص نے مسجد مقدس مین آئے اور ایک شخص کی زبانی حضرت عثمان کی خدمت مین یہہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم مسجد مین آئے ہین چاہئے کہ آپ بھی تشریف لاوین تا آپسے بعضے امور جو صادر ہوے ہین اور عوام شکایت کرنیکا سبب ہوا ہے سو ہم اسباب مین آپکے ساتھ مشورہ کرین حضرت عثمان نے اپنے غلام کی زبانی یہہ جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آجکے روز بہت سے اشتغال عارض ہین تم اس وقت پھر جائیے اور فلان روز تمہارے وعدہ کا ہے آکے جو کچھ کہنا ہے کہئے۔ یہہ بات سنکے سعد اٹھ کے چلا گئے اور عمار نے پھر دوسرے شخص کو بھیجا کہ آج ہی کے روز آیا چاہئے حضرت عثمان نے پھر عذر کیا تب حضرت عثمان کے غلامون نے عمار کو مار کے مسجد سے باہر کیا اور کہا کہ شرع مین استیذان کا حد تین ہی مرتبہ ہے اب تم نے حد شرع سے تجاوز کیا سو تعزیر تم پر واجب ہوئی جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی آپ ہی دوڑتے ہوے مسجد کے طرف آئے اور لوگون کو جمع کروا کے عمار کو بلوایا اور سوگند کھا کے فرمایا کہ یہہ برا کام میرے حکم سے نہین ہوا ہے اور اس غلام کو بہت زجر و توبیخ کی اور فرمایا [۴] ھٰذِہٖ یَدِیْ لِعَمَّارٍ فَلْیَقْتَصَّ مِنِّیْ اِنْ شَاءَ

تب عمار نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور راضی ہوگئے اور اس بات پر بڑی دلیل یہی ہے کہ حضرت عثمان کے محاصرے کے ایام میں عمار ان لوگون سے تھے کہ عوام بلوائیون پر حضرت عثمان کے حقوق ظاہر کر کے ان کو محاصرے سے منع کرتے تھے اور جہان ظالمون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا عمار اُن کے پاس آکر باواز بلند کہا سُبْحَانَ اللهِ قَدِ اشْتَرَىٰ بِئْرَ رُومَةَ وَتَمْنَعُونَهُ مَاءَهَا پھر بلوائیون کے ڈرتے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آج بلوائیون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا ہے اور مین نے ان کو سمجھایا وے نہین سمجھے اب ایک ایسا حیلہ کیا چاہئیے کہ بہر صورت حضرت عثمان کی خدمت مین پانی پہنچے - جناب امیر نے فرمایا کہ ان بلوائیون کے ازدہام مین کوئی جا سکتا نہین مگر دوسری مخفی راہ سے مین سعی کرتا ہون آخر بڑی سعی و تلاش سے ایک پکھال آب شیرین اونٹ پر لادکے اس پوشیدہ راہ سے حضرت عثمان کے گھر روانہ کیا پس عمار کے باب مین حضرت عثمان پر طعن کرنا اس مثل کے مصداق ہوتا ہو کہ رضی الخصمان ولم یرض القاضی اور کعب بن عبدہ نہدی کا قصہ بھی ناتمام ہے شیعاؤن نے آدہا قصہ لایا ہو اور آدہا حذف کیا اُس قصے کا تتمہ یہہ ہے کہ جب کعب کو مارنے کی خبر حضرت عثمان کو پہنچی سعد بن العاص کو جھڑکی دیکے لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس بھیج دیجئے - جب کعب حضرت عثمان کے نزدیک آئے جناب ذوالنورین نے کہا کہ اسے کعب تو نے سختی کے ساتھ مجھے نامہ لکھا مسلمان بہائیون کی مشورت اور نصیحت کا طور ایسا نہین ہوتا ہے نصیحت تو رفق و نرمی کے ساتھ لکھا چاہئیے نہ کہ سختی اور درشتی سے خصوصاً حاکمون اور خلیفون کے بہ نسبت اس بات کی بڑی رعایت کرنی ضرور ہے فرعون بے سے ظالم اور شقی کو نصیحت کرنے کے باب مین اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر اولوالعزم کو یہہ ادب تعلیم فرمایا کہ فقولا له قولا لینا یعنے کہو بات نرم اور مین نے تمہین مارنے کا حکم نہین لکھا تھا میرے بے اجازت یہہ امر واقع ہوا ہے اب مین اپنا پیرہن بدن سے نکالتا ہون اور چابک حاضر کرتا ہون اگر تم چاہتے ہو تو میرے سے قصاص لیجئے - یہہ سنکے کعب نے کہا کہ یا امیر المؤمنین جب آپنے اس درجے تک انصاف کیا مین نے اپنے حق سے گذرا اور فی الواقع وے سخت باتین جو میرے قلم سے صادر ہوئین مین ہی تقصیر وار ہون - پھر اس کے بعد کعب کی اقامت حضرت عثمان کے پاس ہی ہوی اور ان کے خاص مصاحبون سے تھے - اور اشتر نخعی کا قصہ جو شیعہ لکھتے ہین صحیح ہے وہ تو نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ کوفے کے اوباشون سے تھا کہ اولی الامر کا پاس نہ کیا اور عوام کو حضرت عثمان کے عاملون کی اہانت پر ورغلانا اگر رئیس وقت ایسے باتون سے درگذر کرے فساد عظیم کا موجب ہوتا ہو یہہ وہی اشتر نخعی ہے کہ بہت سے فتنون کا مصدر ہوا اور حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہنچایا اور پھر اپنی سوشک و والی نچھوڑی اور طلحہ اور زبیر کو انکی جان کا

خطر بتلایا بیان ہے کہ وہ مدینہ سے مکے کی طرف روان ہو گئے اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کو اپنی پناہ کی
ڈھال ٹھہرایا اور جناب امیر کے ساتھ جدال و قتال ہوا جس میں بہت خونریزی ہوئی یہ سب حرکتیں جناب امیر کی خلافت کی
بے انتظامی کے باعث پڑیں اور یہ اشعری بھی ہمیشہ حضرت امیر پر نکتہ چینی کرتا اور کسی چیز میں آپ کی اطاعت بجا نہیں لاتا تھا
چنانچہ یہ باتیں تواریخ معتبرہ میں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں مذکور ہیں۔ اور جب حضرت عثمان نے اسکو اور اسکے یاروں کی قوم کو
کے موافق ابو موسی اشعری کو کوفہ کی ریاست اور حذیفہ بن الیمان کو مدائن کی داروغگی دی تو ان دونوں نے کچھ فساد نہیں کیا بلکہ
نہ کیا بلکہ کوفے کے شریروں کو اپنے ہمراہ لیکے حضرت عثمان پر آیا اور انہی سے کبھی اسنے رفیق بنایا یہ بیان کہ حضرت
عثمان کو قتل کر دیا بلکہ قتل کا مباشر وہی ہوا علی ما فی بعض الروایات اور حضرت عثمان کا قتل قیامت تک فتنہ کا
سبب ہوا چنانچہ حدیث میں آیا ہے لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم پس ایسا شخص
قتل کے لایق تھا کہ اسکو مار ڈالتے تو امت میں فساد عظیم نہ ہوتا اور امام کی بیعت کا ذکر کیا۔ یہہ سب حضرت عثمان
کے غایت حیا کا سبب تھا کہ اسکی پرخاش کی بابت اللہ تعالی سے ڈرتے۔ چھٹواں طعن یہہ کہ عثمان بن عفان نے
عبد اللہ بن عمر سے قصاص نہ لیا حالانکہ عبد اللہ بن عمر نے اہواز کے بادشاہ ہرمزان کو جو عمر فاروق کے
زمانے میں مسلمان ہوا تھا قتل کیا اس تہمت سے کہ وہ عمر فاروق کے قتل میں شریک تھا یہہ تہمت تو اسپر ثابت نہوئی
اور ابو لولو کی ایک چھوٹی دختر کو بھی قتل کیا اور جفینہ نصرانی کو بھی اسی شرکت قتل کی تہمت سے مار ڈالا۔ سب صحابہ
حاضر ہو کے کہنے لگے کہ عبید اللہ سے قصاص لیجئے جناب امیر بھی اسی مشورت میں تھے لیکن عثمان نے نہ مانا بلکہ
خون بہا بیت المال سے دلوایا پر قصاص نہ لیا حالانکہ قصاص کا حکم کتاب اللہ سے ثابت ہے اور جس نے کتاب اللہ کا
حکم جاری نکرے وہ قابل امامت نہیں **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ ابو لولو کی دختر کا قصاص تو بموجب علماء شیعہ کے
پاس پہنچتا نہیں کیونکہ وہ مجوسی کی دختر تھی۔ اور علی ہذا القیاس جفینہ نصرانی جو حیرہ کے ساکنوں سے تھا اور مذہب
نصرانی رکھتا تھا کیونکہ مسلم اور کافر کے درمیان قود نہیں ہے قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یقتل مسلم بکافر
اور ہرمزان جو ظاہر میں مسلمان تھا اس کا قصاص عبید اللہ سے نہ لینے میں اہل سنت تین وجہ ذکر کرتے ہیں پہلا وجہ
یہہ کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ تھا اور ملک فارس کے سب بادشاہوں کو انکا ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہنے کے
بسبب اسلام و ائمہ اسلام کے ساتھ نہایت بغض اور غصہ رکھتا تھا جب جنگ کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس
مکار نے ایک حیلہ کر کے خلیفہ ثانی سے امان حاصل کیا چنانچہ اسکا قصہ جو تواریخ میں مسطور و مشہور ہے یہہ ہے
کہ جب اس کو پکڑ لے آئے تمام صحابہ کی مشورت اسبات پر قرار پائی کہ اسکو قتل کریں جب خلیفے کے حضور میں

ہرمزان کا قصہ

پہنچا بڑے قلق و اضطراب سے تشنگی ظاہر کی جب خلیفے سے پانی مانگا تو ایک پیالہ اسکے ہاتھ دیا اسنے کہا کہ
کہ یہ پانی پی کے سیر ہو سکے تک مجھے امان دیتے ہین تو مین پیتا ہون ورنہ کیا احتمال کہ پانی پیتے پیتے میرا
سر میرے تن سے جدا کرین - خلیفے نے فرمایا کہ پانی پینے تک تجھے امان ہی کہ کسی نے تجھے قتل نکریگا - ہرمزان
نے لوگون کے روبرو تین بار اس بات کی تکرار کی جب اقرار کرا ہوا پانی زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ اب اگر مجھے مارو گے
امان شکنی لازم آتی ہے خلیفے نے اسکی اس حرکت سے نہایت متعجب ہو کے فرمایا کہ تو مرد زیرک نظر آتا ہی بہتر ہے
کہ تو اسلام سے مشرف ہووے - اسنے یہہ سنتے ہی کلمہ پڑہا اس تقریب سے مدینے مین اقامت کی اور عراق سے
چند پرگنے جاگیر پائے اور خوب دیکھا کہ خلیفے کی وضع بادشاہون کی وضع کے برخلاف ہی نہ دربان ہی نہ
تنہا بازار مین پہرا کرتا ہی بہت افسوس کیا اس قسم کے بے احتیاط بادشاہ کو مار ڈالنا کیا بڑا کام ہے فارس کے
امرا و ملوک نہایت غفلت مین ہین - آخر بطور خفیہ ابو لولو اور جفینہ اور دوسرے کافرون کو اپنے رفیق بنا کے خلوت
مین اسنے اس مہم کی تدبیر کرنے لگا یہان تک کہ ابو لولو اسکے کہے موافق حضرت عمر کا قاتل ہوا چنانچہ عبید اللہ
بن عمر نے عبد الرحمن بن ابی بکر اور دوسرے صحابہ کو شاہد لایا کہ ابو لولو اور جفینہ یہہ ہر دو ہرمزان کے ساتھ خلوت
مین بیٹھتے اور حضرت عمر کو قتل کرنیکی مشورت کرتے تھے اور ہرمزان ایک خنجر دو رویہ تیار کروایا تھا - اور کہتا تھا
کہ کون جوانمرد ہوگا کہ اپنے دین اور قوم کی حمیت سے اس شخص سے بدلہ لے کہ جسنے نہ ہمارے ناموس کو چھوڑا
نہ ہماری دولت کو نہ ہمارے دین کو تب ابو لولو اسکام کو قبول کیا - پس کچھ شک نہین کہ ہرمزان نے خلیفے
کے قتل کے لئے حکم کیا ہو اسیواسطے صحابہ کے حضور مین یہہ بات قرار پائی کہ وہ خنجر حاضر کرین اگر وہ
اسی صفت کے مطابق ہو جو گواہان کہتے ہین ان تینون شخص کی شرکت خلیفے کے قتل مین ثابت ہوتی ہی ورنہ
نہین جب خنجر لیکے سبھون نے دیکھا تو اسی صفت پر پائی اسیلئے حضرت عثمان نے قصاص لینے مین توقف
کیا کہ جس نے قتل کا حکم کیا اسکا قتل واجب جانا چنانچہ یہی مذہب ہی امام شافعی اور امام مالک اور اکثر ائمہ کا اور
یہہ مذہب بالعموم آدمیون سے کسی ایک کو قتل کرنے مین ہے بادشاہون اور خلیفون کا قتل کرنا تو کیا پوچھنے
ویسونکو قتل کرنیوالون کو قصاص کی روسے نہ مارے تو بھی سیاست کے روسے مار ڈالنا واجب ہی دوسری وجہ
یہہ کہ یہان قصاص لینے مین فتنہ عظیم برپا ہوتا تھا کیونکہ بنو تمیم اور بنو عدی مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جمح اور
بنو سہم بھی ارادہ جنگ کا رکھتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ اگر عثمان ذو النورین عبد اللہ بن عمر سے قصاص لیوینگے
ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمرو بن العاص جو بنو سہم کا سردار تھا محکمے مین بلند آواز سے کہا کہ اے یار یہہ کونسا

انصاف سے ہے کہ امیر المومنین کا قتل کل کی شب میں ہوا اور انکے فرزند کو آج کے روز قتل کرین لا و اللہ لا یکون ہذا ابداً اور رفع فتنے کے لئے اگر قصاص سے گزر جا دین اور مقتول کے وارثون کو راضی کرین بجا ہے دیکھئے کہ حضرت امیر نے بھی فتنہ کے ہی خوف سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص نہ لیا اور انکے وارثون کو خون بھا بھی نہ دلوایا اور ان کو راضی بھی نہ کیا جناب ذو النورین تو ہرمزان کے وارثو کو مال خطیر دیکے راضی کیا اور اس کے وارثون نے پھر اصلا حرف شکایت زبان پر نہ لایا - اگر فتنے کے خوف سے قصاص کا ترک کرنا نفس الامر مین طعن کی جگہ ہوتی حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے مین حضرت امیر کے جناب مین نواصب جو طعن کرتے ہین جواب نہ بن سکتا اہل سنت شیعہ اور نواصب ہر دو کو بھی جواب دیتے ہین کہ ہر دو جگہ فتنے کا خوف تھا بلکہ حضرت عثمان کے باب مین یہہ بات زیادہ ہے کہ انہون نے ہرمزان کے وارثون کو راضی کیا پس ہر دو جگہ کچھ اشکال باقی نرہا بتیسوان وجہ بعض حنفیہ لکھتے ہین کہ محمد بن جریر طبری اور سب ائمہ تواریخ مین تصریح کی ہے کہ ہرمزان کے سب ورثہ مدینہ مین حاضر نہین تھے اسلئے بعضے فارس مین تھے جب امیر المومنین عثمان ذو النورین نے انکو طلب فرمایا تو وے گھبرا کے مدینے کے طرف نہ آئے اور قصاص لینے مین تو سب وارثون کا حضور شرط ہے - پس حضرت عثمان کو قصاص لینا جایز نہین تھا اور خون بھا دینے کے سوا سے چارہ نہین رہا - وہ بھی بیت المال سے نہ قاتل کے مال سے کیونکہ حنفیہ کی کتب مین اس بات کی تصریح ہے کہ جس نے امام عادل کے قتل مین اعانت کریگا گو مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہے اور اس کے بعضے ورثہ جو مدینہ مین حاضر نہین تھے یہہ بات کچھ کتب اہل سنت پر ہی موقوف نہین بلکہ شریف مرتضیٰ کی کتاب اور امامیہ کی دوسری کتب مین بھی موجود ہے - **ساتوان طعن** عثمان بن عفان نے منیٰ کو تغلیب دی ذیحجہ کی دسوین سے چودہوین تک منیٰ مین جو حاجیون کے رہنے کا مقام ہے نماز چہارگانہ پڑھی حالانکہ حضرت ہمیشہ سفر مین قصر کرتے تھے - خصوصاً اس مقام مین چہارگانی کو دوگانی کرکے ادا فرماتے تھے عثمان بن عفان نے اس مقام مین چہارگانہ پڑھنے سے سب صحابہ نے ان پر انکار کیا **جواب** حضرت عثمان کی حقیقت حال پر اطلاع نہونے سے لوگون نے ان کے حضور مین ہی ان پر یہہ طعن کیا تھا جب حضرت عثمان نے ظاہر کیا کہ مین نے مکہ معظمہ مین نکاح کیا ہون اور خانہ دار ہوا ہون اور مین نے اس مقام مبارک مین اقامت کی نیت کی ہے پس مسافر نرہا تا قصر ادا کرون - اور بالاجماع مقیم کو قصر جایز نہین اسلئے مین چہارگانہ ادا کرتا ہون - یہہ بات سنکے تمام صحابہ انکار سے باز آئے - حضرت عثمان کے اس جواب کو امام احمد اور طحاوی

اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے اَنَّ عثمان صَلَّی بِالنَّاسِ بِمِنیٰ اربعا فانکر الناس علیہ فقال اَیُّہَا النَّاسُ اِنّی تَاَهَّلْتُ بِمَکَّۃَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلم یقول مَن تاهل ببلدةٍ فَلْیُصَلِّ صلوۃَ الْمُقِیْمِ فیما اخرجہ احمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا اشکال نرہا اس صورت مین باجماع علما چہار رگانہ واجب ہے۔ **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اسمین زراعت کرین اور جو زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو نہ دی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہنے مین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جا بجا کشت و کار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑ کے آئے ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تا ہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین تب حضرت عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو سوبہ کہ زور و قوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمیندار تھے جگہ دی اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین و زراعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات بتلائے اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروایا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضر موت مین تھی انسے لیکے اسکے بدلے مین ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی جب یہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوے طعن و ملامت کی جگہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکر کے چھوڑ دیا **جواب** یہ سب کذب صریح اور بہتان ظاہر ہے یہ بات لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ و زبیر و بی بی عایشہ صدیقہ و معاویہ و عمرو بن العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ و پیکار کیا وہ قصاص اسی عثمان معلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل و موہوم کی ہے سنی و شیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور جہان تک امکان تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کی عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور بڑے جد و جہد سے منع فرمایا
[illegible] لاعلاج ہو کر خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت میں پانی پہنچاتے اور انکے تنگی دور
کرنے میں آخر تک سعی اور تدبیرین کرتے تھے اور زید بن ثابت سے اصحاب کرام کو اپنے ہمراہ لیکے جو افضل [illegible] سب
انصار ہیں نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ كُنَّا اَنْصَارَ اللهِ مَرَّتَيْنِ [illegible] عبداللہ بن سلام [illegible] اپنے ہمراہ
لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہوں نے آپ پر ہجوم کیا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو ہماری شمشیر
کے ڈر سے مسلمان ہوئے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل میں باقی ہے انکی [illegible] بلند پرواز
اس سبب سے ہی کہ ہم سے کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دیں ہم انکو حقیقت حال
پر آگاہ کر دیتے ہیں اور انکی بھولی ہوئی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہیں حضرت عثمان نے کہا کہ [illegible] خدا یہ بات مت کہو
اور نقد میری جان بچانے کے لئے اسلام میں کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر
[illegible] اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ اسکے گھر میں حاضر تھے جب بلوائیوں نے ہجوم کیا تھا ان بزرگون
[illegible] اور لکڑیوں سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کر دیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلامون
کو [illegible] حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت میں بلوائیون کو زیر و زبر کر دیتے انہی غلامون نے سب
باہتھیار ہو کے حاضر ہوئے اور بکمال آہ و زاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ خراسان سے افریقیہ تک
کسی نے ہماری تلوار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرما دیں اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذائقہ ہم چکا دیتے ہیں کیونکہ
ان [illegible] نے باتون سے رستی پر نہیں آتے ہیں اور انکو [illegible] کی استغنائی الٰہی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے
کوئی ہمارا [illegible] نہیں ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہیں آتے ہیں اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہیں
گنتے ہیں حضرت عثمان نے یہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہ ہتھیار
دور کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ تمہارے بیچ جسنے ہتھیار دور کرے اسکو میں آزاد کیا ہوں[52] واللہ لَئِنْ اُقْتَلْ قَبْلَ الدِّمَاءِ
اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھے اس کی بشارت دی ہے اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کرو گے میں تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس میں کیا حاصل کہ
قتل و خون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین میں ثابت ہے کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون
کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے
لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہوں۔ جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے یہ اولاد صحابہ سنگ

[illegible] فرماتے تھے یہان تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور قنبر
[illegible] ناممکن ہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھر و نکو روزن توڑ انکے
[illegible] حضرت عثمان کو قتل کیا رضی اللہ تعالی عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب سے ہے اس ما تم
[illegible] حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا وَاللّٰہِ قَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ اور نہج البلاغت کے
[illegible] خطبہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہی کہ اُن دنون جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لیجاتے تھے بلوائیون کو ہٹا تے ہے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن و شتم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین
کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہہ کوی منافق ہی چاہئے تا حکم
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہو اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
مین کوفے مین جو خطبے پڑھے ہین ان خطبون مین قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب مین کس لئے قسم کہائے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرماتے ہوتے کہ اِنَّمَا مَثَلِیْ مَثَلُ عُثْمَانَ کَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلَاثٍ
کُنَّ فِیْ اَجَمَةٍ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَهُنَّ فِیْهَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ فِیْهِنَّ بِشَیْءٍ لِاجْتِمَاعِهِنَّ
عَلَیْهِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا یَدُلُّ عَلَیْنَا فِیْ اَجَمَتِنَا هٰذِهٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْیَضُ
فَاِنَّ لَوْنَهٗ مَشْهُوْرٌ وَلَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَانِیْ اَکَلْتُهٗ وَصَفَتْ لَکُمَا الْاَجَمَةُ فَقَالَا
دُوْنَکَ فَکُلْهُ فَاَکَلَهٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتْرُکْنِیْ اٰکُلِ الْاَسْوَدَ
فَقَالَ دُوْنَکَ فَکُلْهُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اِلَّا اَنْ اٰکُلَکَ فَقَالَ دَعْنِیْ اُنَادِیْ ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰی ثَلَاثًا اِلَّا اِنِّیْ
اُکِلْتُ یَوْمَ اُکِلَ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَوْتَهٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیْ هُنْتُ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ
اور یہہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہی کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور و مسطور ہی کسیکو انکار کی جگہہ نہین - اور عبداللہ بن
سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیون کے پاس جا کے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْہُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ انکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہوونگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت کے صحابی تھے اور انکو منافقوں کا علم حاصل تھا یعنے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی اسکے حق میں اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن اسکے وقوع میں ہونا خیر ہوئی وہ جو فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اوباشوں اور بلوائیوں سے ہم ... ڈراتے تھے اسلئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سو گئے ... حزام ومسور بن مخرمہ وجبیر بن مطعم وابوجہم بن حذیفہ بدری ولیسار بن مکرم وعمرو بن عثمان نے ... ذوالنورین کو شہید کے مانند انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے کی امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملائکہ بھی آدمیوں کے عوض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوئے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلٰئِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی سند بیان ضحاک کی روایت ہے جو سہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتّٰى يُصْبِحَ مَثَلُوْا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَمْكَنَّا لَهٗ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتّٰى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اُثْبُتُوْا فَاِنَّا جِئْنَاهُ لِنَشْهَدَهٗ وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُوْلُ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ

اور حضرت عثمان کی ہجو اور بدعت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتیں سننا چاہیے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلٰى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُوْرٍ نَعْمَ بِهَا وَبِيَدِهٖ قَضِيْبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اِلٰى رُؤْيَاكَ لَاَشْوَاقٌ وَاِذَا اَنْتَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

اُصبحنا في الجنة ملكا عربيا وقد عينا الى الوليمة فانا مبادر اليه الذي شاء خشين عبد الله

عن حسن بن علی قال ما كنت لا قاتل بعد رؤيا رأيتها
رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله واضعا يده على العرش ورأيت
ابا بكر واضعا يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله ورأيت عمر واضعا
يده على منكب ابي بكر ورأيت عثمان واضعا يده على منكب عمر ورأيت ما دونه
فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان يطلب الله به وروى ابن السمان عن قيس بن عباد
قال سمعت عليا يوم الجمل يقول اللهم انى ابرأ اليك من دم عثمان ولقد طاش
عقلي يوم قتل عثمان وانكرت نفسي وجاؤني للبيعة فقلت الا اني لاستحيي من الله
ان ابايع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الا استحيي من رجل تستحيي منه
الملائكة واني استحيي من الله ان ابايع وعثمان قتيل في الارض لم يدفن بعد فانصرفوا
فلما دفن رجع الناس يسئلوني البيعة فقلت اللهم اني مشفق مما اقدم عليه ثم جاءت
عزيمة فبايعت قال فقال امير المؤمنين فكانما صدع قلبي وروى هو ايضا عن محمد بن الحنفية
ان عليا قال الجمل لعن الله قتلة عثمان في السهل والجبل وعنه ايضا ان عليا بلغه ان عائشة
تلعن قتلة عثمان فرفع يديه حتى بلغ بهما وجهه فقال انا العن قتلة عثمان لعنهم الله في
السهل والجبل مرتين او ثلثا وروى هو عن عبد الله بن الحسن بن الحسن عليهم السلام قد ذكر
عنده قتل عثمان فبكى حتى بل لحيته وعن جندب قال دخلت على حذيفة فقال لي ما فعل
الرجل يعني عثمان فقلت اراهم قاتليه فمه قال ان قتلوه كان في الجنة وكانوا في النار

یہ اہلبیت کرام کے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے باب میں ہیں۔ اور حذیفہ بھی بحکم
حدیث نبوی شیعہ کے پاس صادق الحدیث ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے ما حدثکم
حذیفۃ فصدقوہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے معصوم رہے اور ان کے بہشتی ہونے
پر اور ان کے قاتلوں کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے اگر
ہم ذکر کریں کئی دفتر مبسوط چاہئے۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک
بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ
اجماع مورخین سے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد ذی الحجہ کی اٹھارہویں کو واقع ہوئی اور
بلا شبہ ان کا دفن بقیع میں شنبہ کی شب میں ہوا۔ اور جب پیغمبر برحق و رسول اصدق کسی کے
حق میں بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر استشہاد
کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسباب کو مختصر کریں۔ وَفِیمَا ذُکِرَ کِفَایَۃٌ وَ
لِاَہْلِ بَصِیْرَۃٍ ہِدَایَۃٌ وَالْہَادِیْ ہُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

چوتھا گلزار حیدر کرار ابو الاولیا خلیفہ چہارم اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے احوال میں

یہہ گلزار چاہ وید بہار چہار خیابان - اور دو روش - اور چہار بستان - اور چہار گل اور دو گلدستہ پر منقسم ہے [illegible]

پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی ونسب گرامی کے بیان میں - آپکا نام نامی **علی** ہے ابن ابیطالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد المناف - انکی والدہ کا نام فاطمہ ہے بنت اسد بن ہاشم - پس جناب امیر اپنے پدر و مادر کی طرف سے ہاشمی ہین - اور حضرت کے چچیرے بھائی ایسا نسب گرامی کسی کو میسر نہوا - روایت ہے کہ جب حضرت علی کے تولد کا وقت قریب پہنچا اور ان کی والدہ کو درد زہ شروع ہوا - اور نہایت بیقرار ہوئین ابو طالب رضی اللہ عنہ ان کو [illegible] مین لے آیا جب وہ بی بی داخل کعبہ ہوئین درد تخفیف پایا اور وہین تولد ہوا - کعبے مین کسی کی ولادت نہین ہوئی [illegible] یہہ عز و شرف انہین کو خاص ہے اور کسی کو نہ ملا - حضرت علی کے والد ابو طالب کے ایمان مین اقوال مختلف آئے ہین اگرچہ اہل سنت کے پاس انکا ایمان لانا ثابت نہوا لاکن جب انہون نے ہمیشہ حضرت کے مددگار اور خدمت گزار اور آپکے عشق و محبت مین جان نثار رہے ہمین انکا حفظ ادب لازم ہے - امام سخاوی جو دیار عرب کا بڑا عالم تھا اس کی یہہ حالت تھی کہ جب ابو طالب کا ذکر درمیان آتا تو بے اختیار روتا اور بکمال درد سے کہتا کہ الٰہی تیری [illegible] پر موقوف نہین تیری رحمت غضب پر سبقت کی ہے خداوندا اگر تو اس کو عذاب دینا چاہے تو [illegible] عذاب دیجیے اور یہان تک روتا کہ اس غم سے بیہوش ہوتا تھا رحمتہ اللہ علیہ - اور حضرت علی کی والدہ [illegible] اسد ایمان سے مشرف ہوئین سابقین اسلام سے ہین - وہ بھی ابو طالب کے مانند ابتدا سے [illegible] بجا لاتین اور آپ کی محبت مین جان فدا کرتین - یہان تک کہ حضرت فرماتے کہ میری ماں کے بعد [illegible] روایت ہے کہ جب اس بی بی کی رحلت ہوی حضرت نے انکے کفن کے واسطے اپنا لباس [illegible] قبر کھدوائی اپنے دست مبارک سے پاک کیا اور لحد اپنے دست شریف سے بنائی اور اول آپ قبر مین [illegible] دعا کی کہ الٰہی میری ماں کو بخش اور حجت تعلیم کر اور اس کی قبر کو کشادہ کیجیے بحق محمد عبدک [illegible] کی کہ یا رسول اللہ آپنے کسی کے ساتھ ایسا نکیا حضرت نے فرمایا کہ مین نے اپنا لباس اسواسطے دیا تا جنت کا بہتر لباس اس کو ملے اور اس کی قبر مین اسواسطے لیٹا تا اس کو قبر کا ضغطہ نہو

دوسری خیابان حضرت [illegible] کے حلیہ شریف و شمائل منیف کے بیان مین - حضرت علی کا رنگ مبارک گندم اور چہرہ شریف نہایت [illegible] تھا - اور خندہ رو واشکل العینین تھے یعنے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھون [illegible]

[illegible] اور ان کی ریش مبارک انبوہ تھی اور سینہ اور شکم دونون پر بال تھے اور قد مبارک کچھ کوتاہ نزدیک تھا اور
سب سے [illegible] تھے اور [illegible] پر بال کم تھے [illegible] خیابان [illegible] سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
[illegible] آپ پر ایمان لائے [illegible] بیان ہوئی - روایت ہی کہ جب امیر المومنین مرتضیٰ علی [illegible] کی تھی
[illegible] مین برا قحط آیا جب ابوطالب کثیر العیال تھے ان پر بڑی تنگی اور بہت ضیق روزی ہوئی اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آپکے بڑے برادر ابوطالب پر بڑا افلاس ہے چاہئے کہ ہم دونون ان کے
فرزندون سے ایک کو لیتا ہون آپ بھی ایک کو لیجئے تا انکو تخفیف خرچ کا سبب ہو - حضرت عباسؓ نے اس تدبیر کو
پسند کیا اور ابوطالب کے پاس جاکے ظاہر کی - انہوں نے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیجیو تا میری ضرورت
[illegible] ہوان کے سوا تم جن کو چاہتے ہو لیجیو تب جناب سرور انبیا نے علی مرتضیٰ کو اور حضرت عباسؓ نے جعفر طیار
کو لیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کمال محبت و شفقت کے ساتھ تربیت کرنے لگے سو مرتضیٰ علی اس
جناب کے پیارے فرزند تھے جب ان کی عمر شریف دس سال کی ہوئی اور حضرت مبعوث ہوئے جناب امیر نے ام المومنین بی بی
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لایا - لکھتے ہین کہ حضرت نے پیر کے روز نبوت پائی اور مرتضیٰ علی منگل کے دن
ایمان سے مشرف ہوئے - روایت ہی کہ جناب امیر سب مشاہدین حضرت کے ساتھ رہے اور کبھی جدا نہ ہوئے

چوتھی خیابان حضرت علی کی کنیت باکرامت اور القاب فیض انتساب کے بیان مین

حضرت علی کی کنیت ابوالحسن ہی اور ابوالسبطین بھی کہتے ہین اور ابوتراب بھی انہین کی کنیت ہے یہہ کنیت ان کو حضرت سے
عنایت ہوئی - امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین صحیح بخاری سے نقل کی ہی کہ سہل بن سعد سے مروی ہی کہ حضرت علی کے
پاس ان کے اسماء سے دوست تر ابوتراب تھا اس کنیت سے ان کو پکارے تو بہت خوش ہوتے تھے - اور اس کنیت کا
سبب یہ ہے کہ حضرت نے ایک روز جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کی طرف تشریف ارزانی فرمائی جناب
امیر حاضر نہین تھے آپنے دریافت کی کہ میرا ابن العم کہان ہے - بی بی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج میرے اور ان کے
درمیان کچھ گفتگو ہوی سو خفا ہو کے باہر گئے اور گھر مین قیلولہ نہ فرمایا یہ بات سنکے حضرت نے حکم کیا کہ علی مرتضیٰ کہان ہین
ڈھونڈھین تب ایک شخص نے جاکے یہہ خبر لائی کہ مسجد مین آرام فرمایا ہی - یہہ خبر سنتے ہی خود حضرت مسجد کی طرف
رونق افروز ہوے دیکھے کیا ہین کہ مسجد مین بلا فرش زمین پر لیٹے ہین اور انکی پشت مبارک کو مٹی لگی ہے حضرت نے
یہہ دیکھ کے اپنے دست مبارک سے وہ مٹی جھٹک دی اور پشت مبارک کو پاک کیا اور بکمال شفقت اور مسرت سے انکو
پکارا کہ قم یا اباتراب اس روز سے یہہ کنیت مشہور ہوی - اور حضرت علی کے القاب سے مرتضیٰ و حیدر و اسد اللہ و کرار

یعسوب المومنین ہین پہلی روش ان آیتون کی تفسیر مین کہ جناب مرتضی علی کی شان مین نازل ہوئین۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کرتے ہین کہ قرآن مجید مین یہان یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب آیا ہے اس جماعت کے امیر اور اس گروہ مین شریف حضرت علی ہین۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے لایا ہے کہ حضرت علی کی شان مین تین سو آیتین نازل ہوئین ہین کذا فی تاریخ الخلفا للسیوطی غرض جناب امیر کی شان مین آیات کثیر وارد ہین یہان ان سے تھوڑی لکھی جاتی ہین از انجملہ پہلی آیت یہہ ہے جو سورہ بقرہ مین آئی ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یعنے جن لوگون نے خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو اللہ تعالی کی راہ مین رات اور دن مین پوشیدہ اور ظاہر فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ سو ان کے لئے ان کے صدقات کا ثواب مہیا ہی ان کے پروردگار کے پاس وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہین ہے ان کو خوف اور نہ وے غمگین ہونگے۔ مجاہد نے ابن عباس سے نقل کرتا ہی کہ یہہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوی اس کا سبب نزول یہہ ہے کہ حضرت علی کے پاس چہار درہم تھے انہون نے ایک درم رات مین اور ایک دن مین اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر صدقہ دیا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلوا کے دریافت کی کہ تم نے اس طرح خیرات کرنیکا کیا وجہ تھا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نے صدقے کے اطوار جب ان چہار قسمون سے خارج نہین دیکھے ان سب اقسام کو التزام کیا اس امید پر کہ اللہ تعالی ان سے ایک قسم کا صدقہ بھی اپنے کرم سے قبول کرے **دوسری آیت** جو سورہ مائدہ مین آئی ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنے سوا اس کے نہین کہ دوست تمہارا اللہ تعالی ہے اور اس کا رسول یعنے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وے لوگ جو ایمان لائے ہین یعنے حضرت کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم۔ روایت ہی کہ جب عبداللہ بن سلام نے یہہ آیت سنی کہا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اَوْلِیَاءَ پھر اللہ تعالی اسنے مومنون کی صفت بیان کرتا ہے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ قایم کرتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰة حالانکہ وے خشوع اور فروتنی کرتے ہین اپنی نماز اور زکوٰة مین یہہ حال مخصوص ہے ساتھ یؤتون الزکوٰة کے یعنے اپنی حالت رکوع مین صدقہ دیتے ہین۔ تفسیر بغوی مین لایا ہے کہ ابن عباس اور سدی نے کہا کہ یہہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوی۔ اسباب نزول مین لائے ہین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حجرۂ شریف سے مسجد منیف کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ صحابہ نماز مین مشغول تھے بعضے قیام مین تھے بعضے رکوع مین حضرت کی نظر مبارک سائل پر پڑی سو دریافت کی کہ کسی نے کوی چیز تجھکو دی ہے۔ تب اوس نے ایک

روپیہ یا سے پہننے کی انگشتری حضرت کو بتلائی آپ نے پوچھا کہ تجھے یہ انگشتری کس نے عطا کی - اس فقیر نے جناب
مرتضی علی کی طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کس حال میں تجھکو دیا سائل نے کہا اَعْطَانِیْ وَهُوَ رَاكِعٌ
یعنی حالت رکوع میں مجھ کو عنایت کی حضرت نے یہ سنتے کمال خوشی سے تکبیر کہی تیسری آیت جو سورہ آل عمران
میں آئی ہے فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ یعنے جس نے تیرے ساتھ خصومت اور مجادلہ
کریگا اسے میرے رسول اس میں یعنے عیسی کے باب میں - بعد اس کے کہ آیا تجھ کو علم اسبات کا کہ عیسی رسول اور بندہ
خدا کا ہے فَقُلْ تَعَالَوْا پس تو بول دے انکو یعنے نصارا کو کہ آیو نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا
وَاَنْفُسَكُمْ بلاویں ہم ہمارے فرزندوں اور تمہارے فرزندوں کو اور ہمارے اور تمہارے عورتوں کو اور ہمارے اور تمہارے
نفسوں کو ثُمَّ نَبْتَهِلْ پس جہد کریں تضرع اور دعا میں یا لعنت طلب کریں فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ
پس کریں ہم لعنت اللہ تعالی کی جھوٹوں پر - اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نجران کے نصارا نے مدینہ منورہ کو آکے
عیسی علیہ السلام کے باب میں بحث کیا حضرت نے ہرچند ان کو سمجھایا اور دلیلیں قایم کیں کہ عیسی علیہ السلام خدا نہیں بلکہ
بندہ خدا ہیں - لاکن نصارا اپنی کج بحثی اور کج فہمی سے باز نہ آئے تب یہ آیت نازل ہوی اور مباہلہ کا حکم آیا تب حضرت
نے انکو فرمایا کہ ہرچند ہم نے دلیلیں قایم کیں لاکن تم نے نمانا بلکہ عناد و منازعت بڑہایا اب آؤ کہ تم ہم مباہلہ کریں
تا سچا جھوٹے سے اور محق مبطل سے جدا ہو جاوے - نصارا نے اسبات پر راضی ہو کے زمان و مکان مقرر کیا دوسرے
روز حضرت رسالت پناہ علیہ الصلواۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے گود میں لئے ہوے اور امام حسن رضی اللہ
عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوے اور جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو انکے پیچھے رکھے
ہوے روانہ ہوے اور انکو حکم کیا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہو - جب انکا پیشوا جو بڑا اسقف تھا حضرت کو آپکے
اہل بیت کے ساتھ دیکھا بہت گھبرایا بے اختیار پکارا کہ یاروان بزرگوں کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بہت پرہیز کرو
بہت اللہ تعالی کی کہ ان بزرگوں کے مبارک چہرے میں دیکھتا ہوں تو ایسے ہیں کہ یے اگر اللہ تعالی سے چاہیں
کہ پہاڑوں کو ان کی جگہہ سے زایل کرے یقین ہے کہ اللہ تعالی زایل کر دیگا - پس میں یقین جانتا ہوں کہ اگر تم انسے
مباہلہ کروگے روے زمین پر نصرانی باقی نرہیگا پس نصارا گھبرا کے اس مصالحت پر راضی ہوے کہ ہر سال دو بار
دو ہزار حلے اور بتیس بکتر مسلمانوں کو دیا کریں - حضرت نے فرمایا کہ نجران کے نصارا اگر میرے ساتھ مباہلہ کرتے
اللہ تعالی ان کو بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ کر دیتا اور ان پر آتش بیٹھے جاتی سب اہل نجران اور انکے پرندے
بھی ان کے مکانات میں ہلاک ہو جاتے چوتھی آیت جو سورہ احزاب میں آئی ہے

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سواے اسکے نہین کہ چہتا ہے اللہ تعالیٰ نے لیجاوے تمہارے پلیدی گناہ واسطے اہل بیت پیغمبر اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا - زاد المیسر اور دوسرے معتبر تفسیرون مین لکہتے ہین کہ اہلبیت کا لفظ عام ہے حضرت کی ازواج مطہرات اور اولاد امجاد سب اہلبیت مین داخل ہین - اسباب نزول مین لایا ہے کہ ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میرے گہر مین ایک گلیم پر جو آپکے فرش کے لیے رکہی تہی تشریف رکہی ایسے وقت جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے سنبوسہ بنا کے ساتھ کچہہ گوشت پکا کے حضرت کی خدمت مین لے آئین حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضی اور حسنین کریمین کو بہی بلا لے آئے تا ہم سب ہم کاسہ ہووین - تب بی بی نے انہین بلا لائین جب کہانے سے فراغت حاصل ہوی حضرت نے وہ کمبل ان پر اٹہائی اور دعا کی کہ الٰہی یہہ میری اہلبیت ہین رجس کو ان سے دور کر اور ان کو پاک کیجئے - تب یہہ آیت نازل ہوی - بی بی ام سلمہ کہتے ہین کہ حضرت دعا کر رہے تہے وقت مین نے بہی اپنا سر اس گلیم کے نیچے کیا اور کہی کہ یا رسول اللہ کیا مین آپکی اہل بیت سے نہین فرمایا کہ ہان انشاء اللہ تعالیٰ ایک روایت مین ہے کہ ارشاد کیا اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ یعنے تو خیر پر ہے - تیسیر اور دوسرے معتبر تفاسیر مین انس بن مالک سے منقول ہے کہ اس کے بعد نماز کے وقت حضرت کا گذر جب خاتون جنت کے گہر پر ہوتا تو فرماتے اَلصَّلٰوةَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا پانچوین آیت جو سورہ شوری مین آئی ہے - قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا یعنے کہدے اے محمد مین نہین چاہتا ہون تم سے اس پر یعنے ابلاغ رسالت پر کچہہ مزدوری - اور کوی پیغمبر دعوت کی مزدوری اپنی امت سے طلب نہ کی ہے - تبیان مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو تشریف لائی اکابر انصار آپ کی خدمت مین آن کے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے خواہرزادے اور دین مین ہمارے پیشوا اور راہ دکہلانے والے ہو ہم دیکہتے ہین کہ آپکے اخراجات کثیر ہین اگر حکم ہو ہم اپنی خوشی سے تہوڑا مال جمع کرکے خدام آستان معلی کے تحویل کرتے ہین تا اپنے حوایج مین صرف کرین - اور خاطر مبارک کو فراغت حاصل ہو تب یہہ آیت نازل ہوی کہ کہدے ای رسول مقبول کہ مین تبلیغ رسالت پر تمہارے سے مزدوری کی طمع نہین رکہتا ہون إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ مگر دوستی چاہتا ہون خوشی مین یعنے قریش کو چاہئے کہ مجہے دوست رکہین رشتہ قرابت کی سبب سے جو انکے ساتہ رکہتا ہون - جب ان کو اسباب کا افتخار ہے کہ ہم صلہ رحمی کی بڑی رعایت کرتے ہین سو قریش سے کوئی قبیلہ نہین مگر مجہے اس کے ساتہ ایک قرابت کا رشتہ ثابت ہے پس چاہئے کہ میری

یاری مین کمر باندھین اور میرے ساتھ دشمنی نکرین بعد قول قتادہ کے [illegible] اور [illegible]
کرتا ہون اس سے مراد مودت ثابت ہے [illegible] نہین چاہتا ہون [illegible]
کہ میرے خویشون کو دوست رکھین [illegible]
کہ یا رسول اللہ آپکے خویشون سے کہ [illegible] دوستی [illegible] کون لوگ ہین فرمایا کہ علی و فاطمہ [illegible]
معالم التنزیل مین لایا ہے کہ سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب بھی اسی بات پر گئے ہین کہ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کی تفسیر
یہ کہ ارباب قرابت اور عترت کے ساتھ دوستی کرنی ہے خصوصا [illegible] علی مرتضی اور زہرا و صاحبزادے کہ جنکی
شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی - زید بن ارقم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا اِنِّی
تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاَھْلُ بَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِی اَھْلِ بَیْتِی قِیْلَ لِزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ
مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ قَالَ اٰلُ عَلِیٍّ وَاٰلُ عَقِیْلٍ وَاٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ انتہی - اور یہ حدیث مشکوۃ مین اس لفظ سے آئی ہے اِنَّا تَارِکٌ
فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ یعنے مین چھوڑ جانیوالا ہون تمہارے درمیان دو چیزین بھاری اور نفیس اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ
الْھُدٰی وَالنُّوْرُ ان ہر دو سے پہلی چیز قرآن مجید ہے اوس مین ہدایت اور روشنی ہے یعنے اعمال کا بیان روشن
ہوتا ہے فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ پس عمل کرو خدا کی کتاب پر اور دستاویز کرو اور [illegible]
پکڑو اس کو فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ پھر حضرت نے بہین قرآن کو دستاویز کرنے [illegible]
لئے بہت ترغیب و تحریص فرمائی ثُمَّ قَالَ وَاَھْلُ بَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِی اَھْلِ بَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِی اَھْلِ بَیْتِی
پھر حضرت نے فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہین مین تمہین اللہ تعالی کو یاد دلاتا ہون میری اہل بیت کے
باب مین یعنے اس کے عذاب سے ڈراتا ہون تم کو ان کے حقوق بجا لانے مین تقصیر کرنے پر مخفی نرہے کہ بیت تین
قسم پر ہے بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبد المطلب نسب کی جہت سے
حضرت کی اہل بیت مین داخل ہین اور جد قریب کے اولاد کو بھی اہل بیت کہتے ہین - اور حضرت کے ازواج مطہرات
اہل بیت سکنی ہین جو حضرت کے گھر مین سکونت رکھتے تھے - اور حضرت کے اولاد امجاد آپکے اہل بیت ولادت
ہین اگرچہ حضرت کے سب اولاد پر اہل بیت کا لفظ اطلاق پاتا ہے لیکن علی مرتضی و فاطمہ زہرا و امام حسن و امام حسین
سلام اللہ علیہم اجمعین حضرت کی سب اولاد مین مزید فضل و کرامت کے سبب سے مخصوص اور ممتاز ہین اور انکے فضائل
اور مناقب مین بہت سے حدیثین وارد ہین - اور شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نوادر الاصول
مین لایا ہے کہ بیت دو ہین بیت تن و بیت فکر یہی دو بیت کے سبب سے عالم کی آبادی اور ظاہر و باطن یہہ دین و دنیا

کی دوستی ہونی آوے بسبب جسم کے - لیکن حضرت کے اہل بیت اور آپکی اولاد وصوری ہین - اور بیت کے سا کن علما اور اتقیا ہین جو اس بات کی اولاد معنوی ہین خدا کے دین کا حکم اور بنا ے شریعت کا انتظام انہین سے ہے اور کشتی نوح کی مثال انہین کی شان مین وارد ہوتی ہے - اور جس شخص کی ذات مین دونون نسبت یعنی نسبت دینی اور نسبت طینی جمع آوین وہ اپنے غیر سے اتم واکمل ہے جیسے خلفاے اولیا ے کرام جو علم اور تقوی اور ولایت کے جامع ہیں با وجود اس کے نسبت طینی کی تقدیم تعظیم اور ادا ے حقوق واجب ولازم ہے کذا قال الحکیم ذکرہ فی شرح المشکوٰۃ للدہلوی دوسری روش ان حدیثون کے بیان مین جو حضرت علی کی فضیلت مین آئی ہین امام احمد ونسائی اور دوسرے ائمہ لکھتے ہین کہ دوسرے صحابہ کی نسبت حضرت علی کی شان مین بہت سی حدیثین آئی ہین - امام سیوطی نے کہا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ ... علی متاخرین اور انکے زمانے مین اختلاف رو دیا اور مخالفون نے ان پر جرح کیا - اس واسطے ... جانا کہ جناب امیر کے مناقب منتشر کرین تا مخالفون کے رد کا سبب ہو اس لئے اکثر صحابہ ان حدیثون کی روایت کرتے تھے - ورنہ خلفاے ثلاثہ کی شان مین بھی بہت سی حدیثین وارد ہین - کذا فی شرح المشکوٰۃ

پہلی حدیث جو سعد بن ابی وقاص کی روایت صحیحین مین آئی ہے کہ جب حضرت نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا جناب امیر کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے مدینہ مین رہنے کا حکم کیا - تب انہون نے مغموم ہوکر حضور نبوی مین آئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا مجھے عورات اور بچون مین چھوڑ جاتے ہو - تب حضرت نے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ یعنے کیا تو اس بات سے راضی نہین کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی رہے جیسے ہارون کی نسبت موسی کے ساتھ تھی کہ جب موسی نے طور پر گئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم مین خلیفہ کیا اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مگر فرق یہی ہے کہ میرے بعد پیغمبر نہین ہارون ہی سے تھے تو نبی نہین شیعہ اس حدیث کو تمسک کرکے کہتے ہین کہ حضرت کے بعد خلافت جناب امیر کا حق ہے - علماے اہل سنت جواب دیتے ہین کہ اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ حضرت کے بعد آپکی خلافت - کیونکہ ظاہر حدیث یہی ہے کہ حضرت نے جناب امیر کو غزوہ تبوک کو جانیکے وقت اپنے غیبوبت کے ایام مین خلیفہ ٹھہرایا تھا جیسا کہ موسی علیہ السلام نے طور پر جانے کے وقت اپنے قوم مین ہارون کو خلیفہ کیا تھا - اور ہارون تو موسی کے بعد خلیفہ نہوے - کیونکہ ہارون کی رحلت موسی سے چالیس سال آگے ہوی علیہما السلام - اور حضرت نے اسی غیبت کے ایام مین عبد اللہ بن ام مکتوم کو امامت نماز کیلیے

اور جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی تفقد کے واسطے خلیفہ فرمایا تھا اگر خلافت بلا فصل حق حضرت کو نہ پہنچتا
تو حکم فرماتے بلکہ وہی اولیٰ و اہم تھے کذا فی شرح المشکوٰۃ زر بن حبیش بڑے کبار تابعین سے ہیں جاہلیت اور اسلام
کا زمانہ پایا ساٹھ سال جاہلیت میں رہا اور ساٹھ سال اسلام میں ۔ اور بعضوں نے کہا اسکی عمر ایک سو بیس اور بعضوں
نے ایک سو پچاس ۔ اور بعضوں نے ایک سو ساٹھ سال کی بھی کہا ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود کے یار و دوست اور انکا بڑا
عالم تھا قرات سے جناب سے روایت کی ہے کہ قال علی والذی فلق الحبۃ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ
جس نے شق کیا دانہ کو وبرأ النسمۃ اور پیدا خلق کو لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یحبنی الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق مقرر عہد کیا اور وصیت کی مجھے حضرت نے کہ دوست نہ رکھیگا مجکو مگر مومن اور
دشمن نہ رکھیگا مجھے مگر منافق ۔ پس حضرت علی کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی دشمنی نفاق کی نشان ہے
اعاذنا اللہ منہا روایت کی اس حدیث کی مسلم نے دوسری حدیث جو ترمذی میں آئی ہے
عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ
عمران بن حصین بڑے قدما اور فضلا سے صحابہ سے ہیں اور ملائک جس کی زیارت کے لئے آتے تھے روایت
کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر علی میرے سے ہے اور میں علی سے ہوں ۔ یہ کنایہ ہے کمال اتحاد و اخلاص سے
وہو ولی کل مومن اور علی ہر مسلمان کا ولی اور دوست اور مددگار ہے تیسری حدیث جو مشکوٰۃ میں
آئی ہے عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل بغدیر خم
برا بن عازب اور زید بن ارقم جو بہر دو مشاہیر صحابہ اور مخلصان جناب علی مرتضیٰ سے ہیں روایت کرتے ہیں
کہ جب حضرت نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم پر جو جحفہ کے پاس حرمین شریفین کے درمیان
ایک جگہ مشہور ہے نزول کیا اخذ بید علی حضرت علی کا ہاتھ پکڑا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت نے
پالان شتر کا ایک منبر بنوایا اور اس پر سوار ہو کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا فقال الستم تعلمون انی اولیٰ
بالمومنین من انفسہم اور فرمایا کہ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں بہت دوست اور بہت نزدیک ہوں مسلمانوں
کے ساتھ ان کی نفوس سے ۔ یعنے میں حکم نہیں کرتا ہوں مومنوں کو مگر جس میں کہ دنیا و آخرت کی خوبی ہو بخلاف
انکے نفوس کے کہ کبھی بدی کا بھی حکم کرتے ہیں قالوا بلیٰ سب حاضروں نے یہ سنکے کہا کہ ہاں ایسا ہی
ہے جیسا آپنے فرمایا فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس فرمایا کہ خداوندا میں جس کا مولیٰ ہوں
پس علی اس کا مولا ہے اللہم وال من والاہ الٰہی دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے وعاد
من عاداہ اور دشمن رکھ اس کو جو دشمنی رکھتا ہے علی سے ۔ اور ایک روایت میں آیا ہے واحب من احبہ

وَابْغُضْ مَنْ اَبْغَضَہٗ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ یعنے یاری دے اسکو جو یاری دیوے علی کو
اور چھوڑ دے اور یاری نہدے اسکو جو چھوڑ دیوے اور یاری نہ دیوے علی کو وَاَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ کَانَ اور
گردان حق کو علی کے ساتھ جس طرف کہ وہ رہے فَلَقِیَہٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا
یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ پس ملاقات کی عمر نے اسکے ساتھ اس کے بعد اور کہا کہ اسنے خوشی ہو تمکو اے فرزند ابی طالب
اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ کہ تم مسلمانون سے ہر مرد و عورت کے مولی ہوے روایت کی اس
حدیث کو امام احمد نے **ف** شیعہ اس حدیث سے حضرت کے بعد بلا فاصلہ جناب امیر کی امامت اور خلافت پر
استدلال کرتے ہین اور اس کو اس مدعا پر نص قطعی سمجھتے ہین اور اپنی کتابون مین بڑے طمطراق سے لکھتے ہین
کہ اس حدیث مین لفظ مولا جو لایا ہے اولی بتصرف کے معنے مین ہی اور اولی بتصرف ہونا عین امامت ہی جواب
اسکا یہہ ہے کہ مولی کا معنا ہرگز اولی بالتصرف نہین ہوتا ہے عربیت والون نے قابلتہ اسکا انکار کیا ہی اور کہتے
ہین کہ مَفْعَلُ اَفْعَلُ کے معنے مین کسی جگہہ اور کسی مادہ مین نہین آیا ہی۔ اولی کو مولی کے معنے مین لیوین تو فلان
اولی منک کا معنا مولی منک ہونا لازم آتا ہی حالانکہ یہہ معنی بالاجماع باطل اور منکر ہے بہلا ہم نے تسلیم کیا کہ مولی اولی
کی معنی مین بہی ہو لاکن اسکا صلہ بالتصرف ٹہرانا کونسی لغت سے منقول ہی کیونکہ احتمال ہے کہ اولی بالمحبۃ و اولی بالتعظیم
مراد ہو سکے اور یہہ بات کب لازم ہی کہ جہان لفظ اولی دیکہین اس سے اولی بالتصرف کی مراد لیوین تو اس آیت کا کیا معنا کرینگے
قولہ تعالی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اگر اولی کا صلہ بالتصرف ہی قرار دین
تو اس آیت کا معنا اس طرح کرنا لازم آتا ہی کہ حضرت کے توابع حضرت ابراہیم مین ہی اولی بالتصرف ہین۔ حالانکہ یہہ بات
بے معنا اور باطل ہی کما لا یخفی اور ما بعد کا قرینہ بہی صریح دلالت کرتا ہی کہ لفظ مولی یا اولی سے جو ولایت کہ مفہوم ہوتی
ہی وہ محبت کی معنی مین ہے وھو قولہ علیہ الصلوۃ والسلام اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ
اگر مولی متصرف فی الامور کے معنے مین ہوتا یا اولی کی مراد اولی بالتصرف ہوتی تو ایسا فرماتے کہ بار خدایا دوست رکہہ اس کو
جو اس کے تصرف مین رہے اور دشمن رکھ اس کو جو اسکے تصرف مین نہ رہے۔ جناب امیر کی دوستی اور دشمنی کا
ذکر کرنا دلیل صریح اسبات کی ہے کہ حضرت کا مقصود جناب امیر کی دوستی کو واجب ٹہرانی اور انکی دشمنی سے
تحذیر کرنی ہے نہ تصرف و عدم تصرف ظاہر ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادنی واجبات اور سنن
بلکہ قیام و قعود اور اکل و شرب کے آداب کو اس طرح ارشاد فرماتے کہ انکے لفظون سے معانی مقصودہ بلا تکلف
لغت عرب کی معرفت کے بعد حاضر و غایب سے ہر شخص کی فہم مین آتی تہین۔ اور حقیقت مین کمال بلاغت

بھی اسی مین ہے اور منصب ارشاد و ہدایت کا مقتضا بھی یہی ہے - اگر ایسے عمدہ مقدمے مین ایسے کلام پر اکتفا
فرماوین کہ نہ تو عرف و لغت عرب کے موافق اصلا اس سے وہ معنے نکال سکین تو نبی کے حق مین گویائی اور بلاغت کا
قصور لازم آتا ہے اور تبلیغ و ہدایت مین سستی ثابت کرنی ہے العیاذ باللہ انبیا تو اس سے پاک ہین - پس معلوم ہوا کہ حضرت کو اسی کا
افادہ منظور تھا جو بے تکلف اس کلام سے سمجھا جاوے - یعنے جناب امیر کی محبت فرض ہے جیسی حضرت کی محبت
فرض ہے اور انکی دشمنی حرام ہے جیسی آپکی دشمنی حرام ہے یہی ہے مذہب اہل سنت و جماعت کا اور مطابق ہے فہم
اہلبیت کی چنانچہ ابو نعیم نے حسن المثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگون نے اُنسے سوال کیا کہ آیا
حدیث مَن کُنتُ مَولَاہُ حضرت کی خلافت پر نص ہے - شاہزادہ نے جواب دیا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے
خلافت کا ارادہ کرتے ہر آئینہ مسلمانون کے فہم مین آنیکے لئے صاف اور واضح فرماتے کیونکہ حضرت افصح الناس اور
بہت واضح گو تھے البتہ ایسا فرماتے ہوتے کہ یا ایھا الناس ھٰذا والی امری والقایم علیکم بعدی فاسمعوا
وَاطِیعُوہ پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ اگر خدا و رسول حضرت علی کو اس کام کے لئے اختیار کرتے
اور حضرت علی خدا و رسول کا حکم بجا نہ لاتے تو بڑے خطا مند ہوتے تب ایک شخص نے کہا کیا حضرت نے نہین فرمایا -
مَن کُنتُ مَولَاہُ فعلی مولاہ حسن المثنی نے جواب دیا کہ آگاہ رہ قسم ہے پروردگار عالم عز شانہ کی کہ اگر حضرت اس سے خلافت
کا ارادہ کرتے صاف اور صریح ارشاد فرماتے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم صاف کرتے تھے ایسا کہدیتے یا ایھا الناس

ان علیا والی امرکم من بعدی والقایم فی الناس بامری کذا فی اثنا عشریۃ والکلام فی ھذا المقام
طویل من شاء فلیرجع الیہ چوتھی حدیث جو مشکوٰہ مین امام احمد کی روایت سے آئی ہے عن علی رضی اللہ عنہ
قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیک مثل من عیسی یعنے حضرت علی سے روایت ہے کہ مجھے حضرت نے
فرمایا کہ تیرے مین حضرت عیسی علیہ السلام کی شباہت ہے ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ کہ دشمن رکھا انکو یہودیون
نے یہان تک کہ بہتان کیا انکی ماں مریم علیہا السلام پر واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ
اور دوست رکھا انکو نصاری نے یہانتک کہ لے آیا انکو اس مرتبے مین کہ ثابت نہین ان کے لئے یعنے انکو اللہ اور
ابن اللہ کہا نعوذ باللہ منہا ثم قال یھلک فی رجلان پھر حضرت علی نے کہا کہ ہلاک ہوگئے دو مرد میرے سبب سے
محب مفرط یفرطنی بما لیس فی پہلا مجھے دوست رکھنے والا حد سے گذرنیوالا جو میری توصیف ایسی کرتا ہے
جو مجھ مین نہین ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی دوسرا دشمن کہ میری دشمنی اسکو باعث ہوتی ہے اس بات
پر کہ میرے پر بہتان کرے ایسی چیز سے جو میرے درمیان نہین اور اللہ تعالی اس سے مجھے پاک رکھا ہے اس حدیث کے

مطابق شیعہ اور خوارج ہین جو افراط و تفریط مین پڑے ہین اور حد توسط و صراط مستقیم اہل سنت و جماعت
کے نصیب ہوی الحمد للہ علی ذلک **پہلی شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان مین**
جناب امیر کے خصیصے بہت ہین از انجملہ یہہ کہ کعبۃ اللہ مین ان کا تولد ہوا - اور انکی مواخات حضرت کے ساتھ
ثابت ہوی یعنے حضرت نے جب مہاجرین و انصار مین ایکدوسرے کے ساتھ برادری باندہی جناب امیر کی
برادری کسی کے ساتھ مقرر نہ کی تب انہون روتے ہوے حضرت کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ آپ نے
میری مواخات کسی کے ساتھ مقرر نہ فرمائی - حضرت نے فرمایا کہ تم دنیا و عقبی مین میرے بھائی ہو - اور حضرت نے
ان کی اولاد کو اپنے اولاد فرمایا - اور ان کی منزلت اپنے ساتھ ایسی ثابت کی جیسی حضرت ہارون کی منزلت
حضرت موسی کے ساتھ تھی مگر اتنا ہی فرق کہ حضرت ہارون نبی تھے حضرت علی نبی نہین - اور حضرت نے ارشاد
کیا کہ مین جس کا مولی ہون علی اسکا مولا ہی - اور فرمایا کہ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ - اور
حضرت علی نے جاہلیت کے زمانے مین بھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا - اسیواسطے لفظ کرم اللہ وجہہ انہین کے
ساتھ خاص ہی **دوسری شاخ حضرت علی کے اولیات کے بیان مین** آپ کے اولیات
بہی زیادہ ہین - از انجملہ اپنے پدر و مادر ہر دو کی طرف سے ہاشمی ہین - اور بنی ہاشم سے جس نے اول ایمان لایا
آپ ہی ہین - اور نحو کو اول جس نے وضع کیا آپ ہی ہین اور باغیون سے اول جس نے قتال کیا آپ ہی ہین اور
ائمہ اہل بیت سے پہلے امام آپ ہی ہین **پہلا گل حضرت علی کے تعداد مرویات کے
بیان مین** جناب امیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیثین روایت کی ہین جملہ پانسو اسی
پر پہنچے ہین - اور بہت سے صحابہ ان سے روایت کرتے ہین جیسے حسنین کریمین و محمد بن الحنفیہ و عبد اللہ
بن مسعود و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الزبیر و ابو موسی و ابن سعید و زید بن ارقم و جابر
بن عبد اللہ و ابو امامہ و ابو الطفیل و ابو ہریرہ و ابو سعید و صہیب و زید بن عازب وغیرہم - اور بہت سے
تابعین بھی انسے روایت کرتے ہین جیسے ان کے تینون فرزند ارجمند عباس و محمد و عمر اور عبید و طارق
بن شہاب وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم **دوسرا گل حضرت علی کی قوت و شجاعت کے
بیان مین** سبحان اللہ جناب امیر کی شجاعت مشہور آفاق ہے اور آپکی کثرت شجاعت پر سب کا
اتفاق - اللہ تعالی نے آپکی ذات مین ایسی شجاعت اور جوانمردی بخشی تھی کہ اس صفت مین کوی ان کا ثانی
نہین تھا - روایت ہے کہ جب حضرت کی خدمت مین جبرئیل امین نے شب کے وقت ہجرت کا حکم لے آیا

ترجمہ حضرت نے جناب امیر کو بلوا کے فرمایا کہ اب مجھے ہجرت کا حکم آیا ہے پر ابھی یہان سے روانہ ہوتا ہوں تم یہہ میری چادر اوڑھ لیکے میرے فرش پر لیٹ جاؤ - اور لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس ہین دوسرے دن وے سب ان لوگوں کو پہنچا دینا یہہ کہکے مدینہ کو چلے آئے - جناب امیر نے یہہ حکم سُنکے بڑی خوشی سے حضرت کی سبز چادر اوڑھ لیکے آپ کے فرش مبارک پر آرام کیا حالانکہ اس شب مین جان کا خطر تھا کیونکہ سب کفار قریش متفق ہوکے یہہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت کے خوابگاہ مین جا کے فرش مبارک پر ہی آپ کو قتل کردین پس ایسے وقت مین جناب مرتضیٰ علی نے حضرت کے فرش پر استراحت کی اور انکو اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ لیٹتے ہی نیند آگئی یہان تک کہ خراٹے مارنے لگے تب جناب امیر کی عمر مبارک انیس سال کی تھی باقی قصہ بسط کے ساتھ جنان السیر مین مذکور ہے - غرض یہہ بات حضرت علی کی شجاعت پر دلیل ہے - اور غزوہ بدر مین ایسی جوانمردی کی کہ ایک فرشتہ نے کہ جس کا نام رضوان تھا آواز بلند سے ندا کی کہ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی یعنے نہین جوانمرد مگر علی - اور غزوہ احد مین کافرونکی ایک جماعت کثیر نے جب حضرت کا قصد کیا تب جناب امیر نے تن تنہا ان پر حملہ کرکے ان کی جماعت کو متفرق اور پریشان کردیا اور سات کافر کو قتل کیا اس جنگ مین ایسی جوانمردی کی داد دی کہ حضرت نے نہایت خوش ہوکے فرمایا اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ یعنے مین اس سے ہون اور وہ میرے سے ہے جبرئیل نے کہا کہ مین تم دونون سے ہون - اور غزوۂ احزاب مین عمرو ابن عبدود جو عرب کے پہلوانون مین بڑا نامور اور بڑا سخت کافر تھا جب جنگ پر آیا جناب امیر نے اسکے ساتھ مقابلہ کرکے اس کو قتل کیا حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ کا یہہ جنگ افضالِ اعمالِ امت ہی - اور دوسرے غزوات مین اُنسے جو شجاعت ظاہر ہوی مشہور ہے خصوصاً جنگ خیبر مین جو داد شجاعت دی اور فتح و نصرت جو انہین کے ہاتھ پر ہوی شہرۂ آفاق ہے - اس کا کچھ بیان مختصر یہہ فقیر نے جو جنان السیر مین لایا ہے یہان لکھا جاتا ہے ؎

فتح لیکن اسکی بر دست علی — جبکہ تھی موقوف بر وجہ جلی
حق یہہ رتبہ شاہِ مردان کو دیا — شاہِ مردان شیر یزدان کو دیا

نقل ہی یکشب کہا شاہِ امم — مین نے کل دیونگا ایسے کو علم
حق تعالی اور بھی اسکا رسول — دوست رکھتے ہین اُسے کرکے قبول

حق تعالی نے اسیکے ہاتھ پر — فتح کردیویگا خیبر جلدتر
یہہ بشارت سُنکے اصحابِ کرام — منتظر تھے اور متوقع تمام

سعد کہتا ہے کہ نزدِ مصطفےٰ — جا دو زانو بیٹھ کر مین نے اُٹھا
اس توقع پر کہ لشکر کا علم — مجھ کو دیوے شاہ از راہِ کرم

اور رکھتا تھا عمر عالی وقار — مین نہ چاہتا تھا امارت زینہار
لیک مین اس روز چاہتا تھا بجا — کہ مجھے دیوے امیری مصطفیٰ

بعض کہتے تھے قریشان ہاشمی / کہ علی البتہ یاد سے وہ مراد

کہ وہ ہرگز و بجہ سکتا ہی تھا / سن بشارت وہ پڑھا ہی بعد دعا

الغرض اسکو بلا خیر البشر / رکھ کے اسکے سر کو اپنے ران پر

کبر خاص اپنا شاہ انبیا / دست اطہر سے اُسے پہنا دیا

اور کہا جا جنگ کر جب تک خدا / فتح نا دیوے نہ پھر اسے مرتضی

کلمہ طیب کی ہی اقبال پر قبول کر لینا / انکو بلوا اور انسے جنگ کر

دیکھا اک یہودی کا بہکار / شاہ مردان کو زبالا سے حصار

بولا اپنی قوم کو تب وہ پکار / اب ہوے مغلوب تم اور خوار زار

کیونکہ اوصاف و شجاعت کا بیان / اسکا توریت مین دیکھے تھے جہان

اس کے نیزہ کا سنان تھا تین من / ہو گئے مقتول اس سے چند تن

بعد اس کا بھائی جب آ گیا / وہ یہودی نین سا تھا بڑا

آ کے جاتا کر سے حیدر پہ وار / جلد مارا اسے حیدر نے ذوالفقار

غازیان حملہ کئے سب جا کہ زود / پائے دوزخ سات سر دار یہود

کوئی کیا ایک ضرب اسکے ہاتھ پر / دست حیدر سے گری ہی تب سپر

تب علی از قدرت ربانیہ / پایا ایسا قوت روحانیہ

ایک لوہی کا لگا تھا اسکو در / لیکے اس در کو بنایا ہی سپر

نقل کرتے ہین کہ از بعد قتال / اس کو ڈالا بر زمین اوپر اچھال

کہ اٹھائے اس کو آ چالیس تن / وہ نہین ہرگز ہلا جگہ سے پن

وہ نہ ہرگز اپنی جاگہ سے ہلا / پر شفقت سے بہت ای باصفا

نقل ہے جب فتح خیبر کی خبر / شاہ عالم نے سنا ہی اپنی

اور اس کو اپنے سینے سے لگا / دیکے پیشانی پہ بوسہ یون کہا

تب علی رونے لگا ہی با طرب / پوچھا شادی یا غمی کا ہی سبب

شاہ بولا مین ہی تنہا خوش نہین / بلکہ خوش ہی تجھ سے رب العالمین

ہو روایت چشم تب کرار کے / ایسے پر آشوب اور پر درد تھے

اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت

ڈالا اس کی چشم مین اپنا لعاب / حق نے بخشا ہی شفا اسکو شتاب

اور کمر مین اسکے باندہا ذوالفقار / اور علم اسکو دیا ہے باوقار

پوچھا مین نے جنگ کرون کب تک / یون کیا ارشاد تب خیر البشر

پس علی آیا اس قلعے کے بہم / ایک ٹیلے پر کیا بر پا علم

پوچھا تو ہی کون ای اہل لوا / وہ کہا مین ہون علی مرتضی

ہی قسم ہے شبحہ توریت کی / ناپھرے بے فتح ہرگز کبھی

باہر آیا پہلے اس قلعے سے جو / سو وہ حارث تھا یہودی زشت خو

پس علی مرتضی ایک ضرب کر / سرنگون اسکو کیا ہی فی السقر

پہن دو مغفر عمامہ باندھ دو / اور حمایل کر کے دو شمشیر کو

سر سپر دستار اس کی کاٹ کر / زین و رانو کٹ گیا ہی جلد تر

اور باقی بھاگنے لاگے عیان / حیدر کرار تھا پیچھے روان

ایک یہودی اس کو لے بھاگا و زین / شاہ مردان ہوا تب خشمگین

ہو گیا ایک جست مین خندق قلعے / اور در قلعے پہ پہنچا آشکار

جب سنے توڑا ہلا ہی سب حصار / پس ہوا مشغول جنگ و کارزار

روضۃ الاحباب مین مذکور ہے / اور معارج مین بھی یون مسطور ہے

اور مواہب مین لکھا ہی اپنی یسیر / کہ ہلا سے اسکو آستر نفر

ہی علی کی یہہ کرامت کا ظہور / اسکی مردی اور شجاعت کا ظہور

خوش بہت ہو شکر حق لایا بجا / اور علی کے جلد استقبال جا

بلغنی نبأ ذلک المشکور و صنیعک المذکور فقد رضی اللّٰہ و رضیت انا عنک

بولا روتا ہون خوشی مین سے اب / کیون نہ خوش ہون تجھ سے راضی ہین سبھی

اور میکائیل و جبرئیل امین / ملک سب بھی تجھ سے راضی ہین یقین

حضرت علی کے علم و اخلاق کا بیان جو اس فقیر نے تذکرۃ الاولیا مین لایا ہی وہی بیتین یہان نقل کئے جاتے ہین

بیتسر اکل حضرت علی کے علم و اخلاق کے بیان مین

بحر عرفان و قرب صدق و صفا — اسد اللہ خاتم الخلفا
مہر سے مشتہر ہی جسکا نام — رضی اللہ عنہ بالاکرام
کیا لکھون اسکا علم اور اخلاق — کہ یہان طاقت تکلم ہی طاق
باب ہین اسکے علم کے اشہر — خود کہا یون خدا کا پیغمبر
کہ ہون مین شہر علم کا سمجھو — اس کا دروازہ ہی علی کو جو
اور کہا اسطرح جناب امیر — گر لکھون فاتحہ کی مین تفسیر
تو ہو ستّر اونٹ کا وہ بار — نہ تھکے اس کی بحر علم کنار
ابن مسعود بولا ای ماہر — کہ ہے قرآن کو باطن و ظاہر
ہی علی جامع بطون و ظہور — اس سے رخشان ہی کس کی ہر دو نور
بولتا ہے امیر بحر کمال — کرو قرآن سے تم جو چاہین سوال
ہی قسم حق کی کوئی آیت پاک — نہین اتری بسید لولاک
پر مجھے علم اس کا ہی حاصل — کہ وہ کس باب مین ہوئی نازل
اور وہ کس مکان مین اتری — اور وہ کس کی شان مین اتری
اور وہ لیلی ہی یا نہاری ہے — رات مین یا وہ دن مین اتری ہے
کیا وہ اتری زمین پہ یا عاقل — یا کسی کوہ پر ہوئی نازل
خوب مین جانتا ہون اسکو بجا — میرا رب مجھکو علم اسکا دیا
اور فاروق اعظم اسے دانا — بولتا تھا علی ہے اقضانا
ابن مسعود یون دیا ہے خبر — کہ مدینے کے لوگ ہین یکسر
ہی علی جانو افرض و اقضا — اور ایسا نہین کوئی دوسرا
اور یون عایشہ نے فرمائی — کہ حدیثین جو رہ گئین باقی
جو نہ پائے ہین وہ کسی اصحاب — انکا علم ہی مرتضی بصواب
اور یون بولتا ہے عبد اللہ — ابن عباس اسکا آگاہ
کہ علی بسکہ سب مین فاضل ہے — علم مین اس کو حرص کامل ہے
اور احادیث کی فقاہت مین — جود و بخشش مین اور سخاوت مین
حق دیا اس کو ایسی شان کبیر — کہ نہین شخص کوئی اسکا نظیر
الغرض ایسی ہی حدیث و اثر — آئی ہین اس بیان مین اکثر
کیا لکھون اسکا زہد و فقر جلیل — کہ نہین اسکا اسمین کوئی مثیل
فقر کا ہی اسے نصاب ہوا — نہ کبھو مالک نصاب ہوا
اور خلافت مین بھی بشان جلی — کشور فقر کا ہی تھا والی
پاس اس کے تھی خوار تر دنیا — تھا ہمیشہ وہ طالب المولی
ہے روایت وہ جب خلیفہ ہوا — تین درہم کا ایک قمیص لیا
آستین تھین دراز نیچے سے — قطع کرکے لیا ہی ہین اسسے
اور جب وہ لباس پہن لیا — شکر مولا کا ہے بجا لایا
اور وہ کرتا تھا اکتفا اکثر — ایک لنگ اور ایک چادر پر
اور اسہی لباس سے ای یار — ہوتا رونق فروز در بازار
اور بازاریون کو صبح و مسا — امر معروف بھی وہ کرتا تھا
بولتا تھا نہین خدا سے ڈرو — مانپ اور تول مین دغا کرو
مت قسم کھاؤ جھوٹھ مت بولو — عیب شئے کا چھپا کے مت بیچو
اور کبھی نبی پہ لی بھی خشت پہ خشت — نہ رکھا وہ کہین قصر بہشت
یعنی وہ بحر فقر و استغنا — عمر ساری نہ گھر کیا ہے بنا
کوئی شئے گر خرید فرماتا — آپ ہی گھر اٹھا کے لاتا تھا
لیا یک روز یکدرم کے کھجور — تب کیا عرض کوئی اسکے حضور

مین اٹھا لاون وہ تس پر دیجیے
ہین سنا تب وہ با صفا کے کیشہ
نام نامی ضرار ہے اس کا
پر معاویہ جد وجہد کیا
دین مین اس کا قوت اطعم
تہتے تھے اس سے حلم کے انہا
وحشت شب کے ساتھ تھا وہ انیس
پہنتا تھا لباس موٹا ہی
آتا تھا ہم بلاتے اس کو اگر
کرتا تھا اہل دین کی تعظیم
اور کوئی ضعیف بھی ہر جا
آہ کرتا تھا اضطرار ایسا
بعد یون بولتا تھا دنیا سے
نہین رجعت ہی جس طلاق مین ہان
تھوڑے توشہ پہ بیشتر افسوس
اور اس طرح سے کہا گریان

کیا ارشاد یون کرم سے آپ نے
اب نہین مجھکو طاقت تحریر
اس سے یکدن معاویہ نے کہا
الاجرم تب ضرار کہنے لگا
حیلہ وہم سے بھی تھا برتر
اور حکمت تھی اسکی نطق بجا
اور مناجات حق کے ساتھ جلیس
کھایا کرتا تھا خشک ہی روٹی
گرچہ رہتا وہ ہم سے ہل ملکر
تھا مساکین پہ اسکا لطف عمیم
نہین مایوس اسکے عدل سے تھا
سانپ کا ٹا ہوا کرے جیسا
کہ مرے غیر کو فریب تو دے
مین قسم کھا کے بولتا ہون جان
اور طول سفر پر افسوس
بو الحسن پر ہو رحمت و رضوان
جو اثر تھی ضرار کی فاخر

مین ہی اسکو اٹھا سجا ونگا
یک صحابی کے یک اثر یہ یہان
وصف کچھ مرتضی کے کر ذکور
کہ علی کا مقام بس فاخر
قول اقدس تھا اسکا فصل خطاب
اور وحشت تھی اسکو دنیا سے
دایم الفکر تھا بفکر دراز
تھا ہمارے مین وہ ہمارے سے
لیک واللہ اسکی ہیبت سے
یہہ توقع کسی قوی کو نتھی
اور ایک رات مین نے کی یہہ نظر
اور روتا تھا اس طرح وہ یقین
آیا تو چاہتی ہے مجھ سے وفاق
کہ تری عمر ہے بہت چھوٹی
جب معاویہ یہہ بیان سُنا
ہے قسم حق کی وہ گرامی شان
جانئے اب یہان ہوی آخر

مال والا ہی ہی احق اس کا
کرتا ہون اکتفا یہہ پاک بیان
وہ کہا مجھکو اس سے رکھئے معذور
تھا یقین عقل و فہم سے باہر
حکم تھا اس کا عدل محض صواب
نعمت اسکی و لیل یاس آ سکے
اشک ریزان سدا بسوز و گداز
پوچھین گر کچھ جواب دیتا اُسے
بات ہم اس سے کرنہ سکتے تھے
کہ ہو باطل پہ اس کے وہ راضی
ریش اپنی لیا تھا ہاتھ اندر
جس طرح روئے ہی کوئی غمگین
مین تو تجھکو دیا ہون تین طلاق
اور بہت کم ہی عز و قدر تری
جوش رقت سے زار زار رہا
یون ہی تھا جس طرح کیا تو بیان

چوتھا گل حضرت علی کے قضایا اور دانش و فراست کے بیان مین

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفا مین لایا ہے کہ امام جعفر الصادق نے اپنے والد سے اور اس نے اپنے والد سے نقل کی ہی کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین عرض کی کہ ہم سنتے ہین کہ آپ خطبے مین فرماتے ہو کہ اللّٰهُمَّ أَصْلِحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ یعنے الٰہی درست کر ہم کو جس سے درست کیا تو نے خلفاء راشدین مہدئین کو۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہان ابوبکر اور عمر ائمہ ہی اور بزرگان اسلام اور قریشی مرد اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقتدا تھے جس نے انکی پیروی کی سو بچا اور جس نے انکے آثار کی تلاش

کی ہرا مستقیم کی طرف ہدایت پائی اور جوان ہر دو کو مضبوط پکڑا اسود و اثنا گی گروہ سے ہوا - اور طبرانی اوسط مین اور ابو نعیم دلایل زادان سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی ولی سے ایک حدیث کی روایت کی کسی نے اسکی تکذیب کیا حضرت علی سے اسکو فرمایا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو تجھ پر بد دعا کرتا ہون اس نے کہا کیجئے پس آپنے بد دعا کی وہ شخص ہمیشہ کا نابینا ہوگیا - اور زرین جیش سے مروی ہے کہ کہا ایکبار دو شخص بیٹھے صبح کا ناشتا کرنے کے لیے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیان تھین اور دوسرے کے پاس تین روٹیان تھی ہر دو کھانا شروع کرنا چاہتے تھے کہ ایسے مین ایک تیسرا شخص ان پر گذرا اور سلام کیا ان ہر دو نے اس کو اپنے ساتھ بٹھلایا اور وے آٹھ روٹیان ان تینون ملکر برابر کھائین نہ کوئی کم نہ کوئی زیادہ پس اس تیسرے شخص نے جانیکے وقت آٹھ درم ان کے روبرو ڈال دیے اور کہا کہ مین جو کھایا ہون اس کے درعوض تم ہر دو یہہ درم لو اور چلا گیا پس ان ہر دو مین قضیہ ہوا جس نے پانچ روٹیان والا تھا وہ کہنے لگا کہ مین پانچ درم لونگا اور تو جو تین روٹیان رکھتا تھا تین درم لے وہ تین روٹیان والا کہنے لگا مین اس بات سے راضی نہین بلکہ برابر آدھے درم تو لیوے اور آدھے مین لون یعنی چار درم تجھے اور چار درم مجھے پس یہہ ہر دو لڑتے ہوے حضرت علی مرتضی کے جناب مین آکے اپنا قصہ بیان کیا حضرت علی نے اس تین روٹیان والے کو فرمایا کہ تیرے روٹیان کم تھین اور اس کی روٹیان زیادہ پس تین درم سے راضی ہوجائے اس نے کہا واللہ مین راضی نہون گا مگر اسی پر کہ راہ حق یہہ ہو آپنے فرمایا اگر تو راہ حق سے فیصلہ چاہتا ہی تو تجھکو تین درم بھی نہین ملینگے بلکہ تجھے ایکدرہم ملیگی اور پانچ روٹیان والے کو سات درہم ملینگے یہہ سنتے ہی اس نے اٹھ کھڑا اور کہا سبحان اللہ یہہ کیا صورت ہے اس کی وجہ از راہ حق میرے ذہن نشین کیجئے تا مین اس کو قبول کرون پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آٹھ روٹیون کے چوبیس ترک ہوتے ہین اور تم تین شخص جو برابر کھائے ہین اور کون کم کھایا اور کون زیادہ کھایا سو یہہ بات معلوم بھی نہین پس برابر کھاے ہون گے سو ہر شخص آٹھ ترک کھایا ہی تیرے جو تین روٹیان تھین اس کے نون ترک ہوتے ہین اور پانچ روٹیان کے پندرا ترک ہوتے ہین سو پانچ روٹیان والا آٹھ ترک کھایا ہی پس اس کے سات ترک باقی رہے اور تیرے تین روٹی کے نون ترک ہین تو بھی آٹھ ترک کھایا پس ایک ترک باقی رہی سو وہ تیسرہ شخص اس جو آیا تھا تیری روٹی سے ایک ترک کھایا سو ایکدرہم سے اور پانچ روٹی والیکے سات ترک کھایا ہے سو اوس کو سات درہم ملین گے پس وہ شخص جب یہہ فیصلۂ کرامت گوش کیا کہا کہ مین بدل وجان راضی ہوا - اور مدانی سے منقول ہی کہ حضرت علی جب رونق افزاے کوفہ ہوے حکماے عرب سے ایک شخص حاضر خدمت ہوکے عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپنے خلافت کو زینت دی نہ کہ خلافت آپ کو اور خلافت آپسے سرفرازی پائی نہ آپ خلافت سے بلکہ خلافت آپکے

خلیفے اور امیر کی محتاج تھی۔ اور ابوالقسم زجاجی اپنے امالیہ مین کہا کہ ابوجعفر محمد بن رستم طبری سے اسنے ابو حاتم سجستانی
سے اس نے یعقوب بن اسحاق حضرمی سے اس نے سعید بن سالم اور باہلی سے اس نے اپنے دادا ابی اسود دوولی سے
اس نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ مین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جناب مین حاضر ہوا کیا دیکھتا ہون
کہ آپ سر خم کئے ہوئے متفکر بیٹھے ہین مین نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کس باب مین فکر کرتے ہو فرمایا کہ مین اصول
عربیہ کے لئے قاعدہ ٹھہرا دینا اور اسباب مین کتاب بنانا چاہتا ہون مین نے عرض کی اگر آپ یہہ کام کروگے اور یہہ
لغت ہمارے دن رکھ چھوڑ وگے گویا ہم کو زندگی بخشی پھر مین تین روز کے بعد آیا آپنے ایک صحیفہ میرے روبرو ڈالا

جس مین یہہ لکھا تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡکَلَامُ کُلُّہٗ اِسۡمٌ وَّفِعۡلٌ وَّحَرۡفٌ فَالۡاِسۡمُ مَا اَنۡبَأَ عَنِ الۡمُسَمّٰی
وَالۡفِعۡلُ مَا اَنۡبَأَ عَنۡ حَرَکَۃِ الۡمُسَمّٰی وَالۡحَرۡفُ مَا اَنۡبَأَ عَنۡ مَعۡنًی لَیۡسَ بِاِسۡمٍ وَّلَا فِعۡلٍ پھر مجھے حکم ہوا کہ تو اور تلاش کر
اور جو تیرے ذہن مین آوے زیادہ کیجیئے پھر فرمایا اے ابوالاسود جاننے کہ اشیا تین قسم کی ہین ظاہر اور مضمر اور
وہ چیز جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر۔ اور علماء اس تیسری چیز مین زیادتی کرتے ہین۔ ابوالاسود نے کہتا ہے کہ مین نے اس
قسم کی کئی چیزین جمع کرکے آپکی جناب مین ظاہر کین انہی سے حروف ناصبہ تھین جو اِنَّ اور اَنَّ اور لَیۡتَ اور
لَعَلَّ اور کَاَنَّ ہے اور لٰکِنَّ کا ذکر نہین کیا آپنے فرمایا کہ حرف لٰکِنَّ کس لئے چھوڑا مین نے کہا کہ اس کو مین حروف
ناصبہ سے شمار نہین کیا آپنے فرمایا کہ وہ بھی انہین سے ہے زیادہ کروسے پس مین اس کو بھی اُن مین داخل کیا

پہلا گلدستہ حضرت علی کے مواعظ و ملفوظات فیض آیات کے بیان مین علم اور

حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ لوگو اپنا عمل مقبول ہونیکے لئے عمل کرنے سے بھی اشد اہتمام کیا کرو
مقرر کوی عمل بغیر تقوی کے درجہ قبولیت کو نہین پہنچتا ہے۔ اور یحیی بن جعدہ نے روایت کرتا ہے کہ حضرت امیر خدا
نے فرمایا کہ اے حاملان قرآن تم قرآن پر عمل کیا کرو کیونکہ عالم وہ ہے جو علم پڑہے اور عمل کرے اور اپنے عمل کو
علم کے موافق کرے۔ قریب ہی کہ چند ایسے لوگ علم سیکھینگے کہ انکا باطن ان کے ظاہر کا مخالف ہوگا اور ان کا
عمل انکے علم کے برخلاف رہیگا اور وے ایسے ہونگے کہ لوگون مین بیٹھکے بعض پر بعض فخر و مباہات کرینگے
یہان تک کہ ایک ہمنشین دوسرے اپنے جلیس پر غصہ ہوگا اور اس کو چھوڑ دیگا سیہ ایسے لوگ ہین کہ انکے عمل او نہ
نجات دینگے۔ اور بھی حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ توفیق نیک قاید ہے اور نیک اخلاق یار نیک ہے اور عقل
صاحب نیک ہے اور ادب نیک میراث ہے اور کوی وحشت عجب سے زیادہ پہنچنے والی نہین۔ اور حارث کہتا ہے کہ حضرت علی کی
جناب مین کسی نے آکے کہنے لگا کہ قضاء و قدر کی حقیقت بیان کیجئے آپنے فرمایا کہ اندہیری راہ ہے تو یہہ

بچاسے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا کہ دریائے عمیق ہے تو اس کا قصد نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمانے
لگے کہ یہ اللہ کا بھید ہے جو تجھ پر پوشیدہ ہے تلاش نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا اے سایل کیا اللہ تعالیٰ
نے تجھے تو جب چاہا پیدا کیا یا وہ جب چاہا کہا وہ جب چاہا - فرمایا جب وہ چاہیگا یہ بات تجھے معلوم کروائیگا
اور خود حضرت علی سے مروی ہے کہ جب کسی نے آپسے سوال کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ سخاوت
وہ ہے کہ پہلے بلا بغیر کسی طلب کے دیجئے تو بہ راہ خدا میں دیوے اور جو کہ سوال کرنے پر دیا جاتا ہے سو وہ بزرگی
کی خواہش یا حیا سے دیا جاتا ہے - اور یہی آپسے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ معصیت کا بدلہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ
عبادت الٰہی میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں نقص پیدا ہوتی ہے - لوگوں نے پوچھا کہ نقص کیا ہے فرمایا
نقص یہ ہے کہ جب شہوت حلال کو نہ پاویگا مگر جب پاویگا تو وہ جلد گذر جاویگی - اور یہی فرماتے تھے کہ اپنا بھید کسی
پر افشا مت کر کیونکہ ع ہر رازیکہ بادوست بود از یار یار اندیشہ کن - کہتے ہیں کہ حضرت علی کی مہر کا نقش اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ
تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ لکھا تھا - اور عقبہ بن ابی الصہبا سے مروی ہے کہ کہا کہ جب ابن ملجم
نے حضرت امیر المؤمنین علی پر ہتھیار چلایا امام حسن رضی اللہ عنہ سے نالان وگریان حاضر جناب ہوئے آپ نے
فرمایا کہ اے میرے فرزند دلبند میری یہ نصیحتیں ہیں انکو بڑی محافظت سے رکھیئے یعنے چار چیزوں کے ساتھ چار
چیزوں کی رعایت کیجئے - عرض کی وہ کیا ہیں - فرمایا کہ بڑی غنا اور تونگری عقل ہے - اور بڑی محتاجی و افلاسی
حماقت ہے اور بڑی وحشت عجب ہے اور بڑی بزرگی اور کرم حسن خلق ہے اور دوسرے چار باتیں یہ ہیں کہ احمق
کی صحبت سے پرہیز کرے کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہیگا پر اس سے تجھے ضرر پہنچ جاویگا اور کذاب اور بخیل کی دوستی
نکیجئے کیونکہ جو کہ جھوٹا اور بخیل ہے تیرے سے وہ چیز دور کر دیگا جسکی تجھکو احتیاج ہے اور فاسق وفاجر کی دوستی نکیجئے
اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کرتا ہے کہ ایک یہودی نے آکے پوچھا کہ خدا کب سے ہے یہ سنتے ہی
حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ کوئی چیز نہ تھی خدا ہی تھا اور وہی ہے اور اس کی کینونت یعنے ہوتا پنا اور
رہنا بلا کیفیت ہے اور اس کے آگے کوئی ابتدا نہیں اور اس کو نہایت نہیں سب کے آگے وہی ہے یہ سنتے ہی
وہ یہودی مسلمان ہوا -

دوسرا گلدستہ حضرت علی کے کلمات موجزہ کے بیان میں

فرماتے تھے کہ ان پانچ باتوں کی بڑی محافظت کیجئے یعنی کسی سے نہ ڈرے مگر اپنے گناہ سے اور کسی سے امید نہ رکھے مگر اللہ تعالیٰ سے اور علم نہیں رکھنے والا
کسی سے بھی علم سیکھنے میں شرم نہ کرے اور علم رکھنے والا بھی جو بات کہ آپ نہیں جانتا ہو کوئی شخص پوچھے کہ مجھے معلوم نہیں واللہ اعلم کہنے سے شرم نکرے - اور یہ بھی فرمایا کہ صبر
ایمان کے درمیان میں سر کے جاسے ہے جب صبر نہ ہے گویا ایمان نہیں جیسے سر جاوے تو گویا جسد جاتا رہا - اور بھی

فرمایا ہے بڑا فقیہ یعنے بڑا عالم وہ ہے کہ لوگون کو اللہ کی رحمت کی امید مین لگا دے لیکے گناہون کی رخصت نہ دیوے اور ان کو عذاب الٰہی سے امین نکرے اور قرآن کو چھوڑکے اور چیز کے طرف متوجہ نہووے کیونکہ جس عبادت مین علم نہو اس عبادت مین خیر نہین اور جس علم مین فہم نہو وہ علم نہین اور جس قرأت مین تدبر نہو وہ قرآن نہین روایت کی اس کی ابن ضریس نے فضایل مین اور بھی منقول ہے کہ فرمایا سات چیزین شیطان سے ہوتے ہین زیادہ غصہ اور زیادہ چھینک اور زیادہ جمہائی اور ناک سے لہو بہنا اور نجوی اور ذکر کے وقت نیند آجانا اور بھی اس جناب سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا کہ لوگون پر ایک زمانہ آئیگا جس مین مومن ایک باندی سے بھی زیادہ ذلیل رہیگا

منعقد ہونا خواص وعوام کی بیعت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور بیان ان وقایع کا جو آپ کی خلافت مین رو دیے اور باب میر وتاریخ رحمہم اللہ نے لائے ہین

جب حضرت عثمان کی شہادت ہوئی حضرت علی نے عزلت اختیار کی اور لوگون سے ملنا اور اختلاط بالکل موقوف کیا۔ تب مصر کے سردارون نے جناب مرتضیٰ علی کی آستان فیض نشان پر حاضر ہوئے اور آپسے بیعت چاہی تو چندروز آپنے انکی التماس قبول نکی۔ ایک روایت ہی کہ شہادت ذوالنورین سے پانچ روز کے بعد مصریون نے مدینہ والون کے پاس جاکے کہا کہ حضرت علی کی خدمت مین جاکے عرض کرین کہ آپ منصب خلافت کو زینت دین اور ہم سب آپکے ہاتھ پر بیعت کرین۔ تب مدینے والے اسنے متفق ہوکے حضرت علی کے دروازے پر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا ابو الحسن خلق کو سواے امام کے چارہ نہین ایک خلیفہ اور پیشوا تو ضرور ہے اب خلافت اور امامت آپکے سواے دوسرے کو سزاوار نہین۔ اس منصب کے احق آپ ہی ہو جناب امیر نے جواب دیا کہ مین اس کام کی تمنا بالکل نہین رکھتا ہون اور ہرگز حکومت اور امارت نہین چاہتا ہون تم جس کے لئے اتفاق کروگے مین بھی تمہارے ساتھ متفق ہوکے اسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ لوگون نے کہا کہ جب تک آپ زندہ رہین دوسرے کو یہ طاقت کہان کہ اس منصب کا دم مارے اور کسی کو کب سزاوار ہے کہ مسلمانون کا امام اور مقتدا ہووے۔ اگر ہماری التماس درجۂ اجابت کو نہ پہنچے اور مسند خلافت آپکے وجود باوجود سے رونق نہ پاوے بحکم لولا السلطان لقتل بعضهم بعضاً کے مخالفت اور عناد کی شمشیر بے نیام ہوگی اور لوگون مین باہم خرابی اور خون ریزی ہووےگی۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ کسی کو امام اور خلیفہ ٹھہرانا تم کو نہین پہنچتا ہے بلکہ یہ کام اہل بدر کی راے پر موقوف ہی کہ ارباب حل وعقد اور حضرت کے اصحاب رفیع القدر ہین۔ جس کو وے ریاست وخلافت کے لئے قبول کرین وہی خلیفہ ہوگا۔ تب مصریون نے جناب امیر کا یہ کلام اہل بدر کی خدمت مین پہنچایا۔ جمہور اصحاب بدر نے یہ سنتے ہی حضرت امیر کے دروازے پر حاضر ہوے اور بیعت

کا ارادہ ظاہر کیا - انہوں نے جب کبار مہاجر و انصار وہ ہجوم دیکھا اپنے دولت سرا سے نکلے اور ان کو ہمراہ
لیے ہوئے مسجد نبوی کے طرف تشریف لائے اور حضرت کے منبر انور پر سوار ہو کے ایک خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑھا - حمد و ثناے
الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانو آیا تم اسبات پر راضی ہو
کہ مین تمہارا امیر ہوؤن سبھون نے کہا کہ ہم بدل و جان راضی ہین - حضرت علی نے طلحہ و زبیر کے طرف متوجہ
ہو کے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس کام کی رغبت نہین تم جس کو احق و مناسب جانتے ہو اس کی طرف بیعت کا ہاتھ دراز
کرو مین بھی اس سے بیعت کرتا ہون - تب ان دونون نے کہا کہ اس کام کے لئے آپ ہی احق ہو اور اولی ہو آپکے
سواے کوئی انسب اور سزاوار نہین ہم آپسے بیعت کرتے ہین پس اول طلحہ اور ان کے بعد زبیر بیعت کی یہہ
مقدمہ ہجرت کے پینتیسوین سال ذیحجہ کی پچیسوین تاریخ پنجشنبہ کے دن واقع ہوا اور دوسرے دن جو جمعہ تھا علی العموم
سب لوگون نے بیعت کی - دوسری روایت یون آیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر اور اکابر مہاجرین و انصار ایک جماعت
مسلمین کو ہمراہ لیئے ہوئے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ مسلمانون کو سواے امام کے چارہ نہین
اور آپکے سواے کوئی دوسرا اس کام کے لئے انسب و اولی نہین - جناب امیر نے فرمایا لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْ اَمْرِکُمْ
مَنِ اخْتَرْتُمْ رَضِیْتُ بِہٖ یعنے تمہارے کام مین جو خلیفہ ٹھہرانا چاہتے ہو مجھے حاجت نہین تم جس کو اختیار کروگے
مین بھی اس کے ساتھ راضی ہون - سب کہنے لگے کہ ہم آپ کو ہی اختیار کرتے ہین آپکے سواے دوسرے کو اس کام
کے سزاوار نہین جانتے ہین کیونکہ نزدیک قریش والا تبار اور بنی ہاشم کے افتخار اور سب لوگون سے افضل اور بہتر اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نزدیک تر آپ ہی ہین - پھر جناب امیر نے کہا کہ مین یہی چاہتا ہون تم سب مسلمانون
کے ساتھ ایک رہون اور تم جسکو اس کام کا والی ٹھہراؤ مین اسکا مطیع اور وزیر اور مشیر رہون کیونکہ وزارت امارت سے
بہتر ہے یہہ بات سنکے سب صحابہ نے بہت ہی عجز و الحاح کیا اور بڑے مبالغہ سے پیش آئے - تب جناب امیر نے فرمایا
کہ اگر تم میرے بیعت کروگے مین حد شرع سے تجاوز نکرونگا - اور معاملات کے فیصلے مشورت پر موقوف نہ رکھونگا اور
بیت المال سے ایک درم بھی اپنے خرچ مین نہ لاونگا اور تم سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دونگا بلکہ ہر ایک کو نظر مرحمت سے
دیکھونگا اور بموجب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ بندگان مین احکام جاری کرونگا - پھر فرمایا کہ مسجد کی طرف چلین
کہ بیعت کا کام خفیہ کرینگا نہین - پھر سب ملکر مسجد نبوی مین آئے اول طلحہ نے بیعت کی پھر زبیر پھر سب مہاجر و انصار گروہ
گروہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے پس جناب امیر نے جمعہ کے دن حضرت کے منبر پر سوار ہو کے نہایت بلاغت
و فصاحت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اس خطبے کا شروع یہی تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ قَدْ رَجَعَ الْحَقُّ اِلٰی مَکَانِہٖ

کہتے ہین کہ جب خطبے سے فراغت حاصل ہوئی ۔ خزیمہ بن ثابت انصاری کہ جس کو حضرت نے لقب ذوالشہادتین سے ملقب فرمایا تھا اٹھے اور منبر کے مقابل کھڑے ہوکے یہ بیتین جو انہین کے نتایج افکار سے تھین پڑہین ۔

اذا نحن بایعنا علیا فحسبنا + ابوالحسن مما نخاف من الفتن + وجدناه اولی الناس
بالناس انه + اطب قریش بالکتاب والسنن + وما فی القریش من یشق غبارہ + اذا ما
جرے یوما من الطعن والابن + وفیه الذی فیهم من الخیر کله + وما فیهم بعض الذی
فیه من حسن + واول من صلی ما بین الناس راحة + سوی خیرة النسوان واللہ ذوالمنن +

وصحابة و جبلوا لقوم فی کل قعیۃ تکون بالنفس عما النبی النبی فی + فذالک الذی تثنی الحناجر باسمه + امام لنا حتی تغیب فی الکفن

نقل ہے کہ امر بیعت سے فراغ کلی حاصل ہوئی تب ابو طلحہ و زبیر نے صحابہ کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان سے قصاص چاہتے ہین کیا چیز مانع ہے ۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک جماعت اس کام سے متہم ہین ان سبکو ایک گناہ کے سبب کس طرح مار ڈالا جائیگا ۔ اگر بالیقین تم ایک شخص کو پاہچانتے ہو تو کہو کہ اس سے قصاص لینے کے اب مین مین تمہارے ساتھ متفق ہون ۔ یا تصور صبر کرو تا صاحب قصاص آوے ۔ اور اس شخص معین پر دعوا کرے اور تم جانتے ہو تو گواہی دو کہ مین اس کے قتل کا حکم کرتا ہون ۔ کہتے ہین کہ بنی امیہ سے اکثر لوگ فرار کرکے کچھ تو معظمہ کے طرف اور بعضے یمن کے طرف گئے ۔ اور بعضے حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ کے کٹی ہوئی انگلیان حضرت عثمان کے خون آلودہ پیرہن کے ساتھ لیکر شام کی طرف معاویہ کے پاس جا پہنچے ۔ اور بعضے لوگ جو مدینہ منورہ مین ترسان و لرزان پوشیدہ تھے تا بود ہونڈھ رہے تھے سب فرصت پاتے ہی دست بہ مکہ معظمہ کے طرف جاکے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کی حضور مین پہنچے پس بنی امیہ سے کوئی شخص بھی حضرت علی کی شرف بیعت سے سعادت حاصل نہ کی ۔ ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد ۔ روایت ہے کہ جب حضرت علی نے مسند خلافت کو زینت بخشی حکم کیا کہ مروان کو اور جینے شخص کو جو اسکے یارون سے تھے حاضر کرین لوگون نے ہر چند بہت جستجو کی لاکن کہین ان کا سراغ نہ ملا کیونکہ وے فرار ہو گئے تھے ۔ کہتے ہین کہ حضرت علی نے عثمان ذوالنورین کی زوجہ نائلہ سے دریافت کی کہ ذوالنورین کا قاتل کون ہے ۔ بی بی نے کہا کہ دو شخص میرے گھر مین آئے محمد بن ابی بکر ان کے ہمراہ تھے ان دونون نے تلوار چلائی لاکن وے اپنے چہرے پوشیدہ کئے تھے اسلئے مجھے انکی پہچانت حاصل نہین ۔ پھر حضرت امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلواکے استفسار کیا اس نے عرض کی کہ واللہ مین نے عثمان ذوالنورین کے گھر مین داخل ہوا اور ان کے

قتل کا ہی قصد رکھتا تھا لاکن انہون نے میرے والد کا ذکر کیا میری والد یاد آتے ہی نہایت متاثر ہوا اور اپنے
قتل سے ہاتھ رکھا اور مین نے ان کے قتل کا ارادہ کر کے جوان کے گھر گیا تھا اسبات سے بہت پشیمان ہون
اور توبہ کرتا ہون پھر اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ مین قتل نہین کیا ہون سب حاضرین نے ان کی باتون کی تصدیق کی

بیان ان وقایع کا جو حضرت علی کی خلافت مین رو دیے نقل ہی کہ بیعت سے دوسرے
دن جناب ولایت مآب نے حکم کیا کہ بیت المال کا خزانہ کھولین اور جو مال کہ اس مین حاضر ہے اس کو نکال کے لوگون
پر قسمت کر دین یہہ حکم سنکے کارپردازون نے ویسا ہی کیا نقل ہی کہ جناب امیر مسند آرا ئے خلافت ہوے سو
دوسرے روز مغیرہ بن شعبہ نے جو حضرت کی صحبت سے شرف پایا تھا حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور
عرض کی کہ ہم کو ضرور ہے کہ آپ کی بہ نسبت اخلاص اور خیر خواہی اور ہوا داری بجالاوین اب مجھے آپ کی اصلاح مہم مین
تین صورتین میری خاطر مین خطور کیہن ہین اگر رخصت ہو تو عرض کرتا ہون اسلئے جو صورت کہ مرضی مبارک کی مطابق
پڑے اختیار فرماوین - جناب ولایت مآب نے رخصت دی مغیرہ نے کہا کہ مین نے بعضے لوگون کو دیکھا ہون
کہ آپکے کاروبار مین سستی کرتے ہین اسلئے انکا علاج ان تین باتون سے ایک ہو سکتا ہے - پہلی صورت یہی ہے
کہ ایک اشتر تیز رفتار منگاوین اور اس پر آپ سوار ہو کے ان لوگون سے اعراض کر کے یہان سے نکلجاوین
جب یہ لوگ اس کام کے سزاوار آپکے سوا دوسرے کو بناوینگے تب آپکے پیچھے دوان دوان
آوینگے اور کمال عجز و الحاح سے آپ کو لے آکے مسند خلافت پر بٹھلائینگے - اگر یہہ بات آپ کو پسند نہو تو
عثمان ذوالنورین کے عاملون کو معزول نہ کیجئے تا آپ کی خلافت بلا خلاف سبکے پاس مسلم ہو جاوے - کیونکہ
مین ستے آنکے باب مین انکے خلاف سے ایمن نہین ہون - ایک روایت ہی کہ یہہ بھی کہا کہ معاویہ کے نام پر ایک
مکتوب روانہ کیجئے شام کی حکومت اسی پر بحال رکھ کے اس مکتوب مین اسکو طمانیت اور تسلی دیجئے - اس کے
اسلاف کا شرف اور فخر اس نامے مین ظاہر کیجئے اور اسکو اسبات کی توقع بھی دیا چاہئے کہ عمر فاروق اور عثمان
ذی النورین نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے مین اس سے بہتر سلوک کرونگا - اور عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت
پر بحال رکھ کے اس کی دلجوئی مین ایک نامہ روانہ فرمائے اس کو اشراف و اعیان مین ممتاز کیجئے کیونکہ اس نے بڑی کیاست
و فراست رکھتا ہے لاکن حکومت و ریاست کی طلب اور نام و ناموس کے بند مین پڑا ہے مین ان ہر دو کی مخالفت
اور بغاوت سے نہایت اندیشناک ہون - جب یہہ ہر دو آپکے مطیع و منقاد ہونگے آپکے کاروبار کو بڑا استحکام
ہوگا - یہہ سال ایسا ہی گذراوین اس کے بعد رعایا کا احوال دریافت کرنے کے لئے عاملون کو اپنے پاس بلواوین

اور جس کو چاہین بحال رکھین اور جس کو چاہین معزول یا بدل کر دین۔ اگر ان ہر دو صورت بھی مناسب نہ جانئے تو اس شہر سے نکل جاوین اور دوسری جگہہ اقامت فرماوین اور اسیکو وطن ٹھہراوین۔ جناب امیر نے اس کے جواب مین فرمایا کہ تمہاری یہہ راے صواب پر نہین کیونکہ تم نے جو کہا کہ لوگون سے فرار کرون یہہ بات کس طرح ہوسکیگی حالانکہ لوگ میری بیعت مین آئے ہین۔ اور وہ جو کہا کہ عثمان ذوالنورین کے عاملون کو خصوصًا معاویہ اور عمرو بن العاص کو بحال رکھون یہہ بھی کس طرح ہوسکیگا کیونکہ ان کو معزول کرنیکے باب مین کئی بار مین ہی عثمان ذوالنورین سے کہا تھا کہ انکو بحال رکھنے مین مسلمانون کی اصلاح نہین عامۂ مسلمین جو انسے تنگ آگئے ہین ظاہر ہے پس عثمان نے میری بات نہ سنی اور میری راے کے موافق عمل نہ کیا پس انہون نے جو دیکھنا تھا دیکھا اور ان کو جو پہنچنا تھا پہنچا۔ پس اب ان عاملون کو کس طرح بحال رکھون اور فردا ے قیامت بارگاہ الٰہی مین کیا جواب دون اور وہ جو کہا کہ اس شہر سے چلا جاؤن اور دوسری جگہہ وطن ٹھہراؤن۔ ان اس بات مین فکر و تامل کرتا ہون تا دیکھون کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ نے پھر دوسرے روز آیا حالانکہ تب یہہ عزم مصمم کرچکا تھا کہ شام کی طرف معاویہ کے پاس اقامت کرے۔ سو حضرت علی کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المؤمنین مین کل کے دن معاویہ اور عمرو بن العاص اور عثمان ذوالنورین کے دوسرے عاملون کو بحال رکھنے کے باب مین جو گذارش کی تھی وہ بات آپکی حضور مین درجۂ اجابت کو نہ پہنچی۔ اب مین بھی بحکم قضیۂ مشہور ہے الانسان الواحد یناقض نفسہ فی یومین کے اس راے سے پھر گیا اب مناسب یہی جانتا ہون کہ اپنے صوابدید کے مطابق ان سب عاملون کو معزول کر دین۔ تا دوست دشمن سے جدا ہو اور ضعیف سے قوی متمیز اور ہویدا ہو۔ یہہ بولکے مجلس سے اٹھا اور چلا گیا اتفاقًا اسی روز عبد اللہ بن عباس جو سفر سے مراجعت کی تھی حضرت علی کی خدمت مین آنیکا قصد کرکے آرہا تھا راہ مین مغیرہ بن شعبہ سے ملاقات ہوی جب حضرت علی کی حضور مین حاضر ہوا اور کمال ادب سے سلام کیا اور خیریت پرسی کے بعد ابن عباس نے عرض کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے آپکے پاس کس لئے آیا تھا حضرت علی نے سب ماجرا ظاہر فرمایا۔ ابن عباس نے کہا کہ صدق بالاول وکذب بالثانی پہلے روز اس نے جو کہا بلاشک وہ نصیحت اور خیر خواہی تھی اور دوسرے روز جو کہا اس مین فساد اور خیانت اور تباہی ہے۔ جناب ولایت مآب نے کہا کہ اسباب مین تمہاری اسے کیا ہو ابن عباس نے عرض کی کہ تامل اور تدبیر اگر اس کے آگے ہوتی البتہ نتیجہ دیتی۔ اور آج کے روز راے و تدبیر مین کچھہ نتیجہ نظر آتا نہین۔ جناب امیر نے فرمایا کہ بھلا تمہاری خاطر مین کیا بات گذرتی ہے سو کہہ دیجئے تا سن لون ابن عباس نے کہا کہ مناسب وہی تھا کہ لوگ آپسے بیعت کرنیکے طالب

تو غائب ہو چکے تھے کہ آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے ہو سکتے اور وہان بھی خلاف سے اختلاط کر کے اپنے مکان کا دروازہ بند کر رہے ہوتے - تب اکابر قریش اور دیگر خواص تمام اپنے مرکبون پر سوار ہو کے منازل طے کرتے ہوئے آپ کی خدمت مین آئے - بسبب اسکے کہ آپکے سوائے دوسرے کو اس کام کے لائق نہجانتے اور بڑے حیلہ و حجت سے آپکو واسکے مسند خلافت پر بٹھلائے - لاکن امیہ تو یہی امید عثمان ذی النورین کا قصاص چاہتے ہین بلکہ ان سے اپنے آباد کی بھی منتقم کیا ہوا اور چاہتے ہین کہ لوگون کو آپسے پھیر دین خصوصاً پہلے اہل شام کو آپسے بدظن کر دین گے اس پر طلحہ و زبیر جو رنجیدہ ہو سکے ہین ان کی مخالفت کا بھی بڑا خطرہ ہے اسواسطے مین مناسب جانتا ہون کہ معاویہ کو معزول کیے مین جلدی نہ کرین - اب ان کی حکومت پر اپنا چھوڑ دین تو مین اس بات کا متکفل ہون کہ معاویہ کو دیری اور سہولت کے ساتھ ایسا نکال دین جیسے بال خمیر سے نکالین - جناب امیر نے یہ بات سنکے ابن عباس کو وہی جواب دیا جو مغیرہ بن شعبہ کو دیا تھا ابن عباس نے کہا چارونا علاج ہوا حضرت علی نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عباس اپنے اعمال مہمات مین تم مشورت کرون تو اپنی خاطر مین جو بات منظور کرے میرے تئین کہہ دیجیئے - اگر تمہارے صواب دید کے خلاف امور کو قرار کرون تو کیا تم میری اطاعت کروگے - ابن عباس نے کہا کہ میرے پاس اس سے کونسی بات آسان اور بہتر ہوگی کہ فرمان برداری کرون حضرت علی سے طلحہ و زبیر کی آزردگی کا سبب نقل ہے کہ طلحہ نے حضرت علی کی خدمت مین آسکے بصرہ کی حکومت اور زبیر نے کوفہ کی امارت طلب کی جناب امیر نے فرمایا کہ اپنے مہمات مین تمہاری مشورت اور صواب دید کی احتیاج رکھتا ہون سبب تم ہر دو میرے سے جدا ہو جاوین کس سے مشورت کرون اس بات سے وے ہر دو رنجیدہ خاطر ہوئے اور جناب خلافت مآب حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین تاخیر کرنے سے بعضے لوگ جناب امیر کے پیچھے کہتے تھے کہ قاتلون سے قصاص لینے مین کس لئے ڈھیل کرتے ہین - جب یہ بات حضرت علی کو پہنچی لوگون کو جمع کروا کے منبر پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرما کر کہا کہ جب عثمان ذو النورین کے طرف سے ایک مدعی پیدا ہو دے اور محکمہ شریعت مین آ کے گواہون سے اپنا دعوا ثابت کرے مین بلا شک اس سے قصاص لونگا اس بات سنتے لوگون کو فی الجملہ ایک تسکین ہوئی اور ان کی زبانین بند ہوئین - ہجرت سے بتیس پر **چھتیسوین سال کے وقایع** ارباب تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ جب مسند خلافت حضرت علی کے وجود باجود سے زیب و زینت پائی اور لوگون کی بیعت آپکے مبارک ہاتھ پر واقع ہوئی یہ خبر

کے شہر مین پہنچی - عبد اللہ بن عامر نے جو حضرت عثمان کا خلیرا برادر اور ان کے طرف سے بصرے کا حاکم تھا سمجھا کہ بصرے کی حکومت اسکے سے جاتی رہیگی چاہا کہ اس ملک کے لوگون کا حال اپنے ساتھ کیسا ہی معلوم کرے پس مسجد مین تمام خواص و عوام کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑہا حمد و نعت کے بعد کہنے لگا کہ لوگو جانیو کہ تمہارے خلیفہ حضرت عثمان ذو النورین تیغ ظلم سے مارے گئے اور انکی گند بیعت ابھی تمہارے گردن مین باقی ہے اسکی تائید و نصرت جیسی حالت حیات مین تم پر واجب تھی بعد ممات بھی واجب و لازم ہے - اور مین نے جیسا کل کے دن تمہارا امیر تھا آج بھی تمہارا امیر ہون - اور مین سنتا ہون کہ مدینے والون نے علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اب ہم کو ضرور ہے کہ عثمان بن عفان کا خون طلب کرین پس جنگی سامان کا تہیہ کیجیو - جاریہ بن قرامہ سعدی نے جو بصرے کے اشراف و اکابر سے تھا جب یہہ خطبہ سنا اسیوقت کہا کہ اے ابن عامر تو ہمارا حاکم نہوا مگر ز دواکراہ سے اور ہم نے اپنی صوابدید و مشورت سے تجھے حاکم نہ ٹھہرایا ہے بلکہ جب عثمان ذو النورین کے ربقۂ طاعت مین تھے انکے حکم سے تیری حکومت قبول کی ہین - اب جناب ذو النورین تو اکابر مہاجر و انصار کی حضور مین مقتول ہوے اور امر خلافت اور اہل اسلام کی حکومت جناب مرتضی علی پر قرار پائی - اگر اب انہون نے تجھے اس حکومت پر بحال رکھین ہم سواے اطاعت کے چارہ نہین رکھتے ہین - اور اگر تجھے معزول کرین ہم ہرگز تیرے فرمان بردار نرہینگے - جب عبد اللہ بن عامر نے یہہ بات سنی کچھ جواب نہ دیسکا خاموش رہا اور منبر سے اُتر گیا - اور خفیہ اپنے لوگون کو حکم کیا کہ اپنا مال و اسباب باندہکے تیار رکھین تا اپنے ہمراہ لیکے مدینے کی طرف سدہارے اور ایک شخص کو جو حضر موت پر عامل ٹھہرایا تھا حکم کیا کہ تو بصرے مین اتنے روز توقف کیجیے کہ مین مدینہ پہنچ جاؤن پھر یہان جو حقیقت رو دیتی ہے مدینہ کو لکھ بھیجئے - جب وہ روز گذر گیا اور شب آئی نیم شب کے وقت اپنا مال و اسباب ہمراہ لیا ہوا مدینے کے طرف روانہ ہوا اور وہانکے لوگون کو بھی گمان تھا کہ ابن عامر بصرے مین مقیم ہے غرض جب وہ مدینہ پہنچا طلحہ و زبیر جو حضرت علی سے رنجیدہ و ہراسان تھے خفیہ ابن عامر سے ملکے کہنے لگے کہ تو کس لئے اپنی جگہہ توقف نہ کیا تاہم بھی آکے تیرے ساتھ ملحق ہوتے تب اس نے جاریہ بن قدامہ کا قیل و قال ظاہر کیا - ایک روایت ہے کہ ابن عامر نے طلحہ و زبیر سے کہا کہ لاکھ شمشیر سے تمہاری اعانت کرنی مجھ پر واجب و لازم ہے

روانہ کرنا عاملونکا حضرت علی اپنے طرف سے ممالک اسلام مین

لائے ہین کہ جناب ولایت مآب نے ہجرت سے چھتیسوین سال کے شروع مین اپنے طرف سے نئے عامل مقرر کئے چنانچہ عبد اللہ بن عباس کو یمن پر اور معبد بن عباس کو بحرین پر - اور ثمامہ بن عباس کو تہامہ - اور عون بن عباس کو یمامہ پر روانہ فرمایا - اور مکہ معظمہ

اور چاہ زمزم کی سقایت قثم بن عباس کو دی اور ملک مصر کی حکومت قیس بن سعد بن عبادہ کو بخشی۔ اور عثمان
بن حنیف کو بصرے کی امارت پر۔ اور عمارہ بن ہشام کو کوفے کی حکومت پر روانہ فرمایا۔ کہتے ہین کہ اول عبداللہ بن
عباس کو شام کی حکومت پر روانہ کرنا چاہا تو انہون نے عذر کیا اور گزارش کی کہ معاویہ نے جو عثمان ذو النورین کے
اقربا سے ہے ایکمدت مدید سے شام کی حکومت پر مسلط اور مطلق العنان اور فارغ البال ہے اور اسکو بڑی شوکت
و ثروت حاصل ہے اور کمال عیش و تنعم سے گذارتا ہے۔ اور اس مدت دراز مین بہت سے خزانے بھی جمع کئے
ہین اسواسطے مجھے بڑا اندیشہ ہے کہ جب اپنا عزل سنیگا میرا قتل چاہیگا اگر ایکبار قتل سے گذر جاوے آخر میری ذلت
و اہانت پر کمر باندھیگا مجھے قید و زنجیر کر دیگا۔ میری اہانت حضور کے اہانت کی مستلزم ہے اسلیئے مجھے معذور رکھئے جناب
امیر نے یہہ کلام سنکے ان کو معذور رکھا۔ اور سہیل بن حنیف کو شام کی امارت پر روانہ فرمایا۔ جب سہیل نے مدینے سے
نکلا اور قطع منازل کر کے سرحد تبوک پر پہنچا۔ اس ملک کے سوارون کی ایک جماعت اسکے پیش آکے اس سے پوچھی کہ
تو کون ہے اور اس نواح مین آنیکا کیا سبب ہے۔ اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب جو خلیفۂ وقت اور حسنا الزمان
ہین مین ان کے امیرون سے ایک امیر ہون۔ سوارون نے پوچھا کہ تجھ کو کون سے ملک کی امارت دی ہے سہیل نے کہا
کہ ملک شام کی امارت پر آیا ہون۔ سوارون نے کہا کہ تو اپنے ملک کی طرف پھر جا کہ ہم نے نہ تیری امارت قبول کی ہے نہ
انکی خلافت بلکہ ہم عثمان بن عفان کا خون انسے چاہتے ہین سہیل نے کہا کیا تم ہی یہہ بات کہتے ہو یا تمہارے ملک والون
سے اور بھی کوئی اس بات پر ہے۔ سوارون نے جواب دیا کہ ہماری ولایت کے سب خاص و عام اسی بات پر متفق ہین اور
سبکے سب علی مرتضی اور ان کے اتباع و شیعہ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہین اور عثمان ذو النورین کا خون طلب کرتے
ہین سہیل نے جب یہہ کلام سنا اسی مقام سے مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا۔ اور جناب امیر کے حضور مین آکے سرگذشت
ظاہر کیا۔ اور عثمان بن حنیف جب داخل بصرہ ہوا عبداللہ بن عامر اسکے آگے ہی مدینے کی طرف فرار کیا تھا۔ وہان کے
لوگ اس کے آنے کو غنیمت جان کر بصرے کی امارت اس کے سپرد کی۔ اور عبداللہ بن عباس جب یمن کی طرف روانہ
ہوے اور یعلی بن امیہ جو سابق سے وہانکا امیر تھا جب انکی توجہ کی خبر پہنچی خزانہ بیت المال مین جو کچھ تھا روپیا اور جنس
و مواشی موجود تھے اپنے ہمراہ لیکے مکہ معظمہ کے طرف روانہ ہوا اور عمارہ بن ہشام جب کوفے کے نواح مین پہنچا طلیحہ
بن خویلد اسدی اور قعقاع بن عمرو راستے مین اس سے مل کے کہنے لگے کہ اتنا سبب ہی ہے کہ تو یہین سے پھر جاوے
کیونکہ حضرت عثمان کی طرف سے ابو موسی اشعری جو وہان کا حاکم تھا اب اہل کوفہ اس کے سوا کسی دوسرے کی امارت پر
راضی نہین ہین۔ اور قیس بن سعد جب مصر کی نواح مین پہنچا اس کو بھی درہم و برہم دیکھا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

جو عثمان ذوالنورین کا برادر رضاعی تھا دوران کی خلافت مین مصر کا حاکم تھا اور ان کے قتل کے بعد مصر سے
شام کی طرف فرار کیا تھا موضع ایلہ مین بعضے اہالی مصر اس سے ملے اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے
اور اس دیار مین آنیکا سبب کیا ہے - اس نے جواب دیا کہ مین عثمان ذوالنورین کے یارون سے ہون ہم اطراف
اکناف عالم مین حیران و سرگردان ہین - پھر انہون نے اس کو مصر کی طرف مراجعت کرنیکی ترغیب دی تو وارد
مصر ہوا وہان کے لوگ سے کہنے لگا کہ مدینے مین بعضے لوگ علی مرتضی سے بیعت کی ہین اور بعضے بیعت نا کرکے عزلت
گزین ہوے ہین - اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جناب امیر عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے قصاص لیوین تو ہم سب
ان کی بیعت مین آتے ہین ورنہ توقف کرتے ہین - غرض قیس بن سعد جب مصر کے نزدیک پہنچا وہان کی ایک
گروہ اس کی استقبال آئی اور اکرام سے شہر مین لے گئی لاکن وہان کے ارکان دولت دو فرقے ہوے ایک
فرقہ اسکا مطیع و منقاد ہوا اور دوسرے فرقے والون نے کہا کہ اگر علی مرتضی عثمان کے قاتلون کو سیاست قرار واقعی
ہم انکی متابعت کرین گے ورنہ ہم تابع نہوینگے قیس بن سعد نے جب مصریون کا یہ حال دیکھا مصلحت اسی بات
مین جانا کہ ان کی مخالفت نکرے تا ان سے کچھ ضرر نہ پہنچے پس انسے بضرور مواسات کیا اور تفصیل وار سب احوال
حضرت علی کی خدمت مین لکھا جب جناب ولایت مآب نے ملکون کے ایسے مختلف حالتین ملاحظہ کین بہت محزون و
ملول ہوے اور اپنے خاص یارون سے فرمایا - مین نے تم کو جس بات پر تحذیر کرتا تھا وہی وقوع مین آیا اب تو فتنہ
آتش کے مانند شعلہ مار رہا ہے اور مین حتی الامکان اس کے بجھانے مین کوشش کرونگا اور جس نے اسلام کا
دعوی کرتا ہو اس پر تیغ نہ کھینچونگا جب آخر کسی وجہ سے گزیر نہو تب ناچار ہون

معاودت کرنی بی بی عائشہ صدیقہ کا حج بیت اللہ سے اور سُننا قتل عثمان ذوالنورین کا اثناء راہ مین اور وہان سے پھر جانا طرف مکہ معظمہ کے

جب حضرت عثمان پر مصریون نے محاصرہ
کیا تھا انہین ایام مین جناب عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت حج و عمرہ بجالانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف
روانہ ہوئی تھی - لکھتے ہین کہ مدینہ منورہ مین حضرت عثمان پر محاصرہ ہونے کے آگے چند روز سے بعضے لوگ انکی
بہت سی شکایتین بی بی عایشہ کی خدمت مین اس طرح پہنچاتی تھین کہ عثمان بن عفان نے کئی سنن محمدیہ کو ترک
کیا اور بہت سے امور محدثہ جو حضرت کے زمانے مین نہین تھے ایجاد کئے جیسے مسلمانون کی حقوق تلفی اور ردوبدل
بنی امیہ کی ترجیح اور اکثر اسی قوم والون کو حکومتین دینی اور انکی ناہنجاری اور کج رفتاری پر اغماض کرنی اور
انہین کے نواخت و پرداخت مین لگے رہنا اور بعضے صحابہ کو رنج دینا خاطر خواہ ستاتے تھے - اور یہ بھی ظاہر کرتے تھے

کہ حکم بن العاص جو مروان کا باپ اور عثمان بن عفان کا چچا ہے - اس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بہ نسبت حرکات شنیعہ داسو [illegible] ظہور مین آئی تہین جب وہ باتین درجہ ثبوت کو پہنچین حضرت کے حکم سے مدینہ
منورہ سے نکالا گیا تھا اور جناب کی وفات تک بھی آنحضرت نے اسی حالت مین ہی رہنے دیا تھا اور اس کو یہ امکان
نہین تھا کہ مدینہ منورہ کے اندر [illegible] آ سکے اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی
خلافت مین بھی وہ ایسا ہی دور رہا - عثمان بن عفان [illegible] نے اس کو [illegible]
بلوایا اور اقامت کی رخصت دیدی - اور ابوذر غفاری کہ جن کی شان [illegible] آئی ہے ما اظلت الخضرا
ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق من ابی ذر ایسے صحابی معظم کو معاویہ کی خاطر سے ملک شام سے
اخراج کیا اور اس کو [illegible] کہ مدینے مین اقامت [illegible] کی طرف [illegible] اور یہی پر اکتفا
نکر کے مسلمانونکو فتوی دینے سے بھی اس کو منع کیا - الحاصل ایسی ہی باتین سننے سے بی بی صاحبہ حضرت عثمان
ناخوش اور پر دل ہوئین [illegible] کے بعد تھوڑے ہی دنون [illegible] بلوا ئیون نے آنکے جناب ذوالنورین پر
محاصرہ کیا - انہین ایام [illegible] حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئین - اور ان اوباشون کے بلوے سے
نہایت محزون وملول تہین - غرض جب مناسک حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت
کی اثناے راہ مین حضرت عثمان کا مظلوم مارا جانا اور حضرت علی سے مسند خلافت کا رونق پانا اور وہی
اوباش سرکشی سے باز نہ آنا اور حضرت علی کے دربار کو گھیر لینا - جناب صدیقہ نے [illegible] رنجیدہ اور
مکدر خاطر ہوئین - اور اسی منزل سے مکہ معظمہ کی طرف پھر گئین - کہتے ہین کہ عبداللہ بن عباس بھی جو حج بیت اللہ
سے فارغ ہو کے مدینہ منورہ کی طرف معاودت کی تھی اور بی بی کے ہی ہمراہ تھے سو گذارش کی کہ یا ام المومنین
آپ کس لئے اثناے راہ سے واپس ہوتے ہو - جناب صدیقہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے
اب مدینہ اقامت کی جگہ نہی غرض ابن عباس نے مدینہ کی راہ لی اور بی بی نے مکہ معظمہ کو [illegible] ہوئین -
نقل ہے کہ عبید بن سلمہ جو بی بی عائشہ صدیقہ کے اقربا [illegible] کہا کہ یا ام المومنین [illegible] ہے کہ آپ ہی
اس کے آگے عثمان ذوالنورین کے عیب و طعن مین زبان کھولتے تھے اور اب ان کی تعریف و توصیف کرتی ہو - بی بی
نے جواب دیا کہ ہان پہلے جب عثمان ذوالنورین سے بعضے حرکات ناپسندیدہ ظہور [illegible] اور لوگون
نے بار بار وہ باتین مجھ کو پہنچائین مین نے ان سے تنگدل تھی اور ان کی شکایت بھی میری زبان پر گذرتی تھی
لاکن جب عثمان بن عفان نے ان حرکات سے باز آئے اور تائب ہوئے طعن کی جگہ نہ رہی لیکن اس پر محاصرہ

اور پانی بند کر دینا اور تیغ جفا سے قتل کر دینا کس درجے کا ظلم ہوگا بلاشک اس کے قاتلون سے قصاص لینا ضرور ہے روانہ ہونا طلحہ و زبیر کا

طلحہ و زبیر کا جانا طرف مکہ معظمہ کے

جب ام المومنین عائشہ صدیقہ سے تنازع راہ سے مکہ معظمہ کی طرف پھیر جانے کی خبر مدینہ منورہ مین مشہور ہوئی - حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین حضرت علی تاخیر کرنے کے سبب جو بعضے صحابہ تنگدل تھے اور بھی ان کے لیان کو ایک تحریک ہوئی اور مدینے مین بڑا ہی اضطراب ہوا خصوصاً طلحہ و زبیر و نعمان بن بشیر و کعب بن عجرہ وغیرہم کمال حسرت اور تاسف سے کہنے لگے کہ اس امت مرحومہ مین یہہ بڑا حادثہ رو دیا جو عثمان ذوالنورین کا قتل ہوا کاش اگر ہمکو یہہ بات آگے معلوم ہوتی کہ یہہ حادثہ اس درجے کو پہنچیگا البتہ ہم اس کی ہوشیاری کئے ہوتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن طلحہ و زبیر کی یہہ بات جب مصر کے اوباشون کو پہنچی چونکہ حضرت عثمان کے قتل مین وہی سعی کئے تھے چڑھ گئے طلحہ و زبیر کو بھی قتل کرنیکے درپے ہوے اور اُن اوباشون و شریرون کا تو یہہ حال تھا کہ اپنی کثرت و قوت کے سبب سے حضرت علی کی ابتدا سے خلافت مین آپکے دربار کو گھیر لیا اور ایک غلبہ حاصل کیا تھا بالفعل اُنسے قصاص لینا بھی ممکن نہین تھا اسواسطے جناب امیر نے مصلحت کے لئے چند سے خموشی اختیار کی تھی الحاصل جب ان ظالمون نے طلحہ و زبیر کے قتل کا ارادہ کیا اور قابو مین لگے ان ہر دو بزرگون کو یہہ خبر پہنچی تو منتظر ہو گئے - اسکے سوا سے کوفے اور بصرے کی حکومت ان کو نہ دینے سے جناب امیر سے تو انکو ایک رنجیدگی تھی - اس پر مصر کے شریرون کا یہہ غلبہ اور حضرت علی کے دربار کو انکا گھیر لینا اور ناحق آپ ہر دو کے قتل کے درپے ہونا انکو بیقرار کر دیا تب مدینے کی اقامت مناسب نجانے ناچار عمرہ بجا لانے کے ذریعے سے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ مصمم کر کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور گذارش کی کہ ہم عمرہ بجا لانے کے واسطے مکہ معظمہ کی طرف جانا چاہتے ہین آپ اجازت دیجیے یہہ بات سنکے جناب امیر نے انکو رخصت دی پس وے ہر دو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے - اس اتفاق کو بہت غنیمت جان کے عبداللہ بن عامر بھی مدینے سے نکلا اور اس سفر مین اُن ہر دو کا رفیق ہوا اور راہ مین ان ہر دو کو حضرت علی کی مخالفت پر ورغلانے لگا اور کہتا تھا کہ مال خطیر و لشکر کثیر سے مین تمہاری اعانت کرونگا - القصہ جب انہون نے مکہ معظمہ مین داخل ہوے بی بی عائشہ صدیقہ کی خدمت مین جا کے سب احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی پناہ مین آئے ہین کیونکہ آپ سب مسلمانون کی ماں ہین - جب بچہ کسی چیز سے ڈرتا ہی تو اپنی ماں کے دامن مین آ کے پناہ لیتا ہے لازم ہے کہ آپ ہمارے سر سے عرب کی شر و غوغا کو دفع کرین علی مرتضی نے

محض مصلحت وقت کی رعایت کرتے ان اشقیا کے شر کو دفع کرنے سے سکوت فرمایا ہے - اسلئے ان ظالموں سے بہت خیرہ ہوکے ظلم و تعدی کی زبان دراز کی ہے - جب تک عثمان ذوالنورین کا قصاص لیا نجاوے - اور ان بدکرداروں کو سیاست واجبی نہ پہنچے وے اشرار اور ان کے سے دوسرے بدکار ظلم اور خون ریزی میں دلیر ہو جاینگے - اور کسیکو بھی اطمینان حاصل نہوویگا - یہہ باتیں سُنکے بی بی نے فرمایا کہ صلاح اسی میں ہے کہ جب تک وے اشقیا مدینے میں رہیں - اور امیرالمومنین مرتضی علی کے دربار کو گھیرتے رہیں اور انکو مجبور کر رکھیں - تم مدینے کی طرف نجاویں دوسری کسی جگہہ میں جو امن و اطمینان کا محل ہو قرار لیں اور علی مرتضی کو کچھہ حیلہ و تدبیر کے ساتھہ اس جماعت سے نکال کے اپنے طرف کر لیں - جب خلیفہ تمہارے طرف ہووے اس وقت ان اشقیا کو تنبیہ و سیاست پہنچانے اور قصاص لینے کی جگہہ کیجئے تا آیندہ دوسروں کے عبرت کی آنکھیں کھل جاویں - اور ایسے بڑے کاموں کو سہل و آسان نجانیں اور سب صحابہ مذکورین اس صلاح کو پسند کیا - عراق اور بصرے کی طرف جانیکے لئے جو اس وقت عسا کر اسلام کا مجمع وہیں تھا ترجیح دی - اور جناب صدیقہ کو بھی باعث ہوے کہ تب تک آپ بھی ہمارے ساتھہ رہو کہ فتنہ دفع ہو جاوے اور امور خلافت انتظام پاوے اور خلیفۂ وقت کے ساتھہ ہماری ملاقات ہووے کیونکہ آپ جو ام المومنین و حرم محترم سید المرسلین ہیں اور سب ازواج مطہرات سے حضرت کے بہت محبوب اور مقبول آپ ہی تھے تا آپ کے پاس ادب سے وے اشقیا ہمارا قصد نہ کریں اور ہماری ہلاکت پر کمر نہ باندہیں - بی بی نے کہا کہ یہہ کام مردوں سے علاقہ رکھتا ہے نہ عورات سے - طلحہ و زبیر ہر دو متفق ہوکے بی بی سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھہ رہیں تو اس کام کو بڑا اعتبار ہوویگا اور بڑا انتظام و استحکام پاویگا اور زبیر کے فرزند عبداللہ نے جو بی بی عایشہ کے خواہرزادے یعنے بی بی اسما کے فرزند تھے بی بی عایشہ کے جناب میں بہت ہی الحاح و مبالغہ کرنے لگے چونکہ جناب صدیقہ کو ان کے ساتھہ بڑی الفت و محبت تھی اور ان کو اپنے فرزند کہتی تھیں اسیواسطے بی بی کو ام عبداللہ بھی کہا کرتے تھے سو عبداللہ بن زبیر کی خاطر شکنی نکر سکی اور بی بی ان کی موافقت کرنے کے سوا سے چارہ نرہا - القصہ جب طلحہ و زبیر کو ام المومنین کی موافقت اور رفاقت سے خاطر جمعی حاصل ہوی - عبداللہ بن عمر کے پاس آئے ان دونوں انہوں نے جناب امیر سے اجازت لیکے مکہ معظمہ کی اقامت اختیار کی تھی سو اپنے پہلے طلحہ کہنے لگے کہ اے عبداللہ ام المومنین بی بی عایشہ نے محض اصلاح مسلمین اور رفع فتنہ و فساد کیلئے

بصرے کی طرف کوچ کرنے کا عزم مصمم کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسباب مین تم بھی ہمارے ساتھ موافقت کرین پھر زبیر نے کلام آغاز کیا کہ اے ابو عبد الرحمن ہمارے لیے عثمان ذو النورین کے مقدمے مین جو سستی اور علی مرتضی کی بیعت مین جو دیری واقع ہوی تم اس پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہمارے انجام کار کی طرف دیکھئے کہ ہمارا مقصود اصلاح مسلمین کے سواے اور کچھ نہین ام المومنین جناب صدیقہ اس سفر پر عازم ہوئین ہین ان کو تمہارے سا دوسرا مشیر نہین - عبد اللہ بن عمر نے ان کی دعوت قبول نکی عذر کر کے ان کو روانہ کیا - نقل ہے کہ ام المومنین جناب ام سلمہ بھی حج کے لئے آئی تھین سو مکہ معظمہ ہی مین اقامت کی تھین - ایکدن جناب صدیقہ سے ان کے گھر تشریف لائی اور سلام سنت ادا کر کے کہا کہ عثمان ذو النورین تیغ ظلم سے مارے گئے انکے قاتلون نے اور بھی دلیر ہو کے دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی بد خواہی کا ارادہ رکھتے ہین - جب تک انسے قصاص نہ لیا جاوے اس فتنے کی آتش نہ بوجھیگی اور دوسرے شریرون کو بھی تنبیہ نہو وےگی نہایت اندیشناک ہون کہ رفتہ رفتہ یہہ فتنہ کچھ اور ہی رنگ نہ لیوے اور دین و ملت مین خلل پڑنے کی نوبت نہ پہنچے اب طلحہ و زبیر نے محض اصلاح امت کے لئے عراق عرب کا عزم کیا ہے اور مجھے بھی ترغیب کرتے ہین اسواسطے میری التماس ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لاوین شاید کہ آپکی مقدم شریف کی یمن و برکت سے یہہ فتنہ دغو غا دب جاوے اور اصلاح مسلمین کا سبب ہووے - بی بی ام سلمہ نے اول جناب صدیقہ کی التماس قبول کی اور اس سفر مین ان کی رفاقت پر راضی ہوئین لاکن اس کے بعد عمر بن ابی سلمہ جو انکا فرزند تھا منع کرنے سے باز آئین اور عذر کی - روایت ہی کہ جناب صدیقہ نے ایک شخص کو ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق کے پاس بھیجکے پیام کیا کہ اس سفر مین اپنے ساتھ آوین بی بی حفصہ نے اول یہہ بات قبول کی اور فرمایا کہ مین عایشہ صدیقہ کی تابع ہون جب ان کی مرضی اس بات پر آئی ہے مین بھی ان کی خاطر کیلئے آتی ہون - جب یہہ خبر ان کے برادر عبد اللہ بن عمر کو پہنچی اپنی ہمشیرۂ معظمہ سے ملاقات کر کے منع کیا اور نصایح مشفقانہ سے پیش آئے - تب بی بی حفصہ نے لاعلاج ہو کے بی بی عایشہ کی خدمت مین یہہ پیام بھیجا کہ میرا برادر مجھے اس سفر سے مانع ہے مین اس کی مخالفت نہین کر سکتی ہون اسلئے مجھے معذور رکھئے - نقل ہے کہ جب بی بی ام سلمہ و بی بی حفصہ اور عبد اللہ بن عمر اس سفر پر راضی نہوے جناب صدیقہ کا عزم بھی سست ہوا اور اس سے باز آنیکا ارادہ کیا لاکن عبد اللہ بن زبیر نے بہت ہی درد سے عرض کیا کہ یا ام المومنین اگر آپ بصرے کی طرف تشریف نہ لاوین مین نے اپنی جان عزیز سے ہاتھ دھو کے

صحرا و بیابان چلا جاؤنگا صحرائی درندون کا لقمہ ہو جاؤن گا لوگون نے عبداللہ بن زبیر کی یہہ حالت دیکھ
کے ام المومنین کی خدمت مین ان کی بہت کچھ سفارش کی اور تسکین دی جناب صدیقہ نے جو عبداللہ پر
بہت ہی مہر و شفقت رکھتی تھین بارثانی پھر اس سفر کا عزم مصمم کیا تب یعلی بن منبہ نے یمن کی طرف سے
چہار سو اونٹ اپنے ہمراہ لائے اور زر سرخ کے ساٹھ ہزار دینار طلحہ و زبیر کو بطور قرض کے دئے اور ایک
بہتر اونٹ کہ جس کو زر سرخ کے سو دینار سے خرید کیا تھا جناب صدیقہ کی سواری کے لئے پیشکش کیا چنانچہ
بی بی کی عماری اسی اونٹ پر باندھی۔ اور عبداللہ بن عامر نے لاکھ درہم حاضر کئے اور بنی امیہ سے بہت سے
لوگ ہمراہ ہوے لکھتے ہین کہ اونٹ کے پیچھے ۶۰۰ سو سوار اور گھوڑون کے چہار سو ۴۰۰ جملہ ہزار سوار جمع آئے جب یہہ
لشکر آمادہ ہو گیا مکہ معظمہ مین ندا کر دی اور بصرے کے طرف کوچ کئے۔ اس سفر سے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر کو
اصلاح امت اور حضرت عثمان کے قاتلون کی تنبیہ و سیاست مقصود تھی۔ نہ حضرت علی سے کچھ دشمنی اور مخالفت
لاکن سبب ذوالنورین کے قاتلون نے جو حضرت علی کے دربار کو گھیر لیا اور امور خلافت مین دایر و سایر ہو گئے
تھے اس قصے کو کچھ اور ہی رنگ سے جناب امیر کے گوش گذار کیا اور بہت ہی باعث ہوے کہ جلد انکا پیچھا
کرین حضرت امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس ہر چند مانع ہوے لاکن اُن اشقیا
کے غلبے سے اُن کی ممانعت پیش رفت نہوی آخر ہزار تدبیر سے حضرت امیر کو ہمراہ لے کے بصرے کی طرف
نکلے۔ اور جناب عائشہ صدیقہ مکہ معظمہ سے جو بصرے کی طرف روانہ ہوئین تھین ان کی عماری اسی اونٹ پر
باندھی تھی جو یعلی نے پیشکش کیا تھا جس کا نام عسکر تھا بی بی نے اس عماری مین تشریف رکھی تھین اور وہ
اونٹ لشکر کے آگے چلا تھا صبح کے قریب ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ جس کو حَوْاَب کہتے تھے جعفر کے
وزن پر۔ جب بی بی کا اونٹ اس مقام پر پہنچا وہان کے کتون نے اس اونٹ کو دیکھ کے بھونکنا شروع کیا
بی بی وہان اونٹ کھڑا کر کے راہ بتلانے والا شخص جو ہمراہ تھا اس سے دریافت کیا کہ اس چشمے کا کیا نام
ہے اس نے کہا کہ اس کو حَوْاَب کہتے ہین یہہ سنتے ہی بی بی نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور طلحہ کو خطاب
کر کے کہنے لگین کہ اے طلحہ مین تجھے قسم دیتی ہون اللہ تعالی کی کہ مجھے جلد یہان سے حرم محترم کی طرف
پھیر دیجئے۔ طلحہ نے پوچھا کہ یا ام المومنین اس کا کیا سبب ہے تب بی بی نے اس حدیث کی روایت کی کہ
مین نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بہت ایام و لیالی نہین
گذرین گے کہ ملک عراق مین ایک چشمہ ہے کہ جس کو حَوْاَب کہتے ہین اس مقام کے کتے میری بی بیون سے ایک بی بی

کو دیکھ کے بھونکینگے اسلئے میں پھر جانا چاہتی ہون۔ پس اسی جگہ نزول کیا جب جناب صدیقہ کا ارادہ نہ پھرنے کا مصمم ہوا۔ ایسے مین مروان بن الحکم اور اس لشکر کے دو سو ... لوگون نے اس گرد و نواح کے رہنے والے کو جو اسی آدمی ... قریب تھے پیسے دیکے شاہد لائے۔ اسپہون نے گواہی دی کہ اس چشمے کا نام حواب نہین ہے کہتے ہین کہ پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام مین واقع ہوئی۔ پھر بی بی نے فرمایا کہ راہ بتلانے والے کو بلواؤ۔ لوگون نے کہا کہ یا ام المومنین راہ بتلانے والا ... اس چشمے کے نام مین جو غلطی کھائی اسکو ... فرار ہوگیا۔ اور لوگون نے اس راہ بتلانے والے کو جو مدینہ منورہ کی طرف ... کہتے ہین طی کی راہ مین حضرت علی سے ملا اور وہ احوال جو گذرا تھا یعنے ام المومنین کا اونٹ جب چشمہ حواب پر پہنچا وہان کے کتے دیکھ کے بھونکنا اور بی بی مراجعت کا قصد کرنا لاکن لوگ جھوٹے گواہ لانا کہ اس چشمے کا نام حواب نہین ہے اسلئے بی بی آگے بصرے کی طرف روانہ ہونا ظاہر کیا۔ حضرت علی نے ان کی توجہ بصرے کی طرف سنکر خوش ہوے کیونکہ آپ کو اسبات کا اندیشہ بڑا تھا کہ کہین کوفے کی طرف نہ جاکے وہان کے لوگ کو نہ بدلادین۔ غرض ام المومنین اور طلحہ و زبیر آگے روانہ ہوے اور شہر بصرے تک پہنچکے ... مین نزول کیا۔ لاتے ہین کہ ان دنون بصرے کا امیر حضرت علی کی طرف سے عثمان بن حنیف تھا جب اسنے جناب صدیقہ و طلحہ و زبیر کا اسطرف آنیکی خبر سنی عمران بن الحصین و ابو الاسود دیلمی کو جو ہر دو افاضل علما و فقہا سے تھے ان ہر دو کو انکے پاس بھیجکے دریافت کی کہ اس ملک مین تمہارے آنیکا سبب کیا ہی۔ قاصدون نے اول ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکے سوال کیا۔ بی بی نے کہا کہ کئی شہرون کے سفہا اور اوباشون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ہجرت مین جمع آکے ناحق اور بے گناہ خلیفۂ وقت عثمان بن عفان کا خون کیا اور فتنہ و فساد کی آتش سلگادی۔ چونکہ مین سب مسلمانون کی مادر ہون انکے اس ظلم و ستم سے بے آرام ہوکے اس ملک کی طرف آئی تا یہان کے لوگون سے نصرت طلب کرکے ان سے بدلہ لون۔ پھر دے ہر دو قاصد طلحہ و زبیر کے پاس جاکے دریافت کی تو انہون نے بھی یہی جواب دیا۔ ان قاصدون نے عثمان بن حنیف کے پاس جاکے یہہ سوال و جواب سنوادیا۔ جب حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کے دربار کو گھیرے ہوے تھے عثمان بن حنیف کو یہہ گمان ہوا کہ جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر نے امام وقت جناب امیر کی مخالفت پر کمر باندہی ہین سو اسیوقت حکم کیا کہ جدال و قتال کا اسباب مہیا کرین تا معلوم ہوجاوے کہ بصرے کے لوگون سے کوی طلحہ و زبیر کے ساتھ موافق ہے یا نہیں۔ اسیکے اشارے سے قیس بن مغیرہ مسجد جامع مین آیا بہت سے لوگ جمع آے تھے انکی طرف خطاب کرکے کہنے لگا کہ ایہا الناس

یہہ جماعت جو کہتی ہے کہ ہم امن کے لئے اس نواح میں آئے ہیں یہہ بات کچھ عقل میں نہیں آتی ہے کیونکہ مکہ
معظمہ ایسی امن کا مقام ہے کہ جہاں وحوش و طیور کا بھی کوئی متعرض نہیں ہوتا پس ام المومنین زوجہ سید المرسلین
کو وہاں کس طرح امن نہ ہوگا۔ اگر یہہ جماعت کہتی ہے کہ عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرنے کے لئے ہم یہاں
آئے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کے قاتلوں سے کوئی شخص ہمارے شہر میں نہیں ہے اب مناسب یہی ہے کہ ہم سب
بالاتفاق اس جماعت کو ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیں۔ اس وقت ابن سریح سعدی جو حاضر تھا کہنے لگا کہ
اگر یہہ جماعت ہمارے لیے اور دوسروں سے عثمان ذوالنورین کے طلب خون میں استعانت کرتی ہو جس نے انکا
خون مباح جانیگا اس کا خون بھی حلال ہوگا یہہ بات سنکے حاضرین [illegible] کہ قیس بن [illegible] کو مسجد [illegible]
[illegible] طلحہ و زبیر [illegible] اور سختی کم ہوئی۔ پھر طلحہ و زبیر نے [illegible]
پیغام کیا کہ ہمارے لشکر میں بڑی تنگی ہے بیت المال تو سب مسلمانوں کا حق ہے خزانہ بیت المال سے ہمارا خرچ دیجئے
عثمان بن حنیف نے بیت المال سے ان کو دینے پر راضی ہوا اور ان کو شہر میں آنے سے بھی منع کیا بلکہ جنگ پر تیار
ہوگیا۔ پس وے بھی دوسرے روز مقابلے پر آمادہ ہو کے نکلے جناب صدیقہ کو اسی اونٹ کی عماری میں سوار
کروا کے ایک میدان میں کھڑا رہے بی بی کی سواری کے داہنے طرف طلحہ اور بائیں طرف زبیر اور سب سپاہ صف کھینچے
ہوئے کھڑے تھے عثمان بن حنیف بھی ان کے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں۔ اور بصرے کے تمام
لوگ اس میدان میں حاضر ہو گئے طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کی فضیلتیں بیان کر کے انکی قصاص طلبی میں مسلمانوں
سے مدد چاہی۔ تب ان لوگوں میں دو فرقے ہوئے ایک فرقہ کہنے لگا کہ طلحہ و زبیر راست کہتے ہیں حضرت عثمان کی
قصاص طلبی سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ دوسرے فرقے کو یہہ گمان ہوا کہ یہہ لوگ حضرت علی کی مخالفت پر کمر باندھے ہیں
کہنے لگا کہ یہہ دو شخص اول حضرت علی سے بیعت کر کے اب توڑتے ہیں۔ جناب ذوالنورین کے قصاص کے حیلے سے
منصب ریاست چاہتے ہیں۔ اور بعضے صحابہ جو عثمان بن حنیف کے لشکر میں تھے بلند آواز سے کہنے لگے کہ قسم ہے
اللہ تعالیٰ کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عثمان ذوالنورین کے قتل سے بھی یہہ بات نہایت سخت ہے
کہ آپ کی حرم محترم کو اونٹ پر سوار کروا کے ایسے مقام میں حاضر کریں۔ پھر بی بی کی عماری کی طرف متوجہ ہو کے کہنے
لگے کہ یا ام المومنین اگر آپ ہی اپنی رغبت سے اس طرف آئی ہوں تو واپس تشریف لیجائیے کہ ہم کو بھی یہی لازم ہے
کہ آپ کو وہیں روانہ کریں کہ جہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے لئے ایک مکانِ خلوت و گوشہ عصمت قرار
دیا ہے اگر آپ کراہت اور جبر سے یہاں آئی ہوں تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ ہے جنہوں نے آپکو یہاں تک لائے

اور ملت اسلام مین ایسے گران کام کو آسان سمجھا۔ پھر کہنے لگے اے طلحہ و زبیر تم حواریان پیغمبر ہو بڑا افسوس ہے
کہ تم نے اداے حقوق پیغمبر کی کچھ رعایت نہ کی اپنے عورتون کو پردہ عصمت مین محفوظ رکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حرم محترم کو برسر میدان لے آکے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا کیا۔ یہہ بات سنکے طلحہ و زبیر خاموش ہو رہے تھے
کچھ جواب ندیا۔ ایسے مین حکیم بن جبلہ نے جو عثمان بن حنیف کا سپہ سالار تھا یکبیک طلحہ و زبیر کے لشکر پر حملہ کیا
سو کئی لوگ مارے گئے۔ تب ناچار انکا لشکر بھی حرکت مین آیا بصرے والون سے بھی اکثر لوگ طلحہ و زبیر کیطرف
ہو گئے شام تک جدال و قتال جاری رہا جب شب آئی ہر دو فریق اپنے اپنے مقام کی طرف چلا گئے دوسرے
روز بھی ناگاہ دلیر ماہی جنگ شروع ہوا سو نماز ظہر تک کوئی کسیکی نہین سنتا تھا آخر جناب صدیقہ نے منادی کرادی
کہ ام المومنین کہتے ہین کہ مسلمان آپس مین کس لئے جنگ کرتے ہو محض فتنہ دفع کرنے اور مسلمانون کی جان بچانے کی
نیت سے اس طرف ہمارا آنا ہوا۔ نہ مسلمانون کا خون بہانے اور فتنہ کھڑا کرنیکے لئے اب بہتر بات یہی ہی کہ ایکدگر
صلح کرین۔ عثمان بن حنیف نے کہا کہ مین ہرگز صلح نکرونگا۔ جب تک طلحہ و زبیر کو آپسے دور نکرین کیونکہ وہ خلیفہ
بحق سے نکث بیعت کئے ہین غرض صلح تو نہوئی بی بی کے حکم بموجب جنگ موقوف ہوا طلحہ و زبیر کے ملازمین نے عثمان
بن حنیف پر شبخون کرکے اس کے اکثر یارون کو قتل کیا اور ان کے لشکر کے اوباش و اشرار عثمان بن حنیف کے
سب داڑھی کے بال توڑ دئے اور یہہ سب کام جناب صدیقہ کے بے اطلاع وقوع مین آیا قریب تھا کہ عثمان بن
حنیف کو قتل کرین ایسے مین بی بی کو خبر ہوتے ہی اُن لشکریون پر غصہ ہوئین اور فرمایا کہ عثمان بن حنیف شریف
اور اصحاب رسول سے ہے اس کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز سزاوار نہین تھا اور بہت زجر و توبیخ کرکے اس کے قتل سے
منع فرمایا۔ پس عثمان بن حنیف مدینے کی طرف روانہ ہوے۔ اور خزانہ بیت المال طلحہ و زبیر کے ہاتھ آیا بصرہ
کے لوگون نے بی بی سے عرض کی کہ نماز پنجگانہ ہم کس کے ساتھ پڑہین۔ اور اپنے مقدمات کس کی طرف رجوع کرین ہم تو آپ
کے سوا اسے چارہ نہین۔ بی بی نے حکم کیا کہ بالفعل محمد بن طلحہ یا عبداللہ بن زبیر یا عبدالرحمن بن اسید کے ساتھ
نماز پڑہا کرین ویساہی ایکروز محمد بن طلحہ اور ایک روز عبداللہ بن زبیر نماز پڑہواتے تھے۔ اور عثمان بن حنیف جو بصرے
سے مدینے کی طرف روانہ ہوے راہ مین حضرت علی سے ملکے سب ماجرا ظاہر کیا پہنچنا حضرت علی کا مدینہ
سے ذی قار تک اور اقامت فرمانا اسی مقام پر۔ اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور
عبداللہ بن جعفر کو کوفے کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفے سے۔ اور مخالفت
کرنی ابو موسی اشعری اُن ہر دو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا شاہزادہ والا تبار امام حسن

و عمار بن یاسر کو کوفے کی طرف مستقصی بین لایا ہے کہ جب امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے
موضع ذی قار بین شرف اقامت فرمائی اکیدن شاہزادہ دین پناہ امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے
اور گذارش کی کہ اے پدر مین نے چند باتین خیر طلبی اور دولت خواہی کی راہ سے جن بین حضور کے مہمات کی صلاح
و فلاح مندرج تھی عرض جناب کی۔ لاکن انمین سے کوئی بات بھی درجہ اجابت نپائی اب نوبت اسبات کی آن پہنچی کہ ہم
اس بیابان مین بھوک اور پیاس کے صدمے سے ہلاک ہو جاوین جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند گریہ
وزاری نکیجیے بلکہ ان باتون سے خبر دیجیے کہ تم نے کونسی باتین کہین جو مین نے قبول نہ کین۔ شاہزادے نے
عرض کی کہ ایابی جن دنون عثمان ذوالنورین پر محاصرہ ہوا تھا مین نے گزارش کی کہ ہم سبکو ہمراہ لیکے آپ اس
شہر سے نکلا چاہیئے تاہم اس فتنے مین نرہین مجھے اسبات کا بڑا خطرہ ہے کہ کہین بعضے لوگ آنکے قتل سے آپ کو
متہم نکرین۔ آپنے میری بات کی طرف التفات نکی۔ اور جب عثمان ذوالنورین مقتول ہوے مین نے عرض کی
کہ آپ خانہ نشین اور خلوت گزین ہو جائے جب تک سب لوگ آپ کی بیعت پر اجماع و اتفاق نہ کرین آپ گھر سے
باہر تشریف نہ لایا چاہیئے آپنے یہ بات بھی گوش رضا سے استماع نہ فرمائی۔ اور جس وقت وے لوگ بصرے
کی طرف متوجہ ہوے مین نے ظاہر خدمت کی کہ انکو چھوڑ دیجیئے تا عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے اسکے
نواح مین کسی کو پاوین تو قتل کردین آپنے یہ عرض بھی قبول نفرمائی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ اے
دلبند جس زمانے مین عثمان ذوالنورین پر محاصرہ تھا اس وقت مدینے سے مین نے جو نہین نکلا اسکا سبب
یہ ہے کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ مجھے نہ چھوڑینگے ہرگز گوشہ مین بیٹھنے ندینگے۔ اور میرے ہاتھ پر
لوگون کی بیعت جمہور صحابہ کے اتفاق سے واقع ہوی۔ اگر بعضے اعراض کرین اور نکث بیعت کے مقام مین
آوین اس سے مجھ پر اعتراض نہ آویگا اور تم نے وہ جو کہا کہ مین ان کو چھوڑ دون تا خون عثمان طلب کرین جانئے
کہ اس خون طلبی سے انکا مقصود میرے ساتھ مواخذہ کرنا ہی حالانکہ مین اس امر شنیع سے پاک ہون۔ اے فرزند
تو میرے بجاے سمع و بصر ہے اب تامل کیجیئے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے طرف
عالم باقی کے رحلت فرمای مین نے امر خلافت کے لئے میرے سواے اور کسی کو احق اور سزاوار نہین جانتا تھا
جب لوگون نے ابوبکر صدیق کی خلافت پر اتفاق کیا مین نے بھی انکی موافقت اختیار کی اور انکے ہاتھ پر بیعت کی
اور انہون نے اپنے وقت وفات عمر بن الخطاب کو خلیفہ ٹھہرایا مین نے اس بات پر بھی راضی ہوا اور ان سے
بیعت کی۔ اور انہون نے اپنی وقت رحلت امر خلافت کو اصحاب شوری کی راے پر موقوف رکھا شوری والون نے

عثمان بن عفان کے ہاتھ پر بیعت کی تب فتنہ دفع ہونے اور خلاف سے بچنے کے لئے مین بھی انسے بیعت کی۔ اور جب انکا قتل ہوا مین خانہ نشین ہوا اور باہر نکلا آخر لوگ میرے طالب ہوے اور میرے بیعت کرنیکے باب مین بڑا ہی اصرار و مبالغہ کیا مین نے مسلمانون کے امور ضروری معطل رہنے کے باب مین بہت اندیشناک ہوا۔ اور ناچار بیعت ان کا قبول کیا اور لوگون نے اپنی طوع و رغبت سے بیعت کی فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا نقل ہے کہ جب حضرت علی نے دیکھا کہ جو فوج اپنے ہمراہ رکاب ہے بصریون کے مقابلے کے لئے کفایت نکریگی تب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ایک مکتوب دیکے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو عثمان ذوالنورین کے طرف سے کوفے کے حاکم تھے روانہ فرمایا تاکوفے کے سپاہ کو فراہم کرکے جلد ایک لشکر اپنے پاس روانہ کرے۔ اور کوفیون کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا رقم فرمایا کہ بندہ خدا امیر المومنین علی کی طرف سے معلوم ہووے کہ اسے اہل کوفہ مین نے سب جہانون سے تم کو اختیار کیا ہون۔ یہہ کام جو میرے درپیش ہے جب اس سے فراغت حاصل ہوگی مین تمہارے طرف آؤنگا اور تمہارے شہر مین وطن اختیار کرونگا تمہارے سے جو لوگ ہماری محبت کا دم مارتے ہون چاہئے کہ اب ہمارے طرف آوین۔ کہتے ہین کہ حضرت علی بعضے اہل مدینہ سے اس قدر آزردہ خاطر تھے کہ پھر او دھر مراجعت فرمانیکا ارادہ نہین تھا اور یہہ عزم بالجزم کرچکا تھا کہ مکہ معظمہ مین یا کوفے مین اقامت فرماوے۔ جب موضع ذی قار مین لشکر جمع ہونیکے لئے توقف فرمایا اس وقت اپنا اسباب و سامان بھی مدینہ طیبہ سے منگوالیا۔ القصہ جب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر کوفے مین آئے اور وے ہر دو نامہ نامی پہنچائے کوفے کے لوگون نے اسباب مین ابو موسیٰ اشعری سے مشورت کی۔ ابو موسیٰ غصہ ہوے اور منبر پر سوار ہوکے حمد و نعت کے بعد کہنے لگے کہ لوگو علی بن ابی طالب اور طلحہ و زبیر حکومت و ریاست کی طرف مایل ہین تمہارے بیچ جس نے طالب دنیا ہوا ان ہر دو سے ایک کی طرف جاوے اور جو راغب آخرت ہو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ رکھے کنج سلامت اختیار کرے۔ محمد بن جعفر نے یہ باتین سنکے غصے ہوے اور ابو موسیٰ کے ساتھ سختی سے کلام کیا ابو موسیٰ نے کہا کہ عثمان بن عفان کی کمند بیعت میری گردن اور تمہارے صاحب یعنے علی بن ابیطالب کی گردن مین باقی ہے۔ اگر قتال کے سوائے چارہ نہو اول قاتلان عثمان سے قتال کیا چاہئے۔ قاصدون نے جب دیکھا کہ ابو موسیٰ اشعری نہایت سختی پر ہے اور کوفے والے بھی اس کے حکم سے عدول نہ کرینگے ناچار کوفے سے ذی قار کی طرف لوٹ آئے اور جا امیر المومنین کی خدمت مین ظاہر کیا۔ جناب امیر نے ابو موسیٰ کی سختی اور بیفرمانی سنکے بہت تعجب کیا۔

بن عباس اور مالک اشتر کو روانہ فرمایا رستے ہی سے واپس آگئے ابوموسی کی وہی سختی اور مخالفت ظاہر کی پھر حضرت
علی نے اپنے ارجمند سبط اکبر حضرت امام حسن و عمار بن یاسر کو روانہ فرمایا۔ جب شاہزادے کے قدوم میمنت لزوم کی نوید
کوفیوں کو پہنچی اس شہر کے عمائد و اشراف استقبال کو آگے آپکی دولت دست بوسی سے مشرف ہوئے اور ہمراہ
رکاب کوفے میں داخل ہوئے امام حسن اور عمار بن یاسر مسجد جامع میں تشریف لے آئے یہ خبر سنکے بعضے جو اس
شہر میں حاضر تھے اور تابعین کی ایک جماعت اور اکثر علما و فقہا اور ایک خلق کثیر ملازمت کے لئے حاضر ہوئے اور
شاہزادے کا کلام فیض التیام گوش رغبت سے سننے لگے۔ اسی میں جب آپکی نظر ابوموسی اشعری پر پڑی
فرمایا کہ اے ابوموسی نہایت عجب ہے کہ تم تو ہماری تائید نکی بلکہ لوگوں کو ہماری نصرت سے بھی منع کیا حالانکہ ہمارا
غرض سوائے اصلاح مومنین کے اور کچھ نہیں۔ ابوموسی نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
میں نے لوگوں کو آپکی نصرت سے منع نکیا بلکہ وے جیسا میرے سے مشورت چاہا ہے میں نے انکی نصیحت اور خیر خواہی
بجا لائی اور جو مشورت کا حق تھا ظاہر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ یعنی جس
سے مشورت طلب کریں چاہئے کہ وہ امین رہے حق امانت بجالاوے اسباب میں اس کو جو ثواب نظر آوے بیان
کرے۔ سو میری رائے میں جو بات ٹھیک نظر آئی بیان کی اے صاحبزادے آپکے جد امجد سے میں نے سنا ہے
کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ ایک فتنہ پیدا ہوویگا اس فتنے کے موسم میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر
ہے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہے اور پیادہ چلنے والا راکب سے بہتر ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی فتنہ ہے
عمار بن یاسر نے کہا کہ اس حدیث کی مراد اور ہے۔ یہ تو خلیفہ حق کی نصرت طلبی ہے جو سب لوگوں پر واجب ہے اسی اثنا
میں اسی محفل میں دو جماعتیں ہوگئیں ایک جماعت جو حضرت علی کے احباب سے تھی عمار کی تائید پر آئی دوسری جماعت جو
عثمانی تھی ابوموسی کی نصرت پر مائل ہوئی قریب تھا کہ ہر دو فریق میں تلوار چلے ابوموسی نے ان کو اپنے ہاتھ سے
اشارہ کر کے بٹھلایا۔ اور آپ منبر پر سوار ہوکے خطبہ شروع کیا اور وہی بیان کرنے لگا جو محمد بن ابی بکر اور محمد بن
جعفر سے کیا تھا۔ تب شاہزادہ گرامی شان امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس پر آواز کی اور فرمایا کہ اے ابوموسی
جب منصب خلافت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ساتھ منسوب ہے پس منبر انہیں کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے
جب تم نے اپنے بیعت نہ کی تمہیں منبر سے کیا سروکار اور منبر پر سوار ہونا کب سزاوار بلکہ تم نے اپنی حکومت
سے معزول ہوا اب منبر سے نیچے آئے۔ زید بن صوحان نے کہنے لگا کہ لوگوں نے جناب امیر کی نصرت کا ارادہ
مصمم کیا ہے تم انکو روک نہ سکوگے پھر بے فائدہ کس لئے مشقت کھینچتے ہو اور کوفے کے اکثر اکابر و عمائد بھی ایسا ہی کہا

پس ابوموسی منبر سے اترے شاہزادہ جلیل الشان رفیع المکان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر سوار
ہوکے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اور حمد و صلوات کے بعد سب مسلمانون کو امیر المومنین کی اطاعت
و انقیاد پر ترغیب و تحریص کی سب کے سب اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ابھی امام ہمام اور سب مسلمین مسجد مین ابھی تھے
کہ اتنے مین مالک اشتر نے جو موضع ذی قار سے نکلے تھے داخل کوفہ ہوئے اور لوگون سے سنا کہ ابو موسی نے
شاہزادے کے ساتھ بھی مخالفت کر رہا ہے چنانچہ اب مسجد جامع مین ایک خلق کثیر جمع آئی ہے۔ یہ سنتے ہی تنہا
برہم ہوئے مسجد کا قصد نہ کرکے ویساہی ابو موسی کے دارالامارے پر جا پہنچے اور ان کے چند غلام جو حاضر تھے ان
پر ہاتھ چلایا اور زخمی کر دیا دارالامارے مین جاکے ابو موسی کا جو خاص مال و اسباب موجود تھا اٹھا کے باہر پھینکنا
شروع کیا۔ ان غلامون نے اسیوقت اسی شکستگی اور خواری کے ساتھ مسجد کی طرف جاکے اپنا سب احوال ظاہر
کیا۔ ایسے مین ابو موسی یہ خبر سنتے ہی نہایت مکدر و مضطر ہوکے دارالامارے کی طرف آئے۔ مالک اشتر نے کہا
کہ اے ابو موسی یہ سرائے سلطانی ہے تمہین اس سے کیا سروکار یہ دارالامارہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ
علاقہ رکھتا ہے اور تم ان سے شرف بیعت حاصل نہ کی ہے پس تمہین اس مکان سے کچھ علاقہ نہین۔ اسیوقت اپنا اسباب
لیکے اور کہین چلا جانا چاہیے۔ ابو موسی نے اپنی وہ شدت و حدت چھوڑ دیکے تواضع کی راہ لی اور کہنے لگے کہ اچھا
آج ایک ہی دن مہلت دیجیے تا کل کے روز دوسرے مکان کی طرف نقل کرون۔ مالک اشتر نے کہا کہ ایک ساعت کی
مہلت نہ دونگا۔ ایسے مین کوفے کے خواص و عوام جب یہ خبر سنی بہت سے لوگ جمع آئے بڑا ہی اژدہام ہوا۔ آخر
بعضون نے بہت کچھ سفارش کرکے ایک روز کی مہلت دلوائی۔ غرض جب دوسرے روز دارالامارہ خالی ہو چکا
کوفے کے اکثر عمدگون نے باعث ہوکے حضرت امام حسن کو لاکے دارالامارے مین اُتارا۔ دوسرے روز امام ہمام
نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل علی الصباح مین بصرے کے طرف روانہ ہوتا ہون جو لوگ خشکی کی راہ سے آنا چاہتے
ہین میرے ہمراہ آوین اور جو لوگ کشتی کی سواری سے جاینگا ارادہ رکھتے ہین انکو بھی رخصت ہے کہ کشتی پر روانہ ہووین
پس دوسرے روز بعضے لوگ شاہزادے کے ہمراہ رکاب اور بعضے بر سر آب کوچ کیا جملہ نو ہزار دو سو مرد با ہتھیار
موضع ذی قار مین جمع آئے۔ جناب امیر نے انکے استقبال جاکے کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ لے آیا اور بہت کچھ
الطاف و شفقت ظاہر کی۔ اور فرمانے لگے کہ اہل کوفہ اللہ تعالی نے تمکو عجم کے بادشاہون پر فتح و نصرت بخشی اور
تمکو ایسا زور و قوت عطا فرمایا کہ جب سے اکاسرہ کی شوکت و صولت ٹوٹ گئی اور ان کا مال و متاع اور خزینے و دفینے
تمہارے ہاتھ آئے اور انکی تاج و تخت اور ملک و ریاست کے مالک ہوئے شکر و سپاس اس قادر متعال کو کہ کفار [illegible]

البتہ ولی باکمال و صاحب جذب و حال باوجود اپنے اس بے سروسامانی و ضعف جسمانی کے جو قطع منازل کرکے حضرت علی کی خدمت مین آے اور شرف بیعت سے مشرف ہوے اور آپکے مخالفون کے ساتھ جنگ کرکے شہید ہوے اس سے معلوم ہوا کہ امام بحق حضرت علی تھے - اور آپکے مخالف باغی - لاکن جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر جب ارباب اجتہاد سے تھے حضرت علی پر خروج کیا اور کچھ نفسانیت اور بغض و عداوت کا سبب نہین تھا جب اپنی خطاے اجتہادی پر آگاہ ہوے اس سے باز آے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آگے آویگا - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت احکام شریعت کو غلبہ ہے جب امام بحق کافرون یا باغیون پر خروج کرے اس زمانے کے علما فضلا زہاد و عباد صلحا و اولیا کو لازم ہے کہ امام وقت کی تبعیت و نصرت مین کمر باندھے کیونکہ اولی الامر کی اطاعت سب خواص و عوام اہل اسلام پر واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

ف اویس رحمۃ اللہ علیہ کو قرنی کہنے کا سبب یہہ ہے کہ قرن بن رومان بن ناحیہ بن مراد جو انکے اجداد سے ایک شخص کا نام ہے اویس اس کے ساتھ منسوب ہین قرن قاف کی فتح اور رے کے سکون سے ہے - اور قرن بلاد مین سے ایک بلد کا بھی نام ہے اس مین قاف اور را ہر دو مفتوح ہین - ایسا ہی کہا صاحب قاموس نے - اور اویس قرنی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین آئی ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَّاْتِیْکُمْ یعنے روایت ہے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر ایک مرد آویگا تمہارے پاس یمن سے کہتے ہین اسکو اویس لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّہٗ نہین چھوڑیگا وہ مرد یمن مین سواے اپنی ایک مادر کے جو رکھتا ہے قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ فَاَذْھَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْھَمِ مقرر تھی اس کو ایک سفیدی یعنے برص دعا کی اس نے اللہ تعالیٰ سے - دور کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے اس سفیدی کو مگر ایک دینار یا درہم کے مقدار باقی ہے یہہ راوی کا شک کہ حضرت نے دینار فرمایا یا درہم - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ سفیدی جو اس قدر باقی رہی وہ بھی اسکی دعا کا سبب ہے کہ اس نے عرض کی خداوندا میرے جسد مین اس سے تھوڑی نشان باقی رکھدے تا مین اس کو دیکھ کے تیری نعمت یاد کرون - فَمَنْ لَّقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ پس تم سے جس نے اس سے ملیگا تو چاہیئے کہ بخشش مانگے تمہاری یعنے اس شخص کو ضرور ہے کہ اس سے یہہ دعا چاہیئے کہ وہ بارگاہ الٰہی مین اپنی مغفرت طلب کرے وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ عمر فاروق نے کہا کہ مین نے سُنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

کہ تابعین میں بہتر ایک مرد ہے کہ کہتے ہیں اسکو اویس وَلَہٗ وَالِدَۃٌ وَکَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْہُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ
اور اس کو ایک سفیدی تھی پس اس سے تم چاہو کہ وہ تمہارے لیئے استغفار کرے۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے
شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھا ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل خیر وصلاح سے دعا طلب کرنی
بہتر ہے اگرچہ طالب افضل ہو۔ اور بعضوں نے کہا کہ حضرت نے اویس کو خوش کرنے کے لیئے یہہ بات فرمائی
اور لوگوں سے یہہ توہم بھی دور ہو کہ اس نے حضرت کی فیض صحبت سے جو محروم رہا اس کا یہی سبب تھا کہ اسکو
والدہ تھی اسکی خدمت کرتا رہی سکے لیئے اویس کے سوا سے اور کوئی نہین تھا سو اسکی خدمتگذاری کے عذر سے
حاضر حضور نہو سکا۔ اور شیخ دمیری نے کتاب حیوۃ الحیوان مین اویس قرنی کے مناقب مین یہہ حدیث لائی ہے

رَوٰی اَحْمَدُ فِی الزُّہْدِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیْ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ قَالَ الْحَسَنُ ھُوَ اُوَیْسُ الْقَرَنِیْ

یعنی روایت کی امام احمد نے کتاب زہد مین امام حسن بصری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے داخل ہونگے جنت مین شفاعت سے ایک مرد کے میری امت سے زیادہ ربیعہ اور مضر کی قوم سے کہا
حسن بصری نے کہ وہ مرد اویس قرنی ہو انتہی۔ اور عمر فاروق سے اویس قرنی کی ملاقات ہونے مین مختلف اور
متعدد روایتین آئی ہین ممکن ہے کہ اوقات مختلفہ مین وے سب روایتین وقوع مین آئی ہوان شیخ عبدالحق دہلوی نے
امام سیوطی کی جمع الجوامع سے وے روایتین شرح مشکوۃ مین نقل کی ہین اندیشہ طوالت سے یہان ایک دو
روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امام حسن بصری سے روایت آئی ہے کہ جب قرن کے لوگ حج کے موسم مین آئے
امیرالمومنین عمر فاروق نے انسے سوال کیا کہ لوگو کیا تمہارے مین کوئی شخص اویس نامی ہے۔ تب انسے ایک شخص نے
کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین آپ اس سے کیا چاہتے ہو وہ تو ایسا شخص ہے کہ جنگل اور ویرانون مین رہا کرتا ہے اور
لوگون مین نہین آتا ہے عمر فاروق نے فرمایا کہ اس کو میرا سلام پہنچا کے کہہ دیجیے کہ میری ملاقات کرے۔ اس
شخص نے جاکے حضرت عمر کا سلام وپیام پہنچایا۔ پس اویس قرنی نے حاضر ہوے اور سلام کیا حضرت عمر نے
کہا کیا تم ہی ہو اویس کہا ہان یا امیرالمومنین پھر پوچھا کہ کیا تمہارے بدن پر کچھ سپیدی تھی کہ تم دعا کی تو اللہ تعالی نے
اسکو دور کیا اور پھر تم نے التجا کی تو اس سے کچھ باقی رکھا کہا ہان یا امیرالمومنین کس نے خبر دی۔ عمر فاروق نے
کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی خبر دی اور حکم کیا کہ تم سے سوال کرون تا میرے حق مین
تم دعا کرین تب اویس قرنی نے حضرت عمر کے حق مین دعا کی اور کہا کہ یا امیرالمومنین آپسے میری حاجت یہی ہے

کہ میرا حال پوشیدہ کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ پس اویس قرنی ہمیشہ لوگوں سے
مخفی رہتے یہاں تک کہ نہاوند میں شہادت پائی روایت کی اس کی ابن عساکر نے۔ اور سعید ابن المسیب سے روایت
آئی ہے کہ عمر بن الخطاب نے منبر منیٰ پر سوار ہو کے ندا کی کہ اے اہل قرن یہ سنتے ہی اس قوم کے پیروں نے
سب اٹھ کر کھڑے رہے اور کہا یا امیر المومنین کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اویس والا ہے
تب انمیں ایک بڈھے نے کہا کہ ہمارے درمیان کوئی یہ نام والا نہیں مگر ایک دیوانہ کہ بیابان اور گورستان
میں رہا کرتا ہے نہ کسی کو اس کے ساتھ الفت ہے نہ اس کو کسی کے ساتھ محبت۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں اس
چاہتا ہوں جب تم قرن جاؤ گے تو اس کو ڈھونڈو اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
نے مجھے بشارت دی ہے اور حکم فرمایا کہ میں حضرت کا سلام تمہیں پہنچاؤں۔ پس جب ان لوگوں نے قرن میں
جا پہنچے اور ڈھونڈھا تو ایک ریگستان میں اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا اور عمر فاروق اور حضرت کا سلام انکو پہنچایا
تب اویس قرنی نے کہا کہ امیر المومنین میری شہرت دی اور میرا نام مشہور کیا۔ السلام علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ پس یہ کہہ کے حیران و پریشان جنگل بیابان کی طرف چلے گئے پھر انکا کہیں سراغ
نہ پایا اور کوئی نہ دیکھا یہاں تک کہ حضرت علی کے زمانے میں آئے۔ اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کے جنگ
کیا اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور ابن عباس کی روایت میں آیا ہے
کہ عمر فاروق نے دس سال تک اویس قرنی کا احوال پوچھتے رہے یہاں تک کہ حج کے موسم میں ایک روز
فرمایا اے اہل یمن تمہارے سے مراد کے قبیلے والوں سے کوئی ہیں تو اٹھ کر کھڑے رہیں۔ تب مراد کے
قبیلے والے کھڑے رہے اور دوسرے بیٹھ گئے۔ پس فاروق اعظم نے پوچھا کہ تمہارے بیچ اویس ہے۔ تب
ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نہیں پہچانتے ہیں اس کو مگر ایک برادرزادہ ہے کہ اس کو اویس اویس
کہتے ہیں اور وہ بہت ضعیف اور خوار تر ہے ایسا شخص نہیں کہ آپ اس کے احوال پرساں ہوں۔ حضرت عمر نے
کہا وہ کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ اراک میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی اسی وقت
سوار ہوئے اور اراک تک جا پہنچے ناگاہ دیکھتے کیا ہیں کہ اویس نماز میں کھڑے اور اپنی نظر سجدہ گاہ پر لگائی
ہے۔ جب حضرت عمر اور حضرت علی نے ان کو دیکھا آپس میں کہنے لگے کہ ہم جس کو ڈھونڈھتے ہیں وہ یہی تو یہی
شخص ہوگا۔ جب اویس نے انکی آواز سنی اپنی نماز کو سبک کی اور نماز سے فارغ ہو کے ان ہر دو اصحاب جلیل القدر
کی طرف متوجہ ہو کے کہا السلام علیکم انہوں نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ پھر پوچھا کہ تمہارا

کیا نام ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے تم پر اس نے کہا کہ عبداللہ۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ جو آسمان
و زمین میں ہے وہ بندہ خدا ہے لیکن ہم قسم دیتے ہیں تم کو اس رب کی جو پروردگار ہے کعبے کا اور اس حرم کا
کہ کیا نام ہے تمہارا جو تمہاری والدہ نے رکھا۔ تب کہا کہ میرا نام اویس بن عامر ہے۔ پھر کہا کہ اپنے بائین
پہلو کو بھی کھولیئے اس نے کھولا پس [illegible] نظر آیا [illegible]
نے اس پر بوسہ دیا اور کہا کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو [illegible] پہنچا دیں اور تم
سے دعا سوال کریں کہ تم ہمارے حق میں دعا کریں۔ اویس نے کہا کہ ہر نماز کی [illegible] میں دعا کرتا ہوں وہ
واسطے مشرق و مغرب کے سب مسلمانوں کو شامل ہوتی ہے فرمایا کہ بالخصوص ہمارے لیے دعا کیجیے۔ تب ان بزرگوں اور
سب مرد و زن مسلمانوں کی حق میں دعا کی۔ حضرت [illegible] نے فرمایا کہ کوئی چیز [illegible] اویس نے کہا کہ یہ دو جامے
کہنہ میرے بدن پر اور یہ ہر دو نعل پیوند زدہ [illegible] اس [illegible] ہم بھی حاضر ہیں جب یہ تمام
خرچ ہو جاوین تب لوگوں سے کہا اور کہا کہ جس نے ایک صبح سے شام کی امید رکھی [illegible] ایک [illegible] کی امید رکھتا ہے اور ایک مہینے
کی امید رکھا تو ایک سال کی امید دراز کرتا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کے [illegible] اونٹ انہیں پہنچا دیا اور وہاں سے
سدھارا تو اور کسی کو نظر نہ آیا۔ روایت کی اسکو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں **ف** یہ قصہ اخیر ابن عباس سے
منقول ہے شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا میں اور امام غزالی کیمیاے سعادت میں بسط کے ساتھ لایا ہے
ہاں [illegible] اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت نے اپنا پیراہن مبارک [illegible] علی مرتضیٰ کے تحویل کر کے وصیت
فرمائی کہ اویس قرنی کو پہنچاؤ اور کہو کہ اس امت مرحومہ کی حق میں دعا کریں انتہی۔ یہ فقیر جب تذکرۃ الاولیا کا ترجمہ کیا
اور وہ مطبوع ہو کے جا بجا مشہور ہوا۔ سننے میں آیا کہ بعضے ابناے زمان نے اس قصے سے استبعاد کیا اور کتب
حدیث سے مستند نجانا ع واے نہ یکبار کہ صد بار واے ؎ اگرچہ ان لوگوں نے اسکی سندین دیکھتے ہی اپنی
نیک نہادی سے مان لیا۔ لیکن اس زمان فساد نشان میں یہ عبارت تو ہر جا کھڑی ہے کہ جو بات آپ نہ جانتے
ہیں اسکی تضعیف و تکذیب پر کمر باندھتے ہیں اور جو کتابیں آپ دیکھے ہیں پس علم اسی میں منحصر سمجھتے ہیں ؎
چو آن کرمیکہ در سنگی نہانست ؛ زمین و آسمان او ہمانست ؛ انصاف و سعادت کا طریقہ یہہ ہے کہ کسی معتبر
کتاب کے کسی مقام میں شک رو دیوے تو اسکے رد و انکار میں جلدی نکریں بلکہ اس فن کے ماہروں سے تحقیق
کرائیں اگر ترجمہ مذکورہ نہ چھپگیا ہوتا اس میں وے سندین داخل کئے جاتیں۔ اب اس کتاب میں جب اویس
قرنی کا ذکر آیا فقیر نے مناسب جانا کہ وے حدیثیں جو انکی شان میں آئی ہیں اور وے قصے جو محدثین اپنی

کتب مین لائے ہین بلا کم و بیش نقل سکئے - باقی رہی وہ بات جو حضرت سے اپنا پیراہن شریف ان کو عنایت فرمایا البتہ اسکی سند بھی شیخ فریدالدین عطار کو دوسری روایت سے ملی ہوگی - یہہ بھی کچھ بعید نہیں کہ جگہ نہین کیونکہ حضرت سے اپنی حین حیات اپنے پوشاک مبارک سے کسی کو پیراہن کسی کو چادر کسی کو لنگ عنایت فرمائی ہے - سیر و حدیث کے ماہرون پر یہہ بات پوشیدہ نہین پس ایسا ہی اویس قرنی کو بھی عطا فرمایا ہو واللہ اعلم **نامہ روانہ فرمانا امیرالمومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا طلحہ و زبیر کے نام سے** لائے ہین کہ جناب امیر بصرے کی طرف متوجہ ہونیکے وقت طلحہ و زبیر کے نام سے ایک نامہ بدین مضمون کا لکھا کہ تم جانتے ہو کہ مین امر خلافت کا خواہان نہین تھا یہان تک کہ تم بہت ہی جد و جہد سے پیش آئے اور طوع و رغبت سے بیعت کی پھر اب بلا حجت کس سلئے نکث بیعت کرتے ہو کیا اس بات کی شناعت اور قباحت نہین جانتے ہو یا جانتے ہین اس سے غافل ہو گئے ہو - اب جانیو کہ بیعت توڑنی نہایت بری بات ہے اگر تم نے بلا رغبت کراہت کی ساتھ بیعت کی ہے تو تمہین پر اعتراض آتا ہے کہ تمہین کیا ضرورت دامنگیر تھی کہ اپنی اطاعت ظاہر کی اور مخالفت پوشیدہ رکھی - اول آپ ہی جد و کد کرکے بیعت کری پھر اپنے اغراض کیلئے توڑ دینی اور امام بحق پر خروج کرنا تمہین سزاوار نہین - اگر قتل عثمان پر راضی رہنے کی نسبت میرے طرف کرتے ہو یہہ تو بڑا ہی افترا اور صریح بہتان ہے اہل مدینہ اس بات پر خوب واقف ہین اگر تمہارا مقصود اصلی عثمان بن عفان کی قصاص طلبی ہے تو ان کے فرزند تو موجود ہین وے میرے پاس آکے میری بر لقہ بیعت و اطاعت مین آوین پھر خصم پر دعوی کرکے گواہ گذرانین تب بلا شک شریعت محمدیہ کا حکم جاری کیا جائیگا - عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی تم ہر دو کے ساتھ چندان مناسبت نہین رکھتی ہے تم ہر دو سے ایک تو قبیلہ بنی تمیم سے ہے دوسرا بنی اسد سے اور عثمان بن عفان بنی امیہ سے ہی افسوس ہے کہ تم نے اس غرض کے سلئے نکث بیعت کیا اور اسی پر اکتفا نہ کرکے سب مسلمانون کی مادر و زوجہ پیغمبر کو تحریص و اغوا دیکے اپنے ساتھ لے نکلے ہو اور شہر بشہر پھراتے ہو اور تم اپنے عورتون کو گوشے اور پردے مین محفوظ رکھے ہو تمہارے سے یہہ امور جو سرزد ہوئے عقل و شرع سے نہایت دور ہین تم اب اپنے کئے سے باز آنا بہتر ہے والسلام **دوسرا مکتوب روانہ فرمانا حضرت علی کا خدمت مین امّ المومنین عائشہ صدّیقہ کی** بعد حمد و ثنائے الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی کے عائشہ صدیقہ کو اسلام ہووے - کہ خدا اور رسول کی طرف سے عورات اسبات پر مامور ہین کہ اپنے گھرون مین پردہ نشین ہووین لشکر کشی اور تہیہ جنگی سے انکو کیا سروکار تم نے جو خروج کیا ہے ہرگز سزاوار نہین - تمہارا کہا

کہ تم نے متعدی ہوئیں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ شاید کہ تم نے یہہ گمان کیا ہو کہ ان
میں اصلاح حال مسلمین مندرج ہے نہیں نہیں بلکہ اس میں فساد مسلمین ہے۔ اگر تمکو یہہ زعم ہے کہ میں عثمان بن
عفان کا بدلہ چاہتی ہوں تو یہہ بات بھی تمہارے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی ہے کیونکہ وہ ایک مرد بنی امیہ سے
تھا۔ اور تم ایک ضعیفہ عورت بنی تمیم سے ہو کیا تم اس بات سے واقف نہیں کہ تم ایسے فتنے میں پڑے ہو
کہ جس کا گناہ قاتلان عثمان کے گناہ سے زیادہ ہے اے عائشہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے مکان کیطرف
پھر جاؤ والسلام۔ لکھتے ہیں کہ طلحہ و زبیر نے جواب تو نہیں لکھا جناب امیر کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ ابو الحسن آپ
جس کام کے لئے متوجہ ہوئے ہو یقین ہے کہ اس سے نہ پھروگے اور جب تک ہم آپ کی فرمانبرداری کے
زمرے میں داخل نہونگے آپ ہم سے راضی اور خوشنود نہونگے۔ عثمان بن عفان کے دشمن و بدخواہ جو
آپکے پاس جمع آئے ہیں ہم ہرگز ان میں داخل نہونگے فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ والسلام روانہ فرمانا حضرت
علی کا قعقاع بن عمر کو بصرے کی طرف اور دریافت کرنا ارادہ ام المؤمنین علیہا الرحمہ
اور زبیر کا لاتے ہیں کہ حضرت علی نے داخل بصرہ ہونے کے آگے قعقاع بن عمر کو اپنی وکالت دیکے
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے پاس روانہ کیا تا دریافت کرے کہ ادہر آنیکا کیا سبب ہے حسب الحکم قعقاع نے
بصرے کی طرف روانہ ہوا اول جناب صدیقہ کے حضور میں حاضر ہوکے پوچھا کہ یا ام المؤمنین آپ اس طرف تشریف لانیکا
کیا وجہ ہے۔ بی بی نے جواب دیا کہ اصلاح حال مسلمین اور عثمان بن عفان کی قصاص طلبی کے ارادہ سے ادہر آئی ہوں
قعقاع نے کہا کہ طلحہ و زبیر بھی حاضر ہوویں تو جو کہتا ہے اسکے روبرو کہونگا۔ تب ام المؤمنین نے طلحہ اور زبیر کو بلایا
تب وے حاضر ہوے۔ قعقاع نے سوال کیا کہ اس طرف آنیکا کیا سبب ہے۔ انہوں نے وہی جواب دیا جو بی بی نے
دیا تھا۔ قعقاع نے کہا کہ تمہارے کلام میں تناقض ہے کیونکہ عثمان بن عفان کی قصاص طلبی میں مسلمانوں کی تباہی
اور خرابی کھڑی ہے نہ انکی اصلاح و خوبی پس بولیے اسکا کیا سبب۔ قعقاع نے کہا جب سے کہ تم نے اس کام کا عزم
کیا ہے تب سے ابتک کتنے شخصوں کا خون ہوا ہے۔ کہا کہ تخمیناً چھ سو شخص تک مارے گئے ہیں۔ قعقاع نے
کہا کہ اس باب میں اور جس قدر تم زیادہ جد و جہد کروگے اور بھی لوگ زیادہ مارے جائینگے اور تمہارے مخالف
اور دشمن بھی زیادہ ہوینگے پس یہہ کام مسلمانوں کے فساد کا موجب ہے نہ اصلاح کا سبب۔ جناب صدیقہ نے کہا
کہ اے قعقاع تو سچ کہتا ہے پر اسکی کیا تدبیر کیا چاہئے۔ قعقاع نے کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ مخالفت
چھوڑ دیکے صلاح طلب کریں تا اس فتنے کی آتش منطفی ہو۔ تب مسلمانوں کو عافیت نصیب ہوگی والا یہہ آتش فتنہ

اس قدر مشتعلہ زن ہوگی کہ جسکا علاج نہایت دشوار ہوگا۔ انہون نے کہا کہ اے قعقاع اگر امیر المومنین علی مرتضیٰ کی رائے بھی تیرے صوابدید کے مطابق پڑے ہم بھی اسباب مین راضی ہین۔ قعقاع نے جب یہہ سخن ملائم سُنا اسیوقت مراجعت کی اور حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے سب ماجرا ظاہر کیا۔ جناب ولایت مآب نے سُنکے استحباب کیا اور بڑی خوشی کی۔ اور اسکی تقریر دلپذیر کو فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ کے مطابق پایا اور قعقاع پر بڑی آفرین و تحسین کی۔ اور بصرے کے مدبرون نے اپنے معتمدون کی ایک جماعت کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا آپ کے ارادے سے آگاہ ہووین جب وہ معتمدون کی جماعت حضرت علی کے دربار مین حاضر ہوئی شرف ملازمت حاصل کرکے آپکا ما فی الضمیر دریافت کیا جناب امیر طلحہ و زبیر کی طرف سے ملال خاطر اور ان کے نکث بیعت کی شکایت ظاہر کی۔ اور فرمایا کہ مین اسلیے آیا ہون تا ان کو پھر سر عہد پر لے آون اور بیعت توڑنی اور عہد شکنی کی مذمت سے انہین آگاہ کرون اور ام المومنین عائشہ صدیقہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف حضرت کی وصیت کی مطابق بھیجدون۔ حضرت نے جناب امیر کو جو وصیت کی تھی وہ یہہ حدیث ہی جو امام احمد کی مسند مین ابن رافع کی طریق سے مروی ہے کہ ایکدن مخبر صادق پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ یا علی قریب ہے کہ تیرے اور عائشہ کے درمیان ایک امر عجیب واقع ہوگا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب وہ واقعہ رو دیوے اس کو مامن یعنے مدینہ سکینہ کی طرف روانہ کردے۔ القصہ جب بصرے کے قاصدون نے حضرت علی کا کلام فیض التیام سنا نہایت خوشی کی اور بجان و دل معتقد ہوکے آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوے ایک روایت ہی کہ جب بصرے کے قاصدون نے جناب امیر کی تقریر سنی بے اختیار کہا کہ یہی صواب ہے اس سے بہتر دوسرا کام نہین۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جب تم میری بات کو راست جانتے ہو پھر بیعت کرنے مین توقف کا کیا سبب ہے۔ انکا سردار عاصم بن کلب نے کہا کہ ہم قاصد ہین آپکا جواب اپنی قوم مین جا کے سنوائینگے اپنی قوم کو بھی ترغیب دیکے پھر آکے بیعت کرین گے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ جب حق تجھ پر ظاہر ہوا غنیمت جانئے بلا توقف بیعت کیجئے۔ پھر اپنی قوم کو راہ راست کی طرف دعوت کیجئے اگر قبول کرین فبہا والا بارے تو حق پر رہیگا۔ بصرے والون نے جو سو آدمی تھے سب کے سب عاصم بن کلب سے کہنے لگے کہ اول تو بیعت کر پھر ہم بھی کرتے ہین۔ پس عاصم نے اول بیعت کی اس کے بعد اس کے سب رفقا بھی داخل بیعت ہوے۔ جناب ولایت مآب نے بہت خوش ہوے

پس اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے

اور حضرت کے اس ارشاد شریف کو یاد کیا جو فتح خیبر کے دن ان کو فرمایا تھا اُدعُهُم اِلَی الاسلام فو اللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم غرض بصرے والون نے نہایت شادمان ہو کر اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی اور جو سنے تھے اپنے لوگون کو خبر دے اور کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین مرتضیٰ علی سے ایسے باتین سنی کہ انبیا و رسل کی باتون کی مانند تھین۔ پھر دوسرے روز حضرت علی نے اس منزل سے کوچ کر کے بصرے کے شہر پناہ پر جا پہنچے اور ایک بڑے کشادہ میدان مین نزول فرمایا۔ طلحہ و زبیر نے اپنا لشکر جو تیس ہزار کا تھا اپنے ہمراہ لیکے بصرے کے باہر ایک میدان مین جس کو نوقہ کہتے تھے آکر اترے اور اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور جب یہ خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ پڑھا حمد و صلوات کے بعد فرمایا کہ مین دشمنون کے طرف سے تین باتون مین مبتلا ہوا ہون انسے پہلی بات بغاوت ہے اللہ تعالی اسباب مین فرمایا ہے یاایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا دوسری نکث بیعت ہے اللہ تعالی اسباب مین فرماتا ہے فمن نکث فانما ینکث علی نفسه تیسری بات کر ہے اللہ تعالی اسباب مین فرماتا ہے ولا یحیق المکر السیء الا باھله اور مین چار شخص کے ساتھ مبتلا ہون۔ اول اشجع مردم زبیر بن العوام ہے دوسرا اخدع مردم طلحہ بن عبید اللہ ہے تیسرا اطوع الناس بین النسا عائشہ بنت ابی بکر ہے۔ چوتھا جو میرے مخالفین کا معاون اور انکو مبلغ خطیر سے تائید کرنے والا یعلی بن منبہ ہے۔ تب ابن خزیمہ بن ثابت انصاری جو ملقب بہ ذوالشہادتین ہے اور جناب امیر کے احض اصحاب سے تھا اٹھا اور کہنے لگا کہ یا امیر المومنین یہ جماعت جو آپسے بغاوت اور نکث بیعت اور مکر پر کمر باندھی ہے اللہ تعالی اسنے اس کی سزا جو اپنی کتاب پاک مین فرمائی انکو پہنچا دیگا۔ اور زبیر اگرچہ صاحب شجاعت ہے لاکن انکی شجاعت آپ کی شجاعت کی سی نہین۔ اور طلحہ بھی علم و دانش مین آپکے مانند نہین۔ اور عائشہ صدیقہ کے اگرچہ لوگ مطیع و فرمان بردار ہین لاکن وے آپکی مطیعون کے سے نہین یعلی اگرچہ مالی کثیر رکھتا ہے اور بے محل خرچ کرتا ہے۔ لاکن اللہ تعالی کا خزانہ جو بے نہایت اور بے حساب ہے اس سے عند الحاجت آپ کو عطا فرما دیگا۔ نقل ہے کہ طلحہ و زبیر کا لشکر جب موضع نوقہ مین آکے منزل کیا تین روز ہر دو لشکر مین قاصد و پیغام جاری رہے۔ چوتھے روز حضرت علی نے اپنے لشکر سے باہر آکے طلحہ و زبیر کو آواز بلند سے پکارا۔ جب وے ہر دو اپنے لشکر سے نکل کے قریب آکر کھڑے رہے۔ جناب امیر نے انسے سوال کیا کہ حق سبحانہ و تعالی شانہ اپنی کتاب کریم مین فرماتا ہے فوربک لنسالنھم اجمعین یعنی قیامت کے روز ہر بندہ اپنے اعمال سے سوال کیا جائیگا۔ تم جو اس جنگ پر آمادہ ہو اس پر کیا حجت رکھتے ہو اگر

فردا سے قیامت اللہ تعالیٰ تمہارے سے اس باب مین سوال کرے تم کیا جواب دوگے اگر ہمارے اور تمہارے درمیان علاقہ قرابت اور حق بیعت ثابت نجانتے ہو۔ آخر اسلامی اخوت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق صحبت تو ثابت اور متحقق ہے پھر تم کیا چیز اسباب پر لائی ہے جو استنے حقوق فراموش کرکے میرے جدال وقتال پہ کمر باندہی۔ تب طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کے قتل پہ راضی رہنے بلکہ غوغائیون کو اس پر تحریص دینے کی نسبت جناب ولایت مآب کی طرف کی۔ حضرت علی نے یہہ افترا سنتے ہی غصہ ہوے اور فرمایا کہ ابھی آئیے تا تم اور ہم قبلہ کی طرف متوجہ ہووین اور مباہلے کے طور پر بارگاہ الٰہی مین دست بردار ہوکے دعا کرین۔ تا عثمان بن عفان کے قتل پر جو راضی رہا اوس پر غوغائیون کو تحریص کی ہو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہووے اور ویسا شخص خلق مین ممتاز ہوجاوے۔ جب جناب ولایت مآب نے مباہلہ کرنے پر تیار ہوگئے طلحہ و زبیر نے جواب سے عاجز آکے تغافل کیا اور لا و نعم مین زبان نہ کھولی اور اپنے اپنے لشکرگاہ کی طرف مراجعت کی کہتے ہین کہ انہین دنون احنف بن قیس نے ایکروز اپنی قوم سے ایک جماعت کو ہمراہ لیکے حضرت علی کی خدمت مین آکے عرض کی کہ یا امیرالمومنین اہل بصرہ کہتے ہین کہ اگر آپ ان پر ظفر پاوین تو کیا ان کے مردون کو تیغ سیاست سے قتل کروگے اور ان کی عورت بچون کو بندی پکڑوگے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے ابو بحر مین ان اہل قبلہ کا نہین ہون کہ میرے حق مین ایسا گمان بد کرین کیونکہ ایسے کام روا نہین مگر ویسے لوگون کے ساتھ جو دین سے پہر گئے اور کافر ہوگئے ہون نعوذ باللہ منہا اہل بصرہ تو مسلمان ہین تو جو کہا ان کی ساتھ کس طرح یہہ عمل کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھیگا کہ ان پر نصرت حاصل ہو توان کے ساتھ کیسی نیکی اور حسن سلوک سے پیش آؤنگا

روانہ فرمانا حضرت علی کا عبداللہ ابن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس مصالحت کے لیئے

روایت ہی کہ انہین ایام مین ایکدن حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس روانہ فرمایا تا ان سے رفق آمیز و صلح انگیز باتین کرین اور سلسلہ مصالحت کو جنبش دین پس عبداللہ بن عباس نے ہر دو لشکر کے درمیان اور امیرالمومنین کی مدعا کو ایسی عبارت لطیف و بیان شریف کے ساتھ ادا کیا کہ ہر ہر شخص کو پسند آئی اور ہر ہر کے ذہن مین جاگیر اور دلپذیر ہوی جناب ولایت مآب نہایت خوش ہوکے علانیہ دوست و دشمن کے روبرو انکی ایسی تعریف و توصیف کی کہ مَنْ کَانَ لَهُ ابْنُ عَمٍّ مِثْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ قَرَّ اللّٰهُ بِهِ عَيْنَيْهِ یعنے جس کو چچیرا بھائی ابن عباس سا ہو مقرر روشن کین اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھین۔ بالجملہ ابن عباس اور طلحہ و زبیر کے درمیان بہت سے باتین ہوئین آخر اسکے آگے قعقاع کی ملاقات مین جیسا صلح پر راضی

ہوسکتے ویسا ہی راضی ہوئے اور یہہ بات قرار پائی کہ کل علی الصباح نماز فجر سے فراغت پانیکے بعد حضرت علی اور طلحہ و زبیر کی ملاقات اور ہر دو لشکر کے اکابر و اشراف بھی راضی رہیں لاکن شرط یہہ ہے کہ حضرت عثمان کے قتل مین جو لوگ ساعی تھے اس مجلس مین وے لوگ حاضر نرہین حضرت علی بھی اس شرط کو قبول کرکے حکم فرمایا کہ وے لوگ اپنے لشکرگاہ سے نکلجاوین کہتے ہین کہ وے اہل غوغا جو پانسو شخص کے قریب تھے یہہ بات انکو نہایت ناگوار ہوی لاکن طوعاً و کرہاً لشکرگاہ سے نکل کے دوسری جگہہ پر جاکے نزول کیا۔ اور سب مشورت کرکے ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ جب امیرالمومنین اور طلحہ و زبیر کے درمیان صلح ہو جائیگی بلاشک ہمارے قتل کی فکر کرینگے اب ہماری فکر کیا چاہیے۔ انسے کہا کہ علی مرتضی احکام کتاب اللہ پر بہت آگاہ ہین یقین ہے کہ طلحہ و زبیر کے ہمداستان ہوکے ہم سے بدلہ لینگے اب بہتر ہے کہ ہم اپنے وطن سے ہاتھ اٹھاوین اور دوستون سے مفارقت اختیار کرکے مغرب کی طرف جاوین اور اپنی جان بچالین۔ دوسرے نے کہا کہ یہہ جو اپنا اہل و عیال اور خویش و احباب کی مصاحبت سے خوش آتی ہو جب انسے جدا ہو جاوین زندگی مین کیا حلاوت ہوگی۔ تیسرے نے کہا کہ امیرالمومنین کی دشمنی پر کمر باندہین تا او دیکھے کے انکو بھی عثمان بن عفان کے ساتھ ملحق کردین اور اوس وسیلے سے طلحہ و زبیر کے ساتھ ملجاوین۔ چوتھے نے کہا کہ واہ عثمان بن عفان کو قتل کرکے ابھی بہت روز نہین گذرے اب علی بن ابی طالب کو قتل کرین تو طلحہ و زبیر کے پاس ہمارا کیا اعتماد رہیگا یقین ہے کہ عنقریب ہمکو بھی مار ڈالینگے پس اس صورت مین ایک ایسی تدبیر کرین کہ ان کی دوستی دشمنی کے ساتھ بدل جاوے اور صلح کیجانے پر جدال و قتال ٹھہرے یہہ بات سنتے ہی سب کے سب اوسی پر متفق ہوئے مگر افسوس کہ جس صبحکو صلح مقرر تھی اسی شب وہی فتنہ انگیزون نے یکبیک سوار ہوکے بی بی عائشہ کے لشکر پر تاخت لایا ایک شورش و اضطراب پیدا ہوا اور ان کے حملے مین ایک جماعت زخمی اور ایک گروہ مارے گئے طلحہ و زبیر کو یہہ تصور ہوا کہ حضرت علی کے حکم سے ہی ان کے لشکر والون نے یہہ شبخون کرا پس بی بی کے لشکر سے بالفور ایک ٹکڑی سوار ہوکے اُن شریرون کے ساتھ جنگ کرنے لگی جب انہون نے ہزیمت کھائی تو وہ انکا پیچھا کیا یہان تک کہ وے حضرت علی کے لشکر مین داخل ہوئے اور یہہ غل مچایا کہ طلحہ و زبیر نے ہمارے پر شبخون کیا ہے اسوقت حضرت علی نماز تہجد مین قیام کیا تھا جب یہہ غوغا سُنا نماز کو خفیف کیا اور جلد فارغ ہوکے باہر تشریف لائی۔ ان مکارون نے کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین طلحہ و زبیر سے سوائے مکر او عہدشکنی کی دوسری امید نہین۔ پس ادہر حضرت علی کا لشکر تیار ہوا اور اُدہر طلحہ و زبیر کا لشکر۔ کہتے ہین کہ جناب صدیقہ کی عماری

لوہے کی پلٹیوں سے ازسرنو تیار کر کے اُسی شتر قوی ہیکل پر کہ جس کو یعلی بن امیہ نے ہدیہ کی طور پر گذرانا تھا باندھے جمل اونٹ کو کہتے ہین جب اس اونٹ کو اس جنگ مین لشکر کے آگے رکھا تھا اسی واسطے اس کو جنگ جمل کہتے ہین جنگ جمل طلحہ و زبیر اپنا لشکر تیار کر کے بی بی عایشہ صدیقہ کا اونٹ لشکر کے آگے کر کے صف میدان مین آکر کھڑے رہے۔ حضرت امیر بھی اپنا لشکر تیار کر کے میدان پر آئے اور ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ولایت مآب ایک پیرہن پہنے ہوئے اور ایک ردا اوڑھے ہوئے تھے (چادر ۱۲) اور سر مبارک پر ایک دستار تھی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اشتر خاص دلدل پر سوار تھے جب ہر دو صف کے درمیان آئے ایک ندا کی کہ زبیر بن العوام کہاں ہے چاہئے کہ وہ میرے پاس آوے کہ اس سے ایک بات کرنا چاہتا ہون۔ حضرت علی کے لشکر والون نے کہنے لگے کہ یا امیر المومنین کیا دشمن کی طرف جاتے ہو حالانکہ آپکے تن پر نہ بکتر ہے نہ دست مبارک مین ہتھیار زبیر تو سراپا آہن مین غرق ہے جناب امیر نے فرمایا کہ مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہین اس سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا۔ تم بھی اس سے ہاتھ کشیدہ رکھو اور زبان سے بھی طعن و تعریض کر کے اس کو آزار نہ دو۔ غرض بار اول حاضر ہونے مین زبیر سے توقف ہوا جناب امیر نے پھر دوسرے بار آواز بلند سے ندا کی۔ تب زبیر صف سے باہر آئے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے جب جناب صدیقہ کی نظر عماری سے زبیر پر پڑی اضطراب کیا۔ لوگون نے کہا کہ علی مرتضیٰ سے زبیر کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا کیونکہ وہ باہتھیار اور بکتر پوش ہے۔ اور جناب امیر بے زرہ و ہتھیار ہے۔ القصہ زبیر حضرت علی کے پاس آئے یہان تک نزدیک ہوئے کہ ہر دو کے مرکبون کی گردنین ایک دوسرے سے ملین حضرت علی نے فرمایا کہ یا ابا عبد اللہ کیا چیز میرے قتال پر تجھے باعث ہوی۔ مین تجھے قسم دیتا ہون اس پروردگار جلت عظمتہ کی کہ جس نے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل کیا کیا تمہین وہ بات یاد نہین کہ ایک روز تم اور مین حضرت کے حضور فیض گنجور مین حاضر تھے حضرت نے تمہاری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے زبیر کیا تو علی کو دوست رکھتا ہے تم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین علی کو کس لئے دوست نہ رکھون حالانکہ وہ میرے ماموں اور پھپی کے فرزند ہین۔ اور میرا اور اس کا ایک ہی دین ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ واللہ ایک روز ایسا آئیگا کہ تو اس سے جنگ کریگا اور اس جنگ مین تو ظالم ہے۔ زبیر نے کہا کہ سچ ہے واللہ مین نے یہ حدیث فراموش کی تھی۔ پھر جناب امیر نے زبیر کو قسم دیکے پوچھا کیا تمہین یاد نہین کہ بنی ہاشم کے محلات سے فلان محلے مین حضرت نے تمہارے سے کہنے لگے کہ اے زبیر گویا مین دیکھتا ہون کہ تو نے میرے بعد ریاست و حکومت

کی خواہش سے تعالی کی دشمنی اور منازعت مین کمر باندہیگا - زبیر نے یہہ سنتے ہی ایک ساعت سرخم کیا
اسکے بعد کہنے لگے کہ یا علی تم نے سچ کہا مین نے یہہ حدیثین فراموش کین تھین اگر اس کے آگے آپ مجھ
کو یاد دلواتے یا ایک ساعت پہلے آگے مجھے خود یاد آتے ہرگز مین اس معرکے مین حاضر نہوتا اب مین قسم
کہاتا ہون اللہ تعالی کی کہ پھر ہرگز آپسے جنگ نکرونگا یہہ کہکے اپنے آنکھون مین پانی لایا اور اسیوقت اپنی
تلوار کو نیام کرکے معرکے سے پھر گئے - بی بی عائشہ اپنی عماری سے دیکھ رہی تھین اور اسی بات کا انتظار
تھا کہ جناب امیر کی طرف سے کیا پیام آتا ہے زبیر نے بی بی کی خدمت مین آکے سب ماجرا ظاہر کیا اگرچہ عبداللہ
بن زبیر نے یہہ سنکے بہت آزردہ و ملول ہوے کیونکہ حضرت عثمان کے قاتلون سے بدلہ لینے کے باب مین انکو
بڑا ہی جد و کد تھا سو اپنے والد ماجد سے کہنے لگے کہ جناب ام المومنین کو صف میدان مین چھوڑ دیکے چلا جانا
مروت نہین ہرچند باعث ہوے کہ معرکے سے نہ پھرے اور جنگ مین قیام کرے لاکن زبیر نے قبول نکیا
ہر دو لشکر کے صفین چیرتے ہوے نکل گئے اور حجاز کی راہ لی - پھر حضرت علی نے طلحہ کو بھی بلوا کے کچھ فرمایا
اور نصیحت کی انہون بھی مان لیکے اسیوقت اپنی شمشیر کو نیام کرکے معرکے سے نکل گئے اور لشکر سے کنارہ
لیکے تنہا متفکر بیٹھے تھے - زبیر باوجود پھر جانیکے بصرے کے لشکر والے متنبہ نہوے اور جنگ کے ارادے سے
باز نہ آئے اپنی کثرت و شوکت پر مغرور اور مصالحت سے نہایت دور تھے اور جنگ پر ہی مستعد ہوگئے حضرت علی
نے اپنے لشکر والون کو فرمایا کہ حضرت کے زمانے مین کبھی ایسے جنگ کا اتفاق نہوا تم انکی جدال مین بڑا احتیاط
کرو کیونکہ یہہ مسلمان اہل قبلہ ہین جب تک وے جنگ مین اقدام نکرین تم ابتدا نہ کرو جب وے تم پر حملہ کرین
اس وقت اپنے سے ضرر دفع کرنیکی نیت سے ان کے ساتھ مقابلہ کرو اور اسنے جو کہ فرار اختیار کرے تم
انکا پیچھا نہ کرو اور مریض مجروح کے متعرض نہو اور مقتول کا لباس و ہتھیار مت نکال لو - اور جس نے
ہتھیار ڈال دے اس کو مت اٹھاؤ اور اس کو قتل نہ کرو اور جناب صدیقہ کی عماری کی طرف خطاب کرکے
آواز بلند سے ندا کی عما قلیل لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ - یعنے جس نے دوستون کی نصیحت نہ سنے آخر پشیمانی
کھینچے - ایسے مین بصرے کے لشکر والون نے تیراندازی شروع کی - اور جناب امیر کے لشکریون سے
چند لوگ زخمی ہوے - تب اہل لشکر تنگ آکے کہنے لگے یا امیرالمومنین ہم کب تک صبر کرین اب جنگ
کی اجازت دیجئے تب حضرت علی نے ہر دو مبارک ہاتھ اٹھاکے دعا کی - اور اپنی زرہ منگاکے پہنی اور شمشیر
حمایل کی اور سر مبارک پر دستار باندہکے دلدل پر سوار ہوے - پھر اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوکے

جنگ میں احتیاط کرنے کے لئے پہلے جو نصیحتیں کی تھیں از راہ تاکید پھر اسکا اعادہ فرمایا۔ اس کے بعد اہل لشکر کے طرف ملتفت ہوکے فرمانے لگے کہ تمہارے بیچ کون ہے کہ اس مصحف مجید کو اپنے ہاتھ لیوے اور اپنی جان عزیز سے ہاتھ دھو کے اس گروہ باغیہ کے نزدیک جاوے اور اس کلام ربانی و کتاب آسمانی کی طرف ان کو دعوت کرے۔ تب ایک شخص کہ جسکا نام مسلم تھا صف سے آگے بڑھا اور قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیا ہوا صف اعدا کی طرف گیا اور ان کو اس کتاب کی طرف دعوت کی اور بغاوت سے تحذیر و تنفیر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو جو کچھ کہتا ہے علی بن ابی طالب اول ہمارے بیچ صلح کرنے پر راضی ہوئے جب وہ دن گزرا اور شب آئی ہم پر شبخون کیا۔ یہ کہہ کے اپنے ایک لشکری کی طرف اشارہ کیا تو اس نے مسلم پر تلوار چلائی ایک ہی ضرب میں اسکا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اس جوان مرد نے قرآن مجید کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیا دوسرے بار جب وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا قرآن شریف کو اپنے سینہ پر لیا آخر درجۂ شہادت پایا اس کی ایک والدہ ضعیفہ تھی نہایت مغموم و ملول آسمان کی طرف منہ کر کے ایک رجز پڑھنی لگی پھر آتش جدال ہر دو طرف سے شعلہ مارنے لگی جنگ نہایت گرم ہوا لکھتے ہیں کہ جناب ولایت مآب نے علم اپنے فرزند ارجمند نونہال بوستان شہامت سرو جویبار شجاعت محمد بن الحنفیہ کے ہاتھ دیکے لشکر مخالف پر بھیجا تو اس روز انہوں نے جوانمردی اور بہادری کے ایسے کرشمے تبلائے کہ دوست دشمن جس کو دیکھ کے نقش دیوار تھے اور آفرین و تحسین کرنے لگے۔ پھر بڑا ہی جنگ ہوا ہر دو طرف بہت سے لوگ مارے گئے۔ نقل ہے کہ زید بن صوحان کا ایک ہاتھ کافروں کے جنگ میں جدا ہوا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا تھا کہ زید داخل جنت ہونے کے آگے اس کے بعضے اعضا بہشت میں داخل ہونگے جناب صدیقہ نے یہ حدیث حضرت کی زبان درفشان سے سنی تھی سو اس روز زید بن صوحان جو حضرت علی کے لشکر میں تھا شربت شہادت نوش کیا جناب صدیقہ اس کی شہادت کی خبر سنتے ہی بہت تاسف کر کے کہنے لگیں کہ حضرت تو اس کی شان میں یہ حدیث ارشاد کی جب وہ بہشتی ہوا مقرر ہم گروہ باغیہ ہیں پس جیسا طلحہ و زبیر پھر گئے ویسا ہی بی بی کا بھی میلان پھر جانیکے طرف غالب ہوا لاکن بصرے والوں نے یہ قرینہ پاکے بی بی کے اونٹ کو نچھوڑے اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت آپہنچا اور بھی آتش جنگ کو تیز کیا بی بی کے اونٹ کو بارہ ہزار پیادہ و سوار گھیرے ہوئے لشکر کے پیش کیا اور جنگ کرنے لگے ایسا قتال عظیم ہوا کہ وہ صحرا و بیابان خون سے رنگین ہوا۔ اور مقتولوں کے سر تن سے

جدا ہو سکے چو طرف غلطان تھے - جب بی بی عائشہ نے یہہ حال دیکھا ایک ہول و وحشت ان پر غالب ہوی - اس وقت بی بی کے اونٹ کی مہار کعب بن سوار جو بصرے کا ایک سردار تھا اپنے ہاتھ مین لی تھی بی بی نے غایت اضطراب سے کعب بن سوار کو فرمایا کہ تو اونٹ کی مہار چھوڑ دے اور قرآن مجید اپنے ہاتھ مین لیکے علی بن ابیطالب کے لشکر کے پاس جا کے انکو اس کتاب اللہ کی طرف دعوت کرتا مسلمانوں کی خونریزی بطرفین موقوف ہووے - کعب مصحف شریف ہاتھ مین لیکے آگے بڑہا - جب مالک اشتر اسبات سے واقف ہوے سمجھے کہ جناب امیر کمال لطف و شفقت سے مان لینگے اور دشمنون کے کید کا گمان نکرینگے بصرے والونکی یہہ حرکت بھی دغا سے خالی نہین پس کعب لشکر امیر کے نزدیک پہنچنے سے آگے آپ ہی آگے قدم بڑہا کر کعب کو قتل کر ڈالا - جب اس جنگ مین تیر اندازی بہت ہونے لگی حضرت علی کو بڑی فکر و تشویش روی کہ کہین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو کچھہ صدمہ نپہنچے مالک اشتر کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کی مہار بصرے والون کے ہاتھہ سے نکال لی - مالک نے جا کے اونٹ کی مہار لینا چاہا - کعب کے بعد اسکے بھائی نے جو مہار پکڑی تھی نہین دی مالک نے ضرب شمشیر سے اس کے ہاتھ کو کونی سے جدا کیا - پھر دوسرے نے آکے مہار پکڑی اس کے ساتھہ بھی وہی معاملہ ہوا ایسا ہی دو سو ستر شخص کے ہاتھ جدا ہو کے اونٹ کے آسپاس پڑے ہوئے تھے یہہ حال دیکھ کے دوسرے لوگ گھبرا گئے اور اونٹ کے نزدیک آنے تب مالک نے کوفہ کے لشکر والون سے ایک کو حکم کیا کہ اونٹ کی مہار لے کے کھینچے اس نے مہار پکڑ کے کھینچا تو اونٹ اپنی جگہہ سے نہ ہلا دوسرے لوگ بھی مہار پکڑ کے کھینچنے لگے اور ہر چند جد و جہد کیا لاکن وہ ہرگز قدم نہ اٹھاتا تب مالک اشتر نے اس پر تلوار چلائی تو اس اونٹ کا ایک پاؤن کٹ گیا - وہ اونٹ اپنے تین پاون پر ہی کھڑا رہا - پھر دوسرا پاؤن قلم کیا تب بھی اونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کے کھڑے رہا پھر تیسرا پاون بھی قطع کیا ایسے مین عمار بن یاسر نے جلد آکے عماری کی نوار جو اونٹ سے باندہے تھے کاٹ دیا پس عماری بحفاظت تمام زمین پر اتار لی - جب اونٹ زمین پر گرا بصرے والون نے یہہ حال دیکھ کے فرار کیا - جناب ولایت مآب کا حکم ہوا کہ بھاگنے والون کا کوئی پیچھا نکرے - اور محمد بن ابی بکر کو جو بی بی عائشہ کے برادر تھے حکم فرمایا کہ تیرے سوا کوئی بی بی کی عماری کے نزدیک نہ جاوے اور بڑا احتیاط کیجئے - تب محمد بن ابی بکر نے عماری کے پاس آیا اور ہاتھ لیگیا تا معلوم ہو کہ بی بی کو کچھ آسیب پہنچا ہے یا نہین بی بی نے غصہ ہو کر اور جھڑکی سے فرمایا کہ تو کون ہی اور کس لئے ہاتھ عماری مین ڈالتا ہے مجھے ہاتھ نہ لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دست مبارک کے سوا میرے بدن کو کسی کا ہاتھ نہ لگا ہے - محمد بن ابی بکر نے کہا کہ مین تمہارا برادر محمد ہون اسے بہن تم کو کیا چیز باعث ہوئی جو اپنے امن و مسکن سے باہر آئین کس لئے دوسرے ازواج مطہرات کے مانند حریم عزلت مین آسودہ نہین - ایسے مین جناب امیر نے تشریف ارزانی فرمائی اور اپنا نیزہ عماری کو لگا کے فرمایا عایشۃ ھکذا امرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اسے عایشہ کیا تم کو ایسا ہی حکم کیا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - بی بی نے عماری کے اندر سے جواب دیا قد ظفرت فاحسن یعنے اسے علی جب تم مالک ہوئے پس آسانی کیجیے دستانِ نبوی کو آزار نہ دیجیے اور انکی جانب کی رعایت کیجیے - ایک روایت ہے کہ بی بی نے کہا یا علی ملکت فاسجح یعنے تم نے فتح و ظفر پایا پس نیکی اور احسان کیجیے - جناب ولایت مآب نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ ام المومنین کو عبد اللہ بن خلف خزاعی کے مکان مین جو بصرے کے اشراف و اکابر سے تھا اتارے انہون نے حسب الحکم اس مکان مین لیجا کے اتارا پھر جناب امیر نے محمد بن ابوبکر کو حکم کیا کہ تیرے ہمشیرہ زادہ عبد اللہ بن زبیر کا کیا حال ہے معلوم نہوا مگر کہ قتال مین اس کو تلاش کیجیے - محمد بن ابی بکر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ اسکا حال کیا دریافت کرتے ہو جو بے ناموسی اور اذیت کہ آپکو پہنچی اسیکے سبب سے پہنچی حضرت علی نے پھر کمال لطف و شفقت سے فرمایا کہ اسکی جستجو کیجیے - اور بی بی عایشہ کا بھی حکم ہوا تب محمد بن ابی بکر نے اسیوقت جا کے معرکے مین بہت جستجو کی تو زخمیون مین پڑا ہوا پایا اور اس کو اٹھایا اور اپنے مرکب پر سوار کر کے آپ اسکا ردیف ہوا عبد اللہ بن زبیر کو زخمون کی کثرت سے ایسی نقاہت تھی کہ گھوڑے پر ٹھہر نہین سکتے تھے محمد بن ابی بکر نے بڑی حفاظت و احتیاط سے بچا لیکے آئے اول بی بی عایشہ کے حضور مین لے گیا انکی نظر بی بی پر پڑتے ہی کمال رقت سے رونے لگے - بی بی نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ اسے محمد علی بن ابیطالب سے بول کہ میرے واسطے اس کو امان دیوے - پس محمد بن ابی بکر نے اسیوقت حضرت علی کے حضور مین آ کے جناب صدیقہ کی طرف سے عبد اللہ بن زبیر کی امان طلب کی - امیر المومنین نے فرمایا کہ مین نے ان سبکو امان دی جنہون نے میرے ساتھ بدی سے پیش آئے ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد * اور جناب ولایت مآب نے اس شب مین ہوشیاری کی تا اپنے لشکریون سے

تو بنی لشکر مخالف کے مال و اسباب کی طرف دست اندازی نہ کرے جب شب گزر گئی نماز فجر سے
فارغ ہو کے اپنے اشتر پر سوار ہوئے اور بصرہ کی طرف متوجہ ہو کے اس شہر کے دار السلطنت
میں تشریف نزول فرمایا۔ بصرہ اور اسکے اطراف و نواحی کے عماید و اشراف حاضر ہو کے شرف
ملازمت اور دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ اور عقد بیعت کو موکد کر کے مراسم تہنیت بجا لانے
لگے۔ پس جناب ولایت مآب نے حکم فرمایا کہ مقتولوں کو دفن کریں۔ اور انکا مال و ہتھیار بصرہ کی
مسجد جامع میں جمع کریں۔ اور شہر میں یہ ندا کر دیں کہ مقتولوں کے ورثہ جو اپنے مال کو پہچانے
اپنی ملک ثابت کر کے لیجاویں۔ جناب امیر کے لشکریوں نے کہا کہ یا امیر المومنین غنیمت کے مستحق ہم
ہیں۔ آپنے فرمایا کہ انکا مال تمکو حلال نہیں انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کہ انکا خون مباح
اور انکا مال حرام ہو سکا کیا سبب ہے۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ بحکم کریمہ فَاِنْ بَغَتْ
اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ کے انکے ساتھ قتال کرنا ہم پر واجب ہے اور انکا خون مباح ہے
مسلمان ہیں بسبب بغاوت اختیار کی یہ قتال انکی سزا ہے۔ لاکن انکا مال لینا جائز نہیں مال
لینا جائز ہو تو انکی عورات کو بھی اپنا کنیز بنانا جائز ہوتا۔ کون ہے جو اس بات کو روا رکھیگا کہ ام المومنین
زوجہ سید المرسلین صلعم ہیں ان سے اسیری و بردگی کا نام وہاں زبان پر لاوے نعوذ باللہ منہا
جب لشکریوں نے یہ بات سنی اپنے دعوے سے باز آئے اور آپکا حکم بجان و دل قبول کیا۔
لکھتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علی کا لشکر بیس ہزار کا تھا اسمیں ایک ہزار ستر مرد مقتول ہوئے
اور جناب صدیقہ کا لشکر تیس ہزار کا تھا اسمیں نو ہزار شخص مارے گئے۔ نقل ہے کہ واقعہ جمل کے
بعد تمیم ابن برہ نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ بی بی عائشہ کے لشکر کے ساتھ کیا تو بھی شریک
تھا جواب دیا کہ ہاں اگر ہم سپاہی نکلے ہوتے بی بی کے لشکر سے ایک شخص بھی باقی نہ رہتا خواہ تو
مجھ پر غصہ ہو یا خوش رہ۔ نقل ہے کہ جمل کے روز مروان اور عمرو بن عثمان اور اس کے برادر
سعید اور سعید بن عمرو العاص کو اسیر کر کے لوگوں نے حضرت علی کے پاس لے آیا حاضرین نے
کہا کہ ان کو قتل کرنا چاہئے آپنے فرمایا کہ ایسے اسیروں کو جو اہل قبلہ ہیں میں قتل نہ کروں گا جب
وہ پشیمان ہوں۔ پھر مروان کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تیری اولاد سے امت کو آفتیں
پہنچیگی ویسا ہی اسکی اولاد سے بڑا ظلم و ستم ہوا اس کا بیان فقیر نے خلاصہ تاریخ الخلفا میں لایا ہے

من شاء فلیرجع الیہ زبیر بن العوام کی فضیلت اور شہادت جاننے کہ زبیر بن العوام
حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھپھی صفیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ عمدہ صحابہ کبار و مشاہیر قریش نامدار
و سابقین دین متین و مہاجرین اولین سے ہیں۔ جب آپ نے بارہ سال کی عمر میں شرف ایمان سے مشرف ہوئے
انکا چچا ان کو بوریئے میں لپیٹ کے دھوان دیتا تھا تب بھی اسلام سے نہ پھرے اور زبان سے کہتے کہ میرا
جان جانا قبول ہے پر ہرگز کبھی اسلام سے نہ پھرونگا۔ تب ان کا چچا لاعلاج ہوکے چھوڑ دیا۔ پھر زبیر نے
حضرت کی ملازمت اختیار کی اور سب مشاہد میں آپکے ساتھ رہے صاحب ہجرتین اور مصلی قبلتین اور عشرۃ المبشرہ
سے ہیں اور ان چھے صحابہ و دانشمند سے ہیں کہ حضرت عمر نے جن کی مشورت پر امر خلافت تفویض کیا تھا۔
اور شجاعت و جوانمردی میں فرد شہیر حضرت حمزہ اور جناب امیر کے نظیر تھے۔ انہوں نے راہ خدا میں اول
شمشیر کھینچی یعنے اوایل اسلام میں ایک روز مکہ معظمہ میں شیطان لعین نے یہ ندا کی کہ قریش حضرت کو پکڑ لیگئے
زبیر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنی تلوار کو علم کرکے تنہا صفون کو چیرتے ہوے دوڑے اور حضرت کو مکہ معظمہ
کے کنارے پر پایا۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی دریافت کی کہ اے زبیر تو کس لئے ایسا مضطر آیا۔ زبیر نے اسکا سبب
ظاہر کیا۔ حضرت نے بہت خوش ہوکے ان کے حق میں دعا کی۔ اور فرمایا کہ ہر پیغمبر کو ایک حواری ہے میرا حواری زبیر ہے
حواری کی معنی ناصر اور مخلص ہے۔ روایت ہے کہ ایک سفر میں جب حضرت نے استراحت کی تھی زبیر اپنی تیغ کھینچے ہوے
دشمنوں سے حفاظت کرنے کیلئے آپکے نزدیک بیٹھے تھے حضرت بیدار ہوکے پوچھے کہ تو کس لئے اب تک یہاں بیٹھا رہا زبیر نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہووین دشمنوں کی اندیشہ سے میں اب تک یہیں بیٹھا رہا حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل امین تجھکو سلام کہتے ہیں
اور بولتے ہیں کہ قیامت کے دن میں تیرے ساتھ رہونگا اور آتش کو تیرے سے دور کرونگا۔ روایت ہے
کہ غزوہ بدر میں جب زبیر نے دستار زرد باندھکے آئے ملایک بھی زرد عمامے ہی باندھکے آسمان سے
نزول کئے تھے لکھتے ہیں کہ زبیر کے ایکہزار غلام تھے اور انکو خراج دیتے تھے انکا خراج جو مبلغ خطیر ہوتا
زبیر ایک ہی مجلس میں اسکو خیرات کرتے جب مجلس سے اٹھتے ایک درہم بھی باقی نہیں رہتا۔ فاروق اعظم
لکھتے تھے کہ زبیر ارکان دین سے ایک رکن ہے۔ غرض زبیر کی ایسی فضیلتیں بہت ہیں۔ اب انکی شہادت کا
حال بھی سنا چاہئے کہ جنگ جمل کے دن جب حضرت علی نے معرکے میں زبیر کو اپنے پاس بلوا کے وہ حدیث
یاد دلوائی تو انہوں نے اسیوقت متنبہ ہوکے رقت کی اور تلوار کو نیام کرکے جنگ سے پھر گئے اور حجاز کی
راہ لی عمرو بن جرموز جو جناب امیر کے لشکریوں سے تھا وہ بھی زبیر کے ہمراہ رکاب ہوا اور مکر و دغا سے انکے

نے اختلاط کیا تابو ڈھونڈھ رہا تھا۔ جب وادی السباع میں پہنچے زبیر نماز میں مشغول ہوئے سر بسجود
تھے کہ وہ ناہنجار پیچھے سے آ کے انکو قتل کیا اور انکا سر مبارک جدا کر کے حضرت علی کی خدمت میں لا کے
رکھا ان کے سر مبارک کو دیکھتے ہی حضرت علی کو رقت ہوئی اشک سے آنکھیں بھر آئیں اس ناہنجار سے
پوچھے کہ تو کس لئے اس کو قتل کیا۔ اس نے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ ان کے قتل سے آپ خوش ہونگے
جناب امیر نے فرمایا وہ یہ احادیث میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرمایا تھا صفیہ کے فرزند کو جو کوئی قتل کریگا
اس کو آتش دوزخ کی بشارت دیجیے۔ ابن جرموز نے یہ سنتے ہی اپنی تلوار سے آپ کو مار لیا اور
آتش دوزخ کے سزاوار ہوا۔ جب زبیر نے شربت شہادت نوش کی ان کی عمر باسٹھ سال کی تھی
رضی اللہ تعالی عنہ **طلحہ بن عبید اللہ کی فضیلت اور شہادت** طلحہ کی کنیت
ابو محمد ہے وہ بھی سابقین دین متین اور مہاجرین اولین اور عشرۃ المبشرہ سے ہیں اور
صاحب ہجرتین اور جان نثار سید الکونین تھے یہ مشاہد میں حضرت کے ساتھ تھے کبھی جدا نہوئے
جود و سخاوت سے موصوف اور کمال شجاعت میں مشہور و معروف تھے۔ حضرت نے انکو طلحۃ الخیر
اور طلحۃ الفیاض بھی فرمایا۔ یہ سب الحمد کے القاب اور خطاب ہیں۔ روایت ہے کہ طلحہ نے اپنی ایک زمین
فروخت کی سات لاکھ روپے کو یہ دینار آئیں ایک شب طلحہ کے پاس رہیں ان کو اس شب ہرگز نیند نہ آئی
علی الصباح سب ان درہموں کو فقیروں پر تقسیم کر دیں۔ ان کے اقربا سے ایک شخص نے ان کو رحم کیا قسم دیکے
کچھ مانگا تو اس کو تین لاکھ درہم دیں۔ ان کے خویشوں میں جو فقرا و مساکین تھے ان کو طعام اور لباس دیتے
اور ان کا قرض ادا کرتے تھے۔ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں ہر سال لاکھ درہم تحفہ بھیجتے
تھے۔ روایت ہے کہ ایک روز لاکھ درہم کی خیرات کی حالانکہ اس روز جب نماز کے لئے مسجد کے طرف
چلے ان کو لباس نہیں تھا۔ روایت ہے کہ غزوہ بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے انکو ایک کام کے لئے
روانہ فرمایا تھا جب حضرت نے بدر سے مراجعت کی انکو بدریوں میں محسوب کیا۔ سبحان اللہ طلحہ نے
غزوہ احد میں ایسی جان بازی کی ہے کہ زمانے کو قیامت تک یاد ہے۔ لشکر کفار سے جب حضرت پر تیر آتی
طلحہ اس کو اپنے بدن پر لیتے اور آپ کو حضرت کی سپر بنوائے تھے اس روز طلحہ پر ایک ایسا ضرب پہنچا کہ انکا ہاتھ
شل ہو گیا۔ اور انکی ایک انگلی قلم ہو گئی اور ان کے بدن پر اسی پر کئی زخم لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس نے
چاہتا ہے کہ ایسے شہید کو دیکھے کہ وہ زمین پر چلتا ہے طلحہ پر نظر کرے۔ اور اس روز رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوئے آپ کو بھی ستر زخم تک لگے اور دو تیر کھینچے تھے زخموں کی کثرت سے مبارک
بدن میں ضعف آیا تھا اور بکتر کا بھی وزن تھا جب ایک ٹیکرے پر چڑھنا چاہا تو نقاہت کے سبب چڑھ نہ سکے
طلحہ آ کے بیٹھے اور عرض کی کہ میری پیٹھ پر قدم رکھ کے چڑھ جاویں - ویسا ہی ان کی پشت پر قدم رکھ کے
اس ٹیکرے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت کو اپنے پر واجب کر لیا - صدیق اکبر فرماتے تھے کہ احد طلحہ
کا روز خاص تھا - اور جناب امیر فرماتے تھے کہ میرے کان حضرت سے سنے ہیں کہ فرماتے تھے کہ طلحہ
و زبیر جنت میں میرے ہمسایہ ہیں ایسی ہی احادیث و آثار طلحہ کی فضائل میں بہت وارد ہیں - ان کی شہادت
کا بیان یہ ہے - کہ جب زبیر جنگ سے باز آئے جناب امیر نے طلحہ کو بھی بلوا کے نصیحت کی وہ بھی اپنی
اپنی شمشیر کو نیام کر کے معرکے سے پھر گئے اور لشکر سے کنارہ لیکر کھڑا تھا مروان شقی نے جب یہ حال
دیکھا سوختہ بن گیا آگے بھی طلحہ کے ساتھ اس کو عداوت تھی سو وہ ناہنجار نے ان پر تیر چلائی وہ تیر طلحہ
کے پاؤں میں جا لگی اس قدر خون جاری ہوا کہ بند نہیں ہوتا تھا - اپنے غلام کو حکم کیا کہ مجھے گھوڑے
پر بٹھلا کے شہر میں لے چل - غلام نے ان کو گھوڑے پر بٹھلایا جب ان کو بیٹھنے کی طاقت نہیں تھی آپ
ردیف ہو کے لے چلا - جب خون زیادہ جاری ہوا اس غلام نے اثنائے راہ ایک بیابان میں اتارا طلحہ بیطاقت
لیٹے ہوئے تھے ایسے میں ان کی نظر ایک سوار پر پڑی کہ راہ سے چلا ہے - اس کو بلوا کے سوال کیا کہ تو کون
سے لشکر والوں سے ہے اس نے کہا کہ میں حضرت علی کا لشکری ہوں طلحہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ
میں دیجئے تا میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کی بیعت کو تازہ کر دوں - اس لشکری نے یہ بات سنکے
اپنا ہاتھ دراز کیا طلحہ نے تجدید بیعت کی - اس کے بعد ان کی روح مقدس کنگرہ عرش کی طرف پرواز کی
اس سوار نے جب حضرت علی کی خدمت میں آ کے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نہیں چاہا کہ طلحہ کو
میری بلا بیعت بہشت میں لیجاوے - طلحہ کی شہادت کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی -
رضی اللہ تعالی عنہ

جناب مرتضی کرم اللہ وجہہ روانہ فرمانا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی طرف

روایت ہے کہ جنگ جمل کے بعد جب
بصرے کے ضبط و نسق سے فراغت حاصل ہوئی - حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو بی بی عائشہ صدیقہ کی
خدمت میں روانہ فرما کے یہ پیام کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لیجاویں - عبداللہ بن عباس نے یہ پیغام
پہنچایا - جب طلحہ و زبیر کے مارے جانے اور عبداللہ بن زبیر کے زخمی ہونے کا اور ہزاروں مسلمانوں کے مرنے کا

تم بی بی کو احق تھا۔ ہر نہایت طول تھیں کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد بنفس نفیس خود جناب امیر تشریف لے گئے
اور ام المومنین سے اذن طلب کیا روانگی کے بعد داخل سفر ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ اے عائشہ تم نے حضرت سے سنے
اور بار ہا سنا ہے جو فرماتے تھے کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ
با این ہمہ تم نے میرے سے جنگ شروع کیا فوج کشی و معرکہ آرائی مردوں کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ عورات کے ساتھ اور یہہ
امور تمہاری شان کے سزاوار نہیں تھے خیر جو گزرا سو گزرا اب اس پر پشیمان رہنا چاہئے اور حضرت کا مجھ کو حکم
ہوا تھا کہ اے علی تیرے ازواج سے ایک بی بی تیرے سے قتال کریگی جب تو اس پر ظفر پاویگا اوس کو اس کے گھر
بھیج دیجئے۔ سو اب مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہووین حضرت نے تم کو جس مکان میں چھوڑ کے دار
باقی کو انتقال فرمایا ہے تم اپنی موت تک اسی مکان میں رہنا۔ ایس حضرت علی یہہ فرما کے سوار ہوئے اور تشریف لے گئے
لاکن جب بی بی کا ارادہ کچھ معلوم نہوا حضرت علی نے دوسرے روز گلہ سرسبد گلشن نبوت و یکتائے دریائے رسالت حضرت امام حسن
کو بی بی کی خدمت میں روانہ فرمایا تا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونیکے باب میں ترغیب دیویں۔ راوی نے کہتا ہے کہ
جب امام ہمام بی بی کے گھر تشریف لا کے یہہ پیام پہنچایا اس وقت خادمہ ستی بی بی کے سر پر شانہ کرتی تھی ایک
طرف شانہ کر کے چوٹی بنی تھی دوسرے طرف باقی تھی۔ بی بی نے شاہزادے کی زبان مبارک سے وہ پیام سنتے
ہی اسی حالت میں اٹھ کر کھڑی رہیں اور بی بی کے چہرے سے ایک اضطراب ظاہر ہوا۔ اور اپنے خواص و خدام کو حکم
کیا کہ میرا اسباب اسیوقت جانوروں پر لادو اور اسیوقت سامان سفر مہیا کرو۔ کہتے ہیں کہ اس وقت بصرے کے سرداران
اور عمائدوں کی عورتیں بی بی عائشہ کی مجلس میں حاضر تھیں۔ قبیلہ بنی مہلب کی ایک عورت نے عرض کی کہ یا ام المومنین
اول عبد اللہ بن عباس نے آپ کی حضور میں یہی پیام پہنچایا آپنے قبول نہ فرمایا اس کے بعد اس جوان کے والد
خود امیر المومنین ہی آکے انکو یہی فرمایا تو آپنے کچھ لا و نعم سے لب کشائی نکی۔ یہہ کیا سبب ہے کہ اب ان کے فرزند ارجمند
کے قول پر آپ مضطر ہوئیں اور بلا تاخیر سفر میں مستعد ہوگئیں بی بی نے جواب دیا کہ یہہ جوان گرامی شان سبط
رسول و فرزند بتول ہے جس نے چاہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد چشم مبارک پر نظر کرے تو
چاہئے کہ حضرت کے اس فرزند ارجمند کے آنکھوں پر نظر کرے مقررین نے بارہا دیکھی ہوں کہ حضرت نے اس کو
سونگھتے اور بوسہ دیتے اور اپنے سینے مبارک سے منضم کرتے تھے جب امیر المومنین نے اس شہزادے کی زبانی
پیام بھیجا تب مجھے سوائے قبولیت کے چارہ نرہا۔ نقل ہے کہ جب بی بی عائشہ نے مدینہ طیبہ کا عزم بالجزم کیا
تب صحابہ کرام نے اپنے خاص مال سے سفر کے ساز و سامان میں اعانت و امداد بجا لائی تحفے اور ہدیے

پیشکش کئے۔ از انجملہ عبداللہ بن جعفر طیار سے نے بارہ ہزار دینار اپنے یاروں پر قسمت کئے اور پچاس ہزار درہم حضرت صدیقہ کی خدمت میں ہدیہ بھیجے اور مالک اشتر نے ایک بہتر اونٹ سات ہزار درہم سے خرید دی اور ایک ٹیمہ انہوں کی قطار میں منسلک کیا۔ اور امیر المومنین کا حکم ہوا کہ بصرے کی ستر عورتیں مردانہ لباس پہنیں اور باہتھیار ہو کے ام المومنین کے ہمراہ رکاب ہیں اور محمد بن ابی بکر اس سفر میں اپنی ہمشیرہ عالیہ کا رفیق و ملازم رہے۔ ایسے ہی وے عورات باہتھیار اور مرکبوں پر سوار ہو کے بی بی کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے اور عمار بن یاسر وداع کرنے کے لئے بی بی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ام المومنین جناب صدیقہ نے جواب دیا علیک السلام۔ اور پوچھے کہ اے فرزند تو کون ہے کہا میں عمار بن یاسر ہوں۔ بی بی نے فرمایا کہ میں نے علی بن ابیطالب کے لئے ایک نصیحت اور خیرخواہی رکھتی ہوں چاہتی ہوں کہ ان کے روبرو کہوں اگر تو سکتا ہے انکو یہاں تک لے آئے۔ یہہ سنکے عمار نے اسیوقت حضرت علی کی خدمت میں پہنچ کے ظاہر کیا جناب ولایت مآب نے تشریف ارزانی فرمائی۔ اور کہا السلام علیک یا بنت ابی بکر بی بی نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ یا علی کیا سبب ہے کہ میں آپ حضرت کی حرمت نہیں نگاہ رکھتے ہو۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہاں اسیواسطے میں بڑا احتیاط رکھتا ہوں اور خدا حرمت میں بڑی رعایت کرتا ہوں آپ اس بیحرمتی کا کچھ شائبہ دیکھے ہو تو کہو۔ بی بی نے کہا کہ یا علی کیا آپ اُن مردونکو نہیں دیکھتے ہو جو فراہم آئے ہیں اس سفر میں ہمیشہ میری عماری کے گرد و پیش ہجوم کئے ہوئے رہیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ یہہ لوگ مردوں سے نہیں بلکہ آپکی ہی عورات ہیں۔ میں نے حکم دیا ہے کہ مردانہ لباس پہنیں اور باہتھیار ہو کے آپکے ہمراہ رکاب رہیں تا اعراب بادیہ نشین یعنے بدوی لوگ ان کو مرد اور سپاہی سمجھ کے خوف کریں اور قافلہ لوٹنے کا خیال نہ لاویں۔ پھر امیر المومنین نے پوچھا کہ وہ نصیحت کیا ہے جو میرے لئے رکھتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ یا علی معاویہ شام کی حکومت پر ہے اور آپ پر داعیہ خروج رکھتا ہے اور ملک شام کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ متفق ہوئے ہیں ارادہ جنگ وجدال اور فتنہ و فساد رکھتے ہیں آپکو اُن پر جانا ضرور ہے پس اگر مجھ کو بھی ہمراہ لے چلیں تو مناسب ہے کیونکہ جب شام میں اور اطراف واکناف کے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ام المومنین عائشہ بھی امیر المومنین علی کے ساتھ ہے تو انشاء اللہ تعالی اکثر لوگ معاویہ کے طرف سے پھر کے آپ کی طرف ہو جائینگے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یا صدیقہ میں کس طرح یہہ کام کروں حالانکہ اسی سبب سے میں نے طلحہ و زبیر پر عتاب کرتا تھا کہ تم اپنے عورتوں کو پردہ حفاظت میں رکھا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو لشکر کے ساتھ برسر میدان لے آئے ہو اب میں کس طرح وہ کام کروں جو وہی اعتراض مجھ پر آوے اب انسب

یہی ہے کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہووین اور اپنے مکان مین قرار پکڑ کے طاعت وعبادت مین مشغول ہووین
یہان تک کہ اللہ تعالی ہمارے درمیان حکم کرے جو کہ چاہے۔ پس حضرت امیر نے کمال عزت واکرام کے ساتھ بی بی
کو رخصت کیا بی بی کی اس قدر تعظیم وتکریم جو حضرت علی سے وقوع مین آئی بصرے کے سردارون اور عمدگون
نے دیکھ کے اپنے عورات کو بھی حکم کیا ہے کہ ام المومنین کے سواری کے ہمراہ تین منزل تک جا کر پہنچا کے آوین
اور حضرت علی کے دلبندون اور مقربون نے بھی کئی منزل تک ہمرہی کی۔ اور رخصت کر کے واپس آئے۔ القصہ جب
بی بی عائشہ نے وارد مدینہ منورہ ہوئین اور اپنے مکان مین قرار پکڑے ہمیشہ ندامت اور پشیمانی ظاہر کرتے اور
اور بارگاہ ایزدی جل شانہ سے مغفرت مانگتی تھین جس وقت کہ جمل کا روز یاد آتا اس قدر روتی تھین کہ آپ کی
سینہ بھیگ جاتی اور کچھ تاب وطاقت باقی نرہتی۔ اور فرماتین کہ کاش جنگ جمل سے بیس سال آگے اگر مین مرگئی
ہوتی کیا بہتر تھا۔ اور بکمال حسرت سے کہتی تھین کہ اگر حضرت سے مجھے بیس فرزند پیدا ہوتے اور ہر ایک مرد
میدان ہو کے کافرون کے جہاد مین جان دیتا تو اس سے بھی بہتر یہ بات تھی کہ جنگ جمل مین حاضر ہوتی غرض
یہ حسرت وندامت بی بی کو تادم رحلت باقی تھی رضی اللہ تعالی عنہا تنبیہ مخفی نرہے کہ علی مرتضی وعائشہ
صدیقہ وطلحہ وزبیر کے درمیان جو مخالفت آئی اور جو مشاجرات روے دیے یہ کچھ نفسانیت اور بغض وعناد کا سبب
نہین تھا بلکہ طرفین یہی سمجھے تھے کہ ہم حق پر ہین۔ اگرچہ حق حضرت علی کے جانب مین تھا طرف ثانی سے خطائی اجتہادی
ہوئی۔ اور انکا قتال ہرگز ضد ونفسانیت پر نہین۔ دیکھیے کہ اول جناب امیر اپنے لشکری کو حکم فرمایا کہ یہ قرآن مجید
لیکے ان باغیون کو اسکی طرف دعوت کیجئے اور ایسا ہی جناب صدیقہ بھی اپنے لشکری کو حکم کیا کہ اب قرآن کریم لیکے
علی مرتضی کے لشکر کے نزدیک جا اور ان کو اسکی طرف دعوت کر اس سے صاف معلوم ہوا کہ طرفین سے ہر ایک کو یہی مقصود
تھا کہ اس مقدمے مین ہمارا مشرب قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اور بی بی عائشہ کے لشکر پر جب تیر اندازی زیادہ ہوئی
جناب امیر کو بڑا اضطراب ہوا کہ کہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ کو کچھ صدمہ نہ پہنچے سو بی بی
کی محافظت کے لئے اپنے یارونکو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کو ادھر کھینچ لو اور بصرے کے لشکر والے جو اونٹ کو نہین
دیتے تھے انکو یہ تصور تھا کہ ہر دو لشکر مین تو دشمنی آگئی ہے پس مادر مومنان وزوجہ پیغمبر آخر الزمان کو کس طرح دشمنون
کے حوالے کر دین پس بی بی کی حفظ ونگہبانی جانفشانی کی ہر ایک شخص جب مہار پکڑتا اس کا ہاتھ قلم ہوتا ایسا
دو سو ستر مرد کے ہاتھ قلم ہو گئے اور انکے کٹے ہوے ہاتھ اونٹ کے گرد وپیش پڑے تھے سبحان اللہ
اب ہر دو طرف کی نیت خیر پر سمجھنے لیجایا چاہیے۔ پس ہر دو فریق کی موت شہادت اور ہر دو سزاوار رحمت وامیدوار

مغفرت کیون ہون - محمد بن سیرین نے نقل کرتا ہے کہ خالد بن واشمہ جو اصحاب جمل کے عمدگون سے تھا اور
وفور عقل و کیاست اور فضل و فطانت کے سبب بی بی عائشہ کے حضور مین ایک قرب رکھتا ہے - واقعہ
جمل کے دن جب ایک خلق کثیر ماری گئی بی بی نے خالد سے پوچھا کہ طلحہ کہان ہے اس نے کہا کہ مقتول ہوا ہے
پھر دریافت کی کہ زبیر کہان ہے اس نے کہا کہ صبح اس نے لشکر سے نکل کیا پھر شام تک ان کے قتل
کی خبر مشہور ہوی - بی بی نے دوسرونکا حال نام بنام استفسار کیا - خالد نے کہا کہ وے سب مارے گئے
بی بی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے - خالد نے کہا کہ علی مرتضی کے یارون سے زید بن صوحان
بھی مقتول ہوا - بی بی نے فرمایا کہ وہ بھی مرحومون سے ہے - تب خالد نے سوال کیا کہ یا ام المومنین
ان ہر دو فریق کو جو ایکدوسرے کے مخالف ہوے اور ایکدوسرے پر تلوار کھینچے - کیا اللہ تعالیٰ ایک مکان
مین جمع کریگا جناب صدیقہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز سے نہایت کشادہ اور وسیع زیادہ ہے
کسی کو اس کے کاروبار مین مجال چون وچرا کا نہین - خالد نے جب یہہ باتین سنی متحیر ہوا اس کے بعد حضرت علی
کی ملازمت اختیار کی اور جنگ صفین مین جوانمردی کی داد دی - حضرت علی کے لشکر والون نے جب بصریون کا
مال لینا چاہا جناب امیر نے فرمایا کہ انکا مال تمہین حلال نہین - تب ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ کیا
سبب ہے کہ خون ان کا مباح اور مال ان کا حرام ہے کیا وے لوگ مشرک ہین آپنے فرمایا کہ وے مشرک نہین
بلکہ شرک سے فرار کیا ہے - پھر سایل نے سوال کیا وے لوگ منافق ہین فرمایا کہ منافق نہین منافق لوگ
اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہین - اس نے پوچھا پھر یہہ کون لوگ ہین حضرت علی نے فرمایا اِخْوَانُنَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
یعنے ہمارے برادر ہین لاکن ہمارے سے بغاوت اختیار کی ہین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طرفین کے پیشوا
ہر دو لشکر کے تابعون کو مومن ومسلمان اور سزاوار رحمت ومغفران جانتے تھے اب تھوڑا پیشوایون کا احوال
پاک بھی سنا چاہیئے - نقل ہے کہ ایک روز بی بی عایشہ نے حضرت علی کی فضیلتین بیان کرتی تہین حاضرونے پوچھا
کہ یا ام المومنین پھر آپ کس لئے اول سے جدال وقتال کیا یہہ سنتے ہی بی بی نے کمال رقت سے رونے لگین اور فرمایا کہ بنی آدم
صواب وخطا کا مصدر ہے مین نے اس سے پشیمان ہوئی اور اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع لائی - طلحہ وزبیر کا تو بازار
آنیکا قصہ بہ تفصیل آگے مذکور ہوچکا - غرض عثمان ذوالنورین وعلی مرتضی وبی بی عایشہ صدیقہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم سب بایکدیگر دوست ہین تفسیر بغوی
مین لایا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ مین اور عثمان اور طلحہ وزبیر
ان لوگون سے ہون کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی شان مین فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ

یُنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یعنے ہم نے نکالی ان بہشتیوں کے دلوں سے خفگی جو دنیا
مین رکہتے تھے - اور کردئے ہم انہیں آپس مین بھائی بھائی تختون پر جو جواہر سے مرصع رہین ایک
دوسرے کی طرف منہہ کئے بیٹھینگے - اور اللہ تعالی نے جو مضمون کو بعضے چیزون سے خاص کیا ہی اور
متفاوت درجات اور مرتبے دئے ہین اُس پر حسد نہ کرین گے کذا فی تفسیر یری و حسینی - بعضے تاریخ نویسون
نے شیعہ و سنی کی کتب مین تمیز نہ کر کے بلا تحقیق رطب و یابس ہر روایتین پائی ہین اپنی مصنفات مین لائی
ہین - روضۃ الصفا والے سے اگرچہ تیجی نہین بلکہ شیعہ اور خوارج نے بعضے صحابہ و تابعین پر جو افترے
باندہے ہے اور جہوٹے قصے وضع کئے ہین اُن سے بہت احتراز کرتا ہے چنانچہ اپنی کتاب مذکور کے دیباچے
مین تاریخ نویسی کی پہلی شرط جو لکہی ہے یہ ہے - شرط اول این است کہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ
و پاک مذہب باشد چہ بعضے از مذہبیان چون غلاۃ خوارج و غلاۃ روافض تعصب آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین
بستہ اند و تعاند مشہور جمہور مرید و مقبول در تالیفات خود ایراد کردہ اند و مردم را فریب دادہ و چون
کسی را بر اصل خداع و کید ایشان اطلاع نبود ممکن است پندارد کہ روایات آن جماعت مقتبس از مشکوۃ نبوت
است و بواسطہ این اعتقاد فاسد در ضلالت و گمراہی افتد انتہی - باوجود ایسا احتراز رکہنے کے اپنی
کتاب کے بعضے مواقع مین لغزش کہائی ہے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر کو جو حضرت
علی مرتضی سے کے ساتھ مخالفت رو دی اس مین بعضے بے اصل باتین جو شیعہ کے مفتریات و موضوعات سے ہین
لائی ہین - شاید اس لغزش کا سبب یہہ ہوگا کہ کسی شیعہ کی کتاب کو سنی کی تالیف سمجہ کے اس سے نقل
کیا ہے - اس سے زیادہ عجب یہہ ہے کہ روضۃ الاحباب مین بہی مشاجرات مذکورہ مین بعضے باتین ایسے ہی
مرقوم ہین یہہ بہی دو حال سے خالی نہین - یا کسی ویسے ہی شیعی کی کتاب سے نقل کین ہین یا کسی شیعی نے
الحاق کر دی ہے ظن غالب الحاق کا ہے واللہ اعلم - یہہ تو شیعہ کا بڑا کید ہے کہ ایک کتاب آپ تصنیف
کر کے کسی سنی کے نام سے مشہور کرتے ہیں اور کسی سنی کی کتاب مین الحاق بہی کر دیتے ہین چنانچہ
قدوۃ المفسرین عمدۃ المحققین مولانا شاہ عبد العزیز محدث نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین شیعہ کے
کیدون مین ایسا ہے کید چہارم و دہم آنکہ جمعی از ایشان مجاہدہ میکنند با مورخان اہل سنت پس کتابے
در تاریخ تالیف می کنند و از اخبار و قصص چیزی موہم آنکہ مولف این کتاب خارج از اہل سنت است
درج نمی نمایند ولکن در سیر خلفا و احوال صحابہ و محاربات ایشان چیزی قلیلی از مذہب خود داخل میکنند

در بعضے مورخین اہل سنت ازان کتاب بگمان آنکہ مولف آن از اہل سنت است نقل نمایند و بغلط افتند و رفتہ
رفتہ موجب ضلالت ناظران بے تحقیق شود و نقش این کید ہم بمراد ایشان نشستہ عالمی را از مصنفین تواریخ
در ورطۂ غلط انداختہ و ناظران تواریخ را در ربقۂ ضلالت کشیدہ حتی کہ سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب
نیز در بعض جاہا ازین قبیل تواریخ نقل آوردہ خصوصاً در قصہ بیعت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و ابطائے
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و در قصہ قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ و واقعات این قسم منقول در کتاب او آنقدر است کہ گویا
در بعضی روایات چنین آمدہ۔ اما محققین اہل سنت از نظر در تواریخ مستنقذ بجا اصل احتراز تمام واجب دانستہ اند
کیونکہ اینہا دو ... آنکہ تمادی میکشند با مورخین اہل سنت ... دیگر مثل آنکہ ... در تاریخ نویسند و دران
کتاب از تواریخ ... اہل سنت نقل نمایند و اصلا خیانت ... ایشان ... ابوجعفر ... ہا ہرجا
آنہا رسد بعضے خیانات ایشان از کتاب محمد بن جریر طبری شیعی کہ در رسالۂ ... بار کتاب او کہ
معلوم است نوشتہ و ایضاح المسترشد نام او نہادہ نقل نمایند تا از آن کتاب ... ناظرین را
مغالطہ افتد کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی است کہ تاریخ کبیر ہم ازوست و تاریخ التاریخ است ...
مورخان اہل ... نقل نمایند و موجب تحیر شود ... آن ... بلکہ ... کتاب تاریخ
کبیر بسیار عزیز الوجود است کم کسی را نسخہ او میسر آید و آنچہ نزد مردم مشہور است مختصر او است کہ از مختصرات
شیعی است و سیجی حالہ ان شاء اللہ تعالی و مترجمین آن مختصر نیز اکثر شیعہ گذشتہ اند پس تحریفات در تحریف
دران راہ یافتہ کید پنجاہ و سیوم آنکہ بعضے مورخین ایشان کتابی نویسند در تاریخ و دران کتاب
اکاذیب صریح و قوادح موحشہ صحابہ بے نقل از کسی بی سند ذکر نمایند تا بعضے بے تمیزان از وے نقل برگیرند
و در تصانیف خود محاورات خود بکار برند و رفتہ رفتہ شہرت یابد و مردم را اختلاف روایات موجب تشکیک
شود و اول این کار را از ایشان ابو مخنف لوط بن یحیی ازدی شیعی کردہ است و اکثر نقص حروب صحابہ کہ در
کتاب او مندرج است از موضوعات و مخترعات اوست انتہی۔ غرض شیعہ کے ایسے کید بہت ہیں صحابہ
ماجدین و جناب ام المومنین پر بہت سے روایات واہیہ وقصص کاذبہ وضع کئے ہیں اہل سنت میں بڑی تفتیش
وتحقیق ضرور ہے خصوصاً مصنفون اور مولفون کو لازم ہے کہ اخذ روایات میں بڑا احتیاط کریں ہاں کوئی روایت
شیعہ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ پائی جاوے اور روایت اہل سنت کے مطابق یا موید پڑے یا کوئی
قصہ ایسا ہو کہ جس میں تفصیل یا طعن صحابہ کا مذکور نہ ہے مذہب کی مطابقت یا مخالفت سے کچھ علاقہ نہ رکھے

اور بی بی صفیہ کو شیعہ کے پاس مقبول و معتبر ہیں حج اور عمرہ کے لیے اپنے گھروں سے نکلتے تھے لیکن
ام سلمہ اس سفر میں مکہ معظمہ تک شریک تھیں اور جناب صدیقہ کے ہمراہ بصرے تک جانا چاہتی تھیں لاکن
ان کا فرزند عمر بن ابی سلمہ اپنے کئی مصلحتوں کی رعایت کرکے تو منع کرنے سے نہیں گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ ازواج
مطہرات کو ستر اور پردے کے ساتھ اپنے گھروں سے نکلنے کی تجویز فرما دیتے تھے اس پر طعن و تشنیع کرنا
محض نزاع لفظی ہے۔ قوله تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا اُذِنَ
لَكُنَّ أَنْ يَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ ہاں عورت کے سفر میں شرط یہ ہے کہ محرم ساتھ رہے۔ اس سفر میں تو عبداللہ بن زبیر
جو بی بی کے ہمشیرہ زادہ حقیقی تھے ان کے ہمراہ تھے اور طلحہ بن عبیداللہ جو بی بی کی خواہر ام کلثوم بنت ابی بکر کے
شوہر۔ اور زبیر بن العوام ان کی دوسری خواہر اسما بنت ابی بکر کے شوہر۔ اور ان ہر دو کے اولاد بھی ہمراہ تھے
اور ابن قتیبہ کہ جس کی تاریخ پر شیعہ کو کتاب اللہ سے زیادہ اعتماد ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے لما بلغني
بيعة علي أمرت أن يتخذ لها هودج من حديد وجعل فيها موضعا للدخول والخروج
وابنا طلحة وزبير معها اور پیغمبر کی ازواج مطہرات کے حق میں سب امت کے رجال محرمیت کا حکم فرزند کا
رکھتے ہیں۔ پس ان بی بیوں کو امت کے ہر فرد کے ساتھ نکلنا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جمیع علما اہل سنت کا
اسی واسطے خلیفہ ثانی اپنے عہد میں جب ازواج مطہرات کو حج کے لئے بھیجا عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کو
ہمراہ دیا اور فرمایا کہ وانتما ولدان باران لهن پس تم سے ایک ان کی سواری کے آگے آگے رہے اور ایک
سواری کے پیچھے۔ اور ان امور کے قطع نظر لفظ قوله تعالیٰ تبرجن تبرج الجاهلية الاولى صریح اسی بات
پر دلالت کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے عورات کو گھروں سے نکلنا مطلقاً منع نہیں فرمایا ہے بلکہ بے پردہ زینت و زیور
کے ساتھ رنگین لباس کو ظاہر کرتے ہوئے گھروں سے نکلنا جو جاہلیت کا رسم تھا منع کیا ہے۔ پس خود یہی
تمسک سے ساقط ہوا۔ اب ہم آئے اسی بات پر کہ امر وقرن فی بیوتکن جو قرآن میں آیا ہے سابق سے
تو بارہا معلوم ہوا کہ شیعہ کے پاس صیغہ امر متعین وجوب کے واسطے نہیں تا اس کی مخالفت میں کچھ محذور لازم
آوے۔ **دوسرا طعن** یہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے طلب خون عثمان کے لئے سفر کیا حالانکہ ان کو
عثمان بن عفان کے ساتھ کیا علاقہ۔ ان کے کچھ وارث نہیں تھیں اور ان کے ساتھ کچھ قرابت نہیں رکھتی تھیں پس

لفظ تمہارا دونوں کی نسبت فرزندان ایران بیبیوں کے لئے

معلوم ہوا کہ جناب امیر کے ساتھ ان کو بغض وکدورت تھی اسیواسطے بیہ سب فتنہ برپا کیا - اور آگے آپ ہی لوگونکو قتل عثمان پر تحریص کرتی اور کہتی تھین اُقتلُوا نعثلاً چنانچہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب مین ذکر کیا کہ ان عایشہ اتاہا خبر بیعۃ علیؑ وکانت خارجۃ من المدینۃ فقیل لہا قتل عثمان وبایع الناس علیاً فقالت ما اُبالی ان تقع السماء علی الارض قتل واللہ مظلوما انا طالبۃ بدمہ فقال لہا عبید اول من خمش علیہ واطمع الناس فی قتلہ لانت ولقد قلت اقتلوا نعثلا فقد فجر فقالت عایشۃ قد واللہ قلت وقال الناس فقال عبید فمنک البدا ومنک الغیر ومنک الریاح ومنک المطر وانت امرت بقتل الامام وقلت لنا انہ فجر۔ **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ جب خلیفۂ عادل سب مسلمانون کا نائب ہے - اسکے مال کی حفاظت اور تقسیم غنیمت مین - اور بی بی عایشہ جو ام المومنین اور حرم رسول رب العالمین تھین احکام الٰہی کی تنفیذ کے واسطے کہ قصاص جس مین عمدہ کام ہے - خصوصًا ایسے مظلوم کا قصاص جو باوصف خلافت وریاست کے جو بے وجہ شرعی مارے گئے ہو کس لئے نہ نکلے - اور ہاتھ پاؤن نہ مارے - حاشا بیہ بات نہین کہ جناب عایشہ کو حضرت علی کے ساتھ یا حضرت علی کو جناب عایشہ کے ساتھ کچھ بغض رہے بلکہ اُنمین ہر ایک نے دوسرے کے فضائل ومناقب بیان کئے ہین اخرج الدیلمی عن عایشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی عبادۃ (محبت علی کی عبادت ہے) اور نکلنا اس بی بی کا جناب امیر کے قتال کے لئے نہین بلکہ محض اصلاح ذات البین اور حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے اور انکو حضرت امیر کے لشکر سے نکال دینے کے لئے تھا تا طلحہ وزبیر اور دوسرے صحابہ جو قاتلان عثمان کے مقولے سے متوہم ہوکے فرار کئے تھے اطمینان خاطر کے ساتھ حضرت امیر کے رفیق ہو وین - اور ان کے اتفاق سے خلافت کے امور انتظام پاوین - معاویہ اور دوسرے باغی لوگ برسر حساب رہین - اور تاریخ سے توقطعاً بیہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عثمان کے قاتلون نے اس مظلوم کے قتل کے بعد طلحہ وزبیر کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا - اور ان ظالمون سے نفاق کے کلمات برملا ظاہر ہوتی تھین - پس ویسون سے بدلہ لینا کیونکر ضرور نہو گا - اور وہ جو کہتے ہین کہ بی بی عایشہ حضرت عثمان کے قتل پر لوگونکو تحریص کرتی اور ان کو نعثل کہتی تھین - بیہ سب مفتریات سے ابن قتیبہ اور ابن اعثم کوفی اور سمساطی کے ہے ان کذابونکی جماعت تو مشہور ہے واقعہ جمل مین اور دوسرے وقایع مین اُن کذابون نے ایسی باتین ذکر کی ہین کہ شیعہ وسنی کے

اتفاق سے محض افترا اور صرف بہتان ہین یہ بڑی بے انصافی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے باب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ہین خدا و رسول کی شہادت کو ہم طاق مین رکھکے چند کوڑ مغز کے اخوان الشیاطین کے اقوال کاذبہ کی طرف جاوین اور اپنے دین و ایمان کو انکی اتباع سے برباد کرین اللہ کی پناہ قوله تعالی اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ ... ابن قتیبہ کا وہ قول کس طرح اہل سنت حضرت صدیقہ کے حق مین باور کرین گے۔ ... ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی متعدد طریقون سے روایت کرتے ہین کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو فرمایا ہے

يَا عُثْمَانُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ثَلَاثًا

بیسواں طعن یہ کہ حضرت عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور واقعہ جمل مین اس خلاف پر اصرار کیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین اور محمد بن مسکویہ نے تجارب الامم مین اور ابن قتیبہ نے کتاب السیاسہ مین لایا ہے کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر چشمہ حواب پر پہنچا اس جگہ کے کتے بھونکنے لگے۔ بی بی نے محمد بن طلحہ سے دریافت کی کہ اس چشمے کا کیا نام ہے اس نے کہا کہ اس کو حواب کہتے ہین بی بی نے کہا کہ میرے اونٹ کو پھیر دو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کس لئے حضرت عائشہ نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ اپنے ازواج مطہرات کو فرماتے تھے کانی بِاِحْدٰىكُنَّ تَنْبَحُهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ فَاِيَّاكِ أَنْ تَكُوْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ پس باوجود یاد کرنے اس نہی کی مخالفت پر اصرار کیا اور اس مقام سے نہ پھرے **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت عائشہ مراجعت کا قصد کرنا ان روایتون سے بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ اہل سنت کی روایات مین صراحۃً آیا ہے کہ بی بی نے فرمایا رُدُّوْنِيْ رُدُّوْنِيْ یعنے مجھکو پھیر دو مجھکو پھیر دو۔ اور اس قصے کا تتمہ اہل سنت کی روایات مین اس طرح صحیح سند سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ نے مراجعت کے باب مین جب استاد کیا لشکر والون نے پھیر وہان سے پھیر جانے مین انکی موافقت نہ کی باہم جھگڑ رہے تھے ایسے مین مروان بن الحکم اور دوسرے لوگون نے اس گردو نواح کے دیہاتی لوگون کو جو کہ سو آدمی کے قریب تھے گواہ لے آئے کہ اس چشمے کا نام حواب نہین ہے۔ تب بی بی نے آگے روانہ ہوئین یہ ہی ہے اس طعن کا جواب جو موافق روایت کے ہے۔ لاکن درایت کی راہ کرتے **جواب دوسرا** یہ ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مذکور مین چشمہ حواب پر گزرنے کا منع نہین آیا بلکہ اس پر

اشارہ بھی نہین ہوا - ہان اس حدیث سے اس قدر مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنی بی بیون کو خبر دی کہ تمہارے سے ایک کو مصیبت پیش آئیگی - سو فی الواقع وہ حادثہ ایک مصیبت عظیم تھا کہ حضرت کی حرم محترم کی خفت کا سبب ہوا - اور مقصود کلی جو اصلاح ذات البین تھا سرانجام نہ پایا اور مسلمانون میں خفت مقاتلہ رو دیا - اور اس حدیث سے نہی سمجھنی اور اس کی مخالفت کے بعد پھر مخالفت پر اصرار کرنیکی نسبت بی بی کی طرف کرنی کس طرح ہوسکے گا علی الخصوص لفظ اِیَّاكِ اَنْ تَكُوْنِیْ یَا حُمَیْرَا تو اہل سنت کی کتابون میں موجود نہین اگر بالفرض موجود بھی ہو اس باب سے ہے کہ عاقلون سے ہر کسی نے اپنے اہل و عیال اور اولاد و ازواج کو ان آفتون سے ڈراتا ہے کہ جنکا واقع ہونا معلوم ہو یا مظنون جیسے راہون کا خطر اور گھرون کی سوء تدبیر مگر ایسی تحذیر شرعی منہیات سے نہین حضرت نبی اس قسم کے امور اپنے عمل مین لاتے تھے جب تک صراحۃً شرعی نہی نہ آوے - پس ایسے امور کی مخالفت کو معصیت کہنا کمال تعصب اور عناد سے ناشی ہے - چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایکبار شب کے وقت جناب امیر کے گھر تشریف فرما کے نماز تہجد کی تاکید فرمائی حضرت امیر نے صاف جواب دیا کہ وَاللّٰهِ لَا نُصَلِّیْ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا یعنی قسم ہے خدا کی نہ پڑھینگے ہم مگر وہ جو لکھا ہے اللہ نے ہمارے لئے پس حضرت نے مراجعت کی - اور پڑھتے ہوئے اپنی رانون پر مارتے اور یہ پڑھتے تھے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا پس اب اس مخالفت کو اس مخالفت کے ساتھ وزن کیا چاہئے اور اس اصرار کو اس اصرار کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھئے حالانکہ حضرت عائشہ اس اصرار مین معذور تھین - کیونکہ سفر سے نکلنے کے وقت بی بی کو یہ بات معلوم نہین تھی کہ چشمہ آب اس راہ مین واقع ہے اور اس راہ سے گذرنا لازم آویگا - اور جب اس چشمے پر گذر ہوا اور سننے مین آیا کہ یہ وہی چشمہ ہے مراجعت کا ارادہ مصمم کیا لاکن پھرنا میسر ہوا کیونکہ لشکر والون سے کوئی پھر جانے مین بی بی کا رفیق نہوا - اور حدیث مین بھی وہ واقعہ ظاہر ہونیکے بعد کیا کیا چاہئے کچھ ارشاد نفرماے ہین پس بی بی نے ناچار اصلاح ذات البین کے قصد سے جو بلاشبہ مامور بہ ہے آگے روانہ ہوئین پس اس مرور مین حضرت عائشہ کی حالت اس شخص کی سی ہے کہ دور سے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک چاہ مین گرنا چاہتا ہے بے اختیار اسکے بچانیکے لئے دوڑا - اور دوڑنیکے وقت بیخبر ایک نماز پڑھنے والے کے روبرو سے اسکا گذر ہوا - جب مصلی کے مقابل ہوا تب اسکو اطلاع ہاتھ دی کہ مین نماز پڑھنے والے کے روبرو ہون - پس لوٹ جاتا ہے تو وہ بچہ کنوے مین گرتا ہے اور یہ مرور جو واقع ہوگیا اسکا تدارک بھی ہو سکتا نہین سو ویسا شخص ناچار اس بچے کی خلاصی کا قصد کریگا اور اس مرور کو اپنے حق مین معفو سمجھیگا -

چوتھا طعن یہہ کہ جب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرے مین پہنچا۔ بیت المال کو غارت کیا اور حضرت امیر کے عامل کو جو عثمان بن حنیف انصاری صحابی رسول تھے اہانت سے اخراج کیا جواب اس طعن کا یہہ ہے کہ یہہ امور جناب صدیقہ کے رضامندی سے واقع نہوے چنانچہ وہ مقدمہ واقع ہوے کے بعد عثمان بن حنیف کو راضی کرنے کے باب مین دریہہ نہایت تک سعی فرمائی اور عذر چاہا۔ اور جناب امیر کے لشکریون سے جو مالک اشتر وغیرہ تھے کوفے مین ابوموسی اشعری کے ساتھ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آیا کہ انکا گھر جلا دیا۔ اور مال ومتاع غارت کیا۔ اگر محل طعن ہے تو ہر دو جگہ ہے اور نہین ہے تو ہر دو جگہ بھی نہین بلکہ فرق بھی ہے کیونکہ بیت المال سب مسلمانون کا حق ہے۔ طلحہ وزبیر نے تو اول عثمان بن حنیف سے پیغام کیا تھا کہ ہمارے ساتھ مسلمانون کی ایک جماعت کثیر خلیفہ مقتول کے طلب قصاص کے لئے فراہم آئی ہے۔ ہمنے جو توشہ ہمراہ لیا تھا آخر ہو گیا۔ آخر خزانہ بیت المال تم روانہ کرین ہم ان مسلمانون مین تقسیم کرین گے۔ جب عثمان بن حنیف نے یہہ بات قبول نہ کی اور جنگ وقتال پر مستعد ہوا۔ بلکہ ان کے لشکریون کو بصرے کے شہر مین آنیسے منع کر دیا اور دانہ چارہ اور اذوقہ لشکریون پر بند کیا۔ قریب تھا کہ آدمیونکو قوت اور جانورون کو چارہ نہونے سے لشکر ہلاک ہو جاوے۔ تب ناچار اس واقعہ سخت کو دفع کیا جب لشکر کے اوباش اور عرب کے اجلاف کما ینبغی کسیکے محکوم نہین رہتی ہین بے محابا شہر مین داخل ہوے اور بیت المال کو جو اپنا حق جانتے تھے غارت کیا اس صورت مین ملامت اور عتاب کا کیا محل ہے بعد اللتیا والتی اہل سنت جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر کو انبیا کے مانند معصوم نہین جانتے ہین۔ انکے لشکریون کو معصوم جاننا تو کہان۔ تا ایسے امور صادر ہووین تو ان کے اعتقاد مین خلل آوے جبکہ طلحہ وزبیر کا قتل اور بی بی عایشہ کی اہانت جو حضرت امیر کے لشکریون سے واقع ہوی اور ظاہر ہے کہ انکا مرتبہ اہل سنت کے پاس عثمان بن حنیف سے کے بہ نسبت آسمان وزمین کا حکم رکھتا ہے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز نہوا بی بی کے لشکریون سے جو امور صادر ہوے کس لئے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز ہوئین گے۔

عن جحش بن زیاد الضبی قال سمعت الاحنف بن قیس یقول لما ظهر علی علی اهل الجمل ارسل الی عائشة ارجعی الی المدینة قال فابت قال فاعاد الیها الرسول والله لترجعن اولا بعثن الیک نسوة من بکر بن وائل معهن شفار حداد یاخذ نک بها فلما رات ذلک خرجت رواه ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنف پانچوان طعن یہہ کہ عایشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا آخر حال میں کہتی تھیں کہ قاتلت علیا و وددت انی کنت نسیا منسیا
جواب اس طعن کا یہ ہے کہ روایت اس لفظ کے ساتھ صحت کو نہیں پہنچی ہاں اس قدر صحیح ہے کہ
بی بی نے جب جنگ جمل کو یاد کرتیں اس قدر روتی تھیں کہ انکی معجر مبارک اشک سے بھیگ جاتی۔ اس لئے
کہ جنگ میں جلدی کی اور تامل نہ کی۔ اور آگے احادیث کی تحقیق نہ فرمائی کہ چشمہ حواب اس راہ میں واقع ہے یا نہ
یہانتک کہ ایسا واقعہ عظیم رو دیا۔ اور اہل سنت کی کتابوں میں یہ لفظ حضرت امیر سے مروی اور صحیح ہے کہ جب
ام المؤمنین کے لشکر کو شکست ہوئی اور طرفین کے لوگ مارے گئے۔ حضرت امیر نے مقتولوں پر نظر کرکے اپنی
حضرت نے اپنے رانوں پر مارنے اور فرمانے لگے یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا پس اگر چہ جناب
صدیقہ سے بھی ایسی عبارت ثبوت کو پہنچے اسی قبیل کی ندامت ہوگی کہ اس قسم کی خانہ جنگی میں ہر دو جانب
رو دیتی ہے کہ یہ تو طرفین کا کمال انصاف اور رجوع حق اور ایک دوسرے کے مرتبوں کی رعایت ہے
اور یہ کیا بلا ہوگی کہ اس کو مطاعن میں شمار کرتے ہیں **مطاعن اصحاب کرام کے عموماً**

پہلا طعن یہ کہ صحابہ دوبار مرتکب کبیرہ ہوئے۔ اول جنگ احد میں فرار کئے۔ دوسرا حنین میں
پھر ہر دو جنگ کفار کے ساتھ تھے کافروں کے جنگ سے خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
رفیق ہو کے فرار کرنا کبیرہ ہے۔ **جواب** احد کے دن کا فرار ہی کے آگے گناہ تھا [illegible]
بموجب نص قرآنی کے لقد عفا اللہ عنهم ان اللہ غفور حلیم اور منافقوں کا فرار [illegible]
تھا اور مومنوں کا فرار قتال اور شکست اور حضرت کی شہادت کی خبر شائع ہونے کے باعث ہوا جب
لشکر کے سردار اور امیر مارے جاوے اور جمعیت میں تباہی آوے پھر فرار ممنوع نہیں رہتا ہے
اور حنین کے روز کا فرار حقیقت میں فرار نہیں تھا۔ بلکہ بے تدبیری اور خالد بن الولید کی بے [illegible] اور کفار
کے کمین گاہ سے غفلت کا سبب تھا کہ جنگل میں چپ و راست پوشیدہ بیٹھے تھے اور گذرنے کی
جگہ بھی تنگ تھی۔ اور راستے میں غار اور نشیب و فراز واقع تھا۔ پس غازیوں میں بھی پسپائی اور نشیب
و فراز ہوئی۔ اس اثنا میں بعضے لوگوں نے جو پیٹھ دی صحابہ کبار سے نہیں تھے بلکہ طلقاء مکہ اور
مسلمۃ الفتح یعنی مکہ کے فتح کے دن نیا اسلام لائے ہوئے لوگ تھے انہوں نے بھی [illegible]
بلکہ لوٹ آکے پھر جنگ پر آمادہ ہوئے کہ دلیل سے اس آیہ کریمہ کے ثم انزل اللہ سکینته علی
رسوله وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروها اور حضرت نے بھی اس سبب سے کسی پر عتاب نہ فرمایا

کیونکہ آپ کو ان کا عذر معلوم تھا پس دوسروں کو بھی اور طعن کی جائے نہ رہی - اور شیعہ کے پاس تو جب ہلاکت
متیقن ہو جنگ کفار سے فرار جایز ہے نص علیہ ابو القاسم بن سعید فی الشرائع سو اس جگہ بھی یہی صورت تھی
کیونکہ گذرگاہ نہایت تنگ تھی اور کفاروں نے ہر دو طرف سے جو تیر چلاتے تھے اہل اسلام زخمی ہو رہے تھے
ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا تب ناچار پیچھے ہٹے کہ کفار میدان میں آویں تاکہ وہ راہ سے کنار پر حملہ
کریں - جب بعض پیغمبروں کے حق میں کبایر کا ارتکاب شیعہ نے اپنی صحیح روایتوں سے ثابت کیا ہو جیسے
حضرت آدم وحضرت یونس وغیرہما حالانکہ انبیا کی عصمت قطعی اور مجمع علیہ ہے اگر صحابہ سے کہ بالاجماع
معصوم نہیں تھے ایک گناہ صادر ہووے اور پھر زلال توبہ واستغفار اور رحمت پروردگار سے وہ دھویا
جاوے کیا عجب اور کونسا محل طعن ہوگا - اور معہذا انکی طاعتوں اور جہاد کی مشقتوں کو تو دیکھا نہیں
ہوتا ہے اور ان کے حق میں جو بشارتیں کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی نصوص قطعیہ سے آئی ہیں
انسے چشم پوشی کرنی اور ایسے نادر عیوب کے تجسس میں پڑنی ایمان کی شان نہیں ہے - اور ایسے قصوں
سے اہل سنت کو الزام دینا اس وقت ہوسکیگا کہ ان کے اعتقاد میں خلل انداز ہو - جب اہل سنت
انبیا کے سوا کسی کے حق میں عصمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں پس انسے صدور گناہ ہو تو کیا پروا
اس قدر ہے کہ اہل سنت صحابہ کے جمیع امور کو حقوق صحبت اور حضرت کی خدمت اور انکی جانبازی اور اپنے
خانمان کا ترک کرنا اور اپنا جان ومال راہ خدا میں فدا کرنا اور دین شریعت کی ترویج دینی اور جو آیتیں کہ ان کی
شان میں نازل اور جو حدیثیں کہ انکی فضیلت میں ناطق ہیں اور انکے مرتبے کی بلندی پیش نظر رکھتے
ہیں - اور شیعہ سوا چند عیوب اور گناہ کے نہیں دیکھتے ہیں نعوذ باللہ منہا **دوسرا طعن**
یہ کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں مروی ہے کہ یُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِیْ فَیُوْخَذُ بِہِمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ
کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَا دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ
عَلَیْہِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ فَیُقَالُ اِنَّہُمْ لَنْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِہِمْ مُنْذُ فَارَقْتَہُمْ
جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ حدیث صریح ناطق ہے کہ مراد ان لوگوں سے وے مرتدین ہیں
جنکی موت کفر پر ہوی اہل سنت سے کوئی شخص ویسے لوگوں کو صحابی نہیں کہتا ہے اور انکی خوبی
بزرگی کا معتقد نہیں ہوتا ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم جو جماعت آپ کے حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے

اس بلا مین مبتلا ہوے اور اپنی عاقبت تباہ کرلی نعوذ باللہ منہا۔ اہل سنت کا کلام ان صحابہ مین ہے
جو دولت ایمان اور نیک عمل کے ساتھ اس جہان سے گزرے لاکن اختلاف آرا کے سبب سے آپس مین
مناقشات اور مشاجرات بھی روداے اور ہر دو طرف کے لوگ ایکدوسرے کی تحفیز نکی بلکہ ایک دوسرے کے ایمان
پر گواہی دی۔ پس شیعہ ایسے اشخاص کے باب مین کوئی روایت کرتے ہین تو بے آدمی مرتدین کی بابۃ
تو فریقین کے نزدیک ثابت ہے۔ ان مرتدون کے قاتل تو حضرت کے صحابہ ہی تھے کہ انہون نے بلاشبہہ
دین کے جھنڈے بلند کئے اور اکاسرہ اور قیاصرہ کے ساتھ راہ خدا مین جہاد کرکے انکو خوار و ذلیل کر دیا اور
ہزارون لاکھون شخص کو دایرہ اسلام مین لاکے تعلیم قرآن کی اور انکو نماز اور شریعت کے احکام سکھائے
اور قطعاً یہہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کو مسلمان بنانا یا نماز سکھانی یا تعلیم قرآن کرنی کس قدر ثواب ہے
اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد و قتال کرنا دین مین کیا درجہ رکھتا ہے بالخصوص ان بزرگون کے
حق مین اللہ تعالی نے بشارتین دین اور قرآن مجید مین نیک وعدے کئے ہین چنانچہ فرماتے ہین وعد اللہ
الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم
ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا اور کئی جگہہ فرماتے ہین۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار
خالدین فیہا ابدا اور فرمایا وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا اور فرمایا فالذین
ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنہم سیئاتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا الانہار
اس جگہہ یہہ دقیقہ جاننا چاہیئے کہ انبیاء کے جناب مین بے ادب ہوکے دشنام وطعن سے پیش آنا اسلیئے کفر
اور حرام ہے کہ سب وطعن کا وجہ یعنے کفر و معاصی ان بزرگون مین پایا جاتا نہین بلکہ تعظیم و توقیر اور ثنا کے
موجبات نہایت وفور کے ساتھ ان مین موجود ہین۔ جب مومنون کی ایک جماعت ایسی ہو کہ تعظیم و تکریم کے
اسباب انمین موجود رہین اور انکے گناہون کی مغفرت اور کفارہ نص قرآنی سے ثابت رہے یقیناً یہہ جماعت
بھی سب وطعن اور اہانت و تحقیر حرام ہونے مین انبیا کے حکم مین ہوگی نہایت کار یہہ کہ انبیا مین تحقیر کے اسباب
موجود نہین اور اس جماعت مین وہ اسباب موجود ہوکے معدوم ہوے اور یہہ معدوم جو بعد الوجود ہے
اس باب مین معدوم اصلی کے مانند ہے اسیواسطے تایب کو اسکے گناہ سے یاد کرنا حرام ہے اور صحابہ کے سوا

عوام امت یہہ مرتبہ نہین رکھتے ہین کہ ان کے گناہون کا کفارہ اور مغفرت ہم کو تعلیم وحی سے
معلوم ہوا ہو اور انکی طاعت کی قبولیت اور انکے اعمال رضاے الٰہی سے متعلق ہونا بالتخصیص درجۂ
یقین کو پہنچا ہو پس صحابہ کا فرقہ انبیا اور امتیون کے درمیان برزخ ہے سو اسیواسطے
مذہب منصور یہی ہے کہ صحابہ کے سواے کوئی ہرچند مطیع اور متقی ہو انکے درجے کو نہین
پہنچا ہے اس نکتے کو محفوظ رکھا چاہئے کہ نہایت نفیس ہے قرآن مجید مین اور بھی ارشاد ہوا

یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابدا اور بھی ارشاد ہوا

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان
اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر صحابہ سے کسی نے فسق وعصیان کا مرتکب ہوا ہی تو خطا اور
غلط فہمی سے ہوا ہے فسق وعصیان کی کراہت یاد رکھتے ہوے اور جانتے ہوے
فسق وعصیان کرنا محال ہے کیونکہ شوق اور استحسان عاقلون کی اجماع سے افعال اختیاریہ
کی ابتدا مین ضرور ہے کما تقرر فی موضعہ فی الحکمۃ اور بھی ارشاد ہوا اولئک

ہم المؤمنون حقا لہم درجات عند ربہم ومغفرۃ ورزق کریم پس معلوم ہوا
کہ صحابہ کے اعمال ظاہری جیسے نماز روزہ اور حج وجہاد وغیرہا ہرگز نفاق اور مکر وتلبیس سے
ناشئے نہین تھے بلکہ انکا ایمان تحقیق ویقین کے ساتھ ثابت ہوا تھا اور بھی ارشاد ہوا کہ

لکن الرسول والذین آمنوا معہ جاہدوا باموالہم وانفسہم واولئک لہم الخیرات

واولئک ہم المفلحون اور بھی ارشاد ہوا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک

اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ - وقولہ تعالیٰ للفقرا

المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا
وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون الی آخر الآیۃ الثانیہ اور دوسرے آیتین بھی
اس جماعت کے احتمال نفاق کو کمال صراحت کے ساتھ باطل کرتے ہین وقولہ تعالیٰ

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورہم یسعیٰ بین ایدیہم وبایمانہم
یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ صحابہ کو آخرت مین کچھہ عذاب نہوگا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
وفات کے بعد انکا نور حبط اور زایل نہوویگا والا حو نور کہ حبط ہوا اور زوال پایا ہو کیا مت کے

رہ گئیں طرح ان کے کام آدیگا۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
یہ آیت بھی نفاق کے احتمال کو باطل کرتی ہے۔ وقولہ تعالیٰ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
یہ آیت بھی صاف قطعی دلالت اسبات پر کرتی ہے کہ صحابہ کے اعمال بد مغفور ہیں اس پر کچھ مواخذہ نہ ہوئیگا۔
وقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ
پس معلوم ہوا کہ ان کے حق میں بدا محال ہے کہ ان کو مغفرت اور بہشت کی بشارت دینے کے بعد پھر دوزخ کے
عذاب میں ڈالیں کیونکہ وعدے میں بدا جائز نہیں ورنہ وعدے کا خلاف لازم آویگا۔ وقولہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اس آیت سے معلوم ہوا کہ
اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے فقط عمل کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان کے دلوں میں جو ایمان اور صدق و اخلاص مستقر
اور ثابت تھا اور ان کے رگ و پوست میں سرایت کیا تھا اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ان سب پر شامل تھی
اور وہ جو شیعہ کے بعض سفہا کہتے ہیں کہ رضا ایک کام کے ساتھ ہو تو اس کام والے کے ساتھ بھی راضی
(بیوقوف لوگ)
رہنا لازم نہیں آتا ہے یہ قول بھی اس جگہ میں رتبت نہیں ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
(راضی ہوا اللہ تعالیٰ مومنوں سے)
فرمایا نہ عن بیعة المؤمنین اور پھر فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اس کے ساتھ ضم فرمایا۔ ظاہر ہے
(یعنے راضی ہوا مومنوں کی بیعت سے) (یعنے ایمان لایا اسبات کو جو انکے دلوں میں ہے)
کہ عزایم اور نیت و اخلاص کا محل دل ہے پس رضا صاحب فعل کے ساتھ متعلق ہے نہ فعل کے ساتھ اور فعل کا
جو منبع اور منشا ہے رضا اس کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ فعل کی صورت کے ساتھ۔ بالجملہ حافظ قرآن کو ممکن
نہیں کہ صحابہ کی بزرگی میں تردد رکھتا ہو اگرچہ حدیث و روایت پر نظر نکیا ہو۔ کیونکہ اکثر قرآن اسی جماعت کی
تعریف و توصیف سے مملو ہے اور قرآن دیکھکے پڑھنے والے ایک آیت سے ایک لفظ کو دیکھتے ہیں اور
اسکی سیاق و سباق کو یاد رکھکے غور نہیں کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ کیا قیود واقع ہوئے ہیں۔ اور اس
لفظ کا ضمیمہ کونسی کونسی چیز نظم قرآنی میں ٹھہرائی گئی ہے کہ مبطلین کی تاویل اور جاہلین کی تحریف کو کچھ دخل
نرہا۔ واللہ کہ اگر میرا پدر بزرگوار سوائے حفظ قرآن کے مجھے کچھ تعلیم نکیا ہوتا اس بزرگوار عالیمقدار کے
عہدہ شکر سے میں باہر نہیں آسکتا ہوں۔ روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد ٭ فرزند مرا عشق بیاموز
و دگر ہیچ ٭ یہ سب حفظ قرآن کی نعمت ہے کہ دین کے ہر مشکل میں ہم اس کے ساتھ رجوع لاکے اسکو حل کرتے ہیں

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من بلغ الینا القرآن واوضحہ بالبیان ثم علی آلہ وصحبہ وتابعیہ وورثتہ من العلماء الراسخین خصوصا مشایخنا واساتذتنا فی الطریقۃ والشریعۃ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

دوسرا طعن ابوبکر وعمر نے حضرت امیر اور جناب زہرا پر ظلم کیا تو دوسرے صحابہ نے کیا امانت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دختر و داماد کو ظالمون کے سپرد کردیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ یہ بات محض افترا اور صریح بہتان ہے شیعہ تو ایسے ہی تہمتین باندھ کے اپنے مذہب کو قوت دیا کرتے ہین معاذ اللہ یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے کہ صحابہ سے کوئی شخص حضرت امیر اور جناب زہرا کے ایذا کا درپے ہوا بلکہ ہمیشہ انکی تعظیم و توقیر اور خدمت و نصرت بجا لاتے رہے جب حضرت علی نے انسے نصرت طلب کی تو نصرت و یاری اور جان نثاری سے پیش آئے عبدالرحمن بن ابزی کہتا ہے شہدنا صفین مع علی فی ثمان مائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ بیعۃ الرضوان وقتل منہم ثلثۃ وستون رجلا منہم عمار بن یاسر وخزیمۃ بن ثابت ذوالشہادتین وجمع کثیر من المہاجرین والانصار وقد ذکرہم فی الاستیعاب وغیرہ دیکھیے کہ نہج البلاغت مین حضرت امیر کے خطبے اور اس جناب کے نامے جو معاویہ کے نام سے لکھے تھے موجود ہین۔ مہاجرین و انصار جو آپ کی رفاقت مین حاضر تھے اسبات کو جناب امیر نے اپنی خلافت کی حقیقت پر دلیل لائے ہین۔ اگر معاذ اللہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے کچھ ان پر ظلم ہوتا کیا امکان ہے کہ وے مہاجرین و انصار جو جنگ صفین مین رفاقت کی داد دی خاموش رہتے حالانکہ اسوقت حضرت کا زمانہ قریب اور حضرت زہرا البضعۃ الرسول کی ذات پاک موجود تھی۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو وہ شوکت و قوت حاصل تھی۔ وہی دو فرقون کے سبب سے تھا بخلاف معاویہ کے کہ لاکھ شخص کے قریب شامیون اور اوس سرزمین کے پہلوانون سے اپنے ہمراہ رکھتا تھا اور وے مہاجرین و انصار جو حضرت امیر کے ہمراہ تھے انکی کچھ پروا نکرتا تھا۔ سو وہ گروہ صحابہ باوصف اپنی قلت کے اسوقت جناب امیر کی رفاقت دینی۔ اور خلیفہ اول کے وقت جو مہاجرین و انصار بھی وفور اور کثرت کے ساتھ حاضر تھے اور نہ انسے کوئی مواتھا نہ شہید ہوا تھا رفاقت نکرنی غیر ممکن ہے۔ خصوصا ظلم و غصب کے مقدمے مین کہ وہ خاندان رسول سے دفع مظالم کا مقام تھا برخلاف مقدمہ معاویہ کے کہ انہون نے حضرت امیر کے جنگ پر نہین آئے تھے بلکہ انکی بغاوت کے سبب سے جناب امیر نے انپر فوج کشی کی تھی۔ غرض باوجود قلت کے معاویہ کے جنگ مین حضرت علی کی رفاقت و نصرت پر کمر باندہنی اور اپنی کثرت کے وقت رفاقت نہ دینی یہ بات

ہرگز کسی عاقل کے عقل میں نہیں آتی ہے مگر جبکی عقل گرفتار [illegible]
ضلالت میں بھٹکا یا ہو اللہ کی پناہ یہہ حال جمہور صحابہ کا بتایا جو نکو ہوا - اب صدیق اکبر و عمر فاروق [illegible]
سنا چاہئے ابوبکر صدیق تو ہمیشہ جناب امیر کی فضیلتیں بیان کرتے اور لوگوں کو [illegible]
پر تاکید فرماتے تھے - چنانچہ دارقطنی شعبی سے روایت کرتا ہے کہ بینا ابوبکر جالس اذ طلع علی

فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربھم قرابۃ وافضلھم واعظمھم غناء

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع - اور [illegible] عمر [illegible] بھی

حضرت امیر کی تعظیم و توقیر بجالانے اور ان سے مشورہ پوچھنے اور صلاح چاہنے میں بہت مبالغہ کرتے تھے

چنانچہ وہی دارقطنی سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے عن عمر الخطاب انہ قال ایھا الناس اعلموا

انہ لا یتم شرف الا بولایۃ علی بن ابیطالب اور موؤدہ کے معنے میں اور ایک بچے یا دو بچے

کا حمل جو ساقط کرتے ہیں وہ موؤدہ میں داخل ہے یا نہیں جیسا کہ بعض صحابہ کے درمیان [illegible]

روایات بعضے متورعان صحابہ نے کہا کہ یہی موؤدہ ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ [illegible] لا تکون

الموؤدۃ حتی تاتی علیھا التارات السبع قال لہ عمر صدقت اطال اللہ بقاءک ابوالقاسم

حریری نے درۃ الغواص فی اغلاط الخواص میں کہا ہے کان عمر اول من نطق بھذا الدعا

اور عبداللہ بن عمر جو اپنے پدر بزرگوار کے خلف رشید اور صحابی بالاستقلال بلکہ عمدہ

صحابہ سے ہیں ہمیشہ تاسف کرتے تھے کہ میں نے کیوں نہ حضرت امیر کے ہمراہ رکاب ہوکے

باغیوں کے جنگ میں شریک ہوا اور آپ کی رفاقت نہ کی - اور طبرانی نے اوسط المعاجیم میں

روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر نے حضرت امام حسین کو کوفے کی طرف روانہ ہونے کی

خبر سنی نہایت مضطر ہوکے مکہ معظمہ سے دوڑے اور تین منزل پر جاکے امام ہمام سے

ملے اور کہا این ترید فقال الحسین الی العراق فاذا معہ کتب وطوامیر

فقال ھذہ کتبھم وبیعتھم فقال لا تنظر الی کتبھم ولا تاتھم

فقال ابن عمر انی محدثک حدیثا ان جبرئیل اتی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فخیرہ بین الدنیا والاخرۃ فاختار الاخرۃ وانک بضعۃ

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلیھا احد منکم فابی ان یرجع

و... ابن ... بکی واجہش فی البکاء وقال استودعک اللہ من قتیل
و... مطاعن خوارج ونواصب کے جو
حضرت علی پر کرتے ہین۔ جاننا چاہئے کہ حضرت علی کے مطاعن جو عبد المجید مغربی ناصبی
... دو قسم پر ہین پہلی قسم وہ ہے کہ نواصب ہی اسکی روایت مین
منفرد ہین۔ اہل سنت اور شیعہ دونون اس جناب کے محب ہین ان روایتون کا انکار کرتے ہین
اور اس قسم کے مطاعن کا اعتبار نہین ہے کیونکہ یہہ انکا افترا و بہتان ہے ان مطاعن سے
فریقین پر الزام نہین عاید ہوتا ہے جیسے حضرت عثمان کے قتل مین شرکت اور جناب عایشہ کے قذف
مین شرکت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم کا نزول دوسری قسم
وہ ہے کہ شیعہ اور اہل سنت کے کتابون مین طریق صحیح سے ثابت ہی سو اس قسم کے مطاعن
البتہ جواب طلب ہین چنانچہ شیعہ اور اہل سنت ہر دو اسکا جواب دیتے ہین۔ سید شریف مرتضی
نے جو علماے شیعہ سے ہی کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ مین اور ابن حزم نے جو علماے اہل سنت
سے ہے کتاب الفصل مین خوارج کے بہت سے مطاعن کو دفع کیا ہے۔ انہین مطاعن
سے ہے کہ علی مرتضی نے عثمان ذو النورین کے قتل کے بعد انکے ہتیار اور مال مین تصرف کیا
حالانکہ مسلمانون کا مال کسی وجہ سے حلال نہین ہوتا ہے اور ہر چند عثمان ذو النورین کے
وارثون نے طلب کیا پر علی مرتضی نے نہ دیا۔ اور ازانجملہ یہہ طعن ہے کہ جناب امیر نے
امہات الاولاد کے حق مین مذاہب مختلفہ اختیار کئے اور ایک چیز پر قرار نلیا۔ اول انکی
صحت بیع کا قایل تہا پہر عمر فاروق کے زمانے مین جب اسکے بطلان پر اجماع ہوا جناب
امیر اس اجماع مین داخل ہوے پہر اپنی خلافت مین اسکی صحت بیع پر فتوی دیا اسیواسطے
قاضی شریح نے بالمشافہہ جناب امیر سے بحث کیا اور کہا رایک فی الجماعۃ احب
الینا من رایک وحدک حالانکہ آپ ہی فرمایا تہا الا ان ید اللہ علی الجماعۃ
وغضب اللہ علی من خالفہا اور قرآن مجید مین بھی موجود ہے ومن یتبع
غیر سبیل المومنین الآیۃ پس جناب امیر نے اجماع کی صریح مخالفت کی۔ اور ازانجملہ
یہہ طعن ہے توریث جد کے مسئلے مین مختلف صورتین ٹہرائین اور کسی ایک صورت پر قرار

اثنا مین شک کے سبب سے اور عمل بالاحتیاط کرنا کمال دین اور تقوی ہے جو حضرت امیر کے اور
ایسے اشخاص کی شان سے ہے۔ اور ولید بن عقبہ کے حد مین چالیس تازیانے پر اسلئے اکتفا فرمایا
کہ اس کی حد کی گواہی مین اشتباہ واقع ہوا تھا کیونکہ ایک شخص نے اسکے شراب پینے پر اور
دوسرے شاہد نے اسکے قے کرنے پر گواہی دی تھی۔ ہر چند خود حضرت عثمان نے اس شبہے
کو اپنے اس حد مین معتبر نہ رکھا اور فرمایا ما تقیأها الا وقد شربها یعنی وہ قے نہ کیا بلکہ اس کو پیا۔ لاکن
حضرت امیر نے احتیاط کے سبب اقل حد پر اکتفا فرمایا معاذ اللہ حضرت امیر حد قایم کرنے مین عثمان ذوالنورین
کی قرابت کی پاسداری کی ہو حالانکہ عثمان ذوالنورین کو کمال تاکید کے ساتھ پوری حد مارنے پر لے آیا چنانچہ کتب
سیر و تواریخ جو نواصب اور اہل سنت کے درمیان مختلف علیہا ہین اس پر دلالت رکھتے ہین۔ اور
قصاص کا معاف کر دینا حضرت امیر سے نہین بلکہ مقتول کے والدین نے حضرت امیر کی مشورت سے معاف
کیا۔ کیونکہ یہ قصہ معتبر کتابون مین اس طرح مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ جو عداوت
رکھتا تھا اسلئے اس کو ایک ویرانے مین مار کر فرار ہوا جب مقتول کے وارث اسکی تلاش مین نکلے۔ اور
اس ویرانے کے پاس پہنچے اسی کے قریب اور ایک ویرانہ تھا اس ویرانے مین ایک دوسرے شخص نے
ایک خون بھری چھری اپنے ہاتھ مین لیا ہوا پیشاب کر رہا تھا سو اس شخص کو پکڑ کے لے آئے اور اس کے
کپڑے بھی خون سے رنگین تھے۔ غرض جب وہ شخص حضرت امیر کے حضور مین پہنچا اقرار کے سوا چارہ نہ دیکھا
کہا کہ ہان مین مارا ہون جو کہ حکم شرع ہو اس کا تابع ہون کیونکہ ثبوت صریح اور شاہد صحیح رکھتا ہون۔ اور
خون بھری چاقو ۱۲
مجھے مقتول کے قتل کی جگہ سے اس حالت کے ساتھ پکڑ لائے ہین اس اثنا مین اس مقتول کا قاتل اس
قصے سے واقف ہو کے دوڑتا ہوا آیا اور حضرت امیر کے حضور مین مجمعے کے درمیان اقرار کیا کہ یا امیر المومنین
اس شخص کا قاتل مین ہون۔ اور یہ شخص بے گناہ مفت گرفتار ہوا قصاص میرے پر جاری کیجیے اور اس
بیگناہ کو چھوڑ دیجیے۔ تب حضرت امیر نے اس پہلے شخص سے پوچھا کہ تیرا قصہ کیا ہے اور تو کس لئے قتل کا
اقرار کیا اس نے عرض کی یا امیر المومنین مین اصلا اسکا خبر نہین جانتا تھا بلکہ اپنے گھر ایک بکرا ذبح کیا تھا سو
اوس کے خون سے میرے کپڑے رنگین ہوئے تھے اور خون بھری چاقو میرے ہاتھ مین تھی اس سے
بکرے کو پاک کر رہا تھا ایسے مین یک بیک مجھے پیشاب کی حاجت ہوی اپنی قضاے حاجت کیلئے
اس ویرانہ مین آیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص قتل ہو کے پڑا ہے مین نے اندیشہ کر کے اس ویرانے سے نکلا

نیت مخاص کی جاسے پر صدقے ہین اور پھر دنیا زیادہ قیمت کا - بالجملہ اجتہاد کو جاسے طعن ٹھہرانا بڑی نادانی ہے - اور نابالغ لڑکے پر حد سرقت جاری کرنی صحت کو پہنچنے کی صورت مین یہ بات سیاست اور ان کے آباکی تادیب مرفوع ہنین اس حدیث صحیح کی دلیل سے واضربوھم علیہا وھم ابناء عشر سنین

یعنی مارو ان لڑکون کو اسپر درحالیکہ وہ دس سال کے ہون

اور ابن بابویہ کی روایت حد سرقت کے باب مین زیادہ کرنا بیس تازیانے کا اس شخص پر جو رمضان مین زنا کیا تھا مقبول ہنین اجواب کی محتاج ہو اگرچہ دوسری بات کی توجیہ ہوسکتی ہے کہ یہ زیادتی سیاست کیلئے تھے نہ زیادتی حد مقرر پر اور نہج البلاغہ کی روایت اصلا اہل سنت کی کتب مین موجود ہنین پس اس روایت کی تکذیب ہی ہے اسکا جواب ہے بلکہ اہل سنت کے پاس اس روایت کا خلاف صحت کو پہنچا ہے دوسرے

روی ابو سلمہ موسی بن اسمعیل عن ابی عوانہ عن مغیرہ عن ثابت بن ھرمز قال حمل المختار مالا من المداین من عند عمہ الی علی بن ابی طالب فاخرج کیسا فیہ خمسۃ عشر درھما فقال ھذا من اجور المومنات فقال علی ویلک مالی وللمومنات ثم قام المختار وعلیہ مقطعۃ حمراء فلما سلم قال علی ما لہ قاتلہ اللہ لو شق عن قلبہ الا ان لوجد ملان من اللات والعزی ھکذا فی الاستیعاب فی ذکر المختار

پس معلوم ہوا کہ شیعہ کو جو روایت پہنچی ہے وہ مختار کا بہتان و افترا ہے کہ اس مال کے لینے اور رفع فضیحت کے لئے باندھے اپنے حامی لشکریون کو اور تابعون کو نشان دیا اور رفتہ رفتہ مشتہر ہوگیا - اور سود کے دراہم ہین کہ غش اس پر غالب رہے اس کے انقطاع رواج کے بعد کہ اٹھوین حصے حکم زر کا ہوتا ہے - اب بھی شافعیہ کے پاس تفاضل جایز ہے حرام نہین شاید حضرت امیر نے جو تجویز فرمائی اسی باب سے ہوگا - اور دراہم سے مراد حدیث نبوی مین روپے کے خالص دراہم ہین یا دراہم رایج ہین جو مثلیت رکھتی ہون - اور خطبۃ البیان وخطبۃ الافتخار اصلا اہل سنت کے کتابون مین ہنین بلکہ اس کے موضوع ہونے پر انہون نے حکم کیا ہے اور اسکے راویان بھی امامیہ سے کاذبین ہین - بہتان و افترا کو محل طعن ٹھہرانا نہایت سفاہت ہے - بالفرض اگر صحیح ہو پس یہ کلام جذبات حقانیہ اور سکر حال سے ناشی ہے کہ اولیاء اللہ کو رو دیتا ہے اور حقیقۃ الحقایق کی زبانی سے تکلم کرتے ہین اور شرع مین بھی یہ سکر حالی اور غلبہ وارادت عذر ٹھہرایا گیا ہے - اور حدیث توبہ مین واقع ہے کہ انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح

تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب خطا کیا شدت خوشی سے

اور بھی یہ تکلم گویا حکایت ہے زبان حال کی مثل تولھم قالت الارض للوتد لم تشقنی قالت

تنباء النبی واسال من یدقنی ومثله فی الحدیث هل تدرون ماذا قال
ربکم ای بلسان الاشارة والا فلا اطلاع علی العبارة للامة غیر ممکن حتی یستفهم عنه

اور امارت وسرداری اپنے اقربا کو دینی جو اطاعت واجبی کرین بہتر ہے ان لوگون سے جو اطاعت نکرین
چنانچہ عثمان ذوالنورین نے بھی عمل مین لائی ہے۔ اور جناب ذوالنورین کا قصاص لینے مین توقف کرنا
قاتل متعین ہونیکا سبب ہے اور قاتل کی تفتیش خلیفہ کے ذمہ پر نہین بلکہ مقتول کے وارثون کے ذمہ پر ہے
اور ابوموسی اشعری کی اہانت جو مالک اشتر اور اسکے غلامون کے ہاتھ سے ہوی اور جناب امیر کے بلا حکم جو
اونہون نے کوفے مین اسکا گھر جلادیا حضرت امیر کو ان باتون کی اطلاع نہین تھی چنانچہ تاریخ طبری مین ثابت ہے
اور ابومسعود انصاری کی اہانت کا وجہ یہ تھا کہ اُسنے باغیون کی طرفداری کرتا تھا۔ اور تسلیم شان عائشہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ان کی برات نازل ہونیکے آگے تھی کہ اس مین کچھ محذور نہین لان
الخبر یحتمل الصدق والکذب (خبر احتمال صدق وکذب کا رکھتی ہے) اور قتله الله انا معه (قتل کیا اوسکو اللہ تعالی نے اور مین اوسکے ساتھ ہون) کی عبارت توریہ کی قبیل سے تھی کیونکہ
ضرورت کے لئے عمل مین لائی جیسے هذه اختی حضرت سارہ کے حق مین حضرت ابراہیم سے سرزد ہوی اور
وہ ضرورت قاتلان عثمان سے بلوا ہونے اور لشکر مین فتنہ وفساد برپا کردینے کا اندیشہ تھا بلکہ خوف اس
بات کا بھی تھا کہ حضرت امیر کو بھی قتل کردین۔ بالجملہ شیطان نے یہ ہر دو فرقے یعنی ناصبی اور شیعہ کی راہ
ماری ہے اور دوستان خدا کے عیب جوئی مین ڈالا ہے۔ اس لعین کی یہی آرزو ہے اپنا کام اسکے ہاتھ سے
کرواتا ہے ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✱ میلش اندر طعنہ پاکان برد ✱ والعیاذ باللہ **تشریف
فرمانا حضرت علی کا کوفے کی طرف** نقل ہے کہ جب امیرالمومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے
بی بی عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کے طرف روانہ کیا اور بصرے کے ضبط ونسق سے فارغ ہوے۔ عبداللہ ابن
عباس کو اس ملک کی حکومت پر مسلط کرکے آپ کوفے کی طرف رونق افروز ہوے اور اسیکو اپنا پایہ تخت
ٹھہرایا اور آگے ہی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعضے بنی امیہ حضرت عثمان کا خون آلود
پیرہن۔ اور انکے بی بی کے کٹی ہوی انگلیان لیکے شام کے طرف معاویہ کے پاس بھگ گئے۔ معاویہ نے یہ بات
سوچی تھی کہ امیرالمومنین علی مرتضی کے ساتھ کسی وجہ سے اس کو ملاپ نہوگا مخالفت پر کمر باندھی شہر مین
منادی کروا کے تمام خاص وعام کو جامع دمشق مین جمع کروایا۔ اور وہ خون آلود پیرہن اور کٹے ہوی انگلیان سب
لوگون کو دکھا کے حضرت عثمان کے تحریص قتل کی نسبت حضرت علی کی طرف کرکے خلق کو قصاص طلبی کی ترغیب دی

آخر مہم اس درجے کو پہنچا کہ شام کے سپاہون نے سوگند کھائی کہ ہم خنک پانی نہ پئینگے اور فرش نرم پر نہ سوئینگے جب تک عثمان ذوالنورین کے خون کا بدلہ نہ لینگے - پھر معاویہ نے عمرو بن العاص کو فلسطین سے بلوا کے اس سے ساخت کیا عمرو بن عاص کے ہی آنیسے معاویہ کے مزید اعتبار اور قوت کا سبب ہوا ایسے مین جزیرہ عرب کے لوگ کہ وہ چند شہر مین مشہور ہین معاویہ سے بیعت کر کے اس کے خراج گذار ہوے - جب حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی مالک اشتر کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا ضحاک بن قیس جو معاویہ کی طرف سے جزیرہ عرب کا حاکم تھا مالک اشتر آنیکی خبر سنتے ہی رقہ والون سے مدد چاہی انہون نے ایک فوج سے تائید کی اسکو اپنے لشکر کے ساتھ ملحق کیا جب مالک اشتر نے نجران کے قریب پہنچا ضحاک نے وہ بڑا لشکر ہمراہ لیکے حصار سے باہر آیا - جب ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا صبح سے شام تک تلوار چلی آخر ضحاک ہزیمت کھا کے قلعے مین جا کے پناہ لی - پھر مالک کا لشکر اس کو محاصرہ کیا یہہ خبر جب معاویہ کو پہنچی عبدالرحمن بن خالد کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے روانہ کیا - جب یہہ خبر مالک اشتر کو پہنچی حصار سے نکل کے تھوڑی مسافت طی کی جب ہر دو فریق ملے بڑا ہی جنگ ہوا مالک اشتر کو فتح ہوی اور عبدالرحمن فرار کیا پھر مالک اشتر نے عنان عزیمت رقہ کی طرف معطوف کی وہان کے لوگون نے جو قلعے مین پناہ لی تھی ان کا محاصرہ کیا - معاویہ کو جب یہہ خبر ہوی ایمن بن حریم الاسدی کے ساتھ بہت سے سپاہ دیکے ضحاک کی مدد پر روانہ کیا - تب ضحاک اور ایمن ہر دو متفق ہو کے اطراف و نواحی کے بہت سے لوگون کو جمع کر کے مالک اشتر پر گئے بڑا جنگ ہوا آخر مالک اشتر کو ہی فتح و نصرت نصیب ہوی اور مخالفون نے ہزیمت کھا کے صف میدان سے بھاگے اور شام کی راہ لیکے معاویہ سے جا ملے - مالک اشتر نے جزیرۂ عرب کو اپنے تصرف مین لا کے فتحنامے مین سب ماجرا ظاہر کر کے حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا - جناب ولایت مآب کو معلوم ہوا کہ معاویہ کمال مخالفت و عداوت پر کمر باندہی ہے - سب ارکان دولت و اعیان مملکت کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب وے سب فراہم آئے فرمانے لگے معاویہ نے بالکل میرے سے مخالفت اور منازعت کی راہ لی ہے عثمان ذوالنورین کی تحریص قتل کی نسبت میرے طرف کر کے شام کے لوگون کو میرے سے بدگمان کیا ہے اور حتی المقدور خلق کو میری اطاعت سے پھیرنے مین کوشش کر رہا ہے اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اب سننے مین آتا ہے کہ جنگی اسباب اور ایک لشکر عظیم جمع کرنے مین مصروف ہو تا میرے ساتھ آ کے مقابلہ کرے - اسلئے مین چاہتا ہون کہ ایک مکتوب بنصیحت امیز اسکے نام سے لکھون

اور طریق وصواب۔ اور راہ حق کی ہدایت اسکو دعوت کرون سب اکابر وحمایدے نے جو حاضر تھے اس رای کو بہت پسند کیا

نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا معاویہ کی طرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مکتوب طرف سے عبداللہ امیرالمومنین علی کے ہے طرف معاویہ بن ابی سفیان کے۔ اما بعد جانا چاہیے کہ جس روز طبقات مہاجرین والانصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اسے معاویہ اگرچہ تو غائب تھا لاکن میری اطاعت تجھ پر لازم ہوئی کیونکہ جو جماعت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے بیعت کی اور ان کی خلافت پر راضی رہی۔ وہی جماعت میری امامت پر بھی راضی ہوئی اور اپنی طوع ورغبت سے میری اطاعت اپنے پر لازم کرلی ہے جب حضار مہاجر وانصار تھے انسے کوئی خلافت نہ کیا غائبین کو خلاف اور اعتراض نہین پہنچتا ہے جس نے میری بیعت کی وہ حق پر ہین پس مافی الضمیر سے اعلام کیا چاہیے والسلام یہ نامہ حجاج بن خزیمہ انصاری کے ہاتھ دیکے روانہ فرمایا اس نے جب قطع منازل کرکے دمشق کو پہنچا اور وہ نامہ معاویہ کو پہنچایا معاویہ نے اسکا جواب لکھکر یمن کے زاہدون سے ایک شخص کے ہاتھ جو دمشق مین سکونت کی تھی دیکے روانہ کیا افسوس ہے کہ اس مین خلفاے ثلثہ کی تعریف وتوصیف کے بعد انکی بیعت مین تاخیر کرنی اور ان پر حسد لیجانے خصوصًا خلیفۂ ثالث سے زیادہ حسد کرنے اور ان کے قتل مین ساعی ہونے کی نسبت حضرت مرتضیٰ علی کے جناب پاک کے طرف کی تھی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ ہیہات کی دلیل کیا کہ خلیفۂ ثالث کے قاتل تمہارے ساتھ ہین۔ اب مین چاہتا ہون کہ ان کو میرے پاس بھیجدیجیے تا ان کی سزا واجبی ان کو پہنچاؤن والا تمہارے ہمارے درمیان شمشیر چلنے کے سواے کچھ نہین عثمان ذوالنورین کے قاتلون کو مین بحر وبر اور سہل وجبل مین ڈھونڈونگا جب تک اُن سب کو قتل نکرون یا آپ مارا نجاؤن آرام نہ پاؤنگا والسلام۔ جب معاویہ کا قاصد یہ نامہ لے نکلا اور قطع منازل کرکے کوفے مین آیا۔ اور حضرت علی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوکے وہ نامہ پہنچایا۔ اور آپکی زبان فیض ترجمان سے چند کلمات حقانی سنے بجان ودل آپکا معتقد ہوا۔ اور بے اختیار کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین مسند خلافت وسریر حکومت آپکے سواے دوسرے کو سزاوار نہین مناقب ظاہری وباطنی مین کسیکو مین آپکا شریک نہین دیکھتا ہون لاکن مین سمجھتا ہون کہ عثمان ذوالنورین تیغ جفا سے مارے گئے معاویہ نے جو آپ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے اب اسکو بھی حیلہ ملا ہے اور اسی بات کو دستاویز کیا ہی کہ عثمان ذوالنورین کے قاتل آپکے لشکر مین داخل ہین۔ پس اگر حضور عالی کی راے مین آوے تو ان قاتلون کو اسکے حوالے کردین تا فتنے

کا غبار بیٹھ جاوے اور منازعت کا سلسلہ ٹوٹ جاوے - جناب امیر نے یہ بات سنکے اس کو جواب دیا کہ مین تجھکو عاقل اور فہیم سمجھتا ہون پھر تعجب ہے جو تو ایسا لکھتا ہے - اب سوچئے کہ معاویہ کون ہے کہ اسکے دعوے کے موافق عثمان ذوالنورین کے قتل کا گمان جن لوگون کے ساتھ ہے انکو اسکے تحویل کر دون تاکہ انکے باب مین حکم کرے - بلکہ معاویہ پر واجب ہے کہ جیسا سب مہاجرین و انصار میری بیعت اور اطاعت مین آئے وہ بھی انکی موافقت کرے اسکے بعد عثمان ذوالنورین کی اولاد کو جمع کرکے قصاص طلبی کے واسطے آوے اور ان کو جن لوگون پر گمان ہے دعوا کرین - تب خلیفے کو لازم ہے کہ دریافت کرکے شرع شریف کے موافق انکے درمیان حکم کرے - پھر چند روز کے بعد حضرت علی نے معاویہ کا جواب رقم فرمایا اسکا خلاصۂ مضمون یہی تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکے بعد معاویہ تو نے خلفاے کرام و اصحاب عظام کے محاسن اعمال و مکارم اخلاق جو لکھے تھے اس مین کسیکو کچھ شک و شبہ نہین اب جانئے کہ مین بھی امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالے مجھے اور سب اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی عنایت بےنہایت سے ایسے حظ وافر اور نصیب کامل عطا فرماویگا - کیونکہ اول اس جناب کی جنہون نے تصدیق رسالت کی ہم ہین اور ابتدا سے بعثت مین جب کافرون نے حضرت کی قتل کا قصد کیا ہم نے کبھی اپنی اوقات حیات سے ہاتھ اٹھایا اور اسباب مین محض اللہ تعالی کی رضا چاہی ہے اور جن دنون سب قریش متفق ہوکے باہم عہد کیا اور حضرت کی دشمنی مین ایک عہد نامہ لکھ کے کعبے پر لٹکایا - تب آپنے تین برس تک شعب مین تشریف رکھی ہم بھی ہمراہ رکاب ہوے - جب اللہ تعالی نے اس تنگی سے خلاصی بخشی ہم ویسا ہی نبوت کے ملازم رہے - پھر جب ہجرت کا حکم آیا ہم بھی گھر بار اور وطن چھوڑ کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور جب جہاد کا حکم آیا ہم اس جناب فیض مآب کے ہمراہ رکاب ہوکے کافرون کے ساتھ جنگ و قتال مین کمر باندھی اور جان و تن نثار کیا چنانچہ میرا ابن العم عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بدر کے دن کفار کی زخم شمشیر سے اس دار فانی سے سدھارا - اور میرے چچا حمزہ جنگ احد مین اور میرے برادر جعفر طیار جنگ موتہ مین شہید ہوے - اور مین بھی ہمیشہ معارک و مشاہد مین حضرت رسالتماب فیض انتساب کے ساتھ رہا اور جہاد کفار مین نہایت سعی کی اور اجتہاد بجا لایا اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ درجۂ شہادت میرے نصیب ہو کاش مین کسی جنگ مین شہادت پاتا تجھ سے شخص کے ساتھ مراسلات و مکاتبات بار اٹھانے سے چھوٹ جاتا - اور یہ رنج و اذیت جو تجھ سے مجھکو پہنچتی ہے اس سے خلاصی پاتا اور

خلفائے کرام کی حسد کی نسبت تو نے جو میرے طرف کی ہے حاشا وکلا ہرگز وہ بات ہنین بلکہ حسد
میری سرشت سے بہت دور ہے - اور خلیفہ اول کی بیعت مین میرے سے جو تاخیر ہوی اسکا عذر صحیح تو سب پر
روشن ہے - پھر جناب امیر نے اس کے داب مین وہی تقریر دلپذیر تحریر کی جو صدیق اکبر سے بیعت کرنیکے
وقت جمہور مہاجرین و انصار کے حضور مین کی تھی - اور سب صحابہ تسلیم کرلے کے معذرت سے پیش آئے
تھے - چنانچہ وہ بیان مفصل آگے گذرا ہے - اور یہہ بھی رقم فرمایا کہ اے معاویہ وہی بیعت کی تاخیر کے
ایام مین تیرا پدر ابوسفیان اور میرا عم مکرم عباس بن عبد المطلب سے ہرچند چاہا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرین
لاکن مین قبول نکیا تا امت مین فتنہ نہ پڑے - یہہ عجب معاملہ ہے کہ اگر مین خلافت چاہون لکھتے ہین کہ یہہ
ریاست کا خواہان ہے اور اگر اس سے اجتناب کرون اور گوشہ عافیت مین بیٹھون لکھتے ہین کہ یہہ موت سے
ترسان ہے - واللہ اپسر ابوطالب موت سے ترسان نہین بلکہ موت کا آرزومند اور لقاے حق کا نہایت مشتاق ہے
اور تو نے وہ جو لکھا تھا کہ عثمان بن عفان کے قتل کی تحریص مین نے کی ہے یہہ تو کذب صریح اور دروغ بیفروغ
ہے - بلکہ محاصرے کے ایام مین مین نے اپنے ہر دو فرزند ارجمند حسنین کو عثمان بن عفان کی حفاظت و اعانت
کے لئے بھیجا تھا اور انہون نے نگہبانی مین کچھہ قصور نہ کیا لاکن جو مشیت الٰہی مین تھا وہی ظہور مین آیا - لاکن
اے معاویہ تو نے عثمان ذو النورین کو چھوڑ کے شام چلا گیا تا حکومت کرے اور اب انکا قصاص چاہتا ہے
اور اب قصاص طلبی کو حصول مملکت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے - اگر تو یہہ بات چاہتا ہے اول میرے بیعت کیجئے
پھر عثمان مظلوم کی اولاد کی طرف سے قصاص کا دعوا لے آئے تب شریعت غرا کے موافق حکم کیا جائیگا والسلام
اور یہہ نامہ طرماح بن عدی بن حاتم طائی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا - طرماح سے معاویہ کی مجلس مین عجب
تقریر ظہور مین آئی اندیشہ طوالت سے یہان نہین لایا - نقل ہے کہ جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت عثمان کی طرف سے
ہمدان کی حکومت اور اشعث بن قیس کندی آذربایجان کی امارت رکھتے تھے جناب ولایت مآب نے
ان ہر دو کو اپنی بیعت و اطاعت کی طرف دعوت کی سو وے ہر دو جنگ جمل کے بعد کوفے کے طرف
آئے - اور جناب امیر کی خدمت سے مشرف ہوکے بیعت کی ایسے مین جب طرماح نے شام سے لوٹ
آیا اور صورت حال ظاہر کی - جناب امیر نے اپنے خواص اور مقربون سے فرمانے لگے کہ معاویہ اگرچہ
ہماری ربقہ بیعت مین آنے سے استادگی ہے لاکن میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے - کہ حضرت کے
اکابر صحابہ سے اگر کسی کو وکالت دے کے بھیجون اور وہ معاویہ سے مل کے بحث کرے اور حجت قائم

کر کے اس کو الزام دیوے شاید کہ وہ راہ پر آوے - یہ بات سنتے ہی جریر بن عبداللہ کہنے لگے یا امیر المومنین
یہ میرا کام ہے کیونکہ میرے اقربا اور بنی اعمام شام میں بہت ہیں آئینہ معاویہ میرے صوابدید سے تجاوز
نہ کرینگے - تب جناب امیر نے انہی کو روانہ فرمایا - جب جریر بن عبداللہ قطع منازل کر کے داخل شام
ہوئے معاویہ نے ان کو کمال عزت احترام سے ایک قصر اعظم میں اُتارا جب جریر رنج سفر سے آرام
پائے - معاویہ کی مجلس میں جا کے ایسے کلمات شستہ زبان پر لائے اور تقریر مدلل البتہ سے جناب امیر
کی بیعت کی طرف دعوت کی کہ معاویہ کو سوائے تسلیم کے چارہ نہ رہا آخر انہوں نے اسباب میں چند روز
کی مہلت طلب کی - انکا غرض اس مہلت سے یہی تھا معلوم کرے کہ شام کے اکابر و اشراف کا کیا حال
ہے اپنے تابع ہیں یا نہ اور اسکے آگے شرحبیل بن سمط کو اطراف و اکناف میں روانہ کیا تھا تا لوگوں کو حضرت
عثمان کی قصاص طلبی پر اغوا دے جب اسکو اطمینان حاصل ہوا کہ سب اہل شام اسباب میں اپنے ساتھ
متفق ہیں کوئی مخالف نہوئیگا - جریر سے صاف کہدیا کہ اب کوفے کی طرف جا کے علی ابن ابیطالب کو سنا
دیجیے کہ اہل شام تمہاری اطاعت میں نہ آئینگے بلکہ قصاص طلبی پر سب اتفاق کر کے جنگی اسباب اور
لشکر جمع کرنے میں مشغول ہیں پس تم بھی جنگ پر آمادہ ہو جایا چاہئے - پس جریر نے شام سے نکل کے
کوفہ آئے اور سب سرگذشت امیر المومنین کی خدمت میں ظاہر کیا - **خطوط روانہ کرنا معاویہ کا**
طرف اہل مدینہ کے اور دعوت کرنی اُن کو اپنی متابعت کیطرف
لکھتے ہیں کہ جب معاویہ کو شامیوں کی اطاعت سے طمانیت حاصل ہوئی مدینے والوں کو بھی خطوط لکھ کے
اپنی متابعت کی طرف بلانا چاہا اگرچہ اول عمرو بن العاص نے منع کیا بعد جب اسکا عزم مصمم دیکھا طوعاً
و کرہاً راضی ہوا - معاویہ نے اول سب اہل مدینہ کے نام سے کسی کو خاص نکر کے نامہ لکھا - مدینہ والوں نے
اس کی دعوت قبول نہ کی صاف ایسا جواب روانہ کیا کہ اے معاویہ اور اے عمرو بن العاص تم راہ خطا پر ہیں
بار دیگر ہم کو تصدیع نہ دیجے - پھر معاویہ نے تین مکتوب علاوہ ایک عبداللہ بن عمر کے دوسرا سعد بن ابی
وقاص کے تیسرا محمد بن مسلمہ کے نام سے روانہ کئے - تینوں مکتوب کا ملخص مضمون یہی تھا کہ تم بزرگوں
سے یہ امید ہے کہ عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی میں مسلمان بھائیوں کی اعانت کریں اور جلد آ کے
لشکر شام میں ملحق ہووین اور آخرت میں اجر و ثواب پاویں والسلام - عبداللہ بن عمر نے اسکا جواب یہہ
لکھا کہ اے معاویہ تو نے جو نامہ لکھا تھا پہنچا اور اسکا مضمون معلوم ہوا - میں تعجب کرتا ہوں جو تو نے مجھے

اپنی متابعت اور مہاجرین و انصار کی قتال پر دعوت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ تجھے عثمان ذوالنورین کی تمنا
طلبی بجز اسکے اور منصب خلافت خواہی کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اگر تجھے یہ گمان ہے کہ میں امیرالمومنین علی
مرتضی کا تابع ہو کے تیرا محکوم ہو جاؤنگا تو یہ گمان سراسر خطا پر مبنی ہے اور میں جو امیرالمومنین کی رفاقت نکر کے
خلوت نشین ہوا ہوں۔ اسکو تو نے جو مخالفت پر حمل کیا ہے یہ دوسری خطا ہے معاذاللہ میں ہرگز جناب
امیر کا مخالف نہیں اگر کسی کو ایسی دولت تو جناب امارت آپ ہی سزاوارتر ہیں۔ کیونکہ اسلام میں انکو
سبقت اور حضرت کی قرب قرابت حاصل ہے اور سب مناقب و فضایل میں کامل اور منصب خلافت کے
لیئے وہی احق اور سب اہل زمان سے فاضل ہیں۔ برادر رسول و زوج بتول۔ اور بہترین جوانان بہشتی
کے والد ماجد ہیں۔ اسے معاویہ میں نے جناب امیر کی جو رفاقت نہ کی اسکا سبب یہ ہے کہ میں مکروہ
رکھتا ہوں کہ اہل قبلہ کے ساتھ جدال کروں۔ اسواسطے میں نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے کاش میں
اسی مقام میں ساکن ہوتا کہ زمانے روزگار کی بیوفائی اور نااتفاقی نہ دیکھتا اور تو نے مجھکو جو اپنی
بیعت کی طرف دعوت کی ہے اسکا تعجب کیجئے کہ میں کس طرح تیرے بیعت کروں حالانکہ دین میں تیرے سے
سابق تر اور فاضل تر میں ہوں اور میرے ماں باپ تیرے ماں باپ سے شریف تر اور فاضل تر تھے والسلام
روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنے اخیر ایام میں تین چیز پر حسرت آسف کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ میں نے
جناب امیر سے بیعت نکی۔ دوسری ان کے مخالفوں کے ساتھ جنگ نکیا تیسری حرارت کے ایام میں نے
روزے نہ رکھے۔ اور سعد ابن ابی وقاص نے معاویہ کا جواب اس طرح لکھا کہ تیرا مکتوب پہنچا اور تو نے مجھے طریق
باطل کی طرف جو دعوت کی تھی معلوم ہوا اور عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے انکی بابت جو لکھی تھی یقین جان
کہ اللہ تعالی احکم الحاکمین ہے اہل حق کو اہل باطل سے جدا کریگا اور ظالم کو ظلم کی سزا دیگا۔ اور قسم ہے اللہ تعالی
کی کہ میں ہرگز علی ابن ابیطالب کے ساتھ مخالفت و جدال نہ کرونگا اور انکی مخالفت پر تجھے یاری نہ دونگا جب اہل اسلام
میں ہی فتنہ ظاہر ہوا میں نے گوشہ اختیار کیا اور تو امیرالمومنین کی مخالفت پر حمل نکیجئے۔ اور معاویہ نے سعد بن
ابی وقاص کے مکتوب میں لکھا تھا کہ طلحہ و زبیر جو نسب میں تیرے عدیل اور اسلام میں تیرے نظیر و مثل ہیں
عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی میں اٹھے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی انکی موافقت کی ہے۔ سعد بن
ابی وقاص نے اسکے جواب میں رقم کیا کہ اگر طلحہ و زبیر امیرالمومنین کے ساتھ جنگ و جدال نکرتے ہوتے یہی بات
انکے حق میں بہتر اور انکی شان کے سزاوار تھی اللہ تعالی انسے عفو کرے۔ اور ام المومنین سے جو صادر

ہووا ارحم الراحمین اسکنے درگذر فرماوے والسلام - اور محمد بن مسلمہ نے یہہ جواب لکھا کہ اے معاویہ مین ایسا
سمجھتا ہون کہ تو نے جو یہہ کام اختیار کیا ہے تیرا غرض حصول سلطنت اور شاہی ہے - نہ عثمان ذوالنورین
کی قصاص نہواہی - یقین جانئے کہ مین ہرگز تجھکو علی ابن ابیطالب پر ترجیح ندونگا اور تیری جانبداری کرکے
زنہار انکے ساتھ خلاف نہ کرونگا - جب معاویہ نے محمد بن مسلمہ کے مکتوب مین لکھا تھا کہ عثمان بن عفان
پر جب مخالفون نے محاصرہ کیا تھا تو نے انکو دفع کرنے مین کچھ کوشش نکی - محمد مسلمہ نے اسکے جواب مین
نگارش کیا کہ اے معاویہ عثمان ذوالنورین کی خلافت مین جب فتنے برپا ہوئے انکا دفع کرنا میری مقدور
سے خارج تھا اور مجھسے شخص کی امر بھی کچھ فائدہ نہین دیتی تھی - اسلئے مین نے اپنی تلوار کو توڑ کے
گوشہ بیٹھ گیا ایساہی صحابۂ کبار کی ایک جماعت اسباب مین میرے شریک ہوی کیونکہ وے بھی سمجھتے تھے
کہ ہماری سعی سے کوئی کام سرانجام نپائیگا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس قضائے
مبرم سے جو بہ نسبت عثمان ذوالنورین کے ہے ظہور کی خبر دیتی تھی غرض یہی عذر ہے میری لاعلاجی
کا جو اس فتنے کو دفع کرنے سے مجبور اور مقصر رہا - لاکن اے معاویہ تیرے لیسے نہایت عجب ہے کہ تو اسباب
مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا ہے - جن دنون بلوائیون نے عثمان ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور وہ
مظلوم نہایت حیرانی اور پریشانی مین تھے بکرات ومرات تیرے پاس قاصدون کو بھیجا اور تیرے لیسے مدد طلب
کی - اور باوجود قدرت کے اپنی حکومت کی رعایت کرتے اس مظلوم کی تائید نکی اور انکا حق نعمت وحق تربیت
برباد کیا اور سمجھا کہ انکے دشمن ان پر ظفر پاوین تو تو اپنی مراد کو پہنچیگا - اور اب قصاص طلبی کے حیلہ سے تو
چاہتا ہے کہ حکومت کی تاج سر پر رکھے اور مملکت کی انگشتری اپنی انگلی مین ڈالے ع واے نیکیار کہ
صد بار واے ؛ والسلام - القصہ جب صحابہ کے یے مکتوبات معاویہ کو پہنچے انکو مطالعہ کیا تو بہت ہی
نادم اور پشیمان ہوا عمرو بن العاص نے اسکو بہت ملامت اور سرزنش کی - معاویہ کہنے لگا کہ حق تیرے
جانب مین تھا کہ تو نے خطوط نویسی کو منع کیا تھا افسوس ہے کہ مین نے نہین سنا - اب تو مدینے والون سے
تائید کی امید نرہی اور علی بن ابیطالب کے ساتھ سواے جنگ وجدال کے چارہ بھی نہین پس قتال کے تہیے
مین بجمیع ہمت مصروف ہوا - اسکے بعد بھی جناب امیر اور معاویہ کے درمیان کئی مراسلات چلے اور
حضرت امیر نے بہت کچھ نصیحتین کین اور خیرخواہی سے پیش آئے لاکن کچھ فایدہ نہوا - الغرض جب جناب
ولایت مآب کو خبر ہوی کہ معاویہ ایک بڑا لشکر لیکے نکلنے والا ہے آپ بھی کوفے کی اطراف ونواحی کے

امرا و حکام کو فرامین روانہ فرماے کہ اپنے بلاد سے کوفے کی طرف فوجین روانہ کرین۔ سو تھوڑے عرصے مین بہت سے سپاہ والا در کوفے مین جمع آئے جناب امیر نے جمعے کے دن بالاے منبر خطبہ پڑھا اور سب فوجین موضع نخیلہ مین جمع آنیکا حکم فرمایا۔ پس ابو مسعود انصاری کو کوفے مین اپنا نائب ٹھہرا کے کوفے کے اعیان و اکابر کو ہمراہ لئے ہوے آپ بھی نخیلہ کی طرف رونق افزا ہوے اور چند روز وہین اقامت فرمائی۔ عبداللہ بن عباس بھی ابوالاسود دؤلی کو اپنی نیابت دیکے بصرے کا لشکر اپنے ساتھ لئے ہوے وہین آکے ملحق ہوے۔ کہتے ہین کہ جملہ نوّدہ ہزار جوان حضرت علی کے ظل رایت مین فراہم آئے۔ انمین اہل بدر سے اسّی اصحاب کرام۔ اور اہل بیعت الرضوان سے آٹھ سو صحابی ذوی الاحترام داخل تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ زبدۃ الاولیا قدوۃ الاتقیا اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ رکاب ہوے اور امیر المومنین کے قرب مین ایک خصوصیت رکھتے تھے اور اکثر اس سفر مین حقایت الٰہیہ ان سے کلمات سنتے اور آپ انسے رموز و اسرار فرماتے اور اکرام سے پیش آتے تھے۔ غرض جب موضع نخیلہ سے کوچ کرکے اس مسجد پر پہنچے جو راہ مین واقع تھی وہان نزول کرکے نماز ظہر قصر ادا کی۔ اور جب آگے بڑھے دیر ابو موسی کے پاس نزول کرکے نماز عصر سے فارغ ہوے۔ اور ساحل فرات پر نماز مغرب گذارکے وہین شب باشی کی۔ دوسرے روز آگے روانہ ہوکے دارالملک کسری پر پہنچے اور ایسی ہی منزلین طے کرتے ہوے جب جزیرۂ عرب مین ایک راہب کے صومعے پر پہنچے۔ سب اہل لشکر پانی نہ ملنے سے تشنہ تھے اس لئے جناب امیر اس صومعے کے پاس کھڑا رہکے اس راہب کو ایک ندا کی۔ جب اسنے آواز نہیب سنی صومعے کے باہر آیا نہایت نحیف البدن اور اصفر اللون اور سیاہ پوش تھا امیر المومنین کو سلام کیا آپنے اس سے پانی دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا پانی حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ سب لشکر پیاسا ہے وہ پانی کفایت نکریگا۔ راہب متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ اس بیابان مین پانی کہین نزدیک نہین جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اسے راہب اس صومعے کے مینار کے پاس ایک پانی کا چشمہ ہے کہ اس سے انبیاے بنی اسرائیل سے پہلے تین پانی پیے ہین راہب نے یہ سنتے ہی مہاڑی سے اترا اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ اس جگہ ایک پانی کا چشمہ مسدود اور اوڑھپا ہوا ہے اسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی کھول نہ سکیگا۔ اور میرے باپ سے مجھے ایک صحیفہ پہنچا ہے اس مین پیغمبر آخر الزمان کا اور یہ چشمہ کھولنے والے کا نام مسطور ہے۔ آپکا کیا نام ہے فرمایا کہ میرا نام علی ابن ابیطالب ہے۔ راہب نے

کہا کہ آپکے ہاتھ سے یہ چشمہ ظاہر ہوا تو مین آپکے دست مبارک پر ہی اسلام لاتا ہون۔ تب امیر المومنین
معہ کے شرق کی جانب تشریف لا کے بیس گز کے مقدار پر ایک خط مدور کھینچ کے حکم فرمایا کہ اس کو کھود
اہل لشکر نے جب اس کو کھودا ایک سنگ اعظم ظاہر ہوا لشکر کی بڑی قوت والے پہلوانون کی ایک جماعت
نے ہیأت اجتماعی سے بہت کچھہ زور و قوت کیا لاکن وہ پتھر جنبش نہ کیا تب جناب امیر نے اپنا مبارک سینہ
پتھر سے لگا کے قوت کیا تو وہین سرک گیا پھر ہاتھ سے اٹھا کے دور ڈال دیا اس چشمے کا پانی نہایت صفا
اور بہت ہی شیرین تھا سب اہل لشکر اور جانور سیراب ہوے۔ سب لوگون نے جب یہ کرامت
دیکھی ان کو امیر المومنین کے ساتھہ اور اعتقاد زیادہ ہوا۔ اور اس راہب نے اسیوقت اسلام سے مشرف
ہوکے وہ صحیفہ جو اپنے آبا و اجداد سے بطور وراثت کے پایا تھا حاضر کیا اسکی عبارت سریانی تھی
اسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہے کہ شمعون نے حضرت عیسی سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے میرے
بعد ایک پیغمبر کو مبعوث کریگا جو سب پیغمبرون کا خاتم ہے خوش خو ہوگا نہ درشت گو بازارون مین
آواز بلند نہ کریگا۔ اور برائی کے بدلے مین برائی سے پیش نہ آئیگا بلکہ عفو فرما دیگا اور کرم سے درگذر یگا
اور اسکی امت ظاہراً و باطناً اللہ تعالی کی حمد و ثنا مین مشغول ہوگی۔ جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے
اس کے اتباع اختلاف کے بعد اتفاق کرینگے۔ پھر ایک مدت کے بعد اُن مین اختلاف آویگا اسکی
امت سے ایک مرد مشرق والون کو ہمراہ لے کے مغرب والون سے جنگ کرنیکے لئے نکلے گا سو اسکا
گذر اس دیر پہ ہوگا اور یہان ایک چشمہ ہے سو اسیکے ہاتھ سے کہلے گا وہ مرد صورت و معنا مین
دوسرون کی بہ نسبت اس پیغمبر کی ساتھہ قریب تر ہوگا اسکا حکم انصاف و راستی کے ساتھہ ہوگا اور مہمات کے فیصلون
مین سستی نکریگا رشوت نہ لیگا دنیا کی مزخرفات اسکی ہمت کے پاس خاکستر سے بھی بے قیمت رہینگے
اور موت اسکے پاس پیاسے کے حلق مین پانی جانے سے بھی آسان ہوگی۔ باطن مین اللہ تعالی سے
ڈریگا اور ظاہر مین عدالت و راستی کے ساتھہ رہیگا۔ جسنے اس کا زمانہ پاوے تو اس کا فرمان بردار رہے
اس کی خوشنودی رضاے ایزدی کے ساتھہ مقرون ہے خوشا حال اسکا جو اس کو پاوے انتہی جب
امیر المومنین اس صحیفے کے مضمون پر مطلع ہوے کمال خوشی سے رو دئے اور کہنے لگے کہ شکر نعمت
اس پروردگار کا مین کس طرح ادا کرون کہ اس نے مجھے فراموش نکیا اپنی کتاب مین یاد فرمایا۔ القصہ معاویہ
نے بھی اپنا لشکر لیکے شام سے جو نکلا تھا جب صحراے صفین پر پہنچے وہین نزول کرکے اسکو اپنا لشکرگاہ

ٹھہرایا - تو زمانہ سابق مین روم کے بادشاہون نے اس جگہ عمارتین بنائی تھین اور وہان دو فرات بھی واقع تھی لاکن اس سے پانی لینے کے واسطے ایک راہ کے سوائے دوسری راہ نہین تھی۔ جب حضرت علی کا لشکر اسکے آگے معاویہ سے وہان تک پہنچ گئے تھے ابو الاعور کے ساتھ دس ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ پانی کی نگہبانی کرین کوفے کا لشکر جب آئیگا اس سے پانی ہرگز نہین کسیکو ایک قطرہ بھی نہ دین۔ جب حضرت علی کا لشکر بھی مقام صفین پر پہنچ کے نزول کیا آپکے لشکریون نے کنار فرات پر جاکے پانی لینا چاہا تو ابو الاعور مانع ہوا جب یہہ حال حضرت علی کی خدمت مین لوگون نے ظاہر کیا آپنے متفکر ہوکے صعصعہ بن صوحان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ بہت دور سے آئے ہین اس نیت سے کہ امر خلافت کو جو ملت کے معظمات امور سے ہے قرار دین - اور ہمارا یہہ قصد تھا کہ جب تک تم کو نصیحت نہ کرین اور راہ صواب پر نہ بلاوین جنگ و جدال مین اقدام نہ کرین - اب تمہارے لشکریون نے پانی کو روک لیا ہے ہمارے رفیقون کو اسکے تصرف سے منع کرتے ہین حالانکہ پانی اللہ تعالی کی ملک سے ہے اپنے سب مخلوقات پر مباح کیا ہے کسی کو نہین پہنچتا ہے کہ پانی بندگان الٰہی سے منع کرے اب چاہئے کہ اپنے لشکر کو حکم کرے کہ ممانعت سے باز آوین والا فریقین مین مقاتلہ کھڑا رہیگا - اسنے معاویہ یقین جانئے کہ اگر مین تیرے سے آگے یہان نزول کرتا ہرگز تمہارے لیے پانی نہ روکا ہوتا - جب صعصعہ نے جاکے جناب امیر کے طرف سے یہہ پیام پہنچایا معاویہ نے ارکان دولت سے مشورت کی تو بعضے شریرون نے منع کیا - پر عمرو بن العاص نے کہا کہ پانی کو روکنا سزاوار نہین یہہ وحشت کا موجب ہوگا - اور قبیلہ ازد سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے معاویہ پانی کا منع کرنا مروت نہین اگر تیرے مخالفین اہل روم سے بھی ہوتے مروت کا اقتضا یہہ تھا کہ اول آب و نان سے ضیافت کرے اس کے بعد جنگ پر آمادہ ہووے - یہہ تو اہل اسلام کا لشکر ہے اصحاب بدر اور اہل بیعت الرضوان اور اشراف مہاجرین و انصار اور تابعین اخیار اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنی اعمام اس لشکر مین داخل ہین اللہ تعالی سے ڈرئے پانی ہرگز روک لینا نہ چاہئے - لاکن دوسرے بعضے شریرون نے معاویہ کو اغوا دیا اسلئے اسنے پانی کی ممانعت پر ہی اصرار کیا جب حضرت امیر کے لشکر کے لوگ تشنگی سے جان بلب ہوئے - تب مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے اہل لشکر کا احوال کما ینبغی ظاہر کیا اور کہنے لگے کہ اب ہمارے مین کچھہ تاب و طاقت باقی نہین اجازت دیجئے تا باہتھیار ہوکے کنار فرات آپکو پہنچادین اور پانی پیوین یا شربت شہادت نوش کرین - حضرت علی نے

لاعلاج ہو کے فرمایا کہ جو مصلحت وقت ہو کیجیے تب وے ہر دو پہلوان دس ہزار سوار کو ہمراہ لیکے بہر صورت فرات کے قریب جا پہنچے معاویہ کے لشکر والون نے پانی کو روک لیکے مقابلہ کیا مالک اشتر نے ان سے ساتھ شخص کو قتل کیا۔ پھر فریقین مین ایسا مقابلہ ہوا کہ معاویہ کا لشکر بے طاقت ہو کے پیچھے ہٹا۔ جناب امیر کے لشکریون نے پانی سے سیراب ہوے اور جانورون کو بھی سیراب کیا اور پانی مشکون مین بھر لیا اور ان پر غالب آ کے کنار فرات پر حاوی ہو گئے۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی بڑی ندامت اور پریشانی لی۔ تب عمرو بن عاص نے معاویہ کو ملامت اور سرزنش کرنے لگا کہ پانی روکا۔ اب مین ہم نے علی ابن ابیطالب کے لشکر کے ساتھ جس معاملے سے پیش آئے اب وے بھی ہمارے ساتھ اسی معاملے سے پیش آوین تو کیا علاج۔ معاویہ نے کہنے لگا جو گذرا سو گذرا اب علی ابن ابیطالب کے ساتھ تجھے ظن غالب کیا ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ تو جس سلوک سے پیش آیا علی مرتضیٰ اس سلوک سے پیش آ کے ہرگز پانی منع نہ کرینگے۔ تب معاویہ نے نادم اور عاجز ہو کے اپنے لشکر سے بارہ سردار ان کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا بعجز و الحاح سے پانی کی اجازت لین جب وے سردار حاضر ہوے جناب امیر نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے کیا مقصود ہے۔ انشعث ابن قیس نے معذرت کر کے کہنے لگا کہ یا ابو الحسن اب معاویہ کے جرم کو عفو کر کے پانی کی رخصت دیجیئے۔ پھر مقاتل بن زید نے عرض کی کہ یا امام المسلمین معاویہ نے جو قصاص طلب کرتا ہے اسکا مقصود دنیا طلبی اور سلطنت خواہی کے سوا اور کچھ نہین۔ اگرچہ مین اہل شام سے ہون لاکن اب معاویہ کی رفاقت سے باز آیا۔ غرض جناب امیر نے بعد حمد و صلوات کے فرمایا اچھا اب تم جاسے اور معاویہ کو کہنے کہ مین نے رخصت دی ہے کہ فرات سے پانی لو اور اپنے جانورون کو پلاؤ۔ ابو الاعور کے خواص سے ایک شخص نے یہ کمال شفقت و مرحمت دیکھی اپنے کئے سے پشیمان ہو کے توبہ و استغفار کیا اور حضرت امیر کے لشکر مین داخل ہوا۔ پھر ہر دو لشکر بقدر احتیاج فرات سے پانی لینے لگے اور اختلاط آغاز کیا ایک کو دوسرے سے کچھ خطرہ تھا

مایوس ہونا فریقین کا مصالحت سے اور آخر مہم منجر ہونا جنگ و محاربت کیطرف

لکھتے ہین کہ پیاپے تین مہینے یعنے ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاول جناب امیر اور معاویہ کے درمیان رسل و رسایل جاری رہی لاکن کسی وجہ سے صورت صلح کی نہ ٹھہری نہ بنی اس ایام مین اسّی پر پانچ بار ہر دو فریق معرکے مین صفین کھینچین۔ لاکن ہر بار زہاد و حفاظ و واعظ و نصایح مین لکتب ہوے اور آپس مین تلوار چلنی نہ دی۔ جب ماہ جمادی الاول منقضی ہوا اور مصالحت کی کچھ توقع

غرض جناب امیر نے جنگ کی تیاری کر کے پیغام بھیجا کہ کل صبح ہم جنگ پر آمادہ ہو جاوینگے معاویہ بھی آمادہ
اشتعال جنگ ہوا ... ہر روز دونون فریقین مین جنگ کا آغاز ہوا نصف جمادی الاولی سے غرہ رجب تک
ہمیشہ تلوار چلتی رہی جب ماہ رجب ... ہوا تو جنگ موقوف ہوا کیونکہ رجب ماہ حرام ہے زمانہ جاہلیت
اور اسلام مین سب اس کی بزرگی کو مانتے تھے اور جنگ و جدال نہین کرتے تھے اس اثنا مین ابو دردا اور اسامہ
جو ہر دو صحابی ... تھے اور دیار شام مین ساکن اور اس وقت معاویہ کے ہمراہ آئے ہوئے تھے کہنے لگے کہ ای
معاویہ منصب خلافت کے لئے علی مرتضی تم سے زیادہ مستحق اور اولی ہین پھر تو کس دلیل سے انکے ساتھ
قتال کرتا ہے معاویہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چاہتا ہون ان ہر دو نے پوچھا کیا انکو جناب امیر
نے شہید کیا یا دوسرے لوگون نے کہا کہ عثمان بن عفان کے قاتل علی بن ابیطالب کے ساتھ ہین اگر ان کو
میرے تسلیم کر دین اہل شام سے علی بن ابیطالب کے ہاتھ پر اول مین بیعت کرتا ہون تب ان دونون نے
حضرت علی کی خدمت مین آکے یہ احوال ظاہر کیا حضرت علی کے لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی تب بیست
بیست ہزار شخص آن کے کھڑے ہوے اور آواز بلند سے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان ہم ہین جب ان دونون بزرگون
نے یہ حال دیکھا جناب امیر کے لشکر گاہ سے باہر گئے پھر معاویہ سے بھی نہ ملے بلکہ کنج عزلت اختیار کیا
پھر معاویہ نے شرحبیل بن حبیط اور کئی شخص کو بھیج کے یہ پیغام کیا کہ عثمان بن عفان کے قاتلون کو میرے سپرد
کر دین تو ہم امر خلافت مشورے پر رکھتے ہین تا اہل شورہ جس کو مناسب جانین خلیفہ ٹھہراوین جناب امیر نے
یہ پیام سنتے ہی غصہ ہوئے اور قاتلون کو سپرد کرنے کے باب مین فرمایا کہ بیس ہزار شخص کو پکڑ کے دشمن
کے تحویل کرنے کی مجھے طاقت نہین تب ان قاصدون نے معاویہ کے پاس جا کے صورت حال ظاہر کی
لکھتے ہین کہ غرہ رجب سے سلخ محرم تک ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہہ پر رہے تھے جدال و قتال واقع نہوا جب ماہ محرم
گذر چکا حضرت علی نے معاویہ کے لشکر مین ندا کروائی کہ ہم نے ہر چند تم کو طریق حق و راہ صواب کی طرف دعوت
کی آخر تم راہ راست پر نہ آئے ماہ محرم بھی گذر گیا صفر کی پہلی شب مین جنگ کی تیاری کر لے کے علی الصباح میدان
مین آیا چاہئے غرض ویسا ہی دوسرے روز ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ بر سر میدان آئے اور صفین آراستہ کین ایسے
مین معاویہ کے لشکر سے ایک شخص نے آواز کی کہ اے اہل عراق کیا تمہارے درمیان اویس قرنی ہے جناب
امیر کے لشکریون نے کہا کہ ہان حاضر ہے تو کس لئے پوچھتا ہے اس نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اویس قرنی خیر التابعین ہے بس یہ کہہ کے اس نے شام کے لشکر سے

نکل گیا اور حضرت علی کے لشکر مین آکے ملحق ہوا

عمار بن یاسر کی شہادت

نقل ہے کہ فریقین مین جنگ ہوا کرتا تھا ہر بار حضرت علی کا لشکر ہی غالب آتا تھا اور معاویہ کا لشکر ہزیمت پاتا۔ جنگ صفین شروع ہوا سو چھبیسوین روز عمار بن یاسر کی شہادت ہوئی اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ اس روز جب عمار نے بہت ہی جد وجہد کرکے جناب امیر سے قتال کی رخصت لی اور صف میدان مین آئے لشکر شام سے حارث نامی ایک شخص نکل کے انسے مقابلہ کیا ہر دو مین کئی حملات دلیرانہ ہوے۔ آخر عمار نے ایک ضرب تلوار سے اسکا کام تمام کیا پھر اپنی لشکر کی طرف مراجعت کرکے اپنے یارون کو وداع کیا اور حضرت علی کی اطاعت واعانت پر وصیت کی اور کہنے لگے کہ مین ایسا سمجھتا ہون کہ آج کے دن شہادت پاونگا اور یہ سعادت ہے کہ امام بحق کی امداد وانقیاد مین مارا جاؤن۔ یہ بول کے اپنے گھوڑے کو تازیانہ مارکے میدان مین آئے اور قتال شروع کیا عالی حملے کرتے اور رجز پڑہتے تھے شامیون نے ان کی دلیری دیکھ کے حیران ہوے۔ آخر ان کی ایک جماعت آکے اس کو گھیر لیا۔ اور انسے ایک شخص کہ جس کی کنیت ابو العادیہ ہے اس پر ایک ضرب کیا سو بڑا سخت زخم لگا اسی زخم سے عمار کو بڑی بیتابی ہوی اور اس پر تشنگی بھی بہت غلبہ کی تب اپنے لشکر کے طرف لوٹ آئے اور پانی طلب کیا تو پانی کا ایک پیالہ کہ جس مین دود آمیز تھا لے آئے عمار نے اوس پر نظر کرتے ہی تکبیر کہی اور فرمایا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون نے جب اسکی حقیقت سے سوال کیا تو جواب دیا کہ حضرت نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا سے اخیر چیز جو تیری روزی ہوگی وہ دودھ ہے۔ پس وہ قدح اپنے ہاتھ مین لے کے نوش کیا اور اسیوقت جان بحق تسلیم ہوے۔ جناب امیر نے یہ خبر سنتے ہی ان کی نعش مبارک کے پاس آکے ان کا سر اپنے زانوے شریف پر لیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور فرمایا کہ اللہ تعالی عمار پر رحمت کرے۔ بارہا حضرت کی خدمت مین دیکھا ہے اگر تین شخص رہتے عمار انکا چوتھا رہتا تھا اگر چار شخص رہتے ان کا پانچوان رہتا۔ عمار نے ایکبار نہین بلکہ کئی بار بہشت کا استحقاق پیدا کیا اللہ تعالی اس کو جنت عدن مین جگہ دیوے اور وہ مقتول ہوا جس حال مین کہ حق اس کے ساتھ تھا حضرت نے اس کی شان مین فرمایا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا۔ پس جناب امیر نے عمار کے جنازے پر نماز پڑھ کے اپنے دست مبارک سے اسکو دفن کیا رضی اللہ تعالی عنہ

لیلۃ الہریر کا جنگ صفین کا جنگ اخیر جس شب مین واقع ہوا اس کو جنگ لیلۃ الہریر کہتے ہین ۔ عمار بن یاسر کے قتل کے بعد دوسرے دن جب ہر دو لشکر برسر میدان آئے روایت ہے اس روز حضرت علی نے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اپنے سر پر باندہی اور حضرت کے خاص گھوڑے پر سوار تھے دس ہزار سوار کو اپنے ہاتھ لے کے شامیون پر ایک ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کا لشکر درہم برہم ہوگیا اتنے لوگ مارے گئے کہ گھوڑون کے چارون پیر خون سے رنگین ہوگئے ۔ کسی شامی کو مقابلے کی قوت باقی نرہا معاویہ نہایت مضطر ہو کے عمرو بن عاص کی طرف توجہ لا کے کہنے لگے اے ابا عبد اللہ اب صبر کیا چاہئے عمرو بن عاص نے کہا کہ اے معاویہ اگر علی ابن ابیطالب دوسرے بار ایسا حملہ کرے ہمارے سے کوئی باقی نرہیگا غرض کہ ہر دو لشکر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور گرد وغبار اس قدر اڑنے لگی کہ ایک دوسرے کی معرفت مشکل ہوگئی شام تک ایسا ہی جدال وقتال جاری رہا بلکہ شب کو بھی موقوف نہوا ۔ جناب امیر نے اس شب کئی بار بارگاہ الہی مین دست التجا بلند کر کے دعا کرتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے مخالفین پر حملہ کرتے اور آپکے اہل لشکر بھی حملے کرتے تھے ہر حملے مین صدہا شامی تہ تیغ ہوتے تھے اور جناب امیر حملہ کرنیکے وقت تکبیر کہتے تھے آپکے رفیقون سے ایک شخص نے روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الہریر مین مین نے جناب امیر سے پانسو تئیس بار آواز تکبیر سنی ۔ معجم کبیر مین امام ابو سعید سمنانی سے منقول ہے کہ معاویہ کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب نے لیلۃ الہریر مین بنفس النفیس پانسو سے زیادہ شامیون کو قتل کیا مین نے اس شب بطاقت ہو کے آخر ایسا ارادہ کیا کہ اب دو کام سے ایک کام کرنیکے سوائے گزیر نہین یا عبد اللہ بن عباس کے پاس التجا لیجاؤن کہ تا میرے لئے علی مرتضی سے اجازت چاہے کہ کہ معظمہ کے طرف جا کے حرم مین اقامت کرون ۔ یا قیصر روم کی پاس جا کے پناہ لون اور کسی جزیرے مین سکونت کر کے فارغ البال گذرانون ۔ آخر اسی حیص وبیص مین شب گذر گئی جو وقوع مین آنا تھا آیا ۔ غرض آتش جنگ ہرگز منطفی نہوی یہان تک کہ صبح ہوی ۔ جاننا چاہئے کہ ہر دو فریق نے جب صحرائے صفین مین آن کے نزول کیا تین مہینے تک آپس مین رسل ورسایل جاری رہے جب آخر کسی وجہ سے صلح کی صورت نٹھہری جنگ شروع ہوا گیارا مہینے تک اس کا سلسلہ باقی تھا مگر حرام مہینون مین قتال موقوف رکھتے تھے اس عرصے مین نود جنگ ہوے ہر بار جناب امیر کو ہی نصرت ہوی جنگ اخیر یہی تھا جو لیلۃ الہریر مین واقع ہوا

ان جنگون مین معاویہ کے لشکر سے پینتالیس ہزار [illegible] کیا گیا ہے پچیس ہزار شخص مقتول ہوے
انہین سے ہاشم بن عتبہ مرقال اور خزیمہ بن ثابت جو ذو الشہادتین کے لقب سے یعنی حضرت نے انکی ایک
گواہی کو دو گواہ کے برابر مین اعتبار کیا تھا [illegible] اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو
سعد بن ابی وقاص کا برادر زادہ تھا [illegible] اور اویس قرنی اور دو
صحابہ و تابعین کہ جنکی تفصیل [illegible] **مکر و حیلے سے پیش آنا**
اہل شام کا حضرت علی کے لشکر کے ساتھ جب لیلۃ الہریر مین اہل شام کو
شکست فاحش ہوی اور بہت سے سردار اور سپاہ نامدار مارے گئے انکے لشکر مین بڑا ہی اضطراب
اور تزلزل واقع ہوا۔ معاویہ کو بڑی وحشت ہوئی اور نہایت عاجز آکے صلح کرنی چاہی اور کمال
عجز و الحاح کے ساتھ ایک نامہ حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ یا ابا الحسن
فریقین خصوصا ہمارے بہت سے امیر اور پہلوان مارے گئے۔ اب امید ہے کہ قتال سے ہاتھ کھینچیے
اور مجھے شام کی حکومت ارزانی فرماوین لیکن اپنی بیعت سے معاف رکھین تا فارغ البال گذرانون۔
جناب امیر نے اس کی ملتمس قبول نہ کی اور جواب تحریر فرمایا کہ بلا بیعت و اطاعت تو نے شام کی حکومت
جو طلب کرتا ہے یہ التماس مقبول نہین اول بیعت کیجیے والا جنگ پر آمادہ ہو جاے یہ مکتوب معاویہ
کو بہت متفکر کیا اسکو کچھ تدبیر سوجھتی نہین تھی۔ غرض جناب امیر نے لیلۃ الہریر کے مقتولون کے دفن
سے فارغ ہوے اپنے لشکر کے سردارون سے فرمایا کہ تمہارا اور تمہارے مخالفون کا کاروبار اس
درجے کو پہنچا جو دیکھتے ہو اللہ تعالی ان کو بے قوت کر دیا پھر جنگ کا تہیہ کیجیو حتی یحکم اللہ
بیننا وھو خیر الحاکمین جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی زیادہ گھبرائے۔ اشعث بن قیس جو اس کے لشکر کے سرداران
سے تھے کہنے لگا کہ کل شب مین جیسا جنگ ہوا یقین ہے کہ پھر ہم جنگ پر کمر باندھین تو ہمارے
باقی لوگ بھی تہ تیغ ہو جائینگے ایک طرف سے اہل روم دوسرے جانب سے اہل فارس قابو پا کے ہمارے شہر
و دیار کے تاخت و تاراج پر کمر باندھین گے اور ہمارے اہل و عیال کو بندی پکڑینگے۔ معاویہ نے اس بات کی
تصدیق کی اور عمرو بن العاص سے کہا اب تو ہم کو مقابلے کی طاقت نہین چاہیے کہ ایسا حیلہ کرین کہ جس سے
مدعا حاصل ہو۔ تب عمرو بن عاص نے یہ حیلہ سکھلایا کہ اہل حجاز اور اہل عراق جو علی مرتضی کے لشکر مین
جمع آئے ہین انکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کیجیے اگر قبول کرین ان مین اختلاف آجائیگا۔ اور اگر نہ کرین

ان مین تفرقہ پڑ جائیگا - معاویہ نے اس تدبیر کو پسند کر کے اپنے لشکر مین حکم کیا کہ مصحفون کو نیزون پر
باندہین - لکھتے ہین کہ معاویہ کے لشکر مین پانسو یا پانسو مصحف تھے شامیون نے اپنے نیزون پر باندہے
علی الصباح صفین کھینچین اور وہ نیزہ بردار لشکر کے آگے کھڑے رہے جب آفتاب طلوع ہوا جناب
امیر کے لشکر والون نے دیکھ کے یہہ تصور کیا شاید کہ نیزے درست کئے ہین - پھر جب غور سے دیکھا
تو کچھہ صورت نئی پائی گئی ایسے مین لشکر شام سے کئی سردار نے پیش قدم ہو کے ندا کی کہ اے معشر عرب
اللہ تعالے کے واسطے عورات و اطفال پر رحم کرو اگر جنگ سے ہاتھ نہ رکھو گے اور بھی طرفین کے لوگ
جب مارے جائینگے تب روم اور فارس کے کفار جو تاک لگائے ہین ہمارے اور تمہارے زن و اولاد کو اسیر
کر کے لیجائینگے یہہ دیکھئے کہ تمہارے ہمارے درمیان کتاب اللہ ہے - اسکے بعد ابو الاعور نے گھوڑے
پر سوار اور قرآن مجید اپنے سر پر لیا ہوا ہر دو لشکر کے درمیان آکر کھڑا رہا اور ندا کی کہ اے اہل عراق ہم
تم کو کتاب اللہ کی دعوت کرتے ہین یہی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ہے چاہئے کہ اس پر
عمل کرین - جب عراقیون نے مخالفون کے باتون پر اطلاع پائی - تب کردوس بن ہانی بکری نے کہنے لگا
کہ اے اہل عراق شامیون نے مصحفون کو جو نیزون پر چڑہایا ہے اس پر فریب نہ کھاؤ یہہ صورت مکر و تزویر
سے خالی نہین - ابو سفیان ثوری بجری نے کہا کہ ہم نے اول شامیون کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کی جب
انہون نے اجابت نہ کی ہم پر ان کا خون حلال ہوا - اگر ان کی ملتمس بھی ہم قبول نکرین تو ہمارا خون بھی ان پر
مباح ہو جائیگا - خالد معمر اور حصین منذر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی راے مبارک جو نہایت صواب پر ہے
جس بات پر قرار پاوے عین مصلحت ہے - جب حضرت علی سے گذارش کی تو آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ کے
حکم کو قبول کرنے مین مین سب سے زیادہ ہون اور اسباب مین تم بھی میرے شریک ہین لاکن یہہ ایک حیلہ ہے
کہ مخالفون نے نکالا ہے اور یہہ ایک مکر ہے جو پیش کیا ہے مصحفون کو جو نیزون پر چڑہایا ہے اس سے ان کا
مقصود یہہ نہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین - بلکہ جب جنگ و جدال سے تنگ آگئے اور فتح و ظفر سے مایوس
ہو گئے ہین چاہتے ہین کہ اس سے فتنے کو تسکین دین اور اس جھگڑے سے نجات پاوین - مین اس سے جنگ کرونگا
یہان تک کہ اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہو وین - لاکن اس اثنا مین لشکر عراق کے اکثر سردارون کو معاویہ کی
طرف سے رشوتین پہنچ گئی تھین اور جنگ سے تنگ آ کے آرام طلب تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین معاویہ کی عرض
قبول کیجئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے اگر آپ اس کی ملتمس قبول نکرینگے ہم آپ کو پکڑ کے اس کے تحویل کر دینگے

حضرت امیر کے خیمے میں آیا آپ نے اسکا اعزاز و اکرام بجالایا۔ اور پوچھا کہ اسے عبداللہ تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کی یا امیرالمومنین میں سمجھتا ہوں کہ میری عمر ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم باقی ہوگی۔ جناب امیر نے اپنی چشم مبارک میں پانی لا کے فرمایا کہ اے عبداللہ خوش دل رہ کہ اللہ تعالی کی رحمت پاویگا۔ اور تیرا حشر مہاجرین و انصار اور شہداے کبار کے ساتھ ہوگا۔ پھر عبداللہ نے عرض کی یا امیرالمومنین میں سنتا ہوں کہ آپکے یاروں نے آپ کی مخالفت میں کمر باندھی ہے اور معاویہ سے صلح کرنیکے باب میں کوشش کرتے ہیں زنہار ان کے کہے پر عمل نہ کیجئے۔ اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھئے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے عبداللہ کس لشکر اور کون مددگار کے ساتھ معاویہ سے جنگ کروں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جمیع پیغمبروں کا قوت رکھتے تھے باایں ابتداے نبوت میں تین سال تک آپ کو علانیہ دعوت کرنیکا حکم نہ آیا اس کے بعد پھر دس سال مکہ معظمہ میں رہے کفار کا ظلم و ستم جاری رہا باایں جہاد کا حکم نہوا جب مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے اور اعوان و انصار جمع آئے تب جہاد پر مامور ہوے۔ پس میرے لئے جب یار و مددگار پیدا ہوویں جنگ کرونگا والا صابر رہونگا جیسا انبیا اور اون کے وصی صبر کرتے رہے۔ اے عبداللہ یہ واقعے جو ظہور میں آتے ہیں حضرت نے مجھے اسکی خبر دی تھی) میں نے قوم کی شکایت بارگاہ الہی میں کروں گا اور ایسے فعل کا مباشر نہونگا کہ جس کے بسبب عہدہ امامت سے خارج ہوؤں عبداللہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ امام بحق آپ ہی ہو زہے سعادت اس شخص کی جس نے آپ کی اطاعت کی اور خرابی ہے اس کی جس نے آپ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ القصہ ہر دو لشکر کے حفاظ قرآن اہل شام اور اہل عراق کو جمع کر کے ہر دو صف کے درمیان بیٹھے اور قرات قرآنی میں مشغول ہوے اور سبجات پر متفق ہوے کہ امر خلافت کے باب میں ہر دو حکم حکم کریں شام والوں نے کہا کہ ہمارے طرف سے عمرو بن عاص حکم ہو دے اور اشعث بن قیس اور اس کے تابعوں نے کہا کہ ہمارے جانب سے حکم ابوموسی اشعری رہے۔ جناب امیر نے کہا کہ ابوموسی اشعری کی راے پر مجھے چنداں اعتماد نہیں چاہئے کہ عبداللہ بن عباس کو میری طرف سے حکم ٹھہراویں۔ خارجیوں نے کہا کہ واللہ ہم آپ اور عبداللہ بن عباس میں فرق نہیں کرتے ہیں اس بات سے ایں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی حکم ہونا چاہتے ہیں۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایسا شخص حکم ہووے کہ اس کی نسبت آپکے اور معاویہ کے ساتھ برابر ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ پھر کسلئے اہل شام نے عمرو بن عاص کو اختیار کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ کے ساتھ اسکی نسبت اور خصوصیت کیسی ہے بخلاف ہونے

کہ لفظ امیر المومنین کو محو کیجئے کیونکہ [illegible] اور ان [illegible] نام پر [illegible] اختلاف [illegible]
جو حضرت امیر کے لشکریوں سے تھا اس باب میں استمداد کیا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اللہ اکبر
صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی مقدمہ حدیبیہ کے روز [illegible] پیش آیا تھا [illegible]
جب صلحنامہ لکھنے کے لئے حضرت کا حکم ہوا۔ میں نے لکھا کہ ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ
مکے کے والوں نے ساتھ سہیل بن عمرو نے کہا کہ لفظ رسول اللہ کو مٹا کے [illegible] محمد بن عبداللہ تحریر کیجئے کیونکہ
اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کبھی آپ سے لڑتے [illegible] تب جناب رسالت مآب
نے فرمایا کہ یا علی امح فان لک یوما کیومی ہذا ستعطیہ [illegible] محو کیجئے کہ تیرے واسطے بھی ایک روز
ایسا ہی آئیگا جیسا یہ میرا روز ہے پس [illegible] روز ہے کہ [illegible] صادق [illegible] جس کی خبر دی آپ نے
کی جیسی مرضی ہے ویسا ہی لکھ دیجئے۔ تب عبداللہ نے اس طرح لکھا کہ ہذا ما صالح علیہ علی بن
ابیطالب و معاویہ بن ابی سفیان اسکے بعد اسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ جناب امیر اور [illegible]
جان سے دوست ہیں۔ اور معاویہ اور اہل شام [illegible]
سے خاتمے تک عمل کریں۔ اور اس کے مضمون سے [illegible]
ہے اور ماریں اس کو کہ قرآن کریم جس کو [illegible] علی مرتضیٰ [illegible]
بات پر راضی ہوئے کہ ابو موسیٰ اشعری اس باب میں حاکم اور ناظر ہے۔ اور معاویہ اور [illegible] اتباع [illegible]
پر راضی ہوئے کہ ان کے قبل سے عمرو بن عاص حاکم و ناظر ہے انہی۔ علی مرتضیٰ اور معاویہ نے ابو موسیٰ اور عمرو بن
عاص سے عہد و میثاق کیا کہ قرآن مجید کو اپنا پیشوا ٹھہراویں۔ اور مضمون کلام ربانی سے تجاوز نہ کریں جو کہ قرآن
میں مسطور ہے اسکے مطابق حکم فرماویں۔ اور جو انکا مطلوب ہو اور کتاب اللہ میں وہ نہ پاویں تو سنت نبوی کی
طرف رجوع کریں اور قصداً اقتضائے سنت نبویہ کی برخلاف عمل نہ کریں۔ اور [illegible] نے بھی حضرت امیر
اور معاویہ سے عہد و پیمان لیا کہ انکے حکم سے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو عدول نہ کریں۔ اگر یہ ہر دو حکم
حکم کرنے کے آگے اُن سے کوئی ایک فوت ہو جاوے تو جناب امیر اور معاویہ کے توابع دوسرے کسی کو جو اہل
عدل و صلاح سے ہو اسکی جائے پر نصب کرے اور ہر دو حکم کو رمضان شریف تک مہلت ہے کہ اس [illegible]
میں حکم کریں اگر اس مدت میں امر خلافت کو کسی پر قرار نہ دیں اور سستی کریں فریقین کو جنگ و قتال کا اختیار ہے
اور جس نے اس امر میں ظلم و فساد اور خلاف کریگا سب امت اس کے دفع میں اتفاق کریں۔ [illegible]

بیان ثبت کین کہ شہد علی ما فی ہذا الکتاب الحسن والحسین ابناء علی و عبد اللہ بن
جعفر بن ابیطالب و اشعث بن قیس اور مشاہیر کی ایک جماعت نے جو حضرت امیر کے
ملازم تھے اپنے نام لکھدیئے - اور اہل شام کی ایک گروہ بھی اپنی گواہی ثبت کی - اور اخیر صحیفے مین مرقوم
ہوا کہ کتب یوم الاربع ثلثة عشر من صفر سنة ثلثین و سبع روایت ہی کہ اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے
التماس کی کہ تو بھی گواہی اپنی ثبت کیجئے - اس نے جواب دیا کہ مالک کا داہنا ہاتھ کٹ جاوے اور بایان
ہاتھ بھی جاتا رہے اگر اپنا نام اس کاغذ مین لکھے - اشعث نے کہا کہ جب تک تو اپنا نام اس مین نہ لکھے
تیرے راضی نہوںگا - مالک نے کہا کہ تو کون شخص ہے اور تیری کیا رضا ہے خواہ تو میرے لیے راضی رہ
یا نہ رہ ... تو سردارونکی ایک جماعت جیسے عدی بن حاتم طائی وغیرہ حاضر تھے اشعث نے کہا کہ
... پیش نظر رکھتا ہون - والا جواب لایق دیا ہوتا - مالک نے کہا کہ میری تیغ زبان تیری
... اور میری سنان تیری سنان سے نافذتر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلے سے بیشتر اور
امیرالمومنین کا دوست ہون تو دشمن اور چند کلمات سخت زبان لائے - اشعث نے برہم ہو کے
... پر ہاتھ ڈالا مالک اپنی شمشیر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ابراہیم بن مالک بھی اپنی تیغ نیام سے
... اپنے فرزند کو نصیحت کر کے اشعث کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اول تو نے اکراہ سے
اسلام قبول کیا اس کے بعد اپنے کافرون اور بت پرستون کے دین باطل کی طرف رجوع کیا پھر جان کے
اندیشے سے مسلمان ہوا جب مالک کا کلام یہان تک پہنچا اور یہ خبر حضرت امیر کو پہنچی مالک کو اپنے پاس
بلوا کے فرمایا کہ ای مالک تو اس قوم کے ساتھ مدارا کر جیسا مین کرتا ہون حضرت مخبر صادق نے مجھ کو
خبر دی ہے کہ اشعث سے میرے بہ نسبت اور اوسکی اولاد سے میری اولاد کے بہ نسبت کیا کیا صادر
ہوگا جناب امیر کا یہ کلام اشعث پر مشعر تھا جو اشعث نے کربلا مین حضرت امام حسین سے قتال کیا اور
اس کا پوت محمد بن اشعث نے اس جناب پر پانی بند کیا تھا غرض جب عہدنامہ لکھا گیا - اشعث نے
اس کو اپنے ہاتھ مین لیکے قبائل عرب کے پاس جو اس لشکر مین تھے لیگیا - جب قبیلۂ عرب اس کے
مضمون سے واقف ہوئے ان سے دو برادرون نے بلند آواز سے کہا لا طاع الا اللہ (نہین اطاعت مگر اللہ کیواسطے) پھر لشکر شام کے
ساتھ قتال کرنے لگا یہان تک کہ ہر دو مارے گئے - جب اشعث نے قبیلۂ مراد پر صلحنامہ پڑھا صالح بن
شفیق نے جو ایک ... تھا کہنے لگا لا حکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون اور اکثر قبائل متفق ہو کے

نہ حکم ہے مگر اللہ اگرچہ مشرکین ناراض ہون ۱۲

اشعث کو بہت سرزنش کی - اور لکھتے ہین جناب امیر کے لشکر سے ایک شخص نے بار بار اپنے گھوڑے پر سوار
ہو کے پانی مانگا جب پانی لیا پیا اور معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور بہت سے لوگ کو زخمی کر کے مراجعت کی پھر
پانی مانگ کے پیا اور حضرت علی کے لشکر پر حملہ کر کے کئی تن کو زخمی کیا ایسا ہی کبھی اس لشکر پر کبھی اس
لشکر پر حملہ کرتا اور کہتا تھا کہ ایہا الناس مین علی مرتضی اور معاویہ اور حکمین سے بیزار ہون حکم نہین مگر اللہ تعالی کے
جل جلالہ کو ولو کرہ المشرکون اور جس مرتبہ کہ حضرت امیر کے لشکر پر حملہ کیا مارا پڑا ایسا جانا گیا ہی وہ مقتول
ہوا وہی تھا - القصہ تمام مصالحت کے بعد حضرت امیر نے کوفہ کی طرف اور معاویہ نے شام کی طرف روانہ
ہوئے اور یہ بات قرار پائی کہ ابو موسی اشعری حجاز اور عراق کے اکابر کے ساتھ اور عمرو بن عاص شام
اور عرب کے عمایدکے ساتھ دومۃ الجندل مین جو عراق اور شام کے درمیان واقع ہے آکے جمع ہوویں
اور ہر دو متفق ہو کے امر خلافت مین حکم کرین - چنانچہ امیر نے شریح بن ہانی کے ساتھ اپنے خواص سے
پانچ ہزار نفر کو بھیجے حکم فرمایا کہ دومۃ الجندل کی طرف جاوین - اور عبداللہ بن عباس کو حکم کیا کہ ان کے
ہمراہ رہے - اور معاویہ نے ابو الاعور السلمی اور شرحبیل بن سمط الکندی کے ساتھ ہزار اشخاص کو بھیجکے عمرو بن
عاص کے ہمراہ کیا - اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ ہر حکم کے ساتھ چار سو نفر تھے بلکہ آٹھ سو مرد دومۃ الجندل
کی طرف روانہ ہوئے - لکھتے ہین کہ اثناے راہ مین عبداللہ بن عباس اور احنف بن قیس نے ابو موسی اشعری
کو نصیحت کر کے کہا کہ عمرو بن عاص کی باتون پر فریفتہ ہو جاے اور حکم کے باب مین کسی طرح سے اس کی
سبقت نہ کرے ابو موسی نے قبول کر کے ان ہر دو کو مطمئن کیا - لاکن جب وہ نہایت مرد سادہ تھا آخر عمرو
بن عاص کے فریب مین آگیا چنانچہ اس کا بیان اب لکھا جاتا ہے

جمع ہونا فریقین کا دومۃ الجندل مین اور جو کہ واقع ہوا درمیان ابو موسی اشعری اور عمرو بن عاص کے

کہتے ہین کہ جب ہر دو فریق دومۃ الجندل مین آکے قرار پاچکے - عمرو بن عاص نے ابو موسی اشعری
سے ملاقات کر کے اس کو آپ پر تقدیم دی - اور کہنے لگا اے برادر مفارقت بہت درازی کھینچی اب مجھے
تیری نزدیکی سے بڑی خوشی حاصل ہوئی - اللہ تعالی اس امر مین برکت نہ دیوے جس مین تفریق کا
سبب ہو - پس عمرو بن عاص نے ہر روز اس کی خدمت مین آتا اور اسکی تعظیم و تکریم مین بڑا مبالغہ
کرتا اور اس کے روبرو دو زانو بیٹھتا اور مسایل پوچھا کرتا - جب ابو موسی سوار ہوتا وہ اسکی رکاب
پکڑتا - جب وہ مجلس سے اٹھتا نعلین اس کے آگے رکھتا - اور کہتا کہ سبقت اسلام اور علم و عمل کی فضیلت

تنگ ہوا ہر درجے مین سب کہ ابناے روزگار سے کسی کو میسر نہین - غرض ایسے ہی حیلہ و تدبیر سے
اس کو اپنے فریب مین لایا - جب بہت ایام گذر گئے - اور ہر دو حکم سے کوئی حکم صادر نہوا - لوگ ملول
اور متنفر ہوکے ہر دو حکم سے کہنے لگے مدت مدید منقضی ہوی ابتک خلافت کے باب مین تم نے
کچھ حکم نہ کیا ہمکو بڑا خطرہ ہے کہ کہین وعدے کے ایام گذر جانیسے پھر فریقین مین قتال برپا
نہو دست - تب ہر دو حکم نے لوگون کو تسکین دیکے خلوت مین تدبیر آغاز کی عمرو بن عاص نے ابوموسی
سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین تو نے میرے سے آگے مشرف
ہوا ہے اور زمانے کا سرد وگرم آزمایا ہے یقین جانتے کہ مین تیری صوابدید سے تجاوز نکرونگا - ابوموسی
نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر نے صلاح وعصمت سے آراستہ اور علم وعمل سے پیراستہ ہی اور انزوا
گوشہ اختیار کیا ہے اور جنگ وجدال سے دوری لی اور اپنی تلوار کو کسی کے خون سے آلودہ نہ کیا
مین اس کو لایق خلافت کے سمجھتا ہون - عمرو بن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کے باب مین تو کیا کہتا ہے
ابوموسی نے کہا کہ معاویہ خلافت کے لایق نہین - اور بھی کئی شخص کا نام لیا ابوموسی نے کسیکو پسند
نہ کیا آخر عمرو بن عاص نے یہ بات ٹھہرائی کہ ہم ہر دو متفق ہوکے علی مرتضی اور معاویہ کو حکومت سے
معزول کرین اور استقرار خلافت کا مہم شوری کے تحویل کرین تا وے جس کو مناسب جانین خلیفہ
ٹھہراوین - ابوموسی نے یہ بات پسند کی - جب اپنے مکان آیا عبد اللہ بن عباس نے اس کے ساتھ
خلوت کرکے فرمایا کہ اے ابوموسی واللہ مین گمان کرتا ہون کہ عمرو بن عاص نے تجھے فریب دیا ہے اب
میری التماس یہی ہے کہ تم ہر دو جس بات پر اتفاق کرین تو ہرگز اس باب مین اقدام نہ کیجیے کیونکہ وہ
صاحب غدر ہے - مجھے اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ ایک امر متفق علیہ مین تو اقدام کریگا تو وہ تیرا خلاف
کریگا تب ایک ایسا فساد پیدا ہوویگا کہ کوئی اسکا تدارک نکر سکیگا - ابوموسی نے کہا کہ ہم ہر دو نے
ایک ایسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ ایک دوسری کی مخالفت کو گنجایش نہین - غرض دوسرے روز ابوموسی
اور عمرو بن عاص اور سب لوگ مسجد جامع مین فراہم آئے ابوموسی نے عمرو بن عاص سے کہا کہ منبر پر سوار
ہوکے وہ بات جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے لوگون کو سنا دیجیے - عمرو بن عاص نے کہا کہ مین تیرے پر
تقدم نہ کرون حالانکہ تو میرے سے عمر مین طول اور افضل ہے - تب ابوموسی نے بالاے منبر آکے اللہ تعالی
کی حمد وثنا سے ادا کی اور حضرت پر درود پڑھا - پھر کہنے لگا لوگو رعایا وبرایا کی بہتری اسی مین پائی جاتی ہے

کہ علی مرتضی اور معاویہ کو حکومت سے معاف رکھین اور اس امر خطیر کو شوریٰ سے کسی تحویل کرین تا کسکو خلافت کے سزاوار سمجھین اور اپنا اصلاح کار سمجھین اس کو اختیار کر لین۔ پھر اپنی انگوٹھی انگلی سے نکال کے کہنے لگا کہ مین نے علی مرتضی اور معاویہ کو خدمت سے عزل کیا ہی جیسا کہ یہ انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالی یہ بول کے منبر سے اُترا اور عمرو بن عاص نے منبر پر چڑھ کے کہا کہ اس شخص نے اپنے صاحب کو خلافت سے عزل کیا چنانچہ سب لوگون نے مشاہدہ کیا۔ اور مین نے اپنے صاحبکو یعنے معاویہ کو خلافت پر مقرر کیا کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا ولی اور اونکے قصاص کا طالب اور خلیفہ مظلوم کی مسند پر بیٹھنے کیلئے سزاوار ہے۔ یہ نا ملایم بات اس کی زبان سے نکلتے ہی لوگون مین برا شور و غل ہوا۔ ابو موسی نے عمرو بن عاص کو دشنام دیکے کہا کہ اللہ تعالی تجھے توفیق ندے کہ تو نے غدر کیا اور میری مخالفت کی تیرا اور میرا اقرار داد ایسا نہین تہا فَاِنَّمَا مَثَلُكَ مَثَلُ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا عمرو بن عاص بہی اس کے جواب مین یہی کہا عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا کاش اے ابو موسی تو مرا ہوتا کہ ایسا حکم نکرتا۔ شریح بن ہانی نے عمرو بن عاص کے سر پر تازیانہ مارا۔ لوگون نے درمیان آکے اس کو تسلی دی۔ اور شریح ہمیشہ تاسف کرتا تھا کہ عمرو بن عاص کے سر پر بجائے تازیانہ مین تلوار سے کس لئے نہ مارا۔ بعضے حضار مجلس نے آواز بلند سے کہا کہ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ ابو موسی اور عمرو بن عاص کو حکم خداوندی کے ساتھ کیا اختصاص اور اہل عراق سے ایک جماعت چاہی کہ نیام سے تلوارین کھینچ کے منبر کے پاس قتال آغاز کرین پر عدی بن حاتم طائی نے مانع ہوکے کہا کہ امام وقت کے بلا حکم قتال جایز نہین۔ اور یہہ مقدمہ اہل حجاز پر خصوصاً بنی ہاشم پر نہایت گران آیا۔ اور ایک جماعت نے ابو موسی کو سب و شتم کر کے کہا کہ امیر المومنین کو تیری حماقت سے خبر تہی اسیواسطے تجھے حکم ٹھہرانیکو کروہ رکھتے تھے۔ جناب ولایت مآب کے شیعہ کی ایک جماعت نے ابو موسی کو مار ڈالنا چاہا اس نے بہت جلدی سے مکہ معظمہ کے طرف فرار کیا۔ عمرو بن عاص اور ابو الاعور اپنے تابعون کے ساتھ معاویہ کے پاس جا کے خلافت کا سلام کیا۔ اور عبداللہ بن عباس اور شریح بن ہانی نے اپنے موافقین کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت مین حاضر ہو کے سب سرگذشت ظاہر کی

محمد بن ابی بکر اور مالک اشتر کا قتل نقل ہے کہ جناب امیر نے صفین کی طرف تشریف فرما ہونے سے آگے قیس بن سعد عبادہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اسکی جاے پر روانہ کیا تھا جب محمد بن ابی بکر شہر مصر کو پہنچا۔ قیس نے حکومت ان کے سپرد کر کے اس مملکت کے ضبط و نسق سے

(حاشیہ: یعنی تیری مثال گدہے کی سی ہے جو بوجھ اٹھاتا ہے ۱۲ — نہین حکم مگر اللہ کے لئے ۱۲ — مکر ۱۲)

ملک کی حکومت پر روانہ کرون کہ جہان فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہے اور تو نے ان ایام مین آرام سے وہان گذرا نے - غرض اب تو اپنا سے راہ مالک اشتر کی رحلت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو بخشے - چاہیئے کہ تو اپنی مسند حکومت پر متمکن رہکے بڑی ہوشیاری سے فرمان روائی کیجیو اور دشمن کے مقابلے سے پس پا نہو ہر امر مین اللہ تعالیٰ سے استعانت کیجیو وہ تیرا کافل مرادات وکافی مہمات ہے اس نے پردۂ غیب سے جو ظہور مین لائیگا اسپر راضی رہا چاہیئے والسلام - نقل ہے کہ مالک اشتر کی رحلت کے بعد جب معاویہ کو فتنہ رو دیا - اور امیر المومنین اسکے دفع شر کی طرف متوجہ ہونا ضرور پڑا - معاویہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی - جنگ صفین کے وقت عمرو بن عاص سے جو وعدہ کیا اسکے موافق اسکے ساتھ ... ہزار کا لشکر دیکے مصر کی تسخیر پر روانہ کیا - عمرو بن عاص نے جب مصر پہنچا معاویہ بن خدیج جو مصر مین فتنہ برپا کرتا تھا اپنا لشکر لیکے عمرو بن عاص کا رفیق ہوا - محمد بن ابی بکر کا لشکر اس کے ساتھ مقابلہ کیا آخر محمد بن ابی بکر کے لشکر کو شکست ہوئی لوگ متفرق ہو گئے معاویہ بن خدیج نے اسکو قتل کیا اور اس کے جسد مبارک کو جلا ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر عمرو بن عاص مصر کی حکومت پر قرار پایا - اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ جب عمرو بن عاص نے مصر پہنچا محمد بن ابی بکر نے حضرت امیر کی خدمت مین اس کے احوال سے اطلاع دیکے مدد طلب کی - آپنے ہرچند کوفیون کو اسکی اعانت پر ترغیب وتحریص دی پر وے بدبختون نے قبول نہ کیا جناب امیر کو بڑی رنجش ہوئی سو روبقبلہ ہوکے یہہ دعا کی کہ الٰہی اس قوم پر ایسے شخص کو مسلط کر کہ ہرگز ان پر رحم نہ کرے آپکی دعا مقرون اجابت ہوئی سو بقول جمہور اسی شب حجاج بن یوسف ظالم پیدا ہوا کوفیون کو اس سے جو رنج پہنچا سو مشہور ہے - القصہ جب محمد بن ابی بکر کے قتل کا واقعہ جناب امیر کے گوش گذار ہوا - بہت محزون وملول ہوے - ان دنون عبد اللہ بن عباس جو بصرے کی حکومت پر تھے آپنے انکے نام سے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور اس مین اپنی کدورت اور دل تنگی ظاہر کی انہون نے زیاد بن ابیہ کو اپنی نیابت دیکے بصرے سے کوفے کی طرف مراجعت کی اور اسی دن مین یہہ قرار دیا کہ امیر المومنین کے جناب سے پھر مفارقت اختیار نہ کرون

ہجرت سے انتالیسوین سال کے وقایع فوجین روانہ کرنا معاویہ کا جزیرے اور یمن وحجاز وعراق کی طرف

کہتے ہین کہ محمد بن ابی بکر کی شہادت اور عمرو بن عاص مملکت مصر پر غلبہ پانے کے بعد جناب امیر کے امور خلافت مین تھوڑا خلل رو دیا معاویہ نے عبد اللہ بن حضرمی کو بصرے کی تسخیر پر نامزد کرکے

روانہ کیا اس نے جب بصرہ پہنچا۔ زیاد بن امیہ جو عبداللہ بن عباس کی طرف سے وہان کا حاکم تھا مقابلے کی طاقت نہ پاکے مختفی ہو گیا۔ جب کوفے مین امیر المومنین کو اس بات کی اطلاع ہوئی آپنے اعین بن منحاشع کو اس کے جنگ پر روانہ کیا۔ جب اس نے جاکے اس سے مقابلہ کیا عبداللہ بن جیفری نے اس پر فتح پاکے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے حارثہ بن قدامہ کو روانہ فرمایا اس نے بصرہ پہنچکے اسکا مقابلہ کیا جنگ شدید واقع ہوا عبداللہ بن حضرمی نے ہزیمت پاکے ایک قصر بلند مین جاکے پوشیدہ ہوا اور اس کے راہین اور دروازے بند کر دئے حارثہ نے حکم کیا کہ اس عمارت کو آتش دین پس عبداللہ اور اس کے اتباع سب کے سب جل گئے ہجرت سے

انچالیسوین سال کے وقایع

اس سال مین معاویہ نے نعمان بن بشیر انصاری کے ساتھ دس ہزار کا لشکر دیکے عین التمر کے تسخیر پر روانہ کیا اوس وقت حضرت علی کی طرف سے مالک بن کعب وہان کا حاکم تھا جب عین التمر کے لوگ کم تھے شامیون کی کثرت کو دیکھ کے فرار ہوئے۔ مالک نے تھوڑے لوگ کے ساتھ قلعے مین پناہ لیکے ایک قاصد کو امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا اور مدد طلب کی جناب خلافت مآب نے چاہا کہ مدد روانہ کرے لاکن کوفیون سے کسی نے بھی قبول نکیا۔ مالک نے جب دیکھا کہ مدد آنے مین بڑی دیر ہوئی آخر وہی سو شخص کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قلعے سے باہر آکے جنگ شروع کیا شام تک قتال جاری تھا۔ ایسے مین عبدالرحمن بن مخنف اپنے باپ کے حکم پر مالک کی مدد پر آپہنچا۔ نعمان کو یہہ تصور ہوا کہ مالک کی مدد پر لوگ بہت آتے ہین گھبرا کے شام کی طرف رجعت قہقری کی۔ اور اسی سال مین معاویہ نے چھ ہزار سپاہ کے ساتھ سفیان بن عوف کو سرداری دےکے انبار پر روانہ کیا وہ شہر سواد عراق سے ہے جب سفیان انبار پر پہنچا حسان نے جو وہان کا حاکم تھا اس کے ساتھ مقابلہ کرکے مارا گیا۔ شامیون نے انبار کو مسخر کرکے غارت کیا۔ جب یہ خبر جناب خلافت مآب کو پہنچی۔ قیس بن سعد کے ساتھ شیعون کی ایک فوج دیکے روانہ فرمایا۔ وہ بڑی جلدی سے روانہ ہوا۔ حدود شام تک جاکے دیکھا تو کسی کو نپایا۔ کیونکہ شامیون نے جو بہت سا مال و متاع غارت کیا تھا بلا توقف اپنے وطن مین جاکے پہنچ گئے۔ غرض معاویہ نے ایسا ہی اور کئی شہرون مین اپنے تابعون کو روانہ کیا جناب امیر کے طرف سے جو عامل اور حاکم مقرر تھے ان کے ساتھ جنگ و جدال واقع ہوا کبھی فتح ادہر ہوتی اور کبھی ادہر۔ اور اسی سال معاویہ نے ایک سردار کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا

آ سمرا ور منزر سب کے لوگون کو سامنے لیکے حج ادا کرے - اس وقت قثم بن عباس جو حضرت امیر کے
طرف سے مکہ معظمہ کا حاکم تھا اس کو امیر حاج بننے سے منع کیا اسلیئے فریقین مین جنگ برپا ہونیوالا
تھا لاکن نیکون نے کہا کہ حج کے ایام مین ہم خونریزی ہونے نہین دینگے - آخر انہون نے شیبہ بن
عثمان کو مقرر کیا کہ سب لوگون کا مقتدا ہوکے مناسک حج پر قیام کرے

خوارج کا جنگ

نقل ہے کہ حضرت علی نے ابو موسی اشعری کو دومة الجندل کی طرف بھیجنا چاہا - خرقوس بن زہیر
اور زرعہ بن مالک نے آن کے عرض کی کہ ابو موسی کو حکم ٹھہرا کے نہ بھیجیے - جناب امیر نے فرمایا
کہ جب مین نے عہد کرچکا - اور عہد نامہ بھی لکھا گیا اور طرفین کے عمایدو اکابر کی گواہیان بھی اسپر
ثبت ہوین - اب کس طرح اسکا خلاف کیا جائیگا - عہد شکنی تو جایز نہین - اللہ تعالی فرماتا ہے
واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ابن الکوا اور سب خوارج کہنے لگے کہ ابو موسی اشعری کو نہ بھیجیے بلکہ
اب لشکر آرام پایا ہے پھر شامیون سے جنگ برپا کیجیے - جناب امیر نے فرمایا کہ شامیون نے جب
مصحفون کو نیزون پر چڑھایا - مین نے کہا کہ یہ بھی انکا حیلہ ہے تم لوگ ایک ساعت جنگ کرو کہ ایام
فتح کا ہے - تب تم نے میرا کہا قبول نہ کیا - آخر مین نے بلا علاج ہوکے حکمین ٹھہرانے پر راضی ہوا
تب ایک شخص نے کہنے لگا یا امیر المومنین ان لوگون کی جمعیت تو زیادہ ہو گئی ہے - اور بسبب تحکیم
کے آپ کی تکفیر کرتی ہے - اگر آپ ان کے کہنے موافق اس سے باز نہ آوینگے تو بیشک آپ سے قتال کرینگے
حضرت امیر نے فرمایا کہ اب ان سے بھی جنگ کرنا مجھے حلال ہوا - غرض یہی اختلاف تھا کہ ابو موسی
دومة الجندل گیا - اور اس نے عمرو بن عاص کے فریب مین آکے جو حکم کیا اس کی خبر کوفے کو آئی
ہے - خوارج بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اب جناب امیر کا خون مباح ہے پھر سبہون نے
متفق ہوکے یزید بن حصین کو اپنا سردار بنانا چاہا اس نے قبول نہ کیا - پھر براء بن اوفی سے التماس
کی وہ بھی قبول نہ کیا آخر **عبد اللہ بن وہب** کو اپنا امیر بناکے اس سے بیعت کی - انتہا
مردود احمقون کا یہی دعوا تھا کہ جب حکمین سے حکم کرنے پر طرفین کے لوگ راضی ہوکے حکم ٹھہرائے
اسیوقت مورد تکفیر ہوے - لاکن کتاب اللہ کے موافق حکم کرنے کی جو شرط تھی اور وے برخلاف
کتاب اللہ حکم کرنے کے سبب سے حضرت علی جو اس پر راضی نہوے اُن ناہنجارون کو اس پر نظر نہینا
نَعُوذُ باللہِ من الغَبَاوَةِ والغَوایة قصہ کوتاہ سب خوارج نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کوفے

اور حرمان ہاتھہ دی ہے - ان کا ظلم اس درجے کو پہنچا ہے کہ عبداللہ بن جناب ایک رفیق کو ہمراہ لیکے راہ سے
چلا تھا ان خارجیون نے اپنا مذہب ان پر عرض کیا دستہ ہر دو نے نہین قبول کیا پھر انہون نے ان ہر دو کو قتل
کر ڈالا - امیر المومنین نے یہہ خبر سنکے **حارث بن مرہ** کو نہروان کی طرف روانہ کیا تا ان کی کیا حالت ہے
تحقیق کر کے آوے - جب اُس نے نہروان پہنچا اُن ظالمون نے اسکو بھی مار ڈالا - جب یہہ خبر موضع نخلہ مین
مسموع ہوی سب لشکر کے سردارون نے حضرت امیر کی جناب مین عرض کی کہ اب مصلحت نہین ہے کہ ہم ان گمراہون کو
چھوڑ دیکے شام کے طرف جاوین - وے ایسا ہی ناحق مسلمانون کو مار ڈالنے اور انکا مال غارت کرنے مین
بے باک رہینگے بلکہ انکا فساد کوفے تک بھی پہنچ جائیگا - اب مناسب یہی ہے کہ یہہ مستعد فوجین جو جمع آئے
ہین ہمراہ لیکے نہروان کیطرف روانہ ہووین - اور اس گمراہ فریق کو راہ راست کیطرف دعوت کرین جو قبول
کرلین تو بہتر والا انسے جنگ برپا کرین - جب ان کی سزا سے فراغت حاصل ہو شام کا قصد کرین - یہہ رائے
جناب ولایت مآب کو پسند آئی - حکم ہوا کہ لشکر مین ندا کر دین کہ نہروان کی طرف کوچ کرین - جب قطع منازل
کر کے نہروان سے ایک فرسنگ کی مسافت پر جا پہنچے - جناب امیر نے **عبداللہ بن عباس**
اور **ابو ایوب انصاری** کو روانہ فرمایا تا ان کو نصیحت کرین - وے ہر دو بزرگون نے جا کے
ان کو ہر چند سمجھایا اور نصیحت کی پر کچھ فایدہ نہوا - وہان سے مراجعت کر کے انہون نے سب احوال ظاہر
کیا - تب جناب امیر خود بنفس نفیس خوارج کے لشکرگاہ طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور انکو ندا کی
أَيُّهَا الْعِصَابَةُ الَّتِي [illegible] شامی لوگ جب نیزون پر مصحفون کو چڑہا کے لے آئے - مین نے
یعنے ای گروہ جس کو مین نے عند اللجاجت نکالا ہے ۱۲
ہر چند کہا کہ یہہ ان کا حیلہ اور مکر ہے تم ان کے فریب مین نہ آؤ اور ایک ساعت ان سے قتال کرو پر تم نے
ہرگز نہ مانا - اور تحکیم حکمین کے سواے راضی نہوے - تب مین نے اس شرط کے ساتھ راضی ہوا کہ حکمین
کتاب اللہ کے مطابق حکم کرین - اور زندہ کرین اس چیز کو کہ قرآن مجید جسکو زندہ کرے اور مارے اس چیز کو
کہ فرقان حمید جس کو مارے - جب وے ہر دو حکم تے اپنے نفس کے تابع ہوکے کتاب اللہ کے
خلاف مین حکم کیا ہم بھی ان کے حکم کو معدوم سمجھ کے وہی پہلی بات پر ہین - اور تم نے جو میری مخالفت
اور جبر فرمانی پر کمر باندہی ہین اس کا کیا سبب معلوم نہوا - خوارج کہنے لگے کہ ہم شروع مین جب تحکیم پر راضی
ہوے اسیوقت کافر ہوگئے اب اس حرکت سے پشیمان ہوکے توبہ کئے - اگر آپ بھی ایسا ہی
توبہ و استغفار کرین آپکی اطاعت کرین گے - جناب امیر نے فرمایا کہ مین باوجود قدم اسلام و ہجرت [illegible]

یہ بات سنکے اسیوقت اس سے پھر گیا اور سب خوارج قتال و جدال پر مستعد ہوئے جناب امیر نے
دیکھا کہ ان گمراہوں کا قضیہ شمشیر کے سوا انفصال پاتا نہیں - آپ بھی اپنے لشکر ظفر پیکر کو برسر
میدان لے آئے - جب ہر دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے - جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک
جھنڈا ایک طرف کھڑا کیجئے دو ہزار شخص اسکی محافظت میں رہیں - اور ندا کر دیں کہ جس نے اس جھنڈے کے
طرف آئیگا اسکو امان ہے - اور جو شخص کوفے کی طرف چلا جاوے - اسکو بھی امان ہے - اس اثناء
میں فروہ بن نوفل اشجعی نے جو خوارج کے سرداروں سے تھا اپنے تابعوں سے کہنے لگا کہ میں
نہیں جانتا ہوں کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کے ساتھ جو ولی خدا و وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں ہم کسلئے جنگ کریں - پس پانسو شخص کے ساتھ اپنے لشکر گاہ سے نکل کے کوفے کی راہ لی ایسا
ہی خوارج کے لشکر سے اور بھی ایک طائفہ کوفے ہی کی طرف چلدیا - اور ایک جماعت اس جھنڈے کے
طرف آ کے جان و مال کا امان پایا - جناب امیر نے اپنے لشکریوں کو حکم فرمایا کہ جنگ میں تم اقدام نکرو
اس قدر توقف کیجیو کہ مخالفین ابتدا کریں - اسلئے آپکا لشکر ظفر پیکر کچھ جنبش نکر کے اپنے مقام پر کھڑا
ہوا تھا - جب خارجیوں نے دیکھا کہ اس لشکر سے کوئی اقدام نہیں کرتا ہے یکبیک کلمہ لا حکم الا للہ
و لو کرہ المشرکون کہتے ہوئے ہیئات اجتماعی سے لشکر امیر پر حملہ کیا - خوارج کے لشکر سے اخنس
طائی نے جو جنگ صفین میں جناب امیر کیطرف تھا اور کئی شامیوں کو قتل کیا تھا اپنی ضلالت سے
جب حضرت امیر کے لشکر پر حملہ لا کے اپنے لشکر کے طرف پھرا غرض جناب ولایت مآب نے اس کا پیچھا کیا
اس نے آپکو دیکھ کے گھوڑے کی باگ پھیر کے اس جناب کے ساتھ مقابلہ کیا حضرت امیر نے تلوار کی
ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے زمین پر گرایا - تب اس کا یار خرنوس نے اپنے گھوڑے
کو دوڑاتا ہوا حضرت علی کے نزدیک آیا چاہا کہ آپ پر وار کرے ایسے میں جناب امیر نے سبقت کر کے
اس پر ایک ضرب ایسا کیا کہ تلوار اس کے مغز سر تک کارگر ہوئی اور خرنوس کا گھوڑا بھی اسکے اختیار
سے نکل کے جنگ سے پھیر طرف دوڑنے لگا آخر معرکے سے باہر ہو کے نہروان کے کنارے ایک غار میں
گرا دیا - اس کے بعد خرنوس کا چچیرا بھائی مالک بن الوضاع میدان میں آ کے [illegible]
اور وہ قطعے خرنوس کے اور اپنے یاروں کی تعریف میں پڑھنے لگا - جناب امیر نے اس پر بھی تیغ کا
[illegible] وہب الراسبی [illegible]

سردار تھا جب یہہ حال دیکھا گھوڑے کو بڑہا کے آگے آیا اور جناب امیر سے مقابلہ کیا آپنے ایکہی
ضرب سے اسکا کام بھی تمام کیا - خارجیون نے دیکھا کہ اپنا راس ورئیس مارا پڑا سبھون نے
ہیئت اجتماعی سے ایکبار حملہ کیا پس ہر دو لشکر مین جنگ عظیم ہوا اللہ تعالی نے جناب امیر کو نصرت دی
خوارج کے لشکر مین جو چہار ہزار مرد جنگی تھے ان سے دس آدمی کے سوا کوئی نہ بچا سب کے سب مار
گئے - اور لشکر امیر سے نون آدمی سے زیادہ شہید نہ ہوے - جناب امیر نے آگے ہی اس بات
کی خبر دی تھی چنانچہ **عبیدہ سلمانی** کہتا ہے کہ مین حضرت علی کے ہمراہ رکاب جب نہروان کے
نزدیک پہنچا ایسے مین ایک شخص نے خبر لائی کہ خوارج ندی سے پرے گذر گئے - اس وقت جناب امیر
نے نماز مین قیام کیا تھا - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فرمایا کہ واللہ وے پانی سے نگذرینگے
بلکہ ان کی قتل کا مقام اسی ندی کے پاس ہے - تمہارے مقتولون کا عدد دس تک نہ پہنچیگا اور ان سے
بھی دس آدمی تک نہ بچینگے - اور عبیدہ سے مروی ہے کہ جناب امیر نے جنگ نہروان کے آگے فرمایا
کہ ایک قوم دین سے ایسا بھاگیگی جیسے تیر کمان سے اگرچہ وہ قوم قرآن پڑہیگی لاکن قرآن ان کے
حلق سے نیچے نہ اتریگا - اور احکام قرآنی پر ان کا دل نرہیگا قسم ہے اُس پروردگار کی کہ جس نے
دانے کو چیرا اور آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ اے
علی تو اس قوم سے جنگ کریگا جو وے لوگ بادیہ ضلالت سے راہ ہدایت پر نہ آینگے جیسے کمان
سے گذری ہوئی تیر عود نہین کرتی ہے - اس قوم کی علامت یہہ ہے کہ اُن مین ایک شخص ایسا ہوگا
کہ اسکے ایک ہاتھ پر گوشت پارہ ہوگا جیسے عورت کی پستان - اور اس پر بال ایسے رہینگے جیسے بلی کی موچھین
راوی کہتا ہے کہ جب امیر المومنین نے یہہ خبر دی مین نے تین بار آپکو قسم دے کے پوچھا کہ یہہ حدیث
کیا آپنے حضرت کی زبان مبارک سے سُنی ہے - فرمایا ہان تب مین اور ایک جماعت خوارج کے قتل گاہ
مین جا کے ان کی نعشون مین ہر چند جستجو کی پر اس صفت والا کوئی شخص نظر نہ آیا - وہان سے لوٹ
آ کے حضرت امیر کی خدمت مین ظاہر کیا آپنے فرمایا قسم ہے پروردگار جلشانہ کی کہ وہ شخص انہین مین ہے
پھر دوسرے بار جا کے تلاش کی تو چالیس مقتولون کے نیچے اس کی نعش ناپاک پڑی تھی - اس کے
ہاتھ پر ویسا ہی گوشت پارہ تھا اسکو کھینچین تو دراز ہوتا پھر چھوڑ دیتین تو ویسا ہی عورت کے مانند مجتمع ہوجاتا
جب اس کی نعش ملی حضرت امیر نے سجدۂ شکریہ بجالایا **روایت** ہے کہ ابوایوب انصاری نے

عرض کی کہ یا امیر المومنین اثنا سے جنگ مین جب مین نے یزید بن الحصین پر نیزہ چلایا اس کی پشت سے پار ہو گیا - مین نے کہا عدو اللہ تجھے بشارت ہو آتش جہنم کی - اس نے کہا سیعلم ایہما اولی بہا صلیا سُنکے جناب امیر نے فرمایا کہ شک نہین کہ آتش دوزخ مین جلنے کے لئے وہی بہت سزاوار ہے -
روایت ہے کہ جنگ سے فراغت حاصل ہوئی بعد حضرت علی نے معرکے مین تشریف فرمائی اور خوارج کے نعشون کیطرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے - کہ عجب تمہارے جسارت ہی کہ تم نے اس قدر فریب کھایا کہ آخر تمہارے قتل کی نوبت پہنچی - حاضرون نے پوچھا کہ انکو کس نے فریب دیا - فرمایا کہ نفس و شیطان اور یہہ آیۂ شریفہ تلاوت کی وغرتہم اما نتھم وزین لہم الشیطان اعمالہم کہتے ہین کہ خوارج کے مقتولون سے چہار سو شخص ایسے تھے کہ انمین حیات ایک دم باقی تھی - جناب امیر نے فرمایا کہ انکو انکے خویشون کے تحویل کر دو - اور حکم کیا خوارج کے ہتھیار اور جانور اپنے لشکر کے غازیون پر تقسیم کرین اور ان کا مال ان کے وارثون کو پہنچاوین - پھر ویسا ہی عمل مین آیا - نقل ہے کہ لشکر خوارج سے نو شخص جو بچے تھے ان سے دو شخص بھاگ کے خراسان گئے چند روز وہان دم لیکے پھر خراسان سے ولایت نیم روز کیطرف گئے اور وہین قرار پایا سجستان کے خوارج انہین سے منتسب ہین اور انسے دو شخص یمن کیطرف گئے یمن کے خوارج انہین کی نسل سے ہین - اور دو شخص عمان مین جا ساکن ہوے عمان کے خوارج انہین کی اولاد سے ہین - اور نفر نے جزیرۂ عرب کے طرف اپنا منھ کالا کیا - ابھی ان کی اولاد ساحل فرات مین باقی ہین اور ان سے نوان شخص بھی کہین روپوش ہوا اخذ لہم اللہ تعالےٰ -
کہتے ہین کہ جب خوارج کے مہم سے فراغت اور طمانیت حاصل ہوئی جناب امیر نے اللہ تبارک تعالی کی حمد و ثنا ادا کی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا اور اپنے لشکر سے فرمایا کہ اللہ تعالی اسنے تم کو خوارج پر فتح و نصرت عطا کی اب شام کا قصد کیجیو - تب لشکر کے سب سردارون نے متفق ہو کے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہماری شمشیرین کند ہو گئین - اور نیزے ٹوٹ گئے ہین اگر کوفے کی طرف مراجعت کا حکم ہو تو ہم اپنی ہتھیارین درست کر لیتے اور جانورون کو تھوڑا آرام دیتے کمال شوکت و ابہت کے ساتھ شام کی طرف کوچ کرینگے - جناب ولایت مآب نے ان کی عرض قبول کر کے حکم فرمایا کہ کوفے کیطرف کوچ کا نقارہ بجاوین -
غرض جب لشکر ظفر پیکر قطع منازل کر کے کوفہ پہنچا اور سب لوگ اور جانور چندے آرام پائے اور ہتھیارین درست کر والین امیر المومنین کا حکم ہوا کہ لشکر جمع کرین معقل بن قیس فوجین فراہم کرنیکے لئے رساتیق کیطرف روانہ ہوا - ایک روایت ہی کہ ایسے مین شام سے ایک خبر وحشت آئی اسلئے

چالیس ہزار آدمی نے حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کی تا شامیون کا شر دفع کرنیکے باب مین جانفشانی کرین لاکن جب انکی تقدیر مین تھی کے موافق نہ پڑی ابھی عقل سے مراجعت نہین کی تھی کہ ایسے مین حضرت امیر کی شہادت ہا ... انا للہ وانا الیہ راجعون انشاء اللہ تعالی اسکا بیان مختصر آویگا

ف مخفی نرہے کہ ان تین فرقون سے یعنے پہلے طلحہ و زبیر دوسرے معاویہ تیسرے خوارج کے ساتھ حضرت علی کو جنگ کرنا لازم ہوا حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ہی اس سے خبر دی تھی چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین یہہ حدیث لائی ہے کہ امام احمد اور حاکم نے سند صحیح سے ساتھ ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا انک تقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ یعنے اے علی تو قرآن کی تاویل پر جنگ کریگا جیسا مین نے قران کی تنزیل پر جنگ کیا ہون. جناب امیر نے ان تین فرقون کے ساتھ جو جنگ کیا وہ تاویل قرآن پر ہی تھا صاحب فضایل بنا، فوائد فضل و دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ علیہ الرحمۃ نے اسکا بیان ہشت بہشت نامی رسالے مین بسط و تفصیل کے ساتھ لایا ہے یہان وہی بیتین نقل کی جاتی ہین

یہی فرمایا علی کو وہ کہ پھر ۔ ز اں امت سے جو ہی تحقیق تر
ارتیا اس کی وا اسی کو وہ دین ۔ ہو سے اسکے سر کے بہت نکلین

کریگا وہ جنگ سے لازم ہوا ن ۔ تھا انہ سے ساتھ تاویل قرآن
کیا تنزیل اپر اسکے جس دیا ہاتھ ۔ ہمیشہ جنگ مین کفار کے ساتھ

مراد اسکی ہے یہ کہ کافر ۔ تھا حق تعالی کے تھے منکر
ہمیشہ بولتے یون وہ آخر ۔ کہ نہین نازل کیا قرآن [illegible]

نبی صفات کو کرتا تھا اثبات ۔ کہا یا تھا جنہوں نے انکو ثبات
تمام نے انکی ہی بت کو کفار ۔ لیا اٹھے جہاد آخر کو ناچار

علی کا جنگ اپنے باغیان سات ۔ تھا اسطرح اور برای نیل و ذات
کہ وہ توحید کے تھے قایل ۔ یہہ کہتے تھے ہی قرآن حق سے نازل

ولے از حب مال و جاہ بے قیل ۔ بہت سے اس منے کرتے تھے تاویل
علی جو نت تھا قرآن کا ہم سنگ ۔ کیا اسواسطے ان ستی جنگ

کہ اس تاویل نا برجا کو چھوڑ دین ۔ اطاعت اپنی کر دل حق سے جوڑین
یہی فرمایا ہے وہ قرآن کا ہم سنگ ۔ کریگا تین فرقون ساتھ نت جنگ

دو فرقے ناکثین اسواسطے ہین ۔ جماعت تیری سو مارقین ہین
ہین طلحہ و زبیر اول جماعت ۔ کہ توڑے عہد اول کرکے بیعت

ولیکن یہہ خلاف انکا یہ حیدر ۔ تھا مبنی اجتہاد اوپر سراسر
خلاف انکا نہ تھا یہ خلافت ۔ نہ مال و زر لیے ای باہدایت

سمجھایون سے آئین دونون آخر ۔ کرلینا یہ قصاص قتل عثمان
علی مرتضی سے کے رائے صایب ۔ دیکھے تاخیر کو اسکے مناسب

سو اب اسکے اسکا تجویز اندر ۔ تھا مبنا اجتہاد ان کا خطا پر
کئے اسواسطے بیشک وہ خیار ۔ رجوع اس جنگ سے آخر کوای یار

تیرے [illegible] سے [illegible] نتیجہ ۔ ایسے کوئی تہ کرے ہی وہ کوشش
اگر [illegible] وہ حق کو ہی گمان تب ۔ دیو و واجر ہی دس اجر اسے رب

کیا گر اجتہاد اسکا خطا پر
وہ وہ دونو سابق الاسلام ہین رے
ہمیشہ محو ہو در مصطفے وہ
اور ام المومنین صدیقہ ای بہانی
حبیب اللہ کی محبوبہ ہے او
جماعت دوسری تھی قاسطین ایشا
تھا ظاہر اسکا دعوی خون عثمان
کئی بار اس سے جنگ آ کر کیئے او
خطا انکی نہین ہے اجتہادی
نہ کر کچھ عیب و طعن انکو تو ہرگز
ہوسے جب تین کے سر حد سے وہ بھاگا
امیر المومنین اسنے کیا جنگ

تو ایک اجر اسکتین وہ لیگا دو اس
انیس اس شہ کے صبح و شام ہین رے
کئے ہین مال و جان اس پر فدا وہ
بلا شک صلح کرنے واسطے آئی
اور اوسکی زوجہ مرغوب ہے او
سو ہے بیت تر وہ شامیان ہین
ولی نہان خلافت کا تھا ان
لقب اسلئے ہین ظلم سے او
کرونگا اس سخن پہ مین منادی
کرین یہ اہل سنت پاس جانیئ
ہوا یہ نام زشت انکو سزا دار
کہ تھے اسلام مین وہ خارج ننگ
تھی نندزن اسکو ایک پستان

بحکم این خبر حیدر کو بیشک
دیا ہے سرور اہل رسالت
اگر گستاخ ہو ویگا تو ان سمت
بہتیئے لگک بنیے وہ صدیقہ و ہین
محبت اور ادب جان اسکا واجب
سنا و یہ انکا ان سب کا سردار
وہ سارے چھوڑ کر مارک و قاکی
کہ ہے قاسد کی سعی ظلم ای یار
پہ لے دونو کو ہے جنت کی صحبت
جو فرقہ تیسرا ہے مارقین نام
[illegible]
کیا اس فوج ناہموار کو قتل
کیا غارت انہونکو شاہ مردان

ملین گے اجر دس اور انکو ایک
کئے یار انکو جنت سے بشارت
اور ملنگا ہی تیرے ایمان پر گہات
اگر آسنے سے تھی اپنے بہت غلطین
کہ ہے یہ بات ایمان کی مناسب
فر پر اسکا عمرو بن عاص آ یار
اطاعت مین گیا ہین مرتضی کی
نہین ابیات مین کچھ ریب و تکرار
نگہہ رکھنا زبان کا ہے ضرورت
خوارج ہین وہ سارے کہتا انجام
خروج اس پر کئے تھے سب وہ ہین
بہی لئے زشت رو سر دار کو قتل

فصل شیعہ کے تعصبات مین ۔ شیعہ کے تعصبات بہت ہین چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین ان کے پچیس تعصبات مع جوابات مرقوم ہین۔ ازانجملہ یہ **تیرہوان تعصب** ہے جو لکھتے ہین کہ اہل سنت بغض ہین حضرت علی کے اور آپ کی ذریت طاہرہ کے افراط کرتے ہین چنانچہ ابن شہر اشوب نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی سبب سے انکو ناصبی لقب کرتے ہین **جواب** شیعہ نے خود اپنی کتب مین اہل سنت کی کتابون سے خصوصاً بیہقی اور ابو الشیخ اور دیلمی سے نقل کی ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا یومن احد حتی اکون احب الیہ من نفسہ وتکون عترتی احب الیہ من نفسہ ۔ ۔ ۔

ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی ذلک اخیر اور یہ بھی جانتے ہین کہ اہل سنت جناب امیر کی اور آپ کی ذریت طاہرہ کی محبت کو ایمان کے فرایض سے گنتے ہین۔ حضرت شیخ فرید الدین احمد بن محمد نیشاپوری معروف بعطار قدس سرہ عربی اشعار مین فرماتے ہین ؎ فلا تعدل باہل البیت خلقا

اور حدیث خوانون کو ہمراہ لئے ہوے اپنے مدرسون اور رباطات سے نکل کے امام کی زیارت کے لئے آئے
اور شہر مین ایک غوغاے عظیم برپا ہوا - اور لوگون نے اس جناب کے دیدار مبارک کیلئے ہجوم کیا اہل سنت کے
محدثون نے عرض کی کہ اگر ایک حدیث اپنے آباے کرام کی سند سے جو سلسلۃ الذہب ہے - اس وقت جو
خلق اللہ جمع آے ہین روایت کرین آپ کی کمال منت ہے - تب امام ہمام نے اپنے آباے معظم سے اس
حدیث کی روایت کی لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من العذاب
اس وقت اہل سنت کے محدثون اور ان کے شاگردون سے جو جمع آئے تھے ان کا حساب ہوا تو بیس ہزار
آدمی گنے گئے - اور امام احمد حنبل جب یہہ سند بیان کرتے تو فرماتے تھے لو قراء ہذا علی مجنون لافاق
او علی من بہ ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل وذکرہ صاحب العقول من الامامیۃ ایضا
فی تاریخ الائمۃ اور سعید ابن المسیب سے روایت ہو کہ کان عندہ رجل من قریش فاتاہ علی بن الحسین
فقال لہ الرجل القرشی یا ابا عبد اللہ من ہذا قال سعید ہذا الذی لا یسع مسلما
ان یجہلہ ہو علی بن الحسین ابن ابیطالب رضی اللہ عنہم اجمعین
اور صوفیہ اہل سنت کے سب سلسلے طریقت مین ائمہ اطہار پر ہی منتہی ہوتے ہین - پس وے بزرگان دین
جمیع طوائف اہل سنت کے شیخ الشیوخ و پیران پیر ہین - ظاہر ہے کہ اہل سنت کے پاس پیر کی عزت اور
بزرگی کس درجے دین ہے اور پیرون کے ساتھ کیسی محبت رکھتے ہین اور ان کے بغض و اہانت کو طریقت
کا ارتداد سمجھتے ہین - اب نظر انصاف سے دیکھا چاہئے کہ مدار اہل سنت کا نہین ہے مگر شریعت و طریقت
پر اور اسی دوامر کو موقع ریاست و بزرگی کا جانتے ہین - اکابر شریعت فقہا سے اربعہ ہین اور کبراے طریقت
اصحاب خانوادہا ے صوفیہ ہین ان ہر دو فرقون کو بھی اہلبیت کی طرف رجوع اور ان کی خوان فیض سے
زلہ برداری ہے - پس اہلبیت کے بغض کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنی محسوسات کا انکار اور اجتماع
اضداد کا دعوا کئے سا ہے اور کوئی عاقل اسکو باور نہ کرے گا - اور اہل سنت کو نواصب سے ملقب کرنا اس
باب سے ہے کہ نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہین - اور قطعا تاریخ سے معلوم ہے کہ اہل سنت ہمیشہ
نواصب کے ساتھ مقابلہ کرتے اور ان اشقیا کے ہذیانات کا جواب دیتے اور انسے پرخاش کرتے رہے
کثیر عزہ شاعر مشہور ہے ان ملعونون کے مقابلے مین تنگ آ کے مضامین شعر سے گذر کے نوبت
لعن اور بد دعا تک پہنچائی اسکا شعر مشہور ہے ؎ لعن اللہ من سب حسینا ۔ واخاہ من سنخہ

اول یہ کہ صاحب ابواب الجنان ملا محمد رفیع واعظ کہ معتبرین فرق شیعہ سے ہے اس بات کی تصریح کی ہے کہ دو مومن کے درمیان امور دینی کے لئے مخالفت ممکن ہے۔ حالانکہ ایمان کی جہت سے برایک دوسرے سے محبت رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باعتقاد شیعہ اثنا عشریہ دو مجتہد کہ شیا ہیں مثلاً ابن بابویہ و سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے درمیان بعضے مسائل فقہیہ بالتصحیح روایات مرویہ میں جیسے خبر تیاق وغیرہ کی مخالفت متحقق ہے اور اتحاد مذہب کے سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں پس مخالفت اعم ہے عداوت سے پھر جہاں مخالفت ہو لازم نہیں کہ عداوت بھی ہو۔ ہاں جس جگہ عداوت ہوگی بالضرور مخالفت بھی ہوگی دوسرا مقدمہ محبت اور عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے عداوت دو قسم کی ہوتی ہے ایک دینی جیسے مسلمانوں کی عداوت کافروں کے ساتھ کہ بسبب اختلاف اصول عقاید ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہیں۔ دوسری عداوت دنیوی جیسے عداوت مسلمان کی مسلمان بھائی کے ساتھ یہ دشمنی دنیا کی مصالح اور مضار اور طبیعت کی نفرت سے ہوا کرتی ہے پس محبت و عداوت مختلف الجنس یعنے دینی و دنیوی کا اجتماع اصلا مستبعد نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے لاکن جو محبت و عداوت کہ متفق الجنس مختلف النوع یا متفق النوع و مختلف الصنف ہے واقع ہوا کرتی ہے جیسے مومن فاسق کہ ایمان کی حیثیت سے محبوب ہے بدلیل قولہ تعالیٰ المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض اور فسق کی حیثیت سے مبغوض بدلیل کلام الٰہی ان اللہ لا یحب الخائنین و اللہ لا یحب الظالمین اور اس دلیل سے کہ منکر سے نہی کرنی فرض اور نہی منکر کا ادنیٰ مرتبہ دل سے بغض رکھنا ہے۔ اب ہم آئے اس بات پر کہ کافر بھی اعمال صالحہ کے سبب سے جو اس سے صادر ہوتے ہیں جیسے خیرات و مبرات یا عدل و داد اور جوانمردی اور حسن عہدی اور صدق گفتار کے سبب سے دوست ہو سکتے ہیں یا نہ ظاہر اس کی اجتماع محبت و عداوت پر حکم کرتی ہے قیاس کرتے مومن فاسق پر جیسے حاتم کی محبت سخاوت کے سبب سے اور نوشیروان کی محبت انصاف و عدالت کی جہت سے لاکن نظر دقیق اس کے حق میں اجتماع محبت و عداوت دینی کے محال ہونے پر حکم کرتی ہے۔ اس سبب سے کہ مقبول ہونا عمل کا راہ خدا میں درستی اعتقاد کا فرع ہے۔ جب اس کا اعتقاد فاسد ہے اس کا عمل بھی دین کے اعتبار کرتے اور اللہ تعالیٰ کے پاس فاسد ہی قابل اعتبار نہیں محبت تو کہاں پس جو محبت کہ کافر محسن یا کافر عادل کے ساتھ بہم پہنچے

وہی محبت دنیوی ہے نہ دینی قولہ تعالیٰ والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب [illegible]

کہ محبت و عداوت ذاتین آیک شخص مین ایک حیثیت سے محال ہے - اور دو حیثیتون سے جایز اور واقع چنانچہ
ملا محمد ... نے عداوت سے دو شخص کے ... ایسے نقل کی ہے - اور یہ اجتماع جیسا عوام امت
مین ممکن ہے - خواص امت مین بھی محال نہین کیونکہ لیشریت کا مقتضا منتفی نہین ہے - اور جو فرق کہ خواص امت
اور عوام امت مین متحقق ہے اس سبب سے نہین کہ بشریت کے احکام خواص مین مفقود ہین اور عوام مین موجود
بلکہ بسبب کثرت و قلت فضایل و مناقب کے - اور بسبب قوت و ضعف ایمانی اور ترجیح شرعیت اور احکام
الہی کے قبولیت مین سابقیت و مسبوقیت کے جہت سے ہے - چنانچہ ایک حدیث طویل ایمان کے درجات
مین کلینی نے حضرت امام جعفر صادق ... روایت کی ہے - اور خواص امت بالاجماع تین فرقے ہین اہلبیت یعنے
اولاد پیغمبر - اور آپکے اقارب اور ازواج مطہرات - اور اصحاب خالص مہاجرین و انصار سے - اسقدر ہے کہ جو
طرف اپنے ... ادا ... شلا ... امت کو نہین پہنچتا ہے کہ خواص امت کے ساتھ اسطرح جیسے
پیش آوین - کہ جس طرح خواص باہمدیگر پیش آئے ہین - اسیواسطے مین بہت سے شرعی دلیلین وارد ہین ازانجملہ
یہہ حدیث مشہور ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوا ہم غرضا من بعدی الی اخرہ ازانجملہ وہ جو
اہلبیت اور انصار کے حق مین وارد ہے اقبلوا عن محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم ازانجملہ وہ جو
ازواج مطہرات کے حق مین وارد ہے وازواجہ امہاتہم اور حضرت نے فرمایا کہ ان امرکن مما
یہمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون یعنے تمہاری اطاعت اور
فرمان برداری پر صبر نہین کرینگے اور تمہاری تعظیم و حقوق کی رعایت بجا نہ لائینگے - مگر وہ لوگ جو صبر کامل
رکہین - اور عرفی دلیلین بھی بہت ہین - ازانجملہ یہہ کہ اولاد کو والدین کے ساتھ ہرگز وہ معاملہ درست نہین کہ جو آپس مین
اپنے یا اپنے امثال کے گرفت و گیر اور طعن و تشنیع کرین اس کے اسباب باوجود انسے متحقق ہوینگے - ازانجملہ
یہہ کہ ہر دولت مین خواص کی ایک جماعت ہوتی ہے جیسے شاہزادے اور بیگمات اور بڑے بڑے امیر و وزیر - کہ
ابتدا مین اس دولت کا نشو و نما اور انتہا مین اس دولت کا بقا انہین سے ہوا اور انہین کی سعی اور تلاش سے وہ
دولت قایم ہوئی اور رایک صورت پکڑی پس انکی سبقت اور قدامت کا حق - اس دولت کے سب متقیدون
پر ثابت ہے . اور دوسری ایک جماعت ہے جو نئی آئی ہو سو اس دولت کے خوشہ چینیون سے ہوگی پس
وہ نئی جماعت والے جو آپس مین باہمدیگر معاملہ کرتے ہین اگر ویسا معاملہ بیگمات اور شہزادون اور وزیرون
اور امیرون کے ساتھ کرینگے بلا شبہہ صاحب دولت کے پاس مطعون اور مردود ہو جاینگے - اور اس دولت کے

خواص باہم گرفت گیر اور انکار و عتاب اور مشورے مین مخالفت کرین - بلکہ آپس میں کبھی جنگ و قتال کی بھی نوبت پہنچی ہے - اگر وہ نہی جماعت کے لوگ بھی ایسا ہی سے خواص دولت کے ساتھ پیش آدین بلاشبہہ لوگون کے پاس بے ادب اور اس کے مستخف ٹھہرین گے - از انجملہ اشراف لوگون سے ایک شخص نے دوسرے ایک شریف کے ساتھ عداوت اور اہانت اور بدگوئی سے پیش آیا - ویسا ہی ایک شخص رذیل کسی شریف کے ساتھ کر گذرے تو ہرگز عقلا اس کو معذور نرکھینگے بلکہ اس کو تنبیہ اور تعذیر پہنچائینگے - اور کہینگے کہ تو نے اپنے حد نہین پہچانی - تجھے نہین پہنچتا ہے کہ ایسے شرفا کے ایسا معاملہ کرے **تیسرا مقدمہ** وہ عداوت جو دنیا کے لئے باہم مسلمانون مین ہوا کرتی ہے وہ ایمان مین خلل نہین لاتی ہے لاکن مذموم اور قبیح ہے - اور جب بلند مرتبے کی نہوا قبیح اور اشنع ہے مرتبے کی رعایت وہ ہے کہ ہر دو خواص امت سے ہووین یا ہر دو عوام امت سے - اور مرتبے کی رعایت نہ کرنی یہہ کہ ایک عامی نے ایک فرد خاص کے ساتھ ایسی بے ادبی سے پیش آوے جیسے اپنے ہمجنس کے ساتھ یہہ بات نہایت قبیح تر ہے اور صدر اول مین خواص امت تین گروہ تھین - اصحاب و ازواج و اہلبیت اور زمانہ مابعد مین بھی تین گروہ ہوئین - سادات و علما و مشائخ طریقت یعنے اولیا پس اس جگہہ جو دو دعوے بہم پہنچے - پہلا یہہ کہ مخل ایمان نہین - دوسرا مذموم اور قبیح ہے - ان ہر دو کے ثابت کرنے کیلئے کلینی کی کافی سے ایک روایت کافی ہے - ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی آزردگی کا قصہ صفوان جمال کی روایت سے جو کتاب کافی سے نقل کیا ہے اسکے آخر مین لکھتا ہے کہ ناخوشی کی گفتگو سے جب ایک شب گذری حضرت ابو عبد اللہ نے عبد اللہ بن الحسن کے گھر تشریف لائی اور صلح کی - پس معلوم ہوا کہ اس طرح کی آزردگیان خواص امت کے درمیان وقوع مین آئین - لاکن معاذ اللہ کیا امکان ہے کہ وے آزردگیان طرفین سے کسی کے مخل ایمان ہوے ہون - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کی آزردگی بھی مذموم اور قبیح ہے جلد اسکا تدارک کیا چاہئے اور خواص امت مین باوجود مساوات مدارج کے بشریت کے حکم سے جناب سیدۃ النسا اور حضرت حضرت علی مرتضی مین ایک روز آزردگی آئی تھی - اس قصے کو بھی ملا محمد رفیع نے لایا ہے اور تقاضائے بشریت پر حوالہ کیا **چوتھا مقدمہ** بالاجماع صحابہ اور ازواج مطہرات سے کوئی ایسی چیز واقع نہوئی کہ اسکے کفر کا موجب یا ان کے اعمال حبط ہونیکا سبب ہو یا انکا علاقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے ساقط ہو جاتا ہے۔ ہاں ان سے جو واقع ہوا یہی تھا کہ بعضوں نے خلافت سے بایں جہت
امیر سے جھگڑا لیا اور اہلبیت کے حقوق کا غضب قصہ فدک وغیرہ کے اندر۔ اب اگر شیعہ کے بزرگوں
کا کلام اس پر نظر کیا چاہیے کہ مخالفت اور محاربہ اور غصب کو کفر جانتے ہیں یا نہیں۔ اس مقام میں خواجہ
نصیر طوسی کا کلام مشہور ہے کہ محاربو علی کفرۃ ومخالفوہ فسقۃ پس صحابہ کی ایک جماعت
جو حضرت امیر کی خلافت کی منکر ہے قابل تبرا نہیں کیونکہ انکا منتہا فسق ہے اور فاسق
مومن ہے اور لعن مومن کا جائز نہیں اور بعض نے شیخین کریمین اور عثمان ذوالنورین
سے شیعہ کے اصول پر تبرا جائز نہیں۔ ان کے علما محققین سے اس قدر اعتراف کیا ہے قاضی نوراللہ
شوستری مجالس المومنین میں لایا ہے کہ حضرات شیخین کے جناب میں تکفیر کے نسبت اہلسنت نے
شیعہ کی طرف کی ہے بے اصل بات ہے کیونکہ شیعہ کے کتب اصول میں اس سے کوئی نشان
نہیں۔ ہاں انکا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی کے مخالف فاسق ہیں اور ان سے جنگ کرنے والے
کافر چنانچہ نصیر الدین طوسی تجرید میں لایا ہے مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ بمقتضائے حدیث
حربک حربی وسلمک سلمی کے جو واقع ہے ظاہر ہے کہ حضرات شیخین نے تو امیر المومنین
علیہ السلام کے ساتھ جنگ نہیں کیا ہے بلکہ سبب زحمت، قتال اور خلافت کو غصب کیا انتہی کلامہ

جواب اول یہ کہ یہ کلام مجاز پر محمول ہے حرف تشبیہ کے حذف کے ساتھ۔ یعنی حربک
کحربی کیونکہ حقیقی معنی امکان نہیں رکھتا ہے پر ظاہر ہے کہ حضرت امیر کا حرب حقیقۃ حضرت
رسول کا حرب نہیں بلکہ حکما ہے۔ جب مجاز حرف تشبیہ سے حذف ہوا۔ اس حدیث سے
قبیح اور مذموم ہونا معلوم ہوتا ہے نہ کفر ہونا۔ کیونکہ مساوات مشبہ اور مشبہ بہ کی تمام احکام میں
ہرگز تشبیہ میں لازم نہیں۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس لفظ کو بہت سے
صحابہ کے حق میں بلکہ سلمان اور عمار اور جہینہ ومزینہ وغیرہ قبائل متعددہ کے حق میں بھی فرمایا ہے
ان کا جنگ تو بالاتفاق کفر نہیں ہے۔ دوسرا حربک حربی کنایہ ہے عداوت، عداوت
سے۔ اور ظاہر ہے کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین جناب امیر سے عداوت نہیں رکھتے تھے انکا
جنگ کرنا عداوت کے سبب سے نہیں تھا بلکہ محض امت سے رفع فساد اور قصاص طلبی کے لئے جو
انہوں نے مقابلہ کیا آخر قتال کی نوبت پہنچی تیسرا یہ کہ تمام اقوال افعال میں قصد وارادہ شرط

سے نہ تا مدح وذم کا مورد ہو مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ جو اس برتن کو پھوڑے گا اسکو ایسا اور
ویسا کردونگا - ایک شخص چلتے چلتے جو اسکا پاؤں پھسلا اس برتن کو جا لگا بالاجماع اس کو
پھوڑنے والا نہ کہیں گے - اور وہ اس وعید میں داخل نہ ہوگا - یہی حال ہے ان کے جنگ
و قتال کا حضرت امیر کے ساتھ ازروے تواریخ معتبرہ کے ثابت تھا یہ کہ مطلقاً حضرت امیر کے ساتھ
جنگ کرنا حضرت رسول مقبول کا ہی جنگ ہو لاکن محاربہ رسول بھی مطلقاً کفر نہیں مگر جو تکذیب
رسالت کے انکار کے ساتھ کفر ہے دنیا اور مال کی طمع سے تو کفر نہیں دلیل سے آیت
قرآنی کے جو قطاع الطریق کے حق میں آئی ہے کہ بالاجماع وے کافر نہیں بلکہ فاسق ہیں۔
قوله تعالی انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض
فسادا ان یقتلوا او یصلبوا الخ اور سودخواروں کے حق میں بھی یہی وعید، اور یہی سودخوار
بھی بالاجماع کافر نہیں قوله تعالی فاذنوا بحرب من الله ورسوله بلکہ ان آیتوں میں
خدا و رسول ہر دو کا جنگ فاسقوں کے حق میں ثابت کرتے ہیں - اور بعض حدیثوں میں لفظ حرب
رسول آیا ہے - پس جب حرب خدا و رسول ہر دو کفر نہ ہوئیں فقط حرب رسول کس طرح کفر
ہوگا ہاں جو حرب رسول کے ساتھ انکار دین اور اہانت اسلام کی راہ سے واقع ہو سو البتہ
کفر ہے نہ مطلق - نہ حرب کسی مومن کو رسول مقبول کے ساتھ مطلق حرب بھی واقع ہوا اور کوئی
کیا کہہ سکیگا حضرت موسی کے حق میں جو حضرت ہارون کے محاربہ میں کچھ قصور نہ ہوا - یہاں تک کہ حضرت
ہارون زاری سے پیش آئے اور فرمایا کہ یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا برأسی [illegible]
سوا کے کیا حرکات ہوتے ہیں تھا اگر حضرت امیر بحکم انت منی بمنزلة هارون من موسی
کے وہی مرتبہ رکھتے تھے - اور حضرت کے زوجہ مطہرہ انکو قاتلان عثمان کے حامی اور قصاص جاری کرنے
میں مداہن سمجھ کے انکے ساتھ جنگ پر اٹھیں - بعینہا حضرت موسی کے مثال ہے کہ حضرت کو گوسالہ پرستوں
کے حامی اور حدود تعزیر جاری کرنے میں مداہن سمجھ کے ایسی اہانت اپنے برادر کلاں اور پیغمبر کے نسبت
عمل میں لائے پس اگر حرب رسول کفر ہوتا - حضرت موسی بھی حاشا من ذلک اس کے مورد ہوتے والعیاذ
باللہ من ذلک اور حضرت یوسف کے برادروں کا معاملہ جو انہوں نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا اور حضرت
یعقوب کو رنج پہنچایا محاربہ سے کیا کم ہے - اس مقام میں انصاف کی راہ چلا چاہئے - اور ہر شخص

منقبت اور کہا جانا چاہئے کہ وہ حضرت امیر کی بھی امّ المومنین و زوجہ سید المرسلین ہین کہ بحکم نص قرآنی
تمام مسلمانون کی مادر اور حضرت امیر کی بھی مادر ہین - اگر مادر اپنے فرزند پر زجر و توبیخ اور
زیادتی کرے تو کیا فرزند کو شایان ہے کہ تعبیر سے بری الذمہ ہو اور شما کو نہین پہنچتا ہے کہ اسکی مادر
پر طعن کرین جیسا کہ ہم کو نہین پہنچتا ہے کہ حضرت موسی اور حضرت یوسف کے برادرون پر طعن کرین بلکہ
ام المومنین کی مادری اور پیغمبری ہے اور اس جگہ نسبت برادری اور برابری کی ہے کہ منقطع اتباع کی نہ ہوئی
پس معلوم ہوا کہ حدیث حربک حربی کی معنا حضرت امیر کے محاربون کی تحقیر مین ہرگز حد سے پر
نہین پہنچتی ہے اور بہت سے اصول کے مخالف ہوتی ہے - اور محاربون کا ایمان اور اعمال صالحہ کہان
گئے - ایمان اور اعمال صالحہ پر اعتماد سبب تبرا کے مانع ہین - غرض حدیث مذکور قابل تاویل ہے
اور الحاصل اسکی حقیقی معنی مراد نہین ہے - ان آیات قطعیہ کی معارض ہو سکتی نہین جو عموم مہاجرین
و انصار کے حق مین اور بالخصوص ازواج مطہرات اور پیغمبر بزرگوار کے حق مین وارد ہوئین ہین بل
بہرحال امام وقت کے ساتھ جنگ کرنا بغاوت ہے اور بغاوت فسق ہے نہ کفر - اور شبہے یا تاویل
کی سبب سے ہو تو فسق بھی نہین بلکہ خطاے اجتہادی ہوتی ہے - جب اس بحث مین شیعہ کے کلام
کا جواب معلوم ہوا اب ضرور ہوا کہ اس مسئلہ مین اہل سنت کا مذہب بھی مذکور ہووے - جاننا چاہئے کہ
حضرت امیر کی مخالفت امامت اور میراث پیغمبر کے باب مین اور ہبہ تمام ہونے مین قبض کے آگے اور تقسیم
خمس اور متعۃ الحج وغیرہ فقہ کے اجتہادی مسئلون مین جو بعضے صحابہ سے ہوئی اصلا کفر نہین بلکہ معصیت
بھی نہین ہے کیونکہ حضرت امیر بھی مجتہدین اصحاب سے ایک مجتہد تھے - مجتہدین کو مسائل اجتہادیہ مین ایکدیگر
کا خلاف جایز ہے - اور ہر مجتہد ماجور ہے - اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والا بغض و عداوت کی راہ سے
علماے اہل سنت کے پاس بالاجماع کافر ہے - اور یہی ہے انکا مذہب خوارج اور اہل نہروان کے باب
مین - اور حدیث حربک حربی انکے پاس اسی جنگ پر محمول ہے لاکن اسجگہ بھی لزوم کفر ہے نہ التزام -
پس مرتد کا اطلاق ان پر ہو سکتا نہین - جب خوارج کا شبہہ بہت ہی بے مغز اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ
اور پیغمبر کے احادیث متواترہ کے مقابل ہے ان کے اعتذار کا موجب بھی ہو سکتا نہین - پس خوارج اہل سنت
کے پاس احکام آخروی مین کافر ہین ان کے واسطے مغفرت کی دعا نہ کیا چاہئے - اور انکے جنازے پر
نماز نہ پڑھا چاہئے و علی ہذا القیاس اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والے جو بغض و عداوت سے نہین بلکہ شبہہ

فاسد اور تاویل باطل سے کیا ہے چنانچہ اصحاب جمل و اصحاب صفین ۔ پس اپنی خطاے اجتہادی اور بطلان اعتقادی میں مشترک ہیں ۔ فرق یہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کی یہ خطا سے اجتہادی اور فسق اعتقادی طعن و تحقیر کی مجوز نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ ان کی مدح و ثنا میں وارد ہیں اور اسلام کی سبقت اور حضرت کی قرابت اور انکا نسبی و صہری علاقہ جو حضرت کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت موسی کے نبی ہیں ان کی عصمت اور نبوت ثابت بر نصوص قطعیہ قایم ہیں ان کی طعن و تحقیر سے مانع ہیں اسباب میں جو انہوں نے اپنے برادر حضرت ہارون کے ساتھ جلدی اور بے تاملی سے پیش آئے ۔ وہ سب للہ و فی اللہ تھا نہ ہواے نفسانی و نزغ شیطانی سے حاشا جنابہ من ذلک اور اصحاب صفین میں جب یہ باتیں بالقطع ثابت نہیں تو توقف اور سکوت لازم ہے نظر کرتے عموم آیات و حدیث پر جو صحابہ کے بلکہ جمیع اہل مومنین کے فضایل پر اور شفاعت اور نجات اور عفو الہی پر دلالت کرتے ہیں ۔ ہاں جب ہم کو بالیقین معلوم ہووے کہ جماعت شام سے جسنے حضرت امیر کے ساتھ بغض و عداوت رکھے تا بحدیکہ اس جناب کی تکفیر یا لعن یا دشنام اپنی زبان پر لاوے ۔ بالیقین ہم اس کو کافر جانینگے ۔ جب یہ بات ابتک روایت معتبرہ سے ثابت نہوئی اور ان کا اصل بالیقین ثابت ہے ہم تمسک اصل کے ساتھ رکھتے ہیں بالجملہ اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس نے حضرت امیر کی تکفیر کرے یا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور ورع و تقوے کے آپکو لایق خلافت نجانے یا اس جناب کے بہشتی ہونے کا انکار کرے وہ بلاشک کافر ہے جب یہ باتیں خوارج اور اہل نہروان کے حق میں قطعاً ثبوت کو پہنچے بلاشبہ انکو کافر کہتے ہیں ۔ جب دوسروں سے ہرگز ثابت نہوئیں اسلئے ان کی تکفیر نہیں کرتے ہیں ۔ یہ ہے تنقیح مذہب اہل سنت کی اسباب میں اور موافق ان کے اصول کے ۔ کیونکہ اس بات پر اجماع رکھتے ہیں کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے ۔ حضرت امیر کے ایمان کا علو درجہ اور بہشتی ہونا آپ کا اور خلافت پیغمبر کی لیاقت رکھنا اس جناب کا احادیث صحیحہ بلکہ قطعی آیات متواترہ سے ثابت ہے پس منکران امور کا کافر ہے اور محاربہ ان کے ساتھ شامت نفس اور حب جاہ کے سبب یا تاویل باطل اور شبہ فاسد کی جہت سے فسق عملی ہے یا فسق اعتقادی نہ کفر اس اصل میں متفق ہیں پس اس حکم میں بھی چاہئے کہ متفق رہیں و باللہ التوفیق

ہجرت سے چالیسوین سال کے وقایع امیر المومنین

حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت لکھتے ہیں کہ واقعہ
نہروان کے بعد خوارج سے تین شخص پہلا عبدالرحمن ابن ملجم مرادی - دوسرا برک بن عبداللہ
التمیمی - تیسرا عمرو بن بکر السعدی مکہ معظمہ میں جمع آکے باہم ملاقات کی اور ملکوں کے عاملوں کے
عیوب اپنی زبان پر لاکے نہروان کے کشتگوں کی تعریف و توصیف بیان کی اور اپنی ایک
آنکھوں سے پانی نکالا آخر یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ تین شخص کو قتل کر دیں تو لوگوں کو راحت ہوگی
یعنے علی ابن ابیطالب - اور معاویہ بن ابی سفیان - و عمرو بن العاص - ابن ملجم ملعون نے کہ اہل
مصر سے تھا کہا کہ میں علی مرتضی کو قتل کرتا ہوں اور برک بن عبداللہ نے کہا کہ میں معاویہ کو
مار ڈالتا ہوں - اور عمرو بن بکر نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کے شر کو دفع کرتا ہوں پس تینوں نے
اپنی شمشیروں کو مسموم کیا اور یہہ قرار دیا کہ رمضان کی فلاں شب میں تینوں کو قتل کر دیں - اس
عہد و پیمان کے بعد وے تینوں نکلے - ابن ملجم کوفے کی طرف روانہ ہوا اور برک دمشق کی طرف
اور عمرو مصر کے جانب - جب ابن ملجم کوفے میں آیا ایک خارجیہ عورت کا عاشق ہوا اسکا قصہ
عنقریب آویگا اس قحبہ نے اور دو شخص کو اسکے معاون ٹھہرا کے اسکو جناب امیر کے قتل کی ترغیب دی
پس وہ تینوں ملعون کوفے میں مقرری شب کے منتظر بیٹھے - اور برک بن عبداللہ دمشق میں رمضان کی اسی
مقرری شب میں ہوا ایک روایت سے سترھویں تھی قابو پا کے معاویہ پر شمشیر چلائی لاکن اسکا ضرب زیادہ کارگر نہوا
اور برک کو لوگوں نے پکڑ لیا - جب وہ ماخوذ ہو گیا معاویہ سے کہنے لگا کہ تجھے ایک بات کی خبر دیتا ہوں
کہ جس سے تجھے خوشی حاصل ہو معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے جواب دیا کہ میرا برادر ابن ملجم نے آج کی ہی شب
علی مرتضی کو قتل کیا - معاویہ نے کہا کہ شاید یہہ صورت اس کو بھی ہاتھ نہ دی ہو پس حکم کیا کہ برک کو مار ڈالیں
معاویہ کے سرہنگوں نے اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان کو کاٹ کے ڈال دیا سو وہ بہت بری وجہ سے
موا - معاویہ نے جو زخمی ہوا تھا ایک طبیب کو بلوا کے علاج کروایا - جب صحت حاصل ہوئی حکم کیا کہ مسجد میں
ایک مقصورہ باندھیں - جب مقصورہ تیار ہوا چند معتمدوں کو ہمراہ لیکے اس میں نماز پڑھا کرتا اور ایک جماعت
تلواریں کھینچی ہوئی اسکی حراست و حفاظت کرتی تھی - اور عمرو بن بکر جب مصر پہنچا قابو ڈھونڈھ رہا تھا اتفاقاً
اسی شب عمرو بن کو درد شکم پیدا ہوا سو مسجد کو نہ آسکا - بنی عامر سے ایک شخص کو نائب بنا کے بھیجا تا امامت
کرے - جب وہ داخل مسجد ہوا عمرو بن بکر نے جو مسجد میں چھپا تھا اسپر تلوار چلائی پھر اسنے سر نہ اٹھا

اور مسجد میں ایک غل ہوا اور کہنے لگے کہ اے ظالم یہ امیر نہیں تھا تو نے اس کو قتل کیا۔ اسنے کہا کہ اس میں میرا کیا گناہ کہ میں امیر کے سوا دوسرے کو قتل کرنا نہ چاہا۔ اور حضرت علی کی شہادت کا قصہ یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ جب آپکی رحلت کے ایام قریب ہوے کبھی حضرت امام حسن کے گھر رہتے اور کوی شب حضرت امام حسین کے مکان میں۔ اور کبھی عبداللہ بن جعفر طیار کے یہاں جو داماد خاص اس جناب کے تھے افطار کرتے تھے اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے اور فرماتے تھے کہ میں چند شب کا مہمان ہوں اور چاہتا ہوں کہ خالی شکم اللہ تعالی کی درگاہ میں جاؤں۔ روایت ہے کہ انہیں ایام میں ایک روز حضرت علی نے سبط اکبر حضرت امام حسن سے فرمایا کہ مجھے آجکی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت بابرکت نصیب ہوی۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا مصیبتیں اور کدورتیں پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان پر دعا کر میں نے دعا کی اللھم ابدلنی منھم خیرا لی منھم وابدلھم بی شرا لھم منی یعنے الہی مجھے انسے بہتر لوگوں کی صحبت سے مشرف کر اور میرے سے ایک بدتر کو ان پر مسلط۔ آپ کی دعا درجہ اجابت کو پہنچی کہ انہیں دنوں آپ کی شہادت ہوی۔ مروی ہے کہ اپنی آخر ایام حیات میں جناب امیر نے ایک روز حضرت امام حسن سے پوچھا کہ اس مہینے سے کتنے روز گذرے ہیں کہا پندرہ روز اور حضرت امام حسین سے دریافت کی کہ اس مہینے سے کتنے روز باقی ہیں کہا کہ پندرہ روز۔ یہ سنکے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ میں اور پانچ روز تمہارا مہمان ہوں۔ اور آپکی ایک کنیز سے منقول ہے کہ دوشنبے کی شب میں میں نے حضرت علی کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا اوس وقت آپنے اپنی محاسن شریف کو اپنے مبارک ہاتھ میں لیکے فرمایا واے اس محاسن سفید پر کہ جمعے کی شب سرخ ہوگی القصہ ان دنوں جناب امیر سے ایسے کلمات اور خرق عادات کثیر ظہور میں آئیں۔ غرض جب رمضان کی انتیسوں شب جو شب جمعہ تھی حضرت امیر نے اپنی عادت معہود کے موافق صبح کی نماز کے لئے مسجد کا قصد کرکے نکلے آپکے دولت سرا میں جو بدق اور تاض تھے آپ کو گھیر لیکے مچلیں تو ایک شخص نے انکو ہانکنے لگا آپنے فرمایا کہ انکو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ ہمنے وداع کرتے ہیں۔ پھر مسجد کے طرف رونق افزا ہوے۔ جب مسجد میں قدم رکھا وہ تینوں ملعون جو مسجد میں چھپے ہوے تاک لگائے کھڑے تھے انسے ابن ملجم لعین نے اس جناب کے سر مبارک پر تلوار چلائی اسکی شمشیر اسمقام پر لگی کہ جنگ احزاب میں عمرو بن عبدود کی تیغ آپکے سر مبارک پر لگی تھی جیسا مخبر صادق نے خبر دی تھی

ولیساہی خون اس مبارک سے روان ہوا اور محاسن شریف رنگین - اور وہ ملعون وہان سے بھاگا جب وہ
جیسا یہ زخم ہوا سب تہرمین ایک غل ہوا اور خلق کثیر جمع آئے - اور ابن ملجم ناہنجار کی جستجو مین پڑے
اور وہ ملعون سے وہی برہنہ تلوار ہاتھ مین لیا ہوا دہشت زدہ کوفے کی گلیون مین دوڑتا پہرتا تھا
لوگون نے جب اس کو پکڑ کے جناب خلافت پناہ کے حضور مین لے آیا آپنے اس کی طرف متوجہ ہوکے
پوچھا کہ اے دشمن خدا کیا تجھ پر میرے احسانات ثابت نہین تھے کہان - پھر فرمایا کہ کیا چیز تجھے اس امر
پر باعث ہوی - اس ملعون نے اپنا قصہ بیان کیا - پس جناب ولایت مآب نے حضرت امام حسن کو
وصیت کی کہ ابن ملجم کو نگاہ رکھنے اور اس کو آب و طعام دیا کرے - اور فرمایا کہ میں رحلت پاؤن تو
اسکو ایک زخم سے زیادہ نہ مارو - اور بھی وصیتین فرمائین - جب وصایا سے فراغت حاصل ہوئی
زبان مبارک ذکر الٰہی مین کھولا کلمہ طیبہ کی تکرار کرنے لگے آخر رمضان کی اکیسوین کو آپ کی روح
مقدس اس عالم فانی سے طرف اعلیٰ علیین کے پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون صاحب
تفسیر عزیزی نے سورہ شمس کی تفسیر مین لایا ہے - اب یہان پر جان لیا چاہئے کہ حدیث صحیح مین
جو امام احمد کی مسند اور دوسرے معتبر کتابون مین آئی ہے وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بارہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ کچھ تمکو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بدبخت پچھلی
امتون کا کون شخص ہے اور اس امت مین زیادہ بدبخت کون ہے حضرت علی نے عرض کی کہ مجھکو معلوم نہین
حضرت نے فرمایا کہ بڑا بدبخت اگلی امتون کا ایک سرخ رنگ ثمود کی قوم سے تھا جسنے قدار بن سالف کہ حق تعالےٰ
کی اونٹنی کے پانوں کو پیچھے ماری تھین اور اس امت کا بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو تیرے سر پر تلوار ماریگا اور تیری داڑہی
اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا - قدار بن سالف ملعون نے اونٹنی کا مارنے کا
قصہ مختصر یہ ہے کہ جب صالح علیہ السلام نے ثمود کی قوم کو دعوت کرنے لگے اس قوم کا ایک سردار نے
حضرت صالح کو عاجز کرنیکے لئے اسنے ایسا معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ سے ایک اونٹنی کو نکالے
جسنے کی گابھ رہے اور وہ پتھر سے نکلنے کے بعد ہمارے روبرو بچہ جنے - حضرت صالح نے
پروردگار کی قدرت سے یہ بات کچھ دور نہین - اگر مین ایسی اونٹنی پتھر سے نکالون تو کیا تم
ایمان لاؤ گے انہون نے اقرار کیا کہ ہان - پس صالح علیہ السلام نے ان لوگون کو جو ایمان لائے تھے
لیکے اس پہاڑ کے پاس تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مین مشغول ہوئے اور

کہ تم آمین کہو۔ اور قوم ثمود کے سردار معہ فوج لشکر کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے۔ یکایک قدرت سے
اس قادر توانا کے اس پہاڑ کے پشتے سے جانور چلانے کی آواز آنے لگی جس طرح جانور جننے کے وقت آواز
کرتا ہے یہان تک کہ وہ پشتہ شق ہوا اور اس سے ایک اونٹنی جیسی انہون نے طلب کی تھی نکلی اور جنگل مین
چرنے لگی۔ اور ایک ساعت کے بعد اس کو بھی دردزہ شروع ہوا وہین ایک بچہ جنی قد و قامت اور
شکل و صورت مین وہ بھی اپنی مان کے برابر تھا۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی سب کے سب پکار اٹھے کہ صالح کا معبود بڑا
قادر ہے۔ اور جندع بن عمر چھ ہزار آدمیون سمیت ایمان لایا اور حضرت صالح کے قدم پر گر کے پچھلے تقصیرون
کی معافی چاہی۔ اور دوسرے سردار اور انکے تابعدار ایمان سے محروم رہے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا
کہ تم خلاف عہد کیا اب اللہ تعالی سے بہت ڈرو اور اوس اونٹنی کی اور اوسکے بچے کی تعظیم پیش نظر رکھو
اور کسیطرح اسکو رنج نہ دو جب تک یہ اونٹنی اور اس کا بچہ تمہارے مین رہیگا تم پر عذاب نہ آویگا۔ اس
اونٹنی کی خاصیت یہ تھی کہ سب جانور اہلی اور جنگلی اسکو دیکھنے سے خوف کھا کے بھاگتے اور جس جنگل
مین وہ چرتی کوئی دوسرا جانور قدم نہین رکھ سکتا تھا۔ اور شام کے وقت جب شہر مین آتی سب شہر والون
نے اپنے برتن لا کے اسکے دودھ سے بھر لیتے اسکا دودھ تمام شہر والون کو کفایت کرتا تھا غرض
جب اسکے خوف سے دوسرے جانور جنگل مین جا نہین سکتے تھے آخرکار لوگ جو جانور رکھتے تھے تنگ
آگئے حضرت صالح کے جناب مین شکایت لائے تب حضرت صالح نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک روز تم
اپنے جانور چھوڑو ہم اونٹنی کو بند رکھین گے۔ اور ایک روز ہم اونٹنی کو چرا لیتے ہین تم اپنے جانورون کو
بند رکھو۔ ایک مدت اسیطرح گذری۔ ایسے مین ایک شخص اسی قوم کا قدار بن سالف نام مشورہ پشت
کوتہ گردن چار شانہ مان باپ کو رنج دینے والا ایک فاحشہ عورت کا عاشق ہوا اس کا نام غیزہ تھا خوبصورتی
اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی مین مشہور تھی۔ چندروز اسکے یہان جاتا آتا شراب خواری اور زناکاری
سے روسیاہ ہوتا آخر چاہا کہ اسکو اپنے نکاح مین لاوے تب اس قحبہ نے کہا کہ اگر مجھے نکاح
مین لانا چاہتا ہے اس اونٹنی کے کوچے مار دیجیئے کہ اس سے میرے جانورون کو رنج ہے اس
ملعون نے اس بات کو قبول کر کے اور سات شخص کو اپنے ہمراہ لے کے قابو مین تھا ایک روز اونٹنی
جب چراگاہ سے پھری شہر مین آئی تو قدار ناہنجار نے اسکی پیشانی پر مار کے اسکو زخمی کیا پھر اوسطرح سے
تلوارون سے مارنے لگے قدار نے پیچھے سے اسکے کوچے مارے پس وہ اونٹنی زمین پر گری اسکے

دوسرے کا حق تلف کرے - اور اس سے بھی زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان دونوں لذتوں کے
سبب سے بہت آدمیوں کے حقوق تلف کرے پھر حق بھی آپس میں مختلف ہیں بحیثیت دنیا کا حق کہ اسکا
تلف ہونا سہل اور آسان ہے آخرت کا حق تلف ہونے سے کہ اسکا تدارک بہت مشکل ہے - چوتھا
مقدمہ یہ ہے کہ آدمی پر تین حق بڑے اور عمدہ ثابت ہیں پہلا حق اللہ تعالیٰ کا جو اسکا پیدا کرنے والا
اور نعمت دینے والا ہے - اور کسی وقت اور کوئی آدمی اسکے احسان سے باہر نہیں ہوسکتا اور ہر کام
میں آدمی اسکی مدد اور مہربانی کا محتاج ہے اسیواسطے کوئی حق اور کسیکا حق اسکے حق کی برابری کر نہیں
سکتا - دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہے کہ اپنی زندگی اور موت میں انکا محتاج ہے اور ہر طرح
کی مدد کا انسے امیدوار - تیسرا حق اپنے نفس کا ہے اور اس حق کی حقیقت خوب ظاہر ہے کچھ حاجت
بیان کی نہیں ہے - پس سب بدبختوں سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان تینوں کو اپنے سبب شہوت کی عوض میں
تلف کرے سو یہ وصف اگلی امتوں میں سے قدار بن سالف میں تھا کہ اونٹنی اور جیسے کام کے واسطے ان تینوں حقوں کو
تلف کر ڈالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ کافر مرا اور دوزخ کا کندہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرا اپنے قوم
کے حق کو تلف کیا یعنے اسکے سبب سے سب حق تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوے کسی کا نام اور نشان باقی نہ رہا -
تیسرا حقتعالیٰ کا حق تلف کیا یعنے اس اونٹنی کو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے طرف منسوب کیا تھا اور ہدایت الٰہی صورت
تھی بلکہ رحمت اور عنایت الٰہی کے نزول کی سبب تھی اور بیت اللہ کی سی بزرگی پیدا کی تھی سو اس کم بخت نے اسکی
کونچیں کاٹیں اور ہلاک کیا اور اس امت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل یعنے ابن ملجم ویسا ہی بدبخت تھا
توضیح اس ابہام کی اور تشریح اس مقام کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے
کمال کی صورت تھی اور انکی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قوم ثمود کی ہدایت کے واسطے جو حقتعالیٰ کی عنایت متوجہ
ہوی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رسالت کا مرحمت کر کے اس قوم کی طرف مبعوث کیا تھا اور وہی
ہدایت ان کے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل ہو کے ان میں ٹھہری تھی اور قرار پکڑا تھا یہان تک کہ اس ناقہ کی
تعظیم اور اسکے حق کو ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الٰہی کے دفع کرنیکے
واسطے انکا دین قبول کرنیکے قایم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر اور ظاہر
ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مرتبے کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس معجزے سے ظاہر ہوتی
تھی اسیطرح سے وجود جسمانی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو ختم کرنے والا خلافت حقہ کا تھا

اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہدایت کا ذریعہ اور واسطہ تھا مگر گویا اور اس جناب کا قرب معنوی کی رشتہ میں اس واسطہ سے وارث آنحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت تھا اس وقت میں اسی ذات جامع الصفات میں منحصر تھی اسی واسطے حدیث شریف میں جو سوره بیت اللہ کے حق میں وارد ہے النظر الی الکعبۃ عبادۃ یعنی دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہے اور قرآن شریف کے حق میں وارد ہے کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن شریف کی طرف عبادت ہے اسیطرح حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں آپنے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا علی کے منہ کے طرف عبادت ہے سو اس وقت میں وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اسواسطے کہ اس وقت میں تشنگان امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی چشمہ فیاض سے سیراب ہوتے تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت میں بسبب جمع ہونے تمام صفات کمال بشری کے وہ ذات مبارک کفایت کرتی تھی ایسے وقت میں اشقی الاولین کو جو اس بدبخت ترین بدبختوں نے شہید کیا تو گویا ہدایت کے شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالی کے حق کو تلف کیا اور تمام امت کے حق کو بھی تلف کیا یعنے ایسی ذات کو جو اس وقت میں اپنا ثانی اور قایم مقام فضیلت اور بزرگی میں رکھتی تھی ہلاک کرکے تمام امت کو جھاڑو بے رسی کے مانند منتشر اور فوج بے سردار کی طرح پریشان کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کندہ دوزخ کا ہوا اور اپنی زندگانی کو برباد کیا اور سبب برائی اس بدبخت کو اسی شہوت کے سبب سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبداللہ بن ملجم مرادی تھا خارجی مذہب کوفے میں آیا اور ناگہان اسکی نظر ایک عورت خوبصورت پر جسکا نام قطام تھا پڑی۔ دل اور جان سے اسپر فریفتہ ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اور باپ اور بھائی اسکا نہروان کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے جہنم داخل ہوے تھے جب ابن ملجم کو اس کی ملاقات کا خیال دل میں پڑا اور خط کتابت اس مقدمے میں اس سے شروع کی اور آدمیون کو درمیان میں ڈالا تب اس عورت نے جواب میں یہ کہا کہ ایک میرا کام ہے اگر وہ تجھ سے ہو سکے اور تو اسکے کرنیکا اقرار کرے تو البتہ میں تجھکو قبول کرون اور اپنے تئین تیرے نکاح میں دون اور وہ کام یہہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون نے کہ مغلوب شہوت کا تھا اس بات کو اس ملعونہ کی قبول کیا اور اس کام کی تدبیر میں پڑا چنانچہ ایک تلوار ہزار درم کو خریدی اور اس کو زہر کے پانی سے بجھایا اور اپنے یارون

استکام کی تدبیر پوچھی اسکے یارون نے کہا کہ یہہ کام کچھ مشکل نہین ہے بہت آسان ہے اسواسطے کہ
حضرت علی کوئی نگہبان اپنے ساتھہ نہین رکھتے ہین اور اکیلے رات کو اندہیری مین مسجد کو جاتے ہین
کسی دن مسجد مین اندہیرے کے وقت چھپ رہ اور اپنا کام انجام کو پہنچا چنانچہ اکیسوین رمضان مبارک
کی صبح صادق کے وقت کہ ہنوز تاریکی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے مسجد شریف مین تشریف
لائے اور وہ ملعون ایک ستون کی آڑ مین مستعد اسی کام پر کھڑا تھا اور آپکی عادت شریف ایسی تھی
کہ مسجد مین سوے ہوے آدمیونکو تکبیر کی آواز سے بیدار کرتے تھے تاکہ وے سب اٹھکے طہارت
کرین اسی ارادے سے جونہین آپنے مسجد شریف مین قدم مبارک رکھا وونہین اس ملعون نے پیچھے سے
غفلت مین ایک تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑے اور اسکو پکڑکے قید کیا
ہرچند کہ زخم چندان کاری نہ تھا لیکن زہر کی تاثیر سے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان ظلمانی سے فردوس
برین کو انتقال فرمایا چنانچہ اکیسوین رات کو رمضان کی جسد مبارک کو نجف الحیرۃ مین جو ایک جگہہ کا نام
ہے کرکوفے مین مسجد جامع سے ایک فرسنگ پر حیرۃ النعمان کی راہ مین ہے وہان مدفون کیا اور آپکی
قبر کو بلند نہ کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھا تاکہ خارجی لوگ جو اس زمانے مین کوفے کی نواح مین بہت منتشر
تھے کچھ بے ادبی آپکے جسد مبارک سے نہ کرین اور یہہ قصہ سنہ چالیس ہجری مین واقع ہوا اور آپکی
شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قایم مقام اس رتبے کا نرہا یہی بات صحابہ نے
سمجھکے نہایت افسوس کیا۔ چنانچہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپنے خبر
شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی فرمایا کہ اب عرب جو چاہین سو کرین ایسا کوئی نرہا کہ انکو کسی
بد کام سے منع کریگا۔ اب جاننا چاہئے کہ صحابہ مین بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علماء اور وعظ
بہت موجود تھے اور آدمیون کو بد کامون سے بے محابا یعنے بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی
کی بنی امیہ یا دشاہون سے یا دوسرے سردارون سے لحاظ اور خاطر داری سچی بات کہدینے مین
نہ کرتے تھے لیکن ان کا امر و نہی مانند سمجھانے علماکے اور رہنمائی اولیاکے تھا نہ پیغمبرون کے حکم
مانند کو وہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پر ختم ہوگئی اسیواسطے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا نے یہہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اشقی ہونیکی
وجہ ظاہر ہوگئی کہ اس وقت مین تمام کمالات ولایت کے جو قایم مقام نبوت کے ہین اسی ذات مبارک مین

نقل کرتا ہے کہ کہا حسن اور حسین بہشت کے ناموں سے ہیں - جاہلیت میں عرب یہ نہیں جانتے تھے
وقال ابن المفضل ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بہما النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم ابنیہ اس شاہزادے کے ولادت باسعادت سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بڑی فرحت و بشاشت حاصل ہوئی - تولد کے ساتوین روز آپ ہی انکا نام رکھا - اور دو بکرون سے انکا عقیقہ
کیا اور سر مبارک منڈھوا کے انکے ہم وزن روپا خیرات کیا اخرج البخاری عن انس قال لم یکن احد
اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من الحسن بن علی بخاری نے انس سے نقل کرتا ہے
کہ کہا کہ حضرت کے ساتھ امام حسن سے زیادہ کوئی شباہت نہیں رکھتا تھا واخرج الشیخان عن البراء
قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والحسن علی عاتقہ وھو یقول اللھم انی
احبہ فاحبہ بخاری اور مسلم نے براء سے نقل کرتا ہے کہ کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ آپ کے دوش مبارک پر امام حسن تھے اور حضرت یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں
تو بھی اسکو دوست رکھ واخرج البخاری عن ابی بکرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم علی المنبر والحسن الی جانبہ ینظر الی الناس مرۃ والیہ مرۃ یقول ان
ابنی سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین بخاری نے ابی بکرہ سے لایا ہے
کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ منبر پر سوار تھے اور امام حسن آپکے گود میں تھے یعنے شاہزادے کو گود میں
لیکے بالائے منبر خطبہ پڑھتے تھے اور کبھی اس جگر گوشہ کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی لوگون کے طرف اور
فرماتے تھے کہ یہ میرا فرزند سردار ہے - قریب ہے کہ اللہ تعالی اس کے واسطے سے مسلمانون کی دو گروہ میں
صلح کر دیگا واخرج البخاری عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھما ریحانی
من الدنیا یعنے الحسن والحسین بخاری ابن عمر سے نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسن اور حسین میرے
دو ریحان ہیں دنیا سے واخرج الترمذی والحاکم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ ترمذی اور حاکم نے
ابی سعید خدری سے لایا ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن اور حسین دو سردار ہیں بہشتی جوانون کے - ایسے بہت
سے حدیثیں آئی ہیں - اس شاہزادے کے مناقب وفضایل حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں - انکی ذات مبارک
میں بڑا حلم و وقار تھا اور بڑا جود و کرم تھا اور فتنے کو بہت مکروہ رکھتے تھے - حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے نقل کی ہے

کہ امام حسن نے پچیس حج پیادہ کیا ہے ہین حالانکہ آپ کے ہمراہ رکاب گھوڑے رہتے ابن سعد نے علی بن زید
بن جدعان سے نقل کیا ہے کہ امام حسن نے اپنا سب مال دو بار اللہ کی راہ مین اٹھا دیا اور تین بار آدھا مال
بانٹ دیا یہان تک کہ ایک نعل دی اور ایک رکھا ۔ روایت ہے کہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت
کے روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفے کی مسجد مین بالائے منبر خطبہ پڑھا اور سب لوگون نے کمال
طوع و رغبت سے آپکے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اول جو سعادت بیعت سے مشرف ہوا قیس بن سعد بن
عبادہ انصاری تھا بیعت کے وقت کہنے لگا کہ مین بیعت کرتا ہون آپسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد کرنے پر ۔ امام ہمام نے فرمایا کہ مخالفون کے ساتھ جہاد و قتال اور
اس کے امثال کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مین داخل ہے تصریح کی حاجت نہین لوگون نے اس
کلام تقدس انجام سے استدلال کیا کہ اس امام عالی مقام کا ارادہ جنگ و جدال پر نہین ۔ غرض جب حضرت علی
کی شہادت اور حضرت امام حسن کے ہاتھ خلق کی بیعت کی خبر معاویہ کو پہنچی ضحاک کو اپنی نیابت دیکے
شام مین چھوڑا اور آپ ساٹھ ہزار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے عراق عرب کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا جب
حضرت امام حسن کو اسکے آنے سے آگہی ہوئی ۔ چالیس ہزار کا لشکر اپنے ساتھ لیکے کوفے سے کوچ کیا اور
منزلین طے کر کے دیر عبد الرحمن پر نزول فرمائے ۔ اور اس مقام مین حکم فرمایا کہ قیس بن سعد بارہ ہزار سوار لیکے
لشکر کے آگے جاوے ۔ ایکدن یہ [illegible] یہانتک پہنچے ۔ اس روز مین توقف
کیا تا جانورون کو آرام ہو کہتے ہین کہ ایک روز مجلس مین اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے فرمانے لگے کہ ایہا الناس
تم نے اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہین کہ صلح و جنگ مین میری متابعت کرینگے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ جسکی
قدرت کمال کا درجہ رکھتی ہے کہ مجھے کسیکے ساتھ بغض و عداوت نہین مشرق سے مغرب تک کسیکو نہ
پاوگے کہ اس سے رنج و کدورت میری خاطر مین ہو ۔ بلکہ جمعیت اور الفت اور سلامت اور اصلاح
ذات البین میرے پاس نہایت دوستر ہے تفرقے اور پریشانی اور دشمنی سے والسلام ۔ لوگ ان
باتون سے سمجھ لیئے کہ معاویہ کے ساتھ صلح کر کے ترک خلافت کرینگے ۔ یہ باتین سنکے خوارج
کی ایک گروہ ضلالت پژوہ نے اس امام ذو الاحترام کی تکفیر کی نعوذ باللہ منہا اور اس جناب پر ہجوم
کر کے آپکے لباس کو پارہ پارہ کیا ۔ اور جس فرش پر کہ تشریف رکھتے تھے اسکو غارت کیا اور آپکے دوش
مبارک سے چادر بھی کھینچی ۔ امام ہمام نے جب یہ حال دیکھا فرمایا لاحول ولا قوة الا باللہ ۔ اور اپنے

گھوڑے پر سوار ہوکے ندا کی کہ قوم ربیعہ و ہمدان کہاں ہیں ۔ وے ہر دو قبیلے حاضر ہوئے اور حمایت و حفاظت میں کمر باندھی اور اُن شریروں کا شر اس جناب سے دفع کیا پھر حضرت امام حسن وہاں سے مداین کے طرف روانہ ہوے ۔ اثناے راہ میں خارجیوں سے ایک شخص کہ جس کو جراح بن قبیصہ اسدی کہتے تھے قابو پاکے امام ہمام کی ران مبارک کو زخمی کیا تب عبداللہ بن حنظل و عبداللہ بن ظبیان نے اس ملعون کو قتل کر ڈالا ۔ پس امام ہمام رنجور ہوے اور مداین کے قصر ابیض میں نزول فرما کے اور جراحوں نے اس زخم کا علاج شروع کیا اللہ تعالی جلد شفا بخشا ۔ اس اثنا میں معاویہ نے انبار میں پہنچ کے قیس بن سعد کو جو حضرت امام حسن کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا محاصرہ کیا اور عبداللہ بن عامر کو مداین کی طرف روانہ کیا جب اس امام ہمام کو اسبات کی خبر ہوئی آپ اپنا لشکر ہمراہ لئے ہوے جنگ کا قصد کرکے مداین سے باہر نکلے ۔ جب ہر دو فریق کی ملاقات ہوئی عبداللہ بن عامر نے فریاد کی کہ اے اہل عراق میں معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہوں میں جنگ کرنا نہیں چاہتا ہوں معاویہ ایک لشکر کثیر کے ساتھ انبار میں نزول کیا ہے ۔ اب میرا سلام امیر المومنین امام حسن بن علی کو پہنچاؤ اور کہو کہ عبداللہ آپ کو اللہ تعالی کی قسم دیتا ہے کہ جنگ سے ہاتھ رکھو تا لوگ ہلاکت سے بچیں ۔ جب یہ بات عراق والوں نے سنی سست ہوے امام ہمام نے مداین کی طرف مراجعت کی اور عبداللہ بن عامر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں خلافت چھوڑ دیتے معاویہ کے ساتھ صلح کرتا ہوں مگر چند شرطوں کے ساتھ ۔ اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ امیر المومنین حسن مجتبی نے ساباط میں جنگ و جدال موقوف کرنا چاہا ۔ تب عبداللہ بن حارث بن نوفل کو جو معاویہ کا خواہر زادہ تھا وکالت دیکے معاویہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کیا کہ اگر تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرینگے اور زیردستوں پر شفقت رکھیں اور لوگ اپنی جان و مال کا امن پاویں تو خلق کی امر و نہی کی خدمت اور منصب خلافت تمہارے سپرد کرتا ہوں والا جنگ و قتال پر حاضر ہوں حتی یحکم اللہ بیننا وہو خیر الحاکمین معاویہ یہ سنکے بہت ہی خوش ہوے اور کہا کہ امام حسن کی زبان مبارک پر جو باتیں گذریں ہیں میں نے ان سب کو قبول کر لیا بلکہ اسکے سواے اور بھی کچھ فرماتے ہیں تو قبول کرتا ہوں ۔ عبداللہ نے کہا کہ امام حسن کہتے ہیں کہ تسلیم حکومت چند شرطوں پر موقوف ہی معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے عبداللہ نے جواب دیا کہ اگر تو آگے مر جاے ریاست امام حسن کے ہی طرف رجوع کرے ۔ دوسری شرط یہ کہ اپنی مدت العمر ہر سال پانچ لاکھ درہم

بیت المال سے انکو پہنچاتا رہے۔ دوسرا یہ کہ دار ابجرد اور فارس کا خراج سال بسال انہیں کو پہنچایا کرے
معاویہ سے کہا یہ شرطیں میں نے قبول کیں پس ایک سفید کاغذ پر اپنی مہر کرکے عبد اللہ کے تحویل
کیا اور کہا کہ امام حسن کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش کیجیے کہ میں نے اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت
کر دی ہے جو باتیں آپ چاہیں اس پر تحریر فرما دیں مجھے قبول ہے اور قریش کے چند سردار کو بھی عبد اللہ کے
ہمراہ کرکے روانہ کیا۔ جب عبد اللہ بن حارث اور روسائے اکابر قریش شاہزادے کی خدمت فیض درجت
میں حاضر ہوئے سب احوال ظاہر کیا۔ اور وہ شرط جو عبد اللہ نے اپنی طرف سے معاویہ کو لکھا تھا کہ تیری
رحلت کے بعد حکومت امام حسن کے ہی تفویض کیا جائے امام ہمام نے اسکو پسند نہ فرمایا اور
کہا کہ مجھے حکومت کی طرف ہرگز میلان نہیں۔ اگر اسکی خواہش ہوتی آج نہ جانے دیتا۔ پس اپنے کاتب کو صلحنامہ
لکھنے کا حکم کیا۔ اس کا مضمون یہی تھا کہ یہ صلح نامہ ہے درمیان حسن بن علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی
سفیان کے اس شرط پر کہ امر خلافت معاویہ کے تسلیم کیا گیا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ جب معاویہ کی موت
نزدیک پہنچے کسی شخص کو حکومت پر نصب نہ کرے بلکہ اہل شوریٰ کے حوالہ کریں تا اہل اسلام مصلحت وقت
کے مطابق جسکو مناسب جانیں خلیفہ ٹھہراویں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ سب اہل اسلام اسکے ہاتھ اور
زبان سے امن رہیں اور سب خلق اللہ کے ساتھ سلوک نیک سے پیش آوے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ حضرت
علی کے شیعہ اور متعلقین اور منتسبین کے ساتھ کسی طرح کچھ تعرض نہ کرے اور انکو رنج نہ پہنچا دے
اور معاویہ ان شرطوں کو وفا کرے [illegible] اور امام حسین اور انکے برادر [illegible] کے
ساتھ ظاہر یا پنہاں کوئی بدی نہ کرے اور کسی کو [illegible] اور تکلیف نہ کرے ان کو یا انکے متعلقین کو ضرر پہنچاوے
اور ان کے متعلقین [illegible] اطراف [illegible] سے جس جگہ کہ رہیں معاویہ [illegible] ان سے متعرض نہ
ہوں۔ اور [illegible] عبد اللہ بن الحارث بن نوفل اور عمر بن ابی سلمہ [illegible] گواہ ہوئے۔ پس امام ہمام کوفہ
کی طرف [illegible] اور قیس بن سعد بھی اپنی جگہ سے نکل کے کوفہ تک چلا آیا اور حضرت امام حسن
کی خدمت [illegible] اور معاویہ بھی اسی روز شام کا لشکر اپنے ساتھ لیکے وارد کوفہ ہوا [illegible]
[illegible] معاویہ نے کہا کہ امام حسین کو بھی بلوا دیں تاکہ وہ بیعت کریں تب انہیں
[illegible] کے لئے گیا۔ حضرت امام حسین نے ابا کیا اور اس مجلس میں حضرت امام حسن نے معاویہ سے فرمایا کہ
[illegible] کیونکہ اسکے پاس تیرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے اپنا قتل دوست تر ہے

معاویہ نے یہ بات سنی انکی بیعت سے درگذر کی قیس بن سعد بھی معاویہ سے بیعت کرنے پر راضی نہین تھا امام ہمام کے حکم پر طوعا وکرہا بیعت کی۔ غرض اسی مجلس مین حضرت امام حسنؑ معاویہ سے بیعت کرکے اپنی خلافت و ریاست اسکے سپرد کی۔ پھر منبر پر سوار ہوکے ایک خطبہ کمال فصاحت وبلاغت کے ساتھ پڑہا حمد و نعت کے بعد اس خطبے مین فرمایا کہ اے مسلمانو مین نے فتنے کو بہت مکروہ رکھتا ہون میرے جد امجد کی امت سے فتنہ وفساد دور کرنے اور مسلمانون کے جان ومال کو امان حاصل کرنیکے لئے مین معاویہ سے صلح کی اور اس حکومت کا کاروبار اسکو دے دیا۔ اگر یہہ حق اسکا ہی اس کو پہنچ گیا اگر میرا حق ہے مین اسکو بخش دیا۔ اسکے بعد معاویہ کو کئی وصیتین کرکے منبر سے اتر گئے۔ سبحان اللہ یہہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا جو ایک روز بالاے منبر فرمایا تھا کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالی اسکے واسطے سے مسلمانون کے دو گروہ مین صلح کر دیگا۔ غرض جب امام ہمام منبر سے اتر ے معاویہ نے حیران ومتعجب ہوکے کہنے لگا کہ یا ابو محمد آپنے آج ایسی چیز سے جوانمردی کی کہ آجتک کسی نے نہین کی۔ آپ کی دریاے جود وکرم کو نہایت نہین **ف** مخفی نرہے کہ امام ہمام نے جو معاویہ کے ساتھ مصالحت کی اور خلافت چھوڑدی حالانکہ اس وقت خلافت کا استحقاق آپ کی ذات بابرکات مین منحصر تھا۔ اور مخالف کی جانب مین بے استحقاقی ظاہر تھی اسکا سبب کچھ عجز وناتوانی کا نہین تھا نہ اسکی طرف مال ولشکر کی کثرت اور جنگ وقتال کی قدرت جیسی چاہئے ویسی موجود تھی بلکہ

اسکا سبب یہہ تھا کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا عَضُوْضًا یعنے خلافت کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہی پھر اسکے بعد بادشاہ گزندہ ہوگا۔ سو امام ہمام نے سوچا کہ خلافت کا زمانہ تو گذر گیا اب دورہ ظلم وبیدادی کا آپہنچا۔ اب ریاست کرون تو بھی جو مصلحتین کہ امامت مین ملحوظ ہین فوت ہو جائینگے پس ناچار اس وقت کی ریاست سے کنارہ لیا۔ اور اس وقت جو سیاہ و سپاہ کے لائق تھا وہ ریاست اس کے سپرد کیا اور اس مین یہہ مصلحت بھی منظور تھی کہ طرفین ... کی جنگ مین مسلمانون کی جان ومال کا جو نقصان کثیر ہوگا اس سے امن پذیر ہی اور امت محمدیہ مین اتفاق حاصل ہو۔ یہ کذا فی تحفہ اثنا عشریہ۔ نقل ہی کہ جب امام ہمام نے صلح کی حجر ابن عدی نے بہت ملول ہوا اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ کاش مین اس امر سے پہلے مرجاتا تو یہہ امر نہ دیکھا ہوتا۔ آپنے ہم کو اہل عدل کے زمرے سے نکال دیا اور اہل جور ومخالفت کے فرقے مین داخل کیا آپنے

ہماری بڑی ذلت [illegible] کا سبب ہوا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ای ابن عدی میں نے اس واسطے صلح کی
[illegible] آویں - پھر ابن عدی نے عبیدہ بن عمر کو ہمراہ لے کے
حضرت امام حسین کی [illegible] آکے اپنا [illegible] حال ظاہر کیا اور اس جناب کو جنگ و جدال پر ترغیب و
[illegible] معاویہ سے بیعت کر چکے اور عہد و پیمان درمیان
آ گیا پھر اسپر عہد شکنی [illegible] پیمان شکنی [illegible] وے بڑے بہت ہی محزون و ملول ہوئے لاعلاج صبر کیا
[illegible] اور سفیان [illegible] لیلی حضرت امام حسن کی پابوسی کے لئے مدینے کیطرف
گئے [illegible] آپکی [illegible] حاضر ہوئے [illegible] انکی خدمت میں بیٹھے تھے - [illegible] نے آپکی طرف متوجہ
ہوکے کہا السلام علیک یا مذل المؤمنین [illegible] نے فرمایا وعلیک السلام بیٹھے میں مومنوں کو ذلیل
کرنے والا نہیں ہون بلکہ [illegible] عزیز کرنے والا ہوں [illegible] میں نے معاویہ سے جو صلح کی اس سے میری غرض یہہ تھی کہ
تمہارے سے [illegible] جاویں اور میں نے یقین جانا کہ اگر میں نکروں [illegible] احباب تلف ہو جاینگے
اگر چہ [illegible] تم معاویہ سے جنگ کئی ہوتے آخر یہہ کام اسکی تقدیر میں [illegible] کرنا ضرور [illegible]
[illegible] کہ میں نے یہہ باتیں سنکے اٹھا اور حضرت امام حسین کی خدمت میں جاکے یہہ قیل و قال ظاہر کیا
آپنے فرمایا کہ ابو محمد [illegible] کیا حق اور مطابق صدق کے ہے کہ [illegible] معاویہ [illegible] ہر شخص اپنے
گھر بیٹھے [illegible] نہین [illegible] کہتے ہیں کہ یہہ [illegible] الاسل [illegible] واقع ہوئی
پھر چند روز کے بعد [illegible] امام حسن اپنے سب اہلبیت و احباب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف اور معاویہ شام کیطرف
روانہ ہوئے - جب امام [illegible] نے مدینہ پہنچے ایک شخص نے کمال [illegible] صلح کے باب میں آپکو
ملامت کی تو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خواب میں ظاہر کیا کہ بنی امیہ
[illegible] حضرت کے منبر پر آپ کے بعد [illegible] بندروں کی طرح کودتے ہیں - اور رعیت پر ظلم و ستم کرتے
ہیں یہہ بات حضرت پر نہایت شاق گذری سو بہت محزون و ملول ہوئے حق سبحانہ تعالی آپکو طمانیت کیلئے
[illegible] سورہ قدر نازل فرمایا - اس سورے میں ارشاد ہوا کہ ہم نے آپکی امت کو ایک رات ایسی دی ہے کہ ہزار
[illegible] اس شب کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے ہزار مہینوں سے مراد
[illegible] سلطنت کے ایام ہیں کہ جس کے اسی سال ہوتے ہیں - اور یہہ رات کئی طور سے دوسری راتوں
پر شرافت [illegible] رکھتی ہے [illegible] اول یہہ کہ تجلی الہی شام سے صبح تک اس رات میں بندوں کے حال کی طرف متوجہ

ہوتی ہے اور انکو قرب معنوی حق تعالیٰ کی جناب مین پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ فرشتون کا عالم اور ارواح کا عالم صلحاؑ اور عابدون کی ملاقات کو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور ان کے نزدیک ہونے کے سبب سے عبادتون کی کیفیت اور طاعتون کی حلاوت وہ ہی راتون کی عبادت اور حلاوت سے ہزارون درجے بڑھجاتی ہے۔ تیسری یہہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات کو لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر نازل ہوا ہے اور یہہ ایسا شرف ہے کہ نہایت نہین رکھتا چوتھی یہہ کہ پیدایش فرشتون کی بھی اسی رات مین ہے پانچوین یہہ کہ بہشتونکا آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہے۔ چھٹے یہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہے اور صحیح روایت مین آیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا کہ سالہاے سال جہازون کی ملاحی کی تھی۔ ایک روز اُن سے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات سے ایک چیز میرے تجربے مین ہے کہ میری عقل اوس سے حیران ہے وہ یہہ ہے کہ دریاے شور کا پانی سال مین ایک رات میٹھا ہوجاتا ہے عثمان بن ابی العاص نے اسے کہا کہ جب وہ رات آوے تو تو مجھکو خبر کرنا دیکھون تو کہ وہ کون سی رات ہے اور کیا بزرگی رکھتی ہے اس غلام نے ستائیسوین رمضان المبارک کی ان سے کہا کہ یہہ رات وہی ہے کذا فی تفسیر فتح العزیز۔ غرض حضرت امام حسن داخل مدینہ ہوے بعد دس سال زندہ رہے معاویہ نے ہر سال زر و مال حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت مین بھیجتا اور عزت احترام سے پیش آتا تھا جب صلحنامہ جو وہ شرط مرقوم تھی کہ معاویہ اپنے موت کے قریب یہہ حکومت اور کسیکو ندے یزید پلید کو جو معاویہ کا پور نارشید تھا یہہ شرط مضطر اور بے آرام رکھتی تھی۔ بہر صورت حضرت امام حسن کی ہلاکت چاہتا تھا آخر جعدہ سے ساخت کیا اور اس کو مال و زر کی طمع بتلا اسکے ہاتھ سے اس امام ہمام جگر گوشہ سید انام کو زہر دلوایا سو آپنے اسی صدمے سے بہت رنج و بیماری کھینچ کے رحلت فرمائی۔ آپکی رحلت کا بیان اس فقیر نے جو شرح سر الشہادتین مین لایا ہے بجنسہ یہان وہی نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت امام حسن کی وفات کا بیان

سبب رحلت کا اسکے ای کرم	وہی تھا آہ جعدہ جو دیے سم	تھی بیٹی اشعث ابن قیس کی وہ	دیا اغوا یزید اسطرح اسکو
حسن کو زہر گر آب دیویگی تو	میرے پیسے مال و زر لیویگی تو	نکاح اپنا کرونگا مین تیرے سے	تو پاویگی بڑی ثروت میرے سے
سو جعدہ آخرت کو بھول جاکر	بطمع و مال فانی پھول جاکر	چبائی خار و پیسے پھول کو وہ	وہی ہے زہر اوس مقبول کو وہ
اٹھا کے رنج و بیماری چہل روز	ہوا خلد برین کو رونق افروز	سو جعدہ بیوفا زشت انجام	وہ ملعون پاس تب بھیجی ہے پیام
کیا تا وعدہ کرے اپنا وفا وہ	کہا اس بیوفا کو پر جفا وہ	کہ رہنے سے حسن کے پاس تیرے	کبھو تہارے ہم راضی نہین تھے

انہوں کی والدہ کا نام اطہر	نہیں دیکھا کتابوں میں محرر	جو تھا اسکا پسر حسن الاشرف	وہ تھا والد حسین ابن علی کا
وہ زوجہ تھی [illegible]	یہی بہتر ہے نزدیک فقیر یقین	وہی محقق ہیں اسکے اوپر	محقق سنی و شیعہ کے [illegible]
ولیکن بعضے شیعہ [illegible]	ہے اس امر میں سب کے مخالف	اتھا وہ کربلا میں ساتھ عم کے	ہوا قیدی بھی ساتھ اہل حرم
تھی اسکی عمر [illegible]	کیا رحلت بحکم رب متعال	پسر جو زید تھا اس کا مکرم	الکنیت اسکی ہے ابو الحسن اکرم
[illegible] برس سال	[illegible] خیر الحال	[illegible]	تحیات و سلام رب اکبر

جاننا چاہیے کہ [illegible] کتاب میں عشرہ مبشرہ سے خلفاے اربعہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور زبیر و طلحہ کا احوال آچکا - باقی رہے دو صحابی یعنے عبد الرحمن بن عوف و سعید بن زید اب انکا احوال مختصر بھی لکھ کے ختم کیا جاتا ہے تا یہ کتاب مطابق عشرۃ المبشرہ کے احوال اور ان کے مناقب اجلال کو شامل رہے

عبد الرحمن بن عوف کا احوال

انکی کنیت ابو محمد ہے [illegible] اور قبیلہ بنی زہرہ سے
بنی زہرہ عظما سے قریش سے ہیں - انکا نسب حضرت کے ساتھ کلاب میں ملتا ہے -
[illegible] اصحاب [illegible] عشرہ مبشرہ و اصحاب بدر سے ہیں - اور ان [illegible]
امر خلافت کو ان کی [illegible] رکھا تھا - اور وہ صاحب ہجرتین اور عمدہ اصحاب سید الکونین سے ہیں -
جانا چاہیے [illegible] پر ہیزگار [illegible] کیا تھا اور بڑی شجاعت و سخاوت سے موصوف تھے جنگ احد میں [illegible]
[illegible] زخم لگے تھے با وجود صف میدان میں ثابت قدم رہے - خبر ہے کہ ایک دن خالد نے ان کے ساتھ سخت بات
کہی حضرت نے برہم ہو کے فرمایا کہ میرے یاروں سے تعرض مت کرو اور ان کو دشنام نہ دو - قسم ہے اللہ تعالے
کی اگر تم کوہ احد برابر سونا راہ خدا میں خرچ کروگے ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کو نہ پہنچیگا - اور حدیث شریف میں
آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس نے میرے ازواج کی خبر گیری کرے وہ صدق اور نیکی سے متصف ہوگا - اسیواسطے
عبد الرحمن بن عوف حضرت کے بعد آپکے ازواج مطہرات کے بہت خدمت گذار تھے - ہر سال ان کو حج بیت اللہ
کے لئے [illegible] اور لباس [illegible] میں مبلغ خطیر خرچ کرتے تھے - اور مدینہ طیبہ میں ایک بہتر باغ خرید کر کے اسکو
امہات المومنین پر وقف کیا تھا - بی بی عایشہ صدیقہ نے فرماتی تھیں کہ اللہ تعالی اسکو جنت کا سلسبیل پلاوے
ہم ازواج رسول اللہ سے بہت سے احسانات کئے ہیں - اور روایت ہے ایکبار حسنین کریمین بھوکے ہوئے
حضرت نے انکو دیکھ کے فرمایا کہ کون ہے کہ اب ان کو کھلاوے تب عبد الرحمن بن عوف نے جا کے جلد ایک
[illegible] ستو اور دو نان لے آئے - حضرت نے بہت خوش ہو کے فرمایا کہ اللہ تعالی تیرے دنیا کے سب کام کر دیوے

اور تیری آخرت کے سب کامون کے لئے مین ضامن ہون اور کئی باران کو حضرت نے جنت سے بشارت دی ہین۔ اور ایک سفر مین حضرت نے صبح کی ایک رکعت مین انکا اقتدا کیا یہہ شرف کسی صحابی کو نہ ملا اور حضرت نے انکے حق مین برکت کی دعا کی اسلئے اللہ تعالی نے ان کے مال مین بڑی ترقی دی روایت ہے کہ ایکبار حضرت کے حضور مین امور دینیہ مین خرچ کرنے کے لئے چہار ہزار دینار حاضر کئے۔ اور ایک روز چالیس ہزار درہم اور ایکبار چالیس ہزار دینار لے آئے اور تین ہزار غلامون کو لِلّٰہ آزاد کر دیا اور بہت سے باغ وقف کئے اور بہنا روپا حد سے زیادہ اور پانسو گھوڑے خیرات کئے ان کی تجارت وجہ حلال سے تھی اللہ تعالی اس مین نفع کثیر دیا تھا اور اپنے مرض الموت مین وصیت کی کہ صحابہ بدر سے ہر صحابی کو چہار دینار دین اور ازواج مطہرات کو بھی بہت مال دیا۔ کہتے ہین کہ اس وقت بدریان سو تھے ان سب کے حصے پہنچگئے حضرت عثمان اور حضرت علی نے اپنے حصے لیکے انکی ثنا کی اور عمر فاروق نے کہا کہ وہ دین کے سرداروں سے ایک سردار ہے باوجود اس اخراجات و خیرات کثیر کے جب ان کے ترکے سے ان کی بی بیون کو آٹھوین حصہ ملا چہار بی بیان تھین ہر بی بی کو تین لاکھ بیس ہزار دینار آئین ہجرت کے بتیسوین سال انکی رحلت ہوی تب انکی عمر پچہتر سال کی تھی رضی اللہ تعالی عنہ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا احوال

حضرت عمر کے چچیرے بھائی اور بہنوئی ہین اور سابق اسلام سے ہین سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ رہے بجز جہاد بدر کے جہاد بدر مین حاضر نہین تھے حضرت نے انکو طلحہ کے ساتھ بھیجے تھے جب وہان سے مراجعت کی حضرت نے انکو بدر کا حصہ دیا بس وہ بدریون مین داخل ہین اور حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی اور وہ فضلاے صحابہ سے ہین اور انکی کرامتین مشہور ہین اور کتب مین مسطور۔ ایک عورت نے کہ جس کا نام اروی تھا ان پر آکے زمین کا جھوٹا دعوی کیا سعید نے دعا کی الٰہی اگر یہہ اپنے دعوے مین جھوٹی ہو تو اسکو نابینا کر دے اللہ تعالے نے ان کی دعا کو قبول کیا اور وہ عورت نابینا ہو گئی۔ ایک روز کہین جاتی تھی اسکا پیر پھسل کے ایک چاہ مین گر پڑی اور مر گئی مدینہ مین قصہ ہر صغیر و کبیر امیر و فقیر مین مشہور ہو گیا سن اکاون ہجری مین سعید کی رحلت ہوی اور انکی عمر بہتر سال کی تھی سعید ابن جبیر نے لکھا ہے کہ چار و خلفاء اور طلحہ اور زبیر اور سعد و سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ مین عبد اللہ سے مروی ہے کہ کوفے مین ایک عامل آیا تھا ایکدن اس نے بالاے منبر حضرت علی کی جناب مین کچھ ناسزا کہا سعید بھی مسجد مین تشریف رکھتے تھے میرے طرف متوجہ ہوکے کہنے لگے کیا تو دیکھتا نہین کہ یہہ ظالم نے حضرت علی کی جناب مین کیا بے ادبی کرتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ وہ نوون اصحاب کہ ن

ہین سعید نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و زبیر و طلحہ سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و عبد الرحمن بن عوف پھر ہین نے پوچھا کہ دسوان کون ہی سعید نے یہہ سنکے توقف کیا پھر مین پوچھا کہ دسوان کون ہی تب کہا کہ مین ہون اور حدیث صحیح متواتر سے یہہ دس اصحاب کرام کی بشارت ثابت ہے۔

اختتام این کتاب فرخ فرجام ۔ و مناجات بدرگاہ رب الانام جل جلالہ و عم نوالہ

شکر للہ یہہ روضۂ رضوان — دور جس سے سدا ہی باد خزان — شکر للہ یہہ فیض کا گلزار — ہر چمن جسکا ہی ہمیشہ بہار

شکر للہ یہہ گلبن شاداب — کہ نسیم مناقب اصحاب — جس سے بہتر ہی ہر طرف دوام — عطر پرور ہی جس سے جانکی مشام

شکر للہ یہہ گلشن انور — گل غنچے ہین جسکے تازہ و تر — شکر للہ یہہ رسالۂ خوب — سینون کے قلوب کا مرغوب

شکر حق یہہ کتاب فیض انتساب — نام جسکا حدیقة الاحباب — حسن انجام کا لئی ہی بہار — اس سے رخشان ہین ختم کے انوار

لیلة القدر تھی مہ رمضان — بست و ہفتم شب جمعہ کی جان — سال ہجرت سے یکہزار و دو صد — اور انسٹھ پہ تھے اسے ارشد

ہی یہہ ایسی کتاب فیض مآب — کہ ہی ہندی مین آجتک نایاب — فارسی مین بھی ہی بہت کمیاب — نہ دسی غیر روضة الاحباب

اور اس سے بھی یہہ مفصل ہے — اور مبسوط ہی مطول ہے — اس مین ہینگے حدیث اور آیات — شرح و تفسیر ترجمے کے ساتھ

اور شیعہ کے طعن کے بھی جواب — دیکھ اسمین لکھے گئے بصواب — اور بعضے مناقب اصحاب — جو نہ آئے روضة الاحباب

دیکھئے اسمین ہین لایا ہون — معتبر جو کتب مین پایا ہون — جو حدیثون سے ہی کما ہی ہو — قدر اسکی اسی سے ظاہر ہو

غرض اس فن کے سب کتابون مین — بس یہہ ایسی کتاب ہی جو چین — ہی ستارون مین جسطرح مہتاب — کتب معتبر کی لب لباب

ایسی تالیف وہ خدا قدیر — اب ہی کروایا زین فقیر حقیر — ایسا وہ خالق یگانہ ہی — ایسا وہ قادر توانا ہی

کرے ذرے سے آفتاب نمود — کرے قطرے سے بحر ایک موجود — یہہ کرشمہ ہی اسکی قدرت کا — نہین شرہ ہی میری طاقت کا

کیون ادا ہو وی شکر این احسان — ہر سر مو کو گر ہو لاکھ زبان — یا الہی تو آب کرم سے ترے — عنایت رحمت اعم سے ترے

کیجیے اس کتاب کو مقبول — از طفیل رسول و آل رسول — اور حرمت سے اسکے یارون کے — اسکے سب جان نثارون کے

تمت